لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

سیرت و سنت سید المرسلین ﷺ کا انمول گلدستہ

سُنَن الدّارمی

الهداية - AlHidayah

تالیف

ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن التمیمی الدارمی المتوفی ۲۵۵ھ

ترجمہ و تحقیق

محمد الیاس بن عبدالقادر بن عبدالمجید

الهداية - AlHidayah

نام کتاب

سُنَنُ الدَّارمي

تالیف

أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن التميمي الدارمي المتوفى ۲۵۵ھ

ترجمہ وتحقیق

محمد الیاس بن عبد القادر بن عبد المجید

سعودی عرب

دار العلوم الندیه للنشر والتوزیع

س ت: ۱۰۱۰۲۰٤۸۷٦

فرع: مرکز الجامع التجاری شارع باخشب جده

معرض: ۰۲٦۳۳٦٦٤۰ فاکس: ۰۲٦۸۷٤٥٥۷

المكتب الرئيسي الرياض، حي الفيصلة

هاتف: ۰۱۲٤۲۳۱۲٦

مكتبه دار الفرقان، الرياض

هاتف: ۰۱-٤۳٥۸٦٤٦، ۰٥٦۳۰٦٤۷۳٦، ۰٥۰۷٤۱۹۹۲۱

مكتبه بيت السلام، الرياض

هاتف: ۰۱-٤٤٦۰۱۲۹، ۰٥۰٥٤٤۰۱٤۷، ۰٥۰۲۰۳۳۲٦۰

پاکستان

مکتبہ الکتاب: حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 0321-4210145

ڈیلرز

اسلامی اکیڈمی: الفضل مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-37357587

کتاب سرائے: الحمد مارکیٹ، اردو بازار لاہور فون: 042-37320318

نعمانی کتب خانہ: حق سٹریٹ، اُردو بازار لاہور فون: 042-37321865

مکتبہ اسلامیہ: غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور فون: 042-37244973

دار الکتب السلفیہ: اقرا سینٹر، غزنی سٹریٹ اُردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37361505

مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔ فون: 0321-4460487

ملنے کے پتے

اسلام آباد ▪ دار النور: 0321-5336844 ▪ المسعود اسلامک بکس: 051-32261356

▪ تجلیات طیبہ 051-35535168 ▪ الحرم (اسلامک بکس) 0300-322-4814274

کراچی ▪ فضلی بکس: 021-32212991 ▪ علمی کتاب گھر: 021-32628939

سیالکوٹ ▪ مکتبہ رحمانیہ: 052-34591911

فیصل آباد ▪ مکتبہ اسلامیہ: 041-32631204 ▪ مکتبہ اہل حدیث: 041-32629292

الفرقان ٹرسٹ
AL-FURQAN TRUST

[5]...... کتاب الحج ...... حج کے مسائل

[6]...... کتاب الاضاحی ...... قربانیوں کا بیان

[7]...... کتاب الصید ...... شکار کے مسائل

[8]...... کتاب الاطعمة ...... کھانا کھانے کے آداب

[9] ...... کتاب الاشربة ...... مشروبات کا بیان

[10]...... كتاب الرؤيا ...... کتاب خوابوں کے بیان میں

[11] ...... کتاب النکاح ...... نکاح کے مسائل

[12] ...... کتاب الطلاق ...... طلاق کے مسائل

[13] ...... کتاب الحدود ...... حدود کے مسائل

[14] ...... من النذور والایمان ...... نذر اور قسم کے مسائل

[15] ...... کتاب الدیات ...... دیت کے مسائل

[16] ...... **کتاب الجہاد** ...... کتاب جہاد کے بارے میں

[17] ...... کتاب السیر ...... سیر کے مسائل

[18]...... کتاب البیوع ...... خرید وفروخت کے ابواب

[19]...... کتاب الاستئذان ...... کتاب الاستئذان کے بارے میں

[20] ...... کتاب الرقاق ...... دل کو نرم کرنے والے اعمال کا بیان

[21]...... کتاب الفرائض ...... وراثت کے مسائل کا بیان

[22]...... كتاب الوصايا ...... وصیت کے مسائل

[23]...... کتاب فضائل القرآن ...... قرآن کے فضائل

حج کے مسائل

[1]..... بَاب مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ

جس کا حج کرنے کا ارادہ ہو وہ جلدی کرے

1822- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو الْفُقَيْمِيُّ عَنْ مِهْرَانَ أَبِي صَفْوَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ جلدی کرے۔

(تخریج) اس روایت کی سند جید ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۱۷۳۲) ابن ماجه (۲۸۸۳) احمد (۱/ ۲۲۵) بیهقی (۴/ ۳۴۰) الحاکم (۱/ ۴۴۸)۔

تشریح: ......ایک روایت ہے مسند احمد میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی: حج میں جلدی کرو تم میں سے کوئی نہیں جانتا

اس کو کیا پیش آ جائے، اور ابن ماجہ میں ابن عباس سے مذکورہ بالا حدیث میں یہ اضافہ موجود ہے: آدمی کبھی بیمار ہو جاتا ہے کبھی کوئی چیز گم ہو جاتی ہے اور کبھی کوئی حاجت پیش آ جاتی ہے، انسان مشغول ہو جاتا ہے اس لئے استطاعت ہونے پر حج کرنے میں جلدی کرنی چاہیے کیونکہ حج اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور بڑا خوش نصیب ہے جو اسلام کے تمام ارکان پورے کرلے، فرمان الٰہی ہے: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ (آل عمران: ۹۷/۴)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو استطاعت رکھتے ہیں، حج فرض کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں ایک اور حدیث صحیح میں ہے جس شخص نے صحیح طریقے سے حج کیا وہ گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسے حال کا پیدا شدہ بچہ جو معصوم ہوتا ہے۔

[2]..... بَاب مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ
جو شخص استطاعت کے باوجود بنا حج کئے مرجائے اس کی سزا

1823- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَابِطٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَمْنَعْهُ عَنِ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ أَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ أَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ إِنْ شَاءَ يَهُودِيًّا وَإِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا.

(ترجمہ) ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو حج کرنے سے ظاہری ضرورت یا ظالم حاکم، یا روک دینے والی بیماری نہ روکے اور وہ بغیر حج کئے ہوئے مرجائے، تو چاہے تو وہ یہودی کی موت مرے اور چاہے نصرانی کی موت مرے۔

(تخریج) مذکور بالا حدیث کی سند لیث بن ابی سلیم کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھئے: حلية الاولياء (۹/ ۲۵۱) اللآلی المصنوعه (۲/ ۱۱۸) الموضوعات لابن الجوزی (۲/ ۲۱۰) ابن أبی شیبه (۲۴۷) وغیرهم۔

توضیح: ......ترمذی میں ہے کہ جو شخص زاد وراحلہ کا مالک ہو جو بیت اللہ تک اس کو پہنچا دے پھر بھی وہ حج نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں کہ وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے، اس حدیث کی سند میں کلام ہے۔

یعنی جو شخص بنا حج کئے فوت ہو جائے تو گویا وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرا۔ حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ تارک حج کو یہود اور نصاریٰ سے تشبیہ دی کیونکہ عرب کے مشرک حج کرتے تھے اور یہود ونصاریٰ نہیں کرتے تھے۔

[3]..... بَاب فِي حَجِّ النَّبِيِّ ﷺ حَجَّةً وَاحِدَةً
نبی کریم ﷺ نے کتنے حج اور عمرے کئے

1824- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ يَقُولُ حَجَّ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ هِجْرَتِهِ حَجَّةً قَالَ وَقَالَ أَبُو إِسْحَقَ حَجَّ قَبْلَ هِجْرَتِهِ حَجَّةً.

(ترجمہ) ابواسحاق نے کہا میں نے زید بن اَرقم سے سنا وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد صرف ایک مرتبہ حج کیا راوی نے کہا اور ابواسحاق نے کہا: ہجرت سے پہلے بھی نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ حج کیا۔

(تخریج) پہلے جزء کی سند صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٤٤٠٤) مسلم (١٢٥٤) ابویعلی (١٦٩٣) ابن حبان (٧١٧٤) اور دوسرا جزء ابواسحاق کا قول بھی موصولا مروی ہے۔ دیکھئے: بخاری ومسلم نفس الرقم وفتح الباری (١٠٧/٨) دلائل النبوة (٤٥٣/٥)۔

1825۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ كَمْ حَجَّ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ حَجَّةً وَاحِدَةً وَاعْتَمَرَ أَرْبَعًا عُمْرَتُهُ الْأُولَى الَّتِي صَدَّهُ الْمُشْرِكُونَ عَنِ الْبَيْتِ وَعُمْرَتُهُ الثَّانِيَةُ حِينَ صَالَحُوهُ فَرَجَعَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ وَعُمْرَتُهُ مِنَ الْجِعْرَانَةِ حِينَ قَسَّمَ غَنِيمَةَ حُنَيْنٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَتُهُ مَعَ حَجَّتِهِ.

(ترجمہ) قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں نے انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے کتنے حج کئے؟ کہا: صرف ایک مرتبہ حج کیا، اور چار عمرے کئے، پہلا عمرہ جب کہ آپ کو مشرکین نے عمرہ کرنے سے روک دیا (یعنی عمرۃ الحدیبیۃ) دوسرا عمرہ اس وقت کیا جب آئندہ سال کے لئے صلح ہوئی (یعنی صلح الحدیبیہ کے اگلے سال ذی القعدہ میں) اور تیسرا عمرہ اس وقت کیا جب آپ نے حنین کے مال غنیمت کی تقسیم ذی القعدہ میں کی اور چوتھا عمرہ آپ ﷺ نے اپنے حج کے ساتھ کیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٧٧٨) مسلم (١٢٥٣) ابوداود (١٩٩٤) ترمذی (٨١٥) الموصلی (٢٨٧٢)۔

تشریح:......ان احادیث سے نبی کریم ﷺ کے حج اور عمرے کی تعداد معلوم ہوئی، حج آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد صرف ایک مرتبہ کیا، کسی بھی مسألہ کے ثبوت اور حجیت کے لئے رسول اللہ ﷺ کا ایک بار ہی عمل کرنا کافی ہے۔ اور حج عمر میں صرف ایک بار ہی فرض ہے باقی جتنی بار حج کرنا چاہے وہ نفل ہوگا؛ اور رسول اللہ ﷺ نے عمرے چار بار کئے جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، بعض روایات میں ہے آپ ﷺ نے تین عمرے کئے ،انہوں نے پہلا عمرہ شمار نہیں کیا کیونکہ اس میں آپ عمرے کے لئے مدینہ سے نکلے تھے لیکن مشرکین مکہ نے آپ کو روک دیا اور پھر اگلے سال صلح حدیبیہ کا آپ نے عمرہ کیا۔

[4]..... بَاب كَيْفَ وُجُوبُ الْحَجِّ
حج کے ایک بار واجب (فرض) ہونے کا بیان

1826۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سِنَانٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي كُلِّ عَامٍ قَالَ لَا وَلَوْ قُلْتُهَا لَوَجَبَتْ- الْحَجُّ مَرَّةٌ

فَمَا زَادَ فَهُوَ تَطَوُّعٌ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول کیا ہر سال میں فرض ہے؟ فرمایا: نہیں اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال میں واجب ہو جاتا ہے، (حج عمر میں) صرف ایک مرتبہ فرض ہے، اس سے زیادہ نفل ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند میں کچھ کلام ہے لیکن متعدد طرق سے مروی ہے اور حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ابو داود (۱۷۲۱) نسائی (۲۶۱۹) ابن ماجه (۲۸۸۶) احمد (۱/ ۲۵۶)، الحاكم (۲/ ۲۹۳) بیهقی (۴/ ۳۲۶) ابویعلی (۵۱۷، ۵۴۲)۔

1827- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَرِيكٍ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ .

(ترجمہ) اس طریق سے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حسب سابق روایت ہے۔

(تخریج) تخریج اور تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلا ضرورت سوال نہیں کرنا چاہیے، رسول اللہ ﷺ نے جب کہا کہ تم پر حج فرض ہے ایک روایت میں ہے آپ ﷺ خاموش ہو گئے پھر فرمایا کہ اگر میں کہہ دیتا کہ ہر سال حج فرض ہے تو واجب ہو جاتا اور پھر تم ہر سال حج ادا نہ کر سکتے اور ہر سال حج ادا نہ کرتے تو (ترک حج کے) عذاب دیئے جاتے فرض اور واجب کرنا اللہ تعالی کی طرف سے ہے لیکن اگر آپ ﷺ ہاں کہہ دیتے تو اللہ کی طرف سے ویسا ہی حکم صادر ہو جاتا، یہ بھی رحمۃ للعالمین محمد ﷺ کی اپنی امت پر رحمت و مہربانی کی اعلی مثال ہے۔

[5]..... بَابُ الْمَوَاقِيتِ فِي الْحَجِّ

حج کی مواقیت کا بیان

1828- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَقَّتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ أَمَّا هَذِهِ الثَّلَاثُ فَإِنِّي سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبَلَغَنِي أَنَّهُ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ کو میقات مقرر کیا اور اہل شام کے لئے جحفہ کو، نجد والوں کے لئے قرن کو، راوی نے کہا ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: ان تینوں مواقیت کا ذکر میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا اور مجھ کو خبر لگی کہ آپ نے یمن والوں کے لئے یلملم کو میقات مقرر فرمایا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۵۲۵) مسلم (۱۱۸۲) ابوداود (۱۷۳۷) ترمذی (۸۳۱) نسائی (۲۶۵۳) ابن ماجه (۲۹۱۴) ابویعلی (۵۴۲۳) ابن حبان (۳۷۵۹)

الحمیدی (٦٣٥)۔

توضیح: ......مواقیت میقات کی جمع ہے اور یہ دو طرح کی ہیں زمانیہ اور مکانیہ یعنی حج کرنے کا زمانہ اور جگہ۔ مواقیت زمانیہ سے مراد حج کے مہینے ہیں، (شوال، ذوالقعدہ ۱۰ ذوالحجہ تک) اور مواقیت مکانیہ وہ اماکن ومقامات ہیں جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے اور یہ مقامات رسول اللہ ﷺ نے ہر چہار جانب سے آنے والوں کے لئے مقرر کردی ہے جہاں سے حاجی اور معتمر بنا احرام باندھے اگر گذر جائے تو یا تو اسے واپس آکر اپنی میقات سے احرام باندھنا ہوگا یا پھر اس پر دم واجب ہوگا تفصیل آگے آرہی ہے اس حدیث میں روایت حدیث میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی شدت احتیاط کا ثبوت اور ان کی سچائی اور فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ بتایا چوتھی میقات کا ذکر رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نہیں بلکہ کسی صحابی سے سنا (رضی اللہ عنہ وارضاہ)۔

1829۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ .

اس سند سے بھی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مثل سابق مروی ہے۔ تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

1830۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمْ هُنَّ لِأَهْلِهِنَّ وَلِكُلِّ آتٍ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمَنْ كَانَ دُونَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ والوں کے (احرام کے) لئے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لئے جحفہ، نجد والوں کے لئے قرن المنازل یمن والوں کے لئے یلملم متعین کیا، یہاں سے ان مقامات پر بسنے والے بھی احرام باندھیں اور وہ لوگ بھی جو ان راستوں سے گذریں اور وہ حج یا عمرے کا ارادہ رکھتے ہوں، لیکن جن کا قیام میقات اور مکہ کے درمیان ہے تو وہ احرام اسی جگہ سے باندھیں جہاں سے انہیں سفر شروع کرنا ہے یہاں تک کہ مکہ کے لوگ مکہ سے ہی احرام باندھیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ بخاری (١٥٢٤، ١٥٢٦) مسلم (١١٨١) ابو داود (١٧٣٨) نسائی (٢٦٥٣) احمد (٢٥٢/١) الطیالسی (٩٩٤) ابن الجارود (٤١٣) دارقطنی (٢٣٧/٢)۔

تشریح: ......ان احادیث سے مواقیت کا علم ہوا یعنی وہ مقامات جہاں سے حاجی یا معتمر کے لئے احرام باندھنا ضروری ہوتا ہے مدینہ والوں کی میقات ذوالحلیفہ وآبار علی کے نام سے مشہور ہے ریاض اور نجد سے جانے والوں کے لئے قرن المنازل ہے جو السیل الکبیر کے نام سے مشہور ہے جحفہ اور یلملم بھی مشہور ومعروف ہیں اور سعودی حکومت نے وہاں پر خوبصورت اور عالیشان مساجد بنادی ہیں نہانے کے لئے غسل خانے اور پاک صاف جگہیں تعمیر کرادی ہیں جن کو صاف

ستھرا رکھنے کے لئے ہر جگہ ہر میقات پر بیسیوں ملازم کام کرتے ہیں اور چوبیس گھنٹے وہاں چہل پہل رہتی ہے ((وفق الله ولاة امور المسلمين ورزقهم مزيدا من التوفيق وحرسها الله هذه المملكة من كيد الكائدين وأيدى العابثين آمين يارب العالمين.))

[6]..... بَاب فِي الِاغْتِسَالِ فِي الْإِحْرَامِ
احرام کی حالت میں غسل کا بیان

1831ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ امْتَرَى الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ فِي غَسْلِ الْمُحْرِمِ رَأْسَهُ فَأَرْسَلُونِي إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ كَيْفَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَأَتَيْتُ أَبَا أَيُّوبَ وَهُوَ بَيْنَ قَرْنَيِ الْبِئْرِ وَقَدْ سُتِرَ عَلَيْهِ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَضَمَّ الثَّوْبَ إِلَيْهِ فَقُلْتُ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ ابْنُ أَخِيكَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَيْفَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ فَأَمَرَّ يَدَيْهِ عَلَى رَأْسِهِ مُقْبِلًا وَمُدْبِرًا.

(ترجمہ) عبداللہ بن حنین نے کہا: مسور بن مخرمہ اور عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہم) کے درمیان محرم کا اپنے سر کو دھونے کے بارے میں اختلاف ہوگیا چنانچہ انہوں نے مجھے ابوایوب انصاری (رضی اللہ عنہ) کے پاس بھیجا کہ ان سے پوچھوں کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت احرام میں کس طرح اپنا سر دھوتے ہوئے دیکھا ہے؟ لہٰذا میں ابوایوب کے پاس گیا جو کنویں کی دولکڑیوں کے درمیان بیٹھے ایک کپڑے کی آڑ میں غسل کر رہے تھے، میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے پردہ نیچے کیا میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ کے چچا زاد بھائی ابن عباس نے آپ کے پاس بھیجا ہے (یہ پوچھنے کے لئے) کہ آپ نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں اپنا سر کیسے دھوتے تھے؟ سو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو سر پر پھیرا آگے سے پیچھے لے گئے اور پیچھے سے آگے لائے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٨٤٠) مسلم (١٢٠٥) ابوداؤد (١٨٤٠) نسائی (٢٦٦٤) ابن ماجه (٢٩٣٤) احمد (٤١٦/٥) ابن أبي شيبه (١٢٨٤٦) ابن حبان (٣٩٤٨) الحميدی (٣٨٣)۔

توضیح:...... دوسری روایات میں ہے کہ ابوایوب نے ایک آدمی سے پانی ڈالنے کو کہا، اس نے پانی ڈالا اور پھر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو آگے پیچھے سر پر پھیرا۔ اس سے معلوم ہوا کہ احرام کی حالت میں سر دھونا جائز ہے لیکن بالوں کو رگڑنا نہیں چاہیے، مولانا داود راز (رحمہ اللہ) اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں اس حدیث کے فوائد میں سے صحابہ کرام کا باہمی طور پر مسائل احکام سے متعلق مناظرہ کرنا پھر نص کی طرف رجوع کرنا اور پھر ان کا خبر واحد کو قبول کر لینا بھی ہے...... انتہی شرح بخاری شریف (١٨٤٠) ایک روایت میں ہے مسئلہ معلوم ہوجانے پر مسور (رضی اللہ عنہ) نے ابن عباس

رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اب میں کسی مسئلہ میں آپ سے جھگڑا (فی روایۃ مخالفۃ) نہیں کروں گا کما فی مسلم (١٢٠٥)۔

1832۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَعْقُوبَ الْمَدَنِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَجَرَّدَ لِلْإِهْلَالِ وَاغْتَسَلَ.

(ترجمہ) زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھنے کے لئے کپڑے اتارے اور غسل فرمایا، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اہلال کے لئے (یعنی احرام باندھنے یا تلبیہ کہنے کے وقت ایسا کیا)

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن متعدد طرق سے مروی ہے دیکھئے: ترمذی (٨٣٠) الطبرانی (٤٨٦٢) دارقطنی (٢٢٠/٢) الحاکم (٤٤٧/١) بیھقی (٣٢/٥) مجمع الزوائد (٥٣٩١)۔

تشریح: ......امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس حدیث کے پیش نظر کچھ اہل علم نے احرام باندھنے کے وقت غسل کرنا مستحب کہا ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے۔

احرام کے وقت غسل کرنا مستحب ہے ضروری نہیں صحیح یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھر سے غسل کر کے نکلے تھے لیکن احرام وتلبیہ میقات پر آ کر شروع کیا۔ (واللہ اعلم)

[7]..... بَاب فِي فَضْلِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ
حج اور عمرے کی فضیلت کا بیان

1833۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ حَجَّةٌ مَبْرُورَةٌ لَيْسَ لَهَا ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ وَعُمْرَتَانِ تُكَفِّرَانِ مَا بَيْنَهُمَا مِنَ الذُّنُوبِ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حج مبرور کا ثواب جنت کے سوا کچھ نہیں، اور ایک عمرہ دوسرے عمرے کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٧٧٣) مسلم (١٣٤٩) نسائی (٢٦٢١) ابن ماجہ (٢٨٨٨) ابویعلی (٦٦٥٧) ابن حبان (٣٦٩٥) الحمیدی (١٠٣٢)۔

توضیح: ......بخاری شریف میں ہے: ((اَلْعُمْرَةُ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةَ.)) حج مبرور سے مراد ایسا حج ہے جس میں از ابتداء تا انتہاء نیکیاں ہی نیکیاں ہوں اور آداب حج کو پورے طور پر نبھایا جائے، اس میں فسق وفجور، لڑائی جھگڑا اور ادائے واجبات میں اہمال واخلال نہ ہو ایسا حج یقیناً دخول جنت کا موجب ہوگا۔

1834۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اس گھر (کعبہ) کا حج کیا اور نہ شہوت کی باتیں کیں، نہ کوئی گناہ کیا تو وہ اس دن کی طرح واپس ہوگا جس طرح اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۵۲۱،۱۸۱۹) مسلم (۱۳۵۰) ترمذی (۸۱۱) نسائی (۲۶۲۶) ابن ماجہ (۲۸۸۹) ابویعلی (۶۱۹۸) ابن حبان (۳۶۹۴) الحمیدی (۱۰۳۴)۔

توضیح: ......یعنی وہ حج کے بعد تمام گناہوں سے پاک وصاف ہوکر لوٹے گا، قرآن پاک میں حکم ہے: ﴿فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ (بقرة: ۲/ ۱۹۷) یعنی جو شخص حج کرے وہ دوران حج لوازمات جماع، گناہ اور لڑائی سے پرہیز کرے، رفث جماع یا جماع سے متعلق شہوت انگیز باتیں کرنے (فحش کلامی) کو کہتے ہیں اور فسق گالی گلوج سخت کلامی وغیرہ کو کہتے ہیں، اس حدیث سے حج کی فضیلت ثابت و معلوم ہوئی اگر مذکورہ بالا امور کی رعایت کرتے ہوئے حج کیا جائے تو حاجی گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے مثال دے کر فرمایا کہ وہ بالکل ایسا ہو جاتا ہے جس طرح بچہ ماں کے پیٹ سے گناہوں سے پاک وصاف پیدا ہوتا ہے۔

[8]..... بَاب أَيُّ الْحَجِّ أَفْضَلُ
حج میں کونسا عمل افضل ہے؟

1835۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَرْبُوعٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَيُّ الْحَجِّ أَفْضَلُ قَالَ الْعَجُّ وَالثَّجُّ الْعَجُّ يَعْنِي التَّلْبِيَةَ وَالثَّجُّ يَعْنِي إِهْرَاقَةَ الدَّمِ.

(ترجمہ) ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا حج کونسا افضل ہے؟ (یعنی حج میں کون سا عمل سب سے اچھا ہے) فرمایا: عج اور ثج۔ عج سے مراد تلبیہ اور ثج سے مراد قربانی ہے۔

توضیح: ......یعنی حج کے اعمال میں باآواز بلند کثرت سے تلبیہ پکارنا اور قربانی کرنا افضل ہے اس لئے ان دونوں کاموں کو پوری رغبت خلوص اور انتہائی توجہ سے کرنا چاہیے۔

(**تخریج**) اس روایت کی یہ سند صحیح ہے دیکھئے: ترمذی (۸۲۷) ابن ماجہ (۲۹۲۴) ابن خزیمہ (۲۶۳۱) ابویعلی (۱۱۷) الحاکم (۱/ ۴۵۰) بیہقی (۵/ ۴۲)۔

[9]..... بَاب مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ
محرم کونسے کپڑے پہنے؟

1836۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ

رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ مَا نَلْبَسُ مِنَ الثِّيَابِ إِذَا أَحْرَمْنَا قَالَ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَجْعَلْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ جب ہم احرام باندھیں تو کونسے کپڑے پہنیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ قمیص، پائجامہ، پگڑی (عمامہ) ٹوپی اور موزے نہ پہنو ہاں اگر کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو موزے پہن لے لیکن (انہیں) ٹخنے سے نیچے سے کاٹ لے، نا ایسا کپڑا پہنو جس میں زعفران یا ورس لگا ہوا ہو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۵٤۲) مسلم (۱۱۷۷) ابوداود (۱۸۲٤) ترمذی (۸۳۳) نسائی (۲٦۷۳) ابن ماجه (۲۹۳۲،۲۹۲۹) ابویعلی (٥٤۲٥) ابن حبان (۳۹٥٥) الحمیدی (٦۳۹)۔

1837۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ قَالَ قُلْتُ أَوْ قِيلَ أَيَقْطَعُهُمَا قَالَ لَا .

(ترجمہ) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: جس کے پاس (احرام کے لئے) باندھنے کی چادر نہ ہو تو وہ پائجامہ پہن سکتا ہے، اور جو شخص جوتے نہ پائے تو موزے پہن سکتا ہے راوی نے کہا: میں نے عرض کیا، یا کہا کہ عرض کیا گیا، کیا ان موزوں کو (اوپر سے) کاٹ دے فرمایا: نہیں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۸٤۱) مسلم (۱۱۷۸) ابوداود (۱۸۲۹) ترمذی (۸۳٤) نسائی (۲٦۷۰) ابن ماجه (۲۹۳۱) ابویعلی (۲۳۹٥) ابن حبان (۳۷۸۱) الحمیدی (٤۷٤)۔

1838۔ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَمَّا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ قَالَ لَا يَلْبَسُ الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ نَعْلَيْنِ فَيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَيَقْطَعُهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ سے محرم کے لباس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: قمیص، عمامہ، پائجامے، ٹوپی اور موزے نہ پہنے، ہاں اگر جوتے نہ ہوں تو موزے پہن لے اور انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

تشریح:......اس باب کی پہلی اور تیسری حدیث میں مذکورہ کپڑے حالت احرام میں نہ پہننے کا حکم ہے، اوراحرام کی دوسری چادر نہ ہونے کی صورت میں پائجامہ پہننے کی اجازت ہے اور جوتے نہ ہونے کی صورت میں موزے پہننے کی اجازت ہے لیکن ان کو ٹخنے سے اوپر کا حصہ کاٹ دینے کے بعد، جمہور علماء کا یہی مسلک ہے کہ موزے کاٹ دینے اور (سروال) پائجامے کو پھاڑ دینے کے بعد احرام کے طور پر پہن سکتے ہیں اور اگر موزے یا پائجامے کو ان کی اصلی حالت میں پہنا تو دم لازم آئے گا کیونکہ مذکورہ بالا دونوں حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔

ابن عباس کی دوسری حدیث میں جوتے نہ ہونے پر موزے پہن لینے کی اجازت ہے لیکن اوپر سے کاٹ دینے کی ممانعت ہے۔

یہ حدیث بھی صحیح متفق علیہ ہے اورامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا یہی مسلک ہے کہ جوتے نہ ہوں تو احرام کی حالت میں موزے پہنے جاسکتے ہیں کاٹنے کی بھی ضرورت نہیں۔ یہ دومختلف حکم ہیں جوصحیح احادیث سے ثابت ہیں، جمع اورتطبیق کی صورت اس طرح ہوسکتی ہے کہ اولی وافضل موزے کاٹ دینا ہے نہ کاٹے تو کوئی جرح نہیں واللہ اعلم۔تفصیل کے لئے دیکھئے:فتح الباری (٧٥/٤) نيل الاوطار (٥/ ٧٠) المحلى(٧/ ٨٠- ٨١)والمعرفة للبيهقى (٤٨/٧) ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے کہ موزے کاٹ دے، نسائی (٢٦٧١) ترمذی (٨٣٤) طبرانی (١٢٨١١)۔

اس حدیث کے ذیل میں مولانا راز صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ورس ایک زرد گھاس ہوتی ہے خوشبو دار، اوراس پر سب کا اتفاق ہے کہ محرم کو (مذکورہ بالا) یہ کپڑے پہننا ناجائز ہیں اور ہر سلا ہوا کپڑا پہننا مرد کو احرام میں ناجائز ہے لیکن عورتوں کو درست ہے، خلاصہ یہ کہ ایک لنگی ایک چادر مرد کا یہی احرام ہے، یہ ایک فقیری لباس ہے، اب یہ حاجی اللہ کا فقیر بن گیا، اس کو اس لباس فقر کا تازندگی لحاظ رکھنا ضروری ہے، اس موقع پر کوئی کتنا ہی بڑا بادشاہ مال دار کیوں نہ ہو سب کو یہی لباس زیب تن کر کے مساوات انسانی کا ایک بہترین نمونہ پیش کرنا ہے اور ہر امیر وغریب کو ایک ہی سطح پر آجانا ہے تاکہ وحدت انسانی کا ظاہرا وباطنا بہتر مظاہرہ ہوسکے اور امراء کے دماغوں سے نخوت امیری نکل سکے اور غرباء کو تسلی واطمینان ہو سکے، الغرض لباس احرام کے اندر بہت سے روحانی ومادی وسماجی فوائد مضمر ہیں، مگران کا مطالعہ کرنے کے لئے دیدہ بصیرت کی ضرورت ہے اور یہ چیز ہر کسی کو نہیں ملتی۔ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْاَلْبَابِ.

[10]..... بَابُ الطِّيبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ

احرام باندھتے وقت خوشبو لگانے کا بیان

1839۔ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ بِأَطْيَبِ الطِّيبِ قَالَ وَكَانَ عُرْوَةُ يَقُولُ لَنَا تَطَيَّبُوا قَبْلَ أَنْ

تُحْرِمُوْا وَقَبْلَ أَنْ تُفِيْضُوْا يَوْمَ النَّحْرِ .

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھنے سے پہلے ان کے بہترین قسم کی خوشبو لگاتی تھی، راوی نے کہا اور عروہ ہم سے کہتے تھے کہ تم احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگالیا کرو اور اسی طرح قربانی کے دن طواف افاضہ کرنے سے پہلے خوشبو لگالو۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٥٣٩،١٨٣٩) مسلم (١١٨٩) نسائی (٢٦٨٨) ابویعلی (٤٣٩١) ابن حبان (٣٧٦٦،٣٧٦٨) الحمیدی (٢١٢)۔

1840۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عِنْدَ إِحْرَامِهِ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُهُ .

(ترجمہ) ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: میں احرام باندھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے پاس موجود بہترین قسم کی خوشبو لگاتی تھی۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٩٢٨) مسلم (٣٧/ ١١٨٩) ابوداود (١٧٤٥) ترمذی (٩١٧) نسائی (٢٦٨٩) ابن ماجہ (٢٩٢٦)۔

1841۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ وَجَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُولُ طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِحُرْمِهِ وَطَيَّبْتُهُ بِمِنًى قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ .

(ترجمہ) ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھنے سے پہلے اور منی میں (جس وقت احرام کھولا) طواف افاضہ سے پہلے خوشبو لگائی۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٩٢٢) مسلم (٣٣/ ١١٨٩) ابو داود (١٧٤٥) نسائی (٥٦٨٤)۔

تشریح: ......ان تینوں احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ احرام باندھنے سے پہلے بدن پر خوشبو لگانا سنت ہے لیکن یہ خوشبو احرام کی چادر پر نہیں لگنی چاہیے۔ اسی طرح طواف افاضہ سے پہلے خوشبو دلگانا سنت ہے۔

جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ رمی اور حلق کے بعد خوشبو لگانا اور سلے ہوئے کپڑے پہننا درست ہے صرف عورتوں سے صحبت کرنا درست نہیں ہوتا، طواف افاضہ کے بعد وہ بھی درست ہو جاتا ہے اور یہی مسلک امام دارمی رحمہ اللہ کا ہے۔

[11]..... بَاب النُّفَسَاءِ وَالْحَائِضِ إِذَا أَرَادَتَا الْحَجَّ وَبَلَغَتَا الْمِيقَاتَ

حیض ونفاس والی عورتیں حج کے ارادے سے میقات تک آجائیں تو کیا کریں؟

1842۔ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ

أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نُفِسَتْ أَسْمَاءُ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بِالشَّجَرَةِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ أَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ .

(ترجمہ) ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا اسما بنت عمیس (رضی اللہ عنہا) کو جب محمد بن ابی بکر کی ولادت پر شجرہ کے پاس نفاس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو حکم دیا کہ (ان سے کہیں) غسل کر کے احرام باندھ لیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: مسلم (۱۲۰۹) ابوداود (۱۷۴۳) ابن ماجہ (۲۹۱۱) احمد (۳۶۹/۶)۔

توضیح: ......شجرہ ذوالحلیفہ میں ایک درخت تھا جہاں محمد بن أبی بکر کی ولادت ہوئی آج جو مسجد میقات پر تعمیر ہے وہ اسی مقام پر ہے۔

1843۔ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ فِي حَدِيثِ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ حِينَ نُفِسَتْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يَأْمُرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتُهِلَّ .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) سے اسماء بنت عمیس (رضی اللہ عنہا) کی حدیث کے بارے میں مروی ہے کہ جب ان کو ذوالحلیفہ میں نفاس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو حکم دیا کہ ان سے کہیں غسل کر کے احرام باندھ لیں۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۲۱۰) نسائی (۲۱٤، ۲٦٦۰) ابن ماجہ (۲۹۱۳) ابویعلی (۲۰۲۷) ابن حبان (۳۷۹۱، ۳۹٤٤) الحمیدی (۱۳۲۵، ۲۵۱۲)۔

تشریح: ......ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ جو عورت حج کے ارادے سے نکلے اور اس کو حیض یا نفاس آجائے تو غسل کرنے کے بعد احرام باندھے اور تلبیہ کہے اور ہر وہ کام کرے جو حاجی کرتے ہیں، بس بیت اللہ الحرام کا طواف نہ کرے جیسا کہ صحیحین میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے بیت اللہ کا طواف ایام سے فارغ ہو کر غسل کرنے کے بعد کرے۔

[12]..... بَاب فِي أَيِّ وَقْتٍ يُسْتَحَبُّ الْإِحْرَامُ

احرام باندھنا کس وقت مستحب ہے؟

1844۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَحْرَمَ دُبُرَ الصَّلَاةِ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (ظہر کی) نماز کے بعد احرام باندھا۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۸۱۹) نسائی (۲۷۵۳) ابویعلی (۲۵۱۳)

1845۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ قَالَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ هُوَ ابْنُ شُمَيْلٍ أَخْبَرَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ

النَّبِيَّ ﷺ أَحْرَمَ أَوْ أَهَلَّ فِيْ دُبُرِ الصَّلاةِ .

(ترجمہ) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) نے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز کے بعد احرام باندھا اور لبیک پکارا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۵۴۱) مسلم (۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷) ابوداود(۱۷۴۷) نسائی (۲۶۸۲) ابن ماجه : (۳۰۴۷)۔

تشریح: ......انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) نے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز کے بعد احرام باندھا اور تلبیہ کہا۔ اس سے بعد نماز ظہر احرام باندھنا ثابت ہوا، نیز یہ کہ آپ ﷺ نے احرام کے لئے کوئی نماز نہیں پڑھی تھی بلکہ فرض نماز کے بعد احرام باندھا لہٰذا احرام باندھنے کے وقت احرام کی نیت سے نماز پڑھنا درست نہیں ہاں اگر مسجد میں جانا ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھی جاسکتی ہے۔ نیز ان احادیث سے ثابت ہوا کہ احرام میقات سے ہی باندھنا چاہیے۔ تلبیہ کہنے کے بارے میں روایات کا اختلاف ہے ،اور مسلم شریف میں احرام کے بارے میں بھی مختلف روایات ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کہاں سے احرام باندھا تھا؟ بعض راوی مسجد ذوالحلیفہ سے بتاتے ہیں، بعض نے کہا کہ جب آپ مسجد سے نکل کر اونٹنی پر سوار ہوئے ،بعض نے کہا کہ جب آپ بیداء کی بلندی پر پہنچے تو احرام باندھا اور تلبیہ کہا یہ اختلاف درحقیقت اختلاف نہیں ہے کیونکہ ان تینوں مقامات پر آپ نے لبیک پکاری ہوگی اور بعض صحابہ کرام نے اول اور دوسرے مقام پر نہ سنی ہوگی بعضوں نے اول کی نہ سنی ہوگی دوسرے کی سنی ہوگی تو ان کو یہی گمان ہوا کہ یہیں سے احرام باندھا (وحیدی)۔

[13]..... بَاب فِي التَّلْبِيَةِ
تلبیہ کا بیان

1846۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا لَبَّى قَالَ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لا شَرِيكَ لَكَ .
قَالَ يَحْيَى وَذَكَرَ نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَزِيدُ هٰؤُلاءِ الْكَلِمَاتِ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح تلبیہ کہتے تھے۔ لبیک ......الی آخرہا یعنی میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، حاضر ہوں تیری خدمت میں سب تعریف اور نعمت تیرے ہی لئے ہے اور سلطنت بھی تیری ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں، یحییٰ نے کہا نافع نے ذکر کیا عبداللہ بن عمر اس میں اتنا اور بڑھاتے تھے: ((لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ ، لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ .))

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۵۴۹) مسلم (۱۴۸۴) ابوداود (۱۸۱۴) ترمذی (۸۲۹) نسائی (۲۷۵۲) ابن ماجه (۲۹۱۸،۲۹۲۲) ابویعلی (۵۶۹۲) ابن حبان (۳۷۹۹) الحمیدی(۶۷۵)۔

تشریح: ...... احرام باندھنے کے بعد بیت اللہ الحرام تک پہنچنے کے دوران تلبیہ یعنی اَلـلّٰـهُـمَّ لَبَّيْكَ .. کہنا ضروری ہے اور کثرت سے کہنا چاہیے، یہ تلبیہ جواب ہے اس ندا کا جس کا اعلان ابراہیم علیہ السلام نے کیا ﴿وَاَذِّنْ فِـي الـنَّـاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا﴾ ''واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا'' اسی کے جواب میں حاجی و معتمر کہتے ہیں اے رب ہم تیری خدمت میں تیرے گھر کا طواف وسعی اور تیرا ذکر بلند کرنے کیلئے حاضر ہیں، مشروع ومرفوع تلبیہ اسی طرح ہے: ((لَبَّيْكَ اَلـلّٰـهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لا شَرِيْكَ لَكَ .)) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس میں ((لَبَّيْكَ وَالـرَّغْبَـاءُ إِلَيْكَ وَالْـعَمَلُ ، لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ .)) کا اضافہ کیا جوان کی اپنی صواب دید سے تھا جس کو کچھ علماء نے جائز کہا اور کچھ علماء نے ناجائز اور جتنے الفاظ رسول ہدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اسی پر اکتفا کیا جائے تو بہتر ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

[14]..... بَاب فِي رَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ
بآواز بلند تلبیہ پکارنے کا بیان

1847- أَخْبَـرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَتَانِي جِبْرَائِيلُ فَقَالَ مُرْ أَصْحَابَكَ أَوْ مَنْ مَعَكَ أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ أَوْ بِالْإِهْلَالِ .

(ترجمہ) خلاد بن سائب نے اپنے والد سائب (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا: انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ اپنے اصحاب کو حکم دیجئے کہ وہ بآواز بلند لبیک کہیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (١٨١٤) ترمذی (٨٢٩) نسائی (٢٧٥٢) ابن ماجہ (٢٩٢٢) صحیح ابن حبان (٣٨٠٢) وموارد الظمآن (٣/٢٩٠) الحمیدی (٨٧٦) وغیرھم۔

1848- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ .

اس سند سے بھی حسب سابق مروی ہے تخریج وترجمہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔

تشریح: ...... ایک روایت میں یہ اضافہ ہے ((فَإِنَّهَا مِنْ شِعَارِ الْحَجِّ .)) یعنی تلبیہ حج کا شعار ہے اسی لئے بعض حنفیہ نے کہا کہ تلبیہ واجب ہے اگر چھوڑ دیا تو دم لازم آئے گا، امام مالک نے بھی تقریباً ایسے ہی کہا واجب نہیں لیکن ترک پر دم لازم آئے گا، امام شافعی نے فرمایا لبیک کہنا سنت ہے واجب نہیں، اور تلبیہ کہتے وقت آواز بلند کرنا صرف مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں نیز ہر شخص کو اپنے طور پر کہنا چاہیے اجتماعی طور پر لبیک کہنا درست نہیں۔ واللہ اعلم

مذکورہ بالا احادیث سے واضح ہوا کہ حاجی یا معتمر ممکن ہو تو میقات پر غسل کرے، پھر بدن پر خوشبو لگائے، چادریں اوڑھے اور پھر تلبیہ کہے جو حج وعمرہ میں دخول کی لفظی نیت ہے صرف حج کی نیت ہو تو لبیک حجۃ کہے صرف عمرے کی نیت ہو تو لبیک عمرہ اور حج وعمرہ دونوں کی نیت ہو تو لبیک حجۃ وعمرۃ یا جس حج کی نیت ہو کہنا چاہیے، واضح رہے کہ الفاظ میں نیت

صرف حج وعمرہ کے لئے آئی ہے نماز کی نیت الفاظ میں ضروری ہوتی ،تو حج کی نیت کی طرح اس کا بھی ذکر ہوتا جبکہ نماز توحید کے بعد اسلام کا اہم ترین رکن ہے اس لئے نمازی کا زبان سے کہنا کہ میں نماز پڑھتا ہوں...... بدعت ونئی چیز ہے جس کا احادیث صحیحہ میں کوئی ثبوت نہیں۔

[15]..... بَاب الِاشْتِرَاطِ فِي الْحَجِّ
حج میں شرط لگانے کا بیان

1849۔ أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ خَبَّابٍ قَالَ فَحَدَّثْتُ عِكْرِمَةَ فَحَدَّثَنِي عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَحُجَّ فَكَيْفَ أَقُولُ قَالَ قُولِي لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وَمَحِلِّي حَيْثُ تَحْبِسُنِي فَإِنَّ لَكِ عَلَى رَبِّكِ مَا اسْتَثْنَيْتِ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ ضباعہ بنت الزبیر بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہا) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اورعرض کیا اے اللہ کے رسول میرا حج کرنے کا ارادہ ہے تو میں کیسے (نیت) کہوں؟ آپ نے فرمایا ایسے کہو: ((لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وَمَحِلِّيْ حَيْثُ تَحْبِسُنِيْ .)) یعنی میں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں اور میری جگہ احرام کھولنے کی وہی ہے جہاں تو مجھے روک دے) اس طرح تو نے جو شرط لگائی وہ تیرے پروردگار پر ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۲۰۷) ابوداود (۱۷۷٦) ترمذی (۹٤۱) نسائی (۲۷٦٥) ابویعلی (۲٤۸۰) ابن حبان (۳۷۷٥)۔

توضیح: ......احرام کے وقت اس طرح شرط لگانا کہ اگر مکہ تک پہنچنا نہ ہوگا تو جہاں تک پہنچ سکوں وہیں احرام کھول دوں گا اس شرط کا فائدہ یہ ہے کہ اس کو احرام کھولنا درست ہوگا جہاں وہ بیماری کی وجہ سے مجبور ہو جاوے اور آگے نہ جا سکے اور ہدی کے منی میں ذبح ہونے کا انتظار نہ کرنا پڑے جیسے اور احصار میں ہوتا ہے۔ (وحیدی)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بعض علماء کا اسی پر عمل ہے کہ حج میں اس طرح شرط لگانا جائز ہے پھر اگر کوئی حاجی بیمار ہو جائے یا معذور ہو تو احرام کھول دے اور بعض علماء کے نزدیک چاہے شرط لگائے یا نہ لگائے احرام فسخ کرنا جائز نہیں۔ لیکن قول اول صحیح ہے جو امام شافعی احمد واسحاق رحمہم اللہ کا مسلک ہے۔ واللہ اعلم

[16]..... بَاب فِي إِفْرَادِ الْحَجِّ
حج افراد کا بیان

1850۔ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ .

(ترجمہ) عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج افراد کیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند جید اور حدیث صحیح ہے دیکھئے: مسلم (۱۲۲/۱۲۱۱) ابوداود (۱۷۷۷) ترمذی (۸۲۰) نسائی (۲۷۱٤) ابن ماجه (۲۹٦٤) ابويعلى (٤٣٦١) ابن حبان (۳۹۳٤)۔

تشریح: ......حج کی تین اقسام ہیں افراد، قران اور تمتع، مذکور بالا حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج مفرد کیا اور حج مفرد یہ ہے کہ حاجی میقات سے صرف حج کی نیت کرتے ہوئے کہے: لبیک حجۃ اور طواف وسعی کے بعد احرام کی ہی حالت میں رہے یہاں تک کہ رمی اور حلق سے فارغ ہو جائے مفرد حاجی پر قربانی واجب نہیں اور یہ حج کی ایک قسم ہے جو صحیح ہے اور یہاں افراد سے مراد حج قِران ہے کیونکہ معروف ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد صرف ایک بار حج کیا، جیسا کہ حدیث (۱۸۲۴) میں گذر چکا ہے، اور وہ حج قِران تھا، جیسا کہ آگے (۱۸۸۸) میں آ رہا ہے۔

[17]..... بَاب فِي الْقِرَانِ
حج قران کا بیان

1851- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ أَخْبَرَنَا أَبُو هِلَالٍ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ إِنِّي مُحَدِّثُكَ بِحَدِيثٍ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَنْفَعَكَ بِهِ بَعْدُ إِنَّهُ كَانَ يُسَلَّمُ عَلَيَّ وَإِنَّ ابْنَ زِيَادٍ أَمَرَنِي فَاكْتَوَيْتُ فَاحْتُبِسَ عَنِّي حَتَّى ذَهَبَ أَثَرُ الْمَكَاوِي وَاعْلَمْ أَنَّ الْمُتْعَةَ حَلَالٌ فِي كِتَابِ اللَّهِ لَمْ يَنْهَ عَنْهَا نَبِيٌّ وَلَمْ يَنْزِلْ فِيهَا كِتَابٌ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا بَدَا لَهُ.

(ترجمہ) عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ میں تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں بعد میں اس سے فائدہ پہنچائے، مجھ سے فرشتے سلام کرتے تھے، ابن زیادہ نے مجھ کو حکم دیا کو داغ لگا لوں، (چنانچہ ایسا کرنے پر) وہ سلام رک گیا یہاں تک کہ میرے داغنے کا نشان ختم ہو گیا (تو پھر سلام ہونے لگا) اور سنو عمرے کے بعد احرام کھول دینے کو کتاب اللہ نے حلال کیا ہے، اور (نبی کریم ﷺ) نے نہ اس سے روکا اور نہ قرآن پاک میں اس کی ممانعت آئی، ایک آدمی نے اپنی رائے سے صحیح سمجھتے ہوئے ایسا کہہ دیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۵۷۱) مسلم (۱۲۲٦) فی کتاب الحج، باب جواز التمتع، و احمد ٤/٤٣٦، ابن حبان (۳۹۳۷)۔

تشریح: ......اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ امیر المومنین عثمان وعمر رضی اللہ عنہما حج تمتع یا عمرے کے بعد احرام کھول دینے سے منع کرتے تھے اشارہ انہیں کی طرف ہے یہ ان کا اجتہاد تھا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حج قران کیا تھا اور عمرے کے بعد بھی احرام کی حالت میں رہے حالانکہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ احرام کھول دو اگر میں ہدی نہ لایا ہوتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا، اس لئے اکثر صحابہ نے احرام کھول دیا تھا اور متعہ یا تمتع کے قائل تھے، عثمان رضی اللہ عنہ ان کی مخالفت کرتے تھے تفصیل آگے ۸۷ویں باب میں آ رہی ہے۔ نیز عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا قضیہ یہ ہے کہ انہیں بواسیر کا شدید مرض تھا لیکن وہ

صبر کرتے تھے اور اللہ سے اجر کے متمنی تھے اس لئے فرشتے ان سے آ کر سلام کرتے تھے جب انہوں نے بواسیری مسوں کو آگ سے دغوالیا تو سلام کا یہ سلسلہ موقوف ہوگیا۔ اس میں اس صحابی جلیل کی عظمت ومنزلت ہے کہ فرشتے آ کر سلام کرتے ہیں اور بالکل یہی کیفیت کہ: دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

[18]..... بَاب فِي التَّمَتُّعِ

حج تمتع کا بیان

1852۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ سَمِعْتُ عَامَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ يَسْأَلُ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ كَيْفَ تَقُولُ بِالتَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ قَالَ حَسَنَةٌ جَمِيلَةٌ فَقَالَ قَدْ كَانَ عُمَرُ يَنْهٰى عَنْهَا فَأَنْتَ خَيْرٌ مِنْ عُمَرَ قَالَ عُمَرُ خَيْرٌ مِنِّي وَقَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ خَيْرٌ مِنْ عُمَرَ.

(ترجمہ) محمد بن عبداللہ نوفل نے کہا: جس سال معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے حج کیا میں نے انہیں سعد بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے دریافت کرتے ہوئے سنا: آپ عمرے کے بعد حج کے لئے تمتع کے بارے میں کیا کہتے ہیں (یعنی عمرے کے بعد احرام کھول دینے اور ۸ ذوالحجہ کو حج کے لئے دوبارہ احرام باندھنے کے بارے میں) انہوں نے کہا تمتع بہت بہتر واچھا ہے یعنی افضل ہے معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: لیکن عمر (رضی اللہ عنہ) تو اس (تمتع) سے منع کرتے تھے تو کیا تم عمر سے بہتر ہو، جواب دیا عمر مجھ سے بہتر تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا اور وہ عمر سے بھی بہتر تھے۔

توضیح: ......سبحان اللہ کیا سوال اور کتنا نپا تلا جواب کہ عمر تو مجھ سے بہتر واچھے تھے لیکن ہمیں اس ذات گرامی نے ایسا کرنے کا حکم دیا جو ہم سب سے بہتر واعلی وافضل تھے۔ اس میں کسی کی تنقیص بھی نہیں اور مقام نبوت کی نشان دہی ہے۔ اس سے حج تمتع کے افضل ہونے کا ثبوت ملا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے۔ دیکھئے: مسند ابی یعلی (٨٠٥) صحيح ابن حبان (٣٩٢٣، ٣٩٣٩) موارد الظمآن (٩٩٥، ٩٩٦)۔

1853۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقٍ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ حَجَّ وَهُوَ مُنِيخٌ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ لِي أَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَيْفَ أَهْلَلْتَ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَحْسَنْتَ اذْهَبْ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ قَالَ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ بَنِي قَيْسٍ فَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسِي فَجَعَلْتُ أُفْتِي النَّاسَ بِذٰلِكَ فَقَالَ لِي رَجُلٌ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ رُوَيْدًا بَعْضَ فُتْيَاكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي النُّسُكِ بَعْدَكَ فَقُلْتُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كُنَّا أَفْتَيْنَاهُ فُتْيَا فَلْيَتَّئِدْ فَإِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَبِهِ فَأْتَمُّوا

فَلَمَّا قَدِمَ أَتَيْتُهُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنَّ كِتَابَ اللّٰهِ يَأْمُرُ بِالتَّمَامِ وَإِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ.

(ترجمہ) ابوموسی اشعری (رضی اللہ عنہ) نے کہا جب رسول اللہ ﷺ نے حج کیا تو میں (یمن سے واپس) آپ کے پاس آیا اور آپ (وادی بطحاء) میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے، آپ نے مجھ سے پوچھا کیا تم نے حج کا ارادہ کیا؟ عرض کیا جی ہاں فرمایا تم نے کونسا احرام باندھا؟ عرض کیا جیسا آپ نے باندھا فرمایا: تم نے بہت اچھا کیا اب جاؤ کعبہ کا طواف کرو اور صفا ومروہ کی سعی کرو پھر احرام کھول دو، ابوموسی نے کہا میں نے طواف وسعی صفا ومروہ کی کر لی پھر (اپنے خاندان) بنوقیس کی ایک عورت کے پاس آیا جس نے میرے سر کی جوئیں نکالیں (یعنی کنگھی کی) پھر میں لوگوں کو عمرے کے بعد احرام کھول دینے یعنی تمتع کا فتوی دینے لگا، تو ایک شخص نے مجھ سے کہا اے عبداللہ بن قیس یہ ابوموسی کا نام ہے اپنے اس فتوے سے توقف کرو، کیونکہ تم کو معلوم نہیں تمہارے بعد امیر المومنین نے نیا حکم دیا ہے، چنانچہ میں نے اعلان کیا کہ اے لوگو! ہم نے جس کو (تمتع کا) فتوی دیا ہے وہ انتظار کرے کیونکہ امیر المومنین تشریف لانے والے ہیں تم ان کی اقتدا کرنا، پس جب امیر المومنین (عمر رضی اللہ عنہ) تشریف لے آئے تو میں نے ان سے اس کا ذکر کیا، فرمایا: واقعہ یہ ہے کہ ہم کتاب اللہ پر عمل کریں اللہ تعالی نے احرام کی حالت میں رہنے کا حکم دیا ہے ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر بھی عمل کریں جنہوں نے ہدی کی قربانی تک احرام نہیں کھولا۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۵۵۹) مسلم (۱۲۲۱) ابویعلی (۷۷۷۸) نسائی (۲۷۳۷، ۲۷٤۱)۔

توضیح: ......ان دونوں باتوں سے تمتع کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی، اللہ تعالی نے واتموالحج کے بعد خود فرمایا: ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ (بقرہ: ۲/۱۹٦) یعنی جو تمتع کرے، اس پر جو بھی میسر ہو قربانی کرے، اور پیغمبر اسلام ﷺ نے ہدی (قربانی کا جانور) کے ساتھ ہونے کی وجہ سے احرام نہیں کھولا تھا لیکن صحابہ کرام کو جن کے ساتھ ہدی نہیں تھے احرام کھول دینے کا حکم دیا لہٰذا قرآن پاک اور سنت مطہرہ سے تمتع کرنا ثابت ہوا جیسا کہ اوپر احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ اور اس بارے میں عمر وعثمان ومعاویہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کا استدلال درست نہیں۔

ان احادیث سے تمتع اور قران کی مشروعیت معلوم ہوئی، حج قران یہ ہے کہ جس حاجی کے ساتھ قربانی کا جانور ہو وہ میقات سے حج کا احرام باندھے اور طواف وسعی کے بعد احرام ہی کی حالت میں رہے یہاں تک کہ قربانی سے فارغ ہو اس کے بعد احرام کھولے۔

اور تمتع یہ ہے کہ حج وعمرے کی نیت سے احرام باندھے اور عمرہ کرنے کے بعد احرام کھولدے، ۸ ذوالحجہ کو پھر سے اپنی قیام گاہ سے احرام باندھ کر ارکان حج پورے کرے، یہ تین حج کی اقسام ہیں اور سب جائز ہیں اس میں اختلاف ہے کہ کونسی

قسم سب سے افضل ہے اور صحیح یہ ہے کہ تمتع سب سے افضل ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی نے صرف حج کی نیت کی اور اس کے ساتھ ہدی نہ ہو تو وہ فسخ نیت کر کے عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول سکتا ہے جیسا کہ اس طویل حدیث میں ابوموسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تمتع کا حکم دیا، امام ابن القیم رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا کہ فسخ حج کو چوبیس صحابہ نے روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

[19]..... بَاب مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ فِي إِحْرَامِهِ

احرام کی حالت میں محرم کا جن جانوروں کو مار ڈالنا جائز ہے

1854- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ خَمْسٌ لا جُنَاحَ فِي قَتْلِ مَنْ قُتِلَ مِنْهُنَّ الْغُرَابُ وَالْفَأْرَةُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ جانور ہیں جن کے قتل کرنے میں کوئی گناہ نہیں کوا، چوہیا، چیل، بچھو، اور کالا کتا (کٹ کھنا کتا)۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (١٨٢٦) مسلم (١١٩٩) نسائی (٢٨٣٥) ابویعلی (٥٤٢٨) ابن حبان (٣٩٦١) الحمیدی(٦٣١)۔

توضیح: ......صحیح حدیث میں صراحت ہے کہ مذکورہ بالا پانچوں موذی جانوروں کو حل وحرم میں ہر جگہ قتل کیا جا سکتا ہے، یہ حدیث آگے آ رہی ہے اور نسائی میں ہے پانچ جانور ہیں جن کے مار ڈالنے میں محرم پر کوئی گناہ نہیں۔

1855- أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقَتْلِ خَمْسِ فَوَاسِقَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحِدَأَةِ وَالْغُرَابِ وَالْفَأْرَةِ وَالْعَقْرَبِ وَالْكَلْبِ الْعَقُورِ . قَالَ عَبْد اللَّهِ الْكَلْبُ الْعَقُورُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ الْأَسْوَدُ .

(ترجمہ) ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ موذی جانوروں کو حل وحرم میں مار ڈالنے کا حکم دیا، چیل، کوا، چوہیا، بچھو اور کالا یا کاٹنے والا کتا۔

امام دارمی رحمہ اللہ نے فرمایا: بعض رواۃ نے الکلب العقور کہا اور بعض نے الکلب الاسود۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٨٢٩، ٣٣١٤) مسلم (١١٩٨) ترمذی (٨٣٧) نسائی (٢٨٩٠)۔

1856- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا إِنَّ مَعْمَرًا كَانَ يَذْكُرُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ وَعَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

(ترجمہ) سالم نے اپنے والد ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح مرفوعا روایت کیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی تخریج اوپر گذر چکی ہے مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: ابو یعلی (٤٥٠٣) ابن حبان (٥٦٣٢،٥٦٣٣) مصنف عبدالرزاق (٨٣٧٤)۔

تشریح: ......حدود حرم میں قتل وغارتگری جائز نہیں لیکن ایذا دینے والے جانور درندے اس سے مستثنی ہیں انہیں ہر جگہ ہر حال میں مارنا درست ہے۔

مولانا راز صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ پانچوں جانور جس قدر بھی موذی ہیں ظاہر ہے ان کی ہلاکت کے حکم سے شارع علیہ السلام نے بنی نوع انسان کے مالی، جسمانی، اقتصادی غذائی بہت سے مسائل کی طرف رہنمائی فرمائی ہے، کوا چیل (چھپٹا مارنے) ڈاکہ زنی میں مشہور ہیں، اور بچھو اپنی نیش زنی (ڈنک مارنے میں) چوہا انسانی صحت کے لئے مضر، پھر غذاؤں کے ذخیروں کا دشمن، اور کاٹنے والا کتا صحت کے لئے انتہائی خطرناک یہی وجہ ہے جو ان کا قتل ہر جگہ جائز ہوا۔

(شرح بخاری (١٨٢٩)

مسلم شریف میں سانپ کا بھی ذکر ہے لہٰذا یہ چھ موذی جانور قتل الموذی قبل الایذاء کے قاعدے کے تحت واجب القتل ہیں اسی طرح وہ جانور ہیں جو اس زمرے میں آتے ہیں جیسے شیر چیتا وغیرہ اور بعض فقہاء نے کلب کی تعریف میں بھیڑیئے کو بھی داخل کیا ہے واللہ اعلم۔

[20]..... بَاب الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ
محرم کو پچھنا یا سینگی لگوانے کا بیان

1857۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں پچھنا لگوایا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٨٣٥) مسلم (١٢٠٢) ابوداود (١٨٣٥) ترمذی (٨٣٩) نسائی (٢٨٤٥)۔

1858۔ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ احْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِلَحْيِ جَمَلٍ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

(ترجمہ) عبداللہ بن بحینہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ آپ محرم تھے مقام لحی جمل میں پچھنا لگوایا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٨٣٦) مسلم (١٢٠٣) نسائی (٢٨٥٠) ابن ماجہ (٣٤٨١) ابن حبان (٣٩٥٣) معرفة السنن والآثار للبيهقي (٩٧٣٢)

توضیح: ......لحی جمل ایک جگہ کا نام ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے، بخاری شریف میں ہے کہ یہ پچھنا یا سینگی

رسول اللہ ﷺ نے سر مبارک میں لگوایا، اس سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت محرم پچھنا لگواسکتا ہے، مروجہ اعمال جراحیہ کو بھی بوقت ضرورت شدید اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔

1859۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ وَطَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ إِسْحٰقُ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً عَنْ عَطَاءٍ وَمَرَّةً عَنْ طَاوُسٍ وَجَمَعَهُمَا مَرَّةً .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے احرام کی حالت میں پچھنا لگوایا۔

اسحاق راہویہ نے کہا سفیان نے ایک مرتبہ عطا سے روایت کی اور ایک مرتبہ طاوس سے اور ایک مرتبہ دونوں سے روایت کیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٨٣٥) مسلم (١٢٠٢) ابویعلی (٢٣٦٠، ٢٣٩٠) ابن حبان (٣٩٥٠، ٣٩٥١) الحمیدی (٥٠٨، ٥٠٩)۔

تشریح: ......ان روایات صحیحہ کے پیش نظر علمائے کرام نے حالت احرام میں پچھنا لگوانے کے جواز پر اجماع کیا ہے چاہے سر میں پچھنا لگوایا جائے یا اور کسی مقام پر، ضرورت ہو، یا نہ ہو شرط یہ ہے کہ بال نہ کاٹنے پڑیں اگر بال ٹوٹے یا کاٹنے پڑے تو فدیہ (دم) دینا واجب ہوگا، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر حسب ضرورت سر کے بال منڈانے پڑے یا کپڑا سلا ہوا پہننا پڑے یا شکار کو مار گرائے تو محرم پر ان سب امور میں فدیہ (دم) واجب ہے (وحیدی بتصرف)۔

[21]..... بَاب فِي تَزْوِيجِ الْمُحْرِمِ
احرام کی حالت میں شادی کرنے کا بیان

1860۔ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس حال میں نکاح کیا کہ آپ احرام باندھے ہوئے تھے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٨٣٧، ٤٢٥٩) مسلم (١٤١٠) ترمذی (٨٤٢) نسائی (٢٨٤٠) ابویعلی (٢٣٩٣) ابن حبان (٤١٢٩) الحمیدی (٥١٣)۔

تشریح: ......حالت احرام میں نکاح کرنے یا کروانے کی ممانعت ہے (کما رواہ مسلم) بعض علماء نے اس حدیث کا مطلب یہ لیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حدود حرم میں نکاح کیا نہ کہ حالت احرام میں، نیز یہ کہ اس حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے چوک ہوئی ہے کیونکہ ان کی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے اس حالت میں جو نکاح کیا وہ اس کی تردید کرتی ہیں جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

1861۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ خَطَبَ إِلَى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَوْسِمِ فَقَالَ أَبَانُ لَا أُرَاهُ عِرَاقِيًّا جَافِيًا إِنَّ الْمُحْرِمَ لَا يَنْكِحُ

وَلَا يُنْكِحُ أَخْبَرَنَا بِذٰلِكَ عُثْمَانُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ . سُئِلَ أَبُو مُحَمَّد تَقُولُ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ .

(ترجمہ) نبیہ بن وہب نے روایت کیا کہ قریش کے ایک شخص نے ابان بن عثمان کے پاس پیغام شادی بھیجا جو کہ اس موسم میں امیرالحج تھے ابان نے کہا، تم بالکل عراقی گنوار لگتے ہو، بیشک محرم نہ اپنا نکاح کرسکتا ہے نہ کرواسکتا ہے ہم کو اس کی خبر رسول اللہ ﷺ سے عثمان (رضی اللہ عنہ) نے دی۔

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا آپ بھی یہ ہی کہتے ہیں؟ فرمایا: ہاں (یعنی محرم نہ نکاح کرے نہ کروائے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٤٠٩) ابوداود (١٨٤١) ترمذی (٨٤٠) ابن ماجه (١٩٦٦) ابن حبان (٤١٢٣)۔

توضیح: ......صحیح مسلم میں ہے عمر بن عبیداللہ بن معمر، شبیہ بن عثمان کی بیٹی سے اپنے بیٹے طلحہ کا نکاح کرنا چاہتے تھے اور سب حالت احرام میں تھے چنانچہ امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے فرزند ابان نے صحیح مسئلہ بتایا کہ حالت احرام میں نکاح کرنا یا کرانا دونوں ممنوع ہیں اور یہی جمہور علماء کا مسلک ہے۔

1862۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ أَنَّ مَيْمُونَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ حَلَالَانِ بَعْدَمَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ بِسَرِفَ .

(ترجمہ) یزید بن اصم سے مروی ہے کہ میمونہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے واپسی پر مقام سرف میں نکاح کیا اس حال میں کہ ہم حلال ہو چکے تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٤١١) ابوداود (١٨٤٣) ترمذی (٨٤٥) ابن ماجه (١٩٦٤) ابویعلی (٧١٠٥) ابن حبان (٤١٣٤)۔

توضیح: ......اس صحیح روایت میں ام المومنین میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا خود اس بات کی تردید کرتی ہیں کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں نکاح کیا ہو، اور یہ راوی یزید بن اصم میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں جیسا کہ مسلم شریف کی روایت ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا میری اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی خالہ تھیں۔

1863۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ تَزَوَّجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَيْمُونَةَ حَلَالًا وَبَنَى بِهَا حَلَالًا وَكُنْتُ الرَّسُولَ بَيْنَهُمَا .

(ترجمہ) ابورافع (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے میمونہ (رضی اللہ عنہا) سے (جب) نکاح کیا تو وہ بے احرام کے تھے اور (جب) صحبت کی تب بھی بے احرام کے تھے اور میں ان دونوں کے بیچ میں پیغام رسانی کرنے والا تھا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابن حبان (٤١٣٠) المعرفة للبهقي (٩٧٤٩)

توضیح: ......امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ام المومنین میمونہ (رضی اللہ عنہا) کے نکاح کے بارے میں اختلاف ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہاں اور کس حالت میں نکاح کیا تو صحیح یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے مکہ کے راستے میں نکاح کیا تو بعض صحابہ نے کہا کہ آپ نے ان سے احرام باندھنے سے قبل نکاح کیا لیکن یہ نکاح احرام باندھنے کے بعد مشہور ہوا، پھر جب رسول اللہ ﷺ احرام کھول چکے تب ان سے صحبت کی تھی مقام سرف میں جو مکہ سے دس میل کے فاصلے پر ہے (اتفاق ہے) میمونہ (رضی اللہ عنہا) نے وہیں مقام سرف میں وفات پائی جہاں رسول اللہ ﷺ نے ان سے صحبت کی تھی اور وہ وہیں دفن بھی کی گئیں۔

ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ محرم حالت احرام میں نہ اپنا نکاح کرسکتا ہے نا کسی اور کا نکاح کراسکتا ہے۔ واللہ اعلم

[22]..... بَاب فِي أَكْلِ لَحْمِ الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ يَصِدْ هُوَ

محرم جب خود شکار نہ کرے تو شکار کا گوشت کھا سکتا ہے

1864۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ انْطَلَقَ أَبِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمْ أَبُو قَتَادَةَ فَأَصَابَ حِمَارَ وَحْشٍ فَطَعَنَهُ وَأَكَلَ مِنْ لَحْمِهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ حِمَارَ وَحْشٍ فَطَعَنْتُهُ فَقَالَ لِلْقَوْمِ كُلُوا وَهُمْ مُحْرِمُونَ .

(ترجمہ) عبداللہ بن ابی قتادہ نے بیان کیا کہ میرے والد صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے (اور دشمنوں کا پتہ لگانے آگے نکل گئے) ان کے ساتھیوں نے احرام باندھ لیا ابوقتادہ نے احرام نہیں باندھا انہوں نے ایک جنگلی گدھا دیکھا اس کا نیزے سے شکار کیا اور اس کا گوشت کھایا، ان کا بیان ہے کہ پھر میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں نے جنگلی گدھا دیکھا تو اس پر نیزہ یا تیر پھینک کر شکار کرلیا، رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: کھاؤ اور وہ سب حالت احرام میں تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٨٢١) مسلم (١١٩٦) نسائی (٢٨٢٤) ابن ماجه (٣٠٩٣) ابن حبان (٣٩٦٦) الحميدی (٤٢٨)۔

توضیح: ......احرام کی حالت میں شکار کرنا ممنوع ہے ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) نے احرام نہیں باندھا تھا اس لئے ان کے شکار کرنے پر رسول اللہ ﷺ نے کوئی نکیر نہیں کی اور جو لوگ احرام باندھ چکے تھے ان کو اس کا گوشت کھانے کے لئے کہا: اس سے معلوم ہوا کہ محرم شکار نہیں کرسکتا لیکن شکار کیا ہوا گوشت کھا سکتا ہے۔

1865۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيرُ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَأَبُو قَتَادَةَ حَلَالٌ إِذْ رَأَيْتُ حِمَارًا فَرَكِبْتُ فَرَسًا فَأَصَبْتُهُ فَأَكَلُوا مِنْ لَحْمِهِ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَلَمْ آكُلْ فَأَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلُوهُ فَقَالَ أَشَرْتُمْ قَتَلْتُمْ أَوْ قَالَ ضَرَبْتُمْ قَالُوا لَا قَالَ

فَكُلُوْا.

(ترجمہ) ابوقتادہ انصاری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہمارا قافلہ احرام باندھے چلا جا رہا تھا اور میں (ابوقتادہ) بے احرام کے تھا کہ اچانک میں نے ایک جنگلی گدھا دیکھا، میں گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے شکار کر لیا ساتھیوں نے اس کے گوشت کو کھایا اور وہ احرام کی حالت میں ہی تھے اور میں نے نہیں کھایا، وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ سے (اس بارے میں) پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا تم نے اشارہ کیا؟ تم نے اسے شکار کیا؟ یا یہ کہا کہ تم نے مارا؟ انہوں نے عرض کیا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تب کھالو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٨٢٤) مسلم (١١٩٦) نسائی (٢٨٢٦)۔

توضیح: ......اس سے معلوم ہوا کہ محرم کا شکار کی طرف اشارہ بھی کرنا ممنوع ہے اور نہ وہ ایسی صورت میں شکار کا گوشت کھا سکتے ہیں۔

1866۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِلَحْمِ حِمَارِ وَحْشٍ فَرَدَّهُ وَقَالَ إِنَّا حُرُمٌ لا نَأْكُلُ الصَّيْدَ.

(ترجمہ) صعب بن جثامہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جنگلی گدھے کا گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے اس کو واپس کر دیا اور فرمایا کہ ہم احرام کی حالت میں ہیں شکار نہیں کھا سکتے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٨٢٤) مسلم (١١٩٣) ترمذی (٨٤٩) نسائی ٢٨١٨) ابن ماجه (٣٠٩٠) ابن حبان (٣٩٦٧،١٣٦) الحمیدی (٨٠١)۔

توضیح: ......اس ہدیہ گوشت کو لینے اور کھانے سے آپ نے اس لئے انکار کر دیا کہ وہ شکار آپ کو ہدیہ کرنے کی نیت سے کیا گیا تھا، جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

1867۔ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ فِي سَفَرٍ فَأُهْدِيَ لَهُ طَيْرٌ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَهُوَ رَاقِدٌ فَمِنَّا مَنْ أَكَلَ وَمِنَّا مَنْ تَوَرَّعَ فَاسْتَيْقَظَ طَلْحَةُ فَأَخْبَرُوهُ فَوَفَّقَ مَنْ أَكَلَهُ وَقَالَ أَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

(ترجمہ) معاذ بن عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی سے روایت ہے کہ ان کے والد عبدالرحمٰن نے کہا کہ ہم طلحہ بن عبیداللہ (رضی اللہ عنہ) کے ہمراہ ایک سفر میں تھے کہ ان کو ایک پرندہ ہدیہ پیش کیا گیا اور وہ سب احرام باندھے ہوئے تھے اور طلحہ سو رہے تھے تو ہم میں سے کچھ لوگوں نے اس پرندے کے گوشت کو کھایا اور کچھ لوگوں نے اس سے پرہیز کیا جب طلحہ (رضی اللہ عنہ) بیدار ہوئے

تو لوگوں نے انہیں اس کی خبر دی پس طلحہ نے ان لوگوں کی تائید کی جنہوں نے گوشت کھا لیا تھا اور فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شکار کا گوشت کھایا تھا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١١٩٧) نسائی (٢٨١٦) ابن حبان (٣٩٦٦) الحمیدی (٤٢٨)۔

1868۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ قَالَ مَرَّ بِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَأَهْدَيْتُ لَهُ لَحْمَ حِمَارِ وَحْشٍ فَرَدَّهُ عَلَيَّ فَلَمَّا رَأَى فِي وَجْهِي الْكَرَاهِيَةَ قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ بِنَا رَدٌّ عَلَيْكَ وَلٰكِنَّا حُرُمٌ .

(ترجمہ) صعب بن جثامہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نبی کریم ﷺ مقام ابواء یا دوان میں میرے پاس سے گذرے تو میں نے آپ کی خدمت میں جنگلی گدھے کا گوشت پیش کیا تو آپ نے مجھے واپس کر دیا، جب آپ نے میرے چہرے پر ملال دیکھا تو فرمایا: ہم کو، یہ (لوٹانے کی ضرورت نہیں تھی) لیکن اس وقت ہم احرام باندھے ہوئے ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے جیسا کہ اوپر (١٨٦٦) میں گذر چکا ہے۔

تشریح: ......محرم کا حالت احرام میں شکار کرنا باتفاق علماء حرام ہے اگر محرم نے شکار کی طرف اشارہ کیا یا شکار میں مدد دی تب بھی وہ شکار کا گوشت محرم کے لئے حرام ہے جیسا کہ حدیث صعب بن جثامہ سے ظاہر ہے، ہاں اگر کسی بے احرام والے نے اپنی مرضی سے بلا کسی محرم کی مدد کے شکار کیا اور نہ اس کی یہ نیت رہی ہو کہ وہ احرام والوں کو شکار کا گوشت کھلائے گا ایسی صورت میں احرام والے لوگ شکار کا گوشت کھا سکتے ہیں احادیث الباب اسی کی طرف رہنمائی کرتی ہیں اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے خود بھی شکار کا گوشت کھایا اور صحابہ کرام کو کھلایا تھا جیسا کہ طلحہ بن عبیداللہ (رضی اللہ عنہ) کی حدیث میں ہے۔ (واللہ اعلم وعلمہ اتم)۔

[23]..... بَاب فِي الْحَجِّ عَنِ الْحَيِّ
زندہ آدمی کی طرف سے حج کرنے کا بیان

1869۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ جَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ فَقَالَتْ إِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَمْسِكُ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَلَمْ يَحُجَّ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ . سُئِلَ أَبُو مُحَمَّد تَقُولُ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ .

(ترجمہ) فضل بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ وہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر تھے کہ قبیلہ خثعم کی ایک خاتون آئیں اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اللہ کا فریضہ حج بندوں پر ادا کرنا ضروری ہے اور میرے والد بہت

بزرگ ہو چکے ہیں سواری پر بھی نہیں بیٹھ سکتے اور انہوں نے حج نہیں کیا ہے، کیا میں ان کی طرف سے نیابۃ حج کر سکتی ہوں؟ فرمایا: ہاں کر سکتی ہو۔

ابومحمد امام دارمی سے دریافت کیا گیا کیا آپ کا یہی قول ہے؟ فرمایا: ہاں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۵۱۳) مسلم (۱۳۳٤) ابوداود (۲٦۳۳) ابویعلی (۲۳۸٤) ابن حبان (۳۹۸۹) الحمیدی (۵۱۷)۔

1870- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ إِنَّ أَبِي شَيْخٌ لَا يَسْتَوِي عَلَى الْبَعِيرِ أَدْرَكَتْهُ فَرِيضَةُ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حُجِّي عَنْهُ .

(ترجمہ) فضل بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ ایک خاتون نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ میرے والد اتنے بوڑھے ہیں کہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے اور ان پر حج فرض ہوگیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ان کی طرف سے حج کر لو۔

(**تخریج**) یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (۱۸۵۳) مسلم (۱۳۳۵) ترمذی (۹۲۸) نسائی (۲۹۰۹) الموصلی (٦۷۱۷)۔

1871- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ اسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع میں ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے فتوی پوچھا اور فضل ابن عباس (عبداللہ بن عباس کے بھائی) رسول اللہ ﷺ کے ردیف تھے؟ عرض کیا اے اللہ کے رسول بندوں پر اللہ کا فریضۂ حج ضروری ہوگیا ہے اور میرے والد بہت بوڑھے ہو چکے ہیں حتیٰ کہ سواری پر بھی نہیں بیٹھ سکتے اگر میں ان کی طرف سے حج کروں تو کیا ان کا حج ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ہو جائے گا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند مثل سابق ہے نیز دیکھئے: بخاری (٤۳۹۹)۔

1872- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوًا مِنْ حَدِيثِ الْأَوْزَاعِيِّ .

(ترجمہ) اس طریق سے بھی مذکورہ بالا اوزاعی کی حدیث مروی ہے۔ ترجمہ اور تخریج ذکر کی جا چکی ہے۔

1873۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ أَوْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبِي أَوْ أُمِّي عَجُوزٌ كَبِيرٌ إِنْ أَنَا حَمَلْتُهَا لَمْ تَسْتَمْسِكْ وَإِنْ رَبَطْتُهَا خَشِيتُ أَنْ أَقْتُلَهَا قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى أَبِيكَ أَوْ أُمِّكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ تَقْضِيهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَحُجَّ عَنْ أَبِيكَ أَوْ أُمِّكَ .

(ترجمہ) فضل بن عباس یا عبیداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہم) نے بیان کیا کہ ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میری ماں یا باپ بوڑھے ہیں اگر انہیں سوار کروں تو ٹھیک سے بیٹھ نہیں سکیں گے اور سواری پر باندھ دوں تو ڈر ہے کہ مر نہ جائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری کیا رائے ہے اگر تمہارے والد یا والدہ پر قرض ہو تو کیا تم ان کا قرض ادا کرو گے؟ عرض کیا: بالکل ادا کروں گا فرمایا تب پھر اپنے والد یا والدہ کی طرف سے حج بھی کرو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسند احمد (۳۵۹،۲۱۲/۱)، مشکل الآثار للطحاوی (۲۲۰/۳)۔

تشریح: ......ان احادیث سے ماں باپ کی طرف سے فریضۂ حج ادا کرنے کا ثبوت ملا خواہ وہ زندہ ہوں یا نہیں، وصیت کی ہو یا نہ کی ہو، ان کے لڑکے یا لڑکی کو چاہیے کہ وہ اگر حج نہیں کر سکتے تو اپنا حج ادا کرنے کے بعد ان کی طرف سے حج کر سکتا ہے، بعض علماء نے کہا اگر وصیت کی ہو تب ہی ان کی طرف سے حج کرے اور بعض علماء نے کہا کہ بلا وصیت بھی ان کی طرف سے حج کرنا درست ہے، امام دارمی رحمہ اللہ کا یہی مسلک ہے اور راقم نے سماحۃ الشیخ ابن باز (رحمہ اللہ) سے بھی یہی سنا کہ ماں باپ کی طرف سے حج کرنا درست ہے۔

حج کی ایک قسم حج بدل ہے جو کسی معذور یا متوفی کی طرف سے نیابتاً کیا جاتا ہے اس کی نیت کرتے وقت لبیک کے ساتھ جس کی طرف سے حج کیا جا رہا ہے اس کا نام لیا جائے مثلاً لبیک عن زید نیابۃً مگر حج بدل کے لئے ضروری ہے کہ حج کرنے والا پہلے خود اپنا حج ادا کر چکا ہو جیسا کہ حدیث شبرمہ میں وضاحت ہے۔ واللہ اعلم۔

[24]..... بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْمَيِّتِ
متوفی کی طرف سے حج کرنے کا بیان

1874۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ الزُّبَيْرِ مَوْلَى لِآلِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ خَثْعَمَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ أَبِي أَدْرَكَهُ الْإِسْلَامُ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ رُكُوبَ الرَّحْلِ وَالْحَجُّ مَكْتُوبٌ عَلَيْهِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ أَنْتَ أَكْبَرُ وَلَدِهِ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أَبِيكَ دَيْنٌ فَقَضَيْتَهُ عَنْهُ أَكَانَ ذٰلِكَ يُجْزِءُ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاحْجُجْ عَنْهُ .

(ترجمہ) عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہ) نے کہا خثعم کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے

والد اسلام لائے، وہ بہت بوڑھے ہیں سواری کرنے کے قابل نہیں، اوران پر حج بھی فرض ہے کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتا ہوں؟ فرمایا: کیا تم ان کے سب سے بڑے صاحبزادے ہو؟ عرض کیا جی ہاں، فرمایا: بتاؤ اگر تمہارے والد پر قرض ہوتا اور تم اسے ادا کردیتے تو کیا تمہارے باپ کا قرض ادا ہو جاتا؟ عرض کیا: ہاں فرمایا: تو ان کی طرف سے حج بھی کرلو۔

(**تخریج**) حدیث الباب کی سند میں محمد بن حمید ضعیف ہیں لیکن اس کے شواہد موجود ہیں۔ دیکھئے: نسائی (۲۶۳۷، ۲۶۴۳) ابویعلی (۶۸۱۳) مشکل الآثار (۳/۲۲۱) البیھقی (۴/۳۲۹)۔

توضیح: ......یعنی فریضۂ حج بھی قرض کی طرح ہے جسے ادا کرنا چاہیے۔ اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ باپ موجود ہیں لیکن بہت بوڑھے ہیں لیکن نسائی کی روایت میں ہے کہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرے والد فوت ہو چکے ہیں اورانہوں نے حج نہیں کیا تو کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ تو آپ نے فرمایا تیرے باپ پر قرض ہوتا تو اس کو ادا کرتا یا نہیں وہ بولا: ہاں آپ نے فرمایا: تو اللہ کا قرض ادا کرنا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ (نسائی ۲۶۳۸)۔

1875۔ أَخْبَرَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ مَوْلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ يُقَالُ لَهُ يُوسُفُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَوِ الزُّبَيْرُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ قَالَتْ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيْرٌ لا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَحُجَّ قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أَبِيكَ دَيْنٌ فَقَضَيْتَهُ عَنْهُ قُبِلَ مِنْهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ اللهُ أَرْحَمُ حُجَّ عَنْ أَبِيكَ.

(ترجمہ) سودہ بنت زمعہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اورعرض کیا کہ میرے والد بہت بوڑھے ہیں حج نہیں کرسکتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بتاؤ اگر تمہارے والد پر قرض ہوتا اور تم وہ قرض ادا کرتے تو ان کی طرف سے وہ قرض قبول کرلیا جاتا؟ عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: پس اللہ تعالی بہت رحیم ہے، اور باپ کی طرف سے حج کرو۔ یعنی اللہ تعالی اپنے رحمت سے تمہارے والد کی طرف سے کیا گیا یہ حج قبول کرلے گا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جید ہے۔ دیکھئے: ابویعلی (۶۸۱۸) مشکل الآثار (۳/۲۲۱) مجمع الزوائد (۵۷۵۶)۔

تشریح: ......امام دارمی رحمہ اللہ علیہ نے باب باندھا کہ میت کی طرف سے حج کرنے کا بیان لیکن دونوں حدیث میں باپ کے زندہ وموجود ہونے کا ذکر ہے، اس سے شاید امام صاحب کا مقصود یہ ہے کہ ماں باپ حج نہ کرسکے یا معذور وزندہ ہوں ہر صورت میں ان کی طرف سے حج کیا جاسکتا ہے دوسری روایات میں فوت ہوجانے کا بھی ذکر ہے۔ اورایک روایت میں ہے "حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ" اپنے باپ کی طرف سے حج بھی کرو اور عمرہ بھی نسائی (۲۶۳۶) شیخ ابن باز رحمہ اللہ علیہ بھی اس کے قائل تھے کہ ماں باپ کی طرف سے حج اور عمرہ کرنا درست ہے لیکن صرف طواف کرنا صحیح نہیں کیوں کہ احادیث میں کسی اور کی طرف سے طواف کرنے کا حکم نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

[25]..... بَاب فِي اسْتِلَامِ الْحَجَر
حجر اسود کے چھونے یا بوسہ دینے کا بیان

1876- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ فِي شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُمَا قُلْتُ لِنَافِعٍ أَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَمْشِي بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ قَالَ إِنَّمَا كَانَ يَمْشِي لِيَكُونَ أَيْسَرَ لِاسْتِلَامِهِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: میں نے جب سے رسول اللہ ﷺ کو ان دونوں رکن (حجر اسود اور رکن یمانی) کو بوسہ دیتے اور چھوتے دیکھا ہے شدت ونرمی کے حالات میں کبھی نہیں چھوڑا، عبیداللہ نے کہا میں نے نافع سے پوچھا، کیا ابن عمران دونوں رکنوں کے درمیان چلتے تھے؟ نافع نے کہا وہ چلتے تھے تاکہ اس کے استلام میں سہولت ہو۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٦٠٦) مسلم (١٢٦٨) نسائی (٢٩٥٢) ابویعلی (٥٤٧٣) ابن حبان (٣٨٢٧) الحمیدی (٦٦٦)۔

تشریح: ......طواف میں حجر اسود کا بوسہ لینا یا چھونا سنت ہے اور رکن یمانی کا صرف چھونا سنت ہے بوسہ دینا نہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سنت رسول کے اتنے شیدائی تھے کہ سنت سے سرمو انحراف نہ کرتے تھے جیسا کہ حدیث میں مذکورہ ہے۔

[26]..... بَاب الْفَضْلِ فِي اسْتِلَامِ الْحَجَرِ
حجر اسود کو بوسہ دینے کی فضیلت کا بیان

1877- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَيَبْعَثَنَّ اللَّهُ الْحَجَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ يَشْهَدُ عَلَى مَنِ اسْتَلَمَهُ بِحَقٍّ. قَالَ سُلَيْمَانُ لِمَنِ اسْتَلَمَهُ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حجر اسود کو قیامت کے دن اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہونگی جن سے وہ دیکھتا ہوگا اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ بولے گا گواہی دے گا اس شخص کی جس نے اس کو حق کے ساتھ چوما۔

سلیمان بن حرب نے کہا یعنی حجر اسود ان کے لئے گواہی دے گا جس نے اسے بوسہ دیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (٩٦١) ابن ماجہ (٢٩٤٤) ابویعلی (٢٧١٩) ابن حبان (٣٧١١) الموارد (١٠٠٥) وغیرھم۔

توضیح: ......حق کے ساتھ چومنے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کے ساتھ، اس سے وہ مشرک نکل گئے جنہوں نے حجر اسود کو شرک کی حالت میں چوما۔ حجر اسود کو چومنا یا استلام کرنا عبادت اور سنت ہے، کسی اور پتھر کو چومنا، ہاتھ لگانا درست

نہیں اور نہ یہ عقیدہ رکھنا جائز ہے کہ حجر اسود بنفسہ نفع ونقصان کی قدرت رکھتا ہے اسی شرکیہ عقیدے کو ختم کرنے کے لئے امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے جو نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع دے سکتا ہے اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چومتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی نہ چومتا، ابن ماجہ (۲۹۴۳) یہ حدیث آگے (۱۹۰۳) پر آ رہی ہے۔ اس لئے حجر اسود کا چومنا یا بیت اللہ الحرام کا طواف کرنا کسی پتھر یا عمارت کی عظمت کے لئے نہیں بلکہ اتباع سنت کے لئے ہے۔ واللہ اعلم۔

[27]..... بَاب مَنْ رَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا

طواف قدوم کے تین پھیروں میں تیزی سے چلنا اور باقی چار اشواط میں معمولی رفتار سے چلنے کا بیان

1878- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَمَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ ثَلَاثَةَ أَشْوَاطٍ.

(ترجمہ) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تین پھیروں میں حجر اسود سے لیکر حجر اسود تک رمل کیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: الموطا کتاب الحج (۱۰۸) مسلم (۱۲۶۳) ترمذی (۸۵۶) نسائی (۲۹۳۹) ابویعلی (۱۸۱۰) ابن حبان (۳۸۱۳) مجمع الزوائد (۵۵۳۴-۵۵۵۳)

توضیح: ......رمل قریب قریب قدم رکھتے ہوئے تیزی سے دلکی چال سے چلنے کو کہتے ہیں، جو صرف طواف قدوم میں مشروع ہے اور اس کا سبب یہ تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد مکہ تشریف لائے تو مشرکین یہ گمان رکھتے تھے کہ مدینہ طیبہ کی آب وہوا یا وبا نے مہاجرین کو کمزور کر دیا ہوگا اور وہ مسلمانوں کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ طواف قدوم میں رمل اور اضطباع کریں اور اکڑ کر دلکی چال سے طواف کریں تا کہ مشرکین مکہ کو ان کی قوت کا اندازہ ہو جائے، مشرکین تو اب مکہ مکرمہ میں نہیں ہیں لیکن طواف قدم کی یہ سنت بن گئی جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیونکہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل کیا اس لئے میں بھی رمل کروں گا، بعض روایات میں شروع کے تین پھیروں میں بھی بین الرکنین چلنے کا ذکر آیا ہے۔

1879- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ خَبَّ ثَلَاثَةً وَمَشَى أَرْبَعَةً وَكَانَ يَسْعَى بِبَطْنِ الْمَسِيلِ إِذَا سَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقُلْتُ لِنَافِعٍ أَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَمْشِي إِذَا بَلَغَ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ يُزَاحَمَ عَلَى الرُّكْنِ فَإِنَّهُ كَانَ لَا يَدَعُهُ حَتَّى يَسْتَلِمَهُ.

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ الحرام کا پہلا طواف کرتے تو تین پھیروں میں دوڑ کر چلتے تھے اور چار پھیروں میں اپنی معمول کی چال سے چلتے تھے اور صفا ومروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے بیچ میں

دوڑتے تھے، عبیداللہ نے کہا: میں نے نافع سے پوچھا کیا عبداللہ بن عمر رکن یمانی (اور حجر اسود کے) بیچ چلتے تھے، کہا: نہیں الا یہ کہ رکن یمانی کے پاس بھیڑ ہوتی کیونکہ وہ اس کا استلام ہرگز نہ چھوڑتے تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٦١٧، ١٦٤٤) مسلم (١٢٦١) نسائی (٢٩٤٠) ابن ماجه (٢٩٥٠) وغیرهم۔

1880۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَمَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین پھیروں میں رمل کیا اور چار پھیرے چلتے ہوئے پورے کئے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٢٦٢) احمد (٥٧/٢)، ابو داود (١٨٩١) البیهقی (٧٩/٥، ٨٣)

تشریح: ......ان احادیث سے طواف قدوم میں تین پھیروں میں رمل کرنا ثابت ہوا، نیز یہ کہ اگر بھیڑ کی وجہ سے رمل نہ کر سکے اور چل کر طواف کرے تو بھی کوئی حرج نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طواف حجر اسود سے شروع کرنا ہوگا اور حجر اسود پر ہی ختم ہوگا کیونکہ حجر اسود سے حجر اسود تک ایک پھیرا مکمل ہوگا، اور رکن یمانی اور حجر اسود کے مابین بھی طواف قدوم کے پہلے تین پھیروں میں رمل کرنا ہوگا الا یہ کہ وہاں بھیڑ بھاڑ ہو اور دوڑا نہ جاسکے۔ واللہ اعلم۔

[28]..... بَابُ الِاضْطِبَاعِ فِي الرَّمَلِ
طواف قدوم میں رمل کے ساتھ اضطباع کا بیان

1881۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ هُوَ ابْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ طَافَ مُضْطَبِعًا .

(ترجمہ) یعلی بن امیہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اضطباع کرتے ہوئے طواف کیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں کلام ہے لیکن متعدد طرق سے مروی ہے۔ دیکھئے: ابوداود (١٨٨٣) ترمذی (٨٥٩) ابن ماجه (٢٩٥٤) احمد (٢٢٢/٤) البیهقی (٧٩/٥) نیز دیکھئے تلخیص الحبیر (٢٤٨/٢) نیل الأوطار (١١٠/٥)۔

تشریح: ......اضطباع یہ ہے کہ احرام کی چادر کو دائیں کندھے کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لیں اور دایاں کندھا کھلا چھوڑ دیں تاکہ بازو نظر آئے اور یہ بہادری اور شجاعت دکھانے کے لئے تھا لیکن سنت بن گئی۔ واضح رہے کہ اضطباع بھی صرف طواف قدوم میں ہے اور شروع کے تین پھیروں میں امام دارمی رحمہ اللہ بھی شاید اسی کے قائل ہیں

اس لئے باب باندھا، "الاضطباع فی الرمل" یعنی رمل کے ساتھ اضطباع کا باب بہت سے لوگ احرام باندھنے کے وقت سے عمرہ پورا کرنے تک دایاں کندھا کھولے رکھتے ہیں حتی کہ نماز کے وقت بھی کندھے کو نہیں ڈھانکتے تو ان کا یہ فعل خلاف شرع ہے اور خلاف سنت بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خُذُوْا عَنِّیْ مَنَاسِکَکُمْ" مجھ سے آداب حج سیکھ لو، اسی طرح فرمایا: "صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ أُصَلِّیْ" جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو ویسے ہی نماز پڑھو۔

[29]..... بَاب طَوَافِ الْقَارِنِ

حج قران کرنے والے کا طواف

1882۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ كَفَاهُ لَهُمَا طَوَافٌ وَاحِدٌ وَلَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص حج وعمرے کا احرام باندھے (یعنی حج قران کی نیت کی ہو) اس کے لئے ایک طواف (ترمذی میں ہے اور ایک سعی کافی ہے پھر طواف وسعی کے بعد) وہ جب تک حج وعمرے سے فارغ نہ ہو جائے احرام باندھے رہے گا (یعنی حلال نہ ہوگا)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح علی شرط مسلم ہے۔ دیکھئے: المنتقی لابن الجارود (٤٦٠) شرح معانی الآثار (١٩٧/٢)، احمد (٦٧/٢) وترمذی (٩٤٨) دارقطنی (٢٥٧/٢) ابن حبان (٣٩١٥) موارد الظمان (٩٩٣)۔

تشریح: ......حج قران کرنے والے پر ایک طواف اور ایک سعی ہے جو چاہے تو پہلے کر لے اور چاہے تو قربانی کے بعد کرے اور یہ بھی جائز ہے کہ صرف طواف پہلے کر لے اور سعی کو قربانی کے بعد کے لئے مؤخر کر دے۔

[30]..... بَاب الطَّوَافِ عَلَى الرَّاحِلَةِ

سواری پر بیٹھ کر طواف کرنے کا بیان

1883۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ طَافَ بِالْبَيْتِ عَلَى بَعِيرٍ كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ فِي يَدِهِ وَكَبَّرَ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ پر بیٹھ کر بیت اللہ کا طواف کیا اور آپ جب بھی حجر اسود کے پاس سے گذرتے تو جو چیز (عصا وغیرہ) آپ کے ہاتھ میں ہوتی تو اس کی طرف اس سے اشارہ کرتے اور اللہ اکبر کہتے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٦٠٧) مسلم (١٢٧٢) ترمذی (٨٦٥) ابن حبان (٣٨٢٥)۔

تشریح: ......رسول اکرم کا اس حدیث سے سواری پر طواف کرنا اور حجر اسود کی طرف چھڑی سے اشارہ کرنا اور اللہ اکبر کہنا ثابت ہوا، امام شافعی واحمد رحمہم اللہ کا یہ ہی مسلک ہے کہ سواری پر بیٹھ کر طواف کرنا عذر کے باعث جائز ہے، اور حجر اسود چومتے یا اس کی طرف اشارے کرتے وقت طواف کرنے والا یہ کہے: ((بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ إِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاِتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ.)) اس کے بعد طواف شروع کرے۔ واللہ اعلم۔

[31]..... بَاب مَا تَصْنَعُ الْحَاجَّةُ إِذَا كَانَتْ حَائِضًا

حج کرنے والی عورت کو حیض آجائے تو کیا کرے؟

1884- أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ افْعَلِيْ مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوْفِي بِالْبَيْتِ.

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا میں مکہ مکرمہ پہنچی تو حیض آ گیا اور میں صفا ومروہ کی سعی نہ کر سکی، پس میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: جو حاجی لوگ کرتے ہیں سارے کام کرنا بس بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند قوی اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: الموطا کتاب الحج (۲۳۲) بخاری (۲۹۴، ۱۷۵۷) مسلم (۱۲۱۱) الموصلی (۴۵۰۴) ابن حبان (۳۸۳۵)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو حالت احرام میں اگر حیض آجائے تو وہ حج کے تمام ارکان اور افعال پورے کرے سوائے طواف بیت اللہ کے، مذکورہ بالا روایت میں ہے کہ میں صفاء ومروہ کی سعی نہ کر سکی دیگر روایات میں اس کا ذکر نہیں ہے اور مطلق ان کے حیض شروع ہونے کا ذکر ہے اس لئے یہ روایت انفرادات امام دارمی میں سے ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ طواف میں طہارۃ شرط ہے ذکر واذ کار سعی، رمی، قربانی، حلق وتقصیر وغیرہ بغیر طہارت بھی ادا کئے جا سکتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

[32]..... بَاب الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ

طواف کرنے کے دوران بات چیت کرنے کا حکم وبیان

1885- أَخْبَرَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَحَلَّ فِيهِ الْمَنْطِقَ فَمَنْ نَطَقَ فِيهِ فَلَا يَنْطِقْ إِلَّا بِخَيْرٍ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیت اللہ کا طواف نماز (کی طرح عبادت) ہے ہاں اس

میں اللہ تعالیٰ نے بات کرنے کی اجازت دی ہے پس اگر کوئی طواف کے دوران بات کرنا چاہے تو اچھی بات کرے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند تو ضعیف ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: مسند ابی یعلی (۲۵۹۹) ابن حبان (۳۸۳۶) الموارد (۹۹۸)۔

1886۔أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

(ترجمہ) اس طریق سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے ترجمہ اوپر گذر چکا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح، حوالہ اوپر گذر چکا ہے نیز دیکھئے: ترمذی (۹۶۰)۔

تشریح: ......احادیث باب سے طواف کے دوران بات چیت کرنے کا جواز ثابت ہوا لیکن مستحب یہ ہے کہ آدمی بلاضرورت طواف کے دوران بات نہ کرے بلکہ اپنے دل ودماغ کو ذکر الٰہی ودعا وتلاوت یا علمی باتوں میں مشغول رکھے۔ واللہ اعلم۔

[33]..... بَاب الصَّلَاةِ خَلْفَ الْمَقَامِ
مقام ابراہیم کے پیچھے طواف کی دو رکعت پڑھنے کا بیان

1887۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوِ اتَّخَذْتَ مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى.

(ترجمہ) امیر المومنین عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا میں نے تین مسائل میں اپنے رب کی موافقت کی میں نے کہا اے اللہ کے رسول کاش آپ مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت شریفہ نازل فرمائی ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (بقرہ ۱۲۵/۱) یعنی تم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۴۰۲) مسلم (۲۳۹۹) احمد (۲۳/۱، ۳۶)۔

تشریح: ......اس حدیث سے مقام ابراہیم کے پیچھے طواف کی دو رکعت پڑھنے کا ثبوت ملا جو سنت ہے اگر مقام ابراہیم کے پیچھے جگہ نہ ملے تو یہ سنتیں حرم پاک کے کسی بھی گوشے میں پڑھی جاسکتی ہیں۔

اس حدیث سے امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی معلوم ہوئی، ایسے تین مقامات ہیں کہ ان کے دل میں بات آئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تائید فرمادی، ان مقامات ومسائل میں سے ایک مقام ابراہیم کا ذکر یہاں موجود ہے دوسرے دو مسائل بھی بخاری شریف کے مذکورہ بالا حوالے میں موجود ہیں اور وہ یہ ہیں عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ کے رسول

کاش آپ امہات المومنین کو پردے میں رہنے کا حکم فرمادیں آیت نازل ہوئی: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ....﴾ (احزاب ۲۲/۵۹) ترجمہ: اے نبی اپنی بیویوں سے، اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کرو (یعنی پردے میں رہیں)۔ اور جب ازواج مطہرات نے کچھ مطالبات نبی کریم ﷺ سے کئے تو انہوں نے اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں طلاق دلا دے اور تمہاری جگہ تم سے بہتر بیویاں اپنے رسول کو عنایت فرمادے چنانچہ یہ آیت شریفہ نازل ہوئی: ﴿عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ﴾ (تحریم ۲۸/۵) ترجمہ: اگر پیغمبر تمہیں طلاق دے دیں تو بہت جلد انہیں ان کا رب تمہارے بدلے تم سے بہتر بیویاں عنایت فرمائے گا۔ اور ٹھیک عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔

[34]..... بَاب فِي سُنَّةِ الْحَجِّ

رسول اللہ ﷺ کے حج کا طریقہ

1888- أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ دَخَلْنَا عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فَسَأَلَ عَنِ الْقَوْمِ حَتّٰى انْتَهَى إِلَيَّ فَقُلْتُ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ فَأَهْوٰى بِيَدِهِ إِلَى زِرِّيَ الْأَعْلٰى وَزِرِّيَ الْأَسْفَلِ ثُمَّ وَضَعَ فَمَهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ شَابٌّ فَقَالَ مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ أَخِي سَلْ عَمَّا شِئْتَ فَسَأَلْتُهُ وَهُوَ أَعْمٰى وَجَاءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ فَقَامَ فِي سَاجَةٍ مُلْتَحِفًا بِهَا كُلَّمَا وَضَعَهَا عَلَى مَنْكِبَيْهِ رَجَعَ طَرَفُهَا إِلَيْهِ مِنْ صِغَرِهَا وَرِدَاؤُهُ إِلَى جَنْبِهِ عَلَى الْمِشْجَبِ فَصَلَّى فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ حَجَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بِيَدِهِ فَعَقَدَ تِسْعًا فَقَالَ مَكَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ أُذِّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ فِي الْعَاشِرَةِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حَاجٌّ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ بَشَرٌ كَثِيرٌ كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ أَنْ يَأْتَمَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَيَعْمَلَ مِثْلَ عَمَلِهِ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى أَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ أَصْنَعُ فَقَالَ اغْتَسِلِي وَاسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ وَأَحْرِمِي فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ فَنَظَرْتُ إِلَى مَدِّ بَصَرِي مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ مِنْ رَاكِبٍ وَمَاشٍ وَعَنْ يَمِينِهِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَعَنْ يَسَارِهِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَخَلْفَهُ مِثْلُ ذٰلِكَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَعَلَيْهِ يُنْزَلُ الْقُرْآنُ وَهُوَ يَعْرِفُ تَأْوِيلَهُ فَأَهَلَّ بِالتَّوْحِيدِ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ فَأَهَلَّ النَّاسُ بِهٰذَا الَّذِي يُهِلُّونَ بِهِ فَلَمْ يَزِدْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِمْ شَيْئًا وَلَبّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تَلْبِيَتَهُ حَتّٰى إِذَا أَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ قَالَ جَابِرٌ لَسْنَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ حَتّٰى إِذَا أَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ

اسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا ثُمَّ تَقَدَّمَ إِلَى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ فَصَلَّى فَقَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ وَكَانَ أَبِي يَقُولُ وَلَا أَعْلَمُهُ ذَكَرَهُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ إِلَى الصَّفَا فَلَمَّا أَتَى الصَّفَا قَرَأَ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ أَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهِ حَتَّى رَأَى الْبَيْتَ فَوَحَّدَ اللَّهَ وَكَبَّرَهُ وَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذَلِكَ فَقَالَ مِثْلَ هَذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ إِلَى الْمَرْوَةِ حَتَّى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْوَادِي قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ يَعْنِي فَرَمَلَ حَتَّى إِذَا صَعِدْنَا مَشَى حَتَّى إِذَا أَتَيْنَا الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا حَتَّى إِذَا كَانَ آخِرَ طَوَافٍ عَلَى الْمَرْوَةِ قَالَ إِنِّي لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ وَيَجْعَلْهَا عُمْرَةً فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلِعَامِنَا هَذَا أَوْ لِأَبَدِ أَبَدٍ فَشَبَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَصَابِعَهُ فِي الْأُخْرَى فَقَالَ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ هَكَذَا مَرَّتَيْنِ لَا بَلْ لِأَبَدِ أَبَدًا لَا بَلْ لِأَبَدِ أَبَدًا وَقَدِمَ عَلِيٌّ بِبُدْنٍ مِنَ الْيَمَنِ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَوَجَدَ فَاطِمَةَ مِمَّنْ حَلَّ وَلَبِسَتْ ثِيَابَ صَبِيغٍ وَاكْتَحَلَتْ فَأَنْكَرَ عَلِيٌّ ذَلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ أَبِي أَمَرَنِي فَكَانَ عَلِيٌّ يَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أُحَرِّشُهُ عَلَى فَاطِمَةَ فِي الَّذِي صَنَعَتْ مُسْتَفْتِيًا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيمَا ذَكَرَتْ فَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَ صَدَقَتْ مَا فَعَلَتَ حِينَ فَرَضْتَ الْحَجَّ قَالَ قُلْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُكَ قَالَ فَإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ فَلَا تَحِلَّ قَالَ فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِي قَدِمَ بِهِ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ وَالَّذِي أَتَى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ مِائَةَ بَدَنَةٍ فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوا إِلَّا النَّبِيَّ ﷺ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَجَّهَ إِلَى مِنًى فَأَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى بِنَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ ثُمَّ مَكَثَ قَلِيلًا حَتَّى إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ شَعَرٍ تُضْرَبُ لَهُ بِنَمِرَةَ ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَارَ لَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ إِلَّا أَنَّهُ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِي الْمُزْدَلِفَةِ فَسَارَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَهَا حَتَّى إِذَا زَاغَتْ يَعْنِي الشَّمْسَ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِّلَتْ لَهُ فَأَتَى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ: "إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَلَا إِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ

وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ وَأَوَّلُ دَمٍ وُضِعَ دِمَاؤُنَا دَمُ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضَعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُهُ رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ فَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّمَا أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانَةِ اللَّهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللَّهِ وَإِنَّ لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَأَنْتُمْ مَسْئُولُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ قَالُوا نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ بِأُصْبُعِهِ السَّبَّابَةِ فَرَفَعَهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ اللَّهُمَّ اشْهَدْ اللَّهُمَّ اشْهَدْ اللَّهُمَّ اشْهَدْ" ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ بِنِدَاءٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَةٍ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ لَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ رَكِبَ حَتَّى وَقَفَ فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ إِلَى الصُّخَيْرَاتِ وَقَالَ إِسْمَعِيلُ إِلَى الشُّجَيْرَاتِ وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ حَتَّى غَابَ الْقُرْصُ فَأَرْدَفَ أُسَامَةَ خَلْفَهُ ثُمَّ دَفَعَ وَقَدْ شَنَقَ لِلْقَصْوَاءِ الزِّمَامَ حَتَّى إِنَّهُ لَيُصِيبُ رَأْسُهَا مَوْرِكَ رَحْلِهِ وَيَقُولُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى السَّكِينَةَ السَّكِينَةَ كُلَّمَا أَتَى حَبْلًا مِنَ الْحِبَالِ أَرْخَى لَهَا قَلِيلًا حَتَّى تَصْعَدَ حَتَّى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلَّى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَإِقَامَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى الْفَجْرَ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَا اللَّهَ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ وَوَحَّدَهُ حَتَّى أَسْفَرَ جِدًّا ثُمَّ دَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ الْعَبَّاسِ وَكَانَ رَجُلًا حَسَنَ الشَّعْرِ أَبْيَضَ وَسِيمًا فَلَمَّا دَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ مَرَّ بِالظُّعُنِ يَجْرِينَ فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِنَّ فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ فَوَضَعَهَا عَلَى وَجْهِ الْفَضْلِ فَحَوَّلَ الْفَضْلُ رَأْسَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ حَتَّى إِذَا أَتَى مُحَسِّرَ حَرَّكَ قَلِيلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوُسْطَى الَّتِي تُخْرِجُكَ إِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرَى حَتَّى إِذَا أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَهَا الشَّجَرَةُ فَرَمَى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ حَصَاةٍ مِنْ حَصَى الْخَذْفِ ثُمَّ رَمَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ بَدَنَةً بِيَدِهِ ثُمَّ أَعْطَى عَلِيًّا فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَأَشْرَكَهُ فِي بُدْنِهِ ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِي قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَأَكَلَا مِنْ لُحُومِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا ثُمَّ رَكِبَ فَأَفَاضَ إِلَى الْبَيْتِ فَأَتَى الْبَيْتَ فَصَلَّى الظُّهْرَ بِمَكَّةَ وَأَتَى بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُمْ يَسْتَقُونَ عَلَى زَمْزَمَ فَقَالَ انْزِعُوا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَوْلَا يَغْلِبُكُمُ النَّاسُ عَلَى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ فَنَاوَلُوهُ دَلْوًا فَشَرِبَ.

(ترجمہ) ابوجعفر الصادق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہم جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کچھ لوگوں کے بارے میں پوچھا یہاں تک کہ جب میرے بارے میں دریافت کیا تو میں نے عرض کیا میں محمد: علی بن الحسین بن علی کا بیٹا

ہوں وہ میری طرف جھکے اور اپنے ہاتھ سے میری قمیص کے اوپر اور نیچے کے بٹن کھولے اور اپنے منہ کو میرے سینے پر رکھ دیا (یعنی چوما) میں اس وقت نوجوان تھا اور وہ نابینا ہو چکے تھے، پھر انہوں نے کہا مرحبا اے میرے بھتیجے، جو چاہو پوچھو، چنانچہ میں نے ان سے سوال کیا، پھر نماز کا وقت ہو گیا وہ ایک کپڑا اوڑھ کر کھڑے ہوئے جو اس قدر چھوٹا تھا کہ اسے دونوں کندھوں پر ڈالتے تو وہ ایک کندھے پر سے گر جاتا، اور چادر ان کی تپائی پر رکھی تھی اسی حالت میں انہوں نے نماز پڑھی (بعدہ) میں نے عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے حج کا طریقہ بتلایئے، انہوں نے انگلیوں کے اشارے سے نو عدد بتائے اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ نو سال تک مدینہ میں رہے اور حج نہیں کیا، اس کے بعد دسویں سال میں اعلان کرا دیا کہ اللہ کے رسول ﷺ حج کو جانے والے ہیں چنانچہ بہت سارے لوگ مدینہ میں آگئے سب یہ چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلیں اور آپ جس طرح حج کریں، ویسے ہی وہ حج کریں پھر ہم سب آپ کے ہمراہ نکل پڑے یہاں تک کہ ذوالحلیفہ میں پہنچے وہاں اسماء بنت عمیس (رضی اللہ عنہا زوجہ ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہلا بھیجا اب میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا غسل کر لیں اور ایک کپڑے کا لنگوٹ باندھ لیں، اور احرام باندھ لیں پھر رسول اللہ ﷺ نے (ذوالحلیفہ کی) مسجد میں نماز پڑھی، اس کے بعد قصوا (اونٹنی) پر سوار ہوئے یہاں تک کہ جب وہ بیداء کے مقام پر کھڑی ہوئی تو جہاں تک میری نظر جاتی آپ کے دائیں، بائیں، آگے، پیچھے سوار اور پیدل لوگوں کا جم غفیر تھا اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے آپ پر قرآن پاک اترتا جاتا، آپ اس کے معانی سمجھتے اور عمل کرتے تھے آپ نے توحید کے کلمات پکارے ((لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدُ وَالنِّعْمَةُ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ.)) میں حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں، اے اللہ میں حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں، حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں تیری خدمت میں، سب تعریف اور نعمت تجھی کو سجتی ہے اور سلطنت بھی تیری ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں، اور لوگوں نے بھی لبیک پکاری، جو پکارتے تھے آپ نے ان سے منع نہ فرمایا اور رسول اللہ لبیک پکارتے رہے یہاں تک ہم بیت اللہ الحرام پہنچ گئے، جابر (رضی اللہ عنہ) نے کہا ہم نے صرف حج کی نیت کی تھی اور عمرے کو ہم جانتے بھی نہ تھے، جب ہم آپ کے ساتھ بیت اللہ میں پہنچے تو آپ ﷺ نے حجر اسود کا بوسہ دیا پھر طواف کے تین پھیروں میں رمل کیا (یعنی تیزی سے چلے) اور چار پھیروں میں معمولی رفتار سے چلے، پھر مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے اور نماز (رکعتی الطواف) پڑھی اور یہ پڑھا: ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ یعنی: (مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ) چنانچہ مقام ابراہیم آپ اور کعبہ کے درمیان تھا، جعفر نے کہا میرے والد کہتے تھے، پتہ نہیں انہوں نے جابر سے مرفوعا کہا یا نہیں، کہ رسول اللہ ﷺ دو رکعتوں میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد کی قرأت کرتے تھے، پھر آپ ﷺ حجر اسود کی طرف آئے اور اس کو بوسہ دیا، پھر باب الصفا سے نکلے اور صفا کے نزدیک پہنچے تو پڑھا: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ، اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ﴾ یعنی صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں میں

سے ہے ہم اسی سے (سعی) شروع کرتے ہیں جس کا نام پہلے اللہ نے لیا یعنی صفا پہاڑی سے۔ تو آپ نے سعی صفا سے شروع کی اور آپ ﷺ اس پر چڑھ گئے یہاں تک کہ خانہ کعبہ کو دیکھ لیا تو اللہ اکبر کہا اور اللہ کی توحید بیان کی اور یہ کہا: ((لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.)) یعنی اللہ ایک ہے اسکے سوا کوئی معبود سچا نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، سلطنت اسی کی ہے اور تعریف اسی کو سجتی ہے وہی مارتا جلاتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے محمد ﷺ کی مدد کی اور اکیلے نے کافروں کے لشکروں کو شکست دی، اس طرح تین بار کہا اور درمیان میں دعا کی، پھر مروہ کی طرف جانے کو اترے یہاں تک کہ جب وادی کے اندر نشیب میں آپ کے قدم پہنچے تو (امام دارمی نے کہا) رمل کیا (یعنی دوڑ کر چلے) پھر وادی سے نکل کر (معمولی چال سے) چلنے لگے یہاں تک کہ مروہ (پہاڑی) پر آئے اور وہاں بھی ویسے ہی کیا جیسے صفا پر کیا پڑھا تھا اور جب اخیر کا پھیرا مروہ پر ختم ہوا تو فرمایا: اگر مجھے پہلے وہ حال معلوم ہوتا جو بعد کو معلوم ہوا تو میں اپنے ساتھ ہدی نہ لاتا اور پہلے عمرہ کرتا، لیکن تم میں سے جس کے ساتھ بھی (ہدی) قربانی کا جانور نہ ہو وہ احرام کھول دے اور حج کو عمرہ کردے، اس وقت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول یہ حکم یعنی حج کو فسخ کر کے عمرہ بنا دینا، اسی سال میں درست ہے یا یہ حکم ہمیشہ کے لئے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دوبار فرمایا: عمرہ ہمیشہ کے لئے اس طرح حج میں داخل وشامل ہو گیا، اور علی رضی اللہ عنہ یمن سے نبی کریم ﷺ کے لئے اونٹ لے کر آئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا انہوں نے احرام کھول ڈالا ہے اور رنگین کپڑے پہن لئے ہیں اور سرمہ بھی لگا لیا ہے، یہ سب ممنوعات احرام ہیں، تو ان کو یہ برا لگا فاطمہ نے کہا میرے والد محمد ﷺ نے اس کا حکم دیا تھا علی کہتے تھے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا فاطمہ نے جو کچھ کیا اسکی شکایت کرنے کے لئے اور جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے ذکر کیا اس کا فتوی معلوم کرنے کے لئے اور یہ کہ میں نے اس عمل پر ان سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا فاطمہ نے سچ کہا اور تم نے احرام باندھتے ہوئے کیا نیت کی تھی علی نے کہا میں نے کہا تھا اے اللہ میں اسی کی نیت کرتا (احرام باندھتا) ہوں جس کی نیت تیرے رسول اللہ ﷺ نے کی ہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے ساتھ تو ہدی ہے اس لئے تم احرام نہ کھولنا، جابر نے کہا رسول اللہ ﷺ جتنے اونٹ قربانی کے لئے مدینہ سے لائے تھے اور جو علی رضی اللہ عنہ یمن سے لیکر آئے تھے کل ملا کر سب سو اونٹ ہوئے، پس سب لوگ حلال ہو گئے یعنی احرام کھول دیئے اور بال کترو الئے سوائے رسول اللہ ﷺ اور ان لوگوں کے جو اپنے ساتھ ہدی لائے تھے، جب یوم الترویہ (۸ ذوالحجہ) آیا تو آپ ﷺ منی کی جانب متوجہ ہوئے اور ہم نے حج کا احرام باندھا اور رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر منی پہنچے اور وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نماز پڑھی اور تھوڑی دیر ٹھہرے رہے یہاں تک کہ

آفتاب نکل آیا پھر آپ نے وادی نمرہ میں خیمہ لگانے کا حکم دیا جو بالوں کا بنا ہوا تھا، پھر آپ سوار ہو کر عرفات کی جانب چلے، قریش کو شک نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ مزدلفہ میں مشعرالحرام کے پاس ٹھہریں گے جیسے وہ (قریش) زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ اس سے گذرتے ہوئے عرفات پہنچے مزدلفہ میں رکے نہیں، اور وہاں وادی نمرہ (جو عرفات کے قریب ہے) میں خیمہ لگا ہوا پایا، آپ اس میں اترے۔ جب آفتاب ڈھل گیا تو قصوا اونٹنی لانے کا حکم دیا اس پر پالان کسا گیا اور اس پر سوار ہو کر وادی کے اندر آئے اور لوگوں کو خطبہ دیا فرمایا: تمہاری جانیں، تمہارے مال تم پر حرام ہیں تمہارے اس دن، اس مہینے اور اس شہر کی حرمت کی طرح، سنو زمانہ جاہلیت کی ہر بات میرے قدموں تلے پامال ہوگئی (یعنی لغو اور باطل ہوگئی) اور زمانہ جاہلیت میں کسی نے جتنے بھی خون کئے تھے سب معاف ہیں (یعنی نہ ان کا قصاص ہے نہ دیت) اور پہلا خون جو میں علاقے کے خونوں میں سے معاف کرتا ہوں ربیعہ بن الحارث کا خون ہے (جو آپ کے چچازاد بھائی تھے) جو بنی سعد میں دودھ پیتے (پرورش پا رہے تھے) اور قتل کر دیئے گئے۔ قبیلہ ہذیل نے انہیں قتل کر دیا اور جتنے سود زمانہ جاہلیت کے باقی ہیں وہ سب موقوف ہوئے، اور پہلا سود جو میں موقوف کرتا ہوں، اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے کیونکہ سود بالکل موقوف ہوگیا ہے، عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، یعنی ان کے حقوق شرع کے مطابق ادا کرو، کیونکہ تم نے ان کو اللہ کے نام کے ساتھ اپنی امان وقبضہ میں لیا ہے، اور اللہ کے حکم سے ان کی شرمگاہوں کو اپنے لئے حلال کیا ہے، اور ان کے اوپر تمہارا حق یہ ہے کہ تمہارے بچھونوں پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کا آنا تمہیں برا لگتا ہو، یعنی تمہاری مرضی کے بنا کسی کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دیں، اگر وہ ایسا کریں تو انہیں مار سکتے ہو لیکن اتنی سخت مار نہ ہو کہ ہڈی ٹوٹ جائے یا کاری زخم لگ جائے اور تمہارے اوپر ان کا حق یہ ہے کہ ان کو دستور کے موافق کھانا اور کپڑا دو، اور قیامت کے دن تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ عرض کیا: ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا، ادا کیا اور نصیحت کی آپ ﷺ نے کلمہ کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے اشارہ کیا، پھر اس (انگشت شہادت) کو لوگوں کی طرف جھکایا اور فرمایا: اے اللہ گواہ رہ اے اللہ گواہ رہ، اے اللہ گواہ رہ، پھر بلال نے ایک بار اذان دی اور اقامت کہی اور آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی، پھر آپ نے عصر کی نماز پڑھی اور دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی (یعنی سنت یا نوافل نہیں پڑھے) پھر آپ قصوا پر سوار ہو کر میدان عرفات میں آئے تو اپنی اونٹنی کا پیٹ چٹانوں کی طرف کیا۔ اسماعیل نے کہا پیڑ پودوں کی طرف۔ اور حبل مشاہ۔ مقام کا نام ہے اپنے سامنے کیا اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور شام تک وقوف کیا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا اور زردی ختم ہوگئی اور آفتاب کی ٹکیہ بھی غائب ہوگئی، پھر آپ ﷺ نے اسامہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور مزدلفہ کی طرف واپس لوٹے اور اونٹنی کی لگام نکیل اتنی شدت سے کھینچی کہ اس کا سر پالان کے کنارے سے لگتا تھا اور آپ اپنے داہنے ہاتھ سے لوگوں کو اشارہ کرتے جاتے تھے اے لوگو: آہستہ چلو، آہستہ چلو، جب آپ بلندی پر آئے۔ تو نکیل کو تھوڑا سا ڈھیلا چھوڑ دیتے تاکہ وہ چڑھ جائے یہاں تک کہ آپ مزدلفہ پہنچے

اور وہاں ایک اذان دو تکبیروں سے نماز مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھی، اور پھر آپ لیٹ گئے یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی پھر آپ ﷺ نے اذان وایک اقامت سے فجر کی نماز پڑھی، پھر قصواء پر سوار ہوئے اور مشعر الحرام کے پاس آ کر ٹھہرے، قبلہ کی طرف منہ کیا، اللہ تعالیٰ سے دعا کی، تکبیر وتہلیل کی اور توحید بیان کی،

یہاں تک کہ خوب اجالا پھیل گیا اور آفتاب طلوع ہونے سے پہلے آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور اب فضل بن عباس (رضی اللہ عنہما) کو اپنے پیچھے بٹھا لیا جو خوبصورت بالوں والے گورے خوبرو مرد تھے۔ آپ وہاں سے چلے تو عورتیں ہودجوں میں بیٹھی جارہی تھیں، فضل ان عورتوں کو دیکھنے لگے رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے چہرے پر رکھ دیا پھر فضل نے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا تو آپ ﷺ نے اس طرف بھی اپنا دست مبارک کر دیا، یہاں تک کہ آپ وادی محسر میں پہنچے تو اونٹنی کو (ایڑھ لگائی) حرکت دی، (یعنی تیز چلایا) پھر بیچ والے راستے سے چلے جو جمرہ عقبہ پر لے جاتا ہے، پھر آپ اس جمرہ کے پاس پہنچے جہاں درخت ہے اور اس پر سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے تھے اور ہر کنکری ایسی تھی جس کو انگلی میں رکھ کر پھینکتے ہیں۔ (چنے یا باقلا کے دانے برابر) اور آپ نے وادی کے اندر سے کنکریاں ماریں پھر وہاں سے لوٹ کر قربان گاہ آئے اور اپنے ہاتھ سے ترسیٹھ اونٹ نحر کئے (ذبح کئے) پھر باقی جو بچے وہ نحر کے لئے علی (رضی اللہ عنہ) کو دیئے اور علی (رضی اللہ عنہ) کو بھی اپنے ہدی میں شریک کر لیا، پھر ہر اونٹ میں سے گوشت کا ٹکڑا لینے کا حکم فرمایا وہ سب ایک دیگ میں پکائے گئے آپ اور علی نے ان کو کھایا اور ان کا شوربہ پیا، پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور بیت اللہ کی طرف چل پڑے، مکہ پہنچے اور وہاں ظہر کی نماز پڑھی، پھر بنی عبدالمطلب کے پاس آئے جو زمزم کا پانی پلا رہے تھے آپ نے فرمایا: اے اولاد عبدالمطلب! پانی کھینچو، اگر اس کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ تمہیں مغلوب کریں گے تمہارے پانی پلانے پر تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی کھینچتا (یعنی میں پانی کھینچوں گا تو اور لوگ بھی اس کار خیر کے لئے دوڑ پڑیں گے) انہوں نے ایک ڈول (کھینچ کر) دیا آپ نے پانی اس سے پیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۲۱۸) ابوداود (۱۹۰۵) ابن ماجہ (۳۰۷۴) ابویعلی (۲۲۷) ابن حبان (۳۷۹۱) ۔

1889- أَخْبَرَنَا عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ بِهٰذَا .

(ترجمہ) اس طریق سے بھی جابر (رضی اللہ عنہ) سے اسی طرح مروی ہے۔ تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

تشریح: ......اس حدیث سے مختصراً رسول اکرم ﷺ کے حج کا طریقہ معلوم ہوا اس میں بہت سارے مسائل بیان کر دیئے گئے ہیں اور جابر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے حج کا آنکھوں دیکھا حال بیان کر دیا ہے۔

اس حدیث میں بڑے بڑے فائدے ہیں اور بہت سے قواعد اسلام ہیں اور یہ حدیث مسلم کی اکیلی حدیثوں سے ہے کہ بخاری میں نہیں ہے اور ابوداؤد نے مثل مسلم کے روایت کی ہے اور ابوبکر بن منذر نے ایک کتاب تصنیف کی ہے فقط

اس کے فائدوں میں اوراس سے ڈیڑھ سوسے اوپر مسئلے نکالے ہیں۔ اوراگر کوئی غور کرے تواس سے بھی زیادہ پاوے اور اب اتنے ٹکڑے میں جوفوائد ہیں جن پر تنبیہ کی احتیاج ہے ہم ان کو ذکر کرتے ہیں۔

(۱)...... یہ کہ جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہم جابر بن عبداللہ کے پاس گئے توانہوں نے سب لوگوں کو پوچھا، جب لوگ ملاقات کو آویں توہرایک کی خاطر کی جاوے اس کے مرتبے کے موافق، جیسا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ خیال رکھولوگوں کے مرتبے کا۔

(۲)...... میں نے کہا میں محمد بن علی امام حسین کا پوتا ہوں سوانہوں نے میری طرف شفقت سے ہاتھ بڑھایا اوراس میں تعظیم اورخاطر داری ہے اہل بیت کی، جیسے حضرت جابر نے دلجوئی کی محمد بن علی کی جو پوتے ہیں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے۔

(۳)...... (جابر نے ان سے فرمایا مرحبا خوش رہواورشاباش) اس سے معلوم ہوا کہ جوآوے اس کے دل خوشی کچھ بات کہنا۔

(۴)...... نرمی اوراخلاق اورانس دینا اپنے ملاقاتیوں کو اوران کومحبت سے جرأت دینا کہ کچھ پوچھیں اورخوف نہ کریں، اسی لئے حضرت جابر نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھا پھر فرمایا کہ پوچھو۔

(۵)...... صاحب زادہ صاحب محمد نے جو یہ کہا کہ میں ان دنوں جوان تھا اس سے معلوم ہوا کہ وجہ ان سے زیادہ محبت کرنے کی اوردلجوئی کی یہی تھی کہ وہ صغیرالسن اورچھوٹے تھے اور بوڑھوں کے ساتھ یہ بات کہ سینہ پر ہاتھ رکھنا ضرور نہیں، اور یہ خاطر داری سبب ہوگی ان کوحدیث کا مطلب یادرکھنے کا۔

(۶)...... وہ یعنی جابرنابینا تھے اتنے میں نماز کا وقت آگیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ امامت اندھے کی روا ہے اوراس کے جائز ہونے میں اختلاف نہیں مگر افضل ہونے میں تین قول ہیں شافعیہ کے ایک یہ کہ امام ہونا اندھے کا آنکھ والے سے افضل ہے اس لئے کہ اس کی نگاہ کہیں نہیں پڑتی اورخیال نہیں بٹتا۔

دوسرے یہ کہ آنکھ والا افضل ہے اس لئے وہ ناپاکیوں سے خوب بچ سکتا ہے۔

تیسرے یہ کہ دونوں برابر ہیں اوریہی قول صحیح تر ہے اوریہی منصوص ہے امام شافعی سے۔

(۷)...... یہ کہ گھر والے کا امام ہونا افضل ہے گونابینا بھی ہو۔

(۸)...... یہ کہ وہ کھڑے ہوئے ایک چادر اوڑھ کر۔ نماز جائز ہے ایک کپڑے سے اگرچہ اور کپڑے بھی موجود ہوں جیسے ان کی بڑی چادر موجود تھی۔

(۹)...... تپائی وغیرہ کا گھر میں رہنا جائز ہے پھر نماز پڑھائی پکار دیا تا کہ لوگ تیاری کریں حج کی اورمناسک اوراحکام حج خوب سیکھ لیں اورآپ کی باتیں اور وصیتیں خوب یاد کریں اورلوگوں کو پہنچاویں اوردعوت اسلام کی اورشوکت ایمان کی

خوب ظاہر ہو جاوے۔

(۱۰)...... اس سے معلوم ہوا کہ امام کو مستحب ہے کہ جب بڑے کام پر چلے تو لوگوں کو آگاہ کر دے کہ اس کی سواری کے لئے تیار ہو جائیں۔

(۱۱)...... معلوم ہوا کہ سب لوگوں نے احرام حج کا باندھا اسی لئے جابر نے کہا کہ ہر شخص نے وہی کیا جو حضرت ﷺ نے کیا پھر جب آپ نے جو لوگ ہدی نہیں لائے تھے ان کو فسخ حج بعمرہ کا حکم فرمایا تو لوگوں نے تامل کیا یہاں تک کہ آپ کو غصہ کرنا پڑا اور آپ نے عذر کیا کہ میرے ساتھ ہدی ہے ورنہ میں بھی احرام کھول ڈالتا۔ اور معلوم ہوا کہ علی اور ابوموسی نے بھی احرام حج ہی کا باندھا تھا جو حضرت ﷺ کا احرام تھا۔

غرض ''ہم لوگ'' سے ''سوار ہوئے قصوا اونٹی پر'' تک اس سے کئی مسئلے معلوم ہوئے چنانچہ

(۱۲)...... بات یہ ہے کہ مستحب ہے غسل احرام کا اس عورت کو بھی جو حائضہ ہو یا نفاس والی۔

(۱۳)...... نفاس والی عورت کو مستحب ہے لنگوٹ باندھنا کچھ کپڑا اندام نہائی پر رکھ لے، اور اس میں اختلاف نہیں۔

(۱۴)...... معلوم ہوا کہ وقت احرام کے آپ نے دو رکعت پڑھی، اور نووی نے ان کو مستحب کہا ہے، اور کہا ہے یہ مذہب کافہ علماء کا ہے کہ احرام کے وقت دو رکعت مستحب ہے سوا حسن بصری وغیرہ کے، اور جو لوگ استحباب کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی نہ پڑھے تو اس پر کچھ دم وغیرہ لازم نہیں آتا نہ وہ گنہ گار ہوتا ہے مگر ایک فضیلت فوت ہوگئی، اور جن وقتوں میں نماز منع ہے اگر اس وقت احرام باندھے تو مشہور یہی ہے کہ نہ پڑھے اور بعض اصحاب شافعیہ کا قول ہے کہ پڑھ لے اور حسن بصری وغیرہ نے کہا ہے کہ ان دو رکعتوں کا پڑھنا کسی نماز فرض کے بعد مستحب ہے کہ نہیں تو نہیں۔ اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں فرمایا ہے جو بڑے محقق اور حافظ حدیث ہیں کہ حضرت ﷺ نے ذوالحلیفہ میں ظہر کی دو رکعت پڑھیں اور لبیک پکاری حج اور عمرہ دونوں کی، اور یہ نماز ظہر کی فرض تھی۔ اور احرام کی دو رکعتیں پڑھنا آپ سے کہیں ثابت نہیں سوا فرض ظہر کے، اور جابر کی روایت سے بھی ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دو رکعت پڑھیں پس غالب ہے کہ یہ ظہر ہی کی دو رکعتیں ہوں اور احرام کی نہ ہوں چنانچہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آپ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذی الحلیفہ میں دو پس یہ رکعتیں ظہر ہی کی تھیں اور قول ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا قوی معلوم ہوتا ہے، غرض جنہوں نے سب روایتوں میں غور نہیں کیا انہوں نے سمجھا کہ یہ احرام کی تھیں، اور قصواء آپ کی اونٹنی کا نام تھا۔

(یہاں تک کہ جب آپ کو لے کر سے وہی ہم نے بھی کیا) تک قولہ، سوار اور پیادے اس سے۔

(۱۵)...... مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حج میں سوار اور پیادہ دونوں طرح جانا روا ہے اور یہ مسئلہ ایسا ہے کہ سب کا اس پر اتفاق ہے اور دلائل کتاب وسنت اس میں موجود ہیں چنانچہ اللہ تعالی جل شانہ فرماتا ہے: ﴿وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ﴾ (الحج: ۲۲/۱۷) اور اختلاف ہے علماء کا اس میں اس میں کہ افضل کیا ہے سوا امام شافعی

اور مالک اور جمہور کا قول ہے کہ سواری پر جانا افضل ہے اس لئے کہ اس میں پیروی ہے رسول اللہ ﷺ کی، اور اس لئے بھی کہ اس میں مناسک کا ادا کرنا آسان ہے اور اس لئے بھی کہ اس میں خرچ زیادہ ہوتا ہے اور جتنا خرچ زیادہ ہوا تنا ہی ثواب زیادہ ہے اس لئے کہ وہ اللہ تعالی کی راہ میں ہے۔ اور داود کا قول ہے کہ پیدل جانا افضل ہے کہ اس میں مشقت زیادہ ہے اور یہ قول ٹھیک نہیں اس لئے کہ مشقت مطلوب نہیں بلکہ پیروی رسول اللہ ﷺ کی مطلوب ہے۔

(۱۶)...... یہ مسئلہ ہے کہ یہ جو کہا کہ ان پر قرآن اترتا تھا اس سے ثابت ہوگیا کہ جو عمل ان کی طرف سے روایت ہوا اسی کو اختیار کرنا ضرور ہے اور وہی دین ہے، نہ وہ قول و فعل جو رائے سے نکالا گیا ہو کہ وہ ہرگز قابل اخذ نہیں نہ وہ دین ہوسکتا ہے۔

یعنی جن صحابہ نے آپ کی لبیک پر کچھ زیادہ کئے تو آپ نے منع نہیں کیا۔ اس سے:

(۱۷)...... مسئلہ معلوم ہوگیا کہ لبیک میں زیادتی آپ نے منظور کی اور یہ جو کہا کہ توحید کے ساتھ، اس سے معلوم ہوا کہ مشرک لوگ جو شرک کی باتیں بڑھاتے تھے ان کو حضرت نے نکال دیا، اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ فقط اتنا ہی لبیک کہنا جتنا حضرت سے ثابت ہے مستحب ہے اور یہی قول ہے امام مالک و شافعی کا۔

(یہاں تک کہ جب ہم بیت اللہ سے جو صفا کی طرف ہے تک) اس سے کئی مسئلے معلوم ہوئے چنانچہ:

(۱۸)...... یہ ہے کہ طواف قدوم میں آپ نے تین بار رمل کیا اور چار بار بدستور متعارف چلے اس سے ثابت ہوا کہ طواف قدوم سنت ہے اور اس پر ساری امت کا اتفاق ہے۔

(۱۹)...... یہ کہ طواف سات پھیرے ہے۔

(۲۰)...... یہ کہ رمل تین پھیروں میں اول کے سنت ہے، اور رمل اچھل کر چلنے کو کہتے ہیں اور ہر پھیرے کو شوط کہتے ہیں، اور اصحاب شافعیہ کا قول ہے کہ ایک طواف میں خواہ حج کا ہو یا عمرہ کا رمل سنت ہے اور سوا حج اور عمرہ کے جو طواف ہو اس میں رمل سنت نہیں، اور جلدی چلنا بھی ایک میں سنت ہے دوسرے طواف میں نہیں، اور اس میں شافعی کے دو قول مشہور ہیں۔ اصح قول یہ ہے کہ جلدی چلنا اس طواف میں سنت ہے جس کے بعد سعی ہے ورنہ نہیں اور یہ صورت طواف قدوم اور طواف افاضہ میں ہوسکتی ہے کہ ان دونوں کے بعد سعی ہوسکتی ہے اور طواف وداع میں ہیں ہوسکتی اور دوسرا قول یہ ہے کہ جلدی نہ چلے مگر طواف قدوم میں خواہ اس کے بعد سعی کا ارادہ ہو یا نہ ہو۔ اور اسی طرح طواف عمرہ میں جلدی اس لئے کہ عمرہ میں اس کے بعد کوئی طواف نہیں اور اسی طرح سنت ہے اضطباع۔

(۲۱)...... مسئلہ: اضطباع یہ ہے کہ چادر بیچ اپنی بغل کے نیچے ڈال دے اور دونوں سرے ایک آگے سے ایک پیچھے سے لے کر بائیں کندھے پر ڈال دے اور دایاں کندھا کھلا رہے، کہ اس میں ایک بہادری پائی جاتی ہے، اور یہ اضطباع بھی اسی طواف میں سنت ہے جس میں رمل سنت ہے اور اصل رمل کی یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ عمرہ قضاء میں مکہ کو تشریف

لائے تو مشرکان مکہ نے کہا کہ ان کو مدینہ کے تپ نے دبلا کر دیا اور یہ سست ہو گئے سو آپ نے یاروں کو حکم دیا کہ اس طرح طواف کریں کہ کافروں پر رعب ہو جائے اور بہادری اور قوت مسلمانوں کی ان پر ظاہر اور بعد اس علت دور ہو جانے کے بھی یہ حکم حجۃ الوداع میں باقی رہا، اب وہ قیامت تک سنت ہو گیا، بخلاف حصہ مولفہ کے کہ وہ حضرت ﷺ کے وقت تھا اب نہ رہا۔

(۲۲)...... مسئلہ یہ ہے کہ جب طواف سے فارغ ہو تو مقام ابراہیم کے پیچھے آ کر دو رکعت طواف کی ادا کرے، اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ واجب ہے یا سنت، اور شافعیہ کے اس میں تین قول ہیں اول اور سب سے صحیح اور پکا یہ ہے کہ یہ سنت ہے۔

دوسرا:...... یہ کہ واجب تیسرا یہ کہ اگر طواف واجب ہے تو یہ رکعتیں بھی واجب ہیں اور اگر طواف سنت تو یہ ہے بھی سنت ہیں اور بہر حال اگر کسی نے ان کو نہ پڑھا تو طواف اس کا باطل نہیں ہوتا اور مسنون یہی یہ کہ ان کو مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھے اور اگر وہاں جگہ نہ ملے تو حجر میں (یعنی حطیم میں پڑھے) اور نہیں تو مسجد میں نہیں تو حرم میں اور اگر اپنے وطن میں جا کر پڑھے جب بھی روا ہے، اور اگر کئی بار پورا طواف یعنی سات سات شوط کر کے پھر ہر طواف کے لئے دو دو رکعت ادا کرے تو بھی اصحاب شافعیہ کے نزدیک جائز ہے مگر خلاف اولی ہے اور مکروہ نہیں اور اسی کے قائل ہیں مسور بن مخرمہ و عائشہ اور طاؤس اور عطا راور سعید بن جبیر اور احمد اور اسحاق اور ابو یوسف اور مکروہ کہا ہے اس کو ابن عمر اور حسن بصری اور زہری اور مالک اور ثوری اور ابو حنیفہ اور بوثور اور محمد بن حسن اور ابن منذر نے، اور نقل کیا ہے اس کو قاضی عیاض نے جمہور فقہا:

(۲۳)...... مسئلہ یہ ہے کہ طواف کی رکعتوں میں پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ احد پڑھنا سنت ہے۔

(۲۴)...... مسئلہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ طواف قدوم کے بعد سنت ہے کہ جب دو رکعتوں سے فارغ ہو تو پھر حجر اسود کو چھوئے اور باب الصفا سے نکلے، اور اسی پر اتفاق ہے کہ یہ چھونا واجب نہیں اور اگر نہ چھوے تو کچھ دم لازم نہیں آتا اور یہی قول ہے امام شافعی کا۔

(۲۵)...... مسئلہ یہ ہے کہ اس روایت میں قل ہو اللہ پہلے مذکور ہے اور قل یا ایہا الکافرون بعد میں، تو معلوم ہوا کہ پہلی رکعت میں قل ہو اللہ پڑھے اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون، اور اس سے ثابت ہوا کہ مقدم مؤخر سورتیں پڑھنا ہے اگر چہ بعض جہال اس میں تعجب کریں اور بعض روایتوں میں اس کے برعکس بھی آیا ہے جیسے ہم نے تیسویں مسئلہ میں لکھا ہے، ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں فرمایا کہ طواف قدوم میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پیدل کیا یا سواری پر، اور جابر کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ طواف قدوم پیدل کیا اور جن روایتوں میں حجۃ الوداع میں اونٹ پر طواف کرنا آیا

ہے مراد اس سے شاید طواف افاضہ ہو، اور ابن حزم نے جو صفا اور مروہ کے طواف میں کہا ہے کہ حضرت ﷺ سوار تھے اونٹ پر اور تین بار دوڑا اور چار بار آہستہ چلے، یہ ان کی غلطی ہے حقیقت میں یہ دوڑنا تین بار اور چار بار آہستہ چلنا یہ طواف بیت اللہ میں واقع ہوا ہے نہ سعی بین الصفا والمروہ میں، پھر کہا ہے کہ صفا اور مروہ میں ہر بار بطن وادی یعنی بیچ کے نشیب کی جگہ میں جہاں اب دو سبز کھمبے کھڑے کر دیئے ہیں میں دوڑنا مسنون ہے اور باقی راہ میں آہستہ چلنا اور کہا ہے کہ میں نے اپنے استاد شیخ ابن تیمیہ قدس اللہ روحہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ ابن حزم کی بھول ہے اور یہ بھول ایسی ہے جیسے کسی نے کہا ہے کہ حضرت چودہ بار پھرے صفا اور مروہ کے بیچ میں اور وہ یہ سمجھا کہ شاید آنے اور جانے دونوں کو ملا کر ایک سعی کہتے ہیں اور ایسے ہی سات مرتبہ کرنا چاہیے حالانکہ یہ صریح غلط ہے اس لئے کہ اگر ایسا ہوتا تو سعی صفا پر تمام ہوتی جہاں سے شروع ہوئی تھی اور یہ بخوبی ثابت ہے کہ آپ نے سعی مروہ پر ختم کی اور صفا سے شروع کی۔

پھر جب صفا کے قریب پہنچنے سے طواف تمام ہوا مروہ پر تک اس سے بہت مناسک معلوم ہوئے چنانچہ:

(۲۶)...... مسئلہ یہ ہے کہ صفا سے شروع کرنا چاہیے اور یہی قول ہے شافعی اور مالک اور جمہور کا، نسائی میں آیا ہے کہ آپ نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ شروع کرو وہیں سے جہاں سے شروع کیا ہے اللہ نے اور اسناد اس کی صحیح ہے۔

(۲۷)...... مسئلہ ہے کہ صفا اور مروہ پر چڑھنا چاہے ،اور اس چڑھنے میں اختلاف ہے جمہور شافعیہ نے کہا ہے کہ چڑھنا سنت ہے نہ شرط ہے نہ واجب ہے اور اگر کوئی اس پر نہ چڑھا تو سعی ہوگئی مگر فضیلت فوت ہوئی اور ابوالحفص بن وکیل شافعی کا قول ہے کہ سعی صحیح نہیں ہوئی اور صواب وہی قول اول ہے مگر ضرور ہے کہ صفا کی درڑ میں ایڑیاں لگا کر سعی شروع کرے اور مروہ کی دوڑ میں پیر کی انگلیاں لگا کر تمام کرے کہ سعی ناقص نہ ہو۔

(۲۸)...... یہ ہے کہ مستحب ہے کہ اتنا چڑھے کہ کعبہ دکھائی دے اگر ممکن ہو ورنہ خیر۔

(۲۹)...... یہ ہے کہ مستحب ہے بلکہ مسنون ہے کہ صفا پر کھڑا ہو اور وہی ادعیات پڑھے اور دعا کرے قبلہ رخ ہو کر اور تین بار ذکر اور تین بار دعا کرے، اور بعضوں نے کہا تین بار ذکر اور دو بار دعا کرے مگر قول اول صحیح ہے، اور اس دعا میں اشارہ ہے کہ جنگ احزاب میں تمام قبائل عرب مدینہ پر ﷺ چڑھ آئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو بھگا دیا اور یہ جنگ جس کو خندق کہتے ہیں چوتھے سال ہجرت کے یا پانچویں سال میں ماہ شوال میں واقع ہوئی۔

(۳۰)...... یہ کہ وادی کے بیچ میں دوڑنا مستحب ہے باقی چلنا حسب عادت، اور اس دوڑنے کو سعی کہتے ہیں اور ہر بار میں جب وادی کے بیچ میں پہنچے دوڑ کر چلے اور اگر کسی نے اس کو ترک کیا تو فضیلت فوت ہوئی یہ مذہب ہے شافعی کا اور ان کے موافقین کا، اور امام مالک نے کہا ہے کہ جو خوب نہ دوڑا اس پر دوبارہ اعادہ واجب ہے اور ایک دوسری روایت بھی ان سے آئی ہے۔

(۳۱)...... مسئلہ یہ ہے کہ مروہ پہنچ کر بھی وہی ذکر اور دعا کرے جو صفا پر کی ہے اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔

(۳۲)......مسئلہ یہ ہے کہ معلوم ہوا کہ سعی آپ کی مروہ پر تمام ہوئی تو صفا سے مروہ پر پہنچنا یہ ایک پھیرا ہوا اور وہاں سے پھر صفا پر آنا دوسرا پھیرا ہے ایسے ہی سات پھیرے چاہئے ،اور یہی مذہب ہے جمہور سلف وخلف کا۔صرف دوشخصوں نے غلطی اور خطا سے ہمارا خلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ صفا سے جانا اور پھر صفا پر آجانا یہ ایک پھیرا ہوا غرض ایسے ہی سات پھیرے کہ جمہور کے حساب سے چودہ پھیرے ہوتے ہیں ضرور ہے، اور یہ قول ان کا حدیث سے مردو ہو گیا ہے اس لئے کہ اس صورت میں سعی صفا پر تمام ہوتی اور اس میں مذکور ہے کہ مروہ پر تمام ہوئی، اور دوشخص ابن بنت شافعی اور ابوبکر صیرفی ہیں اصحاب شافعیہ سے ہیں،اور اب عمل ساری امت کا جمہور کے موافق ہے ابن قیم رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے زادالمعاد میں ان صاحبوں کے قول کو خطا کہا ہے۔

قولہ مجھے ''اگر پہلے سے معلوم ہوتا'' الی ''جن کے ساتھ قربانی تھی'' اس سے معلوم ہوگیا کہ انبیاء کو علم غیب نہیں ہوتا جب تک اللہ پاک کسی بات کی خبر بذریعہ وحی یا الہام صحیح کے نہ دے تب تک بات معلوم کر لینا ان کا کام نہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نے آرزو کی کہ اگر ہدی ساتھ نہ ہوتی تو حرام حج کا عمرہ کر کے فسخ کر ڈالتا کہ اس میں آسانی اور سہولت ہے امت کے لئے ،اور آپ کی عادت تھی کہ جب اختیار دیا جاتا آپ کو دو باتوں میں تو اسے اختیار کرتے جو آسان یا آسان تر ہوتی۔ اب اس سے باطل ہو گیا قول ان لگوں کا جو حج کے فسخ کے قائل نہیں عمرہ کر کے،اور بڑی تائید ہوئی مذہب ظاہر یہ ہے کہ جو فسخ حج بعمرہ کے قائل ہیں اور اس کے مانعین دو عذر بڑے پیش کرتے ہیں۔

اول یہ کہ جب صحابہ میں اختلاف ہوا اس کے جواز وعدم جواز میں تو احتیاط یہی ہے کہ فسخ نہ کرے اور اس جواب تو اتنا ہی کافی ہے کہ احتیاط جب ہوتی ترک فسخ میں کہ سنت رسول الثقلین ہم پر ظاہر نہ ہوتی اور جب آپ کی سنت ظاہر ہوگئی اور آپ نے قیامت تک کے لئے فرمادیا سراقہ بن جعشم کے جواب میں،تو اب احتیاط اتباع سنت میں ہے نہ ترک سنت میں ۔اور دوسرا عذر یہ کیا ہے کہ آپ نے صحابہ کو فسخ حج کا حکم اس لئے دیا کہ معلوم ہو جائے ان لوگوں کو کہ عمرہ حج کے مہینوں میں جائز ہے اس لئے کہ جاہلیت کے زمانہ میں عمرہ حج کے مہینوں میں ممنوع جانتے تھے اور یہ عذر اس سے بھی زیادہ لغو ہے،اور اس کا جواب اول یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اس سے پہلے تین عمرے کر چکے تھے اور وہ تینوں ذیقعدہ کے مہینے میں ہوئے تھے اور ذیقعدہ حج کے مہینوں میں سے ہے تو اب امر ممنوع کے بجالانے کی جس کو منع کرنے ہو کیا ضرورت رہی۔

دوسرے یہ ہے کہ صحیحین میں روایات متعددہ میں یہ امر مذکور ہو چکا ہے کہ آپ نے میقات پر اجازت دی کہ جو چاہے عمرہ کا احرام کرے،جو چاہے حج کا اور جو چاہے حج وعمرہ دونوں کا، پھر اسی سے معلوم ہو گیا کہ عمرہ حج کے مہینوں میں جائز ہو گیا اب فسخ کی کیا ضرورت رہی۔

تیسرے یہ کہ آپ نے بخوبی تصریح کردی وارصاف فرمادیا کہ جس کے پاس ہدی نہیں ہے وہ احرام کھول ڈالے اور جس کے پاس ہدی ہے وہ محرم رہے اور آپ نے یہی آرزو کی اگر میں ہدی نہ لاتا تو احرام کھول ڈالتا ،غرض دونوں قسم کے

محرموں میں آپ نے فرق کیا تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ احرام ہرگز مانع فسخ نہیں بلکہ ہدی کا ساتھ لانا مانع فسخ ہے اور تم جو علت فسخ کی بیان کرتے ہو (یعنی تا کہ صحابہ کو معلوم ہو جائے کہ ایام حج میں عمرہ درست ہے) یہ ہر محرم میں پائی جاتی ہے اور ایسی نہیں ہے کہ ایک محرم میں پائی جائے اور دوسری میں نہ پائی جائے حالانکہ خدا ﷺ نے ہدی کو فارق ٹھہرایا کہ جو لایا ہے وہ فسخ نہ کرے اور جو نہیں لایا ہے وہ فسخ کر دے، اور اگر وہ علت ہوتی جو تم نے کہی ہے تو سب کو فسخ کا حکم دیا، غرض اسی طرح کے گیارہ جواب مانعین فسخ کو علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے زاد المعاد میں دیئے ہیں (فمن اراد الزيادة فليرجع إليه) اور یہ جو مذکور ہوا یعنی علم غیب نہ ہونا۔

(۳۳)...... مسئلہ ہے اس حدیث کا اور جواز فسخ حج۔

(۳۴)...... اور یہ جو ہے کہ حضرت علی نے برا مانا الخ اس سے معلوم ہوا کہ خاوند اپنی بیوی کو خلاف شرع کام پر ڈانٹ پلا سکتا ہے اگر چہ وہ پیغمبر زادی ہو پھر اوروں کا تو کیا ذکر ہے اور حضرت علی کو تو یہی خیال ہوا پھر جب حضرت کی اجازت معلوم ہوگئی چپ ہو گئے۔

(۳۵)...... مسئلہ یہ ہے کہ حضرت علی کی لبیک سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی یوں احرام باندھے کہ یا اللہ میرا احرام وہی ہے جو فلاں شخص کا احرام ہو تو یہ روا ہے۔

(۳۶)...... مسئلہ یہ ہے کہ راوی نے کہا کہ انہوں نے بال کترائے اور اس سے معلوم ہوا کہ کتروانا بھی روا ہے گو منڈانا سر کا افضل ہے مردوں کو، مگر صحابہ نے یہاں افضل پر اس لئے عمل نہ کیا کہ اگر منڈاتے تو حج کے وقت مطلق بال نہ رہتے اس لئے یہاں تقصیر پر کفایت کی اور حلق نہ کیا۔

پھر جب ترویہ کا دن ہوا تا دونوں (ظہر و عصر) کے بیچ میں کچھ نہیں پڑھا اس سے کئی مسائل معلوم ہوئے چنانچہ مع مسائل سابقہ۔

(۳۷)...... مسئلہ یہ ہے کہ آپ نے حج کے لئے آٹھویں تاریخ منیٰ کا ارادہ کیا، اس سے معلوم ہوا کہ جو مکہ میں ہو وہ آٹھویں تاریخ احرام باندھے اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور ان کے موافقین کا کہ ان کے نزدیک افضل یہی ہے اسی حدیث کی رو سے۔

(۳۸)...... یہ کہ سنت یہی ہے کہ آٹھویں تاریخ سے پہلے منیٰ نہ جاوے۔ اور امام مالک نے پہلے اس سے جانے کو مکروہ کہا ہے اور بعض سلف نے کہا ہے کچھ مضائقہ نہیں اگر پہلے جاوے۔

(۳۹)...... اور یہ جو فرمایا کہ آپ بھی سوار ہوئے اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اس جگہ میں سوار ہونا افضل ہے پیدل چلنے سے جیسے اور راہوں میں حج کے سوار ہونا افضل ہے پیدل چلنے سے۔ اور امام نووی نے اسی کو صحیح کہا ہے اور امام شافعی کا ایک قول ضعیف یہ بھی ہے کہ پیدل چلنا افضل ہے۔

(۴۰)...... یہ کہ منیٰ میں یہ پانچ نمازیں پڑھنا مسنون ہیں جیسے حضرت نے پڑھیں۔

(۴۱)...... یہ کہ منیٰ میں اس شب یعنی نویں رات کو رہنا سنت ہے اور یہ رہنا مسنون ہے کچھ رکن نہیں نہ واجب ہے اور اگر کسی نے اس کو چھوڑ دیا تو اس پر دم واجب نہیں ہوتا اور اس پر اجماع ہے۔

(۴۲)...... یہ کہ جو کہا: جب آفتاب نکل آیا اس سے ثابت ہوا کہ منیٰ سے نہ نکلے جب تک آفتاب طلوع نہ ہو اور یہ سنت ہے باتفاق۔

(۴۳)...... یہ کہ نمرہ میں اترنا مستحب ہے کہ سنت یہ ہے کہ عرفات میں داخل نہ ہوں جب تک آفتاب ڈھل نہ جائے پھر جب آفتاب ڈھل جائے ظہر اور عصر ملا کر پڑھیں۔ پھر عرفات میں داخل ہوں اس لئے نمرہ میں اترنا مسنون ہوا۔ پھر جس کا خیمہ ہو لگایا جاوے اور زوال کے قبل غسل کریں وقوف عرفات کے لئے۔ پھر جب زوال ہو جائے امام لوگوں کے ساتھ مسجد ابراہیم میں جاوے اور وہاں دو چھوٹے چھوٹے خطبے پڑھے اور دوسرا خطبہ بہت چھوٹا ہو۔ پھر اس کے بعد ظہر اور عصر دونوں کو جمع کر کے ادا کرے پھر نماز سے فارغ ہو کر موقف میں جائے۔

(۴۴)......مسئلہ یہ ہے کہ معلوم ہوا کہ محرم کو خیمہ میں یا اور سایہ کے نیچے رہنا درست ہے۔

(۴۵)......خیموں کا رکھنا روا ہے بالوں کے ہوں خواہ اور کسی چیز کے۔ اور نمرہ ایک موضع ہے عرفات کی بغل میں اور عرفات میں داخل نہیں۔قولہ قریش یقین کرتے تھے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ قریش تمام عرب کے خلاف کرتے تھے کہ عرب لوگ عرفات میں جا کر وقوف کرتے اور قریش مزدلفہ میں کھڑے رہتے اور کہتے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے گھر والے ہیں ہم حرم سے باہر نہ جائیں گے اور مزدلفہ حرم میں ہے پس رسول اللہ ﷺ نے بفرمان واجب الاذعان قرآن کے عرفات میں جا کر وقوف کیا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ثُمَّ اَفِيْضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾ یعنی پھر لوٹو وہاں سے جہاں سے سب لوگ لوٹتے ہیں یعنی عرفات سے۔

(۴۶)......قولہ یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھل گیا اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ عرفات میں داخل ہونا قبل صلوۃ ظہر وعصر کے خلاف سنت ہے۔

قولہ آپ وادی کے بیچ میں پہنچے الخ یہ وادی عرنہ ہے جس میں عین کو پیش را کو زبر اس کے بعد نون ہے اور عرنہ عرفات میں داخل نہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور تمام علماء کا یہی قول ہے مگر امام مالک فرماتے ہیں کہ عرفات میں ہے۔

(۴۷)......قولہ پھر خطبہ پڑھا الخ۔ اس سے مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ خطبہ دینا مستحب ہے امام کو عرفہ کے دن۔ اور یہ باتفاق امت مسنون ہے اور جمہور کا یہی قول ہے اور خلاف کیا ہے اس میں مالکیہ نے اور مذہب شافعی کا یہ ہے کہ حج میں چار خطبے سنت ہیں۔

ایک تو ساتویں تاریخ ذی الحجہ کی کعبہ کے پاس بعد ظہر کے۔

دوسرے یہی جو مذکور ہوا عرنہ میں عرفات کے دن۔

تیسرے یوم النحر میں یعنی دسویں تاریخ۔

چوتھے کوچ کے دن منی سے جس کو یوم یوم نفر اول کہتے ہیں اور وہ ایام تشریق کا دوسرا دن ہے یعنی بارہویں تاریخ۔

اور اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ یہ سب جگہ ایک ہی ایک خطبہ ہے مگر عرفات کے دن کہ اس میں دو ہیں، اور اسی طرح یہ سب خطبے بعد نماز ظہر کے ہیں مگر خطبہ عرفات کہ وہ قبل ظہر کے ہے اور ہر خطبہ میں احکام ضروری کے تعلیم کرنا ضرور ہیں۔

قولہ اور تمہارے خون اور اموال الخ اس میں بڑی تاکید فرمائی کہ جیسے عرب کو اس دن کی حرمت اور اس ماہ کی حرمت اور اس شہر مکہ کی حرمت بخوبی معلوم تھی ویسے ہی ایک دوسرے کو مارنا مال لوٹنا ایذا دینا اس کو آپ نے حرام فرمایا اور اس سے ثابت ہوا۔

(۴۸)...... مسئلہ یہ کہ نظیر دینا اور مثال بیان کرنا اور تشبیہ دینا درست ہے جیسے آپ نے یہاں مال وجاہ کی حرمت کی تشبیہہ دی۔

قولہ ہر چیز ایام جاہلیت کی میرے پیروں کے نیچے ہے الخ اس سے مقصود یہ ہے کہ بیع وشراء اور معاملات ایسے کہ جن میں ابھی قبضہ نہیں اور خون ایسے جن کا قصاص نہیں لیا گیا اور سود جو وصول نہیں کیا گیا اس کا مطالبہ اب نہ کرنا چاہیے اور یہ سب باطل اور لغو ہو گیا۔ اور ابن ربیعہ کا نام محققوں نے لکھا ہے کہ ایاس تھا بیٹا ربیعہ کا وہ بیٹا حارث کا وہ بیٹا عبدالمطلب کا، اور بعضوں نے اس کا نام حارثہ کہا ہے اور یہ لڑکا چھوٹا تھا اور گھروں میں گھٹنیوں کے بل چلتا تھا، اور بنی سعد اور بنی لیث کے بیچ میں لڑائی ہوئی اور اس کے ایک پتھر لگا اور مر گیا یہ قول ہے زبیر بن بکار کا۔

(۴۹)...... اور یہ جو فرمایا ڈر واللہ سے عورتوں پر الخ اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور اخلاق اور محبت اور نرمی سے بسر کنا ضروری ہے اوس بارہ میں بہت احادیث آئی ہیں اور بہت ڈرایا ہے آپ نے ان کی حق تلفی سے اور فرمایا ہے کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح رہتا ہے اور امام نووی کی اس بارہ میں ایک کتاب ہے ریاض الصالحین۔ اور یہ جو فرمایا حلال کیا ہے تم نے ان کے ستر کو الخ یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہے" فامساک بمعروف اوتسریح باحسان" اس حکم خدائے تعالی سے ان کی فروج تم پر حلال ہوئی ہیں اس کا خیال رکھو کہ انہیں تکلیف نہ دو اور ان کے حقوق تلف نہ کر دیا اس سے مراد کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے کیونکہ مسلمان عورت غیر مسلمان مرد کو جائز نہیں، یا مراد اس سے یہ آیت فانکحوا ما طاب لکم من النساء یا مراد کلمہ سے ایجاب وقبول ہے اور یہ کلمہ اللہ ہی نے بتایا ہے۔ اور یہ جو فرمایا تمہارے بچھونے پر الخ اس سے زنا مراد نہیں اس لئے کہ اس میں تو رجم ہے یعنی پتھراؤ کر کے مار ڈالنا بلکہ مراد یہ ہے کہ کسی غیر کے ساتھ تخلیہ نہ کریں یا کسی کو گھر میں نہ آنے دیں جب تک کہ اجازت نہ ہو خواہ مرد ہو خواہ عورت خواہ اجنبی ہو خواہ بی بی کے محارم میں سے ہو غرض بغیر اجازت شوہر کے کسی کو گھر میں آنے نہ دینا چاہیے پھر خواہ اجازت

زبان سے پائی جائے خواہ عرف وعادت سے۔

(۵۰)...... یہ مسئلہ ہے کہ عورت کو مارنا تنبیہ اورتادیب کے لئے جائز ہے مگر ایسی ہی ضرب ہو کہ جس سے ضرر شدید نہ پہنچ جائے اوراگر ایسی مار ماری جودرست ہے یعنی اس میں ضرر شدید نہ تھا اوراتفاق سے وہ مرگئی تو اس پر (یعنی زوج پر) دیت ہے اورزوج کے عاقلہ پراس کی ادائیگی واجب ہے اورزوج اپنے مال سے کفارہ دے۔

(۵۱)......قولہ روٹی ان کی الخ معلوم ہوا کہ خرچ عورت کا اورکھلانا پلانا اور کپڑا دستور کے موافق زوج پر واجب ہے اور یہ مسئلہ اجماعی ہے کسی کا اس میں اختلاف نہیں۔

(۵۲)...... وصیت کی آپ نے قرآن کے تمسک پراورفرمایا کہ جب تک اس کو پکڑے رہوگے گمراہ نہ ہوگے اورحد بیان کی اس کے تمسک تک۔ معلوم ہوا کہ جس نے قرآن چھوڑ دیا یعنی اس کے اوامر پر عمل نہ کیا نواہی سے نہ بچا قصص سے عبرت نہ پکڑی، خبروں کی تصدیق نہ کی ،وعدوں کی امید نہ رکھی، وعیدوں سے خوف نہ کیا صفات باری پر یقین نہ لایا یا وہ گمراہ ہوا۔ یہ اس کا حال ہے جو قرآن کے معانی اور مطالب کو جانتا ہے اورعمل نہیں کرتا ہے۔ اور پھر اس کا حال پوچھتے ہو جو کم بخت قل ہوا اللہ کے معنی بھی نہیں جانتا۔ اوراس بد بخت شقی ازلی کا کیا ذکر ہے جو مردود وملعون یہ خیال رکھتا ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے سے آدمی گمراہ ہوجاتا ہے یا کہتا ہے کہ بے فقہ کے قرآن پڑھنے سے گمراہ ہوجاتا ہے یا خیال کرتا ہے کہ بے فقہ جانے حدیث پر چلنے سے گمراہ ہوجاتا ہے۔ غرض یہ سب شعبے ہیں ضلالت وگمراہی کے کہ اللہ تعالی اس سے ہر مسلمان کو بچائے۔

(۵۳)...... مسئلے یوں پورے ہوئے کہ آپ نے خبر دی کہ تم سے سوال ہوگا میرے حال سے۔ یہ خبر دی آپ نے قیامت کے سوال سے کہ ہر امت سے ہوگا اور ہر نبی سے اور روبکاری حضرت عیسی علیہ السلام کی قرآن شریف میں اورروبکاری حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کی حدیث میں اسی جنس سے ہے۔

(۵۴)...... مسئلے یوں پورے ہوئے کہ آپ نے اشارہ کیا آسمان کی طرف اورکہا یا اللہ الی آخرہ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک جل جلالہ وجل شانہ اپنی ذات مقدس سے عالم کے اوپر ہے اوریہی عقیدہ تھا رسول خدا ﷺ کا اوراسی لئے آپ نے اشارہ حسی کیا اس کی طرف اور باطل ہوا مذہب حیثان امت گرفتاران جہمیت کا جوقائل ہیں کہ خداوند تعالی سب جگہ ہے یا زعم کرتے ہیں کہ جیسے عرش پر ہے ویسے ہی فرش پر ہے یا مدعی ہیں کہ جیسے عالم کے اوپر ہے ویسے ہی نیچے ہے۔ اورمعلوم ہوا کہ یہی عقیدہ تھا صحابہ کا جو سرورانبیاء کا تھا اس لئے کہ اگر ایک صحابی کا خیال بھی اس کے موافق نہ ہوتا تو وہ برق کی طرح چمک کر حضرت سے سوال کرتا اورآپ کے جواب باصواب میں اپنی صلاح دین ودنیا جانتا اورآپ کے قول کے ذی شان کو جان جہاں اورنور ایمان تصور کرتا اورظاہر ہے کہ ایسا اجماع صحابہ کا جیسے عرفات میں تھا کبھی کا ہے کو ہوا ہے۔ غرض اس حدیث نے اطفال جہمیہ کو یتیم کر دیا اورافراخ فلاسفہ کو بے مادر وپدر کیا اورمعتزلہ اورمنکران صفات کو جن کے اقوال شنذر ونذر واقع

ہوئے ہیں ملک ایمان سے شہر بدر کر دیا غرض جب ثابت ہوا کہ ایک اعرابی بھی اس پر متعجب نہ ہوا اور کسی بدوی نے اس پر کچھ سوال نہ کیا تو اب جو ذی علم وذی فہم اس کے خلاف عقیدہ رکھتے وہ پلے سرے کا گنوار اور حد درجہ کا کندہ ناتراش کج فہم وبدقماش بدعقیدہ وبدمعاش ہے۔

(۵۵)......مسئلے یوں پورے ہوئے کہ آپ نے ظہر اور عصر ملا کر پڑھی اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ جمع یہاں جائز ہے اور مشروع ہے مگر اس کے سبب میں اختلاف ہے کسی نے کہا سبب اس کا بجا آوری نسک ہے اور یہ مذہب ابوحنیفہ اور بعض اصحاب شافعی کا ہے، اور اکثر شافعیہ نے کہا سبب اس کا سفر ہے اور ان لوگوں کا قول ہے کہ جو وہیں رہتا ہو یا وہ مکہ میں ہو کہ وہ دو منزل سے کم ہے تو اس کا جمع روانہیں جیسے قصر روانہیں۔

(۵۶)......مسئلے یوں پورے ہوئے کہ جو شخص جمع کرے دو نمازوں کو تو اس کو لازم ہے کہ ترتیب سے پڑھے یعنی ظہر عصر اور پہلی نماز کے لئے اذان اور اقامت اور دوسری کے لئے فقط اقامت کہے اور ان کے بیچ میں کچھ نہ پڑھے اور اس میں شافعیہ کا اتفاق ہے اور یہی صحیح ہے۔

پھر سوار ہوئے رسول اللہ ﷺ الی آخر الحدیث اب مسائل سنو۔

(۵۷)......قولہ پھر آئے کھڑے ہونے کی جگہ۔ ستاون مسئلے یوں پورے ہوئے کہ مستحب ہے جب نماز سے فارغ ہو تو جلد موقف میں آجائے۔

(۵۸)...... یوں ہوئے کہ وقوف سواری پر افضل ہے اور اس حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس میں شوافع کے تین قول ہیں اصح ان میں یہی ہے کہ سواری پر افضل ہے اور دوسرا یہ کہ بے سواری کے افضل ہے تیسرا یہ کہ دونوں برابر ہیں مگر سواری پر فعل نبی ہے اور بے سواری کے تقریر اور فعل تقریر سے افضل ہے پس قول اول بہتر ہے۔

(۵۹)...... یوں ہوئے کہ ان پتھروں کے پاس افضل ہے وقوف کرنا، اور وہ پتھر بچھے ہوئے ہیں جبل رحمت کے دامن میں، اور جبل رحمت زمین عرفات کے بیچ میں واقع ہے غرض موقف مستحب وہی ہے اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ جبل رحمت پر چڑھنا موجب قربت ہے اور بعض نادان سمجھتے ہیں کہ بے اس کے چڑھے وقوف صحیح نہیں وہ بے وقوف ہیں اور جبل رحمت پر چڑھنے کو اولی جاننا مفت کی زحمت ہے بلکہ تمام عرفات کا میدان موقف ہے اور مستحب اور افضل وہی موقف نبی ﷺ ہے۔

(۶۰)......مسئلے یوں پورے ہوئے کہ معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف منہ کرنا وقوف کے وقت مستحب ہے۔

(۶۱)...... یوں پورے ہوئے کہ وقوف مغرب تک چاہیے کہ آفتاب بخوبی ڈوب جائے اور اس کے ڈوبنے کے بعد مزدلفہ کو چلے پھر اگر کوئی قبل غروب کے بھی چلا گیا تو وقوف اور حج تو اس کا پورا ہو گیا مگر اس پر دم آتا ہے وجوب کی راہ سے یا استحباب کے طور پر سے اور اس میں شافعی کے دو قول ہیں۔ صحیح قول یہ ہے کہ سنت ہے اور دوسرا یہ ہے کہ دم واجب ہے اور بنا

اس کی کی اس پر ہے کہ آیا وقوف کرنے والے پر رات اور دن دونوں کو جمع کرنا واجب ہے اور بنا اس کی صحیح تر قول یہی ہے کہ سنت ہے۔ رہا وقت کا تو وہ عرفہ کے دن زوال شمس سے دوسرے دن کے طلوع فجر تک ہے یعنی یوم النحر کی فجر تک، غرض جو اس وقت میں وہاں ٹھہر گیا تھوڑی دیر بھی اس کا وقوف ہوگیا اور حج اس کو مل گیا ورنہ فوت ہوگیا یہ مذہب ہے امام شافعی اور اور جماہیر علماء کا اور امام مالک کا قول ہے کہ صرف دن میں وقوف صحیح نہیں بلکہ کچھ رات بھی شامل ہونا ضرور ہے اور اگر فقط رات پر اکتفا کی تو صحیح ہوگیا اور اگر فقط دن پر اکتفا کی تو وقوف صحیح نہیں ہوا۔ اور امام احمد نے کہا ہے کہ وقوف کا وقت عرفہ کی فجر سے شروع ہوتا ہے، اور اس پر تمام امت کا اجماع ہے کہ اصل وقوف بہت بڑا رکن ہے حج کا وہ اگر فوت ہوگیا تو حج فوت ہوگیا اور بے اس کے حج صحیح نہیں ہوتا۔

(۶۲)...... قولہ اور اسامہ کو پیچھے بٹھا لیا۔ اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ ایک جانور پر دو آدمی کا بیٹھنا درست ہے اگر جانور طاقت رکھتا ہو۔ اور اس باب میں بہت روا تیں ہیں۔

قولہ، سر اس کا کجاوہ کے آگے مورک میں لگ گیا۔ مورک وہ جگہ ہے جو کجاوہ کے آگے ہوتی ہے اور کبھی سوار جب تھک جاتا ہے اور پیر لٹکے لٹکے سن ہو جاتے ہیں تو اٹھا کر وہاں رکھ لیتا ہے اور وہاں ایک چمڑا لگا ہوتا ہے اور اس سے ثابت ہوگیا ایک اور مسئلہ کہ پورے ہوئے اس سے۔

(۶۳)...... مسئلہ یہ کہ سوار کو ضرور ہوا کہ پیدلوں کے ساتھ نرمی کرے اور ان کے بیچ میں سواری دوڑا دے نہیں کہ ان میں بھاگڑ پڑے اور کھڑ بڑ ہووے یا ہل چل مچے اس لئے آپ مہار کھینچے رہتے۔

(۶۴)...... پورے ہوئے کہ ثابت ہوا کہ جب عرفات سے لوٹے تو آہستہ آہستہ رساں رساں چلے جلدی چلنے کی حاجت نہیں کہ خلاف سنت ہے۔

قولہ آخر مزدلفہ پہنچ گئے اور مزدلفہ مشہور جگہ ہے خدا اس کی مشہور ہے اور عرفات سے تین کوس ہے اور مزدلفہ سے تین کوس ہے اور منی سے مکہ تین کوس ہے اور وہ حرم میں داخل ہے اور اس سے ثابت ہوئے مسائل کہ۔

(۶۵)...... یوں پورے ہوئے کہ شب کو آپ وہاں رہے اور شب کو وہاں رہنا حنفیہ کے نزدیک واجب ہے اور امام احمد کے نزدیک بھی اور بعض شافعیہ کا بھی یہی قول ہے اور بعض شافعیہ کے نزدیک فرض ہے۔

(۶۶)...... یوں پورے ہوئے کہ آپ نے مغرب اور عشاء ایک اذان اور دو اقامت سے پڑھیں جیسے ظہر اور عصر عرفات میں پڑھی تھیں اور یہ مذہب ہے شافعی اور زفر کا اور دوسرے اماموں کا، اور ابوحنیفہ کے نزدیک یہ ہے کہ عشاء میں اقامت ضرور نہیں اس لئے کہ وہ اپنے وقت پر ہے بخلاف عصر عرفات کے کہ وہ غیر وقت میں تھی مگر سنت اس علت پر مقدم ہے۔

(۶۷)...... مسئلے یوں پورے ہوئے کہ سنت یہی ہے کہ عرفات سے جب لوٹے تو مغرب میں دیر کرے اور عشاء ساتھ ملا کر پڑھے اور یہ جمع تاخیر ہے اور اس پر اجماع ہے تمام امت کا کہ یہ یہاں جمع تاخیر ضرور ہے اور اس میں اختلاف

ہے کہ سبب اس کا کیا ہے ابوحنیفہ اور ایک گروہ کا قول ہے کہ یہ سبب نسک کے ہے اور جائز ہے یہ جمع اہل مکہ اور اہل مزدلفہ کو بھی اور اہل منی کو بھی اور لوگوں کو بھی اور صحیح یہ ہے کہ یہ جمع بہ سبب سفر کے ہے، اور اس مسافر کو روا ہے جو مسافت قصر کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ دو منزل ہیں اور ایک قول شافعی کا یہ ہے کہ جائز ہے جمع ہر سفر میں گو چھوٹا ہی سفر ہو۔ یہ مضمون ہے نووی کا شرح مسلم میں۔ اور عالمگیری میں ہے کہ جمع مزدلفہ کے لئے خطبہ اور سلطان اور جماعت اور احرام شرط نہیں بخلاف جمع عرفہ کے کذافی المصفی اور نووی نے کہا ہے کہ اگر کسی نے ارض عرفات میں یا راہ میں مزدلفہ کے مغرب پڑھ لی اور جمع نہ کی ساتھ عشاء کے تو روا ہے مگر خلاف افضل ہے اور بات یہ ہے کہ یہ ثابت نہیں ہوا رسول اللہ ﷺ سے اور بہر طور اطاعت ان کی واجب ہے امت پر اور یہی مذہب ہے صحابہ اور تابعین کا اور اوزاعی اور ابو یوسف اور اشہب کا بھی قول یہی ہے اور اصحاب حدیث کا بھی کہ اگر الگ الگ اپنے اپنے وقت میں ادا کی تو بھی روا ہے۔ ابوحنیفہ وغیرہ کوفیوں نے کہا ہے کہ ضرور ہے کہ مزلفہ میں جمع کرے اور اس سے پہلے کہیں روا نہیں اور امام مالک نے بھی کہا ہے کہ قبل مزدلفہ کے روا نہیں۔ مگر جس کو یا جس کی سواری کو کچھ عذر ہو جائے مگر اس کو بھی ضرورۃ ہے کہ مغرب بعد غروب شفق ادا کرے اور

(۶۸)...... مسئلے یوں پورے ہوئے کہ ان دونوں کے بیچ میں ثابت ہوا کہ سنت نہ پڑھے مگر اس میں اختلاف ہے یہ نہ پڑھنا سنت کا شرط ہے جمع کی یا نہیں۔ اصحاب شافعیہ کے نزدیک صحیح یہی ہے کہ شرط نہیں بلکہ سنت مستحبہ ہے اور بعض اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ شرط ہے۔

قولہ اس کے بعد جو مذکور ہے کہ پھر آپ لیٹ رہے اور

(۶۹)...... مسئلے یوں پورے ہوئے کہ رات کو وہاں رہنا واجب ہے یا سنت ہے صحیح قول شافعی کا یہ ہے کہ اگر کوئی شب کو وہاں نہ رہا تو حج اس کا صحیح ہو گیا اور گناہ گار ہوا مگر اس پر دم واجب ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کے ترک میں گناہ نہیں اور نہ دم واجب ہوتا ہے مگر وہاں ٹھہرنا رات کو مستحب ہے، اور ایک جماعت کا قول ہے کہ وہ رکن ہے اور بغیر اس کے حج صحیح ہی نہیں ہوتا جیسے بغیر وقوف عرفات کے حج صحیح نہیں ہوتا۔ اور یہ قول ہے امام شافعی کے نواسے کا اور ابوبکر بن محمد بن اسحاق بن خزیمہ کا اور علقمہ اور اسود اور شعبی اور نخعی اور حسن بصری کا اور۔

(۷۰)...... یوں ہوئے کہ مزدلفہ میں نماز سویرے پڑھنا چاہیے صبح کی اس لئے آج مناسک بہت ہیں۔

(۷۱)...... یوں ہوئے کہ صبح کی نماز میں اذان اور اقامت دونوں مسنون ہیں اور اسی طرح نمازوں میں مسافر کی اور اس میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے سفر میں بھی اذان دلوائی جیسے حضر میں دلواتے تھے۔

قولہ پھر چلے یہاں تک کہ المشعر الحرام میں آئے اور اس سے

(۷۲)...... مسئلے یوں پورے ہوئے کہ معلوم ہوا کہ یہاں وقوف بھی سواری پر افضل ہے پیدل سے جیسا اوپر بھی گذرا۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ المشعر الحرام وہی قزح ہے اور جماہیر مفسرین اور اہل سیر نے کہا ہے کہ المشعر الحرام تمام

مزدلفہ۔

(۷۳)...... یوں پورے ہوئے کہ معلوم ہوا یہاں بھی وقوف کرنا مناسک حج میں داخل ہے اوراس میں کچھ اختلاف نہیں مگر اختلاف اس میں ہے کہ یہاں سے کب چلے سوابن مسعود اورابن عمر اورابوحنیفہ اورشافعی اور جماہیر علماء کا قول ہے کہ یہاں کھڑا دعا کرتا رہے اورذکر میں مشغول رہے یہاں تک کہ صبح روشن ہوجائے جیسے اس حدیث میں ہے۔ اورامام مالک نے کہا ہے کہ یہاں سے روشنی ہونے سے قبل چل دے۔

(۷۴)......قولہ فضل کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اس سے معلوم ہوا کہ اجنبی عورتوں سے آنکھ بند کرنا چاہیے۔

(۷۵)......مسئلہ کہ معلوم ہوا جوقدرت رکھے گناہ سے روکنے کی اپنے ہاتھ سے توروک دے اپنے ہاتھ سے اسی لئے آپ نے ہاتھ رکھ دیا۔

قولہ بطن محسر میں پہنچے محسر اس کواس لئے کہتے ہیں کہ فیل اصحاب فیل کا وہاں رک گیا تھا اور روکنے کوعربی میں حسر کہتے ہیں۔

(۷۶)......قولہ تب اونٹنی کوذرا چلایا۔ اس سے پورے ہوئے چھہتر مسئلے کہ اصحاب شافعیہ نے کہا ہے کہ بطن محسر سے جلدی گذرنا چاہیے اوریہ سب سنت ہے اس مقام کی سنتوں میں سے اوروہ ایک تیر کے پٹہ تک ہے یا ڈھیلا پہنچنے کی مسافت تک۔

(۷۷)......قولہ بیچ کی راہ لی اس سے پورے ستتر مسئلے ہوئے کہ معلوم ہوا لوٹتے وقت عرفات سے اس راہ سے منی میں داخل ہونا سنت ہے اوریہ اس راہ کے سوا ہے جس راہ سے آپ عرفات کو گئے تھے اوریہ ایسی بات ہے جیسے آپ نے مکہ جاتے وقت ثنیۃ العلیا کی راہ لی اور نکلتے وقت ثنیہ السفلی کی اورعیدین میں بھی آپ ایک راہ سے جاتے دوسرے سے آتے یا استسقاء میں چادر الٹتے۔ غرض یہ سب گویا بطور تفاول کے ہوا۔

(۷۸)......قولہ جمرہ عقبہ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ سنت یہی ہے کہ جب مزدلفہ سے آوے تومنی میں پہنچ کر پہلے جمرہ عقبہ کی رمی کرے اوراس سے پہلے کچھ نہ کرے اوریہ رمی اس کی منی میں اترنے سے پہلے ہوغرض اس رمی سے فارغ ہوکر پھر اترے۔

(۷۹)...... اورسات کنکریاں الخ اس سے معلوم ہوا کہ سات کنکریاں ماریں دانہ باقلا کے برابر اس سے بڑے نہ چھوٹے، اوراگر اس سے بڑے چھوٹے ہوں تب بھی کافی ہیں مگر پتھر ہوں، اورامام شافعی اور جمہور کے نزدیک سرمہ اور ہڑتال اورسونے اور چاندی وغیرہ سے رمی درست نہیں۔ اسی طرح جن چیزوں کوحجر نہیں کہتے۔ اورامام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علیہ کے نزدیک اجزائے ارض میں جو چیز ہو درست ہے۔ اور پورے ہوئے اس سے۔

اس کومسئلے یعنی معلوم ہوا کہ ہرکنکری پر تکبیر کہے یعنی اللہ اکبر اور معلوم ہوا کہ ایک ایک کنکری الگ الگ مارے اوریہی

ثابت ہے احادیث سے اور بطن وادی میں کھڑا ہو جیسے ہم اوپر تصریح کر چکے ہیں۔ اور بعضوں نے کہا کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جیسے ہم اوپر تصریح کر چکے ہیں اور یوم النحر میں یہی رمی جمرہ عقبہ مشروع ہے اور کچھ نہیں۔ اور اس پر اجماع ہے تمام مسلمانوں کا اور یہ رمی نسک میں داخل ہے باجماع مسلمین۔ اور مذہب شافعیہ کا ہے کہ یہ واجب ہے رکن نہیں۔ پھر اگر کسی نے چھوڑ دی یہاں تک کہ ایام رمی نکل گئے تو گنہہ گار رہا اور اس پر دم لازم آیا اور حج صحیح ہو گیا۔ اور مالک نے کہا ہے حج فاسد ہو گیا اور واجب ہیں سات کنکریاں کہ اگر ایک بھی کم ہو گئی تو چھ کافی نہیں ہوتیں۔

قولہ پھر نحر کی جگہ میں آئے اس سے معلوم ہوا کہ ہدی بہت لانا مستحب ہے کہ آپ کے سو اونٹ ہدی تھے اور پورے ہوئے۔

(۸۰)...... مسئلے یعنی ثابت ہوا کہ مستحب ہے ذبح کرنا ہدی کا اپنے ہاتھ سے اور نیابت بھی جائز ہے بالا جماع نائب مسلمان ہو اور پورے ہوئے اس سے۔

(۸۱)...... مسئلہ یعنی معلوم ہوا کہ مستحب ہے جلدی ذبح کرنا ہدایا کا اگر چہ بہت ہوں۔ اور ذبح سب کا یوم النحر میں مستحب ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے تریسٹھ اونٹ جو آپ کے ساتھ آئے وہ تو آپ نے ذبح کئے اور باقی حضرت علی رضی اللہ عنہ لائے تھے وہ ان کو ذبح کے لئے دیئے جو وہ یمن سے لائے تھے۔ غرض یہ سب پورے سو ہو گئے۔

(۸۲)...... پھر فرمایا کہ ہر اونٹ میں سے ایک ٹکڑا الخ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ہر قربانی میں سے کچھ کھانا سنت ہے اور چونکہ ہر ایک میں سے کھانا مشکل تھا تو آپ نے یہ ترکیب کی اور اس کے سنت ہونے پر سب علماء کا اتفاق ہے۔

(۸۳)...... اور طواف افاضہ کیا الخ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ طواف افاضہ رکن ہے اور یہ بہت بڑا رکن ہے حج کا باجماع مسلمین اور اول اس کا شب نحر کے نصف سے ہے شافعیہ کے نزدیک۔ اور افضل وقت رمی جمرہ عقبہ کے بعد ہے۔ اور ذبح ہدی اور حلق کے پیچھے اور اس میں دن چڑھ جاتا ہے یوم النحر کا اور سارے دن ہیں نحر کے جب چاہے بجالائے بلا کراہت اور یوم النحر سے زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے اور تاخیر کرنا یوم تشریق سے زیادہ تر مکروہ ہے اور آخر وقت اس کا جب تک آدمی زندہ رہے مگر شرط یہ ہے کہ بعد وقوف عرفات کے ہو۔ اور اگر وقوف عرفات سے پہلے کرے تو روا نہیں اور تمام علماء کا اتفاق ہے کہ طواف افاضہ میں نہ رمل ہے نہ اضطباع ہے۔ اور اگر کسی نے طواف وداع کی نیت سے طواف کیا اور طواف افاضہ اس کے ذمہ تھا تو یہ طواف افاضہ کی جگہ ہو گیا اور اس میں نص ہے شافعی کا جیسے کسی پر حج اسلام ہو اور وہ بہ نیت قضا یا بارادہ نفلی حج بجالائے تو وہ حج اسلام کی جگہ ہو جاتا ہے۔ اور ابوحنیفہ اور اکثر علماء نے کہا کہ طواف افاضہ کسی اور طواف کی نیت سے صحیح نہیں ہوتا اور اس طواف افاضہ کو طواف الزیارت اور طواف الصدر اور طواف الفرض اور طواف الرکن بھی کہتے ہیں اور اس سے پورا ہوا حج۔

(۸۴)...... مسئلہ یعنی معلوم ہوا کہ پانی بھرنا اور پلانا بڑی فضیلت ہے کہ آرزو کی آپ نے اس کی مگر اس خوف سے

کہ بنی عبدالمطلب کی خدمت چھن جائے بجانہ لائے اور معلوم ہوا اس سے کہ بعض مستحبات کا ترک کسی مصلحت سے روا ہے۔

(۸۵)...... مسئلہ کہ ثابت ہوئی فضیلت زمزم کے پینے کی اور بہت روایتیں اس بارے میں آئی ہیں اور یہ ایک مشہور کنواں ہے بیت اللہ شریف سے اڑتیس ہاتھ پر۔اور ماء زمزم سے مشتق ہے کہ آب کثیر کو کہتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ زمین کے تمام کنوؤں سے بہتر زمزم ہے اور سب سے بدتر برھوت۔شرح اس حدیث کی یہی ہے۔

[35]..... بَاب فِي الْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ مَا يُصْنَعُ بِهِ

حالت احرام میں کسی کا انتقال ہو جائے تو کیا کیا جائے؟

1890۔ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِعَرَفَةَ فَوَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ أَوْ قَالَ فَأَقْعَصَتْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: ایک آدمی میدان عرفات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ وقوف کئے ہوئے تھا کہ اپنی سواری سے گر پڑا یا کہا: اور اونٹ نے انہیں کچل دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر دو کپڑوں کا کفن دو، انہیں نہ خوشبو لگانا نہ ان کا سر ڈھانکنا، کیونکہ قیامت کے دن اللہ تعالی انہیں لبیک کہتے ہوئے اٹھائے گا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔دیکھئے: بخاری (۱۲۶۶) مسلم (۱۲۰۶) ابوداود (۳۲۳۸) ترمذی (۹۵۱) نسائی (۱۹۰۳) ابن ماجہ (۳۰۸٤) ابویعلی (۲۳۳۷) ابن حبان (۳۹۵۷) الحمیدی (٤۷۱)۔

تشریح: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ محرم کو دو کپڑوں میں دفنایا جائے کیونکہ وہ حالت احرام میں ہے اور محرم کے لئے احرام کی صرف دو ہی چادریں ہیں، برخلاف اس کے دیگر مسلمانوں کے لئے مرد ہو تو تین چادریں اور عورت ہو تو پانچ کپڑے مسنون ہیں، نیز یہ کہ ایسی میت کو جو حالت احرام میں ہو نہ خوشبو لگائی جائے اور نہ اس کا سر ڈھانکا جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ میت اگر غیر محرم ہو تو اس کے خوشبو لگانی چاہیے اور سر ڈھانکنا چاہیے محرم کی یہ خوش نصیبی ہے کہ وہ قیامت کے دن لبیک کہتے ہوئے اٹھے گا (مولانا راز رحمہ اللہ علیہ)۔

[36]..... باب: الذِّكْرِ فِي الطَّوَافِ وَالسَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

طواف اور سعی کے درمیان ذکر کا بیان

1891۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّمَا جُعِلَ الطَّوَافُ

بِالْبَيْتِ وَرَمْيُ الْجِمَارِ وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِإِقَامَةِ ذِكْرِ اللّٰهِ . قَالَ أَبُوْ عَاصِمٍ كَانَ يَرْفَعُهُ .

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا بیت اللہ کا طواف اور صفا ومروہ کی سعی کرنا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے ہے۔ ابوعاصم نے کہا: وہ مرفوعاً روایت کرتے تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابوداود(۱۸۸۸) ترمذی (۹۰۲) وغیرھما۔

1892۔ أَخْبَرَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ زِيَادٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ .

(ترجمہ) اس سند سے عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے نبی کریم ﷺ سے حسبِ سابق روایت کیا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: احمد(۱۳۹٬٤٦/٦) وابن ابی شیبه (٣٢/٤) وعبد الرزاق (۸۹٦۱) والحاکم (۱/٤٥٩) البیهقی (١٤٥/٥)۔

تشریح: ......ان احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ طواف، سعی اور رمی کے دوران ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنا چاہئے جیسا کہ نماز کے لئے قرآن پاک میں آیا: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ (طه: ١٤/١٦) لہٰذا ان اعمال وارکانِ حج میں فالتو باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے اور وقتِ ضرورت بات کی جاسکتی ہے جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے۔ واللہ اعلم۔

[37]..... بَابٌ فِيْ فَسْخِ الْحَجِّ
حج کا احرام کھول کر فسخ حج کا بیان

1893۔ أَخْبَرَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسْخُ الْحَجِّ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِمَنْ بَعْدَنَا قَالَ بَلْ لَنَا خَاصَّةً .

(ترجمہ) بلال بن حارث نے اپنے والد سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا حج کا فسخ کرنا صرف ہمارے لئے ہے یا ہمارے بعد آنے والے اور لوگوں کے لئے بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں یہ ہمارے لئے خاص ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں کلام ہے دیکھئے: احمد(٤٦٩/٣)، طبرانی (۱۱۳۸) الحاکم(۳/ ۵۱۷)، ابوداؤد (۱۸۰۸) نسائی (۳۷۹۰) ابن ماجه (۲۹۹٤) ۔

توضیح: ......امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک فسخ حج کا حکم قیامت تک لئے ہے مذکورہ بالا حدیث کو انہوں نے منکر کہا ہے اور یہ صحابی جلیل جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مخالف ہے جس کو تقریباً ۱۱ صحابۂ کرام نے روایت کیا ہے، بعض علماء نے کہا کہ یہ ہمارے لئے خاص ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حج فسخ کرکے پہلے عمرہ کرنا پھر حج کا احرام باندھنا یہ امر خاص مسلمانوں کے لئے ہے کیونکہ مشرکین اشہر حج میں عمرہ کرنے کو برا جانتے تھے، ائمہ ثلاثہ (رحمہم اللہ) کے نزدیک حج کا فسخ کرنا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھا لہٰذا جو حاجی جس نیت سے احرام باندھے اسے پورا کرے۔ لیکن امام احمد کا قول

راجح ہے۔

[38]..... بَاب مَنِ اعْتَمَرَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ
حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کا بیان

1894- أَخْبَرَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ هٰذِهِ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَا بِهَا فَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ فَقَدْ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ عمرہ جس کا ہم نے فائدہ اٹھایا ہے جس کے پاس ہدی نہ ہو وہ حلال ہو جائے (یعنی احرام کھول دے) اس کے لئے ساری چیزیں حلال ہو گئیں اور عمرہ قیامت تک حج میں داخل ہو گیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۲٤۱) ابوداود (۱۷۹۰) نسائی (۲۸۱٤) أحمد (۲۳٦/۱، ۳٤۱)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اشہر حج میں عمرہ کیا جا سکتا ہے چاہے حج کرنے کا ارادہ ہو یا نہ ہو اس حدیث سے مشرکین مکہ کا رد ہو گیا جو اشہر حج میں عمرہ کرنا برا سمجھتے تھے۔

1895- أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ رَبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ سَارُوْا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى بَلَغُوْا عُسْفَانَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي مُدْلِجٍ يُقَالُ لَهُ مَالِكُ بْنُ سُرَاقَةَ أَوْ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ اقْضِ لَنَا قَضَاءَ قَوْمٍ وُلِدُوا الْيَوْمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَدْخَلَ عَلَيْكُمْ فِي حَجِّكُمْ هٰذَا عُمْرَةً فَإِذَا أَنْتُمْ قَدِمْتُمْ فَمَنْ تَطَوَّفَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَدْ حَلَّ إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ .

(ترجمہ) ربیع بن سبرۃ سے مروی ہے ان کے والد نے بیان کیا کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ مقام عسفان تک پہنچ گئے تو بنی مدلج کے ایک شخص نے آپ سے کہا، جس کا نام مالک بن سراقہ یا سراقہ بن مالک تھا۔ اے اللہ کے رسول آج ایسا بیان فرمایئے جیسا ان لوگوں کو سمجھاتے ہیں جو ابھی پیدا ہوئے (یعنی اس طرح کی نصیحت کیجئے جو ہر نادان سمجھ لے) آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس حج میں عمرۃ داخل کر دیا ہے، تو تم جب مکہ آؤ اور طواف کعبہ کر لو اور صفا مروہ کی سعی کر لو تو حلال ہو جاؤ گے، سوائے اس شخص کے جو اپنے ساتھ قربانی لایا ہو وہ حلال نہ ہو گا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۱۸۰۱) احمد (٤۰٤/۳) ابویعلی (۹۳۹) ابن حبان (٤۱٤٤)۔

تشریح: ......اس حدیث سے بھی حج کے مہینے میں عمرہ کرنا ثابت ہوا اور حج تمتع کی فضیلت بھی، نیز یہ کہ جس نے

قران کی نیت کی ہو وہ قربانی کرنے تک حلال نہ ہوگا۔

[39]..... بَاب كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ

نبی کریم ﷺ نے کتنے عمرے کئے

1896- أَخْبَرَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَةِ وَعُمْرَةَ الْقَضَاءِ أَوْ قَالَ عُمْرَةَ الْقِصَاصِ شَكَّ شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ مِنْ قَابِلٍ وَالثَّالِثَةَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ وَالرَّابِعَةَ الَّتِي مَعَ حَجَّتِهِ .

(ترجمہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چار عمرے کئے پہلا عمرۃ (صلح) حدیبیہ کے وقت کیا دوسرا اس کے اگلے سال عمرۃ القضا یا کہا کہ عمرۃ القصاص کے طور پر کیا یہ شک شہاب بن عباد کو ہوا' تیسرا عمرۃ جعرانۃ سے کیا اور چوتھا عمرہ اپنے حج کے ساتھ کیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے دیکھئے: ابوداود(۱۹۹۳) ترمذی (۸۱۶) ابن ماجه (۳۰۰۳) ابن حبان (۳۹٤٦) الموارد (۱۰۱۸)

تشریح: ...... یہ حدیث (۱۸۲۵) نمبر پر گزر چکی ہے، مطلب واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد چار عمرے کئے جو حقیقت میں تین ہی تھے صلح حدیبیہ میں عمرے کی غرض سے نکلے لیکن معاہدہ ہوگیا اور آپ عمرہ نہ کر سکے تھے اگلے سال صلح و معاہدہ کے مطابق عمرہ کیا جو گویا پہلے عمرے کی قضا تھی اس لئے عمرۃ القضا یا عمرۃ القصاص بدلے کا عمرہ کہا گیا اور دوسرا عمرہ غزوۂ حنین کے بعد جعرانہ سے کیا تھا، چوتھا حج کے ساتھ۔ واللہ اعلم۔

[40]..... بَاب فِي فَضْلِ الْعُمْرَةِ فِي رَمَضَانَ

رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی فضیلت

1897- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِامْرَأَةٍ اعْتَمِرِي فِي رَمَضَانَ فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت سے کہا: رمضان میں عمرہ کرو کیونکہ رمضان کا عمرہ حج کے برابر ہے۔

توضیح: ......یعنی ثواب میں رمضان کا عمرہ حج کے برابر ہے' اور مذکورہ خاتون انصار میں سے تھیں اور ام سنان یا ام سلیم ان کا نام تھا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۷۸۲) مسلم (۱۲۵٦) نسائی (۲۱۰۹) ابن ماجه (۲۹۹٤) ابن حبان (۳۷۰۰)۔

1898۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ عِيسَى بْنِ مَعْقِلِ بْنِ أَبِى مَعْقِلٍ الْأَسَدِيِّ أَسَدُ خُزَيْمَةَ حَدَّثَنِى يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ جَدَّتِهٖ أُمِّ مَعْقَلٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عُمْرَةٌ فِى رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً .

(ترجمہ) ام معقل (رضی اللہ عنہا) نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان کا عمرہ حج کے برابر ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں کلام ہے لیکن حدیث کا معنی صحیح ہے جیسا کہ اوپر گزرا حوالہ دیکھئے: ابو داود (۱۹۸۹) احمد(۶/ ۴۰۵)۔

تشریح: ......اس حدیث سے رمضان میں عمرے کی فضیلت ثابت ہوئی، جس ماہ مبارک میں نوافل کا درجہ فرائض کے برابر ہوجاتا ہے اور فرائض کا ستر گنا زیادہ ثواب ہوجاتا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دونگا اس لئے رمضان میں جو بھی نیک کام کیا جائے اس کا بہت بڑا اجر ہے صدقہ وخیرات اور عمرہ اسی فضیلت میں داخل ہیں۔ واللہ اعلم۔

[41]..... بَاب الْمِيقَاتِ فِى الْعُمْرَةِ

عمرے کے لئے میقات کا بیان

1899۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِىْ مُزَاحِمُ بْنُ أَبِى مُزَاحِمٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مُحَرِّشٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مِنَ الْجِعْرَانَةِ حِينَ أَنْشَأَ مُعْتَمِرًا فَدَخَلَ مَكَّةَ لَيْلًا فَقَضَى عُمْرَتَهٗ ثُمَّ خَرَجَ مِنْ تَحْتِ لَيْلَتِهٖ فَأَصْبَحَ بِالْجِعْرَانَةِ كَبَائِتٍ .

(ترجمہ) محرش کعبی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمرے کا ارادہ کیا تو جعرانہ سے نکلے اور مکہ میں رات میں داخل ہوئے اپنا عمرہ پورا کیا پھر اسی رات میں واپس جعرانہ لوٹ آئے گویا کہ جعرانہ ہی میں آپ نے رات گزاری۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابو داود(۹۳۵) نسائی (۲۸۶۳) الحمیدی (۸۸۶) معجم الصحابه لابن قانع(۱۰۵۲)۔

1900۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ يَقُوْلُ أَخْبَرَنِى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِى بَكْرٍ يَقُوْلُ أَمَرَنِىْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُرْدِفَ عَائِشَةَ فَأُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيمِ .

قَالَ سُفْيَانُ كَانَ شُعْبَةُ يُعْجِبُهُ مِثْلُ هٰذَا الْإِسْنَادِ .

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن ابی بکر (رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ میں عائشہ کو پیچھے بٹھا کر لے جاؤں اور انہیں تنعیم سے عمرہ کروادوں۔

سفیان نے کہا شعبہ رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کی اسناد پسند کرتے تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری(١٧٨٤) مسلم (٢٩٢٨) ترمذی (٩٣٤) ابن ماجه (٢٩٩٩) احمد(٤٠٦/٦) طبرانی (٣٦٧) اورعمروابن دینار ہیں۔

1901۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ الْعَطَّارُ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنْ أَبِيهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَرْدِفْ أُخْتَكَ يَعْنِي عَائِشَةَ وَأَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيمِ فَإِذَا هَبَطْتَ مِنَ الْأَكَمَةِ فَمُرْهَا فَلْتُحْرِمْ فَإِنَّهَا عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ .

(ترجمہ) حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر (رضی اللہ عنہم) نے اپنے والد سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے والد عبدالرحمٰن سے کہا اپنی بہن یعنی عائشہ کو پیچھے بٹھاؤ اور تنعیم سے عمرہ کرالاؤ' جب وہ ٹیلوں سے اتریں تو انؓ سے کہنا کہ احرام باندھ لیں بیشک یہ عمرہ قبول ہوگا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابوداود(١٩٩٥) أحمد(١٩٨/١) طحاوی ،(٢٤٠/٢) بیهقی (٣٥٧/٤)۔

تشریح: ......احادیث الباب سے معلوم ہوا کہ مکہ میں مقیم حاجی کو عمرے کے لئے حدودحرم سے باہر جانا ہوگا اور اس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے جعرانہ سے خود عمرہ کیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے حکم فرمایا کہ تنعیم سے احرام باندھ کر آئیں اور عمرہ کرلیں یہ عمرہ ان شاء اللہ صحیح ہوگا' عمرہ کرنا باعث خیر وبرکت ہے لیکن آج کل لوگ کثرت سے تنعیم جا جا کر عمرے لاتے ہیں یہ درست نہیں علمائے کرام نے اس کو مکروہ کہا ہے' دور سے آنے والے حجاج کرام مدینۃ سے آتے ہوئے اگر عمرہ کریں تو زیادہ بہتر ہے یا اگر ایسا موقع نہ ملے تو ایک عمرہ مذکورہ بالا میقات سے کرسکتے ہیں۔ (والله اعلم وعلمه اتم)۔

[42]..... بَاب فِي تَقْبِيلِ الْحَجَرِ

حجر اسود کو بوسہ دینے کا بیان

1902۔ أَخْبَرَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ إِنِّي لَأُقَبِّلُكَ وَإِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَكِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: بیشک میں تجھے چومتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ تو یقیناً ایک پتھر ہے' اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ تجھے چومتے ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری(١٥٩٧) مسلم (١٢٧٠) ابویعلی(١٨٩) ابن حبان (٣٨٢١) الحمیدی (٩)۔

1903۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ رَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ ثُمَّ يُقَبِّلُهُ وَيَسْجُدُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ مَا هَذَا فَقَالَ رَأَيْتُ خَالَكَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ يَفْعَلُهُ ثُمَّ قَالَ

رَأَيْتُ عُمَرَ فَعَلَهُ ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَكِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُ هٰذَا.

(ترجمہ) جعفر بن عبداللہ بن عثمان نے کہا میں نے محمد بن عباد بن جعفر کو دیکھا وہ حجر اسود کو چھوتے' بوسہ دیتے اور اس پر سر رکھتے ہیں' میں نے عرض کیا یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے عمر (رضی اللہ عنہ) کو ایسا کرتے دیکھا اور یہ کہتے ہوئے سنا: میں جانتا ہوں کہ تو بیشک ایک پتھر ہے اور ایسا اس لئے کرتا ہوں کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن خزیمه (۲۷۱٤) البحرالزخار (۲۱۵) الطیالسی (۱۰٤۳) ابویعلی (۱۸۹'۲۱۹) الحاکم ٤۵۵/۱ بیهقی ۷٤/۵۔وغیرهم۔

تشریح: ......اس حدیث سے حجر اسود کا استلام کرنا (چھونا اور ہاتھ پھیرنا) بوسہ دینا اور اس پر سر رکھنا معلوم ہوا اور یہ افعال سب پیروی سنت سید المرسلین میں ہیں' اس سے پتھر کی تعظیم مقصود نہیں اس کی تفصیل حدیث نمبر (۱۸۷۷) پر توضیح میں گزر چکی ہے۔

[43]..... بَاب الصَّلَاةِ فِي الْكَعْبَةِ

کعبہ (شریف) کے اندر نماز پڑھنے کا بیان

1904۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ وَرَدِيفُهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَنَاخَ فِي أَصْلِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَسَعَى النَّاسُ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَبِلَالٌ وَأُسَامَةُ فَقُلْتُ لِبِلَالٍ مِنْ وَرَاءِ الْبَابِ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ.

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا' رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اسامہ بن زید آپ کے پیچھے سوار تھے کعبہ کے پاس آپ نے اونٹنی کو بٹھایا' ابن عمر نے کہا' لوگ دوڑ پڑے' نبی کریم ﷺ بلال اور اسامہ کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوئے' میں نے دروازے کے پیچھے سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے کہاں نماز پڑھی؟ کہا: دونوں ستون کے درمیان۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۵۹۹'۳۹۷) مسلم (۱۳۲۹) ابوداود (۲۰۲٤) نسائی (٦۹۱) ابن ماجه (۳۰٦۳) ابن حبان (۲۲۲۰) الحمیدی (۷۰۹) ابن خزیمه (۳۰۰۸) الحاکم (۳۲۹/۳)۔

1905۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْبَيْتَ هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا رسول اللہ ﷺ اور اسامہ بن زید' بلال اور عثمان بن طلحہ الحجبی کعبہ کے اندر داخل ہوئے......اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند بھی صحیح ہے اور تخریج اوپر ذکر کی جا چکی ہے۔

تشریح: ......ان احادیث سے کعبہ کے اندر داخل ہونا اور نماز پڑھنا ثابت ہوا اور کعبہ کے اندر دروازہ بند کر کے جس طرف چاہیں منہ کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے دونوں یمنی ستونوں کے درمیان نماز پڑھی۔

[44]..... بَاب الْحِجْرِ مِنَ الْبَيْتِ

حجر (حطیم) کعبہ میں داخل ہے

1906- حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْكَعْبَةَ ثُمَّ لَبَنَيْتُهَا عَلَى أُسِّ إِبْرَاهِيمَ فَإِنَّ قُرَيْشًا حِينَ بَنَتْ اسْتَقْصَرَتْ ثُمَّ جَعَلَتْ لَهَا خَلْفًا.

(ترجمہ) ام المومنین عائشۃ (رضی اللہ عنہا) نے کہا مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری قوم زمانۂ کفر سے قریب نہ ہوتی تو میں خانۂ کعبہ کو توڑ دیتا اور اس کو ابراہیم (علیہ السلام) کی بنیاد پر تعمیر کرتا' قریش نے جب اس کی تعمیر کی تھی تو (سامان کی قلت کی وجہ سے) اس میں کمی کر دی' میں دوبارہ تعمیر کرتا اور پیچھے ایک اور دروازہ بنا دیتا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث تو متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٥٨٥) مسلم (١٣٣٣) نسائی (٢٩٠١) ابویعلی (٤٣٦٣) ابن حبان (٣٨١٥-٣٨١٨)۔

1907- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَ ذَٰلِكَ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ لَعَمَدْتُ إِلَى الْحِجْرِ فَجَعَلْتُهُ فِي الْبَيْتِ وَأَلْزَقْتُ بَابَهُ بِالْأَرْضِ.

(ترجمہ) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ عنہا) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا حطیم بھی بیت اللہ میں داخل ہے؟ فرمایا: ہاں، میں نے عرض کیا' پھر لوگوں نے اسے کعبہ میں شامل کیوں نہیں کیا' فرمایا: تمہاری قوم کے پاس سامان تعمیر کی قلت ہوگئی تھی، میں نے عرض کیا: پھر دروازہ اتنا اونچا کیوں رکھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری قوم نے ایسا اس لئے کیا کہ جسے چاہیں اندر جانے دیں اور جسے چاہیں روک دیں' اگر تمہاری قوم کے لوگ زمانۂ جاہلیت سے قریب نہ ہوتے تو میں حطیم کو خانۂ کعبہ میں ملا دیتا اور دروازہ بھی زمین سے لگا دیتا، مجھے ڈر ہے کہ ان کے دل اس (تبدیلی) کو قبول نہ کریں گے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٥٨٤) مسلم (١٣٤٣) ابن ماجہ (٢٩٥٥)۔

تشریح: ......خانۂ کعبہ اللہ تعالیٰ کا روئے زمین پر سب سے پہلا گھر ہے جس پر سب سے پہلے فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور آدم علیہ السلام نے اس کی تعمیر کی، طوفان نوح کے بعد اس کے آثار مٹ گئے ،اللہ تعالیٰ نے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو اس کی نشاندہی کی اور تعمیر کا کام لیا ﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ...﴾ (بقرہ: ۱/۱۲۷) بنائے ابراہیم کے بعد بنو جرہم نے اسی اساس پر دوبارہ تعمیر خانۂ کعبہ کی، پھر عمالقہ نے اور ان کے بعد قصی بن کلاب نے اور پھر قریش نے تعمیر کعبہ کی جو نبوت محمدی (علی صاحبہ الصلاۃ والسلام) سے صرف پانچ سال پہلے عمل میں آئی، رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کے ساتھ اس کی تعمیر میں حصہ لیا' اور جب حجر اسود کو متبرک جگہ پر رکھنے کا قضیہ کھڑا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اشراف مکہ کے کہنے پر بڑی دانشمندی اور سب کی رضا مندی سے اس قضیہ کو حل فرمایا، تفصیل سیرت کی کتابوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ اس تعمیر میں خرچ کی کمی کی وجہ سے خانۂ کعبہ کا کچھ حصہ باہر خالی چھوڑنا پڑا جو حطیم کے نام سے یا حجر کے نام سے معروف ہے اور اس کے گرد ایک میٹر سے اونچی سنگ مرمر کی دیوار ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس جگہ نماز پڑھنے کو کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے مرادف قرار دیا' کعبہ کا حصہ ہونے کی وجہ سے ہی اگر کوئی شخص اس کے اندر سے طواف کے لئے گزرے تو اس کا طواف پورا نہ ہوگا' قریش نے خانۂ کعبہ کی دیواروں کو اٹھارہ ہاتھ اونچا کر دیا' فرش بچھایا' چھت ڈالدی' پرنالہ لگایا دروازے کو اونچا اس کی حالت پر رہنے دیا اندرون بیت اللہ شمالاً وجنوباً تین تین ستون قائم کئے' بعدہ عبداللہ بن الزبیر نے حطیم کو کعبہ میں داخل کیا لیکن خلافت امویہ یا عباسیہ میں پھر اصلی قریش کی تعمیر پر لوٹا دیا گیا اب دور حکومت سعودیہ میں ملک فہد رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں تعمیر وتزئین اور تغلیف و آرائش کا بہترین تعمیری نمونہ سامنے آیا ملک خالد رحمۃ اللہ علیہ نے دروازے کو خالص سونے کا بنادیا۔

[45]..... بَاب فِي التَّحْصِيبِ

مکۃ المکرّمہ جاتے ہوئے وادیٔ محصب میں اترنے کا بیان

1908- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ التَّحْصِيبُ لَيْسَ بِشَيْءٍ إِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ .

قَالَ أَبُو مُحَمَّد التَّحْصِيبُ مَوْضِعٌ بِمَكَّةَ وَهُوَ مَوْضِعٌ بِبَطْحَاءَ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں' محصب میں اترنا حج میں شامل نہیں یہ تو بس ایسی جگہ تھی جس میں رسول اللہ ﷺ نے قیام فرمایا۔

امام دارمی نے فرمایا: تحصیب مکہ میں ایک جگہ کا نام ہے جو وادیٔ بطحاء میں ہے۔

تخریج اس اثر کی سند صحیح ہے اور بخاری و مسلم نے صحیحین میں اس کو ذکر کیا ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۷۶۶) مسلم (۱۳۱۲) ابویعلی (۲۳۹۷) الحمیدی (۵۰۶)۔

تشریح: ...... ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم اس مقام پر پڑاؤ ڈالا کرتے تھے ابن عباس اور بعض دیگر صحابہ فرماتے تھے کہ وہاں رکنا اور ٹھہرنا ضروری نہیں اور یہ نہ شعائر حج میں سے ہے نہ ارکان وواجبات حج میں سے بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف وہاں نزول وقیام فرمایا۔

[46]..... بَاب كَمْ صَلَاةً يُصَلَّى بِمِنًى حَتَّى يُغْدَى إِلَى عَرَفَاتٍ
عرفات جانے سے پہلے منی میں کتنی نمازیں پڑھنی چاہئیں؟

1909- أَخْبَرَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا أَبُو كُدَيْنَةَ هُوَ يَحْيَى بْنُ الْمُهَلَّبِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمِنًى خَمْسَ صَلَوَاتٍ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منی میں پانچ نمازیں پڑھی تھیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں کلام ہے لیکن اس کے شواہد موجود ہیں، اس لئے قابل حجت وعمل ہے۔ دیکھئے: ابوداود (١٩١١) ترمذی (٨٨٠) احمد (٢٩٧/١، ٣٠٣) ،ابن خزیمہ (٢٧٩٩) حاکم (٤٦١/١) ،ابویعلی (٢٤٢٦)۔

1910- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدِّثْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قَالَ قُلْتُ فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْأَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ اصْنَعْ مَا يَصْنَعُ أُمَرَاؤُكَ .

(ترجمہ) عبدالعزیز بن رفیع نے کہا میں نے انس بن مالک (خادم النبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا آپ کو یاد ہو تو بتایئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ ذوالحجہ کو ظہر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ فرمایا: منی میں، اور بارہویں ذی الحجہ کو عصر کی نماز کہاں پڑھی تھی، بتایا کہ ابطح میں، پھر انہوں نے فرمایا کہ: جس طرح تمہارے حکام کرتے ہیں اسی طرح تم کرو۔

(**تخریج**) یہ روایت صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٦٥٣) مسلم (١٣٠٩) ابوداود (١٩١٢) ترمذی (٩٦٣) ابویعلی (٤٠٥٣) ابن حبان (٣٨٤٦) ابن خزیمہ (٢٧٩٦)۔

تشریح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حکام وامراء کی اطاعت واجب ہے جب تک کہ ان کا حکم خلاف شرع نہ ہو، ابن منذر رحمہ اللہ علیہ نے کہا سنت یہ ہے کہ امام ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نماز آٹھ تاریخ کو منیٰ میں پڑھے، اور منیٰ کی طرف کسی بھی وقت نکلا جاسکتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے وہاں پہنچ گئے تھے اور ظہر وہیں پڑھی تھی کما مر۔ اب اگر امیر یا حاکم کچھ تاخیر سے منیٰ کے لئے روانہ ہو تو اس کی اطاعت اور جماعت کے ساتھ رہنا واجب ہے۔ کیونکہ یہ سنت اور مستحب ہے اور حج میں یوم الترویہ کو تاخیر سے منیٰ پہنچنے پر کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

1911۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي خَالِدٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَرَقَدَ رَقْدَةً بِمِنًى ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ.

(ترجمہ) انس رضی اللہ عنہ نے قتادہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر عصر مغرب عشاء کی نماز منیٰ میں پڑھیں پھر تھوڑی دیر نیند لی اور سوار ہو کر خانۂ کعبہ گئے اور بیت اللہ کا طواف کیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف لیکن حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٧٦٤) ابویعلی (٥٦٩٤)۔

تشریح: ......اس طواف سے مراد غالباً طواف وداع ہے جیسا کہ امام بخاری کے باب ”مَنْ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالأَبْطَحِ“ سے معلوم ہوتا ہے نیز باب طواف الوداع (١٧٥٧) میں بھی امام بخاری نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

[47]..... بَاب قَصْرِ الصَّلَاةِ بِمِنًى
منیٰ میں نماز قصر کرنے کا بیان

1912۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَصَلَّى مَعَ عُثْمَانَ بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي هٰذَا الْمَكَانِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَفَرَّقَتْ بِكُمُ الطُّرُقُ فَلَيْتَ حَظِّي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ.

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا: عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا جب کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ منیٰ میں چار رکعت پڑھ چکے تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس جگہ دو دو رکعتیں پڑھیں اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ بھی دو دو رکعتیں پڑھیں اور عمر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ بھی دو دو رکعتیں پڑھیں، پھر تمہارے راستے جدا جدا ہو گئے، کاش چار رکعت کے بجائے میری دو رکعت ہی قبول کر لی جاتیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٠٨٢) مسلم: (٦٩٥) ابو داود (١٩٦٠) ترمذی (٨٨٢) نسائی (١٤٤٤) ابو یعلی (٥١٩٤)

1913۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَأَبَا بَكْرٍ رَكْعَتَيْنِ وَعُمَرَ رَكْعَتَيْنِ وَعُثْمَانَ رَكْعَتَيْنِ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ ثُمَّ أَتَمَّهَا بَعْدُ.

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی ابوبکر نے بھی دو رکعت اور عمر نے بھی دو رکعت، عثمان نے بھی اپنے دور خلافت کے شروع میں دو ہی رکعت پڑھیں، پھر بعد میں چار رکعت پڑھیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٠٨٢) مسلم (٦٩٤، ١٢٨٤) ابن حبان (٢٧٥٨)۔

تشریح: ...... رسول اللہ ﷺ سفر کی حالت میں تھے اسی لئے آپ نے اور آپ کے بعد ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے منی وعرفات ومزدلفہ میں ظہر، عصر اور عشاء کی نمازیں قصر پڑھیں عثمان رضی اللہ عنہ بھی شروع میں دو ہی رکعت پڑھا کرتے تھے آخر میں چار رکعت پڑھیں ان کا کہنا تھا کہ دور دور سے آنے والے لوگ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ یہ نمازیں دو رکعت ہی فرض ہیں اس لئے پوری چار رکعت ادا کیں، یہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا جو سنت نبوی کے مقابلے اور موجودگی میں قابل قبول نہیں اسی لئے ابن عمر وابن مسعود رضی اللہ عنہما نے اس پر برہمی کا اظہار کیا، لیکن امیر کی اطاعت میں ان کے ساتھ پوری اقتداء واتباع کی اور جماعت سے الگ نہ ہوئے۔

[48]..... بَاب كَيْفَ الْعَمَلُ فِي الْقُدُومِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ

منیٰ سے عرفات جاتے ہوئے کیا کہیں؟

1914- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مِنًى فَمِنَّا مَنْ يُكَبِّرُ وَمِنَّا مَنْ يُلَبِّي .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جب ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ منیٰ سے (عرفات کے لئے) روانہ ہوئے تو ہم میں سے کچھ لوگ تکبیر کہہ رہے تھے اور کچھ لوگ تلبیہ پکار رہے تھے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٢٨٤) ابوداود (١٨١٦) احمد ٢٢،٣/٢ نسائی (٣٠٠٣) ابن خزیمه (٢٨٠٥)۔

1915- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَنَحْنُ غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ عَنِ التَّلْبِيَةِ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ كَانَ يُلَبِّي الْمُلَبِّي فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ .

(ترجمہ) محمد بن ابی بکر الثقفی نے کہا کہ منی سے عرفات جاتے ہوئے میں نے انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے تلبیہ کے بارے میں پوچھا کہ آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا کہتے تھے؟ فرمایا: تلبیہ کہنے والا تلبیہ پکارتا تو اس پر کوئی اعتراض نہ کیا جاتا، اور تکبیر کہنے والا تکبیر کہتا تو اس سے منع نہ کیا جاتا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٩٧٠) مسلم (١٢٨٥) الموطأ کتاب الحج(٤٣) ابن حبان (٣٤٤٧)۔

تشریح: ...... عرفہ کے دن نو تاریخ کی صبح سے تمام ائمہ کے نزدیک تکبیرات عیدین شروع ہو جاتی ہیں اور احرام باندھنے کے بعد حج کا تلبیہ بھی شروع ہو جاتا ہے اس لئے صحابۂ کرام اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا اله الا اللہ واللہ اکبر ...... الخ بھی کہتے اور لبیك اللهم لبیك ...... الخ بھی کہتے تھے اور دونوں ذکر مشروع ہیں اس لئے کوئی کسی پر

اعتراض نہ کرتا تھا لہٰذا دونوں کلمات کہنا جائز ہوا۔

[49]..... بَاب الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ

وقوف عرفہ کا بیان

1916۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ جُبَيْرٌ أَضْلَلْتُ بَعِيرًا لِي فَذَهَبْتُ أَطْلُبُهُ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَاقِفًا مَعَ النَّاسِ بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ وَاللَّهِ إِنَّ هَذَا لَمِنَ الْحُمْسِ فَمَا شَأْنُهُ هَا هُنَا .

(ترجمہ) جبیر بن مطعم (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میرا ایک اونٹ گم ہو گیا' میں اس کی تلاش میں نکلا تو رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کے ساتھ عرفات میں کھڑے دیکھا' میں نے کہا: واللہ یہ تو قریش ہیں پھر یہ یہاں کیوں؟

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱٦٦٤) مسلم (۱۲۲۰) نسائی (۳۰۱۳) ابن حبان (۳۸٤۹) الحمیدی (٥٦۹)۔

توضیح: ...... حمس حماست سے مشتق ہے قریش کے لوگوں کو حمس اس وجہ سے کہتے تھے کہ وہ اپنے دین میں حماست یعنی سختی رکھتے تھے۔ زمانۂ جاہلیت میں دوسرے لوگ وقوف کرتے تھے لیکن قریش کہتے کہ ہم اللہ کے اہل وعیال ہیں اس لئے ہم وقوف کے لئے حرم سے باہر نہیں نکلیں گے، نبینا محمد ﷺ بھی قریش میں سے تھے مگر آپ اور آپ کے ساتھ تمام صحابۂ کرام قریش کے امتیاز کے بغیر عرفات میں وقوف پذیر ہوئے اور عرفات حرم سے باہر ہے اس لئے راوی کو حیرت ہوئی کہ ایک قریش کا فرد اور اس دن میدان عرفات میں؟ انہیں تو حدودِ حرم میں ہی ہونا چاہئے تھا۔ (راز رحمہ اللہ بتصرف)

وقوف عرفہ ظہر عصر کی نماز ادا کر لینے کے بعد دعاء واذکار تلاوت قرآن پاک کھڑے اور بیٹھے سے دعا ومناجات کو کہتے ہیں اور شام تک اسی طرح رونا گڑگڑانا' استغفار کرنا، یہ ہی وقوف حج کی روح جان اور اساس ہے' یہیں تکمیل اسلام کا اعلان ہوا' رسول اللہ ﷺ نے مشہور وداعی خطبہ دیا' اس مبارک وقت اور موقع پر جس قدر بھی دعائیں کی جائیں کم ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فخر کرتا ہے جو دور دراز سے آ کر بکھرے بالوں، سوکھے ہونٹوں، اور ننگے سروں سے اللہ تعالیٰ کے سامنے روتے گڑگڑاتے ہیں اللہ تعالیٰ سب کو یہ نعمت عظمیٰ عطا فرمائے۔ آمین اگر عرفہ کے دن کا یہ وقوف کسی سے فوت ہو جائے تو اس کا حج نہیں ہوا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اَلْحَجُّ عَرَفَةٌ) حج تو عرفے ہی کے دن کا ہے۔ واللہ اعلم۔

[50]..... بَاب عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ

پورا میدان عرفات وقوف کی جگہ ہے

1917۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَمَى ثُمَّ قَعَدَ لِلنَّاسِ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ قَالَ لَا حَرَجَ ثُمَّ جَاءَهُ آخَرُ فَقَالَ يَا

رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ لَا حَرَجَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ وَكُلُّ مُزْدَلِفَةَ مَوْقِفٌ وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ وَكُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ طَرِيقٌ وَمَنْحَرٌ .

(ترجمہ) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمی کرنے کے بعد لوگوں کے (سوالات کے جوابات کے) لئے تشریف فرما ہوئے تو ایک صحابی آپ کے پاس آئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول میں نے اونٹ ذبح کرنے سے پہلے بال منڈا دیئے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں' دوسرے صحابی آئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول میں نے کنکری مارنے سے پہلے طواف (افاضہ) کرلیا؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں' جابر نے کہا: جس چیز کے بارے میں بھی پوچھا گیا آپ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میدان عرفات کل کا کل (پورا کا پورا) موقف ہے' پورا مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے' اور منی پورا قربان گاہ ہے اور مکہ کی سب راہیں راستہ اور قربانی کرنے کی جگہ ہیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۷۲۱-۱۷۲۲) مسلم (۱۲۸۰) ابوداود(۱۹۳۷) ابن ماجه(۳۰۴۸) ابن حبان (۳۸۴۹) موارد الظمآن(۱۰۱۲) ابویعلی (۲۴۷۱)۔

تشریح: ...... ذوالحجہ کی دس تاریخ کو حجاج کرام کو چار کام کرنے ہوتے ہیں (۱) رمی (۲) قربانی (۳) حلق یا تقصیر (۴) طواف الزیارۃ ان میں سے رمی کا افضل وقت طلوع آفتاب سے زوال تک ہے اور غروب آفتاب تک جائز ہے رات میں بھی رمی کی جاسکتی ہے اس کے علاوہ: قربانی حلق اور طواف کا کوئی وقت متعین نہیں جیسی سہولت ہو کیا جاسکتا ہے۔ افضل مذکورہ بالا ترتیب ہے لیکن اگر تقدیم وتاخیر ہوجائے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ آپ ﷺ کا ہر تقدیم وتاخیر کے سوال کا جواب تھا (افعل لاحرج) پھر آپ نے فرمایا پورا میدان عرفات وقوف کرنے کی جگہ' پورا مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ اور پوار منی قربانی کرنے کی جگہ ہے لہٰذا مذکورہ مقامات پر کہیں بھی (عرفات میں) وقوف، مزدلفہ میں وقوف اور منی میں کہیں بھی قربانی کی جاسکتی ہے۔ اور حج کی قربانی مکہ میں کسی بھی جگہ کی جاسکتی ہے، جیسا کہ حدیث کے آخری جملہ میں صراحت ہے۔

[51]..... بَاب كَيْفَ السَّيْرُ فِي الْإِفَاضَةِ مِنْ عَرَفَةَ

عرفات سے مزدلفہ جاتے ہوئے کیسی چال ورفتار ہونی چاہئے؟

1918- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ وَكَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ فَإِذَا أَتَى عَلَى فَجْوَةٍ نَصَّ .

(ترجمہ) اسامۃ بن زید (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار تھے جس وقت آپ عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہوئے: اور آپ ﷺ اونٹ پر تھوڑا تیز چلتے اور جب خالی جگہ پالیتے تو اور زیادہ تیز چلتے تھے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۶۶۶) مسلم (۲۸۳/ ۱۲۸۶) ابوداود(۱۹۲۳) نسائی (۳۰۲۳) ابن ماجه(۳۰۱۷) وغیرهم۔

تشریح: ......اس سے معلوم ہوا کہ مزدلفہ روانگی کے وقت تیز چلنا چاہئے لیکن پیدل چلنے والوں کی رعایت کے ساتھ، کیونکہ جب راستہ خالی ملتا تب ہی رسول اللہ ﷺ اونٹنی کو تیز چلاتے تھے۔

[52]..... بَاب الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلاتَيْنِ بِجَمْعٍ

مزدلفہ میں جمع بین الصلاتین کا بیان

1919- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ أَنَّهُ سَأَلَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ أَخْبِرْنِي عَشِيَّةَ رَدِفْتَ النَّبِيَّ ﷺ كَيْفَ فَعَلْتُمْ أَوْ صَنَعْتُمْ قَالَ جِئْنَا الشِّعْبَ الَّذِي يُنِيخُ النَّاسُ فِيهِ لِلْمُعَرَّسِ فَأَنَاخَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَاقَتَهُ ثُمَّ بَالَ وَمَا قَالَ أَهْرَاقَ الْمَاءَ ثُمَّ دَعَا بِالْوَضُوءِ فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا لَيْسَ بِالسَّابِغِ جِدًّا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ الصَّلَاةَ قَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَكَ قَالَ فَرَكِبَ حَتَّى قَدِمْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ وَالنَّاسُ فِي مَنَازِلِهِمْ فَلَمْ يَحِلُّوا حَتَّى أَقَامَ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فَصَلَّى ثُمَّ حَلَّ النَّاسُ قَالَ قُلْتُ أَخْبِرْنِي كَيْفَ فَعَلْتُمْ حِينَ أَصْبَحْتُمْ قَالَ رَدِفَهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ فَانْطَلَقْتُ أَنَا فِي سُبَّاقِ قُرَيْشٍ عَلَى رِجْلَيَّ.

(ترجمہ) کریب نے اسامہ بن زید سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ جس شام کو تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار تھے تم نے کیا کیا؟ اسامہ نے جواب دیا کہ ہم رات گزارنے کے لئے اس وادی میں پہنچے جہاں لوگ اپنے اونٹ بٹھاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا، پھر پیشاب کی حاجت رفع کی اور پانی ڈالنے کا حکم نہیں دیا، پھر وضو کا پانی منگایا اور ہلکا سا وضو کیا، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول نماز کا وقت ہوگیا؟ فرمایا نماز تمہارے آگے ہے پھر آپ سوار ہوئے یہاں تک کہ ہم مزدلفہ پہنچ گئے پھر آپ نے مغرب کی نماز پڑھی اور لوگ پڑاؤ ڈال چکے تھے اور کجاوے نہ کھول پائے تھے کہ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز اقامت کے ساتھ پڑھی، پھر لوگوں نے اپنے کجاوے کھولے۔ کریب نے کہا یہ بتایئے پھر صبح آپ لوگوں نے کیا کیا؟ کہا وہاں سے آپ کے ہمراہ فضل بن عباس (رضی اللہ عنہما) تھے اور میں قریش کے ساتھ پیدل چلنے والوں میں سے تھا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٣٩) مسلم (١٢٨٠) ابوداود (١٩٢٥) نسائی (٣٠٢٤) ابویعلی (٦٧٢٢) ابن حبان (١٥٩٤)۔

1920- أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبِ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ عَنْ أُسَامَةَ نَحْوَهُ.

(ترجمہ) اس سند سے بھی حسب سابق مروی ہے۔

(تخریج) تخریج وترجمہ اوپر گزر چکا ہے۔

1921- أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ أَنْبَأَنِي قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ يَعْنِي بِجَمْعٍ.

(ترجمہ) ابوایوب (انصاری رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نماز ملا کر پڑھی۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٦٧٤) مسلم (١٢٨٧) نسائی (٦٠٤) ابن ماجه (٣٠٢٠) ابن حبان (٣٨٥٨) الحميدي (٣٨٧)۔

1922۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ لَمْ يُنَادِ فِي وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا إِلَّا بِالْإِقَامَةِ وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلَى إِثْرِ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب وعشاء ملا کر پڑھیں تو کسی نماز کے لئے اذان نہیں دی بس صرف ایک بار اقامت ہوئی' نہ دونوں نمازوں کے درمیان سنت یا نفل پڑھے نہ نماز کے بعد میں۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٠٩٢'١٦٧٣) مسلم (١٩٨٨) ابوداود (١٩٢٨) نسائی (٦٥٩'٣٠٢٨)۔

تشریح: ......ان احادیث سے مزدلفہ میں بھی جمع بین الصلاتین یعنی مغرب عشاء ملا کر پڑھنے کا ثبوت ملا' اختلاف اذان اور اقامت کے سلسلے میں ہے کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں مختلف راویات مروی ہیں مذکورہ بالا روایت میں صرف اقامت کا ذکر ہے اس سلسلے میں علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں صحیح یہ ہے کہ جمع بین الصلاتین میں پہلی نماز کے لئے اذان دی جائے اور اقامت (تکبیر) دونوں نمازوں کے لئے کہی جائے۔ اہل الحدیث حنابلہ اور شافعیہ کا یہ ہی مسلک ہے اور یہی راجح ہے بعض علماء نے دو اذان دو اقامت اور بعض نے کہا نہ اذان نا اقامت' بعض نے کہا صرف اقامت کہی جائے اذان نہیں، صحیح مسلک وہی ہے جو اوپر ذکر ہوا۔

مزدلفہ کو جمع کہتے ہیں کیونکہ وہاں آدم وحواء علیہما السلام جمع ہوئے تھے' بعض نے کہا کہ وہاں دو نمازیں جمع کی جاتی ہیں' ابن منذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ مزدلفہ میں دونوں نمازوں کے بیچ میں نفل وسنت نہ پڑھے ابن منذر نے کہا جو کوئی بیچ میں سنت یا نفل پڑھے گا تو اس کا جمع صحیح نہ ہوگا۔ (وحیدی)۔

[53]..... بَاب الرُّخْصَةِ فِي النَّفْرِ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ

مزدلفہ سے رات میں روانگی کی اجازت کا بیان

1923۔ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ شَوَّالٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ تَنْفِرَ مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ .

(ترجمہ) ام حبیبہ (رضی اللہ عنہا) نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مزدلفہ سے رات میں روانگی کا حکم دیا تھا۔

(تخریج) اس کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: صحیح مسلم (١٢٩٤) نسائی (٣٠٣٥) احمد (٦/٣٢٧،٤٢٧)۔

1924- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَأْذَنَ لَهَا فَتَدْفَعَ قَبْلَ أَنْ يَدْفَعَ فَأَذِنَ لَهَا قَالَ الْقَاسِمُ وَكَانَتِ امْرَأَةً ثَبِطَةً قَالَ الْقَاسِمُ الثَّبِطَةُ الثَّقِيلَةُ فَدَفَعَتْ وَحُبِسْنَا مَعَهُ حَتّٰى دَفَعْنَا بِدَفْعِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَأَنْ أَكُونَ اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ فَأَدْفَعَ قَبْلَ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مَفْرُوحٍ بِهِ.

(ترجمہ) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ عنہا) نے فرمایا کہ (ام المومنین) سودة بنت زمعۃ (رضی اللہ عنہا) نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی کہ وہ آپ سے پہلے مزدلفہ سے روانہ ہو جائیں، آپ ﷺ نے انہیں اجازت دیدی، قاسم نے کہا وہ بھاری بھرکم خاتون تھیں چنانچہ وہ روانہ ہو گئیں اور ہم سب مزدلفہ میں رکے رہے اور (صبح کو) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی روانہ ہوئے عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: اگر میں بھی سودہ (رضی اللہ عنہا) کی طرح آپ ﷺ سے اجازت لیتی تو مجھ کو تمام خوشی کی چیزوں میں یہ ہی زیادہ پسند ہوتا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۶۸۰) مسلم (۱۲۹۰) ابویعلی (۴۸۰۸) ابن حبان (۳۸۶۱)۔

تشریح: ...... عورتوں اور بچوں کو مزدلفہ میں تھوڑی دیر ٹھہر کر (منی) چلے جانے کی اجازت ہے ان کے سوا دوسرے سب لوگوں کو رات میں مزدلفہ میں رہنا چاہئے۔ شعبی، نخعی اور علقمہ نے کہا جو کوئی رات کو مزدلفہ میں نہ رہے اس کا حج فوت ہوا، اور عطاء وزہری کہتے ہیں کہ اس پر دم لازم آجاتا ہے اور آدھی رات سے پہلے وہاں سے لوٹنا درست نہیں (وحیدی)۔

[54]..... بَابُ بِمَا يَتِمُّ الْحَجُّ
حج کی تکمیل کس طرح ہوتی ہے؟

1925- أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا بُكَيْرُ بْنُ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَعْمَرَ الدِّيلِيَّ يَقُولُ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْحَجِّ فَقَالَ الْحَجُّ عَرَفَاتٌ أَوْ يَوْمُ عَرَفَةَ وَمَنْ أَدْرَكَ لَيْلَةَ جَمْعٍ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَقَدْ أَدْرَكَ وَقَالَ أَيَّامُ مِنًى ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ ﴿فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ﴾

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں نبی کریم ﷺ سے حج کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: حج عرفات میں ٹھہرنے یا یہ کہا کہ عرفہ کے دن وقوف کرنا ہے اور جس نے مزدلفہ کی رات صبح ہونے سے پہلے وقوف عرفہ کر لیا تو اس نے حج کو پالیا، نیز فرمایا: منی میں ٹھہرنے کے تین دن ہیں۔ سو جس نے جلدی کی اور دو دن میں ہی (منی سے) چلا گیا اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو دیر کر کے تیسرے دن گیا اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔ (بقرہ ۲/۲۰۳)۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۱۹۴۹) ترمذی (۸۸۹) نسائی (۳۰۱۶) ابن ماجہ (۳۰۱۵) ابن حبان (۳۸۹۲) الموارد (۱۰۰۹) الحمیدی (۹۲۳)۔

تشریح: ......حج کی جان اور روح وقوف عرفہ ہے جس کا وقت مختار زوال آفتاب سے غروب تک کا ہے اگر کسی مصیبت و پریشانی کی وجہ سے کوئی غروب آفتاب تک عرفات میں نہ پہنچ سکا تو مزدلفہ کی رات میں عرفات میں تھوڑا قیام کر کے پھر مزدلفہ آجائے کیونکہ نویں تاریخ کا پورا دن اور دس ذوالحجہ کی رات طلوع فجر تک بھی عرفات میں وقوف کرلیا تو حج ہو جائے گا یہ ہی مسألۃ مذکورہ بالا حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ نیز یہ کہ منی میں قیام کے دس ذوالحجہ کے بعد تین دن ہیں (۱۱'۱۲'۱۳) اب اگر کوئی ۱۰ اور گیارہ کو قیام کر کے رات گزار کر منی سے ۱۲ تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے کنکری مار کر منی سے چلا جائے تو یہ بھی جائز ہے اور جو حاجی ۱۱'۱۲ کو قیام کر کے ۱۳ تاریخ کو بعد از زوال کنکری مار کر منی سے جائے تو یہ بھی جائز ہے جیسا کہ آیت شریفہ میں مذکور ہے۔ (واللہ اعلم)۔

1926- أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَوْقِفِ عَلَى رُءُوسِ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ جِئْتُ مِنْ جَبَلَيْ طَيِّءٍ أَكْلَلْتُ مَطِيَّتِي وَأَتْعَبْتُ نَفْسِي وَاللّٰهِ إِنْ بَقِيَ جَبَلٌ إِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ لِي مِنْ حَجٍّ قَالَ مَنْ شَهِدَ مَعَنَا هَذِهِ الصَّلَاةَ وَقَدْ أَتَى عَرَفَاتٍ قَبْلَ ذَلِكَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ قَضَى تَفَثَهُ وَتَمَّ حَجُّهُ.

(ترجمہ) عروہ بن مضرس نے کہا کہ مزدلفہ میں ایک شخص سب لوگوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں طی کے پہاڑوں سے آرہا ہوں میں نے اپنی اونٹنی کو خوب تھکایا اور اپنی جان کو مشقت میں ڈالا ہے (یعنی جلدی عرفات پہنچنے کے لئے) اور اللہ کی قسم کوئی پہاڑ یا ٹیلہ ایسا نہ چھوڑا جس پر وقوف نہ کیا ہوا (یعنی عرفات کے خیال سے) تو میرا حج ہوا یا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہمارے ساتھ اس نماز میں (یعنی فجر کی نماز میں) آملے اور وہ دن یا رات کے کسی حصہ میں عرفات میں وقوف کر چکا ہو اس کا میل کچیل دور ہوا اور حج پورا ہو گیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابوداود (۱۹۵۰) ترمذی (۸۹۱) نسائی (۳۰۳۹) ابن ماجه (۳۰۱٦) ابویعلی (۹٤٦) ابن حبان (۳۸۵۰) موارد الظمآن (۱۰۱۰) الحمیدی (۹۲٤)۔

1927- أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسِ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ لَامٍ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

(ترجمہ) عروہ بن مضرس بن حارثہ بن لام (الطائی رضی اللہ عنہ) نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مذکورہ بالا حدیث ذکر کی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے تخریج اوپر گزر چکی ہے' مزید دیکھئے: الطیالسی (۱۰۷۵)۔

تشریح: ......مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ وقوف عرفہ اور مکوث مزدلفہ حج کے اہم رکن ہیں اور یہاں ٹھہرنا ضروری ہے چاہے تھوڑے ہی وقفے ٹھہرے ہوں ورنہ حج نہ ہوگا' عرفات میں وقوف کا وقت ۹ تاریخ کو زوال کے بعد سے

غروب آفتاب تک ہے اور مزدلفہ میں ٹھہرنے کا وقت رات اندھیرا پھیلنے کے بعد سے صبح تک کا ہے اب اگر کوئی شخص دن میں عرفات میں نہ پہنچ سکا تو رات میں بھی تھوڑی دیر وقوف کرلیا اور پھر مزدلفہ میں حجاج سے آملا اور وہاں رات گزاری تو اس کا حج پورا ہوگیا' حجاج بیت اللہ کی خدمت کرنے والوں اور عورتوں بچوں بوڑھوں کو آدھی رات کے بعد مزدلفہ سے روانگی کی اجازت ہے (کما مر آنفا)۔

[55]..... بَاب وَقْتِ الدَّفْعِ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ

مزدلفہ سے منی واپسی کا وقت

1928- أَخْبَرَنَا أَبُو غَسَّانَ مَالِكُ بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يُفِيضُونَ مِنْ جَمْعٍ بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَكَانُوا يَقُولُونَ أَشْرِقْ ثَبِيرُ لَعَلَّنَا نُغِيرُ وَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَالَفَهُمْ فَدَفَعَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ بِقَدْرِ صَلَاةِ الْمُسْفِرِينَ أَوْ قَالَ الْمُشْرِقِينَ بِصَلَاةِ الْغَدَاةِ .

(ترجمہ) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زمانۂ جاہلیت میں لوگ آفتاب طلوع ہونے کے بعد مزدلفہ سے منی کے لئے روانہ ہوتے تھے یہ کہتے ہوئے اے ثبیر چمک جا تا کہ ہم روانہ ہو جائیں (ثبیر مزدلفہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے جو منی آتے ہوئے بائیں جانب واقع ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مخالفت کرتے ہوئے جلدی نماز پڑھ کر طلوع آفتاب سے پہلے روانہ ہوئے۔ راوی کو شک ہے کہ صلاۃ المسفرین کہا یا صلاۃ المشرقین کہا نماز فجر کو۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٦٨٤) ابوداود (١٩٣٨) ترمذی (٨٩٦) نسائی (٣٠٤٧) ابن ماجه (٣٠٢٢) الطیالسی (١٠٦٩) أحمد (١/٢٩'٣٩'٤٢) ،ابن خزیمه (٢٨٥٩)۔

تشریح: ......بعض روایات میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صرف مزدلفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندھیرے میں بہت پہلے نماز فجر ادا کی بعض علماء نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مزدلفہ کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز اجالا پھیل جانے پر ادا کرتے تھے اور یہ صحیح نہیں ہے صحیح یہ ہے کہ مزدلفہ میں قدرے جلدی پڑھی مزدلفہ کے علاوہ تھوڑی تاخیر کرتے تھے لیکن نماز ہمیشہ غلس یعنی اندھیرے ہی میں پڑھتے تھے حتی کہ پاس بیٹھا آدمی یا چلتی ہوئی عورت پہچانی نہیں جاتی تھی کیونکہ سورج نکلنے سے پہلے منی جانا تھا اور رمی وقربانی کرنی تھی اس لئے آپ نے فجر کی نماز اور جلدی پڑھی۔ (واللہ اعلم)۔

[56]..... بَاب الْوَضْعِ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ

وادی محسّر سے گزرنے کا بیان

1929- أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةِ جَمْعٍ

حِينَ دَفَعُوْا عَلَيْكُمُ السَّكِينَةَ وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ حَتّٰى إِذَا دَخَلَ مُحَسِّرًا أَوْضَعَ .

(ترجمہ) فضل بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اور مزدلفہ کی صبح کو جب لوگ منیٰ کے لئے روانہ ہوئے تو فرمایا: آہستہ چلو؛ اور آپ خود اونٹنی کو روکے ہوتے تھے (تیز چلنے سے) یہاں تک کہ جب آپ وادی محسر مین داخل ہوئے تو اونٹنی کو تیز چلنے دیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٢٨٢) نسائی (٣٠٢٠'٣٠٥٢) ابویعلی (٦٧٢٤) ابن حبان (٣٨٥٥'٣٨٧٢)۔

1930۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ قَالَ عَبْد اللّٰهِ الْإِيضَاعُ لِلْإِبِلِ وَالْإِيجَافُ لِلْخَيْلِ .

(ترجمہ) ابو الزبیر نے بھی حسب سابق حدیث بیان کی۔ امام دارمی نے فرمایا: ایضاع اونٹ کے تیز چلنے کو اور ایجاف گھوڑے کے تیز چلنے کو کہتے ہیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے، حوالہ اوپر دیکھئے۔

تشریح: ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی محسر میں اس وجہ سے تیزی سے گزرے کیونکہ یہی وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے ابرہہ اور اس کی فوج اصحاب فیل کو ابابیل کے ذریعہ مار کر بھس بنا دیا تھا۔

[57]..... بَاب فِي الْمُحْصَرِ بِعَدُوٍّ

جو شخص دشمن یا بیماری کے سبب حج سے روک دیا جائے وہ کیا کرے؟

1931۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَالِمًا كَلَّمَا ابْنَ عُمَرَ لَيَالِيَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ قَبْلَ أَنْ يُقْتَلَ فَقَالَا لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَحُجَّ الْعَامَ نَخَافُ أَنْ يُحَالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَقَالَ قَدْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُعْتَمِرِينَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُونَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً فَإِنْ خُلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَإِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَعَلْتُ كَمَا كَانَ فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ سَارَ فَقَالَ إِنَّمَا شَأْنُهُمَا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِي قَالَ نَافِعٌ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا وَسَعَى لَهُمَا سَعْيًا وَاحِدًا ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى جَاءَ يَوْمُ النَّحْرِ فَأَهْدَى وَكَانَ يَقُولُ مَنْ جَمَعَ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَأَهَلَّ بِهِمَا جَمِيعًا فَلَا يَحِلَّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا يَوْمَ النَّحْرِ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کے بیٹے عبداللہ اور سالم نے اپنے والد سے ان دنوں میں لڑائی سے پہلے گفتگو کی جب کہ حجاج' ابن زبیر (رضی اللہ عنہ) کے مقابلے میں اتر پڑا تھا' ان دونوں (بیٹوں) نے کہا اس سال آپ حج نہ کریں تو کوئی حرج

نہیں ہے، ہم کو ڈر ہے کہ آپ اور بیت اللہ کے درمیان رکاوٹ نہ ڈال دی جائے؟ ابن عمر نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ عمرے کی غرض سے نکلے' کفار قریش ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان رکاوٹ بن گئے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے وہیں اپنے اونٹ کو ذبح کیا اور سر منڈایا پھر وہاں سے واپس ہو لئے' میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں عمرے کا عزم کر چکا ہوں اگر میرے اور خانۂ کعبہ کے درمیان رکاوٹ نہ ڈالی گئی تو میں طواف کعبہ کرلونگا اور اگر رکاوٹ ڈالی گئی تو ویسے ہی کرونگا جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا اور میں آپ کے ساتھ تھا پس انہوں نے (ابن عمر نے) ذوالحلیفہ سے عمرے کا احرام باندھا پھر روانہ ہوئے تو کہا: حج وعمرہ کی بات ایک ہی ہے' میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرے کے ساتھ حج کو واجب کرلیا ہے (یعنی حج قران کی نیت کرلی ہے) نافع نے کہا: پھر انہوں نے ایک طواف اور حج وعمرے کی ایک سعی کی اور قربانی کے دن تک احرام نہیں کھولا' اور وہ کہا کرتے تھے (یعنی ابن عمر) جو شخص عمرے اور حج کو ملا کر دونوں کے لئے احرام باندھے تو وہ قربانی کے دن تک اس وقت تک حلال نہ ہوگا جب تک کہ ان دونوں سے حلال نہ ہو جائے (یعنی حج وعمرے سے جب تک فارغ نہ ہو احرام نہ کھولے)

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٦٣٩' ١٦٤٠) مسلم (١٢٣٠) ابویعلی (٥٥٠٠)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احرام باندھنے کے بعد اگر کوئی شرعی عارضہ پیش آجائے تو احرام کھولا جاسکتا ہے اور اس کی قضا واجب ہے' اس حدیث میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کا تمسک بالسنۃ کا بہترین نمونہ ہے جب ان کے فرزندان نے لڑائی جھگڑے کی وجہ سے انہیں روکنا چاہا اور کہا کہ ہمیں ڈر ہے آپ کو حج بیت اللہ سے روک نہ دیا جائے تو اتباع سنت میں ڈوبے لہجے میں فرمایا اگر مجھے اس سے روکا گیا تو وہی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر کیا تھا۔

1932۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ كُسِرَ أَوْ عُرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ أُخْرَى .

(ترجمہ) حجاج بن عمرو انصاری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی ہڈی ٹوٹ جائے یا وہ لنگڑا ہو جائے تو وہ حلال ہو گیا (یعنی احرام کھول دے) اور اس پر (آئندہ سال) دوسرا حج واجب ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (١٨٦٢) ترمذی (٩٤٠) نسائی (٢٨٦٠) ابن ماجه (٣٠٧٧) طبرانی (٣٢١١) وغیرھم۔

1933۔ قَالَ أَبُو مُحَمَّد رَوَاهُ مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ وَمَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

(ترجمہ) اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

(**تخریج**) تخریج اوپر گزر چکی ہے۔

تشریح: ......احادیث الباب سے ثابت ہوا کہ احرام باندھنے کے بعد کوئی دشمن یا مرض کی وجہ سے حج یا عمرہ پورا نہ کر سکے وہ احرام کھول دے اور اس کی قضا کرے۔

[58]..... بَاب فِي جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ أَيُّ سَاعَةٍ تُرْمَى

جمرۂ عقبہ کی رمی کس وقت کرنی چاہیۓ؟

1934۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَمٰى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ الضُّحٰى وَبَعْدَ ذٰلِكَ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ.

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرۂ عقبہ کی رمی قربانی کے دن چاشت کے وقت کی اس کے بعد جو رمی (کنکری مارنا) کی وہ زوال کے بعد۔ (یعنی ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کو زوال کے بعد کنکری ماری)۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٢٩٩/٣١٤) ابوداود (١٩٧١) ترمذی (٨٩٤) نسائی (٣٠٦٣) ابن ماجه (٣٠٥٣) وغيرهم۔

1935۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَرْخَصَ لِرِعَاءِ الْإِبِلِ أَنْ يَرْمُوا يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَرْمُوا الْغَدَ أَوْ مِنْ بَعْدِ الْغَدِ لِيَوْمَيْنِ ثُمَّ يَرْمُوا يَوْمَ النَّفْرِ. قَالَ أَبُو مُحَمَّد مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ.

(ترجمہ) ابوالبداح بن عاصم نے اپنے والد سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ چرانے والوں کو اجازت دی کہ وہ نحر کے دن رمی کر لیں پھر دوسرے دن یا کل کے بعد ایک ساتھ دو دن کی رمی کر لیں، پھر جس دن منی سے واپسی کا ارادہ ہو اس دن رمی کر لیں۔ امام دارمی نے فرمایا: بعض رواۃ نے عبداللہ بن ابی بکر عن ابیہ عن ابی البداح کہا ہے۔

(**تخریج**) یہ دو اسناد ہیں پہلی سند ضعیف اور دوسری سند جس کا حوالہ امام دارمی نے دیا ہے صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (١٩٧٥) ترمذی (٩٥٥) نسائی (٣٠٦٩) ابن ماجه (٣٠٢٧) ابویعلی (٦٨٣٦) ابن حبان (٣٨٨٨) موارد الظمآن (١٠١٥) الحمیدی (٨٧٧)۔

تشریح: ......اونٹوں کے چرواہے اونٹ چرانے کے لئے منیٰ سے دور چلے جاتے تھے اور ان کو روزانہ منیٰ میں رمی کے لئے آنا دشوار تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دی تھی کہ دو دن کی رمی آکر ایک دن میں کر لیں مثلاً یوم النحر کو کنکری مار کر چلے جائیں پھر ۱۱ کو رمی نہ کریں ۱۲ تاریخ کو آکر دونوں دن کی رمی کر لیں۔

[59].....بَاب فِي الرَّمْيِ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ

رمی کے لئے کنکری کے سائز کا بیان

1936۔ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُرَّةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَنْ نَرْمِيَ الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ .

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی نے اپنے والد سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں ہمیں حکم دیا کہ ہم جمرۂ عقبہ کی رمی چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے کریں۔

توضیح: ......حصی الخذف ایسی کنکری کو کہتے ہیں جو دو انگلیوں سے بآسانی پھینکی جا سکے یعنی بڑے چنے کے برابر تاکہ کسی کو لگ بھی جائے تو تکلیف نہ ہو۔

(**تخریج**) یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: مجمع الزائد (٥٦٥١) معجم الصحابة لابن قانع ترجمه (٦٣٦) والأحاديث القادمة۔

1937- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَمَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَرَمَوْا بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ وَأَوْضَعَ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ وَقَالَ عَلَيْكُمُ السَّكِينَةَ'

(ترجمہ) جابر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو حکم فرمایا پس انہوں نے چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے رمی کی اور وادی محسر میں رفتار تیز رکھی' اور فرمایا: (سکون سے) آہستہ چلو۔ (یعنی وادی محسر کے علاوہ)۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٢٩٩) ترمذی (٧٩٧) نسائی (٣٠٧٥) ابویعلی (٢١٠٨) معرفة السنن والآثار (١٠١١٠)۔

1938- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُعَاذٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَرْمِيَ الْجِمَارَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ .

قِيلَ لِأَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُعَاذٍ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ نَعَمْ .

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن معاذ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے رمی جمار کا حکم فرماتے تھے۔ امام دارمی سے پوچھا گیا کیا عبدالرحمٰن بن معاذ صحابی ہیں؟ فرمایا: ہاں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابوداود (١٩٥٧) نسائی (٢٩٩٦) مسند الحمیدی (٨٧٥) معجم الصحابه لابن قانع رقم الترجمه (٦٢٦)۔

تشریح: ......ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ جمرات پر چھوٹی کنکریوں سے رمی کرنی چاہئے' بڑی کنکری' پتھر جوتے اور چپل وغیرہ پھینکنا خلاف سنت بلکہ غلو فی الدین ہے ابن ماجہ (٣٠٢٩) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکری مارتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! تم دین میں غلو کرنے سے بچنا' تم سے پہلے لوگ دین میں غلو کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئے۔ اس لئے دین کے ہر کام میں غلو کرنا منع ہے اس سے بچنا چاہئے۔

[60]..... بَاب فِي رَمْيِ الْجِمَارِ يَرْمِيهَا رَاكِبًا

سواری پر سے رمی جمرات کرنے کا بیان

1939۔ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ وَالْمُؤَمَّلُ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ أَيْمَنَ بْنِ نَابِلٍ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ الْكِلَابِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَرْمِي الْجِمَارَ عَلَى نَاقَةٍ صَهْبَاءَ لَيْسَ ثَمَّ ضَرْبٌ وَلَا طَرْدٌ وَلَا إِلَيْكَ إِلَيْكَ .

(ترجمہ) قدامۃ بن عبداللہ بن عمار کلابی (رضی اللہ عنہ) نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو سرخ وسفید اونٹنی پر جمرات کو کنکری مارتے دیکھا' جہاں نہ کسی کو مارتے' نہ بگھاتے اور نہ یہ کہتے تھے ہٹو بچو۔ (یعنی بڑے سکون سے رمی کرتے تھے)۔

(**تخریج**) اس کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۹۰۳) نسائی (۳۰۶۱) ابن ماجہ (۳۰۳۵) الطیالسی (۱۰۷۸) طبرانی (۷۷) أحمد(۴۱۳/۳)، اس سند میں ابوعاصم ،ضحاک بن مخلد اور ابونعیم ،فضل بن وکین ہیں۔

1940۔ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ هُوَ الْجَزَرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ .

(ترجمہ) فضل بن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا آپ رمی جمار تک برابر تلبیہ پکارتے رہے۔ (یعنی دس ذوالحجہ کو جمرۂ عقبہ کو کنکری مارنے تک تلبیہ کہتے رہے)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے: دیکھئے: بخاری (۱۶۷۰) مسلم (۱۲۸۱) ابوداود (۱۸۱۵) ترمذی (۹۱۸) نسائی (۳۰۵۵) ابویعلی (۷۶۱۶) ابن حبان (۳۸۰۴) الحمیدی (۴۶۷)۔

تشریح: ......پہلی حدیث سے سواری پر بیٹھ کر کنکری مارنے کا ثبوت ملا نیز یہ کہ آپ کی سواری ایسے امیروں اور جاہ وچشم والوں کی طرح نہ تھی کہ لوگوں سے کہا جائے ہٹو بچو دور ہو جاؤ آپ کی سواری آرہی ہے، اور دوسری حدیث سے تلبیہ کہنے کا وقت معلوم ہوا جو احرام باندھنے سے لیکر جمرۂ عقبہ کی رمی تک ہے رمی کے بعد حجاج کرام بھی صرف تکبیرات ہی ۱۳ تاریخ کی عصر تک کہتے رہیں گے۔

[61]..... بَاب الرَّمْيِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي وَالتَّكْبِيرِ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ

وادی کے بیچ سے رمی کرنے اور ہر کنکری کے پھینکتے وقت اللہ اکبر کہنے کا بیان

1941۔ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ الَّتِي تَلِي الْمَسْجِدَ مَسْجِدَ مِنًى يَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ تَقَدَّمَ أَمَامَهَا فَوَقَفَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ وَكَانَ يُطِيلُ الْوُقُوفَ ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الثَّانِيَةَ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ ثُمَّ يَنْحَدِرُ مِنْ ذَاتِ الْيَسَارِ مِمَّا يَلِي الْوَادِيْ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُوْ ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ ثُمَّ يَنْصَرِفُ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ سَالِمَ

بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُحَدِّثُ بِهَذَا الْحَدِيثِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

(ترجمہ) امام زہری (رحمہ اللہ علیہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جمرہ کی رمی کرتے۔ جو مسجد منی کے قریب ہے۔ تو آپ سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری مارتے وقت تکبیر کہتے تھے پھر تھوڑا آگے بڑھتے اور نرم ہموار زمین پر پہنچ کر قبلہ رخ کھڑے ہوتے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دیر تک دعا کرتے رہتے تھے پھر آپ دوسرے جمرہ پر آتے (یعنی جمرہ وسطٰی) اور اس پر بھی سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے تھے پھر بائیں جانب نشیب کی طرف آتے اور وہاں بھی قبلہ رخ کھڑے ہوتے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے، پھر جمرۂ عقبہ کے پاس آتے اور یہاں بھی سات کنکریوں سے رمی کرتے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے' اس کے بعد واپس ہوجاتے اور یہاں آپ دعا کے لئے نہیں ٹھہرتے تھے۔

امام زہری نے کہا میں نے سالم بن عبداللہ سے سنا جو اس حدیث کو اپنے والد سے وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے تھے' نیز فرمایا کہ عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٧٥٣) نسائی (٣٠٨٣) ابن ماجه (٣٠٣٢) ابویعلی (٥٥٧٧) ابن حبان (٣٨٨٧) موارد الظمآن (١٠١٤)۔

تشریح: ...... مذکور بالا حدیث میں رمی کا ذکر گیارہویں تاریخ کا ہے جس میں سب سے پہلے رمی جمرہ کی ہے جو جمرہ مسجد خیف سے قریب پڑتا ہے، جمرہ سے دور ہٹ کر کھڑے ہوکر دعا کرنا سنت ہے اسی طرح جمرۂ وسطٰی سے دور ہٹ کر ہاتھ اٹھا کر دیر تک دعا کرنا سنت نبوی ہے اور آخری جمرے پر کنکری مار کر کھڑے رہنا یا دعا مانگنا ثابت وصحیح نہیں۔ تمام اعمال کی قبولیت کی شرط یہ ہے کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق ہو، ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسا ہی کیا کرتے تھے جیسا کہ حبیب کبریا ﷺ کو کرتے دیکھا تھا اور وہ اتنی دیر تک دعا کرتے تھے جتنی دیر میں سورۂ بقرۃ ختم کی جاتی ہے۔ نیز ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہنا بھی اس حدیث سے ثابت ہوا جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بلند کرنے کے لئے اور شیطان واس کی ذریت کو ذلیل وخوار کرنے کے مرادف ہے۔

[62]..... بَاب الْبَقَرَةِ تُجْزِءُ عَنِ الْبَدَنَةِ
اونٹ کے بدلے گائے کی قربانی کے کافی ہونے کا بیان

1942- أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ هُوَ الْمَاجِشُونُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا جِئْنَا سَرِفَ طَمِثْتُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ طَهُرْتُ فَأَرْسَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَفَضْتُ فَأُتِيَ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هَذَا قَالُوا أَهْدَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ الْبَقَرَ.

(ترجمہ) عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حج کے لئے نکلے اور جب مقام سرف پر پہنچے تو مجھے

ماہواری شروع ہوگئی' پھر جب قربانی کا دن آیا تو میں پاک ہوگئی اور مجھے رسول اللہ ﷺ نے طواف افاضہ کے لئے بھیج دیا (واپس آئے تو) گائے کا گوشت پیش کیا گیا' میں نے کہا یہ کیسا گوشت ہے؟ جواب ملا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٧٠٩) مسلم (١٢١١) ابو داود (١٧٥٠) ابن ماجه (٣١٣٥) ابويعلى (٤٥٠٤) ابن حبان (٣٩٢٩) الحميدى (٢٠٩)۔

تشریح: ......اس حدیث سے گائے کی قربانی کا جواز ثابت ہوا جو اونٹ کی طرح سات افراد کی طرف سے کی جاسکتی ہے نیز یہ کہ قربانی کا گوشت کھانا سنت ہے' اور طواف کے لئے طہارت شرط ہے۔ واللہ اعلم

[63]..... بَاب مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ حَلْقٌ

عورتوں کے اوپر بال منڈانا واجب نہیں ہے

1943۔ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَدِينِيُّ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ أَخْبَرَتْنِي أُمُّ عُثْمَانَ بِنْتُ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ حَلْقٌ إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيرُ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں پر بال منڈانا (صحیح) نہیں ہے ان پر صرف بال کترنا (واجب) ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابو داود (١٩٨٤'١٩٨٥) طبرانی (١٣٠١٨) مجمع الزوائد (٥٦٧٨)۔

تشریح: ......عمرے اور حج میں عورت کے لئے بال منڈانا جائز و درست نہیں ہے وہ صرف بال کتریں گی ہر لٹ سے ایک پورٹے کے برابر اس سے زیادہ چھوٹے بال کرنا بھی درست نہیں' بال عورت کی پہچان اور زینت ہیں جو حج و عمرے میں بھی منڈانے یا زیادہ چھوٹے کرنا درست نہیں تو پھر حج یا عمرے کے علاوہ' بلاضرورت بالوں کو چھوٹے کرنا یا منڈا دینا مردوں کے ساتھ مشابہت ہے اور ایسے مرد اور عورت پر لعنت کی گئی ہے جو ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کریں۔ واللہ اعلم۔

[64]..... بَاب فَضْلِ الْحَلْقِ عَلَى التَّقْصِيرِ

مردوں کے لئے بال چھوٹے کرنے کے بجائے بال منڈانے کی فضیلت کا بیان

1944۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِينَ قِيلَ وَالْمُقَصِّرِينَ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِينَ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ وَالْمُقَصِّرِينَ.

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی رحمت ہو سر منڈانے والوں پر' عرض کیا

گیا اور تقصیر کروانے والوں پر بھی؟ فرمایا: اللہ کی رحمت ہو سر منڈانے والوں پر جب چوتھی مرتبہ بال کتروانے والوں کے لئے عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اور اللہ کی رحمت ہو بال کتروانے والوں پر بھی۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۷۲۷) مسلم (۱۳۰۱) ترمذی (۹۱۳) ابن حبان (۳۸۸۰)۔

تشریح: ......اس حدیث میں بار بار رسول اللہ ﷺ نے بال منڈوانے والوں کے لئے دعا فرمائی۔ بخاری کی ایک روایت میں دو بار ایک روایت میں تین بار اور یہاں مذکور بالا روایت میں بھی ہے کہ تین بار حلق کرنے والوں پر رحمت کی دعا اور چوتھی بار تقصیر کرانے والوں کے لئے دعا فرمائی اس سے حج وعمرہ میں بال منڈانے والوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے قرآن پاک میں بھی ان کو مقدم رکھا گیا ہے: ﴿مُحَلِّقِيْنَ رُؤُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ....﴾ (الفتح: ۲۷/۲۶) لہٰذا تقصیر (بال کتروانا) جائز تو ہے لیکن افضل حلق ہے۔ واضح رہے کہ تقصیر میں پورے سر کے بال کتروانے چاہئیں ادھر ادھر سے دو چار بال کتروانا درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

[65]..... بَاب فِيمَنْ قَدَّمَ نُسُكَهُ شَيْئًا قَبْلَ شَيْءٍ

ارکان حج میں تقدیم وتاخیر کا بیان

1945۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ هُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُوْنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ الْجَمْرَةِ وَهُوَ يُسْأَلُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ آخَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ قَالَ انْحَرْ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو (بن العاص رضی اللہ عنہما) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمرہ کے پاس دیکھا آپ سے مسائل دریافت کئے جا رہے تھے ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ میں نے رمی سے پہلے قربانی کر لی فرمایا: رمی کر لو کوئی حرج نہیں، دوسرے نے کہا: میں نے قربانی سے پہلے بال منڈا لئے؟ فرمایا: جاؤ قربانی کر لو کوئی حرج نہیں، غرضیکہ آپ ﷺ سے جس چیز کے بھی آگے یا پیچھے کرنے کے متعلق پوچھا گیا آپ نے اس کے جواب میں یہی فرمایا: اب کر لو کوئی حرج نہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۸۳، ۱۷۳۶) مسلم (۱۳۰۶) ابوداود (۲۰۱۴) ترمذی (۹۶۱) ابن ماجه (۳۰۵۱)۔

1946۔ أَخْبَرَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَقَفَ لِلنَّاسِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ لَا حَرَجَ قَالَ لَمْ أَشْعُرْ ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ لَا حَرَجَ فَلَمْ يُسْأَلْ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ أَوْ

أُخِّرَ إِلَّا قَالَ لَا حَرَجَ . قَالَ عَبْدُ اللهِ أَنَا أَقُولُ بِهٰذَا وَأَهْلُ الْكُوفَةِ يُشَدِّدُوْنَ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں (جواب دینے کے لئے) کھڑے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول میں نے قربانی کرنے سے پہلے بال منڈا لئے ہیں؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں، دوسرے نے کہا مجھے معلوم نہ تھا اور میں نے رمی سے پہلے قربانی کر لی؟ فرمایا: کوئی حرج کی بات نہیں، عبداللہ بن عمرو نے کہا اس دن جس چیز کے بارے میں بھی پوچھا گیا جس میں تقدیم یا تاخیر ہوتی آپ نے اس کے جواب میں یہ ہی فرمایا: لا حرج (کوئی حرج نہیں)۔

امام دارمی نے فرمایا میں بھی اسی کا قائل ہوں لیکن کوفہ والے اس بارے میں سختی برتتے ہیں۔

(تخریج) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے۔ مزید مراجع کے لئے دیکھئے: بخاری (١٢٤) الموطأ کتاب الحج (٢٥١) وغیرهم۔

تشریح: ......دس ذوالحجہ کو حاجی کو چار کام کرنے ہوتے ہیں رمی، قربانی، حلق یا تقصیر اور طواف زیارۃ یہ ارکان اسی ترتیب سے افضل ہیں اگر تقدیم یا تاخیر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں آگے پیچھے ان چاروں ارکان کے ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں نہ یہ کوئی گناہ ہے اور نہ اس پر فدیہ اہل حدیث شافعیہ اور حنابلہ کا یہی مذہب ہے، حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک ترتیب واجب ہے اور اس کے خلاف کرنے پر دم لازم آئے گا لیکن ان حضرات کا یہ قول حدیث ہذا کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل توجہ نہیں۔

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار
مت دیکھ کسی کا قول وکردار

امام دارمی نے اہل کوفہ کا ذکر کیا ہے اس سے مراد حنفیہ ہیں جو دم لازم کر کے تشدد وسختی برتتے ہیں۔

[66]..... بَاب سُنَّةِ الْبُدَنَةِ إِذَا عَطِبَتْ

قربانی کا جانور جب مرنے لگے تو کیا کیا جائے؟

1947۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَاجِيَةَ الْأَسْلَمِيِّ صَاحِبِ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْهَدْيِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ بَدَنَةٍ عَطِبَتْ فَانْحَرْهَا ثُمَّ أَلْقِ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ خَلِّ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ فَلْيَأْكُلُوهَا .

(ترجمہ) ناجیہ اسلمی (خزاعی رضی اللہ عنہ) جو رسول اللہ ﷺ کے ہدی لے جا رہے تھے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جو ہدی (قربانی کا اونٹ) مرنے لگ جائے تو کیا کروں؟ فرمایا: جو اونٹ بھی تھک کر مرنے لگ

جائے اس کو ذبح کر دینا اور اس کی جوتی (جونشانی کے طور پر گلے میں ڈال دی جاتی تھی) اس کے خون میں ڈبو دینا اور لوگوں کے لئے اسے چھوڑ دینا تاکہ وہ اسے کھالیں۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (١٧٦٢) ترمذی (٩١٠) ابن ماجه (٣١٠٦) ابن حبان (٤٠٢٣) الموارد (٩٧٦) الحمیدی (٩٠٤)۔

1948۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَاجِيَةَ نَحْوَهُ .

(ترجمہ) اس سند سے بھی ناجیہ (رضی اللہ عنہ) سے حسب سابق روایت ہے۔ تخریج اور ترجمہ اوپر مذکور ہے۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہدی (قربانی کا جانور) اگر ہلاک ہونے لگ جائے تو اس کو ذبح کر دینا چاہئے اور نشانی کے طور پر اس کے جوتے اس کے خون میں ڈبو کر اس پر رکھ دینے چاہئیں تاکہ گزرنے والے لوگ پہچان لیں کہ یہ ہدی کا جانور ہے اور اس کو پکا اور کھالیں' ہاں صاحب ہدی کو اس میں سے کھانا درست نہیں ہے' صاحب ہدی صرف قربانی کرنے کے بعد ہی کھا سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشانی کے طور پر اپنے ہدی کے جوتے لٹکا دیئے تھے تاکہ معلوم رہے کہ یہ جانور قربانی کا ہے کما سیأتی۔

[67]..... بَاب مَنْ قَالَ الشَّاةُ تُجْزِءُ فِي الْهَدْيِ
ہدی میں بکری کی قربانی بھی کافی ہے

1949۔ أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ وَأَبُو نُعَيْمٍ قَالَا حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَهْدَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَرَّةً غَنَمًا .

(ترجمہ) عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے لئے بکریاں بیت اللہ بھیجیں۔

(تخریج) یہ روایت صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٧٠١) مسلم (١٣٢١) ابویعلی (٤٣٩٤) الحمیدی (٢١٩) ابن ماجه (٣٠٩٦) ۔

تشریح: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حج میں بکری کی قربانی کی جا سکتی ہے جس طرح گائے اور اونٹ کی قربانی ہوتی ہے۔

[68]..... بَاب فِي الْإِشْعَارِ كَيْفَ يُشْعَرُ
اونٹ پر کس طرح نشان لگایا جائے

1950۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَسَّانَ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعَا بِبَدَنَةٍ فَأَشْعَرَهَا مِنْ صَفْحَةِ سَنَامِهَا الْأَيْمَنِ ثُمَّ سَلَتَ الدَّمَ عَنْهَا وَقَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ ثُمَّ أُتِيَ بِرَاحِلَتِهِ فَلَمَّا قَعَدَ عَلَيْهَا وَاسْتَوَتْ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ بِالْحَجِّ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفة میں ظہر کی نماز پڑھی، پھر اونٹ کو طلب کیا اور اس کے کوہان کے دائیں طرف چیرا لگایا، پھر اس سے خون صاف کیا اور دو جوتیاں اس کے گلے میں لٹکا دیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری (اونٹنی) کو لایا گیا اور آپ اس پر سوار ہو گئے اور وہ میدان بیداء میں آ گئی تو آپ نے حج کا تلبیہ پکارا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۲٤۳) ابوداود (۱۷۵۲) ترمذی (۹۰٦) نسائی (۲۷۷۲، ۲۷۷۳) ابن ماجه (۳۰۹۷) ابن حبان (٤۰۰۰)۔

تشریح: ...... ہدی کا اشعار (یعنی چیرا لگا کر نشان بنانا) سنت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی کے اونٹ پر نشان لگایا جیسا کہ مذکورہ حدیث سے واضح ہے جمہور علماء اور اہل حدیث کا یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اشعار مکروہ ہے اور کہا کہ یہ ایک قسم کا مثلہ ہے، تعجب ہے جس کام کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انجام دیا اس کو مکروہ کہا جائے، وکیع بن جراح نے جب اشعار الہدی کی حدیث بیان کی تو ایک شخص بول اٹھا کہ ابوحنیفہ اس کو مثلہ کہتے ہیں امام وکیع نے کہا میں تجھ سے حدیث بیان کرتا ہوں اور تو ابوحنیفہ کا قول لاتا ہے تو اس لائق ہے کہ قید کیا جاوے پھر قید ہی میں رہے یہاں تک کہ توبہ کرے...... وحیدی ابن ماجہ شرح حدیث (۳۰۹۷)

[69]..... بَاب فِي رُكُوبِ الْبُدْنَةِ
قربانی کے اونٹ پر سوار ہونے کا بیان

1951- أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ قَتَادَةُ أَخْبَرَنِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى رَجُلٍ يَسُوقُ بَدَنَتَهُ قَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْحَكَ .

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس پہنچے جو قربانی کا جانور لئے جا رہا تھا آپ نے فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ، اس نے کہا یہ تو قربانی کا جانور ہے؟ آپ نے فرمایا: سوار ہو جا، اس نے پھر عرض کیا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے؟ فرمایا: ارے کم بخت سوار ہو جا۔ (ویحک یا ویلک سے مراد صرف تنبیہ اور تاکید ہے بددعا نہیں)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (۱٦۸۹، ۱٦۹۰) مسلم (۱۳۲۳) ترمذی (۹۱۱) ابن ماجه (۳۱۰٤) ابویعلی (۲۷٦۳)۔

تشریح: ...... آپ کے بار بار سواری کے لئے حکم فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ زمانۂ جاہلیت کے عقیدے کا ابطال کیا جائے اور معلوم ہو جائے کہ قربانی کے اونٹ پر سوار ہونا اس کے شعائر اسلام ہونے کے منافی نہیں۔

زمانۂ جاہلیت میں عرب لوگ سائبہ بحیرہ وغیرہ جو جانور مذہبی نذر و نیاز کے طور پر چھوڑ دیتے تھے ان پر سوار ہونا معیوب جانا کرتے تھے قربانی کے جانوروں کے متعلق بھی جو کعبہ میں لے جائے جائیں ان کا ایسا ہی تصور تھا، اسلام نے

اس تصور کو ختم کیا اور رسول اللہ ﷺ نے باصرار حکم دیا کہ اس پر سواری کرو تا کہ راستے کی تھکن سے بچ سکو، قربانی کے جانور ہونے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اسے معطل کر کے چھوڑ دیا جائے، اسلام اسی لئے دین فطرت ہے کہ اس نے قدم قدم پر انسانی ضروریات کو مدنظر رکھا ہے اور ہر جگہ عین ضروریات انسانی کے تحت احکامات صادر کئے ہیں (راز) ((الحمد لله الذی هدانا لهٰذا وماكنا لنتهدی لو لا ان هدانا الله .))

[70]..... بَاب فِي نَحْرِ الْبُدْنِ قِيَامًا
اونٹ کو کھڑے کر کے ذبح کرنے کا بیان

1952- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا قَدْ أَنَاخَ بَدَنَةً فَقَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ .

(ترجمہ) زیاد بن جبیر سے مروی ہے کہ ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنے اونٹ کو (قربانی کے لئے) بٹھا دیا ہے انہوں نے فرمایا: کہ اسکو کھڑا کرو اور رسی سے باندھ دو پھر نحر کرو (یعنی ذبح کرو) کیونکہ یہی محمد ﷺ کی سنت ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۷۱۳) مسلم (۱۳۲۰) ابوداؤد (۱۷۶۸) ابن حبان (۵۹۰۳) ۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا ہی افضل ہے امام ابوحنیفہ نے کہا کہ بٹھا کر بھی نحر کر سکتے ہیں۔

[71]..... بَاب فِي خُطْبَةِ الْمَوْسِمِ
موسم حج کے خطبہ کا بیان (آٹھویں تاریخ سے پہلے)

1953- أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى أَبِي قُرَّةَ هُوَ مُوسَى بْنُ طَارِقٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ رَجَعَ مِنْ عُمْرَةِ الْجِعْرَانَةِ بَعَثَ أَبَا بَكْرٍ عَلَى الْحَجِّ فَأَقْبَلْنَا مَعَهُ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْعَرْجِ ثُوِّبَ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا اسْتَوَى لِيُكَبِّرَ سَمِعَ الرَّغْوَةَ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَوَقَفَ عَنِ التَّكْبِيرِ فَقَالَ هَذِهِ رَغْوَةُ نَاقَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْجَدْعَاءِ لَقَدْ بَدَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْحَجِّ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَنُصَلِّيَ مَعَهُ فَإِذَا عَلِيٌّ عَلَيْهَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمِيرٌ أَمْ رَسُولٌ قَالَ لَا بَلْ رَسُولٌ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِبَرَاءَةٌ أَقْرَؤُهَا عَلَى النَّاسِ فِي مَوَاقِفِ الْحَجِّ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِيَوْمٍ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ مَنَاسِكِهِمْ حَتَّى إِذَا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَاءَةَ حَتَّى خَتَمَهَا ثُمَّ خَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَخَطَبَ

النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ مَنَاسِكِهِمْ حَتَّى إِذَا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَاءَةٌ حَتَّى خَتَمَهَا ثُمَّ كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَأَفَضْنَا فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو بَكْرٍ خَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ إِفَاضَتِهِمْ وَعَنْ نَحْرِهِمْ وَعَنْ مَنَاسِكِهِمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَاءَةٌ حَتَّى خَتَمَهَا فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّفْرِ الْأَوَّلُ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ كَيْفَ يَنْفِرُونَ وَكَيْفَ يَرْمُونَ فَعَلَّمَهُمْ مَنَاسِكَهُمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ بَرَاءَةٌ عَلَى النَّاسِ حَتَّى خَتَمَهَا.

(ترجمہ) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جعرانہ کے عمرے سے واپس لوٹے تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو (لوگوں کا سردار بنا کر) حج پر مقرر کیا ہم لوگ ان کے ساتھ آئے یہاں تک کہ جب مقام عرج میں پہنچے تو صبح کی اذان ہوگئی، پھر ابوبکر نماز کی تکبیر کہنے کو کھڑے ہوئے اتنے میں پیچھے اونٹ کی آواز سنی تو توقف کیا اور کہا یہ تو رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی جدعاء کی آواز ہے شاید رسول اللہ ﷺ کو حج کے لئے آنا اچھا لگا ہو اور آپ ہی تشریف لے آئے ہوں تو ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں اتنے میں اس اونٹنی پر علی (رضی اللہ عنہ) نمودار ہوئے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: کیا امیر ہو کر آئے ہو یا پیغام لے کر؟ انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے پیغام دے کر حج میں سورہ براءت سنانے کو بھیجا ہے، پھر ہم یوم الترویہ سے ایک دن پہلے (سات ذوالحجہ) کو مکہ پہنچے تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا، لوگوں کو مناسک حج بتلائے جب وہ فارغ ہوئے تو علی (رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور سورہ براءت آخر تک پڑھ کر سنائی، پھر قربانی کے دن دس تاریخ کو جب ہم منیٰ (عرفات سے) واپس آئے اور ابوبکر بھی آگئے تو انہوں نے پھر خطبہ دیا، واپس لوٹنے اور قربانی کے احکام بتلائے پھر جب فارغ ہوئے تو علی (رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور سورہ برات سنائی یہاں تک کہ اس کو ختم کیا، پھر جب کوچ کرنے کا پہلا دن (بارہ ذوالحجہ) ہوا تو ابوبکر کھڑے ہوئے اور بتلایا کہ کس طرح کوچ کرنا چاہیے کس طرح رمی کرنی چاہیے اور سب ارکان بتلائے، جب اپنی تقریر کر چکے تو علی کھڑے ہوئے اور لوگوں کو سورہ برات سنائی یہاں تک کہ اس کو ختم کیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: نسائی (٢٩٩٣) مسند ابی یعلی (٧٦) ابن حبان (٣٨٢٠) الحمیدی (١٤٧٠) البیہقی (١١١/٥)۔

تشریح: ...... یہ واقعہ حجۃ الوداع سے پہلے کا ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہلے امیر حج بنا کر بھیجا تھا پھر آپ ﷺ کو خیال آیا کہ عہد ختم کرنے کے لئے کوئی قریبی رشتے دار ہونا چاہیے کیونکہ عرب ایسے امور میں اقارب ہی کی بات قبول کرتے ہیں اس لئے آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی دے کر علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے سے روانہ کیا کہ سورہ براءت (سورہ التوبہ) کفار قریش اور اہل مکہ کو پڑھ کر سنا دیں جس میں ان کی مسلسل خلاف ورزیوں کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بھی اب عہد ختم کرنے کا اعلان ہے۔ مذکورہ بالا حدیث سے خلیفہ اول ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ثابت ہوئی اور خطبہ عرفات سے پہلے خطبہ دینا بھی ثابت ہوا۔ واللہ اعلم

[72]..... بَاب فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ
قربانی کے دن خطبہ دینے کا بیان

1954۔ أَخْبَرَنَا أَبُو حَاتِمٍ أَشْهَلُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا كَانَ ذٰلِكَ الْيَوْمُ قَعَدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى بَعِيرٍ لَا أَدْرِي جَمَلٌ أَوْ نَاقَةٌ وَأَخَذَ إِنْسَانٌ بِخِطَامِهِ أَوْ قَالَ بِزِمَامِهِ فَقَالَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا قَالَ فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ سِوَى اسْمِهِ فَقَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ شَهْرٍ هَذَا قَالَ فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ سِوَى اسْمِهِ فَقَالَ أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا قَالَ فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ سِوَى اسْمِهِ فَقَالَ أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَلَا لِيُبَلِّغْ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّ الشَّاهِدَ عَسَى أَنْ يُبَلِّغَ مَنْ هُوَ أَوْعَى مِنْهُ.

(ترجمہ) ابوبکرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا جب قربانی کے دن منی میں رسول اللہ ﷺ اونٹ پر بیٹھے۔ یاد نہیں کہ اونٹ کہا یا اونٹنی۔ اور ایک صحابی نے اس کی نکیل تھامی ہوئی تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج کون سا دن ہے؟ ابوبکرہ نے کہا ہم خاموش رہے گمان تھا کہ شاید آپ اس دن کا کوئی اور نام رکھیں گے فرمایا: کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟ عرض کیا جی ہاں؟ آپ نے فرمایا: یہ کون سا مہینہ ہے؟ کہا ہم خاموش رہے گمان تھا کہ آپ اس مہینے کا دوسرا نام بتائیں گے فرمایا: کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں ذوالحجہ ہے، فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ ہم چپ رہے اور گمان کیا کہ آپ دوسرا نام بتائیں گے، لیکن آپ نے فرمایا: کیا یہ حرمت کا شہر نہیں ہے؟ عرض کیا کیوں نہیں ضرور ہے، اس کے بعد آپ نے فرمایا: بیشک تمہارا خون تمہارے مال تمہاری عزت وآبرو تمہارے اوپر اسی طرح حرام ہیں جیسے اس دن کی حرمت اس مہینے اور شہر میں ہے یہاں موجود شخص غائب (غیر موجود) تک یہ پیغام پہنچا دے ممکن ہے کہ یہاں موجود شخص ایسے شخص تک یہ پیغام پہنچائے جو اس سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۶۷، ۱۷۴۱) مسلم (۱۶۷۹) ترمذی (۱۵۲۰) نسائی (۴۴۰۱) ابن ماجہ (۲۳۳) ابویعلی (۲۱۱۲) ابن حبان (۳۸۴۸)۔

تشریح:...... یہ خطبہ عرفہ کا خطبہ ہے جو نماز سے پہلے ہے اور منی کا خطبہ اس کے بعد والا ہے جو دسویں تاریخ کو دیا تھا اس خطبہ میں مکہ المکرّمہ کی حرمت، ماہ ذوالحجہ کی حرمت اور عید قرباں کی عظمت بیان کی گئی ہے اور مومنین کی ان کے مال وعزت کی حرمت بھی عظمت ومنزلت میں انہیں ایام وشہور کی طرح ہے۔ جس طرح ایک مومن بلد حرام کی تعظیم کرتا ہے اس کو اسی طرح دوسرے مومن بھائیوں کی عزت وتعظیم کرنی چاہیے۔

[73]..... بَاب الْمَرْأَةِ تَحِيضُ بَعْدَ الزِّيَارَةِ

طواف افاضہ (یا زیارۃ) کے بعد عورت کو حیض آ جائے

1955۔ أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَاضَتْ صَفِيَّةُ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ النَّفْرِ قَالَتْ أَيْ حَلْقَى أَيْ عَقْرَى بِلُغَةٍ لَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَلَسْتِ قَدْ طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ بَلَى قَالَ فَارْكَبِي .

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: صفیہ (رضی اللہ عنہا) کو حیض آ گیا، جب کوچ کرنے کا دن آیا تو انہوں نے اپنی زبان میں کہا یہ کیسی بدبختی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے قربانی کے دن طواف نہیں کیا تھا عرض کیا جی ہاں (طواف زیارہ کرلیا تھا) فرمایا پھر چلو سوار ہو جاؤ۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث بھی متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۳۲۸، ۱۷۵۷) مسلم (۱۲۸، ۱۲۱۱) ابن ماجه (۳۰۷۲) ابویعلی (٤٥٢) الحمیدی (۲۰۳)۔

1956۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ بِنَحْوِهِ .

(ترجمہ) اس سند سے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسے ہی مروی ہے۔ تخریج اور ترجمہ اوپر ذکر کی جا چکی ہے۔

تشریح: ......عقری کے معنی زخمی یا حلق کی چوٹ یا اپنی قوم کو تباہ کرنے والی یا زخمی کرنے والی کے ہیں یا بانجھ جس کے اولاد نہ ہو اور حلقی یعنی سر منڈھی ہوئی ۔ یہ دونوں لفظ یہودیوں کی زبان میں عورت سے خفگی کے وقت بولے جاتے ہیں۔ اس روایت میں ہے کہ ام المومنین صفیہ (رضی اللہ عنہا) نے اپنے لئے خود یہ الفاظ استعمال کئے لیکن صحیحین اور دوسری روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ سمجھتے ہوئے خفگی کے طور پر یہ الفاظ کہے تھے کہ یہ ہمیں کوچ کرنے سے روک دیں گی۔ کیونکہ حاجی طواف افاضہ سے پہلے کوچ نہیں کرسکتا، لیکن جب محسن انسانیت حبیب کائنات کو یہ معلوم ہوا کہ وہ طواف افاضہ کرچکی ہیں اور طواف وداع باقی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا طواف زیارہ کرچکی ہیں تو کوچ کرنے میں کوئی حرج نہیں اس سے معلوم ہوا کہ حائضہ اگر طواف وداع نہ کرسکے تو کوئی حرج نہیں وہ سفر کرسکتی ہے اور اس کا حج صحیح و کامل ہے۔

[74]..... بَاب لَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ

برہنہ آدمی خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے

1957۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ يُثَيْعٍ قَالَ سَأَلْنَا عَلِيًّا بِأَيِّ شَيْءٍ بُعِثْتَ قَالَ بُعِثْتُ بِأَرْبَعٍ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُؤْمِنَةٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَلَا يَجْتَمِعُ مُسْلِمٌ وَكَافِرٌ فِي الْحَجِّ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَهْدٌ فَعَهْدُهُ إِلَى مُدَّتِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ عَهْدٌ فَهِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ يَقُولُ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ أَجَلُهُمْ عِشْرِينَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَاقْتُلُوهُمْ

بَعْدَ الْأَرْبَعَةِ .

(ترجمہ) زید بن یثیع نے کہا ہم نے علی (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پیغام لے کر بھیجا تھا؟ فرمایا مجھے چار چیزیں دے کر بھیجا گیا۔ ایک یہ کہ جنت میں صرف ایمان والا نفس داخل ہوگا دوسرے یہ کہ کوئی بھی ننگے ہوکر بیت اللہ کا طواف نہ کرے، تیسرے یہ کہ اس سال کے بعد حج میں کافر اور مسلمان جمع نہ ہوں گے چوتھے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جس کے بیچ ایک وقت مقررہ تک صلح ہے تو اس کی صلح اسی مدت تک رہے گی اور جس کی صلح میں کوئی مدت مقرر نہیں اس کو چار مہینے تک مہلت ہے وہ کہتے ہیں کہ قربانی کے دن کے بعد انہیں بیس ذوالحجہ تک کی مہلت ہے اس کے بعد حکم تھا کہ چار مہینے کے بعد ان کو قتل کر ڈالو۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (٨٧١) ابویعلی (٤٥٢) الحمیدی (٤٨)۔

تشریح: ......اس حدیث میں مومن مسلمان مرد وعورت کے لئے جنت کی بشارت ہے اور برہنہ طواف کرنے کی ممانعت، یہ پیشین گوئی کہ اس سال کے بعد مسلمان اور کافر حج نہ کریں گے جو آج تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ورسالت پر دلالت کرتی ہے۔ کفار مکہ اور مسلمانوں کے درمیان معاہدہ تھا ان مشرکین کی ریشہ دوانیوں اور بدعہدی کے ساتھ اس معاہدے کی مدت بڑھائی نہ گئی اور فتح مکہ کے بعد کفار ومشرکین کو مکہ سے نکل جانے یا مسلمان ہوجانے کا حکم ہوا چنانچہ تقریبا تمام اہل مکہ مسلمان ہوگئے تھے۔

[75]..... بَاب إِذَا وَدَّعَ الْبَيْتَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ

خانہ کعبہ سے رخصت ہوتے وقت اپنے ہاتھوں کو نہ اٹھائے

1958۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي أَبُو قَزَعَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُهَاجِرًا يَقُولُ سُئِلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ رَفْعِ الْأَيْدِي عِنْدَ الْبَيْتِ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ الْيَهُودُ حَجَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَفَصَنَعْنَا ذَاكَ .

(ترجمہ) مہاجر نے کہا جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) سے کعبہ کے پاس ہاتھ اٹھانے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہودی ایسا کیا کرتے تھے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا تو ایسا نہیں کیا (یعنی ہاتھ نہیں اٹھائے)۔

(تخریج) حوالہ کے لئے دیکھئے: ترمذی (٨٥٥) ابوداود (١٨٧٠) نسائی (١٢٢) باب ترك رفع اليدين عند روية البيت، معالم السنن (٢/١٩١) معرفة السنن والآثار للبيهقي (٧/٢٠٠) نيل الاوطار (٥/١٠٨-١٠٩)۔

تشریح: ......اس حدیث کی سند میں کلام ہے اور متن میں بھی اختلاف ہے کسی میں فما صنعنا ذلك ہے جیسا کہ مذکورہ روایت ہے بعض روایات میں ہے افصنعنا ذلك یعنی صیغہ استفہام انکاری کے ساتھ اور ترمذی وغیرہ میں ہے فكنا نفعله یعنی ہم ہاتھ اٹھاتے تھے، اسی وجہ سے کعبہ کے پاس ہاتھ اٹھانا مختلف فیہ مسئلہ ہے اور علمائے کرام کے اس

بارے میں مختلف اقوال ہیں جن کا خلاصہ اور اصل مسئلہ یہ ہے کہ خانہ کعبہ کے پاس دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں لیکن وداع ہوتے وقت ہاتھ کی ہتھیلیاں کعبہ کی طرف کرنا، ہاتھ اٹھانا، یا الٹے پاؤں لوٹنا جیسا کہ بعض حجاج کرتے ہیں یہ سب درست نہیں بلکہ خلاف سنت سید الرسل ہے اس لئے وداع کے وقت ایسا نہ کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

[76]..... بَاب فِي حُرْمَةِ الْمُسْلِمِ
مسلمان کی حرمت وتعظیم کا بیان

1959- أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ وَحَجَّاجٌ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ يُحَدِّثُ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ اسْتَنْصَتَ النَّاسَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ .

(ترجمہ) جریر بن عبداللہ البجلی (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں (ان سے) فرمایا لوگوں کو خاموش کرو (تاکہ وہ غور سے سنیں) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد (پھر) کافر مت بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۲۱) مسلم (٦٥) نسائی (٤١٤٢) ابن ماجہ (۳۹٤۲) ابن حبان (٥٩٤٠) ابوعوانہ (۱/۲٥) البغوی فی شرح السنہ (۲٥٥٠)۔

تشریح:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپس میں قتال وخون ریزی مسلمانوں کا نہیں کافروں کا شیوہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت کی مگر افسوس کہ آپ کی وفات کے چند سال بعد ہی فتنہ وفساد شروع ہو گئے جو آج تک مسلمانوں میں جاری ہیں ایک فریق دوسرے فریق کے ساتھ خون کی ہولی کھیلتا ہے اور ناحق خون مسلم سے اپنے ہاتھ رنگتا ہے۔ (اعاذ نا اللہ من ذلك)۔

[77]..... بَاب فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ
صفا ومروہ کے درمیان سعی کا بیان

1960- أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ سَعَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَنَحْنُ نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ أَنْ يُصِيبَهُ أَحَدٌ بِحَجَرٍ أَوْ بِرَمْيَةٍ .

(ترجمہ) عبداللہ بن ابی اوفی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا ومروہ کے درمیان سعی کی اور ہم اہل مکہ سے آپ کی حفاظت کر رہے تھے۔ مبادا آپ کے کوئی پتھر یا تیر آ کر نہ لگ جائے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۷۹۱) ابن حبان (۳۸٤۳) الحمیدی (۷۳۸)۔

تشریح:......اس حدیث سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جاں نثاری ومحبت معلوم ہوئی نیز یہ کہ امراء

اور سلاطین کے لئے پہرے داری جائز ہے۔

[78]..... بَاب فِي الْقِرَانِ
حج قران کا بیان

1961- أَخْبَرَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ شَهِدَ عَلِيًّا وَعُثْمَانَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَعُثْمَانُ يَنْهَى عَنِ الْمُتْعَةِ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ عَلِيٌّ أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيعًا فَقَالَ لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ مَعًا فَقَالَ تَرَانِي أَنْهَى عَنْهُ وَتَفْعَلُهُ فَقَالَ لَمْ أَكُنْ لِأَدَعَ سُنَّةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِقَوْلِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ.

(ترجمہ) مروان بن الحکم سے مروی ہے کہ انہوں نے علی وعثمان (رضی اللہ عنہما) کو مکہ و مدینہ کے درمیان دیکھا عثمان (رضی للہ عنہ) حج تمتع سے روکتے تھے، جب علی (رضی اللہ عنہ) نے یہ دیکھا تو انہوں نے حج قران کا احرام باندھ لیا اور لبیک بحجۃ وعمرۃ کہا عثمان (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: تم دیکھتے ہو کہ میں اس سے منع کر رہا ہوں پھر بھی تم ویسا ہی کرتے ہو؟ علی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا لوگوں میں سے کسی کے کہنے سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو تو نہیں چھوڑ سکتا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث بھی متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۵۶۳،۱۰۸۹) مسلم (۶۹۰) ابویعلی (۲۷۹٤) نسائی (۲۷۲۷) ابن حبان (۳۹۳۰) الحمیدی (۱۲٤۹)۔

تشریح: ...... یہاں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ دونوں خلیفۃ المسلمین میں بحث تو تمتع کے بارے میں تھی پھر علی رضی اللہ عنہ نے قران کیا اس کا جواب یہ ہے کہ قران اور تمتع دونوں میں نیت حج اور عمرے کی ہوتی ہے، عثمان رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ کی طرح تمتع کو خلاف اولی سمجھتے تھے یہ ان کا اجتہاد تھا اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾

عثمان وعلی رضی اللہ عنہما کے اس مباحثے میں بہت سے فوائد ہیں کچھ یہاں عرض کئے جاتے ہیں: اس مباحثے سے معلوم ہوا کہ جس کسی کے پاس علم ہو اس کی اشاعت کرنا اور اہل اسلام کی خیر خواہی کے لئے امر حق کا اظہار کرنا یہاں تک کہ اگر مسلمان حاکموں سے مناظرے تک کی نوبت پہنچ جائے تو یہ بھی کر ڈالنا، اور کسی امر حق کا محض بیان ہی نہ کرنا بلکہ اس پر عمل کر کے بھی دکھلا دینا اور نص سے کسی مسئلہ کا استنباط کرنا، کیونکہ عثمان (رضی اللہ عنہ) سے یہ چیز مخفی نہ تھی کہ حج تمتع اور قران بھی جائز ہیں مگر انہوں نے افضل پر عمل کرنے کے خیال سے تمتع سے منع فرمایا جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے بھی واقع ہوا اور علی رضی اللہ عنہ نے اسے اس پر محمول کیا کہ عوام الناس کہیں اس نہی کو تحریم پر محمول نہ کر بیٹھیں اس لئے انہوں نے اس کے جواز کا اظہار فرمایا بلکہ عمل بھی کر کے دکھلا دیا اس پر دونوں کو ہی اجتہاد کا اجر و ثواب ملے گا، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فروعی اختلافات پر ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا درست نہیں اس کی بہت سی مثالیں سلف صالحین سے مذکور ہیں (راز رحمۃ اللہ علیہ) اللہ تعالی سب کو وسعت

قلبی اور باہمی عزت واحترام کی توفیق بخشے آمین۔

1962۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجٍّ .

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے انہوں نے نبی کریم ﷺ کو لبیک بعمرۃ وحج کہتے ہوئے سنا۔

(**تخریج**) تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

1963۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَهَلَّ بِهِمَا جَمِيعًا فَلَقِيتُ ابْنَ عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ بِقَوْلِ أَنَسٍ فَقَالَ إِنَّمَا أَهَلَّ بِالْحَجِّ فَرَجَعْتُ إِلَى أَنَسٍ فَأَخْبَرْتُهُ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ مَا يَعُدُّونَا إِلَّا صِبْيَانًا .

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھا، راوی بکر نے کہا کہ پھر میں نے ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے ملاقات کی اور انہیں انس کے قول کے بارے میں بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا احرام باندھا تھا، میں پھر انس کے پاس آیا اور انہیں ابن عمر کی بات بتلائی تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ابن عمر ہم کو بچہ سمجھتے ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۲۳۲) ابوداود (۱۷۹۵) نسائی (۲۷۲۸) ابن حبان (۳۹۳۳)۔

توضیح: ......نسائی کی روایت میں ہے: تم ہمیں بچہ سمجھتے ہو میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو لبیک عمرہ وحجا معا کہتے ہوئے سنا۔

اس حدیث کو ذکر کرنے کا مقصد امام دارمی کا یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حج قران کی نیت کر کے احرام باندھا تھا لہٰذا یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے قول وفعل کی تائید کرتی ہے جس کی تفصیل پیچھے ذکر کی جا چکی ہے۔

[79]..... بَاب الطَّوَافِ فِي غَيْرِ وَقْتِ الصَّلَاةِ

نماز کے وقت کے علاوہ کسی بھی وقت طواف کرنے کا بیان

1964۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَابَاهُ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ إِنْ وَلِيتُمْ هَذَا الْأَمْرَ فَلَا تَمْنَعُوا أَحَدًا طَافَ أَوْ صَلَّى أَيَّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ .

(ترجمہ) جبیر بن مطعم (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے بنی عبدمناف اگر تم (خانہ کعبہ کے) متولی بنو تو کسی کو کسی وقت بھی چاہے دن ہو یا رات اس میں طواف اور نماز سے نہ روکنا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۱۸۹۴) ترمذی (۸۶۸) نسائی (۲۹۲۴) ابن ماجہ (۱۲۵۴) ابویعلی (۷۳۹۶) ابن حبان (۱۵۵۲) موارد الظمآن (۶۲۶) مسند الحمیدی (۵۷۱)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرم شریف میں کوئی کسی وقت بھی داخل ہو نماز پڑھ سکتا ہے اور طواف کرسکتا ہے چاہے طلوع آفتاب کا وقت ہو یا زوال وغروب آفتاب کا وقت اہل حدیث وامام شافعی واحمد واسحاق رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زوال اور طلوع وغروب آفتاب کے وقت نماز وطواف جائز نہیں چاہے حرم ہی کیوں نہ ہو۔ (وحیدی) لیکن صحیح حدیث کے مقابلے میں ان کا یہ قول درست اور قابل عمل نہیں۔

[80]..... بَاب فِيْ دُخُولِ الْبَيْتِ نَهَارًا

بیت اللہ شریف میں دن کے وقت داخل ہونے کا بیان

1965- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَاتَ بِذِيْ طُوًى حَتّٰى أَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی طوی میں رات گزاری پھر جب صبح ہوئی تو آپ مکہ میں داخل ہوئے اور ابن عمر (رضی اللہ عنہما) بھی ایسے ہی کرتے تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٥٧٤) مسلم (١٢٥٩) ابو داود (١٨٦٥) ابن ماجه (٣٩٠٨)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے پاس ذی طوی میں رات گذاری دن نکل آیا تب مکہ میں داخل ہوئے، سنت کی اتباع میں ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے اور یہ ہی کچھ علماء وفقہاء کا مسلک ہے لیکن رات یا دن میں کسی بھی وقت مکہ میں داخل ہونا جائز ہے، عمرہ جعرانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں ہی مکہ گئے تھے۔ واللہ اعلم۔

[81]..... بَاب فِيْ أَيِّ طَرِيقٍ يَدْخُلُ مَكَّةَ

مکہ میں کس راستے سے داخل ہوں

1966- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى.

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ثنیہ علیا (یعنی مقام کدا) کی طرف سے داخل ہوتے تھے (جو بطحاء میں ہے) اور ثنیہ سفلی کی طرف سے مکہ سے (واپس ہوتے) تھے (یعنی نیچے والی گھاٹی کی طرف سے)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٥٧٧) مسلم (١٢٥٧) ابو داود (١٨٦٦) نسائی (٢٨٦٥)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستے سے مکہ جاتے تھے اور دوسرے راستے سے

واپس ہوتے جیسا کہ عید کی نماز کے لئے کرتے تھے لہٰذا ایک راستے سے آنا دوسرے سے واپس جانا مستحب ہوا۔ واللہ اعلم

[82]..... بَاب مَتَى يُهِلُّ الرَّجُلُ

تلبیہ کب پکارنا چاہیے

1967۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ وَاسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ أَهَلَّ مِنْ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں مسجد کے پاس جب رکاب میں پیر رکھا اور اونٹنی آپ کو لیکر سیدھی کھڑی ہوگئی تب آپ نے لبیک پکاری تھی۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٨٦٥) مسلم (٢٧/ ١١٨٧) ابن ماجه (٢٩١٦) ابویعلی (٥٤٧٣) ابن حبان (٣٧٦٣) الحمیدی (٦٦٦)۔

تشریح: ......رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھ کر کب لبیک پکاری اس بارے میں صحابہ کرام کا اختلاف ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس اختلاف کی وجہ مروی ہے انہوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لبیک پکاری بعض صحابہ نے اس کو سنا اور یاد رکھا پھر جب آپ اونٹ پر سوار ہوئے تو لبیک پکاری بعض صحابہ نے یہ سنا اور یاد رکھا پھر جب میدان کی اونچائی پر پہنچے تو لبیک کہی بعض صحابہ نے اس کو سنا اور کہا کہ آپ نے اس وقت لبیک پکاری، ابوداود میں ہے درحقیقت آپ نے جب دوگانہ ادا کی تب ہی لبیک پکارا، (وحیدی)۔

[83]..... بَاب مَا يَصْنَعُ الْمُحْرِمُ إِذَا اشْتَكَى عَيْنَيْهِ

محرم کی آنکھ آجائے تو کیا کرے؟

1968۔ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ فِي الْمُحْرِمِ إِذَا اشْتَكَى عَيْنَيْهِ يَضْمِدُهَا بِالصَّبِرِ.

(ترجمہ) عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب محرم کی آنکھ میں تکلیف ہو تو وہ اس پر ایلوے کا لیپ لگالے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٢٠٤) ابوداود (١٨٣٩) ترمذی (٩٥٢) نسائی (٢٧١٠) الحمیدی (٣٤) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: علماء کا اسی پر عمل ہے کہ محرم حالت احرام میں آنکھ پر دوا لگا سکتا ہے بشرطیکہ اس میں خوشبو نہ ہو۔

[84]..... بَاب أَيْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ بَعْدَ الطَّوَافِ

طواف کی سنتیں آدمی کہاں پڑھے؟

1969- أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلَّى عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ مکہ پہنچے تو بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی پھر صفا کی طرف تشریف لے گئے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۳۹۵،۳۹۶) مسلم (۱۲۳٤) ابویعلی (۵٦۲۷) ابن حبان (۳۸۰۹) الحمیدی (۸٦۳)۔

1970- قَالَ شُعْبَةُ فَحَدَّثَنِي أَيُّوبُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ هِيَ السُّنَّةُ .

(ترجمہ) شعبہ نے کہا: مجھ سے ایوب نے حدیث بیان کی عمرو بن دینار سے انہوں نے ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے کہ یہی سنت ہے۔ یعنی طواف کی دو رکعت مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھنا سنت ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند بھی موصول اور صحیح ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے مزید حوالہ دیکھئے: احمد (۲/۸۵) ابویعلی (۵٦۲۹) ۔

توضیح: ......اگر وہاں جگہ نہ ملے تو یہ دو رکعت کسی بھی جگہ سعی سے پہلے پڑھی جا سکتی ہے۔ اس کا ذکر حدیث نمبر (۱۸۸۷) کی شرح میں گذر چکا ہے۔

[85]..... بَاب فِي طَوَافِ الْوَدَاعِ

طواف وداع کا بیان

1971- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُونَ فِي كُلِّ وَجْهٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ لوگ (حج کے بعد) ہر طرف سے واپس ہو رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص مکہ سے کوچ نہ کرے یہاں تک کہ اس کا آخری کام بیت اللہ کا طواف ہو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۷۵۵) مسلم (۱۳۲۷) ابوداود (۲۰۰۲) ابن ماجہ (۳۰۷۰) ابویعلی (٤۰۳) ابن حبان (۳۸۹۷) الحمیدی (۵۱۱)۔

1972- أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رُخِّصَ لِلْحَائِضِ أَنْ تَنْفِرَ إِذَا أَفَاضَتْ قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَامَ أَوَّلَ أَنَّهَا لَا تَنْفِرُ ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ تَنْفِرُ إِنَّ

النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لَهُنَّ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: حیض والی عورت کے لئے طواف افاضہ کے بعد کوچ کرنے کی اجازت دی گئی اور میں نے پہلے ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے سنا تھا کہ حائضہ عورت کوچ نہیں کرسکتی ہے، پھر بعد میں نے انہیں کہتے ہوئے سنا کہ حیض والی عورتوں کو رسول اللہ ﷺ نے طواف وداع کئے بغیر کوچ کرنے کی اجازت دیدی تھی۔

(**تخريج**) ابن عباس کی روایت صحیح اور متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۷۶۰، ۱۷۶۱) مسلم (۱۳۲۸) ابن حبان (۳۸۹۸) الحمیدی (۵۱۲) اورابن عمر کی روایت بھی ابن حبان (۳۸۹۹) میں موصولا بسند سابق موجود ہے۔ دیکھئے: موارد الظمآن (۱۰۱۷)۔

تشریح: ......حج میں طواف وداع اکثر علماء کے نزدیک واجب ہے لیکن حیض ونفاس والی عورت کے لئے رخصت ہے ایسی حالت میں ان پر سے طواف وداع ساقط ہوجائے گا اور وہ مکہ سے روانہ ہوسکتی ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا روایات میں ذکر کیا گیا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما شروع میں یہی فتوی دیتے تھے کہ بنا طواف وداع کئے کوئی شخص مکہ سے نہیں نکل سکتا حتی کہ حیض ونفاس والی عورتیں بھی خون بند ہونے تک انتظار کریں اور پاک ہونے پر طواف وداع کر کے رخصت ہوں، مگر جب ان کو نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث معلوم ہوئی تو انہوں نے فورا اپنے قول سے رجوع کرلیا، اس سے ان کی سنت سے لگن وپیروی اوراطاعت وفرماں برداری کا ثبوت ملا (رضی اللہ عنہ وارضاہ)۔

1973۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي طَاوُسٌ الْيَمَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنْ حَبْسِ النِّسَاءِ عَنِ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ إِذَا حِضْنَ قَبْلَ النَّفْرِ وَقَدْ أَفَضْنَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ إِنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَذْكُرُ رُخْصَةً لِلنِّسَاءِ وَذٰلِكَ قَبْلَ مَوْتِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِعَامٍ .

(ترجمہ) طاؤس یمانی کہتے ہیں کہ انہوں نے ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے سنا، ان سے سوال کیا گیا حائضہ عورت کے بارے میں کہ انہوں نے قربانی کے دن طواف افاضہ تو کرلیا ہو لیکن رخصت ہونے سے پہلے حیض آجائے اور طواف وداع نہ کرسکیں تو کیا حکم ہے، ابن عمر نے جواب دیا کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) عورتوں کے لئے خصوصی رخصت کا ذکر کرتی تھیں اور یہ فتوی ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے اپنی وفات سے ایک سال قبل دیا تھا۔

(**تخريج**) اس روایت کی سند گرچہ ضعیف ہے لیکن بسند صحیح بھی یہ روایت موجود ہے۔ دیکھئے: شرح معانی الآثار (۲۳۵/۲) والسنن الکبری للنسائی (۴۱۹۸)۔

تشریح: ......اس سے معلوم ہوا کہ پہلے وہ حیض ونفاس والی عورت کو رکے رہنے اور طواف وداع کر کے رخصت ہونے کا فتوی دیا کرتے تھے لیکن جب عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح حکم معلوم ہوگیا تو اپنے قول سے رجوع کرلیا۔ سبحان اللہ

کیا شان اتباع واطاعت ہے آج بھی اگر اللہ اور رسول اللہ کی اطاعت کا یہی جذبہ وایمان ہو تو سارے اختلافات فقہیہ دور ہو سکتے ہیں۔

[86]..... بَاب فِي الَّذِى يَبْعَثُ بِهَدْيِهِ وَهُوَ مُقِيمٌ فِى بَلَدِهِ

اپنے شہر میں مقیم رہتے ہوئے قربانی کا جانور مکہ بھیجنے کا بیان

1974- أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ يَعْنِى ابْنَ أَبِى خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَائِشَةَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ رِجَالًا يَبْعَثُ أَحَدُهُمْ بِالْهَدْيِ مَعَ الرَّجُلِ فَيَقُولُ إِذَا بَلَغْتَ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا فَقَلِّدْهُ فَإِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ لَمْ يَزَلْ مُحْرِمًا حَتّٰى يَحِلَّ النَّاسُ قَالَ فَسَمِعْتُ صَفْقَتَهَا بِيَدِهَا مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ وَقَالَتْ لَقَدْ كُنْتُ أَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَيَبْعَثُ بِالْهَدْيِ إِلَى الْكَعْبَةِ مَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِمَّا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ مِنْ أَهْلِهِ حَتّٰى يَرْجِعَ النَّاسُ .

(ترجمہ) مسروق نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا: اے ام المومنین مکہ جانے والے کے ساتھ کچھ لوگ قربانی کا جانور بھیجتے ہیں اور تاکید کر دیتے ہیں کہ جب فلاں مقام تک پہنچو تو اس کے گلے میں قلادہ ڈال دینا (تاکہ معلوم ہو کہ وہ ہدی ہے) پھر جب مکہ جانے والا اس مقام تک پہنچ جاتا ہے (اندازے کے مطابق) تو اس وقت سے بھیجنے والا احرام کی حالت میں رہتا ہے یہاں تک کہ لوگ (قربانی کے بعد) احرام کھول دیں؟ میں نے پردے کے پیچھے سے ان کے ہاتھ بجانے کی آواز سنی انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہدی کے لئے ہار (قلادے) بٹتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہدی (قربانی کے جانور) کعبہ کی طرف بھیجتے تھے پھر آپ اپنی بیوی سے وہ پرہیز نہیں کرتے تھے جو احرام والا کرتا ہے یہاں تک کہ لوگ واپس بھی آجاتے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٦٩٨) مسلم (١٣٢١) ابوداود (١٧٥٨) نسائی (٢٧٧٤) ابن ماجہ (٣٠٩٤) ابویعلی (٤٦٥٨) ابن حبان (٤٠٠٩)۔

توضیح: ......یعنی مدینہ میں رہتے ہوئے آپ قربانی کے جانور قربانی کے لئے مکہ بھیجتے اور ہر وہ کام سرانجام دیتے تھے جو محرم کے لئے جائز نہیں۔ یہ واقعہ حج وداع سے پہلے کا ہے جب ۹ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر مکہ روانہ کیا تھا اور ان کے ساتھ آپ نے قربانی کے اونٹ بھی بھیجے تھے امام نووی (رحمہ اللہ) نے اس حدیث سے یہ مسئلہ نکالا کہ اگر کوئی شخص خود مکہ نہ جا سکے تو قربانی کا جانور وہاں بھیج دینا مستحب ہے اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ صرف قربانی کا جانور روانہ کر دینے سے آدمی محرم نہیں ہوتا جب تک کہ خود احرام کی نیت نہ کرے (وحیدی)۔

1975- أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِى عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَيَبْعَثُ بِهَدْيِهِ مُقَلَّدَةً وَيُقِيمُ بِالْمَدِينَةِ وَلَا

يَجْتَنِبُ شَيْئًا حَتّٰى يُنْحَرَ هَدْيُهُ.

(ترجمہ) عروہ بن زبیر اور عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے کہا کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ہدی کے لئے ہار (قلادے) بٹتی تھی پھر آپ اپنے ہدیٰ (قربانی کے جانور) کو ہار پہنے ہوئے روانہ ہوتے اور خود مدینہ ہی میں مقیم رہتے اور قربانی ہونے تک کسی چیز سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔ (یعنی جس طرح حاجی پرہیز کرتا ہے احرام کی حالت میں آپ کچھ پرہیز نہ کرتے تھے)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے کما مر آنفا۔

تشریح: ......اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اپنے وطن سے کسی کے ہمراہ قربانی کا جانور بھیج دے تو وہ حلال ہی رہے گا اس پر احرام کے احکام لاگو نہیں ہونگے۔

ہدی میں قربانی کا جانور اونٹ گائے بھیڑ، بکری سب شامل ہیں ان کے گلے میں ہار ڈالنا بھی ثابت ہوا اسی کو تقلید الهدی کہتے ہیں اور یہ ہار چاہے اون کے بٹے ہوئے ہوں یا رسی کے ساتھ جوتا ڈال دیا جائے یہ بھی جائز ہے اسی طرح اشعار الہدی بھی جائز ہے جس کا ذکر گذر چکا ہے اور تقلید واشعار یہ اس بات کی علامت ہے کہ جانور قربانی کے لئے ہے، اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے ہار یا ہار کی رسیاں بٹتی تھیں پس عورت کے لئے شوہر کے لئے ایسے کام انجام دینا عمل خیر اور اسلامی نظام معاشرت کا حصہ ہے جو الفت ومحبت کا آئینہ دار ہے کوئی معیوب چیز نہیں، جیسا کہ بعض لوگوں کے تصورات ہیں۔ هدانا الله واياهم لامور الشريعة۔ آمین۔

[87]..... بَاب كَرَاهِيَةِ الْبُنْيَانِ بِمِنًى
منیٰ میں عمارت بنانے کی کراہت کا بیان

1976- أَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ أُمِّهِ مُسَيْكَةَ وَأَثْنٰى عَلَيْهَا خَيْرًا عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَا نَبْنِي لَكَ بِمِنًى بِنَاءً يُظِلُّكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا مِنًى مُنَاخُ مَنْ سَبَقَ.

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا میں نے عرض کیا: ہم آپ کے لئے منی میں کوئی سایہ دار چیز تعمیر کر دیں؟ فرمایا: نہیں منی میں جو پہلے پہنچ جائے وہی اس کی جگہ ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۲۰۱۹) ترمذی (۸۸۱) ابن ماجہ (۳۰۰۶) ابویعلی (۴۵۱۹)۔

توضیح: ......یعنی میدان منی حاجیوں کے لئے وقف ہے وہ کسی خاص فرد کی ملکیت نہیں، جو شخص پہلے پہنچے اور کسی جگہ اتر جاوے تو دوسرا وہاں سے اسے اٹھا نہیں سکتا مکان بنانے میں ایک جگہ پر اپنا قبضہ اور حق کر لینا ہے کہ دوسرا وہاں

نہیں اتر سکتا اس لئے آپ نے اس کی اجازت نہیں دی۔ (وحیدی)۔

[88]..... بَاب فِي دُخُولِ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ بِغَيْرِ حَجٍّ وَلَا عُمْرَةٍ
بغیر احرام کے مکے میں داخل ہونے کا بیان

1977۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ مِغْفَرٌ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَذَا ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اقْتُلُوهُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خَالِدٍ وَقُرِئَ عَلَى مَالِكٍ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا.

(ترجمہ) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا جب آپ نے وہ اتارا تو ایک شخص نے آ کر کہا: یارسول اللہ! یہ ابن خطل ہے جو کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کو قتل کر دو۔

عبداللہ بن خالد نے کہا امام مالک کو پڑھ کر سنایا گیا تو انہوں نے کہا: ابن شہاب نے کہا: اس دن رسول اللہ ﷺ نے احرام نہیں باندھا تھا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۸۴۶) مسلم (۱۳۵۷) ابوداود (۲۶۸۵) ترمذی (۱۶۹۳) نسائی (۲۸۶۷) ابن ماجه (۲۰۸۵) ابویعلی (۳۵۳۹) ابن حبان (۳۷۱۹)۔

توضیح:......اس روایت سے معلوم ہوا کہ وقت ضرورت مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہو سکتے ہیں حرم میں قتل کرنا منع ہے لیکن یہ ابن خطل جس کا نام عبداللہ تھا مرتد ہو گیا تھا، ایک مسلمان غلام کو قتل کیا، زکاۃ دینے سے انکار کیا، اور دو گانے والی لونڈیاں اس نے رکھی تھیں ان سے نبی کریم ﷺ کی ہجو میں گیت گوایا اور سنا کرتا تھا اس لئے واجب القتل تھا اور اسے حرم شریف میں ہی قتل کر دیا گیا۔

1978۔ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمَّارٍ الدُّهْنِيُّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ حِينَ افْتَتَحَا وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ.

قَالَ إِسْمَعِيلُ سَمِعَهُ مِنْ أَبِي الزُّبَيْرِ كَانَ مَعَ أَبِيهِ.

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے جس دن مکہ فتح ہوا آپ بغیر احرام کے تھے اور سر پر کالا عمامہ تھا۔

اسماعیل نے کہا انہوں نے ابوالزبیر سے یہ سنا اور وہ اپنے والد کے ساتھ تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۳۵۸) نسائی (۲۸۶۹) ابویعلی (۲۱۴۶) ابن حبان

(٣٧٢٢)۔

تشریح: ......پہلی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر مغفر تھا دوسری روایت میں ہے کہ سر پر عمامہ تھا دونوں روایتوں میں توفیق کی صورت یہ ہے کہ جب داخل مکہ ہوئے تو سر پر مغفر تھا پھر اتار کر عمامہ پہن لیا نیز ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اگر حج یا عمرے کا ارادہ نہ ہو تو بغیر احرام کے مکے میں داخل ہونا جائز ہے لہٰذا ڈرائیور، چرواہے، روزانہ آنے جانے والے ضرورت مند اشخاص بلا احرم حدود حرم اور مکے میں داخل ہو سکتے ہیں کچھ علماء نے اس کی ممانعت کی ہے لیکن احادیث صحیحہ کے پیش نظر ان کا قول قابل عمل اور حجت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

[89]..... بَاب لَا يُعْطَى الْجَزَّارُ مِنَ الْبُدْنِ شَيْئًا

قربانی کے جانور کی کوئی چیز قصاب یا جزار کو نہ دی جائے

1979۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ وَعَبْدُ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيُّ أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُمَا أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا لُحُومَهَا وَجُلُودَهَا وَجِلَالَهَا وَلَا يُعْطِيَ فِي جِزَارَتِهَا مِنْهَا شَيْئًا.

(ترجمہ) علی (رضی اللہ عنہ) نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ قربانی کریں (یا ذبح کے وقت نگرانی کریں) اور یہ کہ میں قربانی کے اونٹ کی ہر چیز ان کے گوشت، چمڑے، جھولوں کو بانٹ دوں اور ان میں سے کوئی چیز ذبح کے عوض نہ دوں۔

توضیح: ......یعنی قصاب کی اجرت اس سے نہ دی جائے بلکہ الگ سے دی جائے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٧١٧) مسلم (١٣١٧) ابو داود (١٧٦٩) ابن ماجه (٣٠٩٩) ابو يعلى (٢٦٩) الحميدى (٤١)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کی کھال، جھول، گوشت وغیرہ سب کچھ تقسیم کر دینا چاہیے، ہاں اپنے کھانے کے لئے گوشت لینے اور رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح قربانی کی کھال بھی دباغت کے بعد گھر کے استعمال میں لائی جاسکتی ہے، لیکن قصائی کی اجرت میں کھال دینا بالکل روا نہیں اس سے غرض یہ ہے کہ قربانی کے جانور کا ہر جز اللہ ہی کے واسطے رہے اجرت میں دینا گویا اس کو بیچنا ہے (وحیدی)۔

واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سو اونٹ کی قربانی دی تھی جن میں سے تریسٹھ اپنے ہاتھ سے نحر کئے اور باقی علی (رضی اللہ عنہ) نے نحر کئے۔ ان سب میں سے ایک ایک ٹکڑا گوشت کا لیکر ہانڈی پکائی گئی اور رسول اکرم ﷺ اور علی و دیگر اصحاب کرام نے اسے تناول فرمایا۔

[90]..... بَاب فِي جَزَاءِ الضَّبُعِ

کسی محرم نے لکڑ بھگا شکار کرلیا تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

1980۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الضَّبُعِ فَقَالَ هُوَ صَيْدٌ وَفِيهِ كَبْشٌ إِذَا أَصَابَهُ الْمُحْرِمُ.

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ سے لکڑ بھگے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ صید ہے یعنی شکار کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر محرم اسے شکار کرے تو مینڈھا کفارہ میں دینا ہوگا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۳۸۰۱) ترمذی (۸۵۱) نسائی (۲۸۳٦) ابن ماجہ (۳۰۸۵،۳۲۳٦) ابویعلی (۲۱۲۷) الموارد (۹۷۹)۔

1981۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الضَّبُعِ آكُلُهُ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ هُوَ صَيْدٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ قِيلَ لِأَبِي مُحَمَّدٍ مَا تَقُولُ فِي الضَّبُعِ تَأْكُلُهُ قَالَ أَنَا أَكْرَهُ أَكْلَهُ.

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی عمار نے کہا: میں نے جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) سے پوچھا کیا لکڑ بھگا کھا سکتا ہوں؟ فرمایا کھا سکتے ہو میں نے کہا کیا وہ شکار (کیا جاسکتا) ہے؟ فرمایا: ہاں، میں نے عرض کیا کیا آپ نے ایسا رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ فرمایا: ہاں۔

امام دارمی سے دریافت کیا گیا آپ لکڑ بھگے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کھا سکتے ہیں؟ کہا مجھے اس کا کھانا پسند نہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۱۷۹۱) ابن ماجہ (۳۲۳٦) ابویعلی (۷۱۲۷) ابن حبان (۳۹٦۵) الموارد (۱۰٦۸) معرفة السنن والآثار (۱۹۲۱٦) نيل الاوطار (۵/۸۴-۸۵) ومشكل الآثار (۴/۳۷۰)۔

تشریح: ...... ضبع ایک جانور ہے بعض شراح حدیث نے اس کا ترجمہ گوہ یا بجو سے کیا ہے جو درست نہیں ہے۔ یہ کتے کے برابر تقریباً کتے ہی کی طرح کا ایک جانور ہے جو شکار کیا جاسکتا ہے، کچھ علماء نے اس کے شکار سے درندہ ہونے کے سبب منع کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

[91]..... بَاب فِيمَنْ يَبِيتُ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ عِلَّةٍ

کوئی شخص بیماری کی وجہ سے منیٰ کی راتیں مکہ میں گزار سکتا ہے؟

1982۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ

عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِيَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ عباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی کہ وہ حجاج کرام کو پانی پلانے کی خاطر منی کی راتیں مکہ میں گذار سکتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دیدی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٦٣٤) مسلم (١٣١٥) ابو داود (١٩٥٩) ابن ماجه (٣٠٦٥) ابن حبان (٣٨٨٩) معرفة السنن والآثار (١٠٢٤٧) مسند الشافعی (٣٧٣)۔

1983- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ .

(ترجمہ) اس سند سے بھی مذکورہ بالا روایت کے مانند مروی ہے۔ تخریج وترجمہ اوپر مذکور ہے۔

تشریح: ...... جمہور علمائے کرام کے نزدیک ١٠، ١١، ١٢ ذوالحجہ کی راتیں حاجی کو منی میں گذارنا واجب ہے لیکن مرض اور عذر شرعی کی بنا پر مکہ میں رات گذاری جاسکتی ہے، عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ حاجیوں کو زمزم کا پانی نکال کر پلایا کرتے تھے اس علت وسبب کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے عم محترم کو اجازت دی کہ وہ ان راتوں کو مکہ میں گذار سکتے ہیں۔

قربانیوں کا بیان

[1] بَاب السُّنَّةِ فِي الْأُضْحِيَّةِ
قربانی کرنے کا سنت طریقہ

1984- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ وَيُسَمِّي وَيُكَبِّرُ لَقَدْ رَأَيْتُهُ يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ وَاضِعًا عَلَى صِفَاحِهِمَا قَدَمَهُ قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَهُ قَالَ نَعَمْ.

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سرمگیں، سینگوں والے مینڈھے ذبح کئے' آپ ذبح کرتے وقت بسم اللہ و اللہ اکبر کہتے تھے' میں نے آپ کو ان مینڈھوں کو اپنے ہاتھ سے ان کے پٹھ پر اپنا پیر رکھ کر ذبح کرتے ہوئے دیکھا۔

راوی نے کہا میں نے دریافت کیا کہ تم نے ان سے سنا تھا؟ کہا: ہاں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٥٦٥،١٥٥١) مسلم (١٩٦٦) ابوداود (٢٧٩٣) ترمذی (١٤٩٤) نسائی (٤٣٩٩) ابن ماجه (٣١٢٠) ابویعلی (٢٨٠٦) ابن حبان (٥٩٠٠)۔

1985۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ضَحّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِكَبْشَيْنِ فِي يَوْمِ الْعِيدِ فَقَالَ حِينَ وَجَّهَهُمَا ﴿إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾ اللّٰهُمَّ إِنَّ هَذَا مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ ثُمَّ سَمَّى اللّٰهَ وَكَبَّرَ وَذَبَحَ .

(ترجمہ) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید کے دن دو مینڈھوں کی قربانی کی اور جس وقت ان کا منہ قبلہ کی طرف کیا تو یہ آیت پڑھی: ((انی وجهت۔۔۔ المسلمين)) ترجمہ: میں نے اپنا منہ اس ذات کی طرف کرلیا جس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا، اور میں سیدھا مسلمان ہوں میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں، بیشک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور موت سب اللہ ہی کے لئے ہے، جو سارے جہانوں کا مالک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس کا حکم ہوا اور میں سب سے پہلے اس کے تابعداروں میں سے ہوں۔ پھر یہ دعا پڑھی: ((اَللّٰهُمَّ هَذَا مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ)) یعنی اے اللہ یہ قربانی تیری ہی طرف سے ہے (تو نے ہی مجھے عطا کی) اور صرف تیرے لئے ہے محمد اور اس کی امت کی طرف سے۔ پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہا اور ذبح کر دیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند تو ضعیف ہے لیکن اس کے شواہد صحیحہ موجود ہیں دیکھئے: مسلم (١٩٧٧) ابوداود (٢٧٩٥) ترمذی (١٥٢١) ابن ماجه (٣١٢١) ابویعلی (١٧٩٢) مجمع الزوائد (٦٠٤٧)۔

تشریح:...... قربانی کرنا سنت ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے خلوص وللّٰہیت سے کی جائے تو خون کا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے شرف قبولیت حاصل کر لیتا ہے، اس کے لئے صاحب نصاب ہونا ضروری نہیں، استطاعت ہو تو قربانی کرے نہیں ہے تو ادھار لے کر قربانی کرنا درست نہیں، قربانی بکرا، مینڈھا، گائے اور اور اونٹ کی ہوسکتی ہے، ایک بکرا یا ایک مینڈھا ایک فیملی کی طرف سے کافی ہے گائے اور اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں، مذکورہ بالا حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے مینڈھے کی قربانی ثابت ہے، گرچہ ایک مینڈھا کافی تھا لیکن آپ ﷺ نے ایک قربانی اپنی اور امت کی طرف سے کی اور ایک اہل وعیال کی طرف سے، قربانی کرتے وقت مینڈھے کو قبلہ رو لٹایا اس پر پیر رکھا اور مذکورہ بالا آیت ودعا پڑھی اور پھر دست ڈالا قربانی کا یہی طریقہ ہے اسی طرح قربانی کرنا سنت ہے اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا

فرمائے۔(آمین)۔

قربانی کے دیگر مسائل آگے آرہے ہیں۔

[2]..... بَاب مَا يُسْتَدَلُّ مِنْ حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ الْأُضْحِيَةَ لَيْسَ بِوَاجِبٍ
قربانی کرنا واجب نہیں ہے

1986۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ يَزِيدَ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يُقَلِّمْ أَظْفَارَهُ وَلَا يَحْلِقْ شَيْئًا مِنْ شَعْرِهِ فِي الْعَشْرِ الْأُوَلِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ .

(ترجمہ) ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کا ارادہ قربانی کرنے کا ہو وہ ذوالحجہ کے پہلے عشرے میں نہ اپنے ناخون کاٹے نہ بال منڈوائے۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۹۷۷) ابوداود (۲۷۹۱) ترمذی (۱۵۲۳) نسائی (۴۳۷۳) ابن ماجہ (۳۱۴۹، ۳۱۵۰) ابویعلی (۶۹۱۰) ابن حبان (۵۸۹۷) الحمیدی (۲۹۵)۔

1987۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا أَظْفَارِهِ شَيْئًا .

(ترجمہ) ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ذوالحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہوا، اور تم میں سے کسی کا ارادہ قربانی کرنے کا ہو تو وہ اپنے بال نہ کاٹے اور نہ ناخون کاٹے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے تخریج اوپر گزر چکی ہے۔

تشریح: ......ان احادیث صحیحہ کے الفاظ "من اراد أن يضحى" سے یہ مسألۃ نکلا کہ جو قربانی نہ کرنا چاہے اس پر کوئی پابندی اور گناہ نہیں غالباً امام دارمی رحمہ اللہ کا یہی مقصود باب اور احادیث الباب سے ہے۔

ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قربانی کرنی ہو تو صاحب قربانی ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد سے قربانی کرنے تک نہ بال کاٹے اور نہ ناخون کاٹے اور یہ حکم استحبابا ہے، بعض فقہائے کرام کے نزدیک قربانی کرنے والے پر بال وناخون کاٹنا حرام ہے۔ پہلا حکم زیادہ صحیح ہے اور مذکور بالا احادیث میں نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں، نیز یہ کہ حکم صاحب قربانی کے لئے ہے اہل وعیال پر یہ پابندی ضروری نہیں۔

[3]..... بَاب مَا لَا يَجُوزُ فِي الْأَضَاحِيِّ

قربانی کے لئے جو جانور جائز نہیں اس کا بیان

1988- أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوزَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا يُتَّقَى مِنَ الضَّحَايَا قَالَ الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَجْفَاءُ الَّتِي لَا تُنْقِي.

(ترجمہ) براء بن عازب (رضی اللہ عنہما) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ قربانی کے لئے کیسے جانور سے پرہیز کیا جائے؟ فرمایا: ایک تو کانا جانور جس کا کانا پن ظاہر ہو (دوسرے) لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو (تیسرے) ایسا بیمار جانور جس کی بیماری ظاہر وبائن ہو اور (چوتھے) ایسی دبلی پتلی قربانی جس کی ہڈیوں میں گودا ہی نہ ہو۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: الموطأ فی کتاب الضحایا (۱) ابوداود (۲۸۰۲) ترمذی (۱۴۹۷) نسائی (۴۳۸۱) ابن ماجه (۳۱۴۴) ابن حبان (۵۹۱۹) الموارد (۱۰۴۶)۔

1989- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوزَ قَالَ سَأَلْتُ الْبَرَاءَ عَمَّا نَهٰى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْأَضَاحِيِّ فَقَالَ أَرْبَعٌ لَا يُجْزِئْنَ الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْكَسِيرُ الَّتِي لَا تُنْقِي. قَالَ قُلْتُ لِلْبَرَاءِ فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ فِي السِّنِّ نَقْصٌ وَفِي الْأُذُنِ نَقْصٌ وَفِي الْقَرْنِ نَقْصٌ قَالَ فَمَا كَرِهْتَ فَدَعْهُ وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلٰى أَحَدٍ.

(ترجمہ) عبید بن فیروز نے کہا میں نے براء بن عازب (رضی اللہ عنہما) سے پوچھا، قربانی میں رسول اللہ ﷺ نے کن چیزوں سے روکا؟ جواب دیا کہ چار قسم کی قربانی کافی نہ ہوگی ایک تو ایسی کانی جس کا کانا پن ظاہر ہو، دوسرے ایسی لنگڑی جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، تیسرے ایسی بیمار جس کا مرض ظاہر ہو، چوتھے ایسی بوڑھی کہ ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو۔

عبید نے کہا: میں نے براء (رضی اللہ عنہما) سے عرض کیا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ دانت میں خامی کان میں نقص یا سینگ میں خرابی ہو؟ فرمایا جو پسند نہ ہو اسے چھوڑ دو اور کسی اور پر اسے حرام نہ کرو۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے، تخریج اوپر گزر چکی ہے۔

توضیح: ......یعنی تھوڑا سا نقص وخرابی ہو اور تمہارا دل مطمئن نہ ہو تو اسے چھوڑ دو لیکن دوسروں کے لئے اس کو حرام نہ گردانو۔ حدیث کا لفظ بھی "البین" کے ساتھ ہے یعنی جو نقص وخرابی بالکل ظاہر وبائن ہو۔

1990- أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ حُجَيَّةَ بْنَ عَدِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا وَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ الْبَقَرَةُ فَقَالَ عَنْ سَبْعَةٍ قُلْتُ الْقَرْنُ قَالَ لَا يَضُرُّكَ قَالَ قُلْتُ الْعَرَجُ قَالَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَنْسَكَ ثُمَّ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ.

(ترجمہ) حجیہ بن عدی نے کہا میں نے سنا ایک شخص نے علی (رضی اللہ عنہ) سے سوال کیا اے امیر المومنین گائے کتنے افراد کی طرف سے؟ فرمایا: سات افراد کی طرف سے، میں نے عرض کیا سینگ کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا کوئی برائی نہیں، عرض کیا اور لنگڑا پن؟ فرمایا قربان گاہ تک پہنچ جائے تو کوئی حرج نہیں، (یعنی جو چل سکتا ہو اس میں کوئی حرج نہیں) پھر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا تھا کہ آنکھ اور کان اچھی طرح دیکھ لیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن ہے لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (١٤٩٨) نسائی (٤٣٨٨) الطرف الاخیر فقط۔ ابویعلی (٣٣٣) ابن حبان (٥٩٢٠)۔

توضیح: ......اس حدیث کا آخری جملہ نسائی اور ترمذی میں مذکور ہے طرف اول مذکور نہیں، اس روایت کا مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک کان اور آنکھ کی خرابی ہی قربانی کے موانع میں سے ہے اور سینگ کا ٹوٹا ہونا یا لنگڑے پن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چیک کرنے کا حکم نہیں دیا (واللہ اعلم) لیکن سینگ اور لنگڑا پن بھی نقص ہے جو قربانی کے جانور میں نہیں ہونا چاہئے، جیسا کہ اگلی حدیث میں صراحتا مذکور ہے۔ ہاں قدرتی طور پر سینگ نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

1991- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحٰقَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ الصَّائِدِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ وَأَنْ لا نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ وَلَا خَرْقَاءَ وَلَا شَرْقَاءَ. فَالْمُقَابَلَةُ مَا قُطِعَ طَرَفُ أُذُنِهَا وَالْمُدَابَرَةُ مَا قُطِعَ مِنْ جَانِبِ الْأُذُنِ وَالْخَرْقَاءُ الْمَثْقُوْبَةُ وَالشَّرْقَاءُ الْمَشْقُوْقَةُ.

(ترجمہ) علی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم (قربانی) کے کان اور آنکھ کو خوب دیکھ لیں (یعنی ان میں کوئی نقص نہ ہو) اور مقابلہ، مدابرۃ، خرقاء اور شرقاء کی قربانی نہ کریں۔

مقابلہ وہ جانور جس کا کان کاٹ دیا گیا ہو، مدابرہ وہ ہے کہ کان کی جانب سے کچھ کٹا ہوا ہو، اور خرقاء وہ ہے جس کا کان چھدا ہوا ہو، اور شرقاء جس کا کان چرا ہوا ہو۔

(یہ سب کان کے نقص ہیں ان کے ہوتے ہوئے قربانی درست نہیں)۔

(تخریج) اس روایت کے تمام راوی ثقات ہیں۔ حوالہ دیکھئے: ابوداود (٢٨٠٤) ترمذی (١٤٩٨) نسائی (٤٣٨٤) ابن ماجہ (٣١٤٢)۔

تشریح: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ لنگڑی، کن کٹی اور ٹوٹے سینگ والی، مریل، بوڑھی قربانی درست نہیں، مذکورہ علل وخرابیاں قربانی کے جانور کو عیب دار بنا دیتی ہیں اس لئے قربانی ایسے جانور کی کرنی چاہئے جس میں مذکور بالا عیوب نہ ہوں۔ علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ گائے کی قربانی میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

[4]..... بَابُ مَا يُجْزِءُ مِنَ الضَّحَايَا

قربانی کے لئے کتنی عمر کا جانور کافی ہے

1992۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ بَعْجَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ضَحَايَا بَيْنَ أَصْحَابِهِ فَأَصَابَنِي جَذَعٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا صَارَتْ لِي جَذَعَةٌ فَقَالَ ضَحِّ بِهَا .

(ترجمہ) عقبہ بن عامر جہنی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں قربانی کے جانور تقسیم کئے تو میرے حصے میں ایک سال سے کم کا بکری کا بچہ آیا، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول میرے حصہ میں تو ایک سال سے کم کا بکری کا بچہ آیا؟ فرمایا اسی کی قربانی کردو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٥٤٧) مسلم (١٩٦٥) ترمذی (١٥٠٠) نسائی (٤٣٩٢) ابویعلی (١٧٥٨) ابن حبان (٥٨٩٨)۔

1993۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ أَعْطَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ غَنَمًا أَقْسِمُهَا عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَسَمْتُهَا وَبَقِيَ مِنْهَا عَتُودٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ ضَحِّ بِهِ . قَالَ أَبُو مُحَمَّد الْعَتُودُ الْجَذَعُ مِنَ الْمَعْزِ .

(ترجمہ) عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے صحابۂ کرام کے درمیان تقسیم کرنے کے لئے (قربانی کی) بکریاں عطا کیں چنانچہ میں نے انہیں تقسیم کردیا ان میں سے ایک سال سے کم کا ایک بچہ بچا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسی کی قربانی کردو۔

امام دارمی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''عتود'' بکری کے بچے کو کہتے ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے تخریج اوپر گزر چکی ہے۔ نیز دیکھئے: بخاری (٥٥٥٥، ٢٣٠٠) ابن ماجہ (٣١٣٨)۔

تشریح: ......قربانی کے لئے بکرا دانتا ہوا مسنہ ہونا چاہئے چھوٹے بچے کی قربانی جائز نہیں، پہلی حدیث میں جذع کا لفظ ہے اس کی تشریح عتود سے ہو جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ بکری کا بچہ ایک سال کا ہونا چاہئے۔ کیونکہ روایت صحیحہ میں ہے کہ یہ حکم صرف عقبہ رضی اللہ عنہ کے لئے تھا۔ جذع عربی میں ایسے جانور کو کہتے ہیں جو جوان وقوی ہو گیا ہو اس لئے پانچ سال کے اونٹ کو جذع کہا جاتا ہے گائے اور بکری کے، اس بچے کو جذع کہتے ہیں جو ایک سال پورا کر کے دوسرے سال میں لگ جائے، اور بھیڑ میں جذع وہ ہے جس کی عمر ایک سال ہو یا کچھ کم، اور گائے میں بعض نے کہا جذع وہ ہے جو تیسرے سال میں لگ جائے۔ بعض علماء نے بھیڑ کے چھ مہینے کے بچے کی قربانی کی اجازت دی ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ

بھیڑ بکری ہر ایک میں دانتا ہو جانور ہو یا ایک سال کا ہو گیا ہو کیونکہ حدیث ہے: ((لَا تَـذْبَحُوْا إِلَّا مُسِنَّةً .)) تم قربانی کرو دنتے ہوئے جانور کی۔

[5]..... بَاب الْبُدْنَةُ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ
اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات افراد کی شرکت کا بیان

1994- أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَحَرْنَا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ سَبْعِينَ بَدَنَةً الْبَدَنَةُ عَنْ سَبْعَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اشْتَرِكُوا فِي الْهَدْيِ .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ہم نے صلح حدیبیہ کے دن ستر اونٹ ذبح کئے ایک اونٹ سات افراد کی طرف سے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ہدی (قربانی) میں شراکت کرلو۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۳۱۸) ابوداود (۲۸۰۹) ترمذی (۹۰۴، ۱۵۰۲) ابن ماجہ (۳۱۳۲)۔

1995- أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ . قِيلَ لِأَبِي مُحَمَّدٍ تَقُولُ بِهِ قَالَ نَعَمْ .

(ترجمہ) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات افراد کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔ امام دارمی سے پوچھا گیا: کیا آپ یہ ہی کہتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔

(تخریج) اس روایت کی سند قوی ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۳۱۸) الموطا في الضحايا (۹) علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے دیکھئے حدیث رقم (۱۹۵۷)۔

تشریح:...... ان احادیث سے ثابت ہوا کہ گائے کی قربانی میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اونٹ کے لئے بھی یہی حکم بعض روایات میں ہے کہ اونٹ کی قربانی میں ۱۰ آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ دیکھئے: ترمذی (۱۵۰۱)، لیکن اولی اور احوط یہی ہے کہ سات آدمی ہی شریک ہوں۔

[6]..... بَاب فِي لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ
قربانی کے گوشت کا بیان

1996- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ أَوْ قَالَ لَا تَأْكُلُوا لُحُومَ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے گوشت (کو روکنے) سے منع کیا یا یہ فرمایا کہ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد نہ کھاؤ۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٥٧٤) مسلم (١٩٧٠) ترمذی (١٥٠٩) ابن حبان: (٥٩٢٣) ابویعلی (٩٩٧) ۔

1997۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ عَنْ خَالِدٍ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّحَّانُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ نُبَيْشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّا كُنَّا نَهَيْنَاكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ أَنْ تَأْكُلُوهَا فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ كَيْ تَسَعَكُمْ فَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِالسَّعَةِ فَكُلُوا وَادَّخِرُوا وَاتَّجِرُوا . قَالَ أَبُو مُحَمَّد اتَّجِرُوا اطْلُبُوا فِيهِ الْأَجْرَ .

(ترجمہ) نبیشہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہم نے تم کو تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا تاکہ تم کو کافی ہو اور اب وسعت آ گئی ہے تم کھاؤ، ذخیرہ کرو اور اجر و ثواب حاصل کرو۔ امام دارمی نے فرمایا: ''اتجروا'' کا مطلب ہے اجر حاصل کرو۔ یعنی صدقہ و خیرات کر کے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٢٨١٣) نسائی فی الصغری (٤٢٣٥) ابن ماجه (٣١٦٠) شرح معانی الآثار للطحاوی (١٨٦/٤) احمد (٧٥/٥) ۔

توضیح: ......پہلی حدیث میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے کی ممانعت ہے اس کا سبب اس حدیث میں بیان کیا گے ہے کہ ہم نے تم کو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے اور کھانے سے منع کیا تھا کیونکہ اس وقت لوگ محتاج تھے اور ہر ایک کے پاس قربانی کی وسعت نہ تھی تو حکم دیا گیا کہ تین دن میں کھالو اور صدقہ وخیرات کر دو، تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ رکھو لیکن اب وسعت آ گئی لوگ مالدار ہو گئے ہیں اس لئے کھاؤ بھی، صدقہ بھی کرو چاہو تو رکھو بھی، لہٰذا یہ حدیث پہلی حدیث کی ناسخ ہے اور اب قربانی کا گوشت فریج میں رکھنا اور بعد میں کھاتے رہنا بھی جائز ٹھہرا۔ مزید تفصیل اس نہی کی اگلی حدیث میں بھی آ رہی ہے۔

1998۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ نَهَى عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْقَابِلُ وَضَحَّى النَّاسُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ كَانَتْ هَذِهِ الْأَضَاحِيُّ لَتَرْفُقُ بِالنَّاسِ كَانُوا يَدَّخِرُونَ مِنْ لُحُومِهَا وَوَدَكِهَا قَالَ فَمَا يَمْنَعُهُمْ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَوَ لَمْ تَنْهَهُمْ عَامَ أَوَّلَ عَنْ أَنْ يَأْكُلُوا لُحُومَهَا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَقَالَ إِنَّمَا نَهَيْتُ عَنْ ذٰلِكَ لِلْحَاضِرَةِ الَّتِي حَضَرَتْهُمْ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ لِيَبُثُّوا لُحُومَهَا فِيهِمْ فَأَمَّا الْآنَ فَلْيَأْكُلُوا وَلْيَدَّخِرُوا .

(ترجمہ) ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرما دیا تھا، اگلے سال لوگوں نے قربانیاں کیں تو میں نے عرض کیا اس قربانی سے لوگوں کے لئے آسانی تھی لوگ ان کے گوشت اور چربی کا ذخیرہ کر لیتے اور (کافی دن تک) کھاتے رہتے تھے؟ فرمایا: تو اب انہیں ذخیرہ کرنے سے کس چیز نے روکا ہے؟

عرض کیا: اے اللہ کے نبی آپ ہی نے تو پچھلے سال ان کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع کر دیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس وقت ان حاضرین کی وجہ سے منع کیا تھا جو دیہات سے آ کر جمع ہو گئے تھے تا کہ ان کے درمیان قربانیوں کا گوشت تقسیم کروا دیا جائے لیکن اب لوگ کھائیں اور ذخیرہ اندوی بھی کر سکتے ہیں۔ (یعنی ممانعت کا حکم صرف اسی سال کے لئے تھا)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور مختلف سیاق سے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٤٢٣) مسلم (١٩٧١) ابوداود (٢٨١٢) نسائی (٤٤٤٣) ابن حبان (٥٩٢٧)۔

1999۔ أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزَّبِيدِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ بِمِنًى أَصْلِحْ لَنَا مِنْ هَذَا اللَّحْمِ فَأَصْلَحْتُ لَهُ مِنْهُ فَلَمْ يَزَلْ يَأْكُلُ مِنْهُ حَتَّى بَلَغْنَا الْمَدِينَةَ .

(ترجمہ) ثوبان (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام کہتے ہیں: ہم منی میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا: ہمارے لئے اس گوشت کو صاف کر کے رکھ لو، چنانچہ میں نے حکم کی تعمیل کی اور آپ ﷺ مدینہ واپسی تک وہی گوشت تناول فرماتے رہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٩٧٥) ابوداود (٢٨١٤) ابن حبان (٥٩٣٢)۔

توضیح:......رسول اللہ ﷺ کے قول اور فعل دونوں سے ثابت ہوا کہ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد بھی رکھا اور کھایا جا سکتا ہے، کیونکہ مکہ سے مدینہ منورہ کی مسافت تقریباً ایک ہفتہ کی تھی۔

2000۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ إِنْ كُنَّا لَنَتَزَوَّدُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .

قَالَ أَبُو مُحَمَّد يَعْنِي لُحُومَ الْأَضَاحِيِّ .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زاد سفر کے طور پر (گوشت کا توشہ) مکہ سے مدینہ تک کے لئے رکھ لیا کرتے تھے۔

امام دارمی رحمہ اللہ نے فرمایا: یعنی قربانی کے گوشت کو رکھ لیتے تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٩٨٠، ٥٥٦٧) مسلم (١٩٧٢) نسائی (١٩٨٠) ابن حبان (٥٩٣٠) الحمیدی (١٢٩٧)۔

تشریح:......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے گوشت کو خود بھی کھائیں اور غریبوں، محتاجوں، سوالیوں کو بھی کھلائیں قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنے چاہئے ایک حصہ اپنے لئے ایک حصہ دوست احباب کے لئے اور ایک حصہ

غرباء ومساکین کے لئے (مولانا راز رحمۃ اللہ علیہ)۔

[7]..... بَاب فِي الذَّبْحِ قَبْلَ الْإِمَامِ
امام سے پہلے قربانی کرنے کا بیان

2001۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَزُبَيْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ أَبَا بُرْدَةَ بْنَ نِيَارٍ ضَحَّى قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلَمَّا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ دَعَاهُ فَذَكَرَ لَهُ مَا فَعَلَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عِنْدِي عَنَاقٌ أَوْ جَذَعَةٌ مِنَ الْمَعْزِ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْنِ قَالَ فَضَحِّ بِهَا وَلَا تُجْزِءُ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ.

قَالَ أَبُو مُحَمَّد قُرِئَ عَلَى مُحَمَّدٍ عَنْ سُفْيَانَ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ أَجْزَأَهُ.

(ترجمہ) براء بن عازب (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ ابوبردہ بن نیار (رضی اللہ عنہ) نے (عیدالاضحیٰ) کی نماز سے پہلے قربانی کر دی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو انہیں بلایا اور انہوں نے اپنا ماجرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری یہ بکری گوشت کھانے کی ہوئی (یعنی قربانی نہیں ہوئی) ابوبردہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے پاس ایک بکری کا بچہ سال بھر کا ہے یا یہ کہا میرے پاس بکری کا جذعہ ہے جو میرے نزدیک دو بکریوں سے زیادہ عزیز ہے؟ فرمایا اسی ایک سال کے بچے کو ذبح کر دو (قربانی ہو جائے گی) لیکن تمہارے بعد کسی کی طرف سے ایک سال کے بچے کی قربانی نہ ہوگی۔

امام دارمی رحمہ اللہ نے فرمایا: محمد (بن یوسف) پر سفیان سے یہ بھی پڑھا گیا ''اور جو نماز کے بعد ذبح کرے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو اس کی قربانی ہو جائے گی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٩٨٣، ٥٥٥٦) مسلم (١٩٦١) ابوداود (٢٨٠٠) ترمذی (١٥٠٨) ابن حبان (٥٩٠٦)۔

2002۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ أَنَّ رَجُلًا ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ.

(ترجمہ) ابوبردہ بن نیار (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز کے بعد گھر واپسی سے پہلے قربانی (ذبح کر دی) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دوسری قربانی کرنے کا حکم دیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور ابوبردہ نے اس حدیث میں ایک شخص کے نماز سے پہلے قربانی کرنے کا ذکر کیا ہے اور اس کے فاعل غالبا وہ خود ہیں یہ ابوبردہ رضی اللہ عنہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما کے ماموں ہیں۔ حوالہ دیکھئے بخاری (٩٥١، ٩٥٥) مسلم (١٩٦١) الموطا فی الأضاحی (٤) ابن حبان (٥٩٠٥)۔

تشریح: ...... پہلی حدیث میں ہے کہ ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے پہلے قربانی کر دی اور یہ اس لئے کہ سب سے پہلے قربانی کرنے والوں میں ان کا نام لکھا جائے جیسا کہ بخاری کی روایت میں ہے۔ اور یہ چیز صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اعمال صالحہ میں سبقت اور شدید حرص پر دلالت کرتی ہے۔

امام دارمی رحمہ اللہ کا اس حدیث کو یہاں ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص نماز اور امام سے پہلے قربانی کر دے اس کی قربانی درست نہیں اس کو دوبارہ قربانی کرنی ہوگی جیسا کہ دوسری روایت میں ہے۔ یہاں امام سے مراد خلیفہ اور حاکم ہے اور مقصد امام کی اتباع ہے جو اسلامی امور میں ہر لحظہ مطلوب ہے۔ موجودہ دور میں بھی اس پر عمل کیا جائے تو بہت اچھا ہے۔

ایک اور مسئلہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ بکرے کی قربانی میں دانتا ہوا مسنہ ہونا چاہیے ایک سال کے بکری کے بچے کی قربانی کی اجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بردہ کی مجبوری کی وجہ سے دی تھی کیونکہ ان کے پاس اور قربانی کا جانور موجود نہ تھا اور پھر یہ بھی وضاحت فرما دی کہ تمہارے بعد تمہارے علاوہ کسی اور کو ایک سال کے بکری کے بچے کی قربانی کی اجازت نہیں ہے۔

ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں قربانی کرنے سے یہ ثابت ہوا کہ قربانی اپنے اپنے گھروں میں کرنی چاہیے، قربان گاہ یا عیدگاہ کے آس پاس بھی کی جا سکتی ہے۔ لیکن ہڈی و گوشت وغیرہ راستے میں نہیں پھینکنے چاہئیں، اس میں نعمت الٰہی کی بے حرمتی بھی ہے اور راستہ چلنے والوں کو ایذا و تکلیف میں مبتلا کرنا بھی ہے جس کی شرعاً ممانعت ہے۔ واللہ اعلم۔

[8]..... بَاب فِي الْفَرَعِ وَالْعَتِيرَةِ

فرع اور عتیرہ کا بیان

2003۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ.

(ترجمہ) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرع اور عتیرہ (اسلام میں) نہیں ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٤٧٤) مسلم (١٩٧٦) ترمذی (١٥١٢) نسائی (٤٢٣٣) ابن ماجہ (٣١٦٨) ابویعلی (٥٨٧٩) ابن حبان (٥٨٩٠) الحمیدی (١١٢٦)۔

توضیح: ...... بخاری شریف کی روایت میں اس کی وضاحت بھی ہے۔ فرع اونٹنی کے پہلے بچے کو کہتے ہیں، زمانہ جاہلیت میں اس کو لوگ اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے۔ اور عتیرہ وہ قربانی ہے جسے وہ رجب میں کرتے تھے۔

مولانا راز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عوام جہلاء مسلمانوں میں اب تک یہ رسم ماہ رجب میں کونڈے بھرنے کی رسم کے نام سے جاری ہے۔ رجب کے آخری عشرے میں بعض جگہ بڑے ہی اہتمام سے کونڈے بھرنے کا تہوار منایا جاتا ہے، بعض لوگ اسے کھڑے پیر کی نیاز بتلاتے ہیں اور اسے کھڑے ہی کھڑے کھاتے ہیں، یہ جملہ محدثات بدعت ضلالہ

ہیں (اور مذکورہ بالا حدیث میں اس کی ممانعت ہے) اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو ایسی خرافات سے بچنے کی ہدایت بخشے آمین۔

2004۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوانَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ وَكِيعِ بْنِ حُدُسٍ عَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ لَقِيطِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا نَذْبَحُ فِي رَجَبٍ فَمَا تَرَى قَالَ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ قَالَ وَكِيعٌ لَا أَدَعُهُ أَبَدًا .

(ترجمہ) ابورزین لقیط بن عامر عقیلی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم دور جاہلیت میں ماہ رجب میں قربانی کیا کرتے تھے اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: ذبح کرنے میں کوئی برائی نہیں (یعنی جب اللہ کے لئے ذبح کیا جائے تو کسی بھی مہینے میں قربانی ہو کوئی حرج نہیں کما فی النسائی وغیرہ)۔

امام وکیع نے کہا: میں اس کو کبھی ترک نہیں کرتا ہوں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے، دیکھئے: نسائی (٤٢٤٤) وابن ماجه (٣١٦٧) نحوه، وابن حبان (٥٨٩١) موارد الظمان (١٠٦٧)۔

تشریح: ......فرع اور عتیرہ کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ فرع اونٹنی کا پہلوٹا بچہ جو دیوی دیوتاؤں کے نام پر قربان کر دیا جاتا تھا جو اسلام میں حرام ہے، رہا عتیرہ یہ بھی بتوں کے لئے رجب میں قربان کیا جاتا ہے تو یہ بھی حرام ٹھہرا، ہاں اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے تو رجب شعبان رمضان اور دیگر ہر مہینے میں اللہ کے نام کی قربانی جائز ہے امام وکیع ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔

[9]..... بَاب السُّنَّةِ فِي الْعَقِيقَةِ

عقیقہ میں سنت طریقہ کا بیان

2005۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ مَيْسَرَةَ بْنِ أَبِي خُثَيْمٍ عَنْ أُمِّ كُرْزٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي الْعَقِيقَةِ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ .

(ترجمہ) ام کرز (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عقیقہ کے بارے میں فرمایا: لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ہیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کفایت کرتی ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سنت جید ہے، دیکھئے: ابوداود (٢٨٣٤) ترمذی (١٥١٦) نسائی (٤٢٢٧) ابن ماجه (٣١٦٢) ابن حبان (٥٣١٣) موارد الظمآن (١٠٦٠) مسند الحمیدی (٣٤٩)۔

تشریح: ......نومولود بچے بچی کی پیدائش کے ساتویں دن جو قربانی کی جاتی ہے اس کو عقیقہ کہتے ہیں، جو ساتویں دن سنت ہے۔ بعض علماء نے واجب اور بعض نے مستحب کہا ہے، پہلا قول اَصح ہے جیسا کہ حدیث مذکور میں وارد ہے،

لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنی سنت ہے، مجبوری میں لڑکے کی طرف سے ایک بکری بھی ذبح کی جا سکتی ہے، سنت طریقہ یہ ہے کہ اس مسئلہ میں ریا و نمود اور اسراف و تبذیر سے بچا جائے تاکہ رحمت کے بجائے یہ سنت زحمت نہ بنے امام شافعی رحمہ اللہ نے قربانی کی طرح عقیقہ میں بھی بے عیب جانور کی قید لگائی ہے۔ نیز یہ کہ عقیقے میں اونٹ گائے وغیرہ بھی ذبح کی جا سکتی ہے۔ (وحیدی)

2006۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ الدَّمَ وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى.

(ترجمہ) سلمان بن عامر ضبی (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لڑکے کے ساتھ عقیقہ لگا ہوا ہے سو تم اس کی طرف سے جانور ذبح کرو، اور اس کی گندگی دور کرو (یعنی بال منڈاؤ اور ختنہ کراؤ اور غسل دو)۔

(**تخريج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٤٧٢) ابوداود (٢٨٣٩) ترمذی (١٥١٥) نسائی (٤٢٢٥) ابن ماجه (٣١٦٤) الحمیدی (٨٤٢) نيل الأوطار (٢٢٣/٥-٢٢٧)۔

2007۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أُمِّ كُرْزٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مِثْلَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ.

(ترجمہ) ام کرز (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لڑکے کی طرف سے دو ایک جیسی بکریاں، اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے۔

تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

2008۔ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كُلُّ غُلَامٍ رَهِينَةٌ بِعَقِيقَتِهِ يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُحْلَقُ وَيُدَمَّى وَكَانَ قَتَادَةُ يَصِفُ الدَّمَ فَيَقُولُ إِذَا ذُبِحَتِ الْعَقِيقَةُ تُؤْخَذُ صُوفَةٌ فَيُسْتَقْبَلُ بِهَا أَوْدَاجُ الذَّبِيحَةِ ثُمَّ تُوضَعُ عَلَى يَافُوخِ الصَّبِيِّ حَتَّى إِذَا سَالَ شِبْهُ الْخَيْطِ غُسِلَ رَأْسُهُ ثُمَّ حُلِقَ بَعْدُ قَالَ عَفَّانُ حَدَّثَنَا أَبَانُ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ وَيُسَمَّى قَالَ عَبْد اللَّهِ وَلَا أُرَاهُ وَاجِبًا.

(ترجمہ) سمرہ (بن جندب رضی اللہ عنہ) نے روایت کیا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر لڑکا اپنے عقیقے میں گروی ہے، اس کی طرف سے ساتویں دن قربانی کی جائے، اس کے بال مونڈے جائیں اور خون (اس کے سر پر) لگایا جائے۔

راوی حدیث قتادہ (رحمہ اللہ) خون لگانے کا طریقہ اس طرح بتاتے تھے کہ جب جانور ذبح کیا جائے تو اس کے بالوں (اون) میں سے ایک ٹکڑا لیا جائے اور جانور کی رگوں پر رکھ دیا جائے، پھر وہ ٹکڑا نومولود بچے کی چندیا پر رکھ دیا جائے یہاں تک کہ دھاگوں کی طرح اس بچے کے سر سے خون بہنے لگے، پھر اس کا سر دھویا جائے، اس کے بعد بچے کے بال مونڈے جائیں۔

عفان نے کہا: ابان نے بھی ہم سے یہ حدیث بیان کی لیکن دمی کے بجائے یسمی کہا یعنی خون سے لتھیڑنے کے بجائے یہ کہا

کہ اس کا نام رکھا جائے۔ (مطلب یہ کہ راوی سے اس کلمے میں سہو یا وہم ہو گیا ہے)۔

امام دارمی نے فرمایا: خون سے سر کو لتھیڑنا میں واجب نہیں سمجھتا۔

(**تخریج**) اس حدیث میں حسن بصری رحمہ اللہ کے سمرہ رضی اللہ عنہ سے سماع میں کلام ہے لیکن حدیث کی اصل صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٤٧٢) ابوداود (٢٨٣٨) ترمذی (١٥٢٢) نسائی (٤٢٣١) ابن ماجه (٣١٦٥) طيالسی (١١١٧) طبرانی (٦٨٣١) مشكل الآثار (١/٤٥٣) الحاكم (٤/٢٣٧)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچہ جب تک اس کا عقیقہ نہ کیا گیا گروی رہتا ہے اور عقیقہ جانور کو بھی کہتے ہیں اور کھانے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے، عقیقہ پیدائش کے ساتویں دن کرنا سنت ہے۔ ساتویں دن نہ ہو سکے تو جب بھی موقع میسر آئے قضا کے طور پر کسی بھی دن کیا جاسکتا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے: ساتویں دن نہ ہو سکے تو چودہویں دن یا پھر اکیسویں دن اس کے بعد جس دن بھی چاہے کیا جاسکتا ہے۔ عقیقہ کا گوشت تقسیم کرنا، پکا کر کھانا، دوست واحباب، عزیز واقارب کو کھلانا مناسب ہے، ساتویں دن ہی بال کاٹنا اور ختنہ کرانا، نام رکھنا اور غسل دینا بھی سنت ہے، بالوں کے برابر سونا چاندی ان کے ہم وزن صدقہ وخیرات کرنا بھی ثابت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حسن وحسین رضی اللہ عنہم کے بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کرنے کے لئے کہا تھا، اس حدیث میں ذبیحہ کے خون کو بچے کے سر پر لتھیڑنے کا ذکر ہے جس کا علماء نے انکار کیا ہے۔ ابوداود ونسائی میں بسند صحیح بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم دور جاہلیت میں جب بچہ پیدا ہوتا تو بکری ذبح کر کے اس کا خون بچے کے سر سے لگاتے تھے جب اللہ تعالیٰ اسلام کو لایا تو ہم بکری ذبح کرتے تھے اور بچے کے سر پر زعفران لگاتے لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ دور جاہلیت کی رسم تھی، ہوسکتا ہے شروع میں ایسا کیا جاتا رہا ہو لیکن بعد میں اس کا حکم منسوخ ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

[10]..... بَاب فِي حُسْنِ الذَّبِيحَةِ
قربانی اچھی طرح سے ذبح کرنے کا بیان

2009۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ اثْنَتَيْنِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ ثُمَّ لِيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ.

(ترجمہ) شداد بن اوس (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو چیزیں حفظ کیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں احسان (یعنی رحم وانصاف) کو فرض کیا ہے سو تم (قصاص یا جہاد میں) جب قتل کرو تو جلدی فراغت کرو (ترسا ترسا کر نہ مارو) اور دوسرے جب کسی جانور کو ذبح کرو تو ٹھیک سے ذبح کرو اور تم میں سے ہر کوئی اپنی چھری کو تیز کر لے اور پھر اپنے ذبیحہ کو (جلد ذبح کر کے) راحت پہنچائے اذیت میں مبتلا نہ کرے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۹۵۵) ابوداود (۲۸۱۵) ترمذی (۱۴۰۹) نسائی (۴۴۱۷) ابن ماجه (۳۱۷۰) ابن حبان (۵۸۸۳)۔

تشریح: ...... ذبیحہ کو آرام پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ ذبح کرنے کے بعد ٹھنڈا ہونے دے اور بھونٹی بے دھار چھری سے ذبح کر کے اذیت میں مبتلا نہ کرے اور یہ اسلام کا نظام رحمت ہے کہ ہر کام میں خوش اسلوبی اور عدم اذیت کی تعلیم، حتی کہ جانوروں کے ذبح کرنے میں بھی اس عظیم قاعدے کو بروئے کار لایا جائے اور جانور کو تڑپا تڑپا کر نہ مارا جائے۔

[11]..... بَاب مَا يَجُوزُ بِهِ الذَّبْحُ
کس چیز سے ذبح کرنا جائز ہے؟

2010۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تَرْعَى لِآلِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ غَنَمًا بِسَلْعٍ فَخَافَتْ عَلَى شَاةٍ مِنْهَا أَنْ تَمُوتَ فَأَخَذَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا بِهِ وَإِنَّ ذٰلِكَ ذُكِرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَهُمْ بِأَكْلِهَا.

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ ایک عورت (لونڈی) سلع پہاڑی پر آل کعب بن مالک کی بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک دن ان بکریوں میں سے ایک کے مرجانے کا اسے خوف ہوا تو اس نے ایک پتھر لیا (جو دھار دار تھا) اور اس مرتی ہوئی بکری کو اس سے ذبح کر دیا جب رسول اللہ ﷺ سے عورت کے پتھر سے ذبح کرنے کا ذکر ہوا تو آپ نے انہیں اس کو کھانے کا حکم فرمایا: (یعنی وہ حلال اور اس کا گوشت بھی حلال تھا۔)

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۵۰۳، ۵۵۰۵) ابن حبان (۵۸۹۲) موارد الظمآن (۱۰۷۵) ابن ماجه (۳۱۸۲)۔

تشریح: ...... امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے عورت اور لونڈی کے ہاتھ سے ذبح کئے ہوئے جانور کے حلال ہونے پر استدلال کیا ہے نیز یہ کہ پتھر اگر دھار دار ہے تو اس سے ذبح کرنا جائز ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ایک روایت (۵۵۰۳) ہے: ((مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ ......الخ.)) جب لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس چھری نہیں ہوتی ہے کیسے ذبح کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جو (دھار دار) چیز خون بہادے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو تو اس سے ذبح کیا ہوا جانور کھا سکتے ہو لیکن وہ ناخن اور دانت سے ذبح نہ کیا گیا ہو، کیونکہ ناخن حبشیوں کی چھری ہے اور دانت کا شمار ہڈی میں ہے جس سے ذبح کرنا ممنوع ہے۔

[12]..... بَاب فِي ذَبِيحَةِ الْمُتَرَدِّي فِي الْبِئْرِ
جانور کنویں میں گر جائے تو کس طرح ذبح کیا جائے؟

2011۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَعَفَّانُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الْعُشَرَاءِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمَا تَكُوْنُ الذَّكَاةُ إِلَّا فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ فَقَالَ لَوْ طَعَنْتَ فِي فَخِذِهَا لَأَجْزَأَ عَنْكَ قَالَ حَمَّادٌ حَمَلْنَاهُ عَلَى الْمُتَرَدِّي.

(ترجمہ) ابوالعشراء (اسامہ بن مالک) نے اپنے والد سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ کیا حلق اور کوڑی ہی کے بیچ میں ذبح کرنا ضروری ہے؟ فرمایا: اگر تم اس کی ران چھید دو تو بھی تمہارے لئے کافی ہے۔ حماد بن سلمہ نے کہا: ہم اس کو کنویں میں گرے ہوئے جانور پر محمول کرتے ہیں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند ضعیف ہے کیونکہ ابوالعشراء مجہول ان کے والد غیر معروف جن سے حماد بن سلمہ کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا۔ حوالہ دیکھئے: ابوداود (۲۸۲۵) ترمذی (۱۴۸۱) نسائی (۴۴۲۰) ابن ماجه (۳۱۸۴) فتح الباری (۹/ ۶۴۱)۔

تشریح: ......اس حدیث کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تو ران میں کونچ دینا یا چھید دینے کا مطلب یہ ہوگا کہ جب ذبح کرنے پر قدرت نہ ہو جیسے جنگلی جانور بھاگ رہا ہو یا پالتو جانور بھڑک جائے اور ذبح کرنے کی مہلت نہ ملے تو اس کو کہیں بھی مار کر زخمی کر سکتے ہیں اور پھر ذبح کردیں (واللہ اعلم)۔

[13]..... بَاب النَّهْيِ عَنْ مُثْلَةِ الْحَيَوَانِ
حیوان کے مثلہ کرنے کی ممانعت کا بیان

2012۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي الْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ خَرَجْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَإِذَا غِلْمَةٌ يَرْمُونَ دَجَاجَةً فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ فَعَلَ هَذَا فَتَفَرَّقُوا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ مَنْ يُمَثِّلُ بِالْحَيَوَانِ.

(ترجمہ) سعید بن جبیر (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں میں ابن عمر (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ مدینے کے راستوں میں سے ایک راستے سے گذر رہا تھا اچانک کچھ لڑکوں کو دیکھا کہ وہ (ایک مرغی کو باندھ کر اس کا) نشانہ لگا رہے ہیں، ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: کس نے ایسا کیا ہے؟ وہ سب ادھر ادھر بھاگ گئے۔ ابن عمر نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حیوان کا مثلہ کرنے والے پر لعنت کی ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۵۱۵) مسلم (۱۹۵۸) نسائی (۴۴۵۳) ابویعلی (۵۶۵۲) ابن حبان (۵۶۱۷)۔

توضیح: ......یعنی کسی بھی حیوان کو باندھ دیا جائے پھر اس کا تیر یا گولی سے نشانہ لگایا جائے اور یہ ترسا ترسا کر مارنا ایک ایک جزء اور گوشت کا کاٹنا یا مثلہ کرنا ہے جس کی اسلام نے سخت مذمت کی اور ایسا کرنے والے پر رسول اکرم ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔

2013۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ صَبْرِ الدَّابَّةِ قَالَ أَبُو أَيُّوبَ لَوْ كَانَتْ دَجَاجَةً مَا صَبَرْتُهَا .

(ترجمہ)ابوایوب انصاری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زندہ جانور کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا: ابوایوب (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اگر وہ جانور مرغی ہی کیوں نہ ہو میں اسے باندھ کر نہیں ماروں گا۔

(تخریج) اس روایت کی سند قوی اور حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود(٢٦٨٧) ابویعلی (٢٤٩٧، ٦٧٩٠) ابن حبان (٥٦٠٩) الموارد (١٠٧٢)۔

توضیح: ......سبحان اللہ! قربان جائیں اسلام کے نظام عدل ورحمت پر کہ ایک معمولی جانور کو بھی ایذاء دے کر مارنے کی ممانعت کر دی گئی اور اس کے خلاف عمل کرنے والے اسلام میں ملعون ہیں۔ یعنی رحمت باری تعالی سے دور بھگا دیئے جاتے ہیں ان پر اللہ تعالی کا قہر نازل ہوتا ہے۔

2014۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ نَهَى عَنِ الْمُجَثَّمَةِ . قَالَ أَبُو مُحَمَّد الْمُجَثَّمَةُ الْمَصْبُورَةُ .

(ترجمہ)ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجثمہ سے منع فرمایا ہے۔

امام دارمی نے کہا: مجثمہ مصبورہ کو کہتے ہیں یعنی بندھے ہوئے جانور کو تیر یا گولی یا پتھر سے مارنا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٥١٥) مسلم (١٩٥٧) ابوداود (٣٧١٩) ترمذی (١٨٢٥) نسائی (٤٤٦٠) ابویعلی (٢٤٩٧) ابن حبان (٥٦٠٨)۔

تشریح: ......ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی بھی جانور کو عبث مارنا اس کی جان سے کھیلنا ترسا ترسا کر مارنا بہت ہی قبیح فعل ہے۔ اور اسلام میں اس کی سخت ممانعت ہے، پھر ایسا جانور جس کو باندھ کر مارا گیا ہو، گناہ بھی ہے اور حلال بھی نہیں۔ یہ اسلام کا پاکیزہ نظام رحمت ہے جس میں جانوروں پر بھی رحمت کی تعلیم ہے۔ ع

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر

خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

[14]..... بَاب اللَّحْمِ يُوجَدُ فَلَا يُدْرَى أَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا

ایسا گوشت ملے جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ بسم اللہ کر کے ذبح کیا گیا ہے یا نہیں؟

2015۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ هُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ قَوْمًا قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِي أَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا

فَقَالَ سَمُّوْا أَنْتُمْ وَكُلُوْا وَكَانُوْا حَدِيثَ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ .

(ترجمہ)ام المؤمنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ ہمارے پاس کچھ لوگ گوشت لے کر آتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ اس پر (ذبح کرتے وقت) اللہ کا نام لیا تھا یا نہیں فرمایا: تم اللہ کا نام لو (بسم اللہ) کہو اور کھالو، اور یہ زمانہ جاہلیت سے قریب کا واقعہ تھا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٠٥٧، ٥٥٠٧) ابوداود (٢٨٢٩) نسائی (٤٤٤٨) ابن ماجه (٣١٧٤) ابویعلی (٤٤٤٧)۔

تشریح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں سے گوشت لے لینا درست ہے گرچہ یہ نہ معلوم ہو کہ ذبح کے وقت اس نے اللہ کا نام لیا تھا یا نہیں کیونکہ مسلمان کا ظاہر حال امید دلاتا ہے کہ اس نے اللہ کا نام ضرور لیا ہوگا البتہ مشرک سے گوشت لینا درست نہیں جب تک کہ آنکھ سے دیکھ نہ لیوے کہ اس کو مسلمان نے ذبح کیا ہے (وحیدی)۔

اہل کتاب کا ذبیحہ درست ہے بشرطیکہ جھٹکے کا نہ ہو آج کل کے اہل کتاب کھلے ہوئے مشرک ہیں لہٰذا احتیاط اچھی ہے۔ واللہ اعلم۔

[15]..... بَاب فِي الْبَهِيمَةِ إِذَا نَدَّتْ

جب چوپایہ بھاگ کھڑا ہو تو کیا کیا جائے؟

2016۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ بَعِيرًا نَدَّ وَلَيْسَ فِي الْقَوْمِ إِلَّا خَيْلٌ يَسِيرَةٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ لِهَذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهِ هَكَذَا ۔

(ترجمہ)رافع بن خدیج (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ایک اونٹ بھڑک کر بھاگ گیا اور اس وقت لوگوں کے پاس چند گھوڑے تھے، چنانچہ ایک صحابی نے اس اونٹ پر تیر چلا کر اسے (بھاگنے سے) روک دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان چوپایوں (جانوروں) میں بھی جنگلی جانوروں کی طرح سرکشی ہوتی ہے لہٰذا ان جانوروں میں سے کوئی تمہیں عاجز کردے تو تم اس کے ساتھ ایسا ہی کرو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٤٨٨) مسلم (١٩٦٨) ابوداود (٢٩٢١) ترمذی (١٤٩٢) نسائی (٤٣٠٨) ابن ماجه (٣١٨٣) ابن حبان (٥٨٨٦) الحمیدی (٤١٤)۔

تشریح: ......یعنی کوئی چوپایہ بھڑک کر بھاگے تو اس کو تیر برچھی گولی وغیرہ سے بسم اللہ کہہ کر ماردو وہ حلال ہوگا۔ یہ ذکاۃ اضطراری ہے، اس کا حکم مثل ذبح کے ہے جب کہ ذبح کرنے پر قدرت نہ ہو تو ایسا کیا جاسکتا ہے۔ (وحیدی۔ بتصرف)

[16]..... بَاب مَنْ قَتَلَ شَيْئًا مِنْ الدَّوَابِّ عَبَثًا

بے فائدہ جانوروں کو مارنے کا بیان

2017۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو هُوَ ابْنُ دِينَارٍ عَنْ صُهَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ قَتَلَ عُصْفُورًا بِغَيْرِ حَقِّهِ سَأَلَهُ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قِيلَ وَمَا حَقُّهُ قَالَ أَنْ تَذْبَحَهُ فَتَأْكُلَهُ .

(ترجمہ)ابن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوشخص ایک چڑیا کو ناحق مارے تو قیامت کے دن اللہ تعالی اس سے اس بارے میں پرسش کرے گا،عرض کیا گیا اس کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: حق یہ ہے کہ تم اس کو ذبح کرو پھر اس کو کھاؤ۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے۔ دیکھئے: نسائی (٤٣٥٤) ومسند الحمیدی (٥٩٨)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے مقصد چھوٹے سے جانور کو بھی مارنا قیامت کے دن رسوائی کا سبب ہے اس سے پوچھا جائے گا کہ تم نے اس جانور کو ناحق کیوں مارا تھا۔ایک اور نسائی کی روایت میں ہے کہ جوشخص ایک چڑیا کو بے فائدہ مار ڈالے وہ قیامت کے دن چلائے گی کہ اے پروردگار! فلاں شخص نے مجھ کو بے فائدہ قتل کر ڈالا۔اس سے معلوم ہوا کہ اس طرح کا کھیل عبث ومکروہ ہے ہاں اگر ذبح کرنے اور کھانے کے لئے چڑیا مارے یا شکار کرے تو یہ بلا تردد جائز ہے۔واللہ اعلم۔

[17]..... بَاب فِي ذَكَاةُ الْجَنِينِ ذَكَاةُ أُمِّهِ

پیٹ کے بچے کی ذکاۃ اس کی ماں کی ذکاۃ ہے

2018۔ أَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ذَكَاةُ الْجَنِينِ ذَكَاةُ أُمِّهِ . قِيلَ لِأَبِي مُحَمَّدٍ يُؤْكَلُ قَالَ نَعَمْ .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پیٹ کے بچے کا ذبح کرنا وہی ہے جو اس کی ماں کا ذبح کرنا ہے،امام دارمی سے پوچھا گیا: کیا وہ بھی کھایا جاسکتا ہے،فرمایا: ہاں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٢٨٢٨) ابویعلی (١٨٠٨) مجمع الزوائد (٦١٢٤) وله شاهد عند أبي يعلى (٩٩٢) ابن حبان (٥٨٨٩) موارد الظمآن (١٠٧٧)۔

توضیح: ......اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو بکری ذبح کی جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ نکل آئے تو اس بچے کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں اس کو ویسے ہی بنا ذبح کئے ہوئے کھایا جاسکتا ہے۔اکثر علماء کا یہ ہی مذہب ہے۔امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں: زندہ نکلے تو ذبح کر کے کھائے اور مردہ ہو تو نہ کھائے۔

[18]..... بَاب مَا لَا يُؤْكَلُ مِنُ السِّبَاعِ
درندے کھانے جائز نہیں ہیں

2019۔ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِیْ إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السَّبُعِ .

(ترجمہ) ابوثعلبہ خشنی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہردانت (کیلے) والے درندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند قوی اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۵۳۰) مسلم (۱۹۳۲) ابوداود (۳۸۰۲) ترمذی (۱۴۷۷) نسائی (۴۳۳۶) ابن ماجہ (۳۲۳۲) ابن حبان (۵۲۷۹) مسند الحمیدی (۸۹۹) طبرانی (۲۲/۲۰۸) بیھقی معرفة السنن والآثار (۱۹۱۹۸)۔

تشریح: ......ذی ناب سے مراد ایسے دانت ہیں جن سے درندہ جانور یا پرندہ اپنے شکار کو زخمی کر کے پھاڑ دیتا ہے۔ (راز)۔

اکثر اہل حدیث اور ائمہ کا یہی قول ہے کہ ہر دانت (کیلے) والا درندہ جو دانت سے شکار پکڑتا ہے اور حملہ کرتا ہے حرام ہے جیسے: بھیڑیا، شیر، کتا، چیتا، اور ریچھ بلی وغیرہ اور شافعی نے کہا: کفتار (لگڑبگڑ) اور لومڑی حلال ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا: درندوں کی طرح یہ بھی حرام ہیں اسی طرح گیدر اور بور بچہ وغیرہ (بھی حرام ہے) (وحیدی)۔

2020۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُوَيْسٍ ابْنُ عَمِّ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِیْ إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْخَطْفَةِ وَالْمُجَثَّمَةِ وَالنُّهْبَةِ وَعَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِی نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ .

(ترجمہ) ابوثعلبہ خشنی (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے (شکار) اُچکن والے جانور اور جانور کو باندھ کر مارنے سے اور لوٹ مار سے اور دانت والے درندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: طبرانی (۲۲/۲۰۹) بیھقی (۹/۳۳۴) ابواویس کا نام اس سند میں عبداللہ بن عبداللہ بن اویس ہے۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چوری ڈکیتی لوٹ مار کا مال کھانا حرام ہے اور یہ تمام افعال بہت مذموم ہیں اور اسلام میں اس کی بڑی سخت سزا ہے۔ چور کے ہاتھ پیر کاٹ دیئے جائیں، ڈاکوؤں اور رہزنوں کے لئے اور بھی سنگین سزائیں مقرر کی گئی ہیں تا کہ نوع انسانی امن و امان کی زندگی بسر کر سکے۔ انہیں قوانین کی برکت سے سعودیہ میں امن و امان قائم ہے جو ساری دنیا کے لئے مثالی حیثیت رکھتا ہے۔ مجثمہ کا ذکر گذر چکا ہے اور وہ بھی کھانا حرام ہے اسی طرح درندوں کا گوشت بھی حرام ہے۔

2021۔ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَكُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر دانت والے درندے اور ہر پنجے (سے شکار کرنے) والے درندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا (یعنی جو پنجے سے شکار کرے جیسے باز، شکرہ، بحری گدھ وغیرہ اور اس میں چیل وگدھ بھی شامل ہیں)۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٩٣٤) ابوداود (٣٨٠٣) نسائی (٤٣٥٩) ابویعلی (٢٤١٤) ابن حبان (٥٢٨٠)۔

تشریح: ...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جو پرندے پنجے سے شکار کرتے ہیں یا وہ درندے جو دانتوں سے گوشت پھاڑ ڈالتے ہیں ان کا کھانا حرام ہے۔

[19]..... بَابُ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ

درندوں کی کھال اوڑھنے (استعمال کرنے) کی ممانعت کا بیان

2022۔ أَخْبَرَنَا يَعْمَرُ بْنُ بِشْرٍ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ جُلُودِ السِّبَاعِ أَنْ تُفْتَرَشَ .

(ترجمہ) ابوملیح نے اپنے والد سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھالوں کو بچھانے سے منع فرمایا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٤١٣٢) ترمذی (١٧٧١) نسائی (٤٢٦٤) احمد (٧٤/٥) وغيرهم مرسلا ومرفوعا ۔

توضیح: ...... جب درندوں کی کھال کو بچھانا ممنوع ہوا تو پہننا بدرجہ اولی ممنوع ہوگا۔ نسائی شریف میں پہننے اور بچھانے دونوں کی ممانعت ہے۔

2023۔ أَخْبَرَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ .

(ترجمہ) ابوملیح نے اپنے والد سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت کیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٤١٣٢) وغيره من المراجع المذكورة آنفا۔

تشریح: ...... ان روایات سے درندوں کی کھال بچھانے اور پہننے کی ممانعت ثابت ہوئی کیونکہ دنیا داروں میں ان کا بچھانا اور پہننا باعث نخوت وتکبر ہوتا ہے (وحیدی)۔

ابوداود کی ایک روایت (۴۱۲۸) میں ہے جن لوگوں کے پاس چیتے کی کھال ہو ان سے فرشتے جدا ہو جاتے ہیں۔ اس

لئے شیر چیتے کی کھالوں پر بیٹھنا جائز نہیں۔

[20]..... بَاب الِاسْتِمْتَاعِ بِجُلُودِ الْمَيْتَةِ
مرے ہوئے جانور کی کھال کے استعمال کا بیان

2024۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَعْلَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْأَسْقِيَةِ فَقَالَ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لَكَ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ .

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن وعلۃ نے کہا میں نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے چمڑے کی مشک (جس میں پانی بھرا جاتا ہے) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ تمہیں کیا جواب دوں سوائے اس کے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو بھی کھال دباغت دی جائے وہ پاک ہوگئی۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم: (٣٦٦) ابوداود (٤١٢٣) ترمذی (١٧٢٧) نسائی (٤٢٥٢) ابن ماجه (٣٦٠٩)۔

توضیح:...... ماکول اللحم جانور کی کھال نمک، درخت کے پتوں وغیرہ سے صاف کی جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے اوراس سے انتفاع جائز ہے خواہ وہ جانور مردہ ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ آگے حدیث میں آ رہا ہے۔ اس حدیث میں ''ایما اہاب'' عام ہے یعنی جو چمڑا بھی دباغت دیا جائے وہ پاک ہو جاتا ہے، اس عموم سے علماء نے استدلال کیا کہ کسی بھی جانور کا چمڑا ہو۔ امام ابوحنیفہ نے سور اور امام شافعی نے کتے اور سور کے چمڑے کے بارے میں کہا وہ کسی صورت میں جائز و پاک نہیں ہوگا۔ اسی طرح آدمی کا چمڑا بھی دباغت سے پاک اور قابل استعمال نہ ہوگا۔ سور اور کتا ناپاک ونجس ہونے کے سبب اور آدمی کی کھال آدمی کے معظم ومکرم ہونے کے سبب قابل انتفاع نہیں۔ واللہ اعلم۔

2025۔ حَدَّثَنَا يَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَقَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَعْلَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ جُلُودِ الْمَيْتَةِ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دِبَاغُهَا طُهُورُهَا . قِيلَ لِأَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ تَقُولُ بِهَذَا قَالَ نَعَمْ إِذَا كَانَ يُؤْكَلُ لَحْمُهُ .

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن وعلہ نے کہا: میں نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مردہ جانور کی کھال کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: دباغت سے وہ پاک ہو جاتی ہیں۔

امام دارمی سے پوچھا گیا: کیا آپ بھی یہی کہتے ہیں؟ فرمایا: ہاں، اس جانور کی کھال استعمال کی جاسکتی ہے جو ماکول اللحم ہو۔ معلوم ہوا کہ امام دارمی بھی امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کی تائید کرتے ہیں۔

(تخریج) اس حدیث کی تخریج اوپر گزر چکی ہے۔

2026- أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُسْتَمْتَعَ بِجُلُودِ الْمَيْتَةِ .

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مردہ جانور کی کھال سے انتفاع کا حکم دیا۔

(**تخریج**) اس روایت میں ابن اسحاق کا عنعنہ ہے لیکن اس کے رواۃ ثقات اور حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ابن حبان (١٢٩٠) موارد الظمآن (١٢٣) ابوداود (٤١٢٤) نسائی (٤٢٦٣) ابن ماجه (٣٦١٢)۔

2027- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاتَتْ شَاةٌ لِمَيْمُونَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَوِ اسْتَمْتَعْتُمْ بِإِهَابِهَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا (ان کی خالہ) میمونہ (رضی اللہ عنہا) کی بکری مرگئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کاش تم اس کی کھال سے فائدہ اٹھاتے! لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ تو مردہ تھی؟ فرمایا: مردار کا فقط کھانا حرام ہے۔

توضیح:......یعنی مردار کا گوشت کھانا حرام ہے لیکن دباغت کے بعد چمڑا وجلد سے انتفاع جائز ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٤٩٢) مسلم (٣٦٣) ابوداود (٤١٢٠) ترمذی (١٧٢٧) نسائی (٤٢٤٦) ابویعلی (٢٤١٩) ابن حبان (١٢٨٤) مسند الحمیدی (٤٩٨)

2028- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هَذَا الْحَدِيثِ قِيلَ لِأَبِي مُحَمَّدٍ مَا تَقُولُ فِي الثَّعَالِبِ إِذَا دُبِغَتْ قَالَ أَكْرَهُهَا .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے نبی کریم ﷺ سے اسی حدیث کے ہم معنی روایت کیا ہے۔

امام دارمی سے پوچھا گیا: لومڑیوں کی کھال کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جبکہ اس کو دباغت دے دی گئی ہو؟ فرمایا: میں اس کو مکروہ سمجھتا ہوں (کیونکہ لومڑی غیر ماکول اللحم ہے اس کا کھانا جائز نہیں)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔ تخریج اوپر مذکور ہے۔

تشریح:......ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ مردہ جانور کی کھال ان کے مرنے کے بعد بھی نکال کر دباغت کے بعد کام میں لائی جاسکتی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ وہ ماکول اللحم جانور کی ہو۔ (واللہ اعلم)

[21]..... بَاب فِي لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ

پالتو گدھے کے گوشت کا بیان

2029- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللهِ ابْنَيْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ

الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

(ترجمہ) علی (رضی اللہ عنہ) نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں کے متعہ سے اور پالتو گدھوں کے گوشت (کھانے) سے منع فرمایا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۴۲۱۶-۵۵۲۳) مسلم (۱۴۰۷) ترمذی(۱۱۲۱) سائی (۳۳۶۵) ابن ماجه (۱۹۶۱) ابویعلی (۵۷۶) ابن حبان (۴۱۴۰)۔

2030- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَامَ رَجُلٌ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُكِلَتِ الْحُمُرُ أَوْ أُفْنِيَتْ الْحُمُرُ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُفْنِيَتِ الْحُمُرُ أَوْ أُكِلَتْ الْحُمُرُ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا فَنَادَى إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ فَإِنَّهَا رِجْسٌ.

(ترجمہ) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ خیبر کے دن ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ گدھے کھا لئے گئے یا یہ کہا گدھے (کھا کر) ختم کر دیئے گئے، پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول گدھے ختم کر دیئے گئے یا کھا لئے گئے، چنانچہ رسول اللہ نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ اعلان کر دیں: بیشک اللہ اور اس کا رسول دونوں تم کو پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں کیونکہ وہ ناپاک ہیں۔

(تخریج) یہ روایت صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۹۹۱، ۴۱۹۹) مسلم (۱۹۴۰) نسائی (۶۹) ابن ماجه (۳۱۹۶) ابویعلی (۲۸۲۸) ابن حبان (۵۲۷۴) الحمیدی (۱۲۳۴)۔

تشریح: ......ان احادیث سے متعہ اور گدھے کے گوشت کی حرمت ثابت ہوئی۔ نکاح متعہ یہ ہے کہ آدمی ایک وقت مقررہ تک کے لئے نکاح کر لے جیسے ہفتہ دس دن ایک ماہ یا سال کے لئے یہ شروع اسلام میں حلال تھا پھر قیامت تک کے لیے حرام قرار دیا گیا۔ آگے مزید تفصیل آ رہی ہے۔ اسی طرح گدھے کا گوشت حلال تھا پھر قیامت تک کے لئے اس کا کھانا حرام کر دیا گیا۔ ان دونوں چیزوں میں جو لوگ حلت کے قائل ہیں ان کا استدلال صحیح نہیں اور حرمت کی دلیل واضح صریح اور قوی ہے۔ واللہ اعلم

[22]..... بَاب فِي أَكْلِ لُحُومِ الْخَيْلِ
گھوڑے کا گوشت کھانے کا بیان

2031- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ أَكَلْنَا لَحْمَ فَرَسٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ.

(ترجمہ) اسماء بنت ابی بکر (رضی اللہ عنہما) نے کہا کہ ہم نے مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں گھوڑے کا گوشت کھایا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۵۱۹، ۵۵۱۰) مسلم (۱۹۴۲) نسائی (۴۴۳۲) ابن ماجه (۳۱۹۰) ابن حبان (۵۲۷۱) الحمیدی (۳۲۴)۔

2032۔ أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَأَذِنَ فِي لُحُومِ الْخَيْلِ.

(ترجمہ) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا، اور گھوڑے کے گوشت (کو کھانے) کی اجازت دی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٤٢١٩) مسلم (١٩٤١) ابوداود (٣٧٨٨) ترمذی (١٧٩٣) نسائی (٤٣٣٨) ابویعلی (١٧٨٧) ابن حبان (٥٢٦٨) الحمیدی (١٢٩١)۔

تشریح: ......گھوڑے کا گوشت بلا کراہت جائز وحلال ہے مگر کیونکہ جہاد وسواری کے لئے اس کی ضرورت پڑتی تھی اس لئے اس کو کھانے کا عام معمول نہیں تھا، بعض فقہاء نے اس کو حرام اور بعض نے مکروہ کہا ہے لیکن راجح یہی ہے کہ گھوڑے کا گوشت حلال ہے جیسا کہ مذکورہ احادیث سے واضح ہے۔ واللہ اعلم

[23]..... بَاب النَّهْيِ عَنِ النُّهْبَةِ

لوٹ مار رہزنی کی ممانعت کا بیان

2033۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ حِينَ يَنْتَهِبُهَا مُؤْمِنٌ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص مومن رہتے ہوئے کسی ایسی بڑی چیز کی لوٹ مار نہیں کرسکتا جس کی طرف لوگوں کی نظریں اٹھی ہوئی ہوں اور وہ لوٹ مار کر رہا ہو تو وہ ایسی حالت میں مومن نہیں رہتا۔

توضیح: ......یعنی ایسا جرم کرتے وقت وہ مومن نہیں رہتا ایمان اس سے جدا ہو جاتا ہے اگر ایمان رہتا تو ایسا کام کیوں کرتا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٤٧٥) مسلم (٥٧) نسائی (٥٦٧٦) ابن ماجہ (٣٩٣٦) ابویعلی (٢٦٩٩) ابن حبان (١٨٦) الحمیدی (١١٦٣)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غارت گری کرنے والا، چوری کرنے والا اور لوٹ مار کرنے والا اگر یہ لوگ مدعیان اسلام ہیں تو سراسر اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ اگر اس سے چوری زنا کاری یا اور کوئی برا کام سرزد ہو جائے تو وہ حد درجہ پشیمان ہو کر ہمیشہ کے لئے تائب ہو جاتا ہے اور استغفار میں منہمک رہتا ہے۔ (راز)۔

2034۔ حَدَّثَنَا إِسْحَق بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي لَبِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النُّهْبَةِ .

قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ هَذَا فِي الْغَزْوِ إِذَا غَنِمُوا قَبْلَ أَنْ يُقْسَمَ .

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن سمرہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے لوٹ مار سے منع فرمایا۔

امام دارمی رحمہ اللہ نے کہا: اس سے مراد غزوات میں تقسیم سے پہلے کی مال غنیمت کی لوٹ مار ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جید ہے اور حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٣٤٧٤) ابن حبان (٣٢٦٧، ٥١٧٠) موارد الظمآن (١٢٧٠، ١٦٨٠) احمد (٦٢/٥) ابن ابی شیبہ (٢٣٦٩) طحاوی مشکل الآثار (١٣٠/١)

ابولبید کا نام لمازہ بن زبار ہے۔

تشریح: ......لوٹ مار کسی وقت بھی جائز نہیں خواہ وہ مال غنیمت کی ہو یا کسی اور کے مال کی، ارشاد ربانی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ (النساء: ٢٩/٥) (اے مومنو! تم ایک دوسرے کے مال کو باطل طریقے سے نہ کھاؤ) اس حدیث میں لوٹ مار اور رہزنی سے منع کیا گیا ہے اور یہ حرام ہے۔

[24]..... بَاب فِي أَكْلِ الْمَيْتَةِ لِلْمُضْطَرِّ

مجبوری میں مردہ جانور کے کھانے کا بیان

2035۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا بِأَرْضٍ تَكُونُ بِهَا الْمَخْمَصَةُ فَمَا يَحِلُّ لَنَا مِنَ الْمَيْتَةِ قَالَ إِذَا لَمْ تَصْطَبِحُوا وَلَمْ تَغْتَبِقُوا وَلَمْ تَحْتَفِئُوا بَقْلًا فَشَأْنُكُمْ بِهَا قَالَ النَّاسُ يَقُولُونَ بِالْحَاءِ وَهَذَا قَالَ بِالْخَاءِ .

(ترجمہ) ابو واقد نے کہا ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم ایسی سرزمین پر جاتے ہیں جہاں قحط سالی (بھک مری) ہے ایسی صورت میں ہمارے لئے مردہ جانور میں سے کیا چیز حلال ہے؟ فرمایا: جب تم کو دو پہر کا کھانا ملے نہ شام کا اور تم کو سبزی بھی میسر نہ آئے تو مردہ جانور کھا سکتے ہو۔

راوی نے کہا لوگوں نے حاء سے تحتفوا روایت کیا ہے لیکن اس روایت میں خاء سے تخفوا مروی ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں انقطاع ہے۔ دیکھئے: احمد (٢١٨/٥) طبرانی (٣٣١٥، ٣٣١٦) البیہقی (٣٥٦/٩)، لیکن اس کے شواہد اور بھی ہیں جن سے اس حدیث کی سند قوی ہو جاتی ہے۔ دیکھئے: مجمع الزوائد (٦٩١٨)

تشریح: ...... جب آدمی بھوک سے پریشان ہو جائے اور جان جانے کا خطرہ ہو تو بقدر ضرورت وہ مردہ جانور کا گوشت کھا سکتا ہے بشرطیکہ وہ سڑگل نہ گیا ہو۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ﴾ (المائدہ: ٣/٦) یعنی بھوک کی شدت سے بیتاب ہو کر آدمی (جو چیزیں حرام کی گئیں ہیں حرمت علیکم

المیتة......الخ) ان کو مجبوری کے عالم میں کھا سکتا ہے اور بہت زیادہ نہ کھائے کہ اس کو ضرر پہنچائے کیونکہ اللہ تعالی نے پاک واچھی چیز حلال فرمائی ہیں اور خبائث کو حرام کر دیا ہے جو صحت انسانی کو نقصان پہنچائے: ﴿ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ﴾ (ترجمہ: وہ اچھی چیزیں تمہارے لئے حلال کرتا ہے اور بری چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے) (اعراف : ۱۵۷/۹) نیز ارشاد کبریا ہے۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ (البقره: ۱۷۲/۲)۔اے مومنو! ہم نے تم کو جو پاکیزہ چیزیں عطا کی ہیں ان میں سے کھاؤ۔

[25]..... بَاب فِي الْحَالِبِ يَجْهَدُ الْحَلْبَ

دودھ دوہنے والے کا بیان

2036- أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ بَحِيرٍ عَنْ ضِرَارِ بْنِ الْأَزْوَرِ قَالَ أَهْدَيْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِقْحَةً فَأَمَرَنِي أَنْ أَحْلُبَهَا فَحَلَبْتُهَا فَجَهَدْتُ فِي حَلْبِهَا فَقَالَ دَعْ دَاعِيَ اللَّبَنِ .

(ترجمہ) ضرار بن ازور (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک اونٹنی ہدیہ کی گئی تو آپ ﷺ نے مجھے اس کا دودھ نکالنے کا حکم دیا۔ میں نے اس کا سارا دودھ دوھ لیا تو آپ نے فرمایا: کچھ دودھ چھوڑ دو۔ (تاکہ دودھ جلدی نکل آئے)

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابن حبان (۵۲۸۳) موارد الظمآن (۱۹۹۹) ابن قانع، معجم الصحابه ترجمه (۴۷۰) ۔

[26]..... بَاب النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ الضِّفْدَعِ وَالنَّحْلَةِ

مینڈک اور شہد کی مکھی وغیرہ کو مارنے کی ممانعت کا بیان

2037- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ الْقَارِظِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ قَتْلِ الضِّفْدَعِ .

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن عثمان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مینڈکوں کے قتل کرنے سے منع فرمایا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۳۸۷۱) نسائی (۴۳۶۶) احمد (۴۹۹/۵) ابن قانع "معجم الصحابه" ترجمه (۶۳۶) الحاکم (۴۱۱/۴)۔

2038- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ أَرْبَعَةٍ مِنَ الدَّوَابِّ النَّمْلَةِ وَالنَّحْلَةِ وَالْهُدْهُدِ وَالصُّرَدِ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے چار جانوروں کے چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور چھوٹی چڑیا کے قتل کرنے سے منع فرمایا۔

توضیح: ......صرد ایسا پرندہ ہے جس کا سر اور چونچ بڑی ہوتی ہے آدھا کالا آدھا سفید ہوتا ہے اور بڑے پر ہوتے ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابو داود (٥٢٦٧) ابن ماجه (٣٢٢٤) احمد (١/٣٣٢) ابن حبان (٥٦٤٦) الموارد (١٠٧٨)۔

تشریح: ...... مذکورہ بالا چاروں قسم کے جانور انسانی زندگی کے لئے کچھ زیادہ مضر نہیں ہیں بلکہ ان سے کچھ نہ کچھ فائدے ہیں اس لئے ان کے مارنے اور قتل کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا، مثلاً شہد کی مکھی شہد بناتی ہے جو بہت ہی فائدہ مند چیز ہے چیونٹی گھر میں گرا پڑا اناج روٹی چاول اٹھا کر لے جاتی ہے اور سڑاند و بساند و کثافت دور ہوتی ہے۔ ہدہد میں گوشت بھی کم ہوتا ہے اور بے ذائقہ بھی اسی طرح کا پرندہ صرد ہے ان کے مارنے سے کوئی فائدہ نہیں دوسرے یہ تمام جانور اور ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے تو اس تسبیح سے روکا نہ جائے۔ ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَالطَّيْرُ صَافَّاتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ﴾ (النور: ٤١/١٨) اور اسی طرح سورۃ الحج: ١٨/٢٢ میں مذکور ہے۔

[27]..... بَاب فِي قَتْلِ الْوَزَغِ
چھپکلی یا گرگٹ کو قتل کرنے کا بیان

2039۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْأَوْزَاغِ.

(ترجمہ) ام شریک (رضی اللہ عنہا) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی اور گرگٹ کو قتل کر ڈالنے کا حکم فرمایا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن دوسری سند سے حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٣٣٠٧) مسلم (٢٢٣٧) نسائی (٢٨٨٥) ابن ماجه (٣٢٢٨) ابن حبان (٥٦٣٤) الحميدی (٣٥٣)۔

تشریح: ...... ہر چند کہ یہ جانور کسی کو کاٹتے نہیں نہ ایذا دیتے ہیں لیکن ان سے دل کو نفرت پیدا ہوتی ہے بعض نے کہا ان میں سمیت زہریلا پن ہوتا ہے بعض نے کہا وہ عرب کے ملک میں اونٹنی کا تھن پکڑ کر دودھ چوس لیتا ہے۔ بخاری شریف (۲۳۵۹) میں ہے گرگٹ نے ابراہیم علیہ السلام کی آگ پر پھونکا تھا۔ یعنی اس نے آگ بھڑکانے کی کوشش کی تھی، مولانا داود راز (رحمہ اللہ) لکھتے ہیں یہ ایک زہریلا جانور ہے جو ہر آن اپنے رنگ بھی بدلتا رہتا ہے جسے مارنے کا حکم حدیث شریف میں ہے اور اسے مارنے پر ثواب بھی ہے۔

[28]..... بَاب فِي الْجَلَّالَةِ وَمَا جَاءَ فِيهِ مِنُ النَّهْيِ

جلّالہ کے بارے میں جو ممانعت آئی ہے اس کا بیان

2040۔ حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُجَثَّمَةِ وَعَنْ لَبَنِ الْجَلَّالَةِ وَأَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِي السِّقَاءِ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجثمہ سے اور جلالہ کے دودھ کو پینے سے اور مشک میں منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٣٧١٩) ترمذی (١٨٢٥) نسائی (٤٤٦٠) ابن حبان (٥٣٩٩) موارد الظمآن (١٣٦٣)۔

تشریح: ......مجثمہ کا معنی پیچھے گذر چکا ہے، جلالہ وہ جانور ہے جو نجاست کھاتا ہو چاہے بکری ہو گائے یا مرغی یا کوئی اور جانور اس کا گوشت نجس ہونے کے سبب کھانا درست نہیں۔ بعض علماء نے کہا: کئی دن باندھ کر رکھیں اور نجاست نہ کھانے دیں تو گوشت پاک ہوتا ہے۔ مشک سے منہ لگا کر پانی پینے میں پھندا اور گٹا لگنے کا ڈر نیز پانی کے ساتھ کسی اور چیز کے پی جانے کا خوف ہے اس لئے اس سے منع کیا گیا۔ واللہ اعلم۔

7- كتاب الصيد

شکار کے مسائل

[1]..... بَاب التَّسْمِيَةِ عِنْدَ إِرْسَالِ الْكَلْبِ وَصَيْدِ الْكِلَابِ
شکاری کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ کہنے اور کتوں کے شکار کا بیان

2041- أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ فَقَالَ مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ فَإِنَّ أَخْذَهُ ذَكَاتُهُ وَإِنْ وَجَدْتَ مَعَهُ كَلْبًا فَخَشِيتَ أَنْ يَكُونَ قَدْ أَخَذَهُ مَعَهُ وَقَدْ قَتَلَهُ فَلَا تَأْكُلْهُ فَإِنَّكَ إِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلَى غَيْرِهِ .

(ترجمہ) عدی بن حاتم (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے کتے کے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: جس کو وہ (کتا) تمہارے لئے پکڑ لے (یعنی خود نہ کھائے) تو اس شکار کو کھا سکتے ہو کیونکہ اس کا شکار کو پکڑنا ذبح کرنا ہی ہے اور اگر تم اپنے کتے کے ساتھ دوسرا کتا پاؤ اور تمہیں (ڈر ہو) اندیشہ ہو کہ تمہارے کتے نے شکار اس دوسرے کتے کے

ساتھ پکڑا ہوگا اور کتا شکار کو مار چکا ہو تو ایسا شکار نہ کھاؤ کیونکہ تم نے اللہ کا نام (بسم اللہ پڑھ کر) اپنے کتے پر لیا تھا دوسرے کتے پر نہیں لیا تھا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۴۷۵،۱۷۵) مسلم (۱۹۲۹) ابوداود (۲۸۴۷) نسائی (۴۲۷۵) ابن ماجه (۳۲۱۴) ابن حبان (۵۸۸۰) الحمیدی (۹۳۸) دوسرے کتے سے مراد غیر مسلم کا یا غیر سدھایا ہوا کتا ہے۔

2042۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

(ترجمہ) عدی بن حاتم (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے چوڑی چیز (جیسے بے پر کا تیر لکڑی لاٹھی وغیرہ جس میں دھار نہ ہو) سے شکار کے بارے میں پوچھا تو......اسی کے مثل بیان کیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور تخریج اوپر ذکر کی جا چکی ہے۔

تشریح: ...... بخاری شریف کی روایت میں صراحت ہے کہ اگر اس معراض کی نوک شکار کو لگ جائے تو کھا لو لیکن اگر اس کی عرض (چوڑائی) کی طرف سے شکار کو لگے تو نہ کھاؤ کیونکہ وہ موقوذ ہے اور ابن ماجہ میں ہے جو اس کی نوک سے مرے اس کو کھا لو اور جو عرض سے لگ کر مرے وہ مردار ہے (کیونکہ وہ لاٹھی یا پتھر کی مار سے مرنے والے جانور کی طرح مردار ہے)۔ مزید تشریح آگے چوتھے باب میں آ رہی ہے۔

شریعت اسلامیہ میں کھانے کی غرض سے چرندے اور پرندوں کا شکار جائز ہے۔ یہ شکار بندوق غلیل، لاٹھی یا جال سے کیا جائے یا سدھائے ہوئے باز، کتے عقاب وغیرہ کی مدد سے کیا جائے ہر طرح جائز ہے لیکن اس کے کچھ شروط ہیں اہم چیز یہ ہے کہ بسم اللہ کر کے شکار کیا جائے اور ذبح کرنے کا موقع مل جائے تو وہ شکار بلا شک وشبہ حلال ہے کتے اور باز کو بھی چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا جائے اور وہ صرف شکار کو پکڑ لیں تو ذبح کر کے اس کو کھایا جا سکتا ہے شرط یہ ہے کہ وہ کلب معلم ہو یعنی سدھایا اور سکھایا ہوا کتا ہو جیسا کہ کلام ربانی ہے: ﴿وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ....﴾ (المائدہ: ۴/۶) ''ترجمہ: اور جن شکار کھیلنے والے جانوروں کو تم نے سدھا رکھا ہے، پس وہ جس شکار کو تمہارے لئے پکڑ کر روک رکھیں تم اس کو کھا لو اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا کرو......'' اس آیت اور مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ کتا یا باز اگر شکار میں سے کچھ کھا لے تو وہ حلال و جائز نہیں: نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کتے کا منہ یا لعاب شکار سے لگ جائے تب بھی کوئی قباحت اس کے کھانے میں نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی اور استثنائی اجازت ہے، نیز حدیث مذکور سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شکار میں اپنا اور دوسرے کا کتا بھی شریک ہو اور شکار مر جائے تو وہ حرام ہے۔ نیز کوئی مسلمان کلب معلم کو چھوڑتے وقت

اگر بسم اللہ پڑھے اور وہ شکار مرجائے تو بھی جمہور علماء کے نزدیک حلال ہے۔ واللہ اعلم

[2]..... بَاب فِي اقْتِنَاءِ كَلْبِ الصَّيْدِ أَوِ الْمَاشِيَةِ

شکار یا مویشی کی حفاظت کے لئے کتا پالنے کا بیان

2043۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ.

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے شکار اور مویشی کی غرض کے سوا کتا پالا اس کے عمل (ثواب یا نیکی) میں سے روزانہ دو قیراط کی کمی ہو جاتی ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٤٨١،٥٤٨٠) مسلم (١٥٧٤) ترمذی (١٤٨٧) نسائی (٤٢٩) ابویعلی (٥٤١٨) ابن حبان (٥٦٥٣) الحمیدی (٦٤٥، ٦٤٦)۔

2044۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ أَبِي زُهَيْرٍ يُحَدِّثُ نَاسًا مَعَهُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ قَالُوا أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِي وَرَبِّ هَذَا الْمَسْجِدِ.

(ترجمہ) سائب بن یزید نے سفیان بن ابی زہیر سے سنا وہ ان کے ساتھ لوگوں کو مسجد کے دروازے پر حدیث بیان کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جس نے کتا پالا جو نہ کھیتی کے لئے ہو نہ مویشی کے لئے تو اس کی نیکیوں سے روزانہ ایک قیراط کم ہو جاتا ہے۔ سائب نے کہا: میں نے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں، ہاں، اس مسجد کے رب کی قسم (میں نے آپ ﷺ سے یہ سنا ہے)۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٣٢٣) مسلم (١٥٧٦) نسائی (٤٢٦) ابن ماجہ (٣٢٠٦) احمد (١١٩/٥، ١٢٠) طبرانی (٦٤١٥)۔

توضیح:...... ان احادیث میں قیراط کا ذکر ہے جو عند اللہ ایک مقدار معلوم ہے۔ کتاب الجنائز میں ہے کہ ایک قیراط جبل احد کے برابر ہے اور یہاں مراد یہ ہے کہ بے حد نیکیاں کم ہو جاتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ایسے گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ دوسرے یہ کہ ایسا کتا گذرنے والوں آنے جانے والے مہمانوں پر حملے کے لئے دوڑتا ہے جس کا گناہ کتا پالنے والے پر ہوتا ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ گھر کے برتنوں کو منہ ڈال ڈال کر ناپاک کرتا رہتا ہے۔ چوتھے یہ کہ وہ نجاستیں کھا کھا کر گھر پر آتا ہے اور بدبو و دیگر نجاستیں اپنے ساتھ لاتا ہے اور بھی بہت سی وجوہ ہیں۔ اس لئے شریعت اسلامی نے گھر میں بے کار کتا رکھنے کی سختی کے ساتھ ممانعت کی ہے، شکاری اور تربیت دیئے ہوئے دیگر محافظ کتے اس سے مستثنی ہیں۔ (راز)

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ کھیتی کی حفاظت کے لئے بھی کتا پالا جاسکتا ہے جس طرح شکار اور مویشی کے لئے کتا پالنا جائز ہے محض شوقیہ کتا پالنا منع ہے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان کی نیکیوں سے روزانہ بہت بڑی مقدار میں کمی ہوتی رہتی ہے۔ واللہ اعلم۔

2045۔ أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالِي وَلِلْكِلَابِ ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الزَّرْعِ وَكَلْبِ الصَّيْدِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن مغفل (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا پھر فرمایا: مجھے کتوں سے کیا غرض ہے، پھر آپ نے کھیتی اور شکار کے کتے کو رکھنے کی اجازت دیدی۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۲۸۰-۱۵۷۳) ابوداود (۷۳) نسائی (٦٧) ابن ماجه (۳۲۰۰) احمد (٨٦/٤) بغوی (۲۷۸۱)۔

تشریح: ......"مالي وللكلاب" کا مطلب یہ ہے کہ کتا پالنا بے فائدہ بلکہ وہ نجس ہے، احتمال ہے کہ برتن یا کپڑے کو گندہ کردے۔ رہا کتوں کو قتل کرنے کا معاملہ تو صرف کلب عقور کا لایا کٹ کھنا کتا مارنے کا حکم ہے اور کھیتی مویشی شکار کے کتے اور ضرر نہ پہنچانے والے کتے مستثنیٰ ہیں۔ واللہ اعلم

[3]..... بَاب فِي قَتْلِ الْكِلَابِ
کتوں کو مار ڈالنے کا بیان

2046۔ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ.

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند قوی اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۳۳۲۳) مسلم (۱۵۷۰) ترمذی (۱٤۸۸) نسائی (٤۲۸۸) ابن ماجه (۳۲۰۳) ابویعلی (٥٦۲۰) ابن حبان (٥٦٤٨)۔

2047۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَوْلَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا كُلِّهَا وَلَكِنْ اقْتُلُوا مِنْهَا كُلَّ أَسْوَدَ بَهِيمٍ.
قَالَ سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ الْبَهِيمُ الْأَسْوَدُ كُلُّهُ.

(ترجمہ) عبداللہ بن مغفل (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کتے امتوں میں سے ایک امت نہ ہوتے تو میں تمام کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیتا لیکن اب تم صرف بالکل کالے کتے کو مار ڈالو۔

سعید بن عامر نے کہا: بہیم وہ کتا ہے جو بالکل کالا ہو۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۲۸٤٥) ترمذی (۱٤۸٦) نسائی (٤۲۹۱) ابن ماجه

(٣٢٠٥) ابن حبان (٥٦٥٠)۔

تشــــریح: ......امام نووی نے کہا: علماء کا اجماع ہے کہ کاٹنے والا کتا مار ڈالا جائے۔ امام الحرمین نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سب کتوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا پھر یہ منسوخ ہوگیا اور کالا سیاہ کتا اسی حکم پر باقی رہا۔ اس کے بعد یہ ٹھہرا کہ کس قسم کا کتا مارا جائے جب تک کہ وہ نقصان نہ پہنچادے یہاں تک کہ کالا بجھنگ بھی، اور ثواب کم ہونے کا سبب یہ ہوگا کہ فرشتے اس گھر میں نہیں جاسکتے جس کے پاس کتا ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس وجہ سے کہ لوگوں کو ایذا ہوتی ہے اس کے بھونکنے اور حملہ کرنے سے اور یہ جو فرمایا کہ امت نہ ہوتی امتوں میں سے اس کا مطلب یہ ہے کہ کتا بھی ایک قسم کی نوع ہے یعنی عالم کی قسم ہے اس کا فنا کرنا ممکن نہیں اس لئے قتل کا حکم دینا بے کار ہے کتنے ہی قتل کرو لیکن دنیا میں کتے ضرور باقی رہیں گے جب تک دنیا باقی ہے، آپ دیکھئے کہ سانپ اور بچھو شیر اور بھیڑیے لوگ صدہا ہزار سال سے جہاں پاتے ہیں مار ڈالتے ہیں اور صدہا ہزار ہا روپیہ انعام ان کے مارنے پر دیا جاتا ہے مگر کیا یہ انواع دنیا سے مٹ گئیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔

[4]..... بَاب فِي صَيْدِ الْمِعْرَاضِ

بے پر کے تیر یا لکڑی کے عرض سے شکار کا بیان

2048- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ فَلَا تَأْكُلْ .

(ترجمہ) عدی بن حاتم (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے بے پر کے تیر یا لکڑی سے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: جب اس کی نوک سے شکار مر جائے تو اسے کھاؤ اور اگر اس کی عرض (چوڑائی) کی طرف سے شکار کو لگے اور وہ مر جائے تو وہ وقیذ (مردار) ہے اسے نہ کھاؤ۔

توضیح: ...... بخاری شریف میں ایک دوسری حدیث (٥٤٧٧) میں ہے کہ اگر (معراض) دھار اس (شکار) کو زخمی کر کے پھاڑ ڈالے تو کھاؤ لیکن اگر اس کے عرض سے شکار مارا جائے تو اس کو نہ کھاؤ۔ وہ مردار ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٤٧٥) مسلم (١٩٢٩) نیز دیکھئے: حدیث رقم (٢٠٤٢)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غلہ بازی یعنی غلیل سے پھینکے ہوئے غلے سے اگر شکار مر گیا تو حلال نہ ہوگا کیونکہ وہ اپنے ثقل (بوجھ) سے جانور کو مارتا ہے چیرتا نہیں اور بندوق کی گولی گوشت کو چیر (پھاڑ) کر اندر گھس جاتی ہے۔ (وحیدی)۔

[5]..... بَاب فِي أَكْلِ الْجَرَادِ

ٹڈی کھانے کا بیان

2049۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ.

(ترجمہ) عبداللہ بن ابی اوفی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شریک ہوئے اور ہم ٹڈی کھاتے تھے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٤٩٥) مسلم (١٩٥٢) ابوداود (٣٨١٢) ترمذی (١٨٢١) نسائی (٤٣٦٧) احمد(٣٥٣/٤، ٣٨٠) ابن حبان (٥٢٥٧) الحمیدی (٧٣٠)۔

تشریح: ......ٹڈی کھانا بلا تردد جائز ہے، یہ قدرتی عطیہ بھی ہے اور عذاب بھی کیونکہ جہاں ان کا حملہ ہو جائے کھیتیاں برباد ہو جاتی ہیں، ٹڈی کو بلا ذبح کئے کھانا درست ہے جیسا کہ مچھلی بھی بلا ذبح کئے ہوئے حلال اور اس کا کھانا درست ہے۔ اُحِلَّ لَنَا الْمَيْتَتَانِ۔ ''ہمارے لئے دو مرے ہوئے جانور حلال کر دیئے گئے ہیں۔ ٹڈی اور مچھلی ان کو بلا ذبح کئے ہوئے کھانا جائز ہے، اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

[6]..... بَاب فِي صَيْدِ الْبَحْرِ

سمندری شکار کا بیان

2050۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ قِرَاءَةً عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلَمَةَ مِنْ آلِ الْأَزْرَقِ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم لوگ سمندر میں سوار ہوتے ہیں اور میٹھا پانی تھوڑا سا اپنے ساتھ لیتے ہیں جس سے اگر وضو کر لیں تو پیاسے رہیں تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر لیا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا پانی پاک اور مردہ حلال ہے۔

(تخریج) یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٨٣) ترمذی (٦٩) نسائی (٥٩) ابن ماجہ (٣٨٦) ۔

تشریح: ......جس طرح بری جانور شکار کرنے جائز ہیں اسی طرح بحری جانور مچھلی وغیرہ بھی جائز اور حلال ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ....﴾ (المائدۃ: ٩٦/٧) یعنی تمہارے لئے سمندر کا شکار حلال کیا گیا ہے اور اس کا کھانا بھی تمہارے اور گذرتے قافلوں کے لئے ہے۔

2051۔ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو يَعْنِي ابْنَ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثِ مِائَةٍ فَأَصَابَنَا جُوعٌ حَتَّى أَتَيْنَا الْبَحْرَ وَقَدْ قَذَفَ دَابَّةً فَأَكَلْنَا مِنْهَا حَتَّى ثَابَتْ أَجْسَامُنَا فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهَا فَوَضَعَهُ ثُمَّ حَمَلَ أَطْوَلَ رَجُلٍ فِي الْجَيْشِ عَلَى أَعْظَمِ بَعِيرٍ فِي الْجَيْشِ فَمَرَّ تَحْتَهُ هَذَا مَعْنَاهُ

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے تین سو کے لشکر کے ساتھ بھیجا اور ہمیں بھوک نے آ لیا (یعنی توشہ راہ ختم ہوگیا) ہم سمندر پر پہنچے تو اس نے اچانک ایک بڑا سا جانور لا پٹکا جس کو ہم نے خوب کھایا اور ہمارے جسم موٹے ہوگئے۔ ابوعبیدہ (امیر لشکر) نے اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی کھڑی کی اور لشکر کے سب سے لمبے آدمی کو سب سے بڑے اونٹ پر بٹھایا وہ اس کے تلے سے نکل گیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۴۸۳، ۵۴۹۳) مسلم (۱۹۳۵) نسائی (۴۳۶۳) ابویعلی (۱۷۸۶) ابن حبان (۵۲۵۹) الحمیدی (۱۲۷۸)۔

تشریح: ...... غالباً یہ وہیل مچھلی ہوگی جو بعض دفعہ اسی فٹ سے سو فٹ تک طویل ہوتی ہے جو آیات الٰہیہ میں سے ایک عجیب مخلوق ہے۔ بخاری شریف (۵۴۹۲) میں ہے کہ وہ عنبر مچھلی تھی، اٹھارہ دن تک صرف تین سو افراد کا اسی مچھلی پر گذارہ کرنا یہ محض اللہ کی طرف سے تائید غیبی تھی اور یہ رجب ۸ھ کا واقعہ ہے جس کو امام بخاری نے متعدد مقامات پر بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اس حدیث کو یہاں ذکر کرنے کا مقصد امام دارمی رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ مچھلی مردہ بھی کھانا جائز ہے بشرطیکہ بیماری سے نہ مری ہو اور سڑی گلی نہ ہو کیونکہ ایسی مچھلی صحت انسان کے لئے مضر ہے۔ بخاری شریف کی بعض روایات میں ہے کہ صحابہ کرام کو اس مردہ مچھلی کے کھانے میں تردد تھا اور جب وہ مدینہ منورہ واپس آئے تو رسول اکرم ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اس مچھلی میں سے کچھ باقی بچا ہو تو لاؤ (ہم بھی کھالیں) اس تائید و تقریر سے تمام افراد لشکر کی تسلی ہوگئی، امام نووی نے کہا دریا کے سب مردے درست ہیں خواہ خود بخود مر جائیں یا شکار سے مریں مینڈک کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے اسے بھی حلال کہا ہے۔ سمندر کے باقی جانوروں میں تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ دریا کے کل جانور حلال ہیں۔ دوسرے یہ کہ مچھلی کے سوا کوئی حلال نہیں۔ تیسرے یہ کہ جو خشکی کے جانور ہیں ان کی شبیہ دریا میں بھی حلال ہے جیسے گھوڑا دریا کی بکری ہرن اور جو خشکی کے جانور حرام ہیں۔ ان کی شبیہ دریا میں بھی حرام ہے جیسے دریائی کتا، دریائی سور (وحیدی۔ ابن ماجہ)۔

[7]..... بَاب فِي أَكْلِ الْأَرْنَبِ
خرگوش کے کھانے کا بیان

2052۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ هِشَامُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ أَخْبَرَنِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا وَنَحْنُ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغِبُوا فَأَخَذْتُهَا وَجِئْتُ بِهَا إِلَى أَبِي طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا

وَبَعَثَ بِوَرِكَيْهَا أَوْ فَخِذَيْهَا شَكَّ شُعْبَةُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَبِلَهَا .

(ترجمہ) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: مرالظہران نامی ایک جگہ میں ہم نے ایک خرگوش کا پیچھا کیا لوگ (اس کے پیچھے) دوڑے اور جب تھک گئے میں نے قریب پہنچ کر اس کو پکڑ لیا اور اس کو ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس لایا۔ انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کے پیچھے کا یا دونوں رانوں کا گوشت ۔ یہ شک سعید کو ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیا جس کو آپ نے قبول فرما لیا۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۴۸۹، ۵۵۳۵) مسلم (۱۹۵۳) ابوداود (۳۷۹۱) ترمذی (۱۷۸۹) نسائی (۴۳۲۲) ابن ماجه (۳۲۴۳) الطیالسی (۱۷۴۳) احمد (۳/ ۱۷۱، ۲۳۲)۔

تشریح: ......اس حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے خرگوش کا گوشت قبول کر لیا، اگر حرام ہوتا تو آپ اسے قبول نہ کرتے لہٰذا خرگوش کا کھانا اور شکار کرنا نیز ہدیہ قبول کرنا جائز ہوا۔

2053۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَرْنَبَيْنِ مُعَلِّقُهُمَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي دَخَلْتُ غَنَمَ أَهْلِي فَاصْطَدْتُ هَذَيْنِ الْأَرْنَبَيْنِ فَلَمْ أَجِدْ حَدِيدَةً أُذَكِّيهِمَا بِهَا فَذَكَّيْتُهُمَا بِمَرْوَةٍ أَفَآكُلُ قَالَ نَعَمْ .

(ترجمہ) محمد بن صفوان سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے دو خرگوش لٹکائے ہوئے گزرے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنے گھر والوں کے ریوڑ کے پاس سے گذرا تو ان دونوں کو شکار کر لیا اور لوہے کی کوئی ایسی چیز نہ ملی جس سے ان کو ذبح کرتا لہٰذا میں نے ایک سفید دھار دار پتھر سے ان کو ذبح کر دیا۔ کیا میں ان کو کھا سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں کھالو۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۲۸۲۲) نسائی (۴۳۲۴) ابن ماجه (۳۲۴۴) ابن حبان (۵۸۸۷) موارد الظمآن (۱۰۶۹)۔

تشریح: ......اس حدیث سے بھی خرگوش کا گوشت کھانے کی حلت ثابت ہوئی، بعض احادیث میں ہے کہ آپ نے خرگوش کھانے سے انکار کر دیا تو یہ انکار طبعی رجحان کی وجہ سے تھا جس طرح آپ ﷺ نے ضب (گوہ) نہ کھایا لیکن لوگوں کو کھانے کی اجازت دی، شیعہ حضرات کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ خرگوش کا گوشت حرام ہے کیونکہ اس کی مادہ کو حیض آتا ہے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوہا، پتھر، لکڑی، اگر دھار دار ہو اور خون بہادے تو اس جانور کا کھانا جائز ہے اور وہ حلال ہے۔ واللہ اعلم

[8]..... بَاب فِي أَكْلِ الضَّبِّ
گوہ (سانہہ) کے کھانے کا بیان

2054۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ

الضَّبِّ فَقَالَ لَسْتُ بِآكِلِهِ وَلَا مُحَرِّمِهِ.

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: نبی کریم ﷺ سے گوہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: نہ میں اس کو کھاتا ہوں نہ حرام کہتا ہوں۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٥٣٦) مسلم (١٩٤٣) ترمذی (١٧٩٠) نسائی (٤٣٢٥) ابن حبان (٥٢٦٥) الحمیدی (٦٥٥)۔

توضیح: ......ضب ایک مشہور جنگلی جانور ہے جو صحرا میں پایا جاتا ہے اور بڑا طاقتور ہوتا ہے اس کو سانڈا، ساہنہ، سوسمار وغیرہ بھی کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اسے کبھی کھایا نہیں تھا اس لئے دل نے ابا کیا لیکن اپنے طبیعی رجحان اور ناپسندیدگی کے باوجود آپ ﷺ نے اس کے کھانے سے منع نہیں کیا لہٰذا اس کا کھانا جائز اور حلال ہے۔ ایک روایت ہے: آپ نے فرمایا: میرے ملک میں اس کو نہیں کھاتے اس لئے مجھے کراہت لگتی ہے۔

2055- أَخْبَرَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ يُحَدِّثُ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ وَدِيعَةَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِضَبٍّ فَقَالَ أُمَّةٌ مُسِخَتْ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

(ترجمہ) ثابت بن ودیعہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک سانڈا لایا گیا تو آپ نے فرمایا: ایک امت (تھی) مسخ کردی گئی، اللہ زیادہ جانتا ہے (وہ کون ہے)۔

توضیح: ......ابوداود اور نسائی میں ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ مسخ کر کے جانور بنادیا گیا میں نہیں جانتا وہ کونسا جانور ہے پھر آپ نے نہ کھایا اور نہ اس کے کھانے سے منع کیا۔

علامہ وحید الزماں نے کہا: تو نہ کھایا آپ نے بطریق احتیاط و تورع کے نہ بوجہ حرمت کے، دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ جو گروہ مسخ ہوا تھا وہ سب تین دن میں مرگئے (تھے) پھر یہ شبہ جاتا رہا۔ ابوداود حاشیہ ف حدیث (۳۷۹۵)۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابو داود: (٣٧٩٥) نسائی (٤٣٤٧) ابن ماجه (٣٢٣٨) احمد ٢٢٠/٤، معجم الصحابه ترجمه (١٣١) ابن ابی شیبه (٤٤١٥)۔

2056- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ الَّذِي يُقَالُ لَهُ سَيْفُ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ خَالَتُهُ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوذًا قَدِمَتْ بِهِ أُخْتُهَا حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ قَلَّ مَا يُقَدِّمُ يَدَهُ لِطَعَامٍ حَتَّى يُحَدَّثَ بِهِ وَيُسَمَّى لَهُ فَأَهْوَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ إِلَى الضَّبِّ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْ نِسْوَةِ الْحُضُورِ أَخْبِرْنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا قَدَّمْتُنَّ لَهُ قُلْنَ هَذَا الضَّبُّ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

يَـدَهُ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ أَتُحَرِّمُ الضَّبَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أُرَاهُ لَا وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَنْظُرُ فَلَمْ يَنْهَنِيْ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے خبر دی کہ خالد بن الولید (رضی اللہ عنہ) نے جو سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کے لقب سے مشہور ہیں خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (ام المومنین) میمونہ (رضی اللہ عنہا) زوجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہوئے، ام المومنین ان کی اور ابن عباس کی خالہ ہیں ان کے یہاں بھنا ہوا ضب (سانڈا یا گوہ) موجود تھا جو ان کی بہن حفیدہ بنت الحارث (رضی اللہ عنہا) نجد سے لائی تھیں، انہوں نے وہ بھنا ضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کھانے کی طرف اس وقت تک ہاتھ بڑھائیں جب تک آپ کو اس کے متعلق بتا نہ دیا جائے کہ یہ فلاں قسم کا کھانا ہے لیکن اس دن آپ نے بھنے ہوئے ضب کی طرف ہاتھ بڑھایا اتنے میں وہاں موجود عورتوں میں سے ایک نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتادو جو تم نے ان کے سامنے پیش کیا ہے، انہوں نے کہا: یہ ضب ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس بھنے ہوئے سانڈے سے ہٹا لیا، خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ کیا آپ اس کو حرام قرار دیتے ہیں؟ فرمایا: نہیں لیکن چونکہ یہ میرے ملک میں نہیں پایا جاتا ہے اس لئے طبیعت گوارہ نہیں کرتی ہے، خالد بن الولید نے کہا: لہٰذا میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور (خوب) کھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے مجھے منع (بھی) نہ کیا۔

(تخریج) اس سند سے یہ روایت ضعیف لیکن دوسری اسناد سے صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٣٩١) مسلم (١٩٤٦) ابوداود (٣٧٩٤) نسائی (٤٣٢٧) ابن ماجہ (٣٢٤١) ابن حبان (٥٢٦٣، ٥٢٦٧) مجمع الزوائد (٦١٤٦)۔

تشریح: ......اس حدیث سے بھی گوہ یا سانڈے کی حلت ثابت ہوئی اور اکثر اہل علم کا یہی قول ہے۔ بعض علماء نے مکروہ اور بعض نے حرام بھی کہا ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ حلال ہے گرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہیں کھایا جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہے اور ابوداود کی روایت جس میں اس کے کھانے کی ممانعت ہے وہ ضعیف ہے قابل احتجاج نہیں۔ اسی طرح حرمت کی کوئی واضح حدیث نہیں ہے۔ اسی لیے یہاں سعودی عرب میں یہ جانور خوب کھایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

[9]..... بَاب فِي الصَّيْدِ يَبِيْنُ مِنْهُ الْعُضْوُ

زندہ جانور کا کوئی زائد عضو کھانے کے لئے کاٹنے کا بیان

2057۔ أَخْبَـرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ أَحْسَبُهُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي وَاقِدِ اللَّيْثِيِّ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَالنَّاسُ يَجُبُّوْنَ أَسْنِمَةَ الْإِبِلِ وَأَلْيَاتِ الْغَنَمِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا قُطِعَ مِنْ بَهِيْمَةٍ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهُوَ مَيْتَةٌ.

(ترجمہ) ابوواقد لیثی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نبی کریم ﷺ جس وقت مدینہ تشریف لائے لوگ اونٹ کے کوہان اور بکری کے سرین پسند کرتے تھے (یعنی کاٹ کر کھا لیتے تھے) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ٹکڑا (زندہ) جانور میں سے کاٹ لیا جاوے (ہاتھ، پاؤں، یا سرین) تو وہ (گوشت کا ٹکڑا) مردار ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح علی شرط البخاری ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٢٨٥٨) ترمذی (١٤٨٠) ابن ماجه (٣٢١٦) ابویعلی (١٤٥٠) طبرانی (٣٣٠٤) نیز دیکھئے: مشکل الآثار (٤٩٦/١) شرح السنة (٢٠٣/١١) وغیرهم۔

توضیح: ......حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس کا کھانا جائز نہیں خواہ وہ حلال جانور میں سے کاٹا جائے جیسے گائے، بکری، اونٹ وغیرہ یہ اسلام کا جانوروں کے ساتھ بھی نظام رحمت ہے کیونکہ اس طرح زندہ جانور کا کوئی بھی عضو کاٹا جائے تو ہر جاندار کو اس سے تکلیف وتعذیب ہوگی، اور اسی لئے مثلہ کرنے سے منع کیا گیا ہے جس کا بیان پیچھے گذر چکا ہے۔ سبحان اللہ! اسلام کا کتنا پیارا نظام ہے کہ انسان تو انسان حیوان کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تعلیم دی جا رہی ہے۔

8- کتاب الاطعمة

کھانا کھانے کے آداب

[1]..... بَاب فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ
کھانے کے وقت بسم اللہ کہنے کا بیان

2058۔ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ سَمِّ اللَّهَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ .

(ترجمہ) عمر بن ابی سلمہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا: بسم اللہ کہو (اللہ کا نام لو) اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند قوی اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٣٧٦) مسلم (٢٠٢٢) ابوداود (٣٧٧٧) ترمذی (١٨٥٧) ابن ماجہ (٣٢٦٧) ابن حبان (٥٢١١) موارد الظمآن (١٣٣٨) الحمیدی

(٥٨٠)۔

توضیح: ...... بخاری شریف میں ہے کہ عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں بچہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا اور کھاتے وقت میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھوما کرتا اس لئے آپ نے مجھ سے فرمایا: بیٹے! بسم اللہ پڑھ لیا کرو اور داہنے ہاتھ سے کھایا کرو اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرنا چاہیے۔ امام نووی نے کہا: پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنا مستحب ہے اور صرف بسم اللہ کہے تو یہ بھی کافی ہے اگر شروع میں بھول جائے تو یاد آنے پر بسم اللہ اولہ وآخرہ کہنا چاہیے جیسا کہ دوسری روایت میں آگے آ رہا ہے بسم اللہ کہنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا واجب ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے اسی طرح اپنے سامنے اور قریب سے کھانا بھی اسلامی آداب طعام میں سے ہے جو نہایت ہی شائستہ اور عمدہ عمل ہے۔ ادھر ادھر دوسروں کے سامنے سے لقمہ لینا یا کھانا بے ادبی اور ناشائستگی ہے۔

2059۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ بُدَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْكُلُ طَعَامًا فِي سِتَّةِ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهٖ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَمَا إِنَّهُ لَوْ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ لَكَفَاكُمْ فَإِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَإِنْ نَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ.

(ترجمہ) ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور دو لقموں میں سارا کھانا چٹ کر گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس نے کھانے سے پہلے اللہ کا نام لے لیا ہوتا تو تم سب کے لئے یہ کھانا کافی تھا لہٰذا جب تم میں سے کوئی کھانا شروع کرے تو اللہ کا نام لے (یعنی بسم اللہ سے کھانا شروع کرے) اور اگر بسم اللہ کہنا بھول جائے تو پھر (جب یاد آئے یا یاد دلایا جائے) بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلُهُ وَآخِرَهُ کہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٣٧٦٧) ترمذی (١٨٥٨) ابن حبان (٥٢١٤) موارد الظمآن (١٣٤١)۔

2060۔ أَخْبَرَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بُدَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أُمِّ كُلْثُوْمٍ عَنْ عَائِشَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ.

(ترجمہ) ام کلثوم نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے مذکورہ بالا یہ حدیث روایت کی۔

تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

تشریح: ...... اس حدیث سے بھی بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کرنے کی اہمیت ثابت ہوئی، جو کہ باعث رحمت

وبرکت ہے اگر شروع میں بھول جائے تو جب یاد آئے بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلُهُ وَآخِرَهُ کہنا چاہیے۔

[2]..... بَابُ الدُّعَاءِ لِصَاحِبِ الطَّعَامِ إِذَا أُطْعَمَ

کھانا کھلانے والے کے لئے دعا کرنے کا بیان

2061۔ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُسْرٍ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ يَسِيرَةٌ قَالَ قَالَ أَبِي لِأُمِّي لَوْ صَنَعْتِ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا فَصَنَعَتْ ثَرِيدَةً وَقَالَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُ فَانْطَلَقَ أَبِي فَدَعَاهُ فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ عَلَى ذِرْوَتِهَا ثُمَّ قَالَ خُذُوا بِاسْمِ اللّٰهِ فَأَخَذُوا مِنْ نَوَاحِيهَا فَلَمَّا طَعِمُوا دَعَا لَهُمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي رِزْقِهِمْ.

(ترجمہ) عبداللہ بن بسر (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا۔ جو کچھ دن رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے۔ میرے والد نے امی جان سے کہا: کاش تم رسول اللہ ﷺ کے لئے کھانا بناؤ، چنانچہ والدہ صاحبہ نے ثرید بنایا، ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ وہ ثرید تھوڑا سا تھا، اس کے بعد میرے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (آپ تشریف لائے) اور اس کے بیچ کی چوٹی پر ہاتھ رکھا (یعنی برکت کی دعا کی) پھر فرمایا: اللہ کا نام لے کر شروع کرو، چنانچہ حاضرین نے کنارے کنارے سے کھانا شروع کیا جب وہ کھانے سے شکم سیر ہو گئے تو آپ نے ان کے لئے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! ان کی مغفرت فرما، ان پر رحم کر اور جو روزی تو نے ان کو عطا کی ہے، اس میں برکت نازل کر۔

تخریج اس روایت کی سند جید اور حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۲۰۴۲) ابوداود (۳۷۲۹) ترمذی (۳۵۷۶) ابن حبان (۵۲۹۷) ان محدثین نے اس دعا کو دوسرے سیاق سے ذکر کیا ھے۔

تشریح: ......اس حدیث سے کھانا کھلانے والے کے لئے دعا کرنے کا ثبوت ملا، چنانچہ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ.)) کہنا سنت ہے اور بھی دعائیں کہی جاسکتی ہیں جیسے: ((اَللّٰهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنَا وَاسْقِ مَنْ سَقَانَا.)) ترجمہ: ”اے اللہ جس نے مجھے کھانا کھلایا تو اسے کھانا دے اور جس نے مجھے پانی پلایا تو اسے پانی عطا کر“ نیز: ((وَافْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ.)) ترجمہ: ”تمہارے پاس روزے دار افطاری کریں، فرشتے تمہارے لئے دعا کریں اور اچھے نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں“۔ اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کا معجزہ بھی سامنے آیا تھوڑا سا ثرید اور اتنی برکت کہ سارے گھر کو کافی ہو گیا نیز بسم اللہ کی برکت بھی معلوم ہوئی اور صحابہ کرام کی رسول کریم ﷺ سے الفت ومحبت کا بھی اندازہ ہوا نیز یہ کہ دعوت کرنا اسلاف کرام کی عادات حسنہ میں سے ہے اور دعوت قبول کرنا سنت ہے چاہے چھوٹا بڑے کو دعوت دے۔ واللہ اعلم۔

ثرید روٹی شوربے اور گوشت وسبزی ملا ہوا ایک کھانا ہے جو عرب میں معروف خوش ذائقہ وزود ہضم ہوتا ہے اور بآسانی بنایا پکایا جاسکتا ہے۔

[3]..... بَاب الدُّعَاءِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الطَّعَامِ
کھانے سے فراغت کے بعد کی دعا کا بیان

2062۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْأَسَدِيُّ حَدَّثَنَا ثَوْرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفُورٍ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا .

(ترجمہ) ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب کھانے پینے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔ ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفُورٍ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى (عَنْهُ) رَبَّنَا .)) یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ایسی تعریف جو بہت پاکیزہ وبرکت والی ہیں ہم اس کھانے کا شکر ادا نہیں کر سکتے ۔ یہ ہمیشہ کے لئے رخصت نہ ہو جائے اور ہم اس سے مستغنی نہیں رہ سکتے (یعنی بغیر کھائے نہیں رہ سکتے) اے ہمارے رب! ہماری دعا قبول فرما۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند میں محمد بن القاسم کو محدثین نے کذاب کہا ہے لیکن یہ حدیث صحیح سند سے بخاری وغیرہ میں موجود ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٤٥٨) ابوداود (٣٨٤٩) ترمذی (٣٤٥٦) ابن ماجه (٣٢٨٤) ابن حبان (٥٢١٧) بيهقى فى الشعب (٦٠٣٨) وغيرهم۔

تشریح: ......کھانے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے متعدد دعائیں منقول ہیں جن میں سے ایک دعا یہ ہے جو اوپر مذکور ہے، اسی طرح ایک اور دعا ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَ وَسَقٰى وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا .)) ترجمہ: ”تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے کھلایا، پلایا اور کھانا ہضم کرنے کی طاقت بخشی اور اس کے فضلے کے نکلنے کا راستہ بنایا۔ اس کے علاوہ ہے جو بھی دعا صحیح سند سے ثابت ہو اللہ تعالیٰ کے شکر کے طور پر دعا ضرور کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾ ترجمہ: ”اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں زیادہ سے زیادہ نوازوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو (جان لو) میرا عذاب بڑا دردناک ہے“۔ (ابراهيم: ٧/١٣)
أعاذنا الله منه۔

[4]..... بَاب فِي الشُّكْرِ عَلَى الطَّعَامِ
کھانے کا شکر ادا کرنے کا بیان

2063۔ أَخْبَرَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي حُرَّةَ عَنْ عَمِّهِ عَنْ سِنَانِ بْنِ سَنَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ كَالصَّائِمِ الصَّابِرِ .

(ترجمہ) سنان بن سنہ (اسلمی رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھانا کھا کر شکر کرنے والا صبر کرنے والے روزے دار کی طرح ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابن ماجه (١٧٦٥) احمد (٣٤٣/٤) ابن حبان (٣١٥) موارد الظمآن (٩٥٢)۔

توضیح: ......یعنی جو شخص کھانا کھا کر رب کا شکر ادا کرے اس کے لئے صبر کرنے والے روزے دار کا سا ثواب واجر ہے۔ سبحان اللہ! رب کی کیا آسانی اور کیا عنایت ہے کھانا بھی کھائے اور روزے دار کا سا ثواب بھی ملے۔ شکر ادا کرنا کچھ مشکل نہیں۔ اس لئے غافل نہ رہنا چاہیے۔

[5]..... بَاب فِي لَعْقِ الْأَصَابِعِ
کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کا بیان

2064۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عِيسَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْعَقْ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ.

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھالے تو تین مرتبہ اپنی انگلیوں کو چاٹ لے۔ (تا کہ کھانے کا کوئی جزء انگلیوں میں لگا نہ رہ جائے)۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (٢٠٣٤) ابوداود (٣٨٤٥) ترمذی (١٨٠٣) طبرانی فی الاوسط (٣٦٢٠) مجمع الزوائد (٢٨/٥)۔

تشریح: ......کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا سنت ہے اور اس کے بڑے فوائد ہیں۔ سب سے اہم فائدہ اللہ کی نعمت پر اس کی شکر گزاری اور نبی کریم ﷺ کی تابعداری ہے جو فلاح دین ودنیا ہے۔ اطباء کا کہنا ہے ہاتھ کے مسامات سے جو رطوبت نکلتی ہے کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے سے وہ رطوبت کھانے کو ہضم کرنے میں مدومعاون ہے اور جراثیم کش ہے آج یہ سنت چھوٹی ہے تو لوگ طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

صحیح مسلم ودیگر کتب احادیث میں رسول اللہ ﷺ کا فعل مذکور ہے کہ آپ ﷺ کھانے کے بعد تین بار اپنی انگلیاں چاٹتے تھے مذکورہ بالا حدیث میں بصیغہ امریہ حکم ہے جو صحیح سند سے ہے اور وجوب کا درجہ رکھتا ہے، بنا انگلی چاٹے ہاتھ دھونا یا صاف کرنا رزق الٰہی کی بے حرمتی اور ناقدری وضیاع ہے۔

[6]..... بَاب فِي الْمِنْدِيلِ عِنْدَ الطَّعَامِ
کھانے کے بعد مندیل سے ہاتھ صاف کرنے کا بیان

2065۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَ أَصَابِعَهُ أَوْ يُلْعِقَهَا.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو ہاتھ چاٹنے

یا (کسی کو) چٹانے سے پہلے ہاتھ نہ پونچھے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٤٥٦) مسلم (٢٠٣١) ابوداود (٣٨٤٧) ابن ماجه (٣٢٦٩) ابویعلی (٢٥٠٣) ابن حبان (٥٢٥٢)۔

توضیح:...... یہاں اس روایت میں اور صحیح بخاری میں مندیل کا لفظ نہیں ہے لیکن صحیح مسلم میں ہے۔ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ بِالْمِنْدِيْلِ یعنی چاٹنے سے پہلے مندیل سے ہاتھ صاف نہ کرے۔ عربی میں مندیل کپڑے کے رومال کو کہتے ہیں جس کا اطلاق ٹشوز پیپرس وغیرہ پر بھی ہوتا ہے۔ جس کا استعمال کھانے کے بعد چکنائی وغیرہ دور کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انگلیاں چاٹ کر رومال سے ہاتھ صاف کرنے کا حکم دیا۔ ایک روایت ابوداود میں ہے کہ جو شخص سو جائے اور اس کے ہاتھ میں چکنائی لگی ہو اور دھو کر نہ سویا، اور اس کو تکلیف پہنچے تو اپنے آپ کو ملامت کرے۔ (٣٨٥٢) ابن ماجہ میں یہ اضافہ ہے کہ وہ نہیں جانتا کھانے کے کس ذرے میں برکت ہے۔

مذکورہ بالا حدیث سے مندیل سے ہاتھ صاف کرنے کا ثبوت معلوم ہوا نیز یہ کہ کھانے کے بعد ہاتھ ضرور دھونے چاہیے ورنہ ضرر پہنچنے کا خطرہ ہے۔ (دیکھئے حدیث رقم: ٢١٠٠) اور بیوی یا غلام کو چٹا دینا بھی رزق کے ضیاع سے بچنا ہے۔ جو دنیا دار قسم کے لوگ انگلی چاٹنا خلاف تہذیب سمجھتے ہیں وہ اتباع سنت سے اور اس کی حقیقت سے محروم ہیں اللہ ان کو ہدایت دے۔ آمین

[7]..... بَاب فِي لَعْقِ الصَّحْفَةِ

پلیٹ یا تھالی کو چاٹنے (صاف کردینے) کا بیان

2066۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْبَرَّاءُ هُوَ مُعَلَّى بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي أُمُّ عَاصِمٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا نُبَيْشَةُ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَأْكُلُ طَعَامًا فَدَعَوْنَاهُ فَأَكَلَ مَعَنَا ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ مَنْ أَكَلَ فِي قَصْعَةٍ ثُمَّ لَحِسَهَا اسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقَصْعَةُ.

(ترجمہ) ابوالیمان نے کہا: میری دادی ام عاصم (رحمہا اللہ تعالی) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام نبیشہ ہمارے پاس آئے، اس وقت ہم کھانا کھا رہے تھے، ہم نے ان کو دعوت دی اور وہ ہمارے ساتھ کھانے لگے پھر انہوں نے کہا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا: جو شخص بڑے تھال میں (یا پلیٹ میں) کھالے پھر اس کو چاٹ کر صاف کردے تو وہ پلیٹ (یا تھالی) اس کے لئے مغفرت کی دعا کرے گی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے۔ دیکھئے: ترمذی (١٨٠٤) ابن ماجه (٣٢٧١) احمد (٧٦/٥) بغوی (٢٨٢٧)۔

تشریح: ......اس حدیث میں جمادات کے دعا کرنے کا ذکر ہے جس سے مراد حقیقت بھی ہوسکتی ہے کیونکہ اللہ

تعالی ہر چیز پر قادر ہے اور اپنی نعمت کی قدردانی پر خوش ہو کر جمادات کو بھی قوت گویائی عطا فرمادے یہ اس کی نرالی شان ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ پلیٹ وتھالی کی دعا سے مراد یہ ہے کہ اس کو پونچھنا اس کے لئے مغفرت کا سبب ہوگا کیونکہ یہ عاجزی اور انکساری پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ اعلم

[8]..... بَاب فِي اللُّقْمَةِ إِذَا سَقَطَتْ

جب لقمہ گر جائے (تو کیا کریں؟)

2067- أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَقَطَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيَمْسَحْ عَنْهَا التُّرَابَ وَلْيُسَمِّ اللَّهَ وَلْيَأْكُلْهَا .

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اس سے مٹی کو صاف کردے اللہ کا نام لے اور اس کو کھالے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (٢٠٣٤) ابوداود (٣٨٤٥) ترمذی (١٨٠٤) ابن ماجہ (٣٢٧٩) احمد (٣/١٠٠، ١٧٧، ٢٩٠)۔

2068- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ كَانَ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ يَتَغَدَّى فَسَقَطَتْ لُقْمَتُهُ فَأَخَذَهَا فَأَمَاطَ مَا بِهَا مِنْ أَذًى ثُمَّ أَكَلَهَا فَجَعَلَ أُولَئِكَ الدَّهَاقِينُ يَتَغَامَزُونَ بِهِ فَقَالُوا لَهُ مَا تَرَى مَا يَقُولُ هَؤُلَاءِ الْأَعَاجِمُ يَقُولُونَ انْظُرُوا إِلَى مَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الطَّعَامِ وَإِلَى مَا يَصْنَعُ بِهَذِهِ اللُّقْمَةِ فَقَالَ إِنِّي لَمْ أَكُنْ أَدَعُ مَا سَمِعْتُ بِقَوْلِ هَؤُلَاءِ الْأَعَاجِمِ إِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ إِذَا سَقَطَتْ مِنْ أَحَدِنَا لُقْمَةٌ أَنْ يُمِيطَ مَا بِهَا مِنَ الْأَذَى وَأَنْ يَأْكُلَهَا .

(ترجمہ) حسن (بصری) نے کہا: معقل بن یسار (رضی اللہ عنہ) دوپہر کو کھانا کھا رہے تھے کہ ان کا لقمہ نیچے گر گیا جس کا انہوں نے کچرا صاف کیا، پھر اسے کھالیا تو کسان لوگ آنکھوں میں اشارے کرنے لگے لوگوں نے ان سے عرض کیا: آپ دیکھ رہے ہیں یہ عجمی لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ دیکھو ان کے سامنے کتنا کھانا موجود ہے پھر بھی اس لقمے کو اٹھا کر کیا کر رہے ہیں۔ معقل نے جواب دیا: میں ان عجمیوں کے کہنے کی وجہ سے چھوڑ نہیں سکتا جو میں نے سنا ہے ہم کو حکم دیا جاتا تھا کہ جب تم میں سے کسی کا لقمہ نیچے گر جائے تو اس میں جو کوڑا (وغیرہ) لگ جائے اس کو صاف کر کے کھالے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے کیونکہ حسن نے معقل سے سنا ہی نہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک صحیح سند سے موجود ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔ اس کا حوالہ دیکھئے: ابن ماجہ (٣٢٧٨) طبرانی ٢٠/٢٠٠ (٤٥٠، ٤٥١)۔

تشریح: ...... معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ میں حدیث شریف (پر عمل) کو نہ چھوڑوں گا گو یہ عجمی آفاقی

مجھ پر ہنسیں یا طعنہ زنی کریں یا برا کہیں۔سبحان اللہ! ہر مومن کو حدیث شریف اور سنت کی پیروی اسی طرح سے لازم ہے اگر چہ دنیا دار اس پر عمل کرنے کو برا جانیں یا طعن وتشنیع کریں یا ایذا دینے پر مستعد ہوں یا حقیر سمجھیں (وحیدی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اس سے گرد وغبار کو صاف کر کے کھالے الا یہ کہ صفائی ممکن نہ ہو۔

[9]..... بَاب الْأَكْلِ بِالْيَمِينِ
سیدھے ہاتھ سے کھانا کھانے کا بیان

2069- أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ.

(ترجمہ) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھائے اور پیئے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور پیئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔دیکھئے: مسلم (۲۰۲۰/۱۰۶) ابو داود (۳۷۷۶) ترمذی (۱۷۹۹) ابن ماجه (۳۲۶۶) ابویعلی (۵۵۶۸) ابن حبان (۵۲۲۶) الحمیدی (۶۴۸)۔

تشریح: ......اس حدیث میں بائیں ہاتھ سے کھانا شیطان کی صفت بتایا گیا ہے لہٰذا اس سے بچنا چاہیے شیطان کے نقش قدم پر چلنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

جو لوگ میزوں پر بیٹھ کر غیروں کی تقلید میں بائیں ہاتھ سے کھاتے ہیں اور اسی کو تہذیب سمجھتے ہیں وہ بھی شیطان ہی کے مقلد ہیں۔

2070- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

(ترجمہ) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس سند سے بھی مذکور بالا مفہوم کی حدیث مروی ہے۔

(تخریج) تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

2071- أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ أَبْصَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بُسْرَ بْنَ رَاعِي الْعِيرِ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ فَقَالَ كُلْ بِيَمِينِكَ قَالَ لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ قَالَ فَمَا وَصَلَتْ يَمِينُهُ إِلَى فِيهِ.

(ترجمہ) ایاس بن ابی سلمہ نے کہا: میرے والد نے مجھ سے حدیث بیان کی اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے بسر بن راعی العیر

کو دیکھا کہ وہ بایاں ہاتھ سے کھا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دایاں ہاتھ سے کھاؤ، اس نے کہا: مجھ سے نہیں ہوسکتا، فرمایا: اللہ کرے تجھ سے نہ ہوسکے (یعنی داہنے ہاتھ سے اگر جھوٹے ہو تو کبھی نہ کھاسکو) راوی نے کہا: پھر کبھی اس کا داہنا ہاتھ اس کے منہ تک نہ پہنچ سکا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۲۰۲۱) ابن حبان (۶۵۱۲، ۶۵۱۳) ابن ابی شیبه (۴۴۹۷) ۔

تشریح: ...... یہ اللہ تعالی کی طرف سے فرمان رسالت کو نہ ماننے کی فوری اور بھیانک سزا تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنت کی مخالفت کی بڑی سزا ہے جو اللہ تعالی دنیا میں بھی نشان عبرت کے طور پر دے سکتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النور: ۶۳/۱۸)

ترجمہ: ''یعنی جو لوگ آپ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیئے کہ فتنے میں نہ پڑ جائیں یا (آخرت میں) دردناک عذاب میں مبتلا ہو جائیں۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانا دایاں ہاتھ سے کھانا چاہیے۔ ہمارے نبی محمد ﷺ ہر کام دایاں ہاتھ سے کرتے تھے۔ کھانا، پینا، پہننا حتی کہ بال سنوارنے اور جوتا پہننے میں بھی سیدھی جانب سے شروع کرتے تھے۔ سعودی عرب میں اسی لئے گاڑیاں اور ٹریفک سیدھی جانب ہوتی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو شخص سنت کی مخالفت کرے اس کے لئے بددعا کی جاسکتی ہے۔ مذکورہ بالا شخص بسر کہا جاتا ہے کہ منافق تھا اور غرور و گھمنڈ میں اس نے کہا کہ میں سیدھے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اب تم سیدھے ہاتھ سے کھا بھی نہ سکو گے۔ یہ دعا بارگاہ الٰہی میں فوراً شرف قبولیت حاصل کر گئی اور بسر کا داہنا ہاتھ ہمیشہ کے لئے شل ہو کر نشان عبرت بن گیا۔ اللہ تعالی ہم سب کو متبع سنت بنائے اور سنت رسول کی مخالفت و عدم پیروی سے محفوظ رکھے۔ آمین

[10]..... بَابُ الْأَكْلِ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ
تین انگلیوں سے کھانے کا بیان

2072۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ الْمَدَنِيِّ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ وَلَا يَمْسَحُ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا .

(ترجمہ) کعب بن مالک (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نبی کریم ﷺ تین انگلیوں سے کھاتے اور اپنے ہاتھ چاٹنے سے پہلے صاف نہیں کرتے تھے۔ (یعنی صاف کرنے سے پہلے انہیں چاٹ لیتے تھے)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۲۰۳۲) ابو داود (۳۸۴۸) ابن حبان (۵۲۵۱) اس سند

میں ابومعاویہ کا نام محمد بن حازم ہے۔

2073- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ الْمَدَنِيِّ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ أَوْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ كَعْبٍ شَكَّ هِشَامٌ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْكُلُ بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ فَإِذَا فَرَغَ لَعِقَهَا وَأَشَارَ هِشَامٌ بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن کعب یا عبدالرحمٰن بن کعب نے شک ہشام بن عروہ کو ہوا - نے خبر دی، ان کے والد کعب (بن مالک رضی اللہ عنہ) نے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ اپنی تین انگلیوں سے کھاتے تھے، جب کھانے سے فارغ ہوتے تو انہیں چاٹ لیتے۔

ہشام بن عروہ نے تین انگلیوں کی طرف اشارہ کر کے سمجھایا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے اور عبداللہ وعبدالرحمٰن دونوں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں جو ثقات التابعین میں سے ہیں اس حدیث کا حوالہ اوپر گذر چکا ہے۔

تشریح: ......ان احادیث سے تین انگلیوں سے کھانا، انہیں چاٹنا، اور پھر صاف کرنا دھونا ثابت ہوا، جو لوگ انگلیاں چاٹنے کو خلاف تہذیب کہیں وہ اتباع سنت کی برکت ،رزق کی قدر و قیمت اور شکر الٰہی سے محروم ہیں۔ اللہ تعالی انہیں بصیرت عطا کرے اور اتباع سنت کی توفیق بخشے آمین۔

[11]..... بَاب فِي الضِّيَافَةِ

مہمان نوازی کا بیان

2074- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ صَدَقَةٌ.

(ترجمہ) ابوشریح الخزاعی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے۔ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے، اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے، اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت (خاطر ومدارات) کرے۔ مہمان داری ایک دن ایک رات (کی فرض) ہے اور مہمانی تین دن تک سنت ہے اس کے بعد (مہمان اگر رکا رہے اور میزبان اس پر کچھ خرچ کرے تو یہ) صدقہ ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن دوسری سند سے حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۶۰۱۹،

٦١٣٥) مسلم (٤٨) فی کتاب الایمان، ترمذی (١٩٦٧) ابن ماجه (٣٦٧٥) ابن حبان (٥٢٨٧) الحمیدی (٥٨٥) ابویعلی الموصلی (٦٢١٨)۔

2075۔ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنْ إِلَى جَارِهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ.

(ترجمہ) ابوشریح خزاعی نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوشخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہیے، اور جوشخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے، اور جوشخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ بھلی بات کہے ورنہ چپ رہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦١٣٦) مسلم (٤٨) وغیرهما کما مر آنفا۔

تشریح:......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایمان کی نشانی اور مومن کی صفات یہ ہیں کہ وہ پڑوسی کی عزت کرے خواہ وہ کسی بھی قبیلے اور مذہب سے تعلق رکھتا ہو اور فضول باتوں اور بکواس سے پرہیز کرے، مہمان نوازی کرے، جو حسن اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ہے نیز یہ کہ مہمان نوازی تین دن تک کی ہے اس سے زیادہ میزبان پر کوئی مہمان بوجھ نہ بنے بلکہ اپنا انتظام خود کرلے جیسا کہ بخاری وابن ماجہ کی روایت میں تصریح موجود ہے۔ اسی لئے مذکورہ بالا روایت میں بھی فرمایا: کہ تین دن سے زیادہ خاطر مدارات اگر میزبان کرتا ہے تو صدقہ ہے اور مہمان کو اس سے بچنا چاہیے۔ سبحان اللہ! اسلام کا کتنا پیارا نظام عدل ہے کہ پہلے مہمان نوازی کی تعلیم دی پھر مہمان کو بتادیا کہ میزبان پر بوجھ بھی نہ بنے (الحمدلله الذی هدانا لهٰذا)۔

2076۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْجُودِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُهَاجِرِ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ أَبِيْ كَرِيمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّمَا مُسْلِمٍ ضَافَ قَوْمًا فَأَصْبَحَ الضَّيْفُ مَحْرُومًا فَإِنَّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ نَصْرَهُ حَتَّى يَأْخُذَ لَهُ بِقِرَى لَيْلَتِهِ مِنْ زَرْعِهِ وَمَالِهِ.

(ترجمہ) ابوکریمہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوشخص بھی کسی قوم کا مہمان بنا (یعنی ان کے پاس مہمان بن کر آیا) اور صبح تک ویسے ہی بے نصیب رہا (یعنی کسی نے اس کی مہمان داری نہ کی) تو اس کی مدد کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے یہاں تک کہ وہ مہمان اپنی مہمانی اس قوم کی زراعت اور مال میں سے لے سکتا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٣٧٥١) ابن ماجه (٣٦٧٧) احمد (٤/ ١٣١، ١٣٣) مشکل الآثار للطحاوی (٤/ ٤٠) دارقطنی (٤/ ٢٨٧) ابن حبان (٥٢٨٨) اوربخاری (٣٤٦١) ومسلم (١٧٢٧) میں بھی اس کا شاہد موجود ہے۔

توضیح:......یعنی جن کا مہمان ہو ان کے مال وزر میں سے اس قدر بلا اجازت لے سکتا ہے جس میں اس کی آسودگی ہو، یہ حدیث ابتدائے اسلام کی ہے جب مہمانی واجب تھی لیکن اب سنت موکدہ اور اخلاق حسنہ کی نشانی ہے۔ اور مہمانی نہ کرنا بدخلقی، بے مروتی اور باعث شقاوت ہے۔ نیز وجوب صرف پہلی رات کے لئے ہے کیونکہ رات کو مسافر کو نہ کھانا مل سکتا ہے نہ بازار معلوم ہوتا ہے تو صاحب خانہ پر اس کے کھانے پینے کا سامان کر دینا واجب ہے البتہ دوسرے دن صبح کو اس پر مہمانی کرنا واجب نہیں کیونکہ مہمان دن کو سب سامان کر سکتا ہے یہ وجوب علماء کے ایک گروہ کے نزدیک اب بھی باقی ہے اور جمہور کہتے ہیں کہ وجوب منسوخ ہو گیا لیکن سنت ہونا اب بھی باقی ہے تو ایک دن رات مہمانی کرنا سنت موکدہ یعنی ضروری ہے اور تین دن مستحب ہے اور تین دن بعد پھر مہمانی نہیں اب مہمان کو لازم ہے کہ چل دیوے یا اپنے کھانے پینے کا اہتمام الگ کر لیوے میزبان پر بوجھ نہ ڈالے (وحیدی بتصرف)۔

[12]..... بَاب الذُّبَابِ يَقَعُ فِي الطَّعَامِ
کھانے میں مکھی گر جانے کا بیان

2077- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ أَنَّ عُبَيْدَ بْنَ حُنَيْنٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَقَطَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الْآخَرِ شِفَاءً.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مکھی تم میں سے کسی کے (کھانے) پانی میں گر جائے تو وہ پوری مکھی کو برتن میں ڈبو دے اور پھر اسے نکال کر پھینک دے کیونکہ اسکے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے پر میں شفا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (۳۳۲۰) ابوداود (۳۸۴٤)، ابن ماجہ (۳۵۰۵) ابویعلی (۹۸٦) ابن حبان (۱۲٤٦، ۱۲٤۷)۔

2078- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الْآخَرِ شِفَاءً.
قَالَ أَبُو مُحَمَّد قَالَ غَيْرُ حَمَّادٍ ثُمَامَةُ عَنْ أَنَسٍ مَكَانَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَوْمٌ يَقُولُونَ عَنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَحَدِيثُ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ أَصَحُّ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب مکھی تم میں سے کسی کے برتن میں پڑ جائے تو پوری مکھی کو برتن میں ڈبو دے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفاء ہے۔
امام دارمی نے فرمایا: حماد (بن سلمہ) کے علاوہ رواۃ سے ابوہریرہ کی جگہ بطریق ثمامہ عن انس مروی ہے دیگر رواۃ نے

بطریق قعقاع عن ابی ہریرہ روایت کیا ہے اور پہلی حدیث جو عبید بن حنین سے مروی ہے وہ سب سے زیادہ صحیح ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند میں انقطاع ہے کیونکہ ثمامہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا لیکن حدیث صحیح ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہے۔مزید حوالہ کے لئے دیکھئے: بخاری (٥٧٨٢) ابوداود (٣٨٤٤)۔

تشریح: ...... مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بے خون کے حشرات اگر کھانے پانی میں گر جائیں تو وہ ناپاک نہیں ہوتے مکھی مچھر کو نکال کر کھا پی سکتے ہیں۔ابوداود میں ہے کہ مکھی جب گرتی ہے تو اپنے اس بازو یا پر کے بل گرتی ہے جس میں بیماری ہے سوتم پوری مکھی کو اس میں ڈبو دو۔

بہت سی اشیاء اللہ پاک نے اس کثرت سے پیدا کی ہیں جن کی افزائش نسل کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے ایسی جملہ اشیاء نسل انسانی کی صحت کے لئے مضر ہیں۔ دوسرا پہلو ان میں نفع کا بھی ہے ان میں سے ایک مکھی بھی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بالکل حق اور مبنی برصداقت ہے جو صادق المصدوق ہیں اس میں مکھی کے ضرر کو دفع کرنے کے لئے علاج بالضد بتلایا گیا ہے موجودہ فن حکمت (طب) میں علاج بالضد کو صحیح تسلیم کیا گیا ہے۔پس صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ (کے کہنے کے سوا چارہ نہیں) (راز رحمہ اللہ)

[13]..... بَاب الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ

اس کا بیان کہ مومن ایک آنت میں کھانا کھاتا ہے

2079۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن دوسری اسانید سے یہی حدیث صحیح اور متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٢٩٣) مسلم (٢٠٦١)۔

2080۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . و حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . و حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

(تخریج) یہ حدیث کئی طرق سے مروی ہے جیسا کہ سند مذکور سے ثابت ہے لیکن ان طرق میں ضعف ہے مگر حدیث صحیح ہے اور آخری طریق حسن ہے۔ جیسا کہ ابھی گزرا ہے حوالہ دیکھئے: بخاری (٥٣٩٦،٥٣٩٤) مسلم (٢٠٦٨) ترمذی (١٨١٨) ابویعلی (٢٠٦٩) ابن حبان (١٦١)

تشریح:...... حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مومن کم کھاتا ہے اور کافر بہت کھاتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: دوسری روایت میں ہے کہ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمائی جب آپ نے ایک کافر کی دعوت کی اور وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا پھر دوسرے دن جب مسلمان ہوگیا تو صرف ایک بکری کا دودھ پیا اور دوسری بکری کا دودھ پورا نہ پی سکا ۔قاضی عیاض نے کہا: یہ حدیث اسی معین شخص کے بارے میں ہے (دوسروں پر منطبق نہ ہوگی۔ واللہ اعلم) اور طبیبوں نے کہا: ہر آدمی کی سات آنتیں ہیں۔ ایک معدہ، تین آنتیں، باریک (چھوٹی) اور تین موٹی تو کافر حرص کی وجہ سے سب کو بھرنا چاہتا ہے اور مومن کو ایک ہی بھرنا کافی ہے۔ اور بعض نے کہا کہ سات آنتیں سے سات بری صفتیں مراد ہیں، حرص اور طمع، امید اور فساد اور حسد، موٹاپا اور لالچ وغیرہ (وحیدی)۔

اس حدیث میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ مومن بقدر حاجت کھائے لذت وعیش کے لئے نہ کھائے بلکہ لذت وعیش کو آخرت کے لئے اٹھا رکھے۔

[14]..... بَاب طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ

اس کا بیان کہ ایک آدمی کا کھانا دو کو کافی ہوتا ہے

2081- أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ وَطَعَامُ الِاثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي ثَمَانِيَةً .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی کا کھانا دو آدمی کو کافی ہوتا ہے اور دو آدمی کا کھانا چار آدمی کو کفایت کرتا ہے اور چار کا آٹھ آدمیوں کو کافی ہوتا ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (٢٠٥٩) ابن ماجہ (٣٢٥٤) ابویعلی (١٩٠٢) ابن حبان (٥٢٣٧)۔

تشریح:...... جس مومن کا ایمان کامل ہوتا ہے تو اس کی برکت ایسی ہوتی ہے کہ اس میں سے حرص وطمع بالکل نکل جاتی ہے اور دل اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے وہ لامحالہ کھانا کھاتا ہے اور کم خوری کو عمدہ سمجھتا ہے اور کافر وفاسق اور بعض عوام مومنین کا جن کا نور ایمان پورا نہیں ان کا یہ حال ہے کہ وہ ہر وقت پیٹ بھر کھانا ضروری سمجھتے ہیں بلکہ ناکوں ناک کھانا کھاتے ہیں کہ عبادت اور شب بیداری کی بالکل طاقت نہیں رہتی۔ بعض نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ کافر کے ساتھ شیطان بھی کھاتا ہے تو وہ زیادہ کھانا کھا جاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا اور مسلمان اللہ کا نام لیکر کھاتا ہے شیطان اس کے ساتھ

نہیں کھاتا تو کم کھانے میں سیر ہو جاتا ہے۔ (وحیدی)

[15]..... بَاب فِي الَّذِي يَأْكُلُ مِمَّا يَلِيهِ

جو شخص اپنے آگے سے کھاتا ہے اس کا بیان

2082- أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ سَمِّ اللَّهَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ .

(ترجمہ) عمر بن ابی سلمہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا: اللہ کا نام لو اور اپنے آگے سے کھاؤ۔

(تخریج) یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ اور (۲۰۵۸) پر گذر چکی ہے۔ کسی دوسرے کے سامنے سے کھانا بے ادبی شمار ہوتا ہے۔ اگر کھانا مختلف ہو تو دوسرے کے سامنے سے اٹھایا جا سکتا ہے۔

[16]..... بَاب النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ وَسَطِ الثَّرِيدِ حَتَّى يَأْكُلَ جَوَانِبَهُ

کناروں سے کھانے سے پہلے ثرید کو بیچ میں سے کھانے کی ممانعت کا بیان

2083- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أُتِيَ بِجَفْنَةٍ أَوْ قَالَ قَصْعَةٍ مِنْ ثَرِيدٍ فَقَالَ كُلُوا مِنْ حَافَاتِهَا أَوْ قَالَ جَوَانِبِهَا وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ وَسَطِهَا فَإِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ فِي وَسَطِهَا .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ثرید سے بھرا ہوا ایک پیالہ (تھالی) لایا گیا تو آپ نے فرمایا: اس کے کناروں سے کھاؤ بیچ میں سے نہ کھاؤ کیونکہ برکت بیچ میں نازل ہوتی ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابو داود (۳۷۷۲) ترمذی (۱۸۰۵) ابن ماجہ (۳۲۷۷، ۳۲۷۵) ابن حبان (۵۲۴۵) الموارد (۱۳۴۶) الحمیدی (۵۳۹)۔

تشریح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اکٹھے ایک جگہ بیٹھ کر کھانا چاہیے اپنے سامنے اور کنارے سے کھانا کھانا آداب طعام میں سے ہے، نیز رسول اللہ ﷺ کے ہدیہ تحفہ کو قبول کرنے سے آپ کی تواضع اور خوش خلقی ثابت ہوئی اور یہ کہ اسلامی آداب طعام کی رعایت کی جائے تو کھانے میں برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ واللہ اعلم

[17]..... بَاب النَّهْيِ عَنْ أَكْلِ الطَّعَامِ الْحَارِّ

گرم کھانا کھانے کی ممانعت کا بیان

2084- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ قُرَّةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا أُتِيَتْ بِثَرِيدٍ أَمَرَتْ بِهِ فَغُطِّيَ حَتَّى يَذْهَبَ فَوْرَةُ دُخَانِهِ وَتَقُولُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ هُوَ أَعْظَمُ لِلْبَرَكَةِ .

(ترجمہ) اسماء بنت ابی بکر (رضی اللہ عنہا) کے پاس جب ثرید لایا جاتا تو وہ حکم دیتی تھیں کہ اسے ڈھانپ دیا جائے یہاں تک کہ اس کا ابھال اور بھاپ وغیرہ ختم ہوجائے (یعنی ٹھنڈا ہوجائے) اور وہ کہتی تھیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: یہ (یعنی ٹھنڈا کر کے کھانا) بہت زیادہ برکت کا سبب ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابن حبان (٥٢٠٧) موارد الظمآن (١٣٤٤).

تشریح: ......اس روایت سے کھانا ٹھنڈا کر کے کھانا ثابت ہوا اور ٹھنڈا کھانے کا مطلب یہ نہیں کہ فریج میں رکھ کر کھایا جائے بلکہ فوراً چولہے سے اترا ہوا کھانا نہ کھانا چاہیے کیونکہ اس سے ضرر پہنچنے کا بھی خطرہ ہے اور عدم برکت کی خبر ہے اردو میں مثل مشہور ہے کہ ٹھنڈا کر کے کھانا چاہیے یعنی کھانے اور کسی بھی کام میں عجلت مناسب نہیں۔ واللہ اعلم۔

[18]..... بَاب أَيُّ الْإِدَامِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسا سالن بہت پسند تھا

2085- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ أَبُوْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِيْ ذَاتَ يَوْمٍ إِلَى مَنْزِلِهِ فَقَالَ هَلْ مِنْ غَدَاءٍ أَوْ مِنْ عَشَاءٍ شَكَّ طَلْحَةُ قَالَ فَأَخْرَجَ إِلَيْهِ فِلَقًا مِنْ خُبْزٍ فَقَالَ أَمَا مِنْ أُدْمٍ قَالُوا لَا إِلَّا شَيْءٌ مِنْ خَلٍّ فَقَالَ هَاتُوْهُ فَنِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ . قَالَ جَابِرٌ فَمَا زِلْتُ أُحِبُّ الْخَلَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ . فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ فَمَا زِلْتُ أُحِبُّهُ مُنْذُ سَمِعْتُهُ مِنْ جَابِرٍ .

(ترجمہ) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور فرمایا: دوپہر یا شام کے کھانے کو کچھ ہے؟ یہ شک طلحہ کو ہوا۔ جابر نے کہا: آپ کے لئے روٹی کے کچھ ٹکڑے پیش کئے گئے، فرمایا: کوئی سالن بھی ہے؟ عرض کیا سرکہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ فرمایا: لے آؤ (خل) سرکہ تو بڑا اچھا سالن ہے۔

جابر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (سرکے کی تعریف کو) سنا اس وقت سے ہمیشہ سرکہ کو پسند کرتا ہوں۔

ابوسفیان (راوی الحدیث) نے کہا: میں نے جب سے جابر سے سنا سرکہ کو ہمیشہ پسند کرتا ہوں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (٢٠٥٢) ابوداود (٣٨٣١) ترمذی (١٨٣٩) نسائی (٣٨٠٥) الطیالسی (١٦٦٨)، ابویعلی (١٩٨٢) ۔

2086- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ نِعْمَ الْإِدَامُ أَوْ نِعْمَ الْأُدْمُ الْخَلُّ .

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سرکہ بہترین سالن ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۲۰۵۱) ترمذی (۱۸۴۰) ابن ماجه (۳۳۱٦) ابو یعلی (٤٤٤٥)۔

تشریح: ......ادام یا ادم عربی زبان میں سالن کو کہتے ہیں جس سے روٹی تر کر کے کھائی جاتی ہے ان دونوں حدیثوں میں نبی کریم ﷺ کا طرز معاشرت اور خندہ پیشانی وتواضع ظاہر ہوتی ہے اور تنگی وعدم فراوانی کا پتہ لگتا ہے۔ گھر آ کر کھانا طلب کرتے ہیں کچھ نہیں ملتا روٹی کے چند ٹکڑے ہیں اور پانی کا سرکہ ہے اسی کو تناول فرماتے ہیں کبھی نمک سے بھی روٹی کھالیتے ہیں لیکن جبین اطہر پر شکن تک نہیں آتی خوش ہوکر جو میسر آیا کھالیا اور اللہ کا شکر ادا کیا یہی نہیں بلکہ اللہ کی اس نعمت کی (سرکہ کی) تعریف بھی کرتے ہیں کہ بہت اچھا سالن ہے ایسے لوگوں کے لئے اس میں عبرت ہے جو سالن میں کمی زیادتی پر اپنی بیوی بچیوں اور بہو پر ناراض ہوتے اور لڑتے جھگڑتے کھانا تک پھینک دیتے ہیں۔ دیکھئے اپنے پیارے نبی کا سلوک اور طرز معاشرت کتنا پیارا اور قابل عمل اسوہ ونمونہ تھا۔ فداہ ابی وامی ﷺ تسلیما کثیرا۔

کہا جاتا ہے کہ سرکہ کی تعریف آپ ﷺ نے دو وجہ سے کی اول تو سرکہ کم خرچ میں تیار ہو جاتا ہے اور اس کے لئے زیادہ سامان بھی درکار نہیں۔ ایک بار بنا لینا مدت تک کفایت کرتا ہے۔ دوسرے طبی لحاظ سے سرکہ طارد بلغم ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں راویان حدیث کی سنت سے محبت بھی معلوم ہوئی کہ جابر وابوسفیان نے جب سے سنا سرکہ ان کے نزدیک محبوب ترین ہوگیا۔ اللہ تعالی ہم سب کو بھی اس چیز سے محبت کی توفیق بخشے جو ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ کو محبوب تھی۔

[19]..... بَاب فِي الْقَرْعِ

لوکی اور کدو کا بیان

2087- أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِمَرَقَةٍ فِيهَا دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ فَرَأَيْتُهُ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ يَأْكُلُهُ.

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ کی خدمت میں (روٹی) شوربا پیش کیا گیا جس میں کدو اور بھنا ہوا گوشت تھا، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا، آپ کدو کے قتلے تلاش کر کے تناول فرما رہے تھے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۰۹۲) مسلم (۲۰٤۱) ابوداود (۳۷۸۲) ترمذی (۱۸۵۰) ابن حبان (٤٥۳۹)۔

2088- أَخْبَرَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ الْقَرْعُ قَالَ فَقُدِّمَ إِلَيْهِ فَجَعَلْتُ أَتَنَاوَلُهُ وَأَجْعَلُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ.

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نبی کریم ﷺ لوکی پسند فرماتے تھے۔ آپ کے سامنے وہ پیش کی گئی تو میں اٹھا اٹھا کر آپ کے سامنے رکھتا تھا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے، تخریج اوپر گذر چکی ہے۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ ایک خیاط نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی تو آپ کے سامنے روٹی وشوربہ پیش کیا جس میں کدو اور بھنا ہوا گوشت تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کناروں سے کدو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر کھا رہے ہیں مجھے اسی دن سے کدو سے محبت ہوگئی۔

تشریح: ......لوکی اور کدو مشہور سبزیاں ہیں اور ان کی بڑی عمدہ ترکاری وسالن بنتا ہے، لمبا کدو سرد تر اور دافع تپ وخفقان ہے اور دافع حرارت وخشکی بدن ہے قبض بواسیری کو دفع کرتا ہے، پیٹھے کی بھی یہی خاصیت ہے گو کدو کھانا دین کا کام نہیں کہ اس کی محبت لازم ہو مگر رسول اللہ ﷺ کی محبت اس کو مقتضی ہے کہ ہر مسلمان کدو سے رغبت رکھے جیسے انس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ (وحیدی)۔

اس حدیث میں خیاط درزی کا کھانا ودعوت قبول کرنا ثابت ہوا نیز نبی کریم ﷺ کی تواضع اور خاکساری کہ معمولی سبزی بھی بڑے چاؤ اور رغبت سے تناول فرمالی۔ بعض لوگوں کے لئے اس میں عبرت ہے جن کا دعوت میں گوشت مرغی کے بغیر نوالہ حلق سے نہیں اترتا، واللہ اعلم

[20]..... بَاب فِي فَضْلِ الزَّيْتِ
زیتون کے تیل کی فضیلت کا بیان

2089۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَطَاءٍ وَلَيْسَ بِابْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ أَبِي أَسِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلُوا الزَّيْتَ وَائْتَدِمُوا بِهِ وَادَّهِنُوا بِهِ فَإِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ .

(ترجمہ) ابواسید انصاری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زیتون کا تیل کھاؤ بیشک وہ بابرکت ہے، اور اس سے سالن بناؤ، اس کا تیل لگاؤ کیونکہ وہ برکت والے درخت سے ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۱۸۵۲، ۱۸۵۳) ابن ماجہ (۳۳۱۹، ۳۳۲۰) نسائی فی الکبری (۶۶۰۳) احمد (۴۹۷/۳) طبرانی (۵۹۷) الحاکم (۳۹۷/۲) بغوی فی شرح السنہ (۲۸۷۰)۔

تشریح: ......اس حدیث میں زیت یعنی مطلق تیل کا ذکر ہے لیکن اس سے مراد زیت زیتون یا روغن زیتون ہے جس کا استعمال کھانے پینے اور سر وبدن میں لگانے کیلئے ہوتا ہے، زیتون کے تیل کے بڑے فوائد ہیں اس کا ذکر اللہ تعالی نے قرآن پاک کے سورہ نور میں کیا ہے کہ وہ برکت والے درخت سے ہے۔ دیکھئے: آیت نمبر ۳۵۔

[21]..... بَاب فِي أَكْلِ الثُّومِ
لہسن کھانے کا بیان

2090۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ

فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِى الثُّومَ فَلَا يَأْتِيَنَّ الْمَسَاجِدَ .

(ترجمہ)ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر میں فرمایا: جو شخص اس پودے (یعنی لہسن) کو کھالے وہ ہماری مسجدوں میں بالکل نہ آئے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۸۵۳) مسلم (۵۶۱) ابوداود (۳۸۲۵) ابن حبان (۲۰۸۸) ابوعوانہ (۱/ ۴۱۰) ابن خزیمہ (۱۶۶۱)۔

تشریح: ...... کچے لہسن اور پیاز میں جو بو ہوتی ہے وہ رسول اللہ ﷺ کو سخت ناپسند تھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کچا لہسن پیاز کھا کر مسجد نہ جانا چاہیے اسی طرح کسی بھی بدبودار چیز کو مسجد میں لے جانا یا اس کے کھانے یا پینے کے بعد مسجد میں جانا ممنوع ہے وجہ صاف ظاہر ہے کہ لوگ اس کی بدبو سے تکلیف محسوس کریں گے اور پھر مسجد ایک پاک اور مقدس جگہ ہے جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ آج کل بیڑی سگریٹ نوشی جو کہ حرام ہے اور اس کے بعد مسجد میں آنا اور بھی بری اور بڑی خلاف ورزی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرشتوں کو بھی اس بدبودار چیز سے تکلیف واذیت ہوتی ہے جن سے انسان کو اذیت و پریشانی ہوتی ہے۔ ہاں پیاز لہسن پکا کر سالن میں ڈالنا اور کھانا جائز ہے جبکہ ابال یا پکا کر اس کی بدبو زائل کر دی جائے۔ واللہ اعلم۔

2091- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أُمَّ أَيُّوبَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ نَزَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَتَكَلَّفْنَا لَهُ طَعَامًا فِيهِ شَيْءٌ مِنْ بَعْضِ هٰذِهِ الْبُقُولِ فَلَمَّا أَتَيْنَاهُ بِهِ كَرِهَهُ وَقَالَ لِأَصْحَابِهِ كُلُوهُ فَإِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ إِنِّي أَخَافُ أَنْ أُوذِيَ صَاحِبِي .

قَالَ أَبُو مُحَمَّد إِذَا لَمْ يُؤْذِ أَحَدًا فَلَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ .

(ترجمہ)ام ایوب (رضی اللہ عنہا) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں تشریف فرما ہوئے تو ہم نے بڑے اہتمام سے آپ کے لئے کھانا بنایا جس میں کچھ سبزیاں تھیں (لہسن پیاز وغیرہ) جب ہم نے وہ کھانا آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے پسند نہ فرمایا اور اپنے صحابہ سے فرمایا: تم لوگ کھالو میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے خوف ہے کہ میرے ساتھی (جبریل یا کراما کاتبین) کو اذیت میں مبتلا کردوں۔ امام دارمی نے کہا: جب کسی کو تکلیف نہ ہو یعنی لہسن پیاز سے اذیت نہ پہنچے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ یعنی پکا ہوا کھانا جائز ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۱۸۱۱) ابن ماجہ (۳۳۶۴) ابن خزیمہ (۱۶۷۱) مجمع الزوائد (۸۰۱۶-۸۰۲۶) وغیرہم۔

تشریح: ...... صحیحین میں اس سیاق کی اور بھی متعدد احادیث ہیں جن میں واضح طور پر حکم دیا گیا ہے کہ جو شخص لہسن پیاز اور کراث (گندنا) کھائے وہ ہماری مسجدوں سے قریب نہ ہو، دور رہے۔ مقصد ان احادیث سے یہی ہے کہ ان چیزوں

کو کچا کھانے سے منہ میں جو بدبو پیدا ہوجاتی ہے وہ دوسرے نمازیوں کے لئے تکلیف دہ ہے لہٰذا ان چیزوں کے کھانے والوں کو چاہیے کہ جس طور پر ممکن ہو ان کی بدبو کا ازالہ کر کے مسجد میں آئیں، بیڑی، سگریٹ، حقہ، تمبا کو وغیرہ کے لئے بھی یہی حکم ہے (راز)۔

[22]..... بَاب فِي أَكْلِ الدَّجَاجِ
مرغی کھانے کا بیان

2092- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ الْقَاسِمِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِيْ مُوْسَى فَقُدِّمَ طَعَامُهُ فَقُدِّمَ فِي طَعَامِهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللّٰهِ أَحْمَرُ فَلَمْ يَدْنُ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ مُوسَى ادْنُ فَإِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ مِنْهُ.

(ترجمہ) زہدم الجرمی نے کہا: ہم ابوموسی (اشعری رضی اللہ عنہ) کے پاس بیٹھے تھے کہ ان کا کھانا پیش کیا گیا جس میں مرغی کا گوشت تھا۔ حاضرین میں سے ایک شخص سرخ بنوتیم اللہ میں سے بھی تھا وہ قریب نہ آیا، ابوموسی نے اس سے کہا: قریب آ جاؤ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کھاتے دیکھا ہے۔

(**تخریج**) دیکھئے: بخاری (٥٥١٨) مسلم (١٦٤٩) ترمذی (١٨٢٦) نسائی (٤٣٥٧) ابن حبان (٥٢٢٢) الحمیدی (٧٨٣، ٧٨٤)۔

توضیح: ...... یہ حدیث متفق علیہ ہے جس سے ثابت ہوا کہ مرغی کھانا جائز ہے کیونکہ اس کی کل غذا نجاست نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مرغی کا گوشت تناول فرمایا ہے۔ بخاری شریف میں یہ حدیث اور تفصیل سے ہے۔ بنوتیم اللہ کے اس سرخ وسفید شخص نے کہا: میں نے دیکھا کہ مرغی گندگی کھا رہی تھی تو قسم کھالی کہ مرغی نہ کھاؤں گا۔ ابوموسی رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم توڑ دو اور کھالو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم بھی توڑتے دیکھا ہے (او کما قال)

2093- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ عَنْ أَبِي مُوْسٰى أَنَّهُ ذَكَرَ الدَّجَاجَ فَقَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُهُ.

(ترجمہ) ابوموسی (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے۔ انہوں نے مرغی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغی کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی تخریج وتشریح گذر چکی ہے جس سے مرغی حلال اور اس کا کھانا جائز ہوا گرچہ وہ نجاست بھی کھالیتی ہے لیکن دوسری پاک چیزیں بھی کھاتی ہے اس لئے اس کا گوشت کھانا درست ہے البتہ جو مرغی نری نجاست ہی کھائے اس کو کھانے میں اختلاف ہے۔ موجودہ دور میں فارم کی مرغیوں کو اچھا صاف ستھرا دانہ پانی کھلایا جاتا ہے اس لئے مرغا مرغی کھانے میں کوئی قباحت نہیں۔ واللہ اعلم۔

[23]..... بَاب مَنْ كَرِهَ أَنْ يُطْعِمَ طَعَامَهُ إِلَّا الْأَتْقِيَاءَ

اس کا بیان کہ اپنا کھانا متقی پرہیز گار کے علاوہ کوئی نہ کھائے

2094- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ غَيْلَانَ أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ قَيْسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ أَوْ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَا تَصْحَبْ إِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ.

(ترجمہ)ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: نہ صحبت میں رہ مگر مؤمن کی، اور نہ کھاوے کھانا تیرا مگر متقی۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔دیکھئے: ابوداود (٤٨٣٢) ترمذی (٢٣٩٥) ابویعلی (١٣١٥) ابن حبان (٥٥٤، ٥٢٥٥) الموارد (٢٠٤٩)۔

تشریح: ......خطابی نے کہا: اس حدیث سے مراددعوت (ولیمہ وغیرہ) کا کھانا ہے ضرورت کا کھانا نہیں، حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بدکاروں کی صحبت میں نہ رہو نہ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھو، ورنہ ان کی عادتیں تم پر اثر انداز ہونگی لہٰذا ان سے دور رہو اور متقی و پرہیز گار لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

واللہ اعلم اس معنی کی اور بھی متعدد احادیث کتب حدیث میں مروی ہیں۔

[24].....بَاب مَنْ لَمْ يَرَ بَأْسًا أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الشَّيْئَيْنِ

اس کا بیان کہ دو قسم کا کھانا کھانے میں کوئی حرج یا برائی نہیں

2095- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ.

(ترجمہ)عبداللہ بن جعفر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے۔انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو تازہ کھجور ککڑی کے ساتھ کھاتے دیکھا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔دیکھئے: بخاری (٥٤٤٠، ٥٤٤٩) مسلم (٢٠٤٣) ابوداود (٣٨٣٥) ترمذی (١٨٤٤) ابن ماجه (٣٣٢٥) ابویعلی (٦٧٩٨) الحمیدی (٥٥٠) الطیالسی (١٦٦٩)۔

تشریح: ......اس حدیث سے ایک ساتھ کئی قسم کا کھانا ترکاری کھانے کا ثبوت ملا، ابن ماجہ (٣٣٢٤) کی روایت

کا مفہوم ہے۔ کہ ککڑی کھجور کے ساتھ بدن کو موٹا کرتی ہے اور مزیدار بھی ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ککڑی ٹھنڈی اور کھجور گرم ہے اور ایک دوسرے کی مصلح یعنی کھجور کی گرمی وشدت ککڑی اور کھیرے سے معتدل ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

[25]..... بَاب النَّهْيِ عَنِ الْقِرَانِ
دو کھجور ایک ساتھ کھانے کی ممانعت کا بیان

2096۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَأَصَابَتْنَا سَنَةٌ فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُ التَّمْرَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا وَيَقُولُ لَا تُقَارِنُوْا فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْقِرَانِ إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ أَخَاهُ.

(ترجمہ) جبلہ بن سحیم نے کہا: ہم مدینہ میں تھے کہ ایک سال قحط کا سامنا کرنا پڑا (اس وقت) عبداللہ بن الزبیر (رضی اللہ عنہما) ہمیں (راشن کے طور پر) کھجوریں دیا کرتے تھے۔ ہمارے پاس سے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) گذرتے تو فرماتے تھے۔ دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر نہ کھاؤ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر کھانے سے منع کیا ہے سوائے اس صورت کے کہ ساتھ کھانے والے سے اجازت لے لے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲٤٥٥،٥٤٤٦) مسلم (۲۰٤٥) ابوداود (۳۸۳٤) ترمذی (۱۸۱٤) ابن ماجہ (۳۳۳۱) ابویعلی (٥۷۳٦)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک ساتھ دو کھجور کھانا منع ہے اور یہ ممانعت اس وقت ہے جب دوسرے بھی ساتھ کھا رہے ہوں کیونکہ یہ ادب کے خلاف اور غیر مناسب ہے اور دوسرے کے ساتھ حق تلفی ہے ہاں اگر دوسرے حضرات بھی ایک ساتھ دو کھجور کھائیں یا اس کی اجازت دے دیں تو کوئی حرج نہیں۔ بعض علماء نے دو کھجور ایک ساتھ کھانے کو حرام اور بعض نے مکروہ کہا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

[26]..... بَاب فِي التَّمْرِ
کھجور کی فضیلت کا بیان

2097۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ طَحْلَاءَ عَنْ أَبِي الرِّجَالِ عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَا عَائِشَةُ بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيهِ جِيَاعٌ أَهْلُهُ أَوْ جَاعَ أَهْلُهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

(ترجمہ) ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) نبی کریم ﷺ کی بیوی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! جس گھر میں کھجور نہ ہو اس گھر کے لوگ بھوکے ہیں۔ ایسا دو یا تین بار آپ نے فرمایا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۲۰٤٦) ابوداود (۳۸۳۱) ابن حبان (٥۲۰٦)۔

تشریح: ...... جو گھر کھجور سے خالی ہو ان کو آسودگی نہیں، ایسا آپ ﷺ نے اہل مدینہ کے حق میں فرمایا جن کی غذا کھجور تھی، آج جدید سائنس وطب حدیث سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کھجور کے اندر بھرپور غذائیت اور ایک کیمیاوی مادہ پایا جاتا ہے جو زہر تک کا تریاق ہے اور یہ انسانی جسم کو وٹامنز سے بھر دیتی اور جسم کو فربہ کرتی ہے، جنسی قوت بڑھاتی ہے، طب یونانی میں معجون خرما بہت مشہور ہے۔

2098۔ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا يَجُوعُ أَهْلُ بَيْتٍ عِنْدَهُمُ التَّمْرُ.

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسے گھر والے بھوکے نہیں رہ سکتے جن کے گھر میں کھجور موجود ہو۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (٢٠٤٦) ابوداود (٣٨٣٠) ترمذی (١٨١٥) ابن ماجه (٣٣٢٧)۔

2099۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ أُهْدِيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ تَمْرٌ فَأَخَذَ يُهَدِّيهِ وَقَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ تَمْرًا مُقْعِيًا مِنَ الْجُوعِ.

قَالَ أَبُو مُحَمَّد يُهَدِّيهِ يَعْنِي يُهْدِي هَاهُنَا وَهَاهُنَا.

(ترجمہ) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کھجور ہدیہ کی گئیں تو آپ نے ادھر ادھر (یعنی پاس پڑوس میں) تقسیم کر دیں، انس نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ بھوک کی وجہ سے اکڑوں بیٹھ کر کھجور تناول فرما رہے تھے۔ ابومحمد دارمی نے کہا: يُهَدِّيه کا مطلب ہے اس کھجور کو ادھر ادھر بھیج دیا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے مسلم (٢٠٤٤، ٢٠٤٦) ابوداود (٣٧٧١) ترمذی فی الشمائل (١٤٤) نسائی فی الکبریٰ (٦٧٤٤)۔

تشریح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانا اکڑوں یا ایک پیر پر بیٹھ کر کھانا چاہیے، اس طرح سے زیادہ نہیں کھایا جاتا اور پیٹ نہیں نکلتا ہے، اس سے نبی کریم ﷺ کی تواضع بھی معلوم ہوئی کہ دنیا داروں کی طرح پھیل اور پالتی مار کر نہیں کھاتے تھے اور ہدیہ قبول فرما لیتے تھے اور خود بھی دوسروں کو ہدیہ تحفہ دیتے تھے لے لے کر اپنے لئے ہی رکھتے نہ تھے۔ (فداہ ابی وامی ﷺ)۔

[27]..... بَاب فِي الْوُضُوءِ بَعْدَ الطَّعَامِ

کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کا بیان

2100۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ

نَامَ وَفِي يَدِهِ رِيحُ غَمَرٍ فَعَرَضَ لَهُ عَارِضٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سو جائے اور اس کے ہاتھ میں چکنائی کی مہک ہو (یعنی بنا دھوئے سو جائے) پھر اس کو کچھ نقصان پہنچ جائے تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٣٨٥٢) ترمذی (١٨٦٠) ابن حبان (٥٥٢١) موارد الظمآن (١٣٥٤)۔

توضیح: ......یعنی بنا ہاتھ دھوئے سونے والے کو اگر کوئی تکلیف ہو جائے تو یہ اس کا اپنا قصور ہے کسی اور کا نہیں کیونکہ وہ اچھی طرح ہاتھ دھو کر نہ سویا لہٰذا کھانے کی مہک یا چکنائی کی وجہ سے اسے چوہا کاٹ لے یا کوئی کیڑا ڈس لے تو یہ اس کا اپنا فعل ہے اس میں کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کی ترغیب وترہیب ہے جو آداب طعام میں سے ہے۔ یہاں باب الوضوء سے مراد وضو شرعی نہیں بلکہ صرف ہاتھ کا دھونا مراد ہے۔

[28]..... بَاب فِي الْوَلِيمَةِ

ولیمہ کا بیان

2101۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَرَأَى عَلَيْهِ وَضَرًا مِنْ صُفْرَةٍ مَهْيَمْ قَالَ تَزَوَّجْتُ قَالَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

(ترجمہ) انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہ) پر زردی کا نشان دیکھا تو فرمایا: یہ زردی کیسی ہے؟ عرض کیا: میں نے شادی کر لی ہے۔ فرمایا: (پھر) ولیمہ کرو چاہے ایک بکری کا ہی ہو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٠٤٩) مسلم (١٤٢٧) ابوداود (٢١٠٩) ترمذی (١٠٩٤) نسائی (٣٣٧٢) ابن ماجہ (١٩٠٧) ابویعلی (٣٢٠٥) ابن حبان (٤٠٦٠، ٤٠٩٦) وغیرہم۔

تشریح: ......ولیمہ اس کھانے کو کہتے ہیں جو شب زفاف کے بعد خاوند کی طرف سے ہوتا ہے۔ بعض علماء نے اس کو واجب کہا ہے کیونکہ مذکورہ بالا حدیث میں بصیغہ امر آیا ہے اور امر وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ولیمہ میں کم از کم ایک بکرے یا بکری کا ذبیحہ ہونا چاہیے اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو ستو اور مٹھائی وغیرہ کا بھی ولیمہ ہو سکتا ہے۔ اسی حدیث میں زعفرانی رنگ کا ذکر ہے لیکن مرد کو زعفران لگانا منع ہے، اس کی توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ دلہن کے پاس رہنے سے عورت کا زرد رنگ یا مخلوط خوشبو کا زردئی رنگ عبدالرحمٰن بن عوف کے بدن یا کپڑے پر لگ گیا ہو۔

2102۔ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ الثَّقَفِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ أَعْوَرَ قَالَ كَانَ يُقَالُ لَهُ مَعْرُوفٌ أَيْ يُثْنَى عَلَيْهِ خَيْرٌ إِنْ لَمْ يَكُنِ اسْمُهُ زُهَيْرَ بْنَ عُثْمَانَ فَلَا أَدْرِي مَا

اسْمُهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الْوَلِيمَةُ أَوَّلَ يَوْمٍ حَقٌّ وَالثَّانِيَ مَعْرُوفٌ وَالثَّالِثَ سُمْعَةٌ وَرِيَاءٌ قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ دُعِيَ أَوَّلَ يَوْمٍ فَأَجَابَ وَدُعِيَ الْيَوْمَ الثَّانِيَ فَأَجَابَ وَدُعِيَ الْيَوْمَ الثَّالِثَ فَحَصَبَ الرَّسُولَ وَلَمْ يُجِبْهُ وَقَالَ أَهْلُ سُمْعَةٍ وَرِيَاءٍ.

(ترجمہ) عبداللہ بن عثمان ثقفی سے روایت ہے۔ ثقیف کے ایک نابینا شخص نے کہا جس کو لوگ اس کی بھلائی کی وجہ سے معروف کہتے تھے اس کا نام زہیر بن عثمان تھا اگر یہ نام نہ ہو تو مجھ کو معلوم نہیں پھر اس کا کیا نام تھا۔ اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ولیمہ کا کھانا پہلے دن ضروری، دوسرے دن کا بہتر (یعنی اس میں بلایا جائے اور دعوت قبول کی جائے) اور تیسرے دن کا ولیمہ ریا ونمود (دکھلاوا) ہے۔ قتادہ نے کہا: مجھے ایک شخص نے بیان کیا کہ سعید بن المسیب کو پہلے دن دعوت دی گئی تو انہوں نے منظور کر لی، دوسرے دن کی بھی دعوت منظور کر لی، لیکن تیسرے دن کی دعوت منظور نہ کی اور کہا کہ یہ لوگ نام ونمود والے ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں کلام ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۳۷۴۵) احمد (۴۸/۵) عبدالرزاق (۱۹۶۶۰) ابن ابی شیبہ (۱۷۷۶۳) طبرانی (۳۱۴/۵) طحاوی فی مشکل الآثار (۴۶/۴) وغیرھم۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ولیمہ میں جلدی کرنی چاہیے اور بہت زیادہ تکلف وتاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ ولیمہ سے متعلق دیگر معلومات آگے نکاح کے مسائل میں (۲۲۴۱) پر آ رہی ہیں۔ واللہ اعلم۔

2103۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى إِلَيْهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِينُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: برا کھانا ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مال داروں کو مدعو کیا جاتا ہے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۱۷۷) مسلم (۱۴۳۲) ابویعلی (۵۸۹۱) ابن حبان (۵۳۰۴) الحمیدی (۱۲۰۴)۔

تشریح: ......دعوت ولیمہ میں اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ بڑے بڑے مالدار لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے اور بڑی شان وشوکت سے اس سنت کو ادا کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے یہ سنت ریا ونمود میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اپنے غریب محتاج مسلمان بھائیوں کو ولیمہ یا اور بھی کسی مناسبت میں نہیں بھولنا چاہیے، آج کے زمانے میں مسلمان ہی نہیں غیر مسلموں تک کو دعوتیں دی جاتی ہیں اور اپنے غریب عزیز اور رشتے دار مسلمان بھائیوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے، ایسا ولیمہ اور ایسی دعوت یقیناً برکت سے خالی ہوگی۔

2104۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ قَدْ صَنَعَ

طَعَامًا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَعْنِي فَدَعَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هٰكَذَا وَأَوْمَأَ إِلَيْهِ بِيَدِهِ قَالَ يَقُولُ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هٰكَذَا وَأَشَارَ إِلَى عَائِشَةَ قَالَ لا فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ الثَّانِيَةَ وَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَوْمَأَ إِلَيْهِ الثَّالِثَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهٰذِهِ قَالَ نَعَمْ فَانْطَلَقَ مَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعَائِشَةُ فَأَكَلا مِنْ طَعَامِهِ.

(ترجمہ)انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کھانا بنایا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اپنے ہاتھ کے اشارے سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول کھانے کے لئے تشریف لے چلئے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی طرف اشارے سے فرمایا کہ یہ بھی میرے ساتھ چلیں؟ اس نے کہا: (اتنی گنجائش نہیں) رسول اللہ ﷺ نے اس سے توجہ ہٹالی، اس نے دوبارہ اشارۃً آپ سے دعوت کے لئے کہا، آپ ﷺ نے پھر عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی طرف اشارہ کیا، اس نے ویسا ہی جواب دیا تو رسول اللہ ﷺ نے پھر اس کی طرف سے توجہ ہٹالی۔ اس شخص نے پھر تیسری بار رسول اللہ ﷺ سے اشارۃ چلنے کے لئے کہا تو آپ ﷺ نے بھی پھر عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی طرف اشارہ کیا، تو اس نے کہا انہیں بھی لے چلئے چنانچہ اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اور عائشہ (رضی اللہ عنہا) دونوں گئے اور اس کے دسترخوان سے کھانا تناول فرمایا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۲۰۳۷) نسائی (۱۵۸/۶) احمد (۱۲۳/۲) ابویعلی (۳۳۵۴) ابن حبان (۵۳۰۱)۔

تشریح: ......امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس فارسی ہمسایہ کی دعوت اس لئے قبول نہ کی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی بھوکی تھیں اور یہ حسن معاشرت کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے کہ تنہا دعوت اڑانا پسند نہ فرمایا اور جب اس شخص نے ام المومنین کو بھی ساتھ لے چلنے کی اجازت دیدی تب آپ نے دعوت قبول فرمائی، دعوت قبول کرنا واجب ہے، رسول اللہ ﷺ کے دعوت قبول نہ کرنے کی علماء نے کئی وجوہات تحریر کی ہیں۔ ایک یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو دعوت قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار تھا۔ دوسرے یہ کہ صرف دعوت ولیمہ قبول کرنا واجب ہے اور کوئی دعوت قبول کرنا واجب نہیں (واللہ اعلم) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اشارے سے بھی بات چیت اور عمل کیا جاسکتا ہے اور شریعت میں اس کا اعتبار ہے حتی کہ طلاق کا بھی اشارہ کیا تو طلاق واقع ہوجائے گی۔ اسی لئے امام نسائی رحمہ اللہ علیہ نے اس حدیث کو کتاب الطلاق میں ذکر کیا ہے۔

2105۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ اصْنَعْ لِي طَعَامًا أَدْعُو رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ قَالَ فَدَعَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّكَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَةٍ وَهٰذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنِي فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ قَالَ فَأَذِنَ لَهُ.

(ترجمہ)ابومسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ایک صحابی نے جن کی کنیت ابوشعیب (رضی اللہ عنہ) تھی اپنے ایک غلام سے کہا جو قصاب تھا کہ

میرے لئے اتنا کھانا تیار کردو جو پانچ اشخاص کے لئے کافی ہو، میں رسول اللہ ﷺ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اور چار ساتھیوں کو ساتھ آنے کی دعوت دی، آپ کے ساتھ ایک اور صحابی بھی لگ گئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے چار آدمی کے ساتھ ہماری دعوت کی تھی اور یہ صاحب بھی ہمارے ساتھ لگے چلے آئے ہیں یا توان کو بھی (کھانے کی) اجازت دے دو اور چاہو تو واپس کر سکتے ہو؟ راوی نے کہا: انہوں نے اسے بھی (داخل ہونے اور کھانے کی) اجازت دیدی۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٤٣٤) مسلم (٢٠٣٧) ابن حبان (٥٣٠٠) ترمذی (١٠٩٩)۔

تشریح: ...... یہ صحابی جو ساتھی بن کر آپ ﷺ کے ساتھ چلے آئے تھے ان کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ اس حدیث میں ابوشعیب رضی اللہ عنہ نے تعداد محدود کر دی تھی اس لئے رسول اللہ ﷺ نے زائد شخص کے لئے اجازت طلب کی، یہ بھی ہمارے نبی محترم ﷺ کا حسن اخلاق تھا کہ زبردستی کسی پر بوجھ نہ ڈالتے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو باب ما قیل فی اللحام والجزار میں ذکر کیا ہے اور استدلال کیا ہے کہ قصاب (گوشت کاٹنے اور بیچنے) کا پیشہ جائز ہے نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مہمان کے ساتھ اگر کوئی شخص طفیلی چلا آوے تو اجازت طلب کی جائے اور صاحب خانہ کو اختیار ہے کہ کوئی ضرر نہ ہو تو اس کو اجازت دے یا رد کر دے۔

[29]..... بَاب فِي فَضْلِ الثَّرِيدِ

ثرید کی فضیلت کا بیان

2106۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي طُوَالَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْمَرٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ.

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی فضیلت ساری عورتوں پر اس طرح ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٣٧٧٠) مسلم (٢٤٤٦) ترمذی (٣٨٨٧) ابن ماجہ (٣٢٨١) ابویعلی (٣٦٧٠) ابن حبان (٧١١٣) وغیرهم۔

تشریح: ...... ثرید ایک قسم کا کھانا ہے جو گوشت سبزی اور سوکھی روٹی سے بنایا جاتا ہے، بڑا لذیذ زود ہضم اور فوائد و وٹامن سے بھرپور ہوتا ہے۔ عرب میں بہت مشہور اور کھانوں میں افضل مانا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے علم و فضل، ذہانت و شعور اور عقل مندی کی تعریف کی اور مثال دے کر فرمایا کہ جیسے کھانوں میں سب سے بہتر ثرید ہے عورتوں میں سب سے بہتر عائشہ ہیں۔ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے کہا: فضیلت سے مراد کثرت ثواب ہے، تو اللہ ہی بہتر جانتا

ہے اگر علم مراد ہے تو عائشہ سب سے افضل ہیں اگر خاندانی شرافت مراد ہے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں۔ واللہ اعلم۔

[30]..... بَاب فِيمَنْ اسْتَحَبَّ أَنْ يَنْهَسَ اللَّحْمَ وَلَا يَقْطَعَهُ

اس کا بیان کہ گوشت اگلے دانتوں سے چھڑا کر کھانا اچھا ہے چھری سے کاٹ کر کھانا اچھا نہیں

2107۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ أَبُوْ أُمَيَّةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ زَوَّجَنِى أَبِى فِى إِمَارَةِ عُثْمَانَ فَدَعَا رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَكَانَ فِيمَنْ دَعَا صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ انْهَسُوا اللَّحْمَ نَهْسًا فَإِنَّهُ أَشْهٰى وَأَمْرَأُ.

(ترجمہ) عبداللہ بن حارث بن نوفل نے کہا: میرے والد نے عثمان (رضی اللہ عنہ) کے دور خلافت میں میری شادی کی تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت کی دعوت کی ان مدعوین میں صفوان بن امیہ (رضی اللہ عنہ) بھی تھے جو بوڑھے ہو چکے تھے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گوشت کو دانتوں سے چھڑا کر کھاؤ کیونکہ اس طرح گوشت کھانا بہت لذت آگین اور بہت مفید ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ دیکھئے: مسند الحمیدی (۵۷۴)۔

[31]..... بَاب فِي الْأَكْلِ مُتَّكِئًا

تکیہ لگا کر کھانے کا بیان

2108۔ أَخْبَرَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ حَدَّثَنِى أَبُوْ جُحَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا آكُلُ مُتَّكِئًا .

(ترجمہ) ابوجحیفہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ٹیک (یا تکیہ) لگا کر نہیں کھاتا ہوں۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۳۹۸) ابوداود (۳۷۶۹) ترمذی (۱۸۳۰) ابن ماجه (۳۳۶۲) ابویعلی (۸۸۴) ابن حبان (۵۲۴۰) الحمیدی (۹۱۵) ترمذی فی الشمائل (۱۲۴) وغیرهم۔

تشریح: .....یعنی میرے کھانا کھانے کی کیفیت یہ ہے کہ میں ٹیک لگا کر یا تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔ تکیہ یا ٹیک لگا کر کھانا تکبر و غرور کی نشانی ہے اس وجہ سے آپ نے اس طرح کھانے سے پرہیز کیا۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ اہل عجم کی نشانی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوزانو یعنی اکڑوں بیٹھ کر کھانا کھاتے یا ایک پیر بچھا کر اور ایک پیر کھڑا کر کے کھاتے تھے جو عاجزی اور انکساری کی علامت ہے، آلتی پالتی مار کر چار زانوں بیٹھ کر کھانا علماء نے دنیاداروں کی علامت قرار دیا ہے جس سے بسیار خوری کی عادت پڑ جاتی ہے اور آدمی خوب کھاتا ہے جس سے پیٹ نکل آتا ہے، مذکورہ بالا حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ انسان اس طرح پھیل کر نہ بیٹھے کہ زیادہ کھایا جائے۔ واللہ اعلم

[32]..... بَاب فِی الْبَاكُورَةِ
پہلے پھل یا میوے کا بیان

2109- أَخْبَرَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أُتِيَ بِالْبَاكُورَةِ بِأَوَّلِ الثَّمَرَةِ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَفِي ثَمَرَتِنَا وَفِي مُدِّنَا وَفِي صَاعِنَا بَرَكَةً مَعَ بَرَكَةٍ ثُمَّ يُعْطِيهِ أَصْغَرَ مَنْ يَحْضُرُهُ مِنَ الْوِلْدَانِ.

(ترجمہ)ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جب نبی کریم ﷺ کے پاس (فصل کا) پہلا میوہ یا پھل لایا جاتا تو آپ یہ دعا کرتے (اللهم...... بركة) یعنی اے اللہ ہمارے شہر میں برکت دے ہمارے پھلوں میں اور ہمارے مد اور صاع میں برکتوں پر برکتیں عطا کر۔ پھر اس وقت جو بچے موجود ہوتے ان میں سب سے چھوٹے کو وہ پھل یا میوہ عنایت فرمادیتے۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٣٧٣) ابن ماجه (٣٣٢٩) ابن حبان (٣٧٤٧)۔

تشریح: ...... مد اور صاع وزن ماپنے کے پیمانے ہیں، اس حدیث سے فصل کے پہلے پھل یا میوہ جات کے آنے پر مذکورہ بالا دعا کرنا ثابت ہوا نیز یہ کہ پہلے پھل کو بچوں میں بانٹنا بھی مسنون ہے، پہلی تنخواہ، پہلا فائدہ بھی اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔

[33]..... بَاب فِی إِكْرَامِ الْخَادِمِ عِنْدَ الطَّعَامِ
کھانے کے وقت نوکر کی عزت کرنے کا بیان

2110- حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا جَاءَ خَادِمُ أَحَدِكُمْ بِالطَّعَامِ فَلْيُجْلِسْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُنَاوِلْهُ.

(ترجمہ)ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا خادم کھانا لے کر آئے تو اس کو بھی (اپنے ساتھ کھانے کے لئے) بٹھائے اگر وہ انکار کرے تو اس کو بھی اس کھانے میں سے کچھ دیدے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٥٥٧) مسلم (١٦٦٣) ترمذی (١٨٥٣) ابویعلی (٦٣٢٠) الحمیدی (١١٠١)۔

تشریح: ...... لفظ خادم میں غلام، نوکر چاکر، شاگرد سب داخل ہیں۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے اگر اپنے ساتھ کھانے کو نہ بٹھا سکو تو ایک دو نوالے ضرور کھلا دو کیونکہ اسی نے کھانا تیار کرنے کی مشقت و گرمی کی تکلیف اٹھائی ہے جیسا کہ دوسری روایت اس سے آگے آرہی ہے۔ حدیث میں غلام و نوکروں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم ہے۔ اسلام میں انسان ہونے کے ناطے سب برابر ہیں نہ کوئی مالک ہے نہ مملوک، حقیقی مالک و آقا تو سب کا صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے

دنیاوی آقا و مالک تو سب مجازی ہیں آج ہیں کل نہیں۔ (راز)

2111- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَلْيُجْلِسْهُ مَعَهُ وَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ أَوْ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ فَإِنَّهُ وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا خادم کھانا لے کر آئے تو اسے اپنے ساتھ بٹھانا چاہیے اور ایک یا دو لقمے اسے کھلا دینے چاہئیں کیونکہ اسی نے گرمی و دھواں برداشت کیا ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی تخریج وتشریح اوپر گذر چکی ہے۔

[34]..... بَابٌ فِي الْحَلْوَاءِ وَالْعَسَلِ

حلوے اور شہد کا بیان

2112- حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ.

(ترجمہ) ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: رسول اللہ ﷺ میٹھی چیز (حلوہ وغیرہ) اور شہد پسند فرمایا کرتے تھے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٤٩١٢، ٥٤٣١) مسلم (١٤٧٤) ابوداود (٣٧١٥) ترمذی (١٨٣١) ابن ماجه (٣٣٢٣) ابویعلی (٤٧٤١)

تشریح: ......رسول اکرم ﷺ کو میٹھا اور شہد یقیناً پسند تھا جس طرح دستانے کا گوشت آپ پسند فرماتے تھے اور جب مل جاتا تو تناول فرماتے نہ ملتا تو کسی پر بوجھ نہ ڈالتے تھے کبھی کوئی چیز طلب بھی کی تو حصول برکت اور فائدہ پہنچانے کے لئے طلب کی، اب کچھ لوگ حلوہ میٹھائی وغیرہ کھانا تو پسند کرتے اور دیگر سنتوں کو پاؤوں تلے روندتے ہیں معلوم ہونا چاہیے کہ صرف حلوہ میٹھائی کھانا ہی سنت نہیں آپ کے اخلاق کریمانہ کو اپنانا بھی ضروری ہے۔

[35]..... بَابٌ فِي الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ

بنا وضو کھانے اور پینے کا بیان

2113- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحُوَيْرِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْبَرَازِ فَقُدِّمَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فَقِيلَ لَهُ أَلَا تَوَضَّأُ قَالَ فَقَالَ أُصَلِّي فَأَتَوَضَّأُ.

قَالَ أَبُو مُحَمَّد إِنَّمَا هُوَ سَعِيدُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: نبی کریم ﷺ بیت الخلاء سے نکلے تو آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ اور عرض کیا گیا آپ وضو نہیں کریں گے؟ راوی نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں نماز پڑھوں گا جو وضو کروں؟ امام دارمی نے

کہا: سند میں مذکور راوی سعید بن الحویرث ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (٣٧٤) ابن حبان (٥٢٠٨) الحمیدی (٤٨٤)۔

تشریح: ......اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مجھے نماز تھوڑے ہی پڑھنی ہے جو اس کے لئے وضوء کروں لہٰذا معلوم ہوا کہ بلا وضو کھانا پینا درست ہے، ہاں منہ ہاتھ دھو لینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا سنت ہے۔

2114۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ . قَالَ : وَسَمِعْتُ أَبَا عَاصِمٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْحَوْيْرِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِإِسْنَادِهِ .

(ترجمہ) ابونعیم اور ابو عاصم نے بھی ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

(**تخریج**) تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

[36]..... بَاب فِي الْجُنُبِ يَأْكُلُ
جنبی کے کھانا کھانے کا بیان

2115۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَجْنَبَ فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ .

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں ہوتے اور کھانے یا سونے کا ارادہ کرتے تو وضو فرما لیتے تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٨٦) مسلم (٣٠٥) ابوداود (٢٢٤) نسائی (٢٥٥) ابن ماجه (٥٩١) ابویعلی (٤٥٢٢) ابن حبان (١٢١٧)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حالت جنابت میں غسل کرنے سے پہلے سونا جائز و درست ہے اور رسول اللہ ﷺ سے دونوں طرح ثابت ہے کبھی آپ غسل کر لیتے تب آرام فرماتے اور کبھی صرف وضو پر اکتفا کرتے اور سو جاتے تھے۔ مسلم شریف میں متعدد روایات قولیہ میں ہے کہ جب آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ حالت جنابت میں کوئی سو سکتا ہے تو آپ نے فرمایا: ہاں سو سکتا ہے جبکہ اعضاء کو دھو لے اور وضو کر لے۔

امام نووی نے کہا: ان تمام احادیث کا ماحصل یہ ہے کہ جنبی کا کھانا پینا سونا درست ہے اس پر سب کا اجماع ہے۔ ان حدیثوں کی رو سے مستحب یہ ہے کہ کھانا پینا یا دوبارہ جماع کرنا چاہے تو وضو کر لے اور شرمگاہ کو دھو لے۔ اگر ایسا نہ کیا تو مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک وضو کرنا واجب ہے۔ ان احادیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جنابت کا غسل فی الفور واجب نہیں بلکہ جب نماز کے لئے اٹھے اس وقت واجب ہے۔ (انتہی باختصار......وحیدی)

[37]..... بَاب فِي إِكْثَارِ الْمَاءِ فِي الْقِدْرِ
ہانڈی میں (شوربے کے لئے) زیادہ پانی چڑھانے کا بیان

2116۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ فَقَالَ إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَأَكْثِرْ مَاءَهَا ثُمَّ انْظُرْ أَهْلَ بَيْتٍ مِنْ جِيرَانِكَ فَاغْرِفْ لَهُمْ مِنْهَا.

(ترجمہ) ابوذر (غفاری رضی اللہ عنہ) نے کہا: میرے خلیل (جگری دوست رسول اللہ ﷺ) نے مجھے وصیت کی، فرمایا: جب تم سالن پکاؤ تو شوربہ زیادہ کر دو پھر اپنے پڑوسیوں کو اس میں سے کچھ دیدو۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (٢٦٢٥) ابن حبان (٥١٣، ٥١٤) موارد الظمآن (٢٠٤٣) الحمیدی (١٣٩).

تشریح: ...... ہماری شریعت میں پڑوسی کے حقوق پر بڑا زور دیا ہے۔ ایک حدیث ہے جبریل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی برابر وصیت کرتے رہے اتنا کہ مجھے لگا کہ وہ وراثت کا بھی پڑوسی کو حصہ دار بنا دیں گے۔ مذکورہ بالا حدیث بھی پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی آئینہ دار ہے کہ اگر کچھ اور نہ ہو سکے تو پانی ہی سالن میں زیادہ کر دیا جائے اور اپنے غریب پڑوسیوں کو اپنے کھانے میں شریک کر لیا جائے۔ لیکن افسوس آج کل ایک عمارت ایک دور پر رہنے والے پڑوسی ایک دوسرے کو جانتے تک نہیں۔ اچھا پڑوسی بڑی نعمت ہے اسی لئے عربی میں کہا جاتا ہے (الجار قبل الدار) گھر خریدنے سے پہلے پڑوسی کو دیکھو۔

[38]..... بَاب فِي خَلْعِ النِّعَالِ عِنْدَ الْأَكْلِ
کھانا کھاتے وقت جوتے اتار دینے کا بیان

2117۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوا نِعَالَكُمْ فَإِنَّهُ أَرْوَحُ لِأَقْدَامِكُمْ.

(ترجمہ) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کھانا رکھ دیا جائے تو اپنے جوتے اتار دو کیونکہ یہ تمہارے قدموں کے لئے زیادہ راحت پہنچانے کا سامان ہے۔

(تخریج) یہ حدیث کئی علل واسباب کی وجہ سے ضعیف ہے۔ تخریج کے لئے دیکھئے: طبرانی فی الاوسط (٣٢٢٦) الحاکم (١١٩/٤) ابویعلی (٤١٨٨) بزار فی کشف الاستار (٢٨٦٧) ومجمع البحرین (٤٠٣٧)۔

[39]..... بَاب فِي إِطْعَامِ الطَّعَامِ
کھانا کھلانے کا بیان

2118۔ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ وَأَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ تَدْخُلُوا الْجِنَانَ.

(ترجمہ)عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحمٰن کی عبادت کرو، سلام کو رواج دو (پھیلاؤ)، کھانا کھلاؤ، جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۱۸۵۵)، ابن ماجه (۳۲۵۱) ابویعلی (۶۲۳۴) ابن حبان (۴۸۹) الموارد (۱۳۶۰)۔

تشریح: ...... مذکورہ بالا روایت ترمذی میں اسی طرح اور ابن ماجہ میں یہ اضافہ ہے کہ لوگو سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ اور ناتوں کو جوڑو اور جب لوگ سو رہے ہوں تو راتوں میں نماز پڑھو جنت میں سلامتی کے ساتھ چلے جاؤ۔

یعنی افشائے سلام، اطعام طعام، صلۃ الارحام، صلاۃ فی اللیل والناس نیام پر جس نے عمل کیا اس کو جنت ضرور ملے گی کیونکہ یہ سارے آداب واصول سعادت و نیک بختی کے ہیں۔

افشائے سلام سے مراد السلام علیکم کہنا ہے جس کا اکمل ترین طریقہ یہ ہے کہ ملاقات کے وقت اپنے مسلمان بھائی سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے سلام کرنا سنت اور جواب دینا واجب ہے۔

مذکورہ بالا روایت میں تینوں امور بصیغہ امر مذکور ہیں جو ظاہری طور پر وجوب پر دلالت کرتے ہیں یعنی سلام کرنا، کھانا کھلانا اور رب کی عبادت واطاعت کرنا یہ سب امور وجوب کا درجہ رکھتے ہیں ان کے بجالانے پر بہت ثواب واجر اور جنت کی بشارت ہے نہ کرنے پر تارک سنت ہونے اور جنت سے دوری کا موجب ہوسکتا ہے، اللہ تعالی سب کو ان اعمال صالحہ کی توفیق بخشے۔ آمین۔

[40]..... بَاب فِي الدَّعْوَةِ

دعوت کا بیان

2119۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَجِيبُوا الدَّاعِيَ إِذَا دُعِيتُمْ.

قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَأْتِي الدَّعْوَةَ فِي الْعُرْسِ وَفِي غَيْرِ الْعُرْسِ وَيَأْتِيهَا وَهُوَ صَائِمٌ.

(ترجمہ)ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کو دعوت دی جائے تو دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرو۔ راوی نے کہا: اور عبداللہ بن عمر شادی اور غیر شادی کی دعوت میں جاتے تھے، روزے سے ہوتے تب بھی دعوت میں جاتے تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۱۷۹) مسلم (۱۴۱۹) ابوداود (۳۷۲۶) ابن حبان (۵۲۹۴)۔

تشریح: ......سبحان اللہ! اتباع سنت کی کیا شان ہے، صحابی جلیل متبع سنت شیدائی پیغمبر ابن عمر رضی اللہ عنہما کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا کہ دعوت قبول کرو کتنا پاس ولحاظ کہ نفلی روزے میں بھی دعوت قبول کر لیتے ہیں اور اپنے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے سرمو انحراف نہیں کرتے، کاش یہی جذبہ آج کے مسلمانوں میں بیدار ہو جائے، اس حدیث سے شادی وغیر شادی میں دعوت قبول کرنے کا حکم ہے اور اگر نفلی روزہ ہے اور دعوت دی جائے تو ایسی حالت میں روزہ توڑ دینا بہتر ہے کیونکہ حکم رسول کی پیروی ہے اور اس سے آپس میں میل ملاپ پیدا ہوتا ہے اور باہمی محبت بڑھتی ہے۔

[41]..... بَاب فِي الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ فَمَاتَتْ

اس کا بیان کہ چوہیا گھی میں گر کر مر جائے تو کیا کریں؟

2120۔ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ فَأْرَةٍ وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَقَالَ أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوا.

(ترجمہ) ام المؤمنین میمونہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چوہیا کے بارے میں پوچھا گیا جو گھی میں گر گئی ہو، فرمایا: اس کو نکال دو اور اس کے آس پاس کے گھی کو نکال پھینکو اور (باقی بچا گھی) کھالو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث بھی صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۳۵) ابوداود (۳۸٤۱) ترمذی (۱۷۹۸) نسائی (٤۲٦۹)۔

تشریح: ...... یہ حکم ایسی صورت میں ہے جب کہ گھی جما ہوا ہو کیونکہ اس کی تاثیر سارے گھی میں نہ پہنچے گی، پگھلا ہوا گھی سب ہی پھینک دینا بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔

2121۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ بِإِسْنَادِهِ.

محمد بن یوسف ابن عیینہ سے اسی سند سے بیان کرتے ہیں۔

2122۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ فَأْرَةٍ وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَقَالَ خُذُوهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوهُ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: چوہیا گھی میں گر کر مر جائے (تو کیا کیا جائے؟) فرمایا: اس کو اور آس پاس کے گھی کو نکال پھینکو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند قوی ہے اور پیچھے (۷٦۱) میں گذر چکی ہے نیز دیکھئے مسند الحمیدی (۳۱٤)۔

2123۔ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ قَالَ أَبُو مُحَمَّد إِذَا كَانَ ذَائِبًا أُهْرِيقَ.

(ترجمہ) اس سند سے بھی میمونہ (رضی اللہ عنہا) سے مثل سابق مروی ہے۔ امام دارمی نے فرمایا: اگر گھی پگھلا ہوا ہو تو سب پھینک

دیا جائے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

تشریح: ......ان تمام احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ اگر گھی میں چوہیا گر کر مرجائے تو اگر جما ہوا گھی ہو تو آس پاس کا گھی پھینک کر باقی گھی کھایا جاسکتا ہے اگر وہ متاثر نہ ہوا ہو، پگھلا ہوا گھی سب کا سب پھینک دینا چاہیے کیونکہ اس سے صحت انسان کو ضرر کا اندیشہ ہے۔ واللہ اعلم

[42]..... بَاب فِي التَّخْلِيلِ

دانتوں کے خلال کا بیان

2124۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ الْحِمْيَرِيُّ أَخْبَرَنِي أَبُو سَعْدٍ الْخَيْرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَكَلَ فَلْيَتَخَلَّلْ فَمَا تَخَلَّلَ فَلْيَلْفِظْهُ وَمَا لَاكَ بِلِسَانِهِ فَلْيَبْتَلِعْ .

(ترجمہ) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کھانا کھائے تو خلال کرلے اور جو خلال سے نکلے اس کو تھوک دے اور جو اس کی زبان سے لگا رہے اس کو نگل جائے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے اور حدیث نمبر (٦٨٥) میں اس کی تخریج گذر چکی ہے نیز دیکھئے: ابوداود (٣٥) ابن ماجہ (٣٣٧)۔

تشریح: ......اس حدیث سے کھانے کے بعد تنکے سے دانتوں کا خلال کرنا اور جو کچھ دانتوں کے بیچ پھنس جائے اس کو نکال دینا ثابت ہوا اور یہ حفظان صحت کے اصولوں میں سے ہے۔ سبحان اللہ! شریعت اسلام میں کوئی چیز تشنہ نہیں ہر چیز اور ہر قسم کے مسائل اس میں موجود ہیں۔

مشروبات کا بیان

[1]..... بَاب مَا جَاءَ فِي الْخَمْرِ

شراب کا بیان

2125- أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا ثُمَّ أَخَذَ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں جس رات رسول اللہ ﷺ کو معراج کرائی گئی اس رات (بیت المقدس کے شہر) ایلیا میں آپ کے سامنے شراب اور دودھ کے دو پیالے پیش کئے گئے، آپ نے انہیں دیکھا دودھ کا پیالہ لے لیا، اس پر جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اس اللہ کے لئے تمام تعریفیں ہیں جس نے آپ ﷺ کی رہنمائی فطرت کی طرف فرمائی، اگر

آپ نے شراب کا پیالہ لے لیا ہوتا تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٥٧٦) مسلم (١٦٨) نسائی (٥٦٧٣) ابن حبان (٥١، ٥٢)۔

تشریح: ......اس حدیث میں فطرت کا لفظ آیا ہے علمائے کرام نے جس کی کئی معانی بیان کئے ہیں۔ فطرت سے مراد فطرت اسلام ہے۔ بعض نے کہا: اصل الخلقہ جس پر انسان پیدا ہوا وہی مراد ہے ﴿فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾ بعض نے کہا: اس سے مراد دین پر استقامت ہے وغیرہ۔

مولانا راز رحمہ اللہ لکھتے ہیں: دودھ انسان کی فطری غذا ہے اور شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اس کی ممانعت کی یہی وجہ ہے کہ اسے پی کر عقل زائل ہو جاتی ہے اور پینے والا جرائم و برے کام کر بیٹھتا ہے، اسی لئے اسے قلیل یا کثیر ہر طرح حرام کر دیا گیا۔

اس حدیث سے واقعہ اسراء و معراج کا ثبوت ملا جو ہجرت سے پہلے وقوع پذیر ہوا اور جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں تمام انبیاء کی امامت فرمائی، آسمانوں کی سیر کی اور نماز فرض ہوئی۔

[2]..... بَاب فِي تَحْرِيمِ الْخَمْرِ كَيْفَ كَانَ
شراب کس طرح حرام ہوئی؟

2126۔ أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ فَنَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ قَالَ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ اخْرُجْ فَانْظُرْ مَا هٰذَا قَالَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ هٰذَا مُنَادٍ يُنَادِي أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ لِيَ اذْهَبْ فَأَهْرِقْهَا قَالَ فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ قَالَ وَكَانَتْ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيخَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ قُتِلَ قَوْمٌ وَهِيَ فِي بُطُونِهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا﴾ الْآيَةَ .

(ترجمہ) انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا کہ شراب کی حرمت نازل ہوئی اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) ایک منادی سے (حرمت کا) اعلان کرایا تو ابوطلحہ نے کہا جاو دیکھو یہ کیسا اعلان ہے؟ چنانچہ میں باہر گیا (تو دیکھا) کہ منادی ندا لگا رہا ہے کہ شراب حرام ہوگئی ہے، ابوطلحہ نے مجھ سے کہا: جاؤ اور اسے بہادو (چنانچہ انہوں نے ساری شراب بہادی) جو مدینے کی گلیوں میں بہنے لگی ان دنوں کھجور کی شراب تھی۔ بعض لوگوں نے کہا: بہت سے لوگ اس حالت میں شہید کر دیئے گئے کہ شراب ان کے پیٹ میں موجود تھی پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ ....﴾ (المائدہ: ٩٣/٧) یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے ان پر ان چیزوں کا کوئی گناہ نہیں ہے جو وہ پہلے کھا چکے ہیں جبکہ انہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور ایمان لے آئے......الخ۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٤٦٤) مسلم (١٩٨٠) ابوداود (٢٩٨٦) ابویعلی (٣٠٠٨) ابن حبان (٤٩٤٥) الحمیدی (١٢٤٤)۔

تشریح: ......اس حدیث سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے، شراب کی حرمت بتدریج نازل ہوئی، شراب پینے والوں کے لئے یہ اللہ تعالی کی طرف سے مہربانی ورحمت تھی لیکن جب حرمت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے اس کے عادی ہونے کے باوجود یکسر چھوڑ دی اور یہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ہیں حکم دیتے ہیں کہ ساری شراب پھینک دی جائے اطاعت وفرماں برداری، اتباع وسپردگی کی یہ اعلی مثال ہے جب حکم سن لیا تو سمعنا واطعنا کے علاوہ وہ کچھ جانتے ہی نہ تھے۔ رضی اللہ عنہم وارضاہم، گرچہ اس وقت شراب کھجور سے بنتی تھی لیکن یہ حکم ہر نشہ آور شراب کا ہے چاہے وہ کسی بھی چیز سے بنائی جائے۔ شراب کی حرمت سے پہلے جو لوگ شراب پیتے تھے اور وہ اسی حالت میں انتقال کر گئے تو یہ بعد کا حکم ان کے لیے کسی ضرر کا باعث نہ ہوگا نیز یہ کہ ایمان وعمل تقوی شعاری اللہ تعالی کی پکڑ اور عذاب سے بچا دیتے ہیں۔ اس حدیث میں شراب کو سڑک اور گلیوں پر بہا دینے کی بات ہے تو شاید صحابہ کرام کا مقصد اس سے یہ رہا ہو کہ تمام لوگوں کو اس کی حرمت کا پتہ چل جائے کیونکہ راستے اور گلی سڑک پر ایسی چیز ڈالنا جس سے گذرنے اور چلنے والوں کو تکلیف ہو جائز نہیں ایمان کی ادنی علامت راستے سے ایذا رساں چیز کو ہٹا دینا ہے۔ واللہ اعلم

[3]..... بَاب فِي التَّشْدِيدِ عَلَى شَارِبِ الْخَمْرِ
شرابی پر سختی کرنے کا بیان

2127۔ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ فَلَمْ يُسْقَهَا .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دنیا میں شراب پی اور پھر اس سے توبہ نہیں کی تو آخرت میں وہ اس سے محروم کر دیا جائے گا (جنت کی) شراب اسے نہ پلائی جائے گی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٥٧٥) مسلم (٢٠٠٣) نسائی (٥٦٨٧) ابن ماجه (٣٣٧٣) ابن حبان (٥٣٦٦)۔

تشریح: ......یعنی جنت میں جانے ہی نہ پائے گا تو وہاں کی شراب اسے کیسے نصیب ہوگی؟ شراب پینا گناہ کبیرہ ہے جو شخص شراب پیئے اور توبہ نہ کرے تو جنت کی شراب سے محروم ہوگا توبہ کرنے سے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور گناہ کرنے والا پاک وصاف ہو جاتا ہے ((التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ .)) (الحدیث)

2128۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فِي حَائِطٍ لَهُ بِالطَّائِفِ يُقَالُ لَهُ الْوَهْطُ فَإِذَا هُوَ مُخَاصِرٌ فَتًى

مِنْ قُرَيْشٍ يُزَنُّ ذٰلِكَ الْفَتَى بِشُرْبِ الْخَمْرِ فَقُلْتُ خِصَالٌ بَلَغَتْنِي عَنْكَ أَنَّكَ تُحَدِّثُ بِهَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ شَرْبَةً لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَلَمَّا أَنْ سَمِعَهُ الْفَتَى يَذْكُرُ الْخَمْرَ اخْتَلَجَ يَدَهُ مِنْ يَدِ عَبْدِ اللّٰهِ ثُمَّ وَلّٰى فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ إِنِّي لَا أُحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ شَرْبَةً لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَلَا أَدْرِي فِي الثَّالِثَةِ أَمْ فِي الرَّابِعَةِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ رَدْغَةِ الْخَبَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

(ترجمہ) عبداللہ بن الدیلمی نے کہا: میں عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) کی خدمت میں ان کے طائف کے باغ میں داخل ہوا جس کو ''وھط'' کہا جاتا تھا، دیکھا تو وہ قریش کے ایک جوان کا ہاتھ پکڑے ٹہل رہے تھے جس پر لوگ شراب پینے کا گمان کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا: کچھ باتیں مجھے معلوم ہوئی ہیں کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے شراب کا ایک گھونٹ پی لیا تو چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی، جب اس جوان نے شراب کا ذکر سنا تو عبداللہ بن عمرو کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور بھاگ گیا پھر عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: اے اللہ میں کسی کو اجازت نہیں دیتا ہوں کہ وہ میری طرف ایسی بات منسوب کرے جو میں نے نہیں کہی ہے۔ بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں: جو شخص ایک گھونٹ شراب کا پیئے گا چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ کی جائے گی پھر اگر وہ (سچی) توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلے گا۔ مجھے یاد نہیں کہ تیسری بار یا چوتھی بار فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ پر اسے قیامت کے دن ردغۃ الخبال پلانا لازم ہوگا۔

توضیح: ......ردغۃ الخبال کا مطلب ابن ماجہ کی روایت میں ہے: عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ردغۃ الخبال کیا ہے: فرمایا: جہنمیوں کا پیپ ولہو (اعاذنا اللہ وایاکم منہا) اس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ جو شخص شراب پیئے اور توبہ نہ کرے اور اسی حال میں مرجائے تو جہنم میں داخل ہوگا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: نسائی (٥٦٨٠) ابن ماجہ (٣٣٧٧) ابن حبان (٥٣٥٧) موارد الظمآن (١٣٧٨)۔

تشریح: ......اس حدیث سے شراب کی حرمت ثابت ہوئی کیونکہ اس پر سخت عذاب کی وعید ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شراب پیئے اور توبہ کرلے تو اس کی تین بار تک توبہ قبول ہوگی پھر شراب پیئے اور توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول نہ ہوگی اور ضرور عذاب میں مبتلا ہوگا۔ بعض علماء نے کہا: یہ حکم صرف شرابی کے لئے تہدید وتخویف ہے کہ چوتھی بار پیئے پھر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول نہ ہوگی کیونکہ دوسری احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بندہ ستر بار بھی گناہ کرے پھر توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول ہوگی شرابی کے لئے یہ تحدید وپابندی اس لئے ہے تاکہ لوگ اس سے پرہیز کریں اور اس گناہ کبیرہ کے مرتکب نہ ہوں (واللہ اعلم بالصواب ملخص من شرح وحیدی)۔

[4]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ الْقُعُودِ عَلَى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ

ایسے دسترخوان پر بیٹھنے کی ممانعت جس پر شراب کا دور چلتا ہو

2129۔ أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَقْعُدْ عَلَى مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان ویقین رکھتا ہے وہ ایسے دسترخوان پر (کھانے کے لئے) نہ بیٹھے جس پر شراب پی جاتی ہو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۲۸۰۱) ابویعلی (۱۹۲۵) طبرانی فی الاوسط (۶۹۲) بزار فی کشف الاستار (۳۲۰) تلخیص الحبیر (۳/۱۹۶)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص ایسی محفل میں بیٹھے جہاں شراب پی جائے اور کبائر کا ارتکاب ہو اس کے ایمان میں کمی ہے مومن صادق ایسے کام اور ایسی محفلوں سے دور رہتا ہے۔

اے قمر شیطان کی محفل میں جانا چھوڑ دے
دین میں رخنہ کمی آجائے گی ایمان میں

[5]..... بَاب فِي مُدْمِنِ الْخَمْرِ

ہمیشہ شراب پینے والے کا بیان

2130۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَلَدُ زِنْيَةٍ وَلَا مَنَّانٌ وَلَا عَاقٌّ وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زنا سے پیدا ہونے والا بچہ، احسان کر کے جتانے والا، ماں باپ کا نافرمان اور ہمیشہ شراب پینے والا جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے۔ دیکھئے: نسائی (۵۶۸۸) ابن حبان (۳۳۸۳) موارد الظمآن (۹۱۳۸۲)
لیکن پہلا جملہ اس روایت میں محل نظر ہے کیونکہ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ کے تحت ولد الزنا کا کیا قصور ہے؟

2131۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَجَّاجِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ نُبَيْطِ بْنِ شَرِيطٍ عَنْ جَابَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ وَلَا مَنَّانٌ وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں نہیں جائے گا ماں باپ کا نافرمان، احسان جتانے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا (عادی شرابی)۔

تشریح: ......اس حدیث کی تخریج اوپر گذر چکی ہے اوران احادیث سے معلوم ہوا کہ یہ تین قسم کے لوگ جہنم میں جائیں گے اور جنت میں داخل نہ ہوسکیں گے۔لہٰذا احسان جتانے ، ماں باپ کی نافرمانی اور شراب نوشی سے بچنا ضروری ہے۔ دور حاضر میں یہ اخلاقی امراض بہت بڑھ گئے ہیں، ماں باپ کی نافرمانی عام ہے، لوگ تھوڑا سا احسان کر کے بہت احسان جتاتے ہیں اورآج کل شراب نوشی بھی عام ہوتی جارہی ہے ایسے لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے اور مذکورہ بالا حدیث پر غور کر کے ان برے افعال سے توبہ کر کے ان سے دور رہنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ عام مسلمانوں کو اس کی توفیق بخشے۔آمین

[6]..... بَاب لَيْسَ فِي الْخَمْرِ شِفَاءٌ
شراب میں کوئی شفاء وعلاج نہیں ہے

2132۔ أَخْبَرَنَا سُهَيْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سِمَاكٌ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ وَائِلٍ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ طَارِقٍ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ عَنْهَا أَنْ يَصْنَعَهَا فَقَالَ إِنَّهَا دَوَاءٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّهَا لَيْسَتْ دَوَاءً وَلَكِنَّهَا دَاءٌ .

(ترجمہ)وائل سے مروی ہے کہ سوید بن طارق (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ ﷺ سے شراب (بنانے) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے انہیں شراب بنانے سے منع فرمایا، سوید نے عرض کیا کہ وہ دوا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند قوی ہے۔ دیکھئے: صحیح مسلم (١٩٨٤) ترمذی (٢٠٤٦) ابن حبان (١٣٨٩) موارد الظمآن (١٣٧٧)۔

تشریح: ......شراب اور ہر نشہ آور چیز کا استعمال، بنانا، بیچنا سب حرام ہے کیونکہ یہ ام الخبائث اور بہت سے امراض واعراض کی جڑ ہے اور نبی کریم ﷺ کا فرمان برحق سچا وصحیح ہے۔ یہ دوا نہیں بلکہ بیماری اور مرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی حرام چیز میں شفا رکھی ہی نہیں ہے۔ دوا علاج اور شفاء اللہ تعالیٰ نے بہت ساری چیزوں میں ودیعت فرمائی ہے۔اللہ تعالیٰ سب کو شراب کی لت سے محفوظ رکھے۔آمین۔

دور حاضر میں مادہ حافظہ کے طور پر اکثر ادویہ میں الکحل ہوتا ہے، اس سے بھی پرہیز بہتر ہے، مجبوری کی صورت میں استعمال ممکن ہے۔علماء کرام نے کہا ہے کیونکہ الکحل کی دوا میں ماہیت بدل جاتی ہے اس لئے جس دوا سے نشہ نہ آئے وہ استعمال کی جاسکتی ہے۔ واللہ اعلم

[7]..... بَاب مِمَّا يَكُونُ الْخَمْرُ
شراب کس چیز کی ہوتی ہے؟

2133۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا كَثِيرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ الْخَمْرُ فِيْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنَبَةِ.

(ترجمہ)ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے ہیں: شراب ان دو درختوں سے نکلتی ہے کھجور اور انگور سے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٩٨٥) ابوداود(٣٦٧٨) ترمذی (١٨٧٥) نسائی (٥٥٨٨) ابن ماجه (٣٣٧٨) ابويعلى (٦٠٠٢) ابن حبان (٥٣٤٤)۔

تشریح: ......شراب ان دو چیزوں میں محصور نہیں، ایک اور حدیث میں ہے انگور، کھجور، جو، گیہوں اور شہد سب سے شراب بنتی ہے۔ ہر وہ چیز جو عقل کو سلب کرے شراب کے حکم میں داخل ہے خواہ کسی بھی چیز سے بنائی گئی ہو یہی صحیح اور راجح ہے۔ علامہ وحید الزماں رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

''اہل حدیث'' شافعی اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ شراب ہر چیز سے بن سکتی ہے اور خمر اسی چیز کا نام ہے جس میں نشہ ہو انگور کا ہو یا کھجور کا، جو یا جوار کا، گیہوں یا شہد، انجیر یا سیب کا پھر جس شراب میں نشہ ہو وہ حرام ہے، قلیل ہو یا کثیر ،اور بہت احادیث صحیحہ اس مذہب کی تائید کرتی ہیں۔ مسلم کی روایت میں ہے۔ ہر مسکر یعنی نشہ لانے والی خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے اور جس وقت خمر کی حرمت اتری اس وقت وہ پانچ چیزوں سے بنتا تھا۔ انگور، کھجور، گیہوں ، جو اور شہد سے۔ خمر وہی ہے جو عقل کو چھپالیوے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب خمر کی حرمت اتری اس وقت انگور کا شراب تو بالکل کم تھا اور اکثر شراب ہمارا تر کھجور اور خشک کھجور کا تھا۔ حاصل یہ کہ اس زمانے میں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ جو شراب انگور کے سوا اور چیزوں سے بنایا جاوے اس کا اس قدر پینا درست ہے جس سے نشہ نہ ہو گرچہ کچھ لوگ جن کو شروع زمانے میں حدیثیں نہیں پہنچی تھیں اس کے قائل تھے، لیکن وہ معذور تھے اب جب یہ حدیثیں مشہور و معروف ہوگئیں تو کسی کو اس کے خلاف کہنا درست نہیں رہا اور باطل ہو گیا وہ قول جو ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ شراب خاص طور پر انگور کا اور انگور کے سوا اور شرابوں کا اتنا پینا درست ہے جس سے نشہ نہ ہو، امام محمد نے ابوحنیفہ کے اس قول کی مخالفت کی ،جب ان کو حدیثیں پہنچیں اور فقہائے حنفیہ نے بھی امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر فتوی دیا ہے۔ (ابن ماجہ شرح حدیث :٣٣٧٩)

[8]..... بَاب مَا قِيلَ فِي الْمُسْكِرِ
نشہ آور چیزوں کا بیان

2134۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْبِتْعِ قَالَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ حَرَامٌ.

(ترجمہ)عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بتع (شہد سے بنائی جانے والی شراب) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو شراب نشہ آور ہو حرام ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اورحدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٥٨٥) مسلم (٢٠٠١) ترمذی (١٨٦٣) نسائی (٥٦٠٧۔٥٦١٠) ابویعلی (٤٣٦٠) ابن حبان (٥٣٤٥) الحمیدی (٢٨٣) نیز دیکھئے: منحة العبود (١٧٢٩)۔

تشریح: ......نسائی کی روایت میں ہے۔ تبع اور مرز کے بارے میں آپ ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ کیا چیز ہے؟ عرض کیا گیا تبع شہد اور مرز جو کی شراب ہے۔ فرمایا: جس چیز سے نشہ ہو وہ حرام ہے۔ معلوم ہوا کہ نام کچھ بھی ہو اور کسی بھی چیز سے شراب کشید کی جائے۔ جس چیز سے نشہ ہو جائے وہ حرام ہے۔ ایک حدیث میں ہے کل مسکر حرام وکل مسکر خمر بخاری (۴۳۴۳) نسائی (۵۵۸۸) یعنی ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے اور ہر نشہ آور چیز خمر (شراب) ہے یعنی جس سے بھی نشہ ہو جائے وہ خمر نام خواہ کچھ بھی ہو۔ الخمر ما خامر العقل خمر وہ ہے جو عقل کو سلب کر لے۔

2135۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اشْرَبُوْا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا فَإِنَّ كُلَّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ .

(ترجمہ) ابوموسی اشعری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کیا تو فرمایا: کچھ بھی پیو بس نشہ آور نہ پیو کیونکہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٤٣٤٣) مسلم (١٧٣٣) ابوداود (٤٣٥٦) نسائی (٦٥١١) ابن ماجہ (٣٣٩١) ابویعلی (٧٣٣٩) ابن حبان (٥٣٧٣) منحة المعبود (١٧٢٤)

تشریح: ......نسائی کی روایت (٥٦٠٢) میں ہے معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ہمیں ایسی سرزمین پر بھیج رہے ہیں جہاں لوگ کثرت سے شراب پیتے ہیں تو ہم کیا پیئں؟ تب آپ ﷺ نے فرمایا: کچھ بھی پینا لیکن جو نشہ لائے وہ نہ پینا، اس کا مطلب ہے نبیذ انگور اور کھجور کا شربت وغیرہ جب تک کہ وہ نشہ آور نہ ہو پی سکتے ہیں۔

2136۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرِ بْنِ سِنَانٍ حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَنْهَاكُمْ عَنْ قَلِيلِ مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ .

(ترجمہ) سعد (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم کو (اس) شراب کے تھوڑا سا پینے سے منع کرتا ہوں جس کا کثیر پینا نشہ لائے۔

توضیح: ......علامہ وحید الزماں رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ بعض لوگوں نے یہ کہا کہ جو شراب انگور کا نہ ہو اس کا تھوڑا پینا

درست ہے اتنا جس سے نشہ نہ ہو اگر پیتا چلا گیا یہاں تک کہ نشہ پیدا ہوا تو اخیر کا گھونٹ جس کے ساتھ نشہ پیدا ہوا حرام ٹھہرا اور پہلا گھونٹ درست یہ نرا حیلہ ہے، حیلہ ہے، درحقیقت نشہ اخیر کے گھونٹ سے پیدا نہیں ہوا بلکہ اگلے پچھلے سب گھونٹوں کی تاثیر سے تو سب حرام ٹھہرے۔ (انتہی کلامہ)۔

شراب کو حلال سمجھنے والے بعض لوگوں کی یہ فقہی موشگافیاں ہیں ورنہ حدیث رسول واضح اور بین ہے کہ جس چیز سے نشہ ہو وہ قلیل وکثیر ہر مقدار میں حرام ہے۔ اس کی تفصیل (۲۱۳۴) میں گذر چکی ہے اور امام نسائی (۵۶۱۶) نے بھی میں ایسے ہی فرمایا ہے۔

2137۔ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ أَبِي وَهْبٍ الْكَلَاعِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُكْفَأُ قَالَ زَيْدٌ يَعْنِي الْإِسْلَامَ كَمَا يُكْفَأُ الْإِنَاءُ كَفْيَ الْخَمْرِ فَقِيلَ فَكَيْفَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَقَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ فِيهَا مَا بَيَّنَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا فَيَسْتَحِلُّونَهَا.

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے پہلی چیز جب پلٹ دی جائے گی۔ راوی زید (بن یحییٰ) نے کہا: وہ اسلام ہے جس طرح برتن الٹ دیا جاتا ہے مقصود خمر ہے (یعنی پھر سے لوگ پینے لگیں گے) عرض کیا گیا یہ کس طرح ہوگا اے اللہ کے رسول! جب کہ اللہ تعالی نے بالکل بین واضح طور پر اس کا حکم بیان کر دیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے نام دوسرے رکھ لیں گے اور اس طرح شراب کو حلال کر لیں گے۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابويعلى (٤٧٣١) سنن البيهقي (١٩٤/٨) الحاكم في المستدرك (١٤٧/٤) وغيرهم۔

تشریح: ...... سچ فرمایا الصادق الامین الرسول الکریم محمد بن عبداللہ ﷺ نے اور یہ پیشین گوئی آج صحیح ہو رہی ہے۔ لوگ شراب کو طرح طرح کے نام دیتے ہیں اور دھڑلے سے پیتے ہیں جسے کوئی شربت مفرح کہتا ہے کوئی عرق النشاط اور کوئی شراب الصالحین لیکن نام بدلنے سے حکم نہیں بدلے گا جو چیز نشہ لائے وہ حرام ہے خواہ نام کچھ بھی ہو اور اس میں بھانگ، افیون، چنڈو، بیئر وغیرہ سب شامل ہیں۔

2138۔ أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي أَبُو وَهْبٍ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَوَّلُ دِينِكُمْ نُبُوَّةٌ وَرَحْمَةٌ ثُمَّ مُلْكٌ وَرَحْمَةٌ ثُمَّ مُلْكٌ أَعْفَرُ ثُمَّ مُلْكٌ وَجَبَرُوتٌ يُسْتَحَلُّ فِيهَا الْخَمْرُ وَالْحَرِيرُ.

قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ سُئِلَ عَنِ الْأَعْفَرِ فَقَالَ يُشَبِّهُهُ بِالتُّرَابِ وَلَيْسَ فِيهِ خَيْرٌ طَمِعٌ.

(ترجمہ) ابوعبیدہ بن الجراح (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے دین کے شروع میں (طرز حکومت) نبوت

ورحمت ہے پھر ملوکیت ورحمت پھر مانند مٹی کے بادشاہت پھر شاہی ڈکٹیٹری جس میں شراب وریشم کو حلال سمجھا جائے گا۔

امام دارمی (رحمہ اللہ) سے اعفر کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: وہ مٹی کے مشابہ ہے جس میں کوئی خیر نہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند منقطع ہے کیونکہ مکحول نے ابوثعلبہ الخشنی کو پایا ہی نہیں۔تخریج کے لئے دیکھئے: ابویعلی (۸۷۳)

[9]..... بَاب النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْخَمْرِ وَشِرَائِهَا

شراب کی خرید وفروخت کی ممانعت کا بیان

2139- أَخْبَرَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا طُعْمَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ بَيَانٍ التَّغْلِبِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَنْ بَاعَ الْخَمْرَ فَلْيُشَقِّصِ الْخَنَازِيرَ .

قَالَ أَبُو مُحَمَّد إِنَّمَا هُوَ عُمَرُ بْنُ بَيَانٍ .

(ترجمہ) مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے شراب کو بیچا اس کو چاہیے کہ خنزیر کا گوشت بھی صاف کر لے۔امام دارمی نے کہا: عمرو بن بیان التغلبی : عمر بن بیان ہیں۔

توضیح: ......یعنی جب اس سے شراب بیچنا درست سمجھا تو اس نے سور کھانے کو بھی درست جانا کیونکہ شراب اور سور دونوں حرمت میں برابر ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے۔دیکھئے: ابوداود (۳۴۸۹) الحمیدی (۷۷۸) الطیالسی (۱۷۱۹)۔

تشریح: ......حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس نے شراب بیچی گویا اس نے خنزیر کی خرید وفروخت کی۔یہ تہدید شدید ہے جس سے معلوم ہوا کہ شراب کا خریدنا یا بیچنا اسی طرح حرام ہے جس طرح خنزیر کا خریدنا اور بیچنا حرام ہے۔

2140- حَدَّثَنَا يَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَعْلَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ بَيْعِ الْخَمْرِ فَقَالَ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَدِيقٌ مِنْ ثَقِيفٍ أَوْ مِنْ دَوْسٍ فَلَقِيَهُ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ بِرَاوِيَةٍ مِنْ خَمْرٍ يُهْدِيهَا لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا فُلَانُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ حَرَّمَهَا قَالَ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ عَلَى غُلَامِهِ فَقَالَ اذْهَبْ فَبِعْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَاذَا أَمَرْتَهُ يَا فُلَانُ قَالَ أَمَرْتُهُ بِبَيْعِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الَّذِي حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ فِي الْبَطْحَاءِ .

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن وعلہ نے کہا: میں نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے شراب کی خرید وفروخت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ثقیف یا دوس قبیلہ کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کا دوست تھا اس نے فتح مکہ کے سال میں آپ ﷺ سے مکہ میں ملاقات کی اور تحفے میں شراب کا مشکیزہ پیش کیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بھائی! تمہیں علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام کر دیا ہے؟ راوی نے کہا: وہ شخص اپنے خادم کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کہا: اسے لیجا کر بیچ دو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کو کیا حکم دیا ہے، عرض کیا میں نے خادم کو اس شراب کو بیچ دینے کو کہا ہے،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس اللہ نے شراب پینا حرام کیا ہے اس نے بیچنا بھی حرام کر دیا ہے چنانچہ اس شخص نے حکم دیا اور وہ شراب زمین پر لڑھکا دی گئی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٥٧٩) نسائی (٤٦٧٨) ابویعلی (٢٤٦٨) ابن حبان (٤٩٤٤).

2141۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو يَعْنِي ابْنَ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَلَغَ عُمَرَ أَنَّ سَمُرَةَ بَاعَ خَمْرًا فَقَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ سَمُرَةَ أَمَا عَلِمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا . قَالَ سُفْيَانُ جَمَلُوهَا أَذَابُوهَا .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کو یہ خبر لگی کہ سمرہ (رضی اللہ عنہ) نے شراب بیچی ہے تو انہوں نے کہا: اللہ تعالی سمرہ کو برباد کرے کیا انہیں معلوم نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی یہود پر لعنت کرے چربی ان پر حرام کی گئی لیکن انہوں نے اسے پگھلا کر فروخت کر دیا۔ سفیان نے کہا جملوہا کا معنی ہے اذابوہا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٢٢٣) مسلم (١٥٨٢) ابن ماجه (٣٣٨٣) ابویعلی (٢٣٤٦٨) ابن حبان (٤٩٤٢)۔

تشریح: ...... علامہ وحید الزماں نے اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے: اس کا مطلب ہے، انہوں نے اس چربی کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی، اس سے معلوم ہوا کہ جیسے شراب حرام ہے ویسے ہی اس کی قیمت لینا اور سوداگری کرنا بھی حرام ہے، افسوس ہے کہ ہمارے زمانے میں بعض مسلمان تاجر اپنی دکانوں میں شراب بھی رکھتے ہیں اور خیال رکھتے ہیں کہ شراب بیچنے میں اتنا گناہ نہیں ہے جتنا اس کے پینے میں حالانکہ حدیث کی رو سے وہ سب برابر ہیں اور سب پر لعنت آئی ہے اور شراب کا پیسہ حرام ہے اس کا کھانا اور کھلانا دونوں جائز نہیں، اسی طرح سود کا پیسہ اور جو سوداگر شراب اور سود کا بیوپار کرتا ہو اس کی دعوت میں جانا تقوی کے خلاف ہے۔ بخاری وغیرہ میں یہ ذکر نہیں ہے کہ سمرہ (رضی اللہ عنہ) نے شراب بیچی تھی، عام آدمی کا ذکر ہے بہرحال اس حدیث سے عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت وحمیت کا اندازہ لگتا ہے کہ خلاف شرع بات انہیں قطعاً برداشت نہیں تھی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ محرمات منصوصہ کو حیلہ سازی سے استعمال میں لانا یہود کا فعل ہے جن پر اللہ تعالی کی لعنت ہے۔ لہٰذا ایسے افعال سے بچنا چاہیے۔

[10]..... بَابُ الْعُقُوبَةِ فِي شُرْبِ الْخَمْرِ
شراب پینے والے کی سزا کا بیان

2142۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ ثُمَّ إِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ ثُمَّ إِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوهُ ثُمَّ إِذَا

سَكِرَ فَاضْرِبُوْا عُنُقَهُ يَعْنِي فِي الرَّابِعَةِ .

(ترجمہ)ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی نشہ کرلے تو اسے کوڑے لگاؤ پھر اگر ایسا کرے تو اسے کوڑے مارو پھر شراب پیئے تو اسے کوڑے مارو چوتھی بار پھر اگر شراب پیئے تو اس کو جان سے مارڈالو۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔دیکھئے: ابوداود (٤٤٨٤) نسائی (٥٦٧٨) ابن ماجه (٢٥٧٢) ابن حبان (٤٤٤٦،٤٤٤٧) موارد لظمان (١٥١٩) ۔

تشریح: ......اس حدیث کو ائمہ اربعہ اور اہل الحدیث نے صحیح ہونے کے باوجود منسوخ گردانا ہے، اس حدیث کی وجہ سے جس میں ہے کہ مسلمان صرف تین وجہ سے قتل کیا جاسکتا ہے۔زنا، قصاص یا مرتد ہونے پر نیز یہ کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں کئی بار ایسے افراد کو لایا گیا جنہوں نے چوتھی بار شراب پی تھی اور آپ نے انہیں قتل نہیں کیا لہٰذا یہ قول اور فعل مذکورہ بالا حدیث کا ناسخ ہوا، لہٰذا تین بار سے زیادہ شراب پینے والے کو کوڑے تو لگائیں جائیں گے لیکن قتل نہیں کیا جائے گا۔(واللہ اعلم)

[11]..... بَاب فِي التَّغْلِيظِ لِمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ

جوشراب پیئے اس کے لئے وعید شدید کا بیان

2143۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ .

(ترجمہ)ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زانی مومن رہتے ہوئے زنا نہیں کرسکتا، چوری کرنے والا مومن رہتے ہوئے چوری نہیں کرسکتا، اور نہ شراب پیتے ہوئے جب وہ شراب پیتا ہے مومن رہتا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔دیکھئے: بخاری (٢٤٧٥) مسلم (٥٧) ابوداود (٤٦٨٩) نسائی (٤٨٨٦) مسند ابی یعلی (٦٢٩٩) ابن حبان (١٨٦) الحمیدی (١١٦٢)۔

تشریح: ......اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا گناہوں کے ارتکاب کے وقت آدمی مومن نہیں رہتا ہے، ایمان اس کے دل سے نکل جاتا ہے لہٰذا زناکار، چوری کرنے اور شراب پینے والا اگر مدعی اسلام ہے تو وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہوگا مسلمان صاحب ایمان ایسا کام کرہی نہیں سکتا بلکہ اگر کبھی اس سے گناہ کبیرہ سرزد ہوبھی جائے تو حد درجہ پشیماں ہوکر پھر ہمیشہ کے لئے تائب ہوجاتا ہے اور اپنے گناہ کے لئے استغفار میں منہمک رہتا ہے۔

[12]..... بَاب فِيمَا يُنْبَذُ لِلنَّبِيِّ ﷺ

نبی کریم ﷺ کے لئے کون سے برتن میں نبیذ بنائی جاتی تھی؟

2144۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ يُنْبَذُ

لِلنَّبِيِّ ﷺ فِي السِّقَاءِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ سِقَاءٌ نُبِذَ لَهُ فِي تَوْرٍ مِنْ بِرَام .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نبی کریم ﷺ کے لئے مشک میں نبیذ بنائی جاتی تھی اگر مشک (مشکیزہ) نہ ہوتی تو آپ کے لئے پتھر کی ہانڈی یا پیالوں میں نبیذ بنائی جاتی تھی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٩٩٩) ابوداود (٣٧٠٢) نسائی: (٥٦٢٩) ابن ماجه (٣٤٠٠) ابویعلی (١٧٦٩) ابن حبان (٥٣٨٧) مسند الحمیدی (١٣٢٠) ۔

توضیح: ......نبیذ ایک طرح کا شربت ہے جو کھجور کو بھگو کر بنایا جاتا ہے، رات کو کچھ کھجوریں پانی میں ڈال دی جاتی اور صبح کو نچوڑ کر پی جاتی تھیں، یہ شربت بہت ہی لذیذ اور مغذی و مقوی ہوتا ہے نبی کریم ﷺ اس کو پیتے تھے لیکن اگر یہ نبیذ شراب کے برتن میں بنائی جائے اور دھوپ میں رہے یا کچھ دن برتن میں پڑا رہنے دیا جائے تو اس میں نشہ ہو جاتا ہے اس صورت میں نبیذ پینا حرام ہے جب کہ اس میں ابال آنے لگے اور نشہ پیدا ہو جائے۔ ایک حدیث ہے کہ نبیذ میں جوش آ جائے تو اسے پتھر پر مار دو اس کو وہ پئے گا جس کا اللہ اور روز قیامت پر ایمان نہ ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبیذ کھجور کا شربت پینا جائز ہے بشرطیکہ اس میں نشہ نہ پیدا ہوا ہو اور یہ نبیذ کسی بھی برتن میں بنائی جا سکتی ہے چاہے وہ برتن مٹی پتھر تانبے وغیرہ کا بنا ہوا ہو۔

[13]..... بَاب فِي النَّقِيعِ
انگور کے شربت کا بیان

2145- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَاهُ أَوْ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا قَدْ خَرَجْنَا مِنْ حَيْثُ عَلِمْتَ وَنَزَلْنَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْ مَنْ قَدْ عَلِمْتَ فَمَنْ وَلِيُّنَا قَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا أَصْحَابَ كَرْمٍ وَخَمْرٍ وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ الْخَمْرَ فَمَا نَصْنَعُ بِالْكَرْمِ قَالَ اصْنَعُوهُ زَبِيبًا قَالُوا فَمَا نَصْنَعُ بِالزَّبِيبِ قَالَ انْقَعُوهُ فِي الشِّنَانِ انْقَعُوهُ عَلَى غَدَائِكُمْ وَاشْرَبُوهُ عَلَى عَشَائِكُمْ وَانْقَعُوهُ عَلَى عَشَائِكُمْ وَاشْرَبُوهُ عَلَى غَدَائِكُمْ فَإِنَّهُ إِذَا أَتَى عَلَيْهِ الْعَصْرَانِ كَانَ خَلًّا قَبْلَ أَنْ يَكُونَ خَمْرًا .

(ترجمہ) عبداللہ بن الدیلمی نے اپنے والد سے روایت کیا کہ ان کے والد نے یا ان کے قبیلہ کے کسی فرد نے نبی کریم ﷺ سے سوال کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول ہم جہاں سے نکل کر آئے ہیں اور کس کے پاس آئے ہیں آپ کو معلوم ہے پس ہمارا ولی کون ہے؟ فرمایا: تمہارا ولی اللہ اور اس کا رسول ہے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ہم انگور اور شراب والے لوگ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کر دیا ہے تو ہم سوکھے انگور (کشمش) کا کیا کریں؟ فرمایا: سکھا کر اس کی کشمش بنا لو، عرض کیا: اس کا ہم کیا کریں گے؟ فرمایا: چمڑے کے مشکیزے میں اس کو رکھو اور اس کا شربت دو پہر کو بنا

کر شام کو شربت بنا کر دوپہر کے کھانے میں پی لیا کرو اور جب دوبارہ اس پر عصر کی نماز کا وقت گزر جائے تو شراب بننے سے پہلے تک اس کو پی سکتے ہو۔

(**تخریج**) اس حدیث میں محمد بن کثیر مصیصی ضعیف ہیں لیکن دوسرے طرق سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور درجہ صحت کو پہنچ جاتی ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۳۷۱۰) نسائی (۵۷۵۲) طبرانی (۸۴۶،۸۵۱) احمد (۳۳۲/۴) وغیرھم۔

تشریح: ...... چمڑے کے مشکیزے میں انگور کا شربت یا کشمش رکھنے سے جلدی تیزی نہیں آتی لیکن مٹی کا مٹھورا یا گھڑا اگر ہر دن دھویا نہ جائے تو اس میں رکھے ہوئے شربت میں تیزی آ کر وہ جلدی نشہ آور ہو جاتا ہے اسی طرح اگر کئی دن تک کھجور یا انگور کی نبیذ و شربت ایسے برتن میں رکھی رہے تو نشہ آور ہو جاتی ہے اس لئے اس کے پینے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت تک ایسا شربت پیتے تھے جب تک کہ اس میں تیزی نہ آتی اگر مزہ بدل جاتا یا بو بدل جاتی تو آپ اسے کبھی نہ پیتے تھے۔ واللہ اعلم۔

[14]..... بَاب النَّهْيِ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ وَمَا يُنْبَذُ فِيهِ

گڑھے اور دوسرے برتن کی نبیذ کا بیان

2146۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ فَقَالَ حَرَّمَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَقِيتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرْتُهُ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ صَدَقَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ.

(ترجمہ) سعید بن جبیر نے کہا: میں نے ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے گھڑے (یا ٹھلیا) کی نبیذ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ اس کے بعد میں نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے ملاقات کی اور ابن عمر کے قول کے بارے میں انہیں بتایا تو ابن عباس نے کہا: ابوعبدالرحمٰن نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔

(**تخریج**) یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۹۹۷) ابوداود (۳۶۹۱) ابن حبان (۵۴۰۳) طبرانی ۴۳/۱۲ (۱۲۴۲۰)

تشریح: ......شروع میں جب شراب حرام ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان برتنوں میں نبیذ اور شربت بنانے سے منع کر دیا تھا جن میں شراب بنائی جاتی تھی کیونکہ اس میں نشہ پیدا ہونے کا اندیشہ تھا پھر بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے برتن میں انگور، کھجور وغیرہ کا شربت بنانے کی اجازت دیدی تھی خواہ وہ برتن مٹی کے ہوں یا پتھر یا چمڑے کے۔ واللہ اعلم۔

2147۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا تَنْتَبِذُوا فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ.

(ترجمہ) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دباء'' اور مزفت میں نبیذ نہ بنایا کرو۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٥٨٧) مسلم (١٩٩٢) ابوداود (٣٦٩١) وغیرھم۔

تشریح: ...... دباء کدو کے تو بنے کو کہتے ہیں اور مزفت روغن دار رال کا برتن۔ اس میں رسول اللہ ﷺ نے شروع میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا۔ بخاری کی روایت میں حنتم یعنی ٹھلیا یا لاکھی مرتبان اور نقیر یعنی لکڑی کا بنا ہوا برتن۔ بعد میں یہ ممانعت جاتی رہی کیونکہ لوگوں کے دلوں میں ایمان راسخ تھا اور وہ نشہ آور شربت کو ہاتھ بھی نہ لگاتے تھے (رضی اللہ عنہم وارضاہم)۔

2148۔ أَخْبَرَنَا أَبُوْ زَيْدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْحَكَمِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ أَوْ سَمِعْتُهُ سُئِلَ عَنْ نَبِيذِ الْجَرِّ فَقَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ وَسَأَلْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُحَرِّمَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَوْ مَنْ كَانَ مُحَرِّمًا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ فَلْيُحَرِّمِ النَّبِيذَ قَالَ و حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْجَرِّ وَالدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ وَعَنِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ.

(ترجمہ) ابوالحکم عمران بن الحارث نے کہا: میں نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے پوچھا یا یہ کہا: کہ میں نے سنا ان سے ٹھلیا کی شربت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے گھڑے اور کدو کے تو بنے (میں نبیذ بنانے) سے منع فرمایا: میں نے ابن الزبیر (رضی اللہ عنہما) سے پوچھا تو انہوں نے بھی ابن عباس کے مثل جواب دیا، اور ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: جس کو اچھا لگے کہ وہ حرام کرلے اس چیز کو جس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کردیا ہے یا یہ کہا کہ جو شخص حرام کرنا چاہے اس چیز کو جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے تو وہ نبیذ کو حرام سمجھے۔

راوی نے کہا: اور میرے بھائی نے ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑے، کدو کے تو بنے، لاکھی، تارکول ملے ہوئے۔ برتن سے اور کچی اور پکی (رطب اور پکی ہوئی) کھجور کی نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔

(تخریج) یہ روایات مختلف طرق سے متعدد کتب حدیث میں موجود ہیں۔ دیکھئے: بخاری (٥٥٨٤، ٥٥٩٥) احمد (٢٧/١، ٢٢٩) طبرانی ١٥٢/١٢ (١٢٧٣٨) ابویعلی (٢٣٤٤) اور ابوسعید خدری کی روایت ابویعلی (١٢٢٣،١٣٢٢) الطیالسی (١٦٩٩) وغیرہ میں صحیح سند سے موجود ہے۔

تشریح: ...... ان روایات سے مذکورہ بالا برتنوں میں جن میں شراب بنائی جاتی تھی جر، دباء، نقیر ومزفت میں نبیذ بنانے سے منع کیا گیا ہے جس کا بیان پیچھے گذر چکا ہے اسی طرح دوقسم کے پھل ملا کر اس کا شربت اور نبیذ بنانے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس سے نشہ پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہے، شراب کی حرمت سے پہلے عرب کے لوگ خام اور پختہ کھجور کی شراب کو بہت پسند کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام کردیا، مزید تفصیل آگے آرہی ہے، ابن عباس نے نبیذ کو حرام کہا، یہ

بطور احتیاط اور تقوی کے ہے۔

2149۔ أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ زَيْدٍ الرَّقَاشِيِّ أَنَّهُ أَتَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُغَفَّلٍ فَقَالَ أَخْبِرْنِي بِمَا يَحْرُمُ عَلَيْنَا مِنَ الشَّرَابِ فَقَالَ الْخَمْرُ قَالَ قُلْتُ هُوَ فِي الْقُرْآنِ قَالَ مَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا سَمِعْتُ مُحَمَّدًا ﷺ بَدَأَ بِالِاسْمِ أَوْ قَالَ بِالرِّسَالَةِ قَالَ نَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ.

(ترجمہ) فضیل بن زید الرقاشی، عبداللہ بن مغفل (رضی اللہ عنہ) کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے بتایئے کونسا مشروب ہمارے لئے حرام ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ شراب حرام ہے، فضیل نے کہا: کیا یہ قرآن میں ہے؟ فرمایا: میں نے تم سے وہی بیان کیا جو میں نے محمد ﷺ سے سنا ہے۔ راوی نے کہا: یاد نہیں کہ محمد ﷺ نے کہا یا یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا: انہوں نے دباء (کدو کا تونبا) حنتم (لاکھی ٹھلیا یا لاکھی مرتبان) نقیر لکڑی کے بنے ہوئے برتن سے منع فرمایا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسند الطیالسی (۱۷۱۶) طبرانی فی الاوسط (۵۲۷۶) مجمع البحرین (۴۱۱۷)۔

توضیح: ......یعنی دبا، حنتم اور نقیر میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا، ان برتنوں میں شراب بنائی جاتی تھی اس لئے ان میں نبیذ بنانے سے شروع میں منع کیا گیا لیکن بعد میں رسول اللہ ﷺ نے ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی اجازت دیدی لہٰذا ان روایات کا حکم منسوخ ہوگیا جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے۔

[15]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ الْخَلِيطَيْنِ
خلیطین کی ممانعت کا بیان

2150۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَسَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ وَاللَّفْظُ لِيَزِيدَ قَالَا أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَنْتَبِذُوا الزَّهْوَ وَالرُّطَبَ جَمِيعًا وَلَا تَنْتَبِذُوا الزَّبِيبَ وَالتَّمْرَ جَمِيعًا وَانْتَبِذُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى حِدَتِهِ.

(ترجمہ) ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کچی اور خشک کھجور کی ایک ساتھ نبیذ نہ بناؤ اور اسی طرح انگور اور کھجور بھی ایک ساتھ ملا کر نبیذ نہ بناؤ اور ہر پھل کی علاحدہ علیحدہ نبیذ بنا سکتے ہو۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۶۰۲) مسلم (۱۹۸۸) ابوداود (۳۷۰۴) نسائی (۵۵۶۶) ابن ماجه (۳۳۹۷) احمد (۳۱۰/۵)۔

تشریح: ......خلیط انگور اور کھجور یا کچی اور پکی کھجور کو مکس کر کے اس کا شربت (نبیذ) بنانے کو کہتے ہیں، نبیذ حلال ہے بشرطیکہ اس میں نشہ نہ لیکن مکس کئے ہوئے خلیط سے منع کیا، اس خیال سے کہ اس میں جلدی نشہ پیدا ہوجاتا ہوگا۔ امام مالک واحمد کے نزدیک اس طرح کا خلیط حرام ہے چاہے اس میں نشہ پیدا نہ ہوا ہو جیسا کہ اوپر والی حدیث میں مطلقاً نہی

اور ممانعت ہے۔ اکثر علماء نے کہا ہے کہ اس خلیط میں جب نشہ پیدا ہو جائے تب ہی حرام ہے امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: مذکورہ بالا حدیث میں نہی تنزیہی ہے نہی تحریمی نہیں، انتہی کلامہ، بہتر یہی ہے کہ حدیث میں جس کی ممانعت ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے نہی چاہے تنزیہی ہو یا تحریمی، اسی طرح انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع کیا۔ پچھلے باب میں اس کا ذکر گزر چکا ہے، نیز دیکھئے: نسائی (۵۵۶۸) واحمد (۲۹۹/۵)

[16]..... بَاب فِي النَّهْيِ أَنْ يُسَمَّى الْعِنَبُ الْكَرْمَ

انگور کو کرم کہنے کی ممانعت کا بیان

2151۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا تَقُولُوا الْكَرْمَ وَقُولُوا الْعِنَبَ أَوِ الْحَبَلَةَ.

(ترجمہ) وائل (بن حجر رضی اللہ عنہ) نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انگور کو کرم مت کہو بلکہ عنب یا حبلہ کہو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے۔ دیکھئے: مسلم (۲۲۴۸) ابویعلی (۵۹۲۹) ابن حبان (۵۸۳۲) الحمیدی (۱۱۳۰)۔

تشریح: ......عرب کے لوگ انگور اور انگوری شراب کو کرم کہتے تھے، کرم کے معانی بزرگی، عزت اور مہربانی کے ہیں، وہ سمجھتے تھے کہ انگوری شراب کے پینے سے بھی انسان میں کرم پیدا ہوتا ہے جب شراب حرام ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور کا نام بدلنے کی ممانعت کردی اس خیال سے کہ یہ نام شراب کی یاد نہ دلا دے، دوسرے یہ کہ شراب کی عزت نہ کی جاوے، مسلم شریف کی صحیح روایت میں ہے کہ کرم تو مومن کا دل ہے۔ (وحیدی)۔

[17]..... بَاب فِي النَّهْيِ أَنْ يُجْعَلَ الْخَمْرُ خَلًّا

شراب کا سرکہ بنانے کی ممانعت کا بیان

2152۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ فِي حِجْرِ أَبِي طَلْحَةَ يَتَامَى فَاشْتَرَى لَهُمْ خَمْرًا فَلَمَّا نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ أَجْعَلُهُ خَلًّا قَالَ لَا فَأَهْرَاقَهُ.

(ترجمہ) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) نے کہا: کچھ یتیم بچے ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) کے زیر پرورش تھے، ابوطلحہ نے ان کے لئے شراب خریدی تو اس وقت شراب کی حرمت (والی آیت) نازل ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا ذکر کیا اور کہا کہ میں اس شراب کا سرکہ بنالوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں چنانچہ انہوں نے اس کو لڑھکا (بہا) دیا۔

(**تخریج**) یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۹۸۳) ابویعلی (۴۰۴۵) التمہید (۱۴۸/۴) وغیرھم۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا جس طرح شراب حرام ہے اسی طرح اس کا سرکہ بھی حرام ہے اسی لئے

رسول اللہ ﷺ نے اس کا سرکہ بنانے سے منع فرمایا۔

[18]..... بَاب فِي سُنَّةِ الشَّرَابِ كَيْفَ هِيَ
بچا ہوا مشروب کس کو دینا چاہیے

2153۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ وَعَنْ يَمِينِهِ رَجُلٌ أَعْرَابِيٌّ فَأَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ فَضْلَهُ ثُمَّ قَالَ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ.

(ترجمہ) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے دودھ پیا، آپ کے بائیں جانب ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تھے اور دائیں طرف ایک دیہاتی آدمی آپ ﷺ نے بچا ہوا دودھ اس دیہاتی کو دیا، پھر فرمایا: پہلے دائیں طرف سے پھر اس کے دائیں طرف سے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٦١٩) مسلم (٢٠٢٩) ابوداود (٣٧٢٦) ترمذی (١٨٩٣) ابن ماجه (٣٤٢٥) ابویعلی (٣٥٥٢) ابن حبان (٥٣٣٣) الحمیدی (١٢١٦)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچا ہوا مشروب پینے والا پہلے اپنے دائیں طرف والے کو دے وہ اپنے دائیں طرف والے کو مذکورہ بالا حدیث میں اسی کی رعایت کی گئی ہے حالانکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا درجہ بہت بلند تھا لیکن اسی قاعدے کے مطابق ایک دیہاتی کو ترجیح دی گئی۔

[19]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ
مشک سے منہ لگا کر پانی پینے کی ممانعت کا بیان

2154۔ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِي السِّقَاءِ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشک کے منہ سے (منہ لگا کر) پینے سے منع فرمایا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٦٢٩) ابوداود (٣٧١٩) ترمذی (١٨٢٥) نسائی (٤٤٦٠) احمد (٢٤١/١) طبرانی ٣٠٦/١١ (١١٨١٩) وغیرهم۔

2155۔ أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِي السِّقَاءِ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مشک کے منہ سے لگ کر پینے سے منع فرمایا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٦٢٧، ٥٦٢٨) الحمیدی (١١٧٥) وغیرهم۔

2156۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ .

(ترجمہ) ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مشکوں کے اختناث سے منع فرمایا۔

توضیح:...... بخاری شریف میں ہے کہ معمر یا کسی اور نے کہا: اختناث: مشک سے منہ لگا کر پانی پینے کو کہتے ہیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٦٢٥) مسلم (٢٠٢٣) ابوداود (٣٧٢٠) ترمذی (١٨٩٠) ابن حبان (٥٣١٧) الحمیدی (٩٩٦)۔

تشریح:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مشک سے منہ لگا کر پانی پینا درست نہیں خواہ حکمت کچھ بھی ہو، ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے مشک سے منہ لگا کر پانی پیا تو سانپ کا بچہ پیٹ میں چلا گیا، اس کے بعد آپ ﷺ نے مشک سے منہ لگا کر پانی پینے سے سختی سے منع کر دیا نیز یہ کہ اس طرح پانی پینے سے پھندا یا گٹا لگ جانے کا بھی اندیشہ ہے اسی لئے پانی پینے کے آداب میں سے یہ ہے کہ آدمی بیٹھ کر پیالے یا گلاس سے تین بار سانس لے کر پانی پیے۔ واللہ اعلم

[20]..... بَاب فِي الشُّرْبِ بِثَلَاثَةِ أَنْفَاسٍ

تین سانس میں پانی پینے کا بیان

2157۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ ثُمَامَةَ قَالَ كَانَ أَنَسٌ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا .

(ترجمہ) ثمامہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) دو یا تین سانس میں پانی پیتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ پانی کے برتن پر دو یا تین بار سانس لیتے تھے۔ (یعنی دو یا تین سانس میں پانی پیتے تھے۔)

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٦٣١) مسلم (٢٠٢٨) ابوداود (٣١) ترمذی (١٥) نسائی (٢٤) ابن ماجہ (٣١٠) ابن حبان (٥٣٢٩)۔

تشریح:...... طبرانی کی روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ کے پاس پانی کا پیالہ آتا تو پہلے آپ بسم اللہ کہہ کر پینا شروع فرماتے، درمیان میں تین سانس لیتے آخر میں الحمدللہ کہتے (فتح الباری)۔

[21]..... بَاب مَنْ شَرِبَ بِنَفَسٍ وَاحِدٍ

ایک سانس میں پانی پینے کا بیان

2158۔ أَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عِيسَى عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ حَبِيبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي الْمُثَنّٰى قَالَ كُنْتُ عِنْدَ مَرْوَانَ فَجَاءَ أَبُوْ سَعِيْدٍ فَقَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّيْ لَا أَرْوَى مِنْ نَفَسٍ وَاحِدٍ قَالَ فَأَبِنِ الْإِنَاءَ عَنْ فِيكَ ثُمَّ تَنَفَّسْ قَالَ إِنِّي أَرَى الْقَذَاةَ قَالَ أَهْرِقْهُ .

(ترجمہ) ابوالمثنی نے کہا: میں مروان کے پاس تھا کہ ابوسعید (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے اور بیان کیا کہ ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں ایک سانس میں سیر نہیں ہوتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تب پھر پیالے کو اپنے منہ سے ہٹاؤ اور پھر سانس لے لو، عرض کیا میں اس میں کوڑا دیکھوں تو؟ فرمایا: اسے بہا دو۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۱۸۸۷) ابن حبان (۵۳۲۷) الموارد (۱۳۶۷) احمد (۵۷/۳) بغوی فی شرح السنة (۳۰۳۶)۔

تشریح: ......ظاہراً اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک سانس میں پانی پی سکتے ہیں نیز یہ کہ سانس لیتے وقت برتن منہ سے دور رکھنا چاہیے۔

2159۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيْرَةِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِيْ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمَسّ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهِ وَلَا يَسْتَنْجِيْ بِيَمِيْنِهِ وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ .

(ترجمہ) ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں کوئی شخص پیشاب کرے تو داہنے ہاتھ سے عضو مخصوص کو نہ پکڑے، اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجاء کرے، اور نہ برتن میں سانس لے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۵۴،۱۵۳) مسلم (۲۶۷) ابوداود (۳۱) ترمذی (۱۵) نسائی (۲۴) ابن ماجہ (۳۱۰) ابن حبان (۱۴۳۴) الحمیدی (۴۳۲) وغیرهم۔

تشریح: ......اس حدیث سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔ نہ داہنے ہاتھ سے شرمگاہ کو چھونا جائز ہے اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجاء کرنا درست ہے اور نہ ہی برتن میں سانس لینا صحیح ہے۔ یہ سارے امور آداب طہارت کے خلاف ہیں۔ داہنا ہاتھ اچھی چیزوں اور کھانے پینے کے استعمال کے لئے ہے اور طہارت کے لئے بایاں ہاتھ ہے۔

[22]..... بَاب فِي الَّذِي يَكْرَعُ فِي النَّهْرِ

نہر پر منہ لگا کر پانی پینے کا بیان

2160۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَتَى النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يَعُوْدُهُ وَجَدْوَلٌ يَجْرِي فَقَالَ إِنْ كَانَ عِنْدَكُمْ مَاءٌ بَاتَ فِي الشَّنِّ وَإِلَّا كَرَعْنَا .

(ترجمہ) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ ایک انصاری صحابی کے پاس ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور باغ کی نہر جاری تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارے پاس مشک میں رات کا پانی ہو تو لاؤ ورنہ ہم نہر سے منہ لگا کر پانی پی لیں گے۔

(تخریج) اس روایت کی سند جید ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۶۲۱،۵۶۱۳) ابویعلی (۲۰۹۷) ابن حبان

(٥٣٨٩،٥٣١٤)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہر یا حوض میں منہ لگا کر پانی پینا درست ہے۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ اس انصاری صحابی کے پاس مشک میں پانی موجود تھا لہٰذا آپ نے اس کا پانی پیا کیونکہ وہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اس حدیث میں رسول اکرم ﷺ کا اپنی ساتھیوں کی عیادت کے لئے جانا، تواضع اور حسن اخلاق کا بہترین نمونہ ہے۔

[23]..... بَاب فِي الشُّرْبِ قَائِمًا

کھڑے ہوکر پانی پینے کا بیان

2161۔ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ ابْنَةِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ مِنْ فَمِ قِرْبَةٍ قَائِمًا.

(ترجمہ) ام سلیم (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مشک سے منہ لگا کر کھڑے کھڑے پانی پیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: احمد (٤٣١،٣٧٦/٦) الشمائل للترمذی (٢١٥) طبرانی ١٢٧/٢٥ (٣٠٧)۔

2162۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ عَنْ أَبِي الْبَزَرِيِّ يَزِيْدَ بْنِ عُطَارِدَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ وَنَأْكُلُ وَنَحْنُ نَسْعَى عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں کھڑے ہوکر پانی پی لیتے تھے اور چلتے ہوئے کھانا بھی کھا لیتے تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے۔ دیکھئے: ابن حبان (٥٢٤٣) موارد الظمآن (١٣٦٩) ابن ابی شیبہ (٤١٦٧)۔

2163۔ أَخْبَرَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ.

(ترجمہ) اس سند سے بھی مثل سابق ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے۔

ترجمہ وتخریج اوپر مذکور ہے۔

تشریح: ......ان احادیث سے یہ مسائل معلوم ہوئے: کھڑے ہوکر پانی پینا، چلتے ہوئے کھانا کھانا اور مشک سے منہ لگا کر پانی پینا جائز ہے۔ مشک سے منہ لگا کر پانی پینے کی ممانعت پچھلے صفحات میں گذر چکی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے فعل سے جواز تو نکلتا ہے لیکن قول فعل پر مقدم ہوتا ہے اس لئے مشک سے منہ لگا کر پانی پینا درست نہیں، کھڑے ہوکر پانی پینا یا چلتے ہوئے کھانا کھانا بھی آداب طعام میں سے نہیں ہے، بیٹھ کر ہی کھانا پینا کھانے اور پینے کے آداب میں سے ہے جیسا کہ آگے حدیث آ رہی ہے۔

[24]..... بَاب مَنْ كَرِهَ الشُّرْبَ قَائِمًا
کھڑے ہوکر پانی پینا ناپسندیدہ ہے

2164۔ أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا قَالَ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْأَكْلِ فَقَالَ ذَاكَ أَخْبَثُ .

(ترجمہ)انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہوکر پانی پینے سے منع فرمایا، راوی نے کہا: میں نے انس (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا اور کھڑے ہوکر کھانا کھانا؟ فرمایا: یہ تو اور بھی برا ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (٢٠٢٤) ترمذی (٣٤٢٤) ابویعلی (٢٨٦٧)۔

2165۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي زِيَادٍ الطَّحَّانِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ رَآهُ يَشْرَبُ قَائِمًا قِئْ قَالَ لِمَ قَالَ أَتُحِبُّ أَنْ تَشْرَبَ مَعَ الْهِرِّ قَالَ لَا قَالَ فَقَدْ شَرِبَ مَعَكَ شَرٌّ مِنْهُ الشَّيْطَانُ .

(ترجمہ)ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو کھڑے ہوکر پانی پیتے دیکھا تو فرمایا: قے کردو، اس نے کہا، کیوں؟ فرمایا: کیا تم پسند کروگے کہ بلی کے ساتھ پانی پیو؟ عرض کیا: نہیں، فرمایا: تمہارے ساتھ بلی سے زیادہ برے شیطان نے پانی پیا ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: احمد (٣٠١/٢) طحاوی فی مشکل الآثار (١٩/٣) وابن ابی شیبه (٢٠٣/٨) نیز دیکھئے فتح الباری (٨/١٠)۔

تشریح: ......اس حدیث میں ہے کہ اس شخص کے ساتھ جو کھڑے ہوکر پانی پی رہا تھا، شیطان نے پانی پیا، رسول اللہ ﷺ نے بچشم خود ایسا دیکھا تب ہی فرمایا کہ الٹی کردو جس طرح تم کسی جانور کیساتھ پانی نہیں پی سکتے تو شیطان لعین کے ساتھ کس طرح پینا پسند کروگے۔ اس میں کھڑے ہوکر پانی پینے پر سخت وعید ہے۔ پچھلے باب میں صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ کھڑے ہوکر پانی پینا درست ہے اور اللہ کے نبی ہادی برحق محمد ﷺ نے کھڑے ہوکر زمزم کا پانی بھی پیا اور یہاں اس باب کی احادیث سے کھڑے ہوکر پانی پینے کی ممانعت معلوم ہوئی۔ تطبیق کی صورت یہ ہے کہ نہی کو تنزیہ پر محمول کیا جائے اور آپ ﷺ کے فعل کو اباحت پر محمول کیا جائے یعنی کبھی کبھار کھڑے ہوکر پی لیا تو کوئی حرج نہیں، بیٹھ کر پینا افضل ہے، ایک ساتھی نے کسی ڈاکٹر کا قول بیان کیا کہ جو لوگ بیٹھ کر پانی پیتے ہیں انہیں سلس البول (پیشاب ٹپکنے) کی بیماری کبھی نہ ہوگی۔ واللہ اعلم

[25]..... بَاب الشُّرْبِ فِي الْمُفَضَّضِ
چاندی کے برتن سے پینے کا بیان

2166۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللهِ

بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الَّذِي يَشْرَبُ فِي آنِيَةِ مِنْ فِضَّةٍ فَإِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ.

(ترجمہ) ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص چاندی کے کسی برتن میں کوئی چیز پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھڑکا رہا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٦٣٤) مسلم (٢٠٦٥) ابن ماجه (٣٤١٣) ابويعلى (٦٨٨٢) ابن حبان (٥٣٤١)۔

توضیح: ......یجرجر کا مصدر جرجرۃ ہے جو اونٹ کی آواز پر بولا جاتا ہے۔ جب اونٹ صحرائی میں چلاتا ہے پس معلوم ہوا کہ چاندی کے برتن میں پانی پینے والے کے پیٹ میں دوزخ کی آگ اونٹ جیسی آواز پیدا کرے گی (اللهم اعذنا منها آمين) (مولانا راز رحمہ اللہ)۔

2167۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ خَرَجْنَا مَعَ حُذَيْفَةَ إِلَى الْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِإِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَرَمَى بِهِ وَجْهَهُ فَقُلْنَا اسْكُتُوا فَإِنَّا إِنْ سَأَلْنَاهُ لَمْ يُحَدِّثْنَا فَلَمَّا كَانَ بَعْدُ قَالَ أَتَدْرُونَ لِمَ رَمَيْتُهُ قُلْنَا لَا قَالَ إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُهُ وَذَكَرَ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَقَالَ هُمَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ.

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن ابی لیلی نے کہا: ہم حذیفہ (رضی اللہ عنہ) کے ہمراہ مدائن صالح کی طرف روانہ ہوئے تو انہوں نے (راستے میں) پانی طلب کیا: ایک دیہاتی چاندی کے برتن میں پانی لے کر آیا۔ حذیفہ نے اس کو اس پر پھینک دیا، ہم نے آپس میں کہا: چپ رہو اگر ہم ان سے اس کی وجہ پوچھیں گے تو بتائیں گے نہیں کچھ دیر بعد انہوں نے خود کہا: جانتے ہو میں نے کیوں اس پانی کو پھینک دیا؟ ہم نے عرض کیا: نہیں، ہم نہیں جانتے فرمایا: میں نے اس شخص کو منع کیا تھا اور بتایا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے سونے اور چاندی کے برتن میں پینے سے اور ریشم و دیباج کے پہننے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ یہ چیزیں ان (کفار) کیلئے دنیا میں ہیں اور ہمارے لئے آخرت میں ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٦٣٣،٥٤٢٦) مسلم (٢٠٦٧) ابوداود (٣٧٢٣) ترمذی (١٨٧٨) ابن ماجه (٣٤١٤) ابن حبان (٥٣٣٩) الحمیدی (٤٤٤)۔

تشریح: ......امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس پر علمائے کرام کا اجماع ہے کہ سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں صرف پینے کا ذکر ہے لیکن حذیفہ (رضی اللہ عنہ) سے ہی صحیحین میں مروی ہے کہ سونا اور چاندی کے پلیٹوں میں مت کھاؤ اور مسلم شریف میں ہے جو کوئی کھاتا یا پیتا ہے سونے یا چاندی کے برتن میں وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھڑکا رہا ہے (اعاذنا اللہ منہا)۔

اسی حدیث میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کی غیرت وحمیت اور سنت کی مخالفت پر شدید ترین ردعمل سے پتہ چلا کہ اگر سنت رسول کی کہیں مخالفت ہورہی ہو تو غصہ کرنا جائز ہے۔ اس حدیث سے مردوں کے لئے ریشم ودیباج پہننے کی ممانعت بھی معلوم ہوئی نیز یہ کہ ایسا نرم ونازک پہناوا جنت میں جنتی لوگوں کیلئے خاص ہے۔

[26]..... بَاب فِي تَخْمِيرِ الْإِنَاءِ

برتن کو ڈھانپ کر رکھنے کا بیان

2168۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ حَدَّثَنِي جَابِرٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِلَبَنٍ فَقَالَ أَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ تَعْرِضُ عَلَيْهِ عُودًا.

(ترجمہ) ابوحمید الساعدی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دودھ لے کر حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس (برتن) کو ڈھانپ کر کیوں نہیں لائے، اس کے اوپر عرض میں ایک لکڑی ہی رکھ دیتے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٦٠٦) مسلم (٢٠١٠) ابن حبان (١٢٧٠)۔

2169۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِتَغْطِيَةِ الْوَضُوءِ وَإِيكَاءِ السِّقَاءِ وَإِكْفَاءِ الْإِنَاءِ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہم کو رسول اللہ ﷺ نے پانی ڈھکنے اور مشک کو ڈاٹ لگا دینے اور برتن کو الٹ کر رکھنے کا حکم دیا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابن ماجہ (٣٤١١) احمد (٣٦٧/٢) ابن خزیمہ (١٢٨) ابن حبان (١٢٧٢) نیز اس حدیث کا شاہد صحیحین میں بھی ہے دیکھئے: بخاری (٣٣٨٠) مسلم (٢٠١٢)۔

تشریح: ......ان احادیث سے پانی کے برتن کو ڈھانپ کر رکھنے اور مشک کو ڈاٹ لگا کر رکھنے اور برتن کو الٹ کر رکھنے کا حکم معلوم ہوا، اس کے بہت سے فوائد ہیں۔ کوڑے کرکٹ حشرات و کیڑے مکوڑوں سے نیز آسمانی وباء و بلاء سے حفاظت ہوجاتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ دروازے بند رکھو، چراغ بجھادو کیونکہ شیطان نہ بند دروازہ کھولتا ہے، نہ ڈھکے ہوئے برتن کو کھولتا ہے اور اگر ڈھکنے کے لئے کوئی چیز نہ ملے تو اللہ کا نام لے کر اس پر لکڑی کو آڑا کر کے رکھ دے، یہ سب اسلامی آداب ہیں جو باعث خیر و برکت ہیں۔

[27]..... بَاب النَّهْيِ عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ

پینے کی چیز میں پھونک مارنے کا بیان

2170۔ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ مَرْوَانُ

لِأَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ قَالَ نَعَمْ .

(ترجمہ)مروان بن الحکم نے ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ پانی میں پھونک مارنے سے منع کرتے تھے؟ فرمایا: ہاں (سنا ہے)۔

(تخریج) اس حدیث کی سند قوی ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۱۸۸۷)

2171- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ .

(ترجمہ)ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مشروب میں پھونکنے سے منع فرمایا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۳۷۲۸) ترمذی (۱۸۸۸) ابن ماجه (۳٤۲۸) ابویعلی (۲٤۰۲) ابن حبان (۵۳۱٦) الحمیدی (۵۳۵) بغوی فی شرح السنه (۳۰۳۵)۔

تشریح: ......ان احادیث میں پانی یا کسی اور پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے گریز کرنے کا حکم ہے۔ مبادا منہ سے کچھ گرے اور پانی میں پڑ کر اسے ملوث کر دے جس سے دوسروں کو تکلیف یا نفرت و کراہت ہو۔ واللہ اعلم۔

[28]..... بَاب فِي سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا

ساقی (پلانے والا) سب سے اخیر میں پیے

2172- حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا .

(ترجمہ)ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو پلانے والا سب کے آخر میں پیے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (٦۸۱) ابن ماجه (۳٤۳٤) ابن حبان (۵۳۳۸)۔

تشریح: ......اسلامی آداب میں سے ہے کہ جو آدمی دودھ، چائے، شربت یا پانی جو چیز بھی پلائے، ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ پینے کی حاجت ہو تو خود سب سے بعد میں پیے، یہ حکم واجب نہیں ادبا ایسا حکم ہے۔ واللہ اعلم۔

10- كتاب الرؤيا

کتاب خوابوں کے بیان میں

[1]..... بَاب فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾

اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ کا بیان

2173- أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَوْلُ اللَّهِ ﴿لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ فَقَالَ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ أَوْ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِي قَالَ هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرَى لَهُ.

(ترجمہ) عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اللہ کے اس فرمان ﴿لَهُمُ الْبُشْرَى .....﴾ یعنی ان کے لئے خوش خبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی زندگی میں، کا مطلب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تم نے ایسی بات پوچھی ہے جو تم سے پہلے کسی نے یا میری امت میں سے کسی نے نہیں پوچھی فرمایا: اس سے مراد اچھا خواب ہے

جو مسلمان خود دیکھے یا اس کے لئے کوئی دوسرا شخص دیکھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (٢٢٧٦) ابن ماجه (٣٨٩٨) احمد (٣١٥/٥، ٣٢١، ٣٢٥) والحاکم (٣٩١/٤) ابویعلی (٤١٧، ٢٣٨٧) ابن حبان (١٨٩٦) الحمیدی (٤٩٥).

تشریح: ......عہد نبوت میں وحی الٰہی سے غیب کی خبر اور باتیں معلوم ہوتی تھیں، خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی قیامت تک نہیں آئے گا، اب مومن صالح کے خواب ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو آگاہی عطا فرماتا ہے اور جو شخص سچا امانت دار ہو اس کے خواب بھی سچے ہوتے ہیں، جھوٹے فریبی لوگوں کے خواب کا اعتبار نہیں، اسی طرح بدہضمی، برے خیالات سے جو خواب نظر آتے ہیں ان کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔

[2]..... بَاب فِي رُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنْ النُّبُوَّةِ

مسلم کا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزء ہے

2174۔ أَخْبَرَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ.

(ترجمہ) عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٩٨٧) مسلم (٢٢٦٤) ابوداود (٥٠١٨) ترمذی (٢٢٧١) ابویعلی (٣٤٣٠، ٣٢٣٧) ابن حبان (٦٠٤٣)۔

تشریح: ......اس حدیث میں مومن کے خواب کی حقانیت کا اشارہ ہے، جو لوگ خواب کو محض وہم وگمان تصور کرتے ہیں گویا اس حدیث کا وہ انکار کرتے ہیں۔ نبیوں کے خواب سچے ہوتے تھے، خواب کی حقیقت اور بعض خوابوں کا ذکر قرآن پاک میں بھی موجود ہے۔ ان چھیالیس حصوں کا علم اللہ ہی کو ہے ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان سے آگاہ فرما دیا ہو ان حصوں کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات ہیں اور ان سے اچھے خواب کی فضیلت مراد ہے۔

[3]..... بَاب ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ

اس کا بیان کہ نبوت ختم ہوئی مبشرات باقی ہیں

2175۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أُمِّ كُرْزٍ الْكَعْبِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ.

(ترجمہ) ام کرز الکعبیہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: نبوت ختم ہوئی (یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا) لیکن خوشخبری دینے والے خواب باقی رہیں گے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابن ماجه (٣٨٩٦) ابن حبان (٦٠٤٧) الحمیدی (٣٥١)۔

تشــریح: ......اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بعض خواب سچے ہوتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اطمینان وخوشی بہم پہنچاتا ہے۔ یہ حدیث صحیح اور رسول اکرم ﷺ کا فرمان برحق ہے۔ واللہ اعلم

[4]..... بَاب فِي رُؤْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَنَامِ

نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنے کا بیان

2176- أَخْبَرَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لا يَتَمَثَّلُ مِثْلِيْ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے (بیشک) مجھ کو ہی دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٩٩٤) ترمذی (٢٢٧٦) ابن ماجه (٣٩٠٠) ابویعلی (٥٢٥٠) الحمیدی (٣٩٥)۔

2177- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ .

(ترجمہ) ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اس نے حق (سچ) دیکھا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٩٩٦) مسلم (٢٢٦٧) ابوداود (٥٠٢٣) احمد (٣٠٦/٥)۔

تشــریح: ......خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا ہوجانا بڑی خوش نصیبی ہے اور یہ سعادت اچھے نیک متقی لوگوں کو ہی نصیب ہوتی ہے اور جس نے رسول اکرم ﷺ کو آپ کے حلیہ وصورت میں دیکھا جیسا کہ کتابوں میں مرقوم ہے تو اس کا خواب سچا ہے اور اس نے بیشک آپ ﷺ کو دیکھا کیونکہ شیطان کی یہ طاقت نہیں کہ آپ کی شکل اختیار کرے نیز یہ کہ خواب میں آپ کو دیکھنے سے کوئی آدمی صحابی نہیں کہلائے گا۔ علمائے کرام نے کہا اور خواب میں اگر کوئی خلاف شرع حکم آپ نے دیا وہ بھی حجت اور قابل قبول نہ ہوگا اور اس کو بلاشبہ خواب دیکھنے والے کا وہم ودھوکہ کہا اور سمجھا جائے گا۔ (ملخص من وحیدی)۔

[5]..... بَاب فِيمَنْ يَرٰى رُؤْيَا يَكْرَهُهُ

کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے اس کا بیان

2178- أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللّٰهِ ﷺ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنْ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلْمًا يَخَافُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ شِمَالِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ.

(ترجمہ) ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے پس اگر کوئی برا خواب دیکھے جس سے اسے خوف آتا ہو تو وہ اپنے بائیں جانب تین بار تھوکے اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے وہ خواب اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٩٦٨) مسلم (٢٢٦١) ابوداود (٥٠٢١) ابن حبان (٦٠٥٩) الحمیدی (٤٢٣)۔

2179- أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا تُمْرِضُنِي فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي قَتَادَةَ قَالَ وَأَنَا إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا تُمْرِضُنِي حَتّٰى سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا إِلَّا مَنْ يُحِبُّ وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتْفُلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ.

(ترجمہ) ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں ایسے خواب دیکھتا تھا جو مجھ کو بیمار کر ڈالتے تھے، چنانچہ میں نے ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا: میں بھی ایسے خواب دیکھتا تھا جو مجھے بیمار کر دیتے یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے: اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے لہٰذا جب تم میں سے کوئی ایسا دیکھے جو اسے اچھا لگے تو اس پر وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اسی کو وہ خواب بتائے جس سے وہ محبت کرتا ہے اور اگر ایسا خواب دیکھے جو اسے ناپسند ہو تو اپنے بائیں پہلو پر تین بار تھوکرلے اور اس کے شر سے حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے (یعنی أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا کہے) اور اس خواب کو کسی سے بھی بیان نہ کرے وہ خواب ہرگز اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٩٩٥،٥٧٤٧) مسلم (٢٢٦١) وغیرهما وتقدم تخریجه.

تشریح: ...... ہر انسان مختلف اسباب کے تحت اچھے برے ہر قسم کے خواب دیکھتا ہے۔ حدیث صحیح کے مطابق اچھے خواب پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اگر کوئی برا اور ڈراونا خواب دیکھے تو کروٹ بدل لے، بائیں طرف تین بار تھوکرے اور شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے یعنی ((أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ یا أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا.)) کہے۔ ابوداود اور ترمذی میں ڈراونے خواب اور گھبراہٹ و پریشانی کے وقت یہ پڑھے: ((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَن يَحْضُرُونَ.)) (ترجمہ:

''میں اللہ کے مکمل کلمات کی پناہ پکڑتا ہوں، اس کے غصہ اور اس کی سزا سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے چوکوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں'') یا نماز پڑھنے لگ جائے اور اطمینان رکھے وہ خواب اسے کوئی ضرر نہیں پہنچا سکے گا اور برے خواب کو کسی سے بھی بیان نہ کرے ہوسکتا ہے تعبیر بتانے والا نادان ہو اور اسے زیادہ پریشانی میں مبتلا کردے۔ واللہ اعلم۔

[6]..... بَاب الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ
خواب تین قسم کے ہوتے ہیں

2180۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ مَخْلَدِ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ فَالرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ بُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ وَالرُّؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ وَالرُّؤْيَا مِمَّا يُحَدِّثُ بِهِ الْإِنْسَانُ نَفْسَهُ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُهُ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ وَلْيَقُمْ وَلْيُصَلِّ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خواب تین طرح کے ہوتے ہیں (۱) اچھے خواب یہ اللہ تعالی کی طرف سے بشارت ہیں (۲) ڈراونے خواب شیطان کی طرف سے اندوہناک خواب (۳) ایسے خواب جو انسان خیالات وتصورات میں سوچتا ہے وہ خواب میں نظر آئے، لہٰذا تم میں سے کوئی اگر برا خواب دیکھے تو اس کو بیان نہ کرے اور اٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔

(**تخریج**) یہ حدیث بھی صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (۷۰۱۷) مسلم (۲۲۶۳) ابوداود (۵۰۱۹) ترمذی (۲۲۷۰) ابن حبان (۶۰۴۰) وغیرھم۔

توضیح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ برا خواب دیکھنے پر اس کے شر سے اور پریشانی سے بچنے کے لئے نماز پڑھنے لگ جائے۔

[7] بَاب أَصْدَقُ النَّاسِ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا
جو سب سے سچا ہو اس کا خواب بھی سب سے سچا ہوگا

2181۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ مَخْلَدِ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ وَأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيْثًا.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت قریب ہوگی تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا اور ان میں سب سے سچا خواب اس کا ہوگا جو باتوں میں سب سے سچا ہوگا۔

(**تخریج**) یہ حدیث صحیح ہے۔ پہلا جملہ بخاری ومسلم میں موجود ہے جس کا حوالہ اوپر درج کیا جاچکا ہے۔ مزید دیکھئے: الحاکم (۳۹۰/۴)۔

[8]..... بَاب النَّهْيِ عَنْ أَنْ يَحْتَلِمَ الرَّجُلُ رُؤْيَا لَمْ يَرَهَا

جھوٹا خواب بیان کرنے کی ممانعت

2182۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَنْ كَذَبَ فِي حُلْمِهِ كُلِّفَ عَقْدَ شَعِيرَتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

(ترجمہ)علی (رضی اللہ عنہ) نے نبی کریم ﷺ سے مرفوعا روایت کیا: جو شخص اپنے خواب میں جھوٹ بولے (یعنی جو کچھ دیکھا نہیں کہے میں نے ایسا دیکھا ہے) اس کو قیامت کے دن دو جو کے دانے میں گرہ لگانے کا حکم دیا جائے گا۔

تخریج اس روایت کی سند ضعیف و متکلم فیہا ہے لیکن متعدد طرق سے مروی ہے نیز ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔ دیکھئے: ترمذی (٢٢٨٢، ٢٢٨٣) احمد (١/ ٧٦، ٩١) ابویعلی (٢٥٧٧) ابن حبان (٥٦٨٥) الحمیدی (٥٤١) الحاکم (٤/ ٣٩٢)۔

توضیح: ...... جو کے دانے میں گرہ لگانا ناممکن ہے، بعض روایات میں ہے ایک جو کے دانے میں گرہ لگانے کا حکم دیا جائے گا اور وہ ایسا نہ کر سکے گا۔ اور یہ بہت بڑا عذاب ہوگا۔ لہٰذا جھوٹا خواب بیان کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

علامہ بدیع الزماں رحمہ اللہ شرح ترمذی میں لکھتے ہیں۔ چونکہ خواب محل ہے اخبار غیبیہ کا اور خصوصا خواب صالح ایک شعبہ ہے نبوت کا پس جھوٹ باندھنا اس میں گویا شعبہ ہے دعوی کا ذبہ نبوت کا یہی سبب ہے اس میں وعید وارد ہونے کا اور بعض نے کہا: سبب وعید شدید کا یہ ہے کہ رویا کا ذبہ میں جھوٹ باندھنا ہے اللہ تعالیٰ پر اور تخصیص شعبہ کے گرہ لگانے کے لئے اس واسطے کہ مادہ اس کا اور شعیر کا قریب قریب ہے گویا اشارہ ہے کہ یہ تیری بے شعوری کی سزا ہے کہ عقد شعیر گلے پڑا۔

[9]..... بَاب أَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْأَسْحَارِ

سب سے سچا خواب سحر کے وقت کا ہوتا ہے

2183۔ أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ أَبِي السَّمْحِ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْأَسْحَارِ.

(ترجمہ)ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے زیادہ سچا وہ خواب ہے جو سحر کے وقت دیکھا جائے۔

تخریج اس روایت کی سند ضعیف ہے، اس کو ترمذی (۲۲۷۵) ابویعلی (۱۳۵۷) اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ دیکھئے: صحیح ابن حبان (٦٠٤١)

توضیح: ...... سحر رات کا آخری چھٹا حصہ ہے جو صبح صادق سے پہلے ہوتا ہے اور یہ وقت نزول باری تعالیٰ، نزول رحمت و برکات اور عبادت و مناجات کا ہوتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے نیک و صالح بندوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا

ہے اس وقت میں ایسی تاثیر ہے کہ نائمین بھی مستفید ہوتے ہیں اوران کے خواب سچے ہوتے ہیں۔

[10]..... بَاب كَرَاهِيَةِ أَنْ يَعْبُرَ الرُّؤْيَا إِلَّا عَلَى عَالِمٍ أَوْ نَاصِحٍ

خواب کی تعبیر عالم یا ناصح کے علاوہ کسی اور سے پوچھنے کی ممانعت کا بیان

2184۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا تَقُصُّوا الرُّؤْيَا إِلَّا عَلَى عَالِمٍ أَوْ نَاصِحٍ .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہ بیان کرو خواب کو مگر عالم اور خیر خواہ سے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۲۲۸۱) وغیرہ، ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنا خواب جاہل بے وقوف نادان اور عداوت رکھنے والے سے نہ کہنا چاہیے۔ ترمذی (۲۲۸۰) میں ہے کہ انسان کا خواب مانند پرندے کے ہے جب تک اس کی تعبیر نہ پوچھے اور جب کوئی اس خواب کو بیان کردے تو جیسی تعبیر کی جائے ویسا ہی وقوع پذیر ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا جب تک خواب بیان نہ کیا جائے۔ وہ واقع نہیں ہوتا جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

[11]..... بَاب الرُّؤْيَا لَا تَقَعُ مَا لَمْ تُعَبَّرْ

خواب جب تک پوچھا نہ جائے واقع نہیں ہوتا

2185۔ أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ وَكِيعَ بْنَ عُدُسٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ الرُّؤْيَا هِيَ عَلَى رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ يُحَدَّثْ بِهَا فَإِذَا حُدِّثَ بِهَا وَقَعَتْ .

(ترجمہ) ابورزین عقیلی (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: خواب ایک پرندے کے پاؤں پر ہے (اور وہیں رہتا ہے) جب تک کہ اس کی تعبیر نہ دی جائے پھر جہاں تعبیر دی اور وہ واقع ہوا۔ یعنی جس طرح پرندے کے پاؤں کو حرکت ہوئی اور یہ اس کے پاؤں سے گر جاتی ہے اسی طرح خواب کی تعبیر ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۵۰۲۰) ترمذی (۲۲۷۸) ابن ماجه (۳۹۱٤) ابن حبان (٦٠٤٩) موارد الظمآن (۱۷۹۵)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہرایرے غیرے سے خواب کی تعبیر نہیں پوچھنی چاہیے، مبادا وہ باعث تکلیف بات کہے اور وہ اسی طرح آپڑے خواب جیسا کہ گذر چکا ہے اچھے ہمدرد اور تعبیر کا علم رکھنے والے شخص کو ہی بتانا چاہیے جو رای سلیم اور فہم مستقیم رکھتا ہو۔ علم تعبیر الرویا اللہ تعالی کسی کسی کو عطا فرماتا ہے، نادان دوست سے تعبیر پوچھنے کا ایک واقعہ والد محترم (حفظہ اللہ) نے نقل کیا کہ کسی بادشاہ نے خواب دیکھا کہ اس کے سارے دانت گر گئے ہیں تعبیر پوچھی تو کسی

نے کہا: بادشاہ سلامت کے سارے عزیز و اقارب فوت ہو جائیں گے، بادشاہ کو غصہ آیا اور اس شخص کو قتل کروا دیا، دوسرے سے تعبیر پوچھی: وہ کچھ چالاک تھا۔ اس نے کہا: آپ لمبی عمر پائیں گے اور سب کے بعد میں وفات پائیں گے۔ بات وہی ہے لیکن اس طرز کلام سے بادشاہ خوش ہوا انعام سے نوازا۔ آگے ۲۲۰۰ پر اس کی مثال آ رہی ہے۔ واللہ اعلم۔

[12]..... بَاب فِي رُؤْيَةِ الرَّبِّ تَعَالَى فِي النَّوْمِ

اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھنے کا بیان

2186۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ وَسَأَلَهُ مَكْحُولٌ أَنْ يُحَدِّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَائِشٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ رَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى فَقُلْتُ أَنْتَ أَعْلَمُ يَا رَبِّ قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَتَلَا ﴿وَكَذَٰلِكَ نُرِيٓ إِبۡرَٰهِيمَ مَلَكُوتَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَلِيَكُونَ مِنَ ٱلۡمُوقِنِينَ﴾

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن عائش کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے اپنے رب کو اچھی سے اچھی صورت میں دیکھا: رب العالمین نے کہا: ملا اعلیٰ (آسمانی فرشتے) کس چیز کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: اے میرے رب! تو ہی زیادہ علم والا ہے۔ فرمایا: پس رب نے اپنے ہاتھ کو میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے تک محسوس کی اور مجھے زمین و آسمان کا علم ہو گیا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَكَذَٰلِكَ نُرِيٓ..... الخ﴾ (انعام: ۷/ ۷۵)

(تخریج) اس حدیث میں عبدالرحمٰن بن عائش کے بارے میں شدید اختلاف ہے کہ انہیں صحبت رسول اللہ ﷺ کی سعادت ملی یا نہیں؟ اس لئے اس کی صحت میں نظر ہے۔ حوالہ دیکھئے: السنہ لابن ابی عاصم (۳۸۸، ۴۶۷) العلل المتناهيه لابن الجوزی (۱۱) الشريعه للآجری (ص: ۴۳۳) الاسماء والصفات (ص: ۳۹۸) الحاکم (۱/ ۵۲۰).

تشریح: ......اس حدیث کو اگر صحیح مان لیا جائے تو اس سے رب ذوالجلال کا انبیاء کے لئے خواب میں تجلی فرمانا ثابت ہوگا، ہرا یرے غیرے کے لئے نہیں اور علم سے مراد یہ ہے کہ اس وقت عالم ملکوت و عالم دنیا میں کیا ہو رہا ہے اس کا علم ہو گیا، یہ نہیں کہ قیامت تک کا علم غیب حاصل ہو گیا۔ آپ ﷺ کو غیب کی وہی بات معلوم ہوتی تھی جو آپ کو وحی والہام سے بتا دی جاتی تھی ورنہ اس آیت ﴿قُل لَّا يَعۡلَمُ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ ٱلۡغَيۡبَ إِلَّا ٱللَّهُ﴾ ترجمہ: ''زمین و آسمان میں کوئی بھی اللہ کے سوا علم غیب نہیں جانتا۔'' (النمل: ۶۵) کا بطلان لازم آئے گا اسی طرح ﴿وَمَا يَعۡلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ﴾ ترجمہ: ''تمہارے رب کے کتنے لشکر ہیں صرف وہی جانتا ہے۔'' (المدثر: ۳۱) اور ﴿وَلَوۡ كُنتُ أَعۡلَمُ ٱلۡغَيۡبَ لَٱسۡتَكۡثَرۡتُ مِنَ ٱلۡخَيۡرِ﴾ ترجمہ: ''اور اگر مجھے علم غیب ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل

کر لیتا۔'' (الأعراف : ۱۸۸) وغیرہ آیات کثیرہ سے آپ ﷺ سے مطلق علم غیب کی نفی ہوتی ہے۔

2187۔ أَخْبَرَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ قُطْبَةَ عَنْ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ مَنْ رَأَى رَبَّهُ فِي الْمَنَامِ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

(ترجمہ) محمد بن سیرین (رحمہ اللہ) نے کہا جو شخص اپنے رب کو خواب میں دیکھے وہ جنت میں جائے گا۔

(تخریج) یہ ابن سیرین کا قول ہے۔ حدیث نہیں اس لئے قابل حجت نہیں ہے۔ ابن سیرین کو اللہ تعالیٰ نے تعبیر الرویا کا علم عطا فرمایا تھا۔ اس قول کو امام دارمی کے علاوہ ابن عدی نے الکامل (۲۶۲۲/۷) میں ذکر کیا ہے۔

[13]..... بَاب فِي الْقُمُصِ وَالْبِئْرِ وَاللَّبَنِ وَالْعَسَلِ وَالسَّمْنِ وَالتَّمْرِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ فِي النَّوْمِ

قمیص، کنواں، دودھ، شہد، گھی، کھجور وغیرہ خواب میں دیکھنے کا بیان

2188۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ هُوَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ بَيْنَا إِذَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُونَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ فَقَالَ مَنْ حَوْلَهُ فَمَاذَا تَأَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الدِّينَ.

(ترجمہ) ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا: رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے ہیں۔ میں ایک وقت سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں اور وہ کرتے پہنے ہوئے ہیں کسی کا کرتہ سینے تک ہے اور کسی کا اس سے نیچے تک پہنچا ہے پھر میرے سامنے عمر بن الخطاب لائے گئے ان کے بدن پر (جو) کرتہ تھا (وہ اتنا لمبا کہ) وہ اسے گھسیٹ رہے تھے۔ صحابہ کرام نے پوچھا: یا رسول اللہ! اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس سے مراد دین ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن حدیث دوسری سند سے متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۳) مسلم (۲۳۹۰) ترمذی (۲۲۸۵) نسائی (۵۰۲۶) ابویعلی (۱۲۹۰) ابن حبان (۶۸۹۰)۔

تشریح: ......اس حدیث سے عمر (رضی اللہ عنہ) کی فضیلت ثابت ہوئی، ان دیکھے جانے والوں میں ان کا ایمان سب سے قوی اور پختہ وزیادہ تھا اور یہ حقیقت ہے کہ اُن کے زمانے میں اسلام کو جو ترقی اور شان وشوکت وعروج اسلام کو حاصل ہوا وہ ظاہر ومعروف ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لوگ دین وایمان کے اعتبار سے مختلف کم وبیش درجات ومراتب میں ہیں اور ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔

علامہ قسطلانی لکھتے ہیں: اس حدیث میں ایک گہری بلیغ تشبیہ ہے جو دین کو قمیص کے ساتھ دی گئی ہے قمیص انسان کے

جسم کو چھپانے والی ہے، اسی طرح دین اسے (گناہ اور) دوزخ سے چھپالے گا، اس میں ایمان کی کمی بیشی پر بھی دلیل ہے جیسا کہ قمیص کے ساتھ دین کی تعبیر کا مفہوم ہے جس طرح قمیص پہننے والے اس کے پہننے میں کم وبیش ہیں اسی طرح دین میں بھی لوگ کم وبیش درجات رکھتے ہیں، اس سے ایمان کی کمی وبیشی ثابت ہوئی۔ صحابہ کرام میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں اس پر اجماع ہے۔ اس حدیث سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ عمر رضی اللہ عنہ ان سے بھی افضل ہیں کیونکہ خواب میں دیکھے جانے والے حضرات میں ابوبکر کا ذکر نہیں ہے۔ (راز رحمہ اللہ)۔

2189۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَا لِيْ مَبِيْتٌ إِلَّا فِيْ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَصْبَحَ يَأْتُوْنَهُ فَيَقُصُّوْنَ عَلَيْهِ الرُّؤْيَا قَالَ فَقُلْتُ مَا لِيْ لَا أَرٰى شَيْئًا فَرَأَيْتُ كَأَنَّ النَّاسَ يُحْشَرُوْنَ فَيُرْمٰى بِهِمْ عَلٰى أَرْجُلِهِمْ فِيْ رَكِيٍّ فَأُخِذْتُ فَلَمَّا دَنَا إِلَى الْبِئْرِ قَالَ رَجُلٌ خُذُوْا بِهِ ذَاتَ الْيَمِيْنِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظْتُ هَمَّتْنِي رُؤْيَايَ وَأَشْفَقْتُ مِنْهَا فَسَأَلْتُ حَفْصَةَ عَنْهَا فَقَالَتْ نِعْمَ مَا رَأَيْتَ فَقُلْتُ لَهَا سَلِي النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَتْهُ فَقَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ.

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مسجد نبوی میں سوتا تھا کیوں کہ اس وقت میرے پاس رات گذارنے کی جگہ نہ تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صبح کو لوگ آتے اور اپنے اپنے خواب آپ سے بیان کرتے، میں نے اپنے دل میں سوچا کیا بات ہے مجھے کچھ خواب میں دکھائی نہیں دیتا؟ چنانچہ میں نے خواب دیکھا کہ لوگوں کو جمع کیا جا رہا ہے اور ان کے پیر پکڑ کر کنویں میں ڈالا جا رہا ہے جب میں اس کنویں کے قریب پکڑ کر لایا گیا تو ایک فرشتے نے کہا: ان کو دائیں طرف لے جاؤ (یعنی جہنم کے اس گڈھے سے دور لے جاؤ) پس جب میں نیند سے بیدار ہوا تو مجھے یہ خواب اہم لگا اور میں اس سے بہت پریشان ہوا اور (اپنی بہن ام المومنین) حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے اس کو ذکر کیا تو انہوں نے کہا: تم نے بڑا اچھا خواب دیکھا ہے۔ میں نے عرض کیا: آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تعبیر پوچھیں چنانچہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: عبداللہ بہت خوب اچھا لڑکا ہے کاش رات میں نماز پڑھتا۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۱۲۲) مسلم (۲۴۷۹) ابن ماجه (۳۹۱۹) ابن حبان (۷۰۷۰) مصنف عبدالرزاق (۱٦٤٥) البیهقی (۱/۵۰۱)۔

تشریح:...... صحیح بخاری میں یہ خواب دوسرے سیاق سے مروی ہے۔ اس حدیث سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ اس خواب کے بعد سے ابن عمر بہت کم سوتے تھے اور زیادہ تر وقت تہجد میں گزارتے تھے قول پیمبر پر عمل پیرا رہنے کی یہ اعلیٰ مثال ہے۔ اس حدیث سے قیام اللیل کی فضیلت بھی معلوم ہوئی جو باعث نجات اور انسان کو سعادت دارین وکامرانی سے ہمکنار کرتی ہے۔ (أسأل اللہ التوفیق لذلك) اس حدیث

سے بوقت ضرورت جوانوں کا مسجد میں سونا بھی ثابت ہوا۔

2190۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ خَالِدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْفَزَارِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَكُنْتُ إِذَا نِمْتُ لَمْ أَقُمْ حَتّٰى أُصْبِحَ قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي اللَّيْلَ .

(ترجمہ) ابن عمر سے ہی مذکورہ بالا حدیث کے بعد مروی ہے کہ میں جب سوجاتا تو صبح صادق سے پہلے بیدار نہ ہوتا۔ نافع نے کہا (پھر اس کے بعد): ابن عمر رات بھر نماز پڑھتے رہتے تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

2191۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذْ أُتِيتُ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتّٰى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ فِي ظُفْرِي أَوْ قَالَ فِي أَظْفَارِي ثُمَّ نَاوَلْتُ فَضْلَهُ عُمَرَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَوَّلْتَهُ قَالَ الْعِلْمَ .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس وقت کہ میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ میں نے اس سے خوب دودھ پیا یہاں تک کہ میں نے دیکھا سیرابی و تازگی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر (رضی اللہ عنہ) کو دیدیا۔ صحابہ نے پوچھا: آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ فرمایا: علم اس کی تعبیر ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۸۲) مسلم (۲۳۹۱) ترمذی (۲۲۸۴) ابن حبان (۶۸۷۸)۔

تشریح: ......اس حدیث سے عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوئی جن کو نبی کریم ﷺ نے عالم خواب و عالم بیداری ہر حال میں علم نبوت سے سرفراز کیا، معلوم ہوا دودھ کا خواب میں دیکھنا اور پینا باعث برکت ہے، دیکھنے والے کو باذن اللہ علم وحکمت و آگہی نصیب ہوگی۔

2192۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اللَّبَنُ الْفِطْرَةُ وَالسَّفِينَةُ نَجَاةٌ وَالْجَمَلُ حُزْنٌ وَالْخُضْرَةُ الْجَنَّةُ وَالْمَرْأَةُ خَيْرٌ .

(ترجمہ) محمد بن قیس نے کہا: نبی کریم ﷺ کے بعض صحابہ نے مجھ سے بیان کیا کہ دودھ کی تعبیر فطرت ہے، کشتی نجات، اور اونٹ حزن وملال، سبز ہریالی جنت اور عورت خیر کی علامت ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ دیکھئے: معجم شیوخ للموصلی (۳۲۴) اور یہ بعض صحابہ کی رائے ہے۔

2193۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ هُوَ ابْنُ كَثِيرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ مِمَّا يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ رُؤْيَا فَلْيَقُصَّهَا عَلَيَّ فَأَعْبُرَهَا لَهُ

قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْتُ ظُلَّةً بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ تَنْطِفُ عَسَلًا وَسَمْنًا وَرَأَيْتُ أُنَاسًا يَتَكَفَّفُونَ مِنْهَا فَمُسْتَكْثِرٌ وَمُسْتَقِلٌّ وَرَأَيْتُ سَبَبًا وَاصِلًا مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَأَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ فَأَعْلَاكَ اللّٰهُ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ الَّذِيْ بَعْدَكَ فَعَلَا فَأَعْلَاهُ اللّٰهُ ثُمَّ أَخَذَهُ الَّذِي بَعْدَهُ فَعَلَا فَأَعْلَاهُ اللّٰهُ ثُمَّ أَخَذَهُ الَّذِي بَعْدَهُ فَقُطِعَ بِهِ ثُمَّ وُصِلَ فَاتَّصَلَ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي فَأَعْبُرَهَا فَقَالَ اعْبُرْهَا وَكَانَ أَعْبَرَ النَّاسِ لِلرُّؤْيَا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَمَّا الظُّلَّةُ فَالْإِسْلَامُ وَأَمَّا الْعَسَلُ وَالسَّمْنُ فَالْقُرْآنُ حَلَاوَةُ الْعَسَلِ وَلِينُ السَّمْنِ وَأَمَّا الَّذِينَ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهُ فَمُسْتَكْثِرٌ وَمُسْتَقِلٌّ فَهُمْ حَمَلَةُ الْقُرْآنِ ﴿وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ الَّذِيْ أَنْتَ عَلَيْهِ ، تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيْكَ اللّٰهُ بِهِ ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ اٰخَرُ فَيَعْلُوْ بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ اٰخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ ، ثُمَّ يُوْصَلُ لَهٗ فَيَعْلُوْ بِهِ فَأَخْبِرْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ﴾ فَقَالَ ﷺ أَصَبْتَ وَأَخْطَأْتَ فَقَالَ فَمَا الَّذِي أَصَبْتُ وَمَا الَّذِي أَخْطَأْتُ فَأَبَى أَنْ يُخْبِرَهُ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ سے فرماتے تھے: تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہوتو بتائے تا کہ میں اس کی تعبیر بتادوں ، ابن عباس نے کہا: چنانچہ ایک صحابی تشریف لائے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے زمین وآسمان کے بیچ ابر (بدلی) دیکھی جس سے شہداور گھی ٹپک رہا ہے اور دیکھتا ہوں کہ ایک رسی آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا وہ اس (گھی اور شہد) کو اپنے ہاتھوں میں لے رہے ہیں کوئی زیادہ لے رہا ہے اور کوئی کم پا رہا ہے دیکھا کہ آپ نے اس رسی کو پکڑا اور اوپر چڑھے ،اللہ تعالی نے آپ کو اوپر چڑھا دیا پھر آپ کے بعد ایک اور شخص نے اس رسی کو پکڑا اور اوپر چڑھے، اللہ تعالی نے انہیں بھی اوپر چڑھا دیا پھر ان کے بعد ایک اور شخص نے اس رسی کو تھاما لیکن وہ رسی کٹ گئی پھر جڑ گئی اور وہ بھی اوپر چلے گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجئے میں اس خواب کی تعبیر بیان کروں آپ ﷺ نے فرمایا: چلو بیان کرو اور ابوبکر رسول اللہ ﷺ کے بعد تعبیر الرویا کا سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اس سایہ یا ابر سے مراد اسلام ہے اور ٹپکتا ہوا شہد و گھی قرآن پاک ہے جس میں شہد کی سی مٹھاس اور دودھ کی سی نرمی ہے اور جو اس کو اپنے ہاتھوں میں لے رہے ہیں کسی کو زیادہ حصہ مل رہا ہے اور کسی کو کم سو یہ قرآن کے حاملین ہیں۔

ایک نسخہ میں یہ اضافہ ہے: رہی آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی رسی تو وہ سچائی وسرداری ہے جس پر آپ ﷺ قائم ہیں آپ اسے تھامے ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ آپ اللہ تبارک سے جاملیں گے پھر آپ کے بعد جو شخص اس رسی کو تھامے گا وہ بھی اس کے ساتھ اللہ سے جاملے گا۔ پھر ان کے بعد دوسرا آدمی اس کو پکڑے گا اور اللہ سے جاملے گا پھر اس کے بعد جو شخص اس کو تھامے گا وہ رسی اس سے ٹوٹ جائے گی پھر اس کو جوڑ دیا جائے گا اور وہ اس کے ساتھ اللہ سے جاملے گا۔ اے

اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان، بتایئے، میں نے صحیح کہا یا غلط؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے بعض حصے کی صحیح تعبیر بتائی اور بعض کی غلط، عرض کیا: پھر بتایئے، میں نے کہاں صحیح کہا ہے اور کیا غلط بیانی کی ہے؟ لیکن آپ نے بتانے سے انکار کر دیا ہے۔

توضیح: ...... بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کچھ تم نے صحیح کہا اور کچھ غلط۔ اس وقت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ مجھے بتائیں میں نے کیا غلطی کی؟ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا تقسم ...... قسم مت کھاؤ...... الخ

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٧٠٤٦) مسلم (٢٢٦٩) ابوداود (٣٢٦٩) ابن ماجه (٣٩١٨) ابویعلی (٢٥٦٥) ابن حبان (١١١١) الحمیدی (٥٤٦)۔

تشریح: ......اس خواب کی تشریح بیان کرنے میں برے اندیشے تھے اس لئے آپ ﷺ نے سکوت مناسب سمجھا، اس خواب سے آپ کو رنج ہوا کہ میرا ایک خلیفہ آفتوں میں گرفتار ہوگا، بخاری شریف میں آپ کے بعد چار اشخاص کے اس رسی کو پکڑنے کا ذکر ہے جس سے مراد خلفائے اربعہ ہیں جن کا دور حکومت علی منہاج النبوہ تھا، اسی حدیث سے ثابت ہوا کہ دوسروں کی بابت خواب کا دیکھا جانا بھی صحیح ہے۔ اس حدیث کی تشریح میں مہلب نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی توجیہہ یہ ہے کہ سایہ یا ابر رحمت اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے۔ جبکہ بنی اسرائیل پر اللہ تعالی نے بادلوں کا سایہ ڈالا ایسا ہی اہل جنت پر سایہ ہوگا۔ اسلام ایسا ہی مبارک سایہ ہے جس سایے میں مسلمانوں کو تکالیف سے نجات اور راحت ملتی ہے اور اس کو آخرت میں نعمتوں سے نوازا جاتا ہے۔ اسی طرح شہد میں شفا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے ایسا ہی قرآن مجید بھی شفا ہے (شفاء ورحمة للمومنين) وہ سننے میں بھی شہد جیسی حلاوت وشیرینی رکھتا ہے۔ (راز)۔

واضح رہے کہ اس سچے خواب میں نبوت وخلافت اور خلفائے کرام کا ذکر ہے، حق سے مراد نبوت اور خلافت ہے، آپ نے اس کو لیا اور اسی پر وفات پا کر اللہ سے جا ملے آپ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بار خلافت سنبھالا اور وفات پائی پھر عمر رضی اللہ عنہ بھی علی منہاج النبوہ خلافت کرتے ہوئے وفات پا گئے تیسرے خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی لیکن مفسدین کے فساد کے سبب خلافت کی رسی ٹوٹی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت چھوڑ دینا چاہی لیکن اللہ تعالی نے آپ کو ثابت قدم رکھا اور وہ رسی جڑی رہی حتی کہ آپ کی شہادت کا حادثہ پیش آیا۔

اس خواب میں ناگواری کے پہلو تھے اس لئے رسول اکرم ﷺ نے بیان کرنا مناسب نہ سمجھا اور علماء کرام نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تعبیر بتانے میں غلطی یہ کی کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں تعبیر بتائی اور ترک ادب کیا: بعض نے کہا غلطی کی کہ شہد اور گھی دونوں سے قرآن کی تعبیر کی، صحیح یوں تھا کہ قرآن اور حدیث سے تعبیر کرتے۔ واللہ اعلم (وحیدی)

2194۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ حَدَّثَنَا مِسْكِينٌ الْحَرَّانِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ عَنِ

الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ شَمْسًا أَوْ قَمَرًا شَكَّ أَبُوْ جَعْفَرٍ فِي الْأَرْضِ تُرْفَعُ إِلَى السَّمَاءِ بِأَشْطَانٍ شِدَادٍ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ذَاكَ ابْنُ أَخِيْكَ يَعْنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَفْسَهُ.

(ترجمہ) عباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سورج یا چاند زمین سے اٹھا کر آسمان پر لے جایا جارہا ہے، انہوں نے یہ خواب نبی کریم ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے تعبیر بتائی کہ اس سے آپ کے بھتیجے یعنی خود رسول اللہ ﷺ کی وفات مراد ہے۔

توضیح: ......یعنی آپ وفات پا جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ دنیا سے پردہ کیا نہ آسمان پر اٹھائے گئے بلکہ دیگر انبیاء کی طرح آپ نے بھی وفات پائی۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے کشف الاستار للبزار (٨٤٤) ومجمع الزوائد (٢٣/٩ ـ ٢٤).

تشریح: ......اس سے معلوم ہوا کہ آسمان کی طرف چڑھنا یا کسی کو لے جانا اس کی موت کی طرف اشارہ ہے۔

2195۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ هٰذِهِ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرٰى فَعَادَ كَأَحْسَنِ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ وَرَأَيْتُ فِيهَا أَيْضًا بَقَرًا وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَإِذَا هُوَ النَّفَرُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ.

(ترجمہ) ابوموسی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے اس خواب کو دیکھا کہ میں نے تلوار ہلائی تو وہ بیچ میں سے ٹوٹ گئی، یہ اس مصیبت کی طرف اشارہ تھا جو احد کی لڑائی میں مسلمانوں کو اٹھانی پڑی تھی پھر میں نے دوسری مرتبہ اس تلوار کو ہلایا تو وہ پہلے سے بھی زیادہ اچھی صورت میں ہوگئی، یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ تھا کہ اللہ تعالی نے پھر سے فتح دی اور مسلمان سب اکٹھے ہوگئے میں نے اسی خواب میں گائیں دیکھیں اور قسم اللہ کی! اللہ تعالی کا ہر کام بہتر ہے۔ ان گایوں سے مسلمانوں کی اس جماعت کی طرف اشارہ تھا جو احد کی لڑائی میں شہید کئے گئے تھے اور خیر و بھلائی وہ تھی جو ہمیں اللہ تعالی سے سچائی کا بدلہ بدر کی لڑائی کے بعد عطا فرمایا تھا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٣٦٢٢) مسلم (٢٢٧٢) ابن ماجه (٣٩٢١) ابویعلی (٧٢٩٨) ابن حبان (٦٢٧٥)۔

تشریح: ...... یہ ایک لمبا خواب تھا جس کا کچھ حصہ اس روایت میں مذکور ہے بخاری و دیگر مراجع میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے بہرحال اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء و صالحین کے خواب سچے ہوتے ہیں اور وہ اللہ کے حکم سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی ہمیں بھی سچے خواب دیکھنے والا بنائے۔ آمین۔

2196۔ أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

قَالَ رَأَيْتُ كَأَنِّي فِي دِرْعٍ حَصِينَةٍ وَرَأَيْتُ بَقَرًا يُنْحَرُ فَأَوَّلْتُ أَنَّ الدِّرْعَ الْمَدِينَةُ وَأَنَّ الْبَقَرَ نَفَرٌ وَاللَّهِ خَيْرٌ وَلَوْ أَقَمْنَا بِالْمَدِينَةِ فَإِذَا دَخَلُوا عَلَيْنَا قَاتَلْنَاهُمْ فَقَالُوا وَاللَّهِ مَا دُخِلَتْ عَلَيْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَفَتُدْخَلُ عَلَيْنَا فِي الْإِسْلَامِ قَالَ فَشَأْنُكُمْ إِذًا وَقَالَتِ الْأَنْصَارُ لِبَعْضٍ رَدَدْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ رَأْيَهُ فَجَاءُوا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ شَأْنُكَ فَقَالَ الْآنَ إِنَّهُ لَيْسَ لِنَبِيٍّ إِذَا لَبِسَ لَأْمَتَهُ أَنْ يَضَعَهُ حَتَّى يُقَاتِلَ .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں محفوظ درع میں ہوں اور میں نے دیکھا کہ گائے ذبح کی جا رہی ہے جس کی تعبیر یہ سمجھ میں آئی کہ وہ درع مدینہ ہے اور گائے مسلمانوں کی ایک جماعت ہے جو شہید ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کا ہر کام بہتر ہے۔ اور (میری رائے یہ تھی) کہ اگر ہم مدینہ ہی میں قیام کرتے جب مشرکین ہم پر حملہ کرتے تو ہم انہیں مار بھگاتے۔ انصار نے کہا: اللہ کی قسم دور جاہلیت میں وہ ہمارے شہر میں نہ گھس سکے تو کیا اب (ہمارے) اسلام لانے کے بعد وہ ہمارے محلوں میں گھس پائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر جیسی تمہاری رائے ہو چنانچہ انصار کے لوگوں نے مشورہ کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی رائے پر ہی عمل کرنا چاہیے اور پھر آپ کے پاس آئے تو عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ جیسا مناسب سمجھیں کیجئے۔ آپ نے فرمایا: اب یہ کہتے ہو (اس وقت آپ جنگی لباس زیب تن کر چکے تھے اس لئے) فرمایا: کسی بھی نبی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ جب اپنا جنگی لباس پہن لے تو پھر بنا جہاد کئے اسے اتار دے۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح علی شرط مسلم ہے۔ دیکھئے: احمد (۳/۳۵۱) نسائی فی الکبری (۷۶٤۷)۔

تشریح: ...... مذکورہ بالا خواب کی طرح یہ خواب بھی جنگ احد سے متعلق ہے جس سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ تلوار ٹوٹ گئی پھر جڑ گئی۔ گائے ذبح کر ڈالی گئی۔ تلوار کا ٹوٹنا جنگ احد میں مسلمانوں کا مصیبت میں مبتلا ہونا اور منتشر ہو جانا تھا پھر سب جمع ہوئے اور کفار و مشرکین کو مار بھگایا۔ گائے کا ذبح کیا جانا بعض صحابہ کرام کی شہادت کی طرف اشارہ تھا ان احادیث سے پتہ چلا کہ تلوار کا ٹوٹنا مصیبت کی علامت پھر ویسی ہی حالت میں آ جانا حالات کا اپنے معمول پر آ جانے کے مرادف ہے اور گائے کا ذبح کیا جانا شہادت و وفات کی علامت ہے۔ واللہ اعلم۔

2197۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ أَكْرَهُ الْغُلَّ وَأُحِبُّ الْقَيْدَ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے: میں گلے میں زنجیر وطوق کو (خواب میں دیکھا جانا) برا جانتا ہوں، اور پاؤں میں بیڑی (زنجیر) کا دیکھا جانا پسند کرتا ہوں کیونکہ اس سے مراد آدمی کا دین پر قائم اور مضبوطی سے ثابت قدم رہنا مراد ہے۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۷۰۱۷) مسلم (۲۲۶۳) ابن ماجہ (۳۹۲۶) ابن حبان (۶۰٤۰) نیز دیکھئے: الفصل والوصل للخطیب ۱/۲۱۱۔

تشریح: ......رسول اللہ ﷺ زنجیر اور طوق کا گلے میں دیکھا جانا اس لئے ناپسند فرماتے تھے کیونکہ یہ جہنمی لوگوں کی علامت ہے، جیسا کہ آیت شریفہ ﴿إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ﴾ (المؤمن: ٧١/٢٤) جب کہ ان کی گردنوں میں طوق ہونگے اور زنجیریں ہونگی، وہ گھسیٹے جائیں گے، لہٰذا کوئی شخص گلے میں زنجیر وطوق دیکھے تو یہ اچھی علامت نہیں ہے، ہاں اگر پیروں میں کوئی شخص بیڑیاں لگی دیکھے تو یہ اس کے دین پر ثابت قدم رہنے کی علامت ہے۔

2198۔ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الشَّعْرِ تَفِلَةً أُخْرِجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ فَأُسْكِنَتْ مَهْيَعَةَ فَأَوَّلْتُهَا وَبَاءَ الْمَدِينَةِ يَنْقُلُهَا اللَّهُ إِلَى مَهْيَعَةَ .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے خواب میں ایک کالی پراگندہ بال والی عورت کو دیکھا وہ مدینہ (منورہ) سے نکلی اور مہیعہ میں جا ٹھہری میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ مدینہ کی وبا مہیعہ نامی بستی میں منتقل ہوگئی۔

(تخریج) یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٧٠٣٨) ترمذی (٢٢٩) ابن ماجه (٣٩٢٤) احمد (١٣٧/٢) مجمع الزوائد(٥٨٨٧).

تشریح: ......مہیعہ نامی بستی کا نام آج کل جحفہ ہے، غدیر خم بھی وہیں ہے اور اس مقام کی آب وہوا آج تک خراب ہے، یہ حقیقت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو کئی صحابہ کرام اس وبا سے متاثر ہوئے، ان میں ابوبکر وبلال وغیرہما بھی تھے، کفار بھی یہ سمجھتے تھے کہ مدینہ کے بخار و با مسلمان مہاجرین کو کمزور کر ڈالے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ اس وبا کو مدینہ سے کہیں اور منتقل کر دے، چنانچہ آپ کی دعا بارگاہ رب العالمین میں قبول ہوئی اور آپ کو خواب میں دکھایا گیا، اس طرح یہ وبا مہیعہ میں چلی گئی اور مدینہ منورہ طابہ یا مدینہ طیبہ بن گیا۔ واللہ اعلم۔

2199۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا مِنَ الْأَيَّامِ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنَّ رَجُلًا أَتَانِي بِكُتْلَةٍ مِنْ تَمْرٍ فَأَكَلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا نَوَاةً فَآذَتْنِي حِينَ مَضَغْتُهَا ثُمَّ أَعْطَانِي كُتْلَةً أُخْرَى فَقُلْتُ إِنَّ الَّذِي أَعْطَيْتَنِي وَجَدْتُ فِيهَا نَوَاةً آذَتْنِي فَأَكَلْتُهَا فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ نَامَتْ عَيْنُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ السَّرِيَّةُ الَّتِي بَعَثْتَ بِهَا غَنِمُوا مَرَّتَيْنِ كِلْتَاهُمَا وَجَدُوا رَجُلًا يَنْشُدُ ذِمَّتَكَ فَقُلْتُ لِمُجَالِدٍ مَا يَنْشُدُ ذِمَّتَكَ قَالَ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے ایک دن فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا ایک آدمی کھجور کا ایک گچھا لے کر میرے پاس آیا، میں نے اسے کھالیا لیکن اس میں ایک گٹھلی ایسی تھی جس کو میں نے چبایا تو اس سے مجھے

تکلیف ہوئی پھر اس شخص نے مجھے ایک اور گچھا دیا تو میں نے کہا: تم نے مجھے پہلے جو گچھا دیا اس میں ایک گٹھلی ایسی تھی جس کو میں نے کھایا تو اس نے مجھے اذیت دی، ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالی آپ کو آرام دے، اس سے مراد وہ لشکر ہے جو آپ نے (دشمن کی سرکوبی کیلئے) روانہ کیا، ان کو دومرتبہ مال غنیمت حاصل ہوگا (اور وہ کامیاب ہوں گے) ہر بار ان کو ایک ایسے آدمی سے واسطہ پڑے گا جو آپ سے ذمہ طلب کر رہا ہوگا۔ راوی نے کہا، میں نے مجالد سے پوچھا کیسا ذمہ طلب کرے گا بتایا کہ لا الہ الا اللہ کہہ رہا ہوگا۔ (تاکہ اس کو قتل نہ کیا جائے)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند مجالد بن سعید کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھئے: مسند احمد (۳/۳۹۹)

2200۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ بْنُ يَعِيشَ حَدَّثَنَا يُونُسُ هُوَ ابْنُ بُكَيْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَتْ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَهَا زَوْجٌ تَاجِرٌ يَخْتَلِفُ فَكَانَتْ تَرَى رُؤْيَا كُلَّمَا غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَلَّمَا يَغِيبُ إِلَّا تَرَكَهَا حَامِلًا فَتَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَتَقُولُ إِنَّ زَوْجِي خَرَجَ تَاجِرًا فَتَرَكَنِي حَامِلًا فَرَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ أَنَّ سَارِيَةَ بَيْتِي انْكَسَرَتْ وَأَنِّي وَلَدْتُ غُلَامًا أَعْوَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْرٌ يَرْجِعُ زَوْجُكِ عَلَيْكِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى صَالِحًا وَتَلِدِينَ غُلَامًا بَرًّا فَكَانَتْ تَرَاهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذَلِكَ تَأْتِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَيَقُولُ ذَلِكَ لَهَا فَيَرْجِعُ زَوْجُهَا وَتَلِدُ غُلَامًا فَجَاءَتْ يَوْمًا كَمَا كَانَتْ تَأْتِيهِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَائِبٌ وَقَدْ رَأَتْ تِلْكَ الرُّؤْيَا فَقُلْتُ لَهَا عَمَّ تَسْأَلِينَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَا أَمَةَ اللَّهِ فَقَالَتْ رُؤْيَا كُنْتُ أُرَاهَا فَآتِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَسْأَلُهُ عَنْهَا فَيَقُولُ خَيْرًا فَيَكُونُ كَمَا قَالَ فَقُلْتُ فَأَخْبِرِينِي مَا هِيَ قَالَتْ حَتَّى يَأْتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَعْرِضَهَا عَلَيْهِ كَمَا كُنْتُ أَعْرِضُ فَوَاللَّهِ مَا تَرَكْتُهَا حَتَّى أَخْبَرَتْنِي فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَئِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاكِ لَيَمُوتَنَّ زَوْجُكِ وَتَلِدِينَ غُلَامًا فَاجِرًا فَقَعَدَتْ تَبْكِي وَقَالَتْ مَا لِي حِينَ عَرَضْتُ عَلَيْكِ رُؤْيَايَ فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهِيَ تَبْكِي فَقَالَ لَهَا مَا لَهَا يَا عَائِشَةُ فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ وَمَا تَأَوَّلْتُ لَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَهْ يَا عَائِشَةُ إِذَا عَبَرْتُمْ لِلْمُسْلِمِ الرُّؤْيَا فَاعْبُرُوهَا عَلَى الْخَيْرِ فَإِنَّ الرُّؤْيَا تَكُونُ عَلَى مَا يَعْبُرُهَا صَاحِبُهَا فَمَاتَ وَاللَّهِ زَوْجُهَا وَلَا أُرَاهَا إِلَّا وَلَدَتْ غُلَامًا فَاجِرًا

(ترجمہ) ام المومنین زوجہ النبی ﷺ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: مدینے کی ایک عورت تھی جس کا شوہر تاجر تھا اور سفر پر آیا جایا کرتا تھا اور جب بھی اس کا شوہر سفر پر جاتا وہ خواب دیکھتی اور بہت کم ایسا ہوتا کہ وہ سفر پر جائے اور اس کی بیوی حاملہ نہ ہو، وہ عورت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی اور عرض کرتی میرا شوہر تجارت کے لئے نکلا ہے اس حال میں کہ میں حاملہ ہوں اور میں نے خواب دیکھنے والے کی طرح خواب دیکھا ہے کہ میرے گھر کا ایک ستون ٹوٹ گیا اور میں نے کانا بچہ جنا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس کی تعبیر بتائی کہ بہت اچھا ہے تمہارا شوہر ان شاء اللہ صحیح سالم تمہارے پاس لوٹ آوے گا اور تم ایسے بچے کو جنم دوگی جو بہت نیک ہوگا۔ اس نے کئی بار یہ خواب دیکھا ہر بار رسول اللہ ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوتی اور آپ ﷺ اس کو یہی تعبیر بتاتے اور (اللہ کے حکم سے) اس کا شوہر واپس آتا اور وہ لڑکا جنتی ، ایک دن وہ عورت اسی طرح حاضر ہوئی جیسے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا کرتی تھی اس وقت رسول اللہ ﷺ موجود نہ تھے اور اس نے ویسا ہی خواب دیکھا تھا میں نے اس سے کہا: اے اللہ کی بندی! رسول اللہ ﷺ سے کیا پوچھنا چاہتی ہو؟ کہا: میں خواب دیکھتی تھی اور آ کر رسول اللہ ﷺ سے اس کی تعبیر پوچھتی تھی۔ آپ فرماتے خیر ہے اور جیسی آپ تعبیر بتاتے ویسا ہی ہوتا، میں نے کہا: تو وہ خواب مجھے بھی سناؤ، اس نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئیں گے تب ہی سناؤں گی جس طرح پہلے عرض کرتی تھی، عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: میں نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا یہاں تک کہ وہ اپنا خواب بتانے پر آمادہ ہوگئی (اور مجھے اپنا خواب بتا دیا) میں نے کہا: اگر تمہارا خواب سچا ہے تو تمہارا شوہر مر جائے گا اور فاسق وفاجر بچے کو تم جنم دوگی، وہ عورت بیٹھ کر رونے اور کہنے لگی، میں نے تم کو کیوں اپنا خواب بتا دیا؟ اسی اثنا میں جب وہ رو رہی تھی، رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا: اے عائشہ اس عورت کو کیا ہوا کیوں روتی ہے؟ میں نے آپ کو سارا ماجرا کہہ سنایا اور جو تعبیر بتائی وہ بھی بتادی، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو اے عائشہ جب تم کسی مسلمان کے خواب کی تعبیر بیان کرو تو اچھی بات بتاؤ کیونکہ معبر خواب کی جس طرح تعبیر بتاتا ہے وہ ویسے ہی واقع ہوجاتا ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: قسم اللہ کی اس کا شوہر مر گیا اور میں سمجھتی ہوں اس نے فاسق وفاجر کو جنم دیا ہوگا۔

(**تخریج**) اس روایت کے رواۃ ثقہ ہیں، صرف ابن اسحاق کا عنعنہ اس روایت کی علت ہے، اس کو صرف امام دارمی نے ہی روایت کیا ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (۱۲/۴۳۲) میں ان سے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

تشریح: ...... باب رقم دس اور گیارہ میں گذر چکا ہے کہ سمجھ دار عالم سے خواب بیان کرنا چاہیے کیونکہ جیسی تعبیر بتائی جائے ویسے ہی واقعات رونما ہوجاتے ہیں۔ مذکورہ بالا خواب سے اس کی تائید ہوتی ہے، ستون کا ٹوٹنا یا گرنا فوری طور پر ذہن میں موت کی طرف اشارہ کرتا ہے اسی طرح نقص وعیب والا بچہ ہے اور یہ تعبیر واقع بھی ہوگئی۔ اس لئے تعبیر بتانے میں جلدی نہ کرنی چاہیے۔ اور اچھی بات کہی جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ بتاتے تھے۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ علیہ کو دیکھا خواب کی تعبیر پوچھے جانے پر وہ یہی فرمایا کرتے تھے: یکون خیرا یکون خیرا یعنی خیر ہوگا خیر ہوگا۔ کبھی کبھار تعبیر بتا دیا کرتے تھے، ایک بار ایک شیخ آئے اور گویا ہوئے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر آسمان سے گر رہے ہیں، فوراً جواب دیا کہ یہ خواب علماء کی موت پر دلالت کرتا ہے، چند دن گزرے تھے کہ مجلس کبار العلماء کے خاص رکن شیخ ابن غصون کا انتقال ہوا، چند ہفتے بعد خود شیخ محترم کا انتقال ہوا، پھر مدینہ منورہ میں شیخ عبدالقادر سندھی، شیخ عمر محمد فلاتہ پھر شیخ محمد صالح العثیمین اور شیخ ناصر الدین الألبانی، مولانا عبدالرؤف رحمانی، مولانا ابوالحسن الندوی وغیرہم علمائے کرام اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔ یہ اُمت مسلمہ کے تارے تھے۔ اللہ تعالیٰ سب کو غریق رحمت کرے اور امت مسلمہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

نکاح کے مسائل

[1]..... بَاب الْحَثِّ عَلَى التَّزْوِيجِ

شادی پر ابھارنے کا بیان

2201- أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الْمُغَلِّسِ عَنْ أَبِيْ نَجِيْحٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَدَرَ عَلٰى أَنْ يَنْكِحَ فَلَمْ يَنْكِحْ فَلَيْسَ مِنَّا .

(ترجمہ) ابونجیح نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوشخص قدرت نکاح کے باوجود نکاح (شادی) نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

توضیح: ...... نکاح لغت میں جماع کو کہتے ہیں اور شرعی اصطلاح میں یہ عبارت ہے۔ اس عقد سے جس سے مرد عورت کا مالک بن جاتا ہے اور عورت سے ہر طرح کا استمتاع جائز ہوتا ہے اور غیر مرد پر وہ عورت حرام ہو جاتی ہے جب

تک کہ یہ عقد قائم رہے۔

(تخریج) اس حدیث کے راوی ثقات ہیں اور ابن اسحاق نے حدثنا سے صراحت کی ہے لیکن یہ حدیث مرسل ہے تخریج کے لئے دیکھئے: مجمع الزوائد(۷۳۹۶) المطالب العالیه (۱۵۷۹) ومراسیل ابی داود(۲۰۲)۔

تشریح: ......اس حدیث میں نکاح وشادی کرنے کی ترغیب ہے اور جو شخص استطاعت وقدرت رکھنے کے باوجود شادی نہ کرے اس کے لئے سخت وعید ہے ''لیس منا'' یعنی وہ شخص ہم میں سے نہیں یعنی مسلمانوں میں سے نہیں ہے تو کیا ایسا شخص خارج عن الملۃ ہے؟ اس بارے میں کلام ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ ملت اسلام سے خارج تو نہ ہوگا لیکن یہ مسلمانوں کا شیوہ نہیں اسی طرح حدیث ((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ .)) ہے جس کا ذکر آگے رہا ہے۔

[2]..... بَاب مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَوْلٌ فَلْيَتَزَوَّجْ

اس کا بیان کہ جس کے پاس استطاعت ہو اس کو شادی کر لینی چاہیے

2202۔ أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَبَابًا لَيْسَ لَنَا شَيْءٌ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: کہ ہم نوجوان نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور ہمیں کوئی چیز میسر نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے نوجوانو! تم میں سے جس کے پاس نکاح کی طاقت ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ یہ نظر کو بہت زیادہ نیچی رکھنے والا اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والا عمل ہے، اور جو نکاح کی (بوجہ غربت) طاقت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ اس کی نفسانی (جنسی) خواہشات کا توڑ ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۹۰۵، ۵۰۶۶) مسلم (۱۴۰۰) ترمذی (۱۰۸۱) نسائی (۲۲۳۸) ابویعلی (۵۱۱۰) ابن حبان (۴۰۲۶) الحمیدی (۱۱۵)۔

تشریح: ......اس حدیث میں نکاح کے فوائد بیان کئے گئے ہیں کہ وہ غیر عورتوں سے زنا کاری وفحاشی سے بچنے اور نظر نیچی رکھنے کا سبب ہے اور جس کو نکاح کی طاقت نہ ہو اس کو روزہ رکھنے کا حکم ہے کیونکہ روزہ شہوت کو کم کر دیتا ہے بلکہ کل خواہشیں روزے سے ٹوٹ جاتی ہیں۔ اس حدیث میں نکاح کی قوت واستطاعت سے مراد کھانے کپڑے مہر اور جماع کی طاقت ہے اور نکاح کرنا سنت ہے۔ استطاعت کے باوجود نکاح نہ کرنا خلاف سنت ہے اور اگر گناہ میں پڑ جانے کا اندیشہ ہو تو نکاح کرنا واجب ہے، اس صورت میں نکاح نہ کر کے گناہ کا مرتکب ہوگا۔

2203۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَقِيَهُ عُثْمَانُ وَأَنَا مَعَهُ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَاعَبْدِالرَّحْمَنِ هَلْ لَكَ فِي جَارِيَةٍ بِكْرٍ تُذَكِّرُكَ فَقَالَ لَئِنْ قُلْتَ ذَاكَ فَقَدْ

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنْ كَانَ يَسْتَطِيعُ مِنكُمْ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَصُمْ فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ.

(ترجمہ) علقمہ نے کہا: میں عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ تھا کہ ان سے عثمان (رضی اللہ عنہ) نے (منی میں) ملاقات کی اور فرمایا: اے ابوعبدالرحمٰن کیا آپ منظور کریں گے کہ ہم آپ کا نکاح کسی کنواری لڑکی سے کر دیں؟ جو آپ کو گزرے ہوئے ایام یاد دلا دے، ابن مسعود نے جواب دیا! اگر آپ کا یہ مشورہ ہے تو سنئے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: اے نوجوانو! تم میں جو بھی شادی کی طاقت رکھتا ہو اس کو نکاح کر لینا چاہیے اور جو طاقت نہ رکھتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہیے کیونکہ یہ خواہش نفسانی کو توڑ دے گا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح وحدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۹۰۵، ۵۰۶۰) مسلم (۱۳۹۸) ابوداود (۲۰۴۶) ترمذی (۱۰۸۱) نسائی (۲۲۳۹) ابن ماجه (۱۸۴۵).

توضیح: ......یعنی خصی ہونے سے یہ بہتر وافضل ہے کہ روزہ رکھ کر شہوت کو کم کیا جائے، خصی ہونے کی کسی حالت میں اجازت نہیں، اس لئے مجرد نوجوانوں کو بکثرت روزہ رکھنا چاہیے کہ خواہش نفسانی ان کو گناہ پر نہ ابھار سکے۔ آج کی دنیا میں ایسے خدا ترس ایماندار نوجوانوں کا فرض ہے کہ سینما بازی وفحش رسائل کے پڑھنے اور ریڈیائی فحش گانوں کے سننے سے بالکل دور رہیں۔ وجاء کے معنی خصی ہوجانا ہے یعنی روزہ رکھنے سے گویا شہوت کا زور ٹوٹ گیا اور آدمی خصی ہوگیا۔

[3]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ التَّبَتُّلِ

تبتل (شادی نہ کرنے) کی ممانعت کا بیان

2204۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ لَقَدْ رَدَّ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى عُثْمَانَ وَلَوْ أَجَازَ لَهُ التَّبَتُّلَ لَاخْتَصَيْنَا.

(ترجمہ) سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے عثمان بن مظعون (رضی اللہ عنہ) کو عورت سے الگ رہنے کی اجازت نہیں دی اگر آپ ﷺ انہیں اس کی اجازت دیدیتے تو ہم بھی اپنے آپ کو خصی بنالیتے۔ (تاکہ عورت کا خیال ہی نہ آئے)۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۰۷۴) مسلم (۱۴۰۲) ترمذی (۱۰۸۳) ابن ماجه (۱۸۴۸) ابویعلی (۷۸۸) ابن حبان (۴۰۲۷)۔

توضیح: ......تبتل سے مراد خواہش نفس کو مارنا اور عورت سے دور رہنا، اسی طرح عورت کا مرد سے دور رہنا ہے، اسی طرح خصی ہونا ہے۔ اسلام میں اس کی اجازت نہیں جسے لوگ فقیری اور قلندری کا نام دیتے ہیں اور تجرد کی زندگی اختیار کرتے ہیں نصاریٰ بھی ایسا ہی کرتے تھے اور اس کو رہبانیت کا نام دیتے تھے یعنی دنیا وعورت اور خواہشات سے ترک تعلق،

لیکن اسلام اور پیغمبر اسلام نے کہا: لا رہبانیۃ فی الاسلام آج کے پیر فقیر اور راہب وعامل شادی نہ کرنے کا ڈھونگ رچا کر دوسروں کی بہو بیٹیوں اور بہنوں کی عزت پر ڈاکہ ڈالتے ہیں عمل کے نام پر خلوت میں عورتوں سے استمتاع کرتے ہیں اور اسلام کی تعلیمات سے روگردانی کرتے شریعت کی دھجیاں اڑاتے ہیں، بے شرع شیخ تھوکتا بھی نہیں۔ اندھیرے اجالے میں چوکتا بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو ایسے دین وایمان کے لٹیروں سے بچائے۔ آمین۔

2205۔ أَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ التَّبَتُّلِ.

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے تبتل (عورت سے دور رہنے اور نکاح نہ کرنے) سے منع فرمایا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (١٠٨٢) نسائی (٣٢١٦) ابن ماجه (١٨٤٩) احمد (١٥٧/٥) وغيرهم۔

2206۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي ابْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا كَانَ مِنْ أَمْرِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ الَّذِي كَانَ مِنْ تَرْكِ النِّسَاءِ بَعَثَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا عُثْمَانُ إِنِّي لَمْ أُومَرْ بِالرَّهْبَانِيَّةِ أَرَغِبْتَ عَنْ سُنَّتِي قَالَ لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ مِنْ سُنَّتِي أَنْ أُصَلِّيَ وَأَنَامَ وَأَصُومَ وَأَطْعَمَ وَأَنْكِحَ وَأُطَلِّقَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي يَا عُثْمَانُ إِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا قَالَ سَعْدٌ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَ أَجْمَعَ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِنْ هُوَ أَقَرَّ عُثْمَانَ عَلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ أَنْ نَخْتَصِيَ فَنَتَبَتَّلَ.

(ترجمہ) سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جب عثمان بن مظعون (رضی اللہ عنہ) کا معاملہ پیش آیا جنہوں نے عورتوں سے ترک تعلق کر لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلایا اور فرمایا: اے عثمان! مجھے رہبانیت کا حکم نہیں دیا گیا ہے، کیا تم میری سنت سے بیزار ہو گئے؟ عرض کیا: اے اللہ کے رسول، ایسا نہیں ہے، فرمایا: پھر میری سنت تو یہ ہے کہ (رات کو) نماز پڑھتا ہوں تو سوتا بھی ہوں روزہ رکھتا ہوں تو (افطار بھی کرتا رہتا ہوں) کھاتا بھی ہوں نکاح بھی کرتا ہوں اور طلاق بھی دیتا ہوں۔ پس جس نے میرے طریقے سے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

سعد (رضی اللہ عنہ) نے کہا: قسم اللہ کی صحابہ نے یہ تہیہ کر لیا تھا کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے عثمان کو اس حالت پر برقرار رہنے کی اجازت دیدی تو ہم سب اپنے آپ کو خصی بنا لیتے اور (عورت سے) ترک تعلق کر لیتے۔

(تخریج) اس حدیث کی تخریج (٢٢٠٤) پر گذر چکی ہے اور یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٠٦٣) مسلم (١٤٠١)۔

تشریح: ......اس حدیث سے نکاح کی اہمیت وضرورت معلوم ہوئی اور جو اس سنت پر عمل نہیں کرتا اور بطور اہانت

سنت کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ امت محمد یہ سے خارج ہے۔ یہ جملہ ((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي .)) جوامع الکلم میں سے ہے اور بدعات کے قلع قمع کے لئے کافی ہے اور اتباع سنت کے لئے دلیل و برہان ہے۔ سعد بن ابی وقاص کا آخر میں بیان بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ہر کام میں سنت رسول مقدم، اتباع رسول لازم ہے۔ صحابہ کرام مستعد تھے کہ اگر عثمان بن مظعون کو خصی ہونے اور عورتوں سے ترک تعلق کی اجازت ملی تو ہم بھی ایسا ہی کریں گے لیکن جب قول پیمبر سامنے آیا تو سب نے اس کام سے توبہ کر لی اور اپنی رائے کو چھوڑ دیا۔

امام نووی نے آدمی کا خصی کرنا حرام لکھا ہے خواہ بچپن میں ہو یا جوانی میں ،امام بغوی نے کہا: ایسے ہی جو جانور حرام ہیں ان کا خصی کرنا بھی حرام ہے اور جو جانور حلال ہیں ان کا بچپن میں خصی کرنا جائز ہے اور بعد میں حرام ہے۔

مذکورہ بالا حدیث سے حقیقت اسلام پر روشنی پڑتی ہے جس میں رہبانیت کی بیخ کنی کی گئی ہے اور جس سے ادیان عالم کے مقابلہ میں اسلام کا دین فطرت ہونا ظاہر ہوتا ہے، اسلام دنیا و دین ہر دو کی تعمیر چاہتا ہے وہ غلط رہبانیت اور غلط طور پر ترک دنیا کا قائل نہیں ہے، ایک عالمگیر آخری دین کے لئے ان ہی اوصاف کا ہونا لابدی ہے اس لئے اسے ناسخ ادیان قرار دے کر بنی نوع انسان کا آخری دین قرار دیا: ﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آل عمران : ۳/ ۱۹)

اس حدیث سے پیغمبر اسلام محمد ﷺ کا انسان ہونا اور انسانوں کی طرح زندگی بسر کرنا بھی ثابت ہوا کھانا، پینا، سونا، جاگنا، عبادت، معاملات نکاح وطلاق سارے امور کی بجا آوری یہی ایک بندے کے اوصاف جلیلہ ہیں۔ لیکن آپ ﷺ کا مرتبہ سارے انسانوں بلکہ تمام انبیاء ورسل سے بھی اعلیٰ وارفع ہے۔ آیت شریفہ ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَى إِلَيَّ﴾ (الکهف : ۱۸/ ۱۱۰) بھی اسی طرف دلالت اور رہنمائی کرتی ہے۔ واللہ اعلم

[4]..... بَاب تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلَى أَرْبَعٍ

عورت سے چار چیزوں کی بنیاد پر نکاح کیا جاتا ہے

2207- أَخْبَرَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ تُنْكَحُ النِّسَاءُ لِأَرْبَعٍ لِلدِّيْنِ وَالْجَمَالِ وَالْمَالِ وَالْحَسَبِ فَعَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ .

(ترجمہ) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورتوں سے چار چیزوں کی بنیاد پر نکاح کیا جاتا ہے: دین، خوبصورتی، مال اور حسب نسب کی وجہ سے اور تم دیندار عورت سے شادی کرو تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں (یعنی اگر ایسا نہیں کیا تو تمہارے ہاتھوں کو مٹی لگے گی اور اخیر میں تم کو ندامت ہوگی)۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۰۹۰) مسلم (۱٤٦٦) ابوداود (۲۰٤۷) نسائی (۳۲۳۰) ابویعلی (٦٥٧٨) ابن حبان (٤٠٣٦).

2208۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) نے بھی نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث بیان کی، ترجمہ وتخریج اوپر گذر چکی ہے۔

تشریح: ......اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عموما لوگوں کی عادت یہ ہے کہ مال و جمال حسب نسب کے طالب ہوتے ہیں سو دیندار کو لازم ہے کہ ان سب خصلتوں پر دین کو مقدم جانے تا کہ نیک صحبت حاصل ہو اور نیکی کی برکت سے اللہ تعالی اس کو حسن خلق اور حسن معاشرت بھی عنایت کرے گا اور نیکی کے سبب دینی و دنیوی فتنوں سے محفوظ رہے گا۔

(تربت يداك) تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں یہ بددعا نہیں ایک جملہ ہے جو عام بول چال میں استعمال ہوتا ہے اور کسی چیز پر ابھارنا اس سے مقصود ہوتا ہے اسی طرح "لا أُمَّ لَهُ ، لا أَبَالَكْ ، وَيْلٌ لأُمِّهِ" وغیرہ ایسے الفاظ ہیں جو محاورۃ استعمال ہوتے ہیں اور جن کا معنی مراد نہیں ہوتا۔

[5]..... بَابُ الرُّخْصَةِ فِي النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ عِنْدَ الْخِطْبَةِ
منگنی کے وقت عورت کو دیکھنے کی اجازت کا بیان

2209۔ أَخْبَرَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّهُ خَطَبَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا .

(ترجمہ) مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ انہوں نے انصار کی ایک خاتون کو شادی کا پیغام دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اسے دیکھ لو کیونکہ اس سے تم دونوں کے درمیان محبت وموافقت زیادہ ہوگی۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۱۰۸۷) نسائی (۳۲۳۵) ابن ماجه (۱۸٦٥) ابویعلی (۳٤۳۸) ابن حبان (٤٠٤۳) موارد الظمآن (۱۲۳٦).

تشریح: ......نکاح سے پہلے منگنی کے وقت جس لڑکی سے شادی کرنی ہے اس کو دیکھنا جائز ہے جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور امام شافعی، احمد، ابوحنیفہ وتمام اہل الحدیث کا یہی مسلک ہے۔ امام مالک نے کہا: عورت اگر اجازت دے تو اسے منگنی کے وقت دیکھنا درست ہے ورنہ نہیں۔ مسلم شریف میں ہے۔ ایک اور صحابی رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کر لیا، فرمایا: کیا تو نے اس کو دیکھا تھا؟ عرض کیا: نہیں آپ نے فرمایا: جاؤ اس کو دیکھ لو کیونکہ انصاری عورتوں کی آنکھوں میں کچھ خلل ہوتا ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ جس عورت سے نکاح کا ارادہ ہو اس کو دیکھنا مستحب ہے اور دیکھنے سے مراد چہرے اور ہاتھ کو دیکھنا ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں باب ہے، کتاب النكاح باب ندب من اراد نكاح امراة ان ينظر الى وجهها وكفيها قبل خطتها ۔ اور

اگر خود نہ دیکھ سکے تو گھر کی عورتوں ماں بہن وغیرہ کے دیکھنے پر اعتماد کرے لیکن خود دیکھنا بعد میں پیدا ہونے والے بہت سے فتنوں سے بچنے کا سبب ہے۔

[6]..... بَاب إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ مَا يُقَالُ لَهُ
جب کوئی شادی کرلے تو اس کے لئے کیا دعا کی جائے؟

2210۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ الْبَصْرِيُّ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ يُونُسَ قَالَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَدِمَ عَقِيلُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الْبَصْرَةَ فَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي جُشَمٍ فَقَالُوْا لَهُ بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِيْنَ فَقَالَ لَا تَقُولُوْا ذٰلِكَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ وَأَمَرَنَا أَنْ نَقُولَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ.

(ترجمہ) حسن (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں (ان کے چچا) عقیل بن ابی طالب بصرہ تشریف لائے تو بنی جشم کی ایک عورت سے شادی کی، لوگوں نے عادت کے مطابق انہیں مبارکباد دی اور کہا: بالرفاء والبنین (یعنی خیر و برکت اور موافقت مودت اور بیٹوں کی امید کے ساتھ آپ کو شادی مبارک ہو) اس پر انہوں نے کہا: ایسے نہ کہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بالرفاء والبنین کہنے سے منع کیا ہے اور یہ حکم دیا ہے کہ یوں کہیں "بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَبَارَکَ عَلَیْکَ" یعنی اللہ تعالیٰ تم کو برکت دے اور تمہارے اوپر برکت سایہ فگن رکھے۔

(تخریج) یہ روایت دوسری اسانید سے صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (٣٣٧١) ابن ماجه (١٩٠٦) ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة (٦٠٢) النسائی فی الکبری (١٠٠٩٢) طبرانی فی الکبیر ١٩٣/١٧ (٥١٢، ٥١٧، ٥١٨).

تشریح: ......الرفاء والبنین دولہا کے لئے کہنا بھی کچھ ایسا برا نہیں تھا مگر چونکہ اس سے یہ نکلتا تھا کہ بیٹیوں کا پیدا ہونا انہیں پسند نہیں، اس وجہ سے ممانعت کی، بہرحال شادی کے بعد دولہا کے لئے (بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ) کہنا ہی سنت ہے، کما سیاتی۔

2211۔ حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَفَّأَ لِإِنْسَانٍ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی دولہا کو شادی کی مبارکباد دیتے تو یوں فرماتے: "بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ" اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تمہارے اوپر برکت نچھاور کرے اور خیر کے ساتھ تم دونوں میں اتفاق رکھے۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٢١٣٠) ترمذی (١٠٩١) ابن ماجه (١٩٠٥) ابن حبان (٤٠٥٢) موارد الظمآن (١٢٨٤).

[7]..... بَابُ النَّهْيِ عَنْ خِطْبَةِ الرَّجُلِ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ
اپنے بھائی کے پیغام پر شادی کا پیغام بھیجنے کی ممانعت کا بیان

2212۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ أَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ.

(ترجمہ)ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی اپنے بھائی کے پیغام پر شادی کا پیام دے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۱٤۰) مسلم (۱٤۱۳) ابوداود (۲۰۸۰) ترمذی (۱۱۳٤) ابن ماجه (۱۸٦۷).

2213۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ وَلَا يَبِيعُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ حَتَّى يَأْذَنَ لَهُ.

(ترجمہ)ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے پیغام پر پیغام نہ دے اور نہ کوئی آدمی اپنے بھائی کے مول (بیع) پر مول کرے یہاں تک کہ وہ اسے اجازت دیدے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۱۳۹) مسلم (۱٤۱۲) ابوداود (۲۰۸۱) نسائی (۳۲٤۳) ابن ماجه (۱۸٦۸) ابویعلی (۵۸۰۱) ابن حبان (٤۰٤۸)۔

تشریح: ......عقبہ بن عامر کی روایت میں ہے یہاں تک کہ پیغام دینے والا اس کو چھوڑ دے یعنی اگر پہلا پیام ٹوٹ جائے تو دوسرے کو پیام دینا درست ہے۔ پیغام پر پیغام دینے کی ممانعت یا کسی مسلمان بھائی کی خریدی چیز کو خریدنا یا اس پر دام لگانے کی ممانعت اسلام کے سنہری اصولوں میں سے بہترین اصول ہیں تا کہ ایک دوسرے میں کھینچا تانی، رنجش ورقابت، عداوت ودشمنی پیدا نہ ہو۔ جمہور علماء نے پیام پر پیام دینے کو حرام قرار دیا ہے اس لئے اس سے بچنا چاہیے، ہاں جب یہ معلوم ہو جائے کہ پہلا رشتہ ختم کر دیا گیا ہے تو پھر رشتہ مانگنا اور پیام دینا صحیح ودرست ہوگا۔ واللہ اعلم

2214۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ وَكَتَبَهُ مِنْهَا كِتَابًا أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ فَطَلَّقَهَا الْبَتَّةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَى أَهْلِهِ تَبْتَغِي مِنْهُمُ النَّفَقَةَ فَقَالُوا لَيْسَ لَكِ نَفَقَةٌ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَيْسَ لَكِ نَفَقَةٌ وَعَلَيْكِ الْعِدَّةُ وَانْتَقِلِي إِلَى بَيْتِ أُمِّ شَرِيكٍ وَلَا تُفَوِّتِينَا بِنَفْسِكِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ أُمَّ شَرِيكٍ امْرَأَةٌ يَدْخُلُ عَلَيْهَا إِخْوَانُهَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَلَكِنِ انْتَقِلِي إِلَى بَيْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى إِنْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ لَمْ يَرَ شَيْئًا وَلَا تُفَوِّتِينَا بِنَفْسِكِ فَانْطَلَقَتْ إِلَى بَيْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَلَمَّا حَلَّتْ ذَكَرَتْ أَنَّ مُعَاوِيَةَ وَأَبَا جَهْمٍ خَطَبَاهَا فَقَالَ

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَرَجُلٌ لَا مَالَ لَهُ وَأَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ فَأَيْنَ أَنْتَ مِنْ أُسَامَةَ فَكَأَنَّ أَهْلَهَا كَرِهُوا ذٰلِكَ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا أَنْكِحُ إِلَّا الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَنَكَحَتْ أُسَامَةَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ يَا فَاطِمَةُ اتَّقِي اللّٰهَ فَقَدْ عَلِمْتِ فِي أَيِّ شَيْءٍ كَانَ هٰذَا قَالَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ﴾ وَالْفَاحِشَةُ أَنْ تَبْذُوَ عَلٰى أَهْلِهَا فَإِذَا فَعَلَتْ ذٰلِكَ فَقَدْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يُخْرِجُوهَا.

(ترجمہ) فاطمہ بنت قیس (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ انہوں نے ابوسلمہ کو حدیث بیان کی اورانہوں نے فاطمہ سے لکھ لیا وہ قریش کے قبیلہ بنومخزوم کے ایک شخص کے نکاح میں تھیں کہ انہوں نے فاطمہ کو آخری قطعی طلاق (تیسری طلاق) دیدی، انہوں نے اپنے سسرال والوں سے نان ونفقہ طلب کیا تو انہوں نے جواب دیا: تمہارے لئے ہمارے پاس کوئی نان ونفقہ نہیں (کیونکہ طلاق بائنہ ہوچکی ہے جس کے بعد رجوع نہیں) جب رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے بھی فرمایا کہ تمہارے لئے کچھ نفقہ نہیں اورعدت گذارنا لازم ہے، اس لئے ام شریک (رضی اللہ عنہا) کے گھر منتقل ہوجاؤ اور ہم سے دور نہ رہنا (یعنی جب عدت پوری ہوجائے تو ہمارے پاس آنا) پھر آپ نے فرمایا: ام شریک تو ایسی خاتون ہیں جن کے پاس ان کے مہاجرین بھائی آتے جاتے رہتے ہیں (کیونکہ وہ بڑی مالدار اور مہمان نواز تھیں اور مہمان آتے رہتے تھے) ایسا کرو (اپنے چچازاد بھائی) ابن ام مکتوم کے گھر منتقل ہوجاؤ جو نابینا ہیں اگر تم ان کے پاس کپڑے بھی اتاردوگی تو وہ کچھ نہیں دیکھ پائیں گے اور ہم سے دور نہ رہنا چنانچہ وہ عمرو بن ام مکتوم کے پاس چلی گئیں جب عدت پوری ہوگئی تو آکر بتایا کہ معاویہ اور ابوجہم نے ان کو پیغام (شادی) بھیجا ہے جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معاویہ (رضی اللہ عنہ) تو غریب ہیں ان کے پاس مال ودولت ہی نہیں اور ابوجہم (رضی اللہ عنہ بڑے سخت گیر ہیں) ان کے کندھے سے لاٹھی اترتی ہی نہیں۔ اسامہ (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ لیکن ان کے اہل خانہ کو یہ پسند نہ تھا (کہ اسامہ بن زید سے شادی کرلیں) انہوں نے کہا: قسم اللہ کی میں اس کے سوا کسی سے شادی نہ کروں گی جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کہا ہے چنانچہ انہوں نے اسامہ سے شادی کرلی (نسائی میں ہے کہ ان سے شادی کرکے میں بہت سکھی رہی دیگر عورتیں میرے اوپر رشک کرتی تھیں)۔

محمد بن عمرو نے کہا: محمد بن ابراہیم نے فاطمہ سے کہا: اے فاطمہ اللہ سے ڈرو کہ تم کس چیز کے بارے میں ایسا کہہ رہی ہو (یعنی مطلقہ بائنہ ہونے پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ تمہارے لئے نان ونفقہ اور مسکن نہیں ہے) نیز انہوں نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت ﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ.....﴾ (الطلاق: ۱/۲۸) یعنی مطلقہ عورتوں کو ان کے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود گھر سے نکلیں یہاں تک کہ وہ کھلی ہوئی فحش کاری میں مبتلا ہوجائیں۔ (یعنی) فاحشہ بدکاری اہل خانہ پر واضح ہوجائے ایسی صورت میں جائز ہے کہ اس مطلقہ عورت کے سسرال والے عدت پوری ہونے سے پہلے

اسے اپنے گھر سے نکال دیں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٤٨٠) ابوداود(٢٢٨٤، ٢٢٨٥) نسائی (٣٢٤٤، ٣٤٠٥) ابن حبان (٤٠٤٩) الحمیدی(٣٦٧) ولہ شاھد من حدیث ابی ھریرہ فی مسند ابی یعلی (٥٩٢٨)۔

تشریح:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس عورت کی تین طلاقیں پڑ چکی ہوں اس کے لئے نہ نفقہ ہے نہ سکنی۔ عمر، ابن عباس، عائشہ وغیرہ رضی اللہ عنہم کو اس امر میں تردد تھا کیونکہ مذکورہ بالا آیت شریفہ میں وضاحت ہے کہ نہ شوہر عورت کو زبردستی کر کے گھر سے نکالے اور نہ وہ مطلقہ عورت خود (عدت کے دوران) گھر سے باہر نکلے، ہاں اگر کوئی بے حیائی کا کام کرے اس وقت اس عورت کو عدت کے دوران گھر سے نکال دینا درست ہے اسی لئے عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اگر تم اپنے دعوے پر دو گواہ لاؤ گی تو ہم مانیں گے ورنہ آیت کے مطابق عمل کریں گے۔ مذکورہ بالا روایت میں محمد بن ابراہیم کا فاطمہ بنت قیس سے یہ کہنا کہ تم اللہ سے ڈرو آیت کے خلاف بات بتا رہی ہو اسی قبیل سے ہے۔ اور آیت شریفہ مطلقہ رجعیہ کے بارے میں ہے کہ جب تک طلاق رجعی کی عدت ہے عورت اپنے شوہر کے گھر ہی میں رہے گی، ہوسکتا ہے کہ رجوع کی صورت نکل آئے اور گھر بگڑنے سے بچ جائے تین طلاق کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں اس لئے عورت کا شوہر کے گھر میں رہنا بے مقصد و بے فائدہ ہے اس لئے وہ یہ مدت اپنے میکے والوں میں گذارے گی کیونکہ رشتہ زوجیت ختم ہو چکا ہے تو اس کے خرچ واخراجات رہنے سہنے کا بوجھ شوہر پر نہ ہوگا۔ محدثین نے مذکورہ بالا حدیث کو صحیح کہا ہے اور اسی کے عامل ہیں۔ مزید تفصیل حدیث رقم (٢٣١١) کے ضمن میں آرہی ہے۔

[8]..... بَاب الْحَالِ الَّتِي يَجُوزُ لِلرَّجُلِ أَنْ يَخْطُبَ فِيهَا
آدمی کے لئے کس کو پیغام دینا جائز ہے؟

2215۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ يَعْنِي ابْنَ أَبِي هِنْدٍ حَدَّثَنَا عَامِرٌ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَالْعَمَّةُ عَلَى ابْنَةِ أَخِيهَا أَوِ الْمَرْأَةُ عَلَى خَالَتِهَا أَوِ الْخَالَةُ عَلَى بِنْتِ أُخْتِهَا وَلَا تُنْكَحُ الصُّغْرَى عَلَى الْكُبْرَى وَلَا الْكُبْرَى عَلَى الصُّغْرَى.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا پھوپھی پر بھتیجی سے یا بھتیجی پر پھوپھی سے نکاح کرنے کو اسی طرح خالہ پر اس کی بھانجی سے اور بھانجی پر اس کی خالہ سے نکاح کرنے کو نہ بڑی پر چھوٹی سے نکاح کیا جائے اور نہ چھوٹی پر بڑی سے نکاح کیا جائے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥١٠٩) مسلم (١٤٠٨) ابوداود (٢٠٦٥) ترمذی (١١٢٦) نسائی (٣٢٨٨) ابن ماجہ (١٩٢٩) ابویعلی (٦٦٤١) ابن حبان (٤٠٦٨)۔

توضیح: ......یعنی اگر کسی عورت کی بھتیجی سے نکاح کرلیا ہے تو اس کے جیتے جی اس کی پھوپھی سے نکاح نہ کرے اوراگر بھانجی سے نکاح کرلیا ہے تو اس کے اوپر اس کی خالہ سے نکاح نہ کرے اوراگر پھوپھی سے نکاح کرلیا ہے تو اس کی بھتیجی سے نہ کرے اوراسی طرح خالہ کو کرلیا ہے تو بھانجی سے نکاح نہ کرے (وحیدی)۔

2216- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَالْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا بھتیجی اور پھوپھی کے جمع کرنے سے اور بھانجی وخالہ کے ایک ساتھ جمع کرنے سے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۱۰۹، ۵۱۱۰) مسلم (۱۴۰۸) نسائی (۳۲۸۸)۔

تشریح: ......ان دونوں احادیث سے معلوم ہوا کہ کسی ایسی عورت سے نکاح کرنا منع ہے جس کی پھوپھی یا خالہ اس کے نکاح میں ہو اور اس کے برعکس بھی کسی ایسی عورت سے نکاح کرنا جس کی بھتیجی اور بھانجی پہلے سے نکاح میں موجود ہو۔

ابن منذر نے کہا: اس پر علماء کا اجماع ہے ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی منقول ہے کہ دو پھوپھیوں اور دو خالاؤں میں بھی جمع کرنا مکروہ ہے۔ امام قسطلانی نے کہا: پھوپھی میں دادا کی بہن، نانا کی بہن ان کے باپ کی بہن، اسی طرح خالہ میں نانی کی بہن، نانی کی ماں سب داخل ہیں اور اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ان دو عورتوں کا نکاح میں جمع کرنا درست نہیں ہے کہ اگر ان میں سے ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری عورت اس کی محرم ہو البتہ اپنی بیوی کے ماموں کی بیٹی یا چچا کی بیٹی یا پھوپھی کی بیٹی سے نکاح کرسکتا ہے اسلام کا یہ وہ پرسنل لا ہے جس پر اسلام کو فخر ہے۔ اس نے اپنے پیروکاروں کے لئے ایک بہترین پرسنل لا دیا ہے۔ اس کے مقرر کردہ اصول وقوانین قیامت تک کے لئے کسی بھی رد وبدل سے بالا ہیں دنیا میں کتنے ہی انقلابات آئیں۔ نوع انسانی میں کتنا ہی انقلاب برپا ہو، حالات خواہ کیسے ہی ہوں گے مگر اسلامی قوانین اپنی جگہ برقرار رہیں گے کسی کو بھی ان میں دست اندازی کا حق نہیں ہے۔ ہاں جو غلط قوانین لوگوں نے از خود بنا کر اسلام کے ذمہ لگا دیئے ہیں ان کا بدلنا بے حد ضروری ہے۔ (راز رحمہ اللہ)۔

[9]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ الشِّغَارِ
نکاح شغار کی ممانعت کا بیان

2217- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الشِّغَارِ.
قَالَ مَالِكٌ وَالشِّغَارُ أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ الْآخَرَ ابْنَتَهُ عَلٰى أَنْ يُزَوِّجَهُ الْآخَرُ ابْنَتَهُ بِغَيْرِ صَدَاقٍ.
قِيلَ لِأَبِي مُحَمَّدٍ تَرٰى بَيْنَهُمَا نِكَاحًا قَالَ لَا يُعْجِبُنِي.

(ترجمہ)ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے منع فرمایا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: اورشغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح اس شرط کے ساتھ کرے کہ وہ دوسرا شخص اپنی بیٹی یا بہن کا بھی بنا مہر کے اس سے نکاح کردے، امام دارمی سے کہا گیا: کیا ایسا نکاح صحیح ہوگا؟ فرمایا: مجھے یہ پسند نہیں ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥١١٢) مسلم (١٤١٥) ابوداود (٢٠٧٤) ترمذی (١١٢٤) نسائی (٣٣٣٧) ابن ماجه (١٨٨٣) ابویعلی (٥٧٩٥) ابن حبان (٤١٥٢)۔

تشریح: ......شغار کی تعریف امام مالک رحمہ اللہ سے اوپر ذکر کی جا چکی ہے، یہ بنا مہر کے ادلے بدلے کی شادی ہے کہ میں تیری شادی اپنی بہن یا بیٹی سے کرتا ہوں اس شرط پر کہ تو بھی بلا مہر کے اپنی بہن یا بیٹی کی شادی مجھ سے کردے، اس طرح کا نکاح باجماع علماء ناجائز ہے لیکن نکاح صحیح ہوگا یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ جمہور علماء اس کو باطل کہتے ہیں۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: نکاح صحیح ہوگا اور ہر ایک پر مہر مثل ادا کرنا لازم ہوگا (وحیدی)۔

[10]..... بَاب فِي نِكَاحِ الصَّالِحِينَ وَالصَّالِحَاتِ
نیک وصالح مرد وعورت کے نکاح کا بیان

2218- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ أَبِي مُغِيثٍ حَدَّثَتْنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَنْكِحُوا الصَّالِحِينَ وَالصَّالِحَاتِ .
قَالَ أَبُو مُحَمَّد وَسَقَطَ عَلَيَّ مِنَ الْحَدِيثِ فَمَا تَبِعَهُمْ بَعْدُ فَحَسَنٌ .

(ترجمہ)عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صالح مرد وعورتوں کا نکاح کردو۔

امام دارمی نے کہا: اس حدیث میں مجھ سے یہ ساقط ہو گیا: جو کچھ بعد میں انہیں ملا وہ اچھا ہے۔

(تخریج) اس حدیث کو امام دارمی کے علاوہ کسی نے ذکر نہیں کیا، اس کی سند حسن کے درجہ میں ہے۔

تشریح: ......غالباً یہ حدیث آیت شریفہ **وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ** کی تائید میں ہے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ: تم میں سے جو مرد مجرد ہوں ان کا نکاح کردو اور اپنے اچھے نیک غلام اور لونڈیوں کا بھی نکاح کردو۔ (سورۃ النور: ۳۲/۱۸) اس آیت میں نکاح کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

[11]..... بَاب النَّهْيِ عَنِ النِّكَاحِ بِغَيْرِ وَلِيٍّ
بنا ولی کے نکاح کرنے کی ممانعت کا بیان

2219- أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ .

(ترجمہ)ابوبردہ نے اپنے والد سے روایت کیا، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بغیر ولی کے نکاح جائز

نہیں ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔دیکھئے:ابوداود (٢٠٨٥) ترمذی (١١٠١) ابن ماجه (١٨٨١) ابویعلی (٧٢٢٧) ابن حبان (٤٠٧٧) الموارد (١٢٤٣)۔

2220۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ.

(ترجمہ)ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) سے بھی مذکورہ بالا حدیث اسی لفظ سے مروی ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن ابوبردہ کی حدیث اس کی شاہد ہے۔تخریج دیکھئے:العلل للدارقطنی (١٧٢/٣) وعلل الحديث للرازی (١٢١٦)۔

2220۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ نُكِحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَإِنْ اشْتَجَرُوا قَالَ أَبُو عَاصِمٍ وَقَالَ مَرَّةً فَإِنْ تَشَاجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ فَإِنْ أَصَابَهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا قَالَ أَبُو عَاصِمٍ أَمْلَاهُ عَلَيَّ سَنَةَ سِتٍّ وَأَرْبَعِينَ وَمِائَةٍ.

(ترجمہ)ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کوئی عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرلے،اس کا نکاح باطل ہے،اس کا نکاح باطل ہے،اس کا نکاح باطل ہے پھر اگر ولی لڑ پڑیں (ایک کہے فلاں سے نکاح کرو دوسرا کہے فلاں سے) تو بادشاہ اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو پس اگر مرد نے ایسی (بنا ولی کی اجازت والی) عورت سے جماع کیا تو اس کے لئے مہر ہے (یعنی اس کو مہر دینا ہوگا) یہ اس کے بدلے میں کہ اس مرد نے عورت کی شرم گاہ کو حلال کرلیا،ابوعاصم نے کہا: مجھے یہ حدیث سن ١٤٦ ہجری میں املا کرائی۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن ہے۔دیکھئے:ابوداود(٢٠٨٣) ترمذی (١١٠٢) ابن ماجه (١٨٧٩) ابویعلی (٢٥٠٧) ابن حبان (٤٠٧٥) موارد الظمآن (١٢٤٨) الحميدی(٢٣٠)۔

تشریح: ......ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا اس حدیث کو تیس کے قریب صحابہ نے روایت کیا ہے جس کے بعض طرق صحیح اور بعض کے ضعیف ہیں جمہور علماء کی بھی یہی رائے ہے کہ ولی اور دو گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔سول میرج وغیرہ سب اس میں داخل ہیں (یعنی ایسا نکاح صحیح نہیں) اور ولی سے مراد باپ ہے باپ کی غیر موجودگی میں دادا پھر بھائی پھر چچا ہے یا عصبہ میں سے جو سببی طور پر سب سے قریب ہو اس کے بعد سببی رشتے دار پھر اس کے عصبی رشتے دار، ذوی الارحام اولیاء نہیں بن سکتے۔اگر کسی کے دو ولی ہوں اور نکاح کے موقع پر اختلاف ہوجائے تو ترجیح قریبی ولی کو ہوگی اگر کوئی بھی ولی موجود نہ ہو تو حدیث میں صاف وارد ہے کہ سربراہ مملکت اس کا

ولی ہے اور اگر دونوں ولی برابر حیثیت کے ہوں اور ان میں اختلاف ہو جائے تو ایسی صورت میں حاکم وقت ولی ہوگا۔ اسی طرح جب اولیاء میں شدید اختلاف ہو جائے جو نکاح میں مانع بن جائے تو پھر ایسی صورت میں ان اولیاء کی حیثیت نہ ہونے کے برابر ہوگی اور ان کا حق ولایت ساقط ہو جائے گا اور یہ استحقاق حاکم وقت کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ ((فَإِنْ تَشَاجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لا وَلِيَّ لَهُ .)) اور حنفیہ ولی کی شرط کے قائل نہیں وہ نکاح کو بیع پر قیاس کرتے ہیں اور اس حدیث کی تضعیف وتاویل کرتے ہیں جو درست نہیں نص صریح کے مقابلہ میں قیاس جائز ہی نہیں نیز تخریج حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کو ضعیف کہہ کر رد کرنا صحیح نہیں، امام ابوحنیفہ کے نزدیک ذوی الارحام نانا ماموں وغیرہ بھی ولی ہو سکتے ہیں یہ بھی صحیح نہیں۔

حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ نکاح میں ولی کی شرط اس لئے رکھی گئی کہ عورت اگر اپنا نکاح آپ کر لے تو اس میں ایک طرح کی بے شرمی ہے۔ دوسرے یہ کہ نکاح میں شہرت چاہیے وہ اسی سے ہوگی جبکہ عورت کے ولی حاضر رہیں۔ تیسرے یہ کہ عورت ناقص العقل ہوتی ہے تو احتمال ہے کہ برے آدمی یا غیر کفو کے ساتھ نکاح کر لے جو بعد میں مشکلات کا سبب بنے۔ واللہ اعلم۔

[12]..... بَاب فِي الْيَتِيمَةِ تزَوَّجُ
کنواری یتیم لڑکی کی شادی کا بیان

2222۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحٰقَ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسٰى عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تُسْتَأْمَرُ الْيَتِيمَةُ فِي نَفْسِهَا فَإِنْ سَكَتَتْ فَقَدْ أَذِنَتْ وَإِنْ أَبَتْ لَمْ تُكْرَهْ .

(ترجمہ) ابوموسی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کنواری یتیم لڑکی سے اس کی شادی کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر خاموش رہے تو اس نے گویا اجازت دیدی اور اگر انکار کر دے تو مجبور نہ کی جائے گی۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود، كتاب النكاح باب في الاستئمار، نسائی (٣٢٦٧) ابويعلى (٧٣٢٧) ابن حبان (٤٠٨٥) موارد الظمآن (١٢٣٨)۔

[13]..... بَاب اسْتِئْمَارِ الْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ
کنواری اور شادی شدہ لڑکی سے شادی کی اجازت لینے کا بیان

2223۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لا تُنْكَحُ الثَّيِّبُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ وَإِذْنُهَا الصُّمُوتُ .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مثیب عورت کا نکاح اس کے بلا مشورے کے نہ کیا جائے اور کنواری لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بنا نہ کیا جائے اور اس کا چپ رہنا اس کی اجازت ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۱۳۶) مسلم (۱۴۱۹) ترمذی (۱۱۰۷) نسائی (۳۲۷۲) ابویعلی (۶۰۱۹) ابن حبان (۴۰۷۹) موارد الظمآن (۱۲۳۹)۔

توضیح: ......ثیب: شادی شدہ شوہر دیدہ عورت کو کہتے ہیں جس کا شوہر وفات پا گیا ہو، یا اسے طلاق ہوگئی ہو ،ایسی عورت کو ایم بھی کہتے ہیں اور ثیب بھی، اور بکر سے مراد باکرہ یعنی کنواری لڑکی جس نے اب تک شادی نہ کی ہو۔ اس حدیث میں تستامر اور تستاذن کا لفظ وارد ہوا ہے۔ حتی تستامر یعنی ثیب کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے مشورہ نہ کرلیا جائے یعنی بالصراحۃ اس سے معلوم کیا جائے اور یہ اجازت واذن لفظی ہونی چاہیے اس میں خاموشی ناکافی رہے گی، اسی طرح یتیمہ سے مشورہ کیا جائے گا لیکن باکرہ کی طرح اس کا خاموش رہنا اس کی اجازت مانا جائے گا اور تستاذن کا مطلب بھی اجازت طلب کرنا ہے

2224۔ أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے دوسری سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت ہے۔

(تخریج) تخریج و ترجمہ اوپر گذر چکا ہے۔

2225۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایم شوہر دیدہ عورت اپنے (دوبارہ نکاح کے بارے میں) اپنے ولی سے زیادہ اپنے بارے میں حق رکھتی ہے اور کنواری عورت سے مشورہ کیا جائے گا اس کے نفس (شادی) کے بارے میں اور اس کا چپ رہنا اس کی اجازت ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند قوی ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۴۲۱) ابوداود (۲۰۹۸، ۲۱۰۰) نسائی (۳۲۲۰) ابن ماجہ (۲۱۸۹) ابن حبان (۴۰۸۴) الحمیدی (۵۲۷) سعید بن منصور (۵۵۶) الطحاوی شرح معانی الآثار (۱۱/۳ و ۳۶۶/۴)۔

توضیح: ......یعنی ثیبہ عورت کا حجاب کھل جاتا ہے شادی کے بعد اب اگر دوسری بار اس کی شادی کرنی ہے تو اس سے مشورہ کیا جائے گا اور وہ صراحت سے نکاح کی اجازت دے تو اس کا نکاح کیا جائے گا ورنہ نہیں ولی بھی اس کو مجبور نہیں کر سکتا لیکن کنواری لڑکی صراحت سے شرماتی ہے اس لئے اس کا چپ رہنا ہی اس کی اجازت مانی جائے گی۔

2226۔ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنِي مَالِكٌ أَوَّلُ شَيْءٍ سَأَلْتُهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تُسْتَأْذَنُ الْبِكْرُ وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کنواری لڑکی سے اذن لیا جائے گا اور اس کا اذن اس کا خاموش رہنا ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

2227۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَوْهَبٍ أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْأَيِّمُ أَمْلَكُ بِأَمْرِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ فِي نَفْسِهَا وَصَمْتُهَا إِقْرَارُهَا.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شوہر دیدہ عورت ولی سے زیادہ اپنے معاملے کی مختار ہے اور کنواری لڑکی سے اس کے نکاح کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اس کا چپ رہنا ہی اس کا اقرار ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی تخریج اوپر گذر چکی ہے۔ دیکھئے: رقم: (٢٢٢٥) مزید دیکھئے: احمد (٢٧٤/١) شرح معانی الآثار (١١/٣)۔

تشریح: ......شادی کی جانے والی لڑکی دو حال سے خالی نہیں یا کنواری یا ثیبہ پھر ہر ایک کی دو قسمیں ہیں جوان بالغہ ہوگی یا نابالغہ اہل حدیث کے نزدیک ہر صورت میں لڑکی کو اختیار ہے چاہے تو قبول کرے یا انکار کر دے نیز یہ کہ نابالغ لڑکی کا نکاح اس کا باپ کرا سکتا ہے اور کم سنی میں عورت کا نکاح کر دینا درست ہے لیکن بلوغت کے بعد اس کو خیار حاصل ہوگا جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کم سنی میں کر دیا تھا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ شریعت اسلامیہ کی نظر میں عورت کی بہت اہمیت ہے اور اسلام نے اس عورت کو جس کا معاشرے میں کوئی مقام نہ تھا، اسے پستی سے نکال کر بلندی پر پہنچایا اس کی اہمیت کو دوبالا کیا عورت کو شادی بیاہ کے معاملے میں اس سے مشورہ لینا تو دور اسے اپنے بارے میں کچھ کہنے کی اجازت نہ تھی سربراہ وولی اپنی مرضی سے جس سے چاہتے تھے نکاح کر دیتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اس کا صحیح معاشرتی مقام ومنصب دیا اور سرپرستوں کو حکم دیا کہ شوہر دیدہ (ثیبہ) سے مشورہ ضرور کیا جائے اور کنواری سے اس کی رضا حاصل کی جائے اور ثیبہ کا اس کی رضا ومشورہ کے بغیر نکاح کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بغیر ولی کے اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ ابوداود کی روایت میں ہے کہ ثیبہ کے بارے میں ولی کا کوئی اختیار نہیں یعنی ولی شوہر دیدہ عورت کو کسی سے نکاح کے لئے مجبور نہیں کر سکتا۔ مزید تفصیل آگے ملاحظہ کیجئے۔

[14]..... بَاب الثَّيِّبِ يُزَوِّجُهَا أَبُوهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ

باپ اپنی ثیبہ بیٹی کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف کر دے اس کا بیان

2228۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ وَمُجَمِّعَ بْنَ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّيْنِ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ يُدْعَى خِذَامًا أَنْكَحَ بِنْتًا لَهُ

فَكَرِهَتْ نِكَاحَ أَبِيهَا فَأَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَرَدَّ عَنْهَا نِكَاحَ أَبِيهَا فَنَكَحَتْ أَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ فَذَكَرَ يَحْيَى أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهَا كَانَتْ ثَيِّبًا .

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن یزید اور مجمع بن یزید دونوں انصاری بھائیوں نے بیان کیا کہ انصار کے ایک شخص نے جن کو خدام کہا جاتا تھا اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا جس کو اس نے پسند نہ کیا وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور آپ سے اس کا تذکرہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے باپ کا (کرایا ہوا) نکاح فسخ کرا دیا اور اس عورت نے ابولبابہ بن عبدالمنذر سے نکاح کر لیا۔ یحییٰ بن سعید نے کہا: ان کو خبر لگی ہے کہ یہ عورت ثیبہ تھی۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۱۳۸) ابوداود (۲۱۰۱) نسائی (۳۲۷۳) ابن ماجه (۱۸۷۳) احمد (۳۲۸/٦) سعيد بن منصور (۵۷٦)۔

2229۔ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيدَ ابْنِ جَارِيَةَ أَنَّ خَنْسَاءَ بِنْتَ خِذَامٍ زَوَّجَهَا أَبُوهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهَا .

(ترجمہ) یزید بن جاریہ کے دونوں بیٹوں عبدالرحمٰن و مجمع سے مروی ہے کہ خنساء بنت جذام کا ان کے باپ نے نکاح کر دیا وہ ثیبہ تھیں اور انہوں نے اس نکاح کو پسند نہ کیا چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور آپ نے یہ نکاح فسخ کر دیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند قوی ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۱۳۸) احمد (۳۲۸/٦) وغیرهما۔

تشریح: ......ان دونوں روایات سے معلوم ہوا کہ باپ اپنی بیٹی کا نکاح زبردستی نہیں کر سکتا اور اگر بیٹی کی پسند کے خلاف باپ نکاح کر بھی دے تو لڑکی کی طلب پر وہ نکاح فسخ کرا دیا جائے گا خواہ وہ لڑکی ثیبہ ہو یا باکرہ اور احمد و ابوداود وغیرہ کی روایات میں ذکر ہے کہ ایک باپ نے اپنی باکرہ لڑکی کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو اختیار دیا، چاہے تو اس نکاح کو برقرار رکھے اور چاہے تو فسخ کرا دے، امام بخاری نے بھی یہی اشارہ دیا ہے لیکن پہلی حدیث میں ثیبہ کا ذکر ہے اس لئے بعض علماء نے کہا صرف ثیبہ کا نکاح فسخ کرانے کا اختیار دیا لیکن امام بخاری کا قول زیادہ صحیح ہے کیونکہ احادیث میں ثیبہ اور باکرہ دونوں کا ذکر آیا ہے۔ واللہ اعلم۔

[15]..... بَاب الْمَرْأَةِ يُزَوِّجُهَا الْوَلِيَّان
ایک عورت کے دو ولی الگ الگ شادی کر دیں اس کا بیان

2230۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَوْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ زَوَّجَهَا وَلِيَّانِ لَهَا فَهِيَ لِلْأَوَّلِ مِنْهُمَا وَأَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ بَيْعًا مِنْ

رَجُلَيْنِ فَهُوَ لِلْأَوَّلِ مِنْهُمَا .

(ترجمہ) عقبہ بن عامر یا سمرہ بن جندب (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس عورت کا نکاح دو ولی کر دیں (ایک ایک شخص سے اور دوسرا دوسرے شخص سے) تو وہ عورت اس کو ملے گی جس سے پہلے نکاح ہوا اور جو شخص ایک چیز دو آدمیوں کے ہاتھ بیچے تو جس کے ہاتھ پہلے بیچی ہے اسی کو ملے گی۔

(**تخریج**) یہ حدیث عقبہ سے مروی ہو یا سمرہ سے دونوں حالتوں میں ضعیف ہے، کیونکہ اس کی سند میں انقطاع ہے۔
دیکھئے: ابوداود (٢٠٨٨) ترمذی (١١١٠) نسائی (٤٦٩٦) ابن ماجه (٢١٩٠، ٢١٩١) مقتصر اعلی الطرف الثانی، طبرانی ٢٠٣/٧ (٦٨٤٢)۔

2231۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِنَحْوِهِ.

(ترجمہ) اس سند سے بھی حسن نے سمرہ سے ویسی ہی حدیث بیان کی جیسی اوپر ذکر کی گئی ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند بھی ضعیف ہے کیونکہ حسن کا سماع سمرہ سے ثابت نہیں، تخریج اوپر گذر چکی ہے، مزید دیکھئے:
الطیالسی (١٥٥٥) احمد (١١/٥، ١٢، ١٨) ابن الجارود (٦٢٢) الحاکم (٣٥/٢) طبرانی ٢٠٣/٧ (٦٨٤١) وانظر تلخیص الحبیر (١٦٥/٣)۔

تشریح: ......گرچہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن صحیح یہی ہے جو حدیث میں ذکر ہوا کہ ایک خاتون کے دو ولی جب دو مختلف آدمیوں سے مختلف اوقات میں نکاح کر دیں تو وہ عورت اس آدمی کی بیوی قرار پائے گی جس سے پہلے نکاح کیا گیا ہو اور دوسرا نکاح از خود باطل قرار پائے گا کیونکہ شریعت نے نکاح پر نکاح کو ناجائز قرار دیا ہے اور اگر دونوں نکاح بیک وقت کئے جائیں تو دونوں باطل قرار پائیں گے اس میں کسی کا اختلاف نہیں اسی طرح بیع کا معاملہ ہے جب ایک چیز ایک شخص کے ہاتھ بک گئی تو دوسرے ولی کا بیچنا ناجائز ہوگا۔ اگر بیچا تو پہلے ولی کا ہی اعتبار ہوگا۔ واللہ اعلم۔

[16]..... بَاب النَّهْيِ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ
عورتوں سے متعہ کرنے کی ممانعت کا بیان

2232۔ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ سَارُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ اسْتَمْتِعُوا مِنْ هٰذِهِ النِّسَاءِ وَالِاسْتِمْتَاعُ عِنْدَنَا التَّزْوِيجُ فَعَرَضْنَا ذٰلِكَ عَلَى النِّسَاءِ فَأَبَيْنَ أَنْ لَا نَضْرِبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُنَّ أَجَلًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ افْعَلُوا فَخَرَجْتُ أَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِي مَعَهُ بُرْدٌ وَمَعِي بُرْدٌ وَبُرْدُهُ أَجْوَدُ مِنْ بُرْدِي وَأَنَا أَشَبُّ مِنْهُ فَأَتَيْنَا عَلَى امْرَأَةٍ فَأَعْجَبَهَا شَبَابِي وَأَعْجَبَهَا بُرْدُهُ فَقَالَتْ بُرْدٌ كَبُرْدٍ وَكَانَ الْأَجَلُ بَيْنِي وَبَيْنَهَا عَشْرًا فَبِتُّ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ

ثُمَّ غَدَوْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الِاسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ أَلَا وَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهَا وَلَا تَأْخُذُوْا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا.

(ترجمہ) ربیع بن سبرہ سے مروی ہے کہ ان کے والد (سبرہ رضی اللہ عنہ) نے حدیث بیان کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حجۃ الوداع کو جارہے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ان عورتوں سے متعہ کرلو اور متعہ کا مطلب ہمارے نزدیک نکاح کرنا تھا۔ ہم نے کچھ عورتوں پر یہ امر پیش کیا انہوں نے بنا مدت معینہ مقرر کئے ہم سے نکاح کرنے سے انکار کردیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدت مقرر کرلو چنانچہ میں اور میرا چچا زاد بھائی اپنی اپنی چادر لے کر نکل پڑے، میرے چچا زاد بھائی کی چادر میری چادر سے اچھی تھی لیکن میں اس کی بہ نسبت زیادہ خوبرو جوان تھا، ہم دونوں ایک عورت کے پاس پہنچے اس کو میرا شباب اچھا لگا اور بھائی کی چادر اچھی لگی، اس نے کہا: چادر چادر برابر ہے (لہٰذا اس نے سبرہ کو پسند کرلیا) اور ہمارے درمیان دس دن تک مدت قرار پائی، میں نے وہ رات اس کے پاس گذاری صبح کو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان کھڑے فرمارہے تھے: اے لوگو! میں نے تم کو عورتوں سے متعہ کرنے کا اذن دیا تھا لیکن خبردار رہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام کردیا ہے، قیامت تک کے لئے اب جس کے پاس ان متعہ والی عورتوں میں سے کوئی عورت ہو تو اس کو چھوڑ دے اور جو کچھ اس کو دے چکا ہے وہ ان سے واپس نہ لے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٤٠٦) ابوداود (٢٠٧٢) نسائی (٣٣٦٨) ابن ماجہ (١٩٦٢) ابویعلی (٩٣٨، ٩٣٩) ابن حبان (٤١٤٤) الحمیدی (٨٧٠) احمد (٤٠٤/٣) طبرانی (١٠٧/٧) وغیرھم۔

2233۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ عَامَ الْفَتْحِ.

(ترجمہ) ربیع بن سبرہ جہنی سے مروی ہے، ان کے والد نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے وقت نکاح متعہ سے منع فرمادیا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: الحمیدی (٨٦٩) مسلم (١٤٠٦)۔

2243۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنِي ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِمَا قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ مُتْعَةِ النِّسَاءِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ عَامَ خَيْبَرَ.

(ترجمہ) علی (رضی اللہ عنہ) نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا

گوشت کھانے سے خیبر کے سال منع فرما دیا تھا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح متفق علیہ ہے۔تخریج حدیث رقم (۲۰۳۲) پر گذر چکی ہے۔

تشریح: ......متعہ کسی عورت سے ایک مقررہ وقت تک کے لئے نکاح کرنے کو کہتے ہیں جب مقررہ وقت پورا ہو جاتا ہے تو ان کے درمیان خود بخود جدائی ہو جاتی ہے۔اس طرح نکاح کرنا اب قیامت تک کے لئے حرام ہے اس پر تمام ائمہ اور علماء وفقہاء کا اجماع ہے سوائے چند روافض کے متعہ کب حرام ہوا اس بارے میں مختلف روایات کے سبب مختلف اقوال ہیں پہلی حدیث میں ہے کہ حجۃ الوداع میں اس کی قطعی حرمت کا اعلان ہوا۔ حدیث صحیح ہے لیکن راوی کو وہم ہوا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ فتح مکہ ۸ھ میں اس کو حرام قرار دیا گیا، یہی زیادہ صحیح ہے۔ تیسری روایت میں ہے کہ خیبر کے سال سن ۷ھ کا ذکر ہے۔ اور یہ روایت بھی صحیح متفق علیہ ہے اس لئے علماء نے کہا متعہ کی حرمت واجازت دومرتبہ ہوئی یعنی خیبر اور فتح مکہ کے دن حافظ ابن القیم رحمہ اللہ وغیرہ نے بڑے مضبوط دلائل سے ثابت کیا ہے کہ حرمت صرف ایک بار فتح مکہ ہی میں ہوئی اس سے پہلے متعہ جائز تھا جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ﴾ (النساء: ٥/ ٢٤) اور اب قیامت تک باجماع امت مدت معینہ کے لئے کسی عورت سے نکاح کرنا حرام ہے۔تفصیل کے لئے دیکھئے زادالمعاد (۱۱۱/۵)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پالتو گدھے کا گوشت بھی حرام ہے جو بلاشبہ غزوہ خیبر میں حرام ہوا۔

[17]..... بَابٌ فِي نِكَاحِ الْمُحْرِمِ

محرم کے نکاح کرنے کا بیان

2235۔ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمُحْرِمُ لَا يَنْكِحُ وَلَا يُنْكِحُ .

(ترجمہ) امیرالمومنین عثمان (ابن عفان رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: احرام والا آدمی (حالت احرام میں) نہ خود اپنا نکاح کرے اور نہ کسی دوسرے کا نکاح کرائے۔

توضیح: ......مسلم کی روایت میں ہے اور نہ احرام کی حالت میں پیغام دے۔ ابن حبان میں ہے اور نہ اس کے پیغام نکاح پر پیغام دیا جائے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱٤٠٩) ابوداود (۱۸٤۱، ۱۸٤۲) نسائی (۲۸٤۲) ابن ماجه (۱۹٦٦) ابن حبان (٤۱۲۳) مواردالظمان (۱۲۷٤) مسندا لحمیدی (۳۳)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حالت احرام میں نکاح کرنا یا کرانا دونوں کام منع ہیں حتی کہ پیغام بھی دینا منع ہے۔ اہل حدیث امام شافعی وامام احمد اور جمہور علماء کا یہی مسلک ہے لیکن امام ابوحنیفہ نے کہا کہ محرم کا حالت احرام

میں نکاح کرنا جائز ہے اوران کا استدلال ابن عباس کی حدیث سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت احرام میں نکاح کیا۔ علمائے کرام نے اس کو رد کیا اور بہت سے جوابات تحریر کئے ہیں جن میں سے چند ایک جوابات یہ ہیں۔ مذکورہ بالا حدیث المحرم لا ینکح ......قول ہے اور بفرض صحت حدیث ابن عباس یہ رسول اللہ ﷺ کا فعل ہے۔ قواعد حدیث کے مطابق قول فعل پر مقدم ہوتا ہے نیز یہ کہ ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہو نیز بہت سے صحابہ کرام ابورافع وغیرہ نے کہا (جو میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت قاصد و پیغام رساں تھے) کہ رسول اللہ ﷺ نے جب میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ اس وقت حلال تھے، اس کو احمد وترمذی نے روایت کیا ہے نیز یہ کہ اس نکاح کے وقت ابن عباس رضی اللہ عنہما کم سن اور چھوٹے نو یا دس سال کے تھے ہوسکتا ہے کہ انہیں وہم ہوا ہو۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: تحفۃ الاحوذی (۸۹/۲)۔

[18]..... بَاب كَمْ كَانَتْ مُهُورُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَبَنَاتِهِ
نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات اور آپ کی بیٹیوں کا مہر کتنا تھا؟

2236۔ أَخْبَرَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ صَدَاقُ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ كَانَ صَدَاقُهُ لِأَزْوَاجِهِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا وَقَالَتْ أَتَدْرِي مَا النَّشُّ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَتْ نِصْفُ أُوقِيَّةٍ فَهَذَا صَدَاقُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِأَزْوَاجِهِ.

(ترجمہ) ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کا مہر کتنا تھا؟ فرمایا: آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کا مہر بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا پھر عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو وہ نش کیا ہے؟ عرض کیا، نہیں، فرمایا: آدھا اوقیہ، یہ تھا رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کا مہر۔

توضیح:...... مسلم شریف میں ہے: یہ پانچ سو درہم ہوئے جو رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کا مہر تھا۔

(تخریج) یہ سند حسن ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم(١٤٢٦) ابوداود(٢١٠٥) نسائی (٣٣٤٧) ابن ماجه (١٨٨٦) احمد (٩٣/٦)۔

تشریح:...... اس حدیث سے ازواج مطہرات کے مہر کی مقدار معلوم ہوئی جو پانچ سو درہم ہوا کرتا تھا مہر عورت کا حق ہے اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ (النساء: ٤/٤) یعنی عورتوں کو ان کے مہر کا عطیہ ادا کرو۔

مہر کتنا ہونا چاہیے اس سلسلہ میں شارع حکیم نے کوئی تحدید نہیں کی، قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں کہیں یہ نہیں کہا گیا کہ مہر اتنا ہونا چاہیے، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ مہر میں مغالاۃ نہ ہو اتنا زیادہ نہ ہو کہ شوہر ادائیگی سے قاصر رہے۔ ایک حدیث میں ہے: ((خَيْرُ الصَّدَاقِ أَيْسَرُهُ.)) یعنی بہترین مہر وہ ہے جس کا ادا کرنا نہایت سہل وآسان ہو۔ (ابوداود وصححه الحاكم)

ایک مرتبہ امیر المومنین عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے خطبہ میں کہا کہ چار سو درہم سے زیادہ مہر نہ ہو منبر سے اترتے ہی ایک عورت نے کہا: اے عمر! اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: ﴿وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا﴾ اور تم نے ان کو ڈھیر سارا (مہر) دیا ہو۔ (النساء: ٤ / ٢٠)

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! مجھے معاف فرما اور منبر پر آئے اور فرمایا: اے لوگو! میں نے چار سو درہم سے زیادہ مہر دینے کو منع کیا تھا جو جتنا چاہے اپنے مال میں سے عورت کو مہر ادا کرے۔ رواہ سعید بن منصور فی السنن وابویعلی بسند جید۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا مہر گرچہ پانچ سو درہم تھا لیکن آپ نے مہر کے بدلے آزادی، لوہے کی انگوٹھی، قرآن سکھانے پر بھی نکاح کرا دیا اور آزادی و تعلیم القرآن، لوہے کی انگوٹھی یا جوتے تک کو مہر قرار دیا اس لئے علمائے کرام نے ہر وہ چیز جس سے منفعت حاصل ہو اس کا مہر ہونا جائز قرار دیا ہے۔

مہر میں دس یا تیس یا کم وبیش درہم کی تحدید بھی درست نہیں، بعض ممالک ہندوستان، پاکستان وغیرہ میں پانچ سو درہم کے مساوی روپۓ جو کسی زمانے میں سوا سو روپۓ ہوا کرتے تھے اس کو سنت مان کر سوا سو روپۓ کا مہر رکھنا یہ بھی درست نہیں بلکہ مہر فریقین کی مرضی سے شوہر کی حیثیت کے مطابق اور وقت اور حالات کی مناسبت سے ہونا چاہیے، فی زمانہ سو روپۓ کی کوئی قیمت نہیں اس لئے ہزار دو ہزار پانچ ہزار روپۓ اگر شوہر کی حیثیت سے زیادہ نہ ہوں تو اتنا مہر رکھنے میں کوئی حرج ان شاء اللہ نہیں، ہاں اگر دولہا غریب ہے اتنی رقم ادا نہیں کرسکتا تو مہر کم ہی رکھنا چاہیے، ایسا نہیں کہ لاکھ دو لاکھ کا مہر صرف نام کے لئے رکھا جائے اور شوہر اسے زندگی بھر ادا نہ کرے، مہر کی دو قسمیں ہیں: موجل اور معجّل، موجل: یعنی تاخیر سے، کچھ دخول سے پہلے اور کچھ بعد میں ادا کیا جاسکتا ہے۔ معجّل فوری طور پر پہلی ملاقات کے وقت ہی دینا چاہیے۔ اور مہر میں جو رقم دی جائے وہ صرف عورت (بیوی) کا حصہ ہے اس میں باپ یا خاوند کا کوئی حصہ نہیں عورت جو چاہے جس طرح چاہے خرچ کرسکتی ہے۔

2237۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ زَاذَانَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي الْعَجْفَاءِ السُّلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَلَا لَا تُغَالُوا فِي صُدُقِ النِّسَاءِ فَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ مَكْرُمَةً فِي الدُّنْيَا أَوْ تَقْوَى عِنْدَ اللَّهِ كَانَ أَوْلَاكُمْ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، مَا أَصْدَقَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ وَلَا أُصْدِقَتْ امْرَأَةٌ مِنْ بَنَاتِهِ فَوْقَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً أَلَا وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيُغَالِي بِصَدَاقِ امْرَأَتِهِ حَتَّى يَبْقَى لَهَا فِي نَفْسِهِ عَدَاوَةٌ حَتَّى يَقُولَ كَلِفْتُ لَكِ عِلْقَ الْقِرْبَةِ أَوْ عَرَقَ الْقِرْبَةِ.

(ترجمہ) ابوعجفاء سلمی نے کہا: عمر (رضی اللہ عنہ) نے خطبہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: خبردار غلو اور زیادتی نہ کیا کرو عورتوں کے مہر میں کیونکہ اگر (مہر میں غلو) دنیا میں عزت وشرف کا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پرہیزگاری کا سبب ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے پہلے اس بات کے مستحق ہوتے (یعنی بیویوں اور بیٹیوں کا مہر زیادہ رکھتے) حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنی کسی بیوی کا اور کسی لڑکی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہیں رکھا، خبردار، سنو! تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے مہر میں غلو اور زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل میں بیوی کی طرف سے عداوت ہو جاتی ہے اور وہ کہنے لگتا ہے: میں نے تیرے لئے تکلیف اٹھائی جو مشک کی رسی اٹھانے کی طرح ہے یا مجھے پسینہ آیا مشک کے پانی کی طرح۔

توضیح: ......علق القربہ یا عرق القربہ عربی زبان کا محاورہ ہے جس کا مقصود ہے کہ میں نے تمہارے لئے بڑی مشقت اٹھائی اور مجھے دانتوں پسینہ آ گیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۲۱۰۵) نسائی (۳۳۴۷) ابن ماجه (۱۸۸۶) ابن حبان (۴۶۲۰) موارد الظمآن (۱۲۵۹).

تشریح: ......امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اس تقریر سے ثابت ہوا کہ مہر میں غلو اور زیادتی بالکل مستحسن نہیں، ہر کام اور ہر چیز میں عدل و میانہ روی ہی بہتر ہے اور ان کا کہنا بالکل صحیح ہے کہ اگر زیادہ مہر اچھائی ہوتی تو ہادی اسلام کیوں اس میں کمی و کوتاہی کرتے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مہر میں زیادتی رنجش و عداوت اور لڑائی جھگڑے کا پیش خیمہ ہوتی ہے لہٰذا شخصیت اور عادت و عرفِ عام کے مطابق مہر ہونا چاہیے۔ (والله اعلم وعلمه اتم)

[19]..... بَاب مَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مَهْرًا

وہ چیز جو مہر میں دی جا سکتی ہے اس کا بیان

2238۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَتَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ إِنَّهَا وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا لِي فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيهَا فَقَالَ أَعْطِهَا ثَوْبًا فَقَالَ لَا أَجِدُ قَالَ أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ قَالَ فَاعْتَلَّ لَهُ فَقَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا عَلَى مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

(ترجمہ) سہل بن سعد (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اس نے اپنے نفس کو اللہ اور رسول کے لئے ہبہ کر دیا (یہ کنایہ تھا شادی کے لئے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اب عورتوں کی حاجت نہیں، ایک صحابی نے عرض کیا (آپ کو حاجت نہیں تو) اس سے میری شادی کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا: تم اس کو مہر میں کپڑا دیدو، عرض کیا: میرے پاس اور کپڑا نہیں فرمایا: کچھ تو دو چاہے وہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔ راوی نے کہا: اس سے بھی انہوں نے معذوری ظاہر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں کچھ قرآن پاک یاد ہے؟ عرض کیا۔ فلاں فلاں سورت یاد ہے: فرمایا جاؤ، میں نے اس کو تمہاری زوجیت میں دیا، اس قرآن کے بدلے جو تمہیں یاد ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۳۱۰، ۵۰۸۷) مسلم (۱۴۲۵) ابویعلی (۷۵۲۱) ابن حبان (۴۰۹۳) الحمیدی (۹۵۷)۔

تشــــریــــح:......اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ کپڑا، لوہے کی انگوٹھی اور قرآن کی تعلیم وحفظ مہر کے طور پر دی جاسکتی ہے اگر یہ جائز نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کیوں دریافت فرماتے اور صرف قرآن پڑھانے کو حق مہر قائم نہ کرتے اور اسی سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ ہر نفع بخش چیز کا مہر مقرر کرنا درست ہے اور معمولی سے معمولی چیز بھی مہر بن سکتی ہے جیسے کپڑا اور لوہے کی انگوٹھی جس کی معمولی قیمت ہوتی ہے۔ اس سے ان لوگوں کی بھی تردید ہوئی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مہر کا قیمت میں ہونا یا قیمت والی چیز ہی مہر ہو سکتی ہے، اس حدیث سے عورت کا کسی سے اپنی شادی کے لئے کہنا اور اپنے آپ کو شادی کے لئے پیش کرنا بھی ثابت ہوا۔

[20]..... بَاب فِي خُطْبَةِ النِّكَاحِ
نکاح کے خطبہ کا بیان

2239۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ وَحَجَّاجٌ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُوْ إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خُطْبَةَ الْحَاجَةِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ أَوْ إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ يَقْرَأُ ثَلَاثَ آيَاتٍ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا﴾ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ ثُمَّ يَتَكَلَّمُ بِحَاجَتِهِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہم کو رسول اللہ ﷺ نے حاجت وضرورت کا یہ خطبہ سکھایا: (الحمد لله یا ان الحمد للّٰه ......وان محمدا عبده ورسوله) یعنی سب تعریفیں یا بیشک سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں ہم اس کی حمد وثنا کرتے ہیں اور اسی سے مدد کے طلب گار ہیں اور اسی سے مغفرت وبخشش مانگتے ہیں اور اپنے نفسوں کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے نوازے اس کو پھر کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہی گمراہ کر دے اسے پھر کوئی ہدایت دینے والا نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں پھر یہ تین آیات تلاوت فرمائیں۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: ۳/ ۱۰۲) ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (النساء: ۴/ ۱) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب: ۲۲/

۷۰، ۷۱) پھر اپنی حاجت بیان کرتے (یعنی اس کے بعد نکاح کا ایجاب وقبول کراتے)۔

(تخریج) اس روایت کی سند منقطع ہے لیکن دوسری اسانید سے حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۲۱۱۸) ترمذی (۱۱۰۵) نسائی (۱۴۰۳) ابن ماجه (۱۸۹۲) ابویعلی (۵۲۳۳، ۵۲۳۴)۔

تشریح: ......اس حدیث میں نکاح کے خطبہ میں اس خطبہ اور تینوں آیات کے پڑھنے کا ثبوت ہے اور یہ خطبہ صرف نکاح کے لئے خاص نہیں بلکہ ہر حاجت وضرورت کے وقت پڑھنا چاہیے خواہ جمعہ کا خطبہ ہو، عید کا اور وعظ ونصیحت کے لئے ہو، اہل ظاہر تو اس خطبہ کو واجب کہتے ہیں مگر باقی علمائے امت نے اسے مسنون ومستحب کہا ہے اگر خطبہ نہ بھی پڑھا جائے اور مجرد ایجاب وقبول ہو شاہد اور ولی موجود ہوں ان کی رضامندی سے ایجاب وقبول ہو تب بھی نکاح صحیح ہوگا کیونکہ متعدد روایات میں خطبہ کا ذکر نہیں جیسا کہ سہل بن سعد کی پچھلی حدیث میں صرف یہ کہا: جاؤ میں نے اس کو تمہاری زوجیت میں دیا۔ اور خطبہ کا ذکر نہیں۔ واللہ اعلم۔

[21]..... بَاب الشَّرْطِ فِي النِّكَاحِ
نکاح کی شرطوں کا بیان

2240۔ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ أَحَقَّ الشُّرُوْطِ أَنْ تُوْفُوْا بِهَا مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ مِنَ الْفُرُوجِ.

(ترجمہ) عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ شرطیں جن کے ذریعہ تم نے عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے پوری کی جانے کی سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۷۲۱) مسلم (۱۴۱۸) ابوداود (۲۱۳۹) ترمذی (۱۱۲۷) نسائی (۳۲۸۱) ابن ماجه (۱۹۵۴) ابویعلی (۱۷۵۴) ابن حبان (۴۰۹۲)۔

تشریح: ......اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو شرائط سب سے زیادہ پوری کرنے کی مستحق ہیں وہ شروط نکاح ہیں کیونکہ اس کا معاملہ بڑا ہی نازک ہے۔ سبل السلام میں ہے کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ نکاح میں شرط طے کرنا جائز ہے اور انہیں پوری کرنا ضروری ہے۔ نکاح کی شرطوں سے کیا مراد ہے، اس میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد ادائیگی مہر ہے اور ایک قول یہ ہے کہ زوجیت کے تقاضے میں عورت جس چیز کی مستحق ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ شروط جو نکاح پر آمادہ کرنے کے لئے مرد نے عورت سے طے کی ہوں اور شریعت میں ممنوع نہ ہوں یہی زیادہ قرین قیاس ہے۔ (شرح بلوغ المرام للشیخ صفی الرحمٰن رحمہ اللہ)

قسطلانی نے کہا: اس سے مراد وہ شرطیں ہیں جو عقد نکاح کے مخالف نہیں جیسے مباشرت، نان ونفقہ سے متعلق شرطیں اور اس قسم کی شرطیں کہ دوسرا نکاح نہ کرے گا یا لونڈی نہ رکھے گا یا سفر پر نہ لے جائے گا پوری کرنا ضروری نہیں بلکہ یہ شرطیں

لغو ہوں گی امام احمد اور اہل الحدیث کا قول یہ ہے کہ ہر قسم کی شرط جس پر اتفاق ہو گیا ہو پوری کرنی ہونگی (المومنون علی شروطھم) سوائے ان شرطوں کے جو کتاب وسنت کے خلاف ہوں کیونکہ حدیث مطلق ہے۔

[22]..... بَاب فِي الْوَلِيمَةِ

ولیمے کا بیان

2241۔ أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ صُفْرَةً فَقَالَ مَا هَذِهِ الصُّفْرَةُ قَالَ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

(ترجمہ) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہ) پر زرد رنگ دیکھا (یعنی بدن یا کپڑوں پر زعفران کا رنگ) تو فرمایا: یہ زردی کیسی ہے؟ عرض کیا: میں نے ایک عورت سے ایک گٹھلی سونے پر شادی کی ہے (یعنی کھجور کی گٹھلی کے برابر سونے کے عوض جو تقریبا تین درہم کی ہوتی ہے) فرمایا: اللہ برکت دے ولیمہ کرو گرچہ ایک بکری کا ہو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۰۴۹،۵۱۵۵) مسلم (۱۴۲۷) ترمذی (۱۰۹۴) نسائی (۳۳۷۲) ابن ماجه (۱۹۰۷) ابویعلی (۳۲۰۵) ابن حبان (۴۰۶۰) الحمیدی (۱۲۵۲).

تشریح: ......ولیمہ اس کھانے کو کہتے ہیں جو خاوند کی طرف سے شب زفاف کے بعد ہوتا ہے اور یہ مسنون ہے۔ اصلی وجہ یہ ہے کہ اس میں ایک بکری ذبح کرے اگر اتنی استطاعت نہیں ہے تو ستو اور جو اور مٹھائی پر بھی ولیمہ درست ہے غرضیکہ ولیمہ ہر کھانے سے ہو سکتا ہے۔ بعض علماء نے ولیمہ کرنا واجب کہا ہے حدیث میں بھی بصیغہ امر وارد ہے (أَوْلِمْ) اور امر وجوب پر ہی دلالت کرتا ہے جب تک کہ وجوب سے استحباب ومندوب کی طرف لے جانے والا کوئی قرینہ نہ ہو۔

اس حدیث سے نبی کریم ﷺ کا صحابہ کرام سے لگاؤ الفت ومحبت کا اندازہ ہوتا ہے۔ نئی چیز دیکھی تو سوال کیا ایسا کیوں ہے نیز یہ کہ رنگ لگانا یا زعفران ملنا مرد کے لئے منع ہے۔ یہاں زعفران لگا جو دیکھا تو یہ دلہن کے پاس رہنے یا دلہن کے کپڑوں سے لگا ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دلہن کے ابٹنا وغیرہ لگانا جائز ہے دولہا کے لئے نہیں مہر میں تین درہم کی مقدار کا سونا دینا بھی اس حدیث سے ثابت ہوا اور دولہا کو مبارکباد دینا بھی، نیز ولیمہ کرنا جس کی کوئی حد ومقدار نہیں، دولہا کی جتنی حیثیت واستطاعت ہو بلا تکلف ولیمہ کرنا چاہئے اور ولیمے کے لئے ریا ونمود، شان وشوکت دکھانا درست نہیں، خیر وبرکت صرف سادگی اور امور اسلام کی پیروی میں ہے۔

[23]..... بَاب مَاجَاءَ فِي إِجَابَةِ الْوَلِيمَةِ

ولیمہ کی دعوت میں شرکت کا بیان

2242۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى وَلِيْمَةٍ فَلْيُجِبْ.

قَالَ أَبُو مُحَمَّد يَنْبَغِيْ أَنْ يُجِيْبَ وَلَيْسَ الْأَكْلُ عَلَيْهِ بِوَاجِبٍ.

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت میں بلایا جائے تو اسے یہ دعوت قبول کرنی چاہیے (یعنی اس میں ضرور جانا چاہیے)۔

امام دارمی نے فرمایا: اس کو دعوت قبول کرنی چاہیے لیکن کھانا اس کے لئے واجب نہیں۔

توضیح: ......یعنی شرکت تو کرے لیکن بسبب شرعی اگر کھانا نہ کھائے جیسے وہاں منکرات دیکھے، گانے باجے اور رقص وسرود کی محفل ہو یا شراب وغیرہ کا دور چلتا ہو یا پرہیزی کھانا کھاتا ہو تو کھانا واجب نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥١٧٣) مسلم (١٤٢٩) ابوداود (٣٧٣٦) ابن حبان (٥٢٩٤)۔

تشریح: ...... مذکورہ بالا حدیث شادی کے موقع پر کی جانے والی دعوت ولیمہ کو منظور وقبول کرنے کو واجب قرار دیتی ہے اور جمہور علماء کی رائے یہی ہے۔ انہوں نے وہ شرط ضرور لگائی ہے کہ وہاں تک پہنچنے میں کوئی امر مانع نہ ہو مثلاً کھانا ہی مشتبہ ہو یا صرف مالداروں کو مدعو کیا گیا یا باطل کام کے لئے تعاون واستعانت کے لئے اسے دعوت دی گئی ہو وہاں ایسا کام ہو جو ناپسندیدہ ہو اور شرعاً منکر کی تعریف میں آتا ہو، ان حالات میں نہ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کو اس کا بھائی مدعو کرے تو اس کی دعوت کو قبول کرنا چاہیے خواہ وہ شادی ہو یا اسی طرح کی کوئی اور دعوت، اس سے بھی معلوم ہوا کہ دعوت میں ضرور جانا چاہیے۔ مسلم شریف میں ہی ہے اگر نفلی روزہ رکھے ہو تب بھی دعوت میں جانا چاہیے اور اسے اختیار ہے کہ کھانا کھائے یا نہ کھائے اسی طرح آپ ﷺ نے متعدد احادیث میں دعوت قبول کرنے کا حکم دیا ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۱۷۴، ۵۱۷۵، ۵۱۷۹)۔

[24]..... بَاب فِي الْعَدْلِ بَيْنَ النِّسَاءِ

عورتوں کے درمیان انصاف وبرابری کا بیان

2243۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ إِلَى إِحْدَاهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَائِلٌ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی طرف زیادہ

جھکے وہ قیامت کے دن ایسے آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ مائل (جھکا) ہوگا (جیسے فالج کی وجہ سے جھک جاتا ہے)۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۲۱۳۳) ترمذی (۱۱۴۱) نسائی (۳۹۵۲) ابن ماجه (۱۹۶۹) ابن حبان (۴۲۰۷) الموارد الظمان (۱۳۰۷)۔

تشریح:......اس حدیث میں بیویوں کے درمیان ناانصافی کرنے والے کے لئے بڑی وعید ہے اور اس میں عورت کو شقائق الرجال ہونے کی بڑی عمدہ مثال دی ہے۔ قیامت کے دن اس کی ایک شق گری ہوئی ہوگی، اللہ تعالی اگر کئی بیویوں کی توفیق دے تو ان کے درمیان انصاف وعدل بہت ضروری ہے، عموماً دیکھا جاتا ہے کہ کوئی شخص دوسری شادی کرتا ہے تو پہلی بیوی سے منہ موڑ لیتا ہے، یہ سراسر ظلم ہے، آگے عورت کے حقوق پر اور کئی احادیث آ رہی ہیں۔

[25]..... بَاب فِي الْقِسْمَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ
عورتوں کے درمیان باری تقسیم کرنے کا بیان

2244- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْسِمُ فَيَعْدِلُ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ هَذَا قَسْمِي فِيمَا أَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ.

(ترجمہ) ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باری باری رہتے ہر بیوی کے پاس اور تمام بیویوں میں انصاف قائم رکھتے اور فرماتے تھے: اے اللہ یہ میرا کام ہے اس امر میں جس کا میں مالک ہوں اور تو ملامت نہ کرنا مجھے اس امر میں جس کا تو مالک ہے اور میں اس کا مالک نہیں ہوں۔

توضیح:......یعنی باری باری ہر ایک کے پاس رہنے پر میں قادر ہوں لیکن دل اگر کسی کی طرف زیادہ راغب ہے تو اس کا اختیار مجھے نہیں اس پر میری پکڑ نہ کرنا کیونکہ یہ تیری طرف سے ہے۔ سبحان اللہ! عدل وانصاف کی کتنی شاندار تعلیم ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۲۱۳۴) ترمذی (۱۱۴۰) نسائی (۳۳۹۸) ابن ماجه (۱۹۷۱) ابن حبان (۴۲۰۵) الموارد (۱۳۰۵)۔

تشریح:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کو بیویوں کے ساتھ عدل وانصاف سے رہنا چاہیے اور حتی الامکان کوشش کرے کہ کسی بھی معاملے میں کسی کے ساتھ کمی یا ناانصافی نہ ہو حتی کہ باری کی تقسیم بھی برابر ہو، چاہے ایک بیوی جوان ہو دوسری بوڑھی ہی کیوں نہ ہو، ہاں اگر کوئی عورت اپنی طرف سے اپنی باری کسی دوسری بیوی کو ہبہ کر دے تو پھر شوہر اس کی باری میں دوسری بیوی کے پاس رہ سکتا ہے جیسا کہ ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیدی تھی، دل کی محبت، لگاؤ، جماع کی خواہش اگر کسی ایک بیوی سے زیادہ ہو دوسری سے کم تو یہ چیز اختیاری نہیں اللہ تعالی کی طرف سے

ہے اسی لئے رسول اکرم ﷺ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ جس پر میرا اختیار ہے اس میں عدل وانصاف پر قائم ہوں جس پر اختیار نہیں اس پر میری پکڑ نہ کرنا۔

[26]..... بَاب الرَّجُلِ يَكُونُ عِنْدَهُ النِّسْوَةُ
آدمی کی کئی بیویاں ہوں تو کس کے ساتھ سفر کرے؟

2245۔ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ.

(ترجمہ)عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: نبی کریم ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کا قرعہ ڈالتے تھے اور جس کے نام کا قرعہ نکلتا اسی کو ساتھ لے کر سفر پر نکلتے تھے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٥٩٣، ٥٢١١) مسلم (٢٧٧٠) ابوداود (٢١٣٨) ابن ماجه (١٩٧٠) ابویعلی (٤٣٩٧) ابن حبان (٤٢١٢)۔

تشریح: ......جس عورت کا قرعہ نکلتا رسول اکرم ﷺ صرف اسی کو سفر میں اپنے ہمراہ لے جاتے اور باقی عورتوں کو مدینہ میں چھوڑ جاتے، یہ آپ ﷺ کا کمال انصاف تھا ورنہ علمائے کرام نے کہا ہے کہ آپ پر تقسیم واجب نہ تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دے دیا تھا جس عورت کے پاس چاہیں رہیں، فرمایا: ﴿تُرْجِي مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَأءُ....﴾ (احزاب: ٥١/٢٢)۔ ترجمہ: ”ان میں سے جس کو آپ چاہیں علیحدہ کر دیں اور جس کو چاہیں اپنے پاس رکھیں“۔

[27]..... بَاب الْإِقَامَةِ عِنْدَ الثَّيِّبِ وَالْبِكْرِ إِذَا بَنٰى بِهَا
ثیبہ اور کنواری لڑکی سے شادی کرے تو کتنے دن اس کے پاس رہے؟

2246۔ أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلْبِكْرِ سَبْعٌ وَلِلثَّيِّبِ ثَلَاثٌ.

(ترجمہ)انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کنواری کے لئے سات دن اور ثیبہ کے لئے تین دن ہیں۔

(تخریج) یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٢١٣) مسلم (١٤٦١) ابوداود (٢١٢٤) ترمذی (١١٣٩) ابن ماجه (١٩١٦) ابویعلی (٢٨٢٣) ابن حبان (٤٢٠٨)۔

تشریح: ......شادی شدہ یا شوہر دیدہ عورت (ثیبہ) سے شادی کی ہو تو اس کے پاس متواتر تین دن تک رہنا اور کنواری لڑکی سے شادی کی ہو تو دوسری بیویوں کی موجودگی میں اس کے پاس سات دن تک متواتر رہنے کا حکم اور رسول

اللہ ﷺ کا معمول تھا کیونکہ نئی بیوی خصوصاً کنواری لڑکی شروع میں وحشت زدہ ہوتی ہے، اتنے دن قیام سے اس کی وحشت دور ہوکر یگانگت اور انسیت بڑھے گی پھر اس کے بعد سب کے ساتھ باری باری رہے تاکہ انصاف کے خلاف نہ ہو۔

2247۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا وَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ بِكِ عَلَى أَهْلِكِ هَوَانٌ إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ لَكِ وَإِنْ سَبَّعْتُ لَكِ سَبَّعْتُ لِسَائِرِ نِسَائِي .

(ترجمہ) ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا تو تین دن ان کے پاس رہے اور فرمایا: تمہارا درجہ میرے نزدیک کم نہیں ہے اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس سات دن تک رہ سکتا ہوں، پھر ہر بیوی کے ساتھ ایسے ہی سات سات دن تک رہوں گا (اور پھر سب کے بعد تمہاری باری آئے گی لیکن انہوں نے کہا: سب کے پاس باری باری ایک ایک دن رہ کر میرے پاس آیئے)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٤٦٠) ابوداود (٢١٢٢) ابن ماجه (١٩١٧) ابويعلى (٦٩٩٦) ابن حبان (٤٢١٠)۔

تشریح: ......اس حدیث سے بھی پہلی حدیث کی تائید ہوتی ہے کہ ثیبہ کے پاس تین دن اور باکرہ کے پاس سات دن قیام رہنا چاہیے پھر سب بیویوں کے درمیان باری باری متساوی تقسیم ہونی چاہیے اور آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ تم میرے نزدیک کم درجہ نہیں غالباً ان کی دلجوئی کے لئے تھا کیونکہ آپ ﷺ نے ان کی شوہر کی وفات کے بعد شادی کی تھی جن سے وہ بہت محبت کرتی تھیں۔ ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سارے کام چھوڑ کر پورے مہینے ہنی مون منانا بھی درست نہیں، جس کو عربی زبان میں شہر العسل کہتے ہیں واللہ اعلم۔

[28]..... بَاب بِنَاءِ الرَّجُلِ بِأَهْلِهِ فِي شَوَّالٍ

شب زفاف شوال کے مہینے میں ہونی چاہیے

2248۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي شَوَّالٍ وَأُدْخِلْتُ عَلَيْهِ فِي شَوَّالٍ فَأَيُّ نِسَائِهِ كَانَ أَحْظَى عِنْدَهُ مِنِّي قَالَ وَكَانَتْ تَسْتَحِبُّ أَنْ تُدْخِلَ عَلَى النِّسَاءِ فِي شَوَّالٍ .

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے شوال میں مجھ سے نکاح کیا اور شوال میں ہی مجھ سے صحبت کی پھر کون سی بیوی مجھ سے زیادہ آپ سے فیضیاب تھی؟ اور عائشہ (رضی اللہ عنہا) پسند کرتی تھیں کہ ان کی رشتہ دار عورتوں کی شوال میں رخصتی ہو۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٤٢٣) ترمذی (١٠٩٣) نسائی (٣٢٣٦) ابن ماجه (١٩٩٠) احمد (٥٤،٢٠٦/٦) ابن حبان (٤٠٥٨)۔

تشریح: ......شوال کا مہینہ عید کی خوشی کا مہینہ ہے اس وجہ سے اس میں نکاح کرنا بہتر ہے اور دور جاہلیت میں لوگ اس مہینہ کو منحوس جانتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اس تصور کو مٹانے کے لئے شوال میں نکاح کیا اور شب زفاف بھی منائی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اس باطل تصور کے بطلان کے لئے کافی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے اسی مہینہ میں نکاح اور صحبت کی اور میں ہی سب سے زیادہ آپ کی چہیتی تھی اور سب سے زیادہ محظوظ بھی، شادی گو ہر مہینے اور کسی بھی دن وتاریخ میں کی جاسکتی ہے مگر جو چیز کافروں فاسقوں کے اوہام وخیالات، عورتوں کی جہالت، شرعی دلیل کے بغیر رائج ہو، عوام اس کو منحوس سمجھیں، اسی مہینہ میں نکاح اور خوشی کرنی چاہیے تاکہ عوام کے دل سے یہ بے اصل بات نکل جائے، شرع کی رو سے شوال کا مہینہ اسی طرح محرم یا صفر کا مہینہ کوئی بھی منحوس نہیں، بے کھٹکے ان مہینوں میں نکاح کرنا چاہیے اور تیرہ تیزی کا تصور وعقیدہ بالکل لغو جاہل عورتوں کی ایجاد ہے۔ (وحیدی بتصرف)۔

[29]..... بَاب الْقَوْلِ عِنْدَ الْجِمَاعِ

جماع کے وقت کی دعا کا بیان

2249۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ أَنْ يَقُولَ حِينَ يُجَامِعُ أَهْلَهُ بِسْمِ اللهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبْ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنْ قَضَى اللهُ وَلَدًا لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ.

(ترجمہ) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی جب اپنی بیوی سے جماع کرے تو کون سی چیز یہ دعا کرنے سے اسے مانع ہوتی ہے (یعنی جماع کے وقت یہ دعا کرنی چاہیے) "بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا" ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں اے اللہ ہمیں شیطان سے بچا اور شیطان کو اس چیز سے دور رکھ جو تو (اس جماع کے نتیجہ میں) ہمیں عطا فرمائے۔

یہ دعا پڑھنے کے بعد اس جماع سے میاں بیوی کو جو اولاد ملے گی اسے شیطان کبھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٣٢٧١،١٤١) مسلم (١٤٣٤) ابوداود (٢١٦١) ترمذی (١٠٩٢) ابن ماجه (١٩١٩) طیالسی (١٥٨٧) احمد (٢٤٣،٢٢٠/١) وابن السنی (٦٠٨) وغیرهم۔

تشریح: ......اس حدیث سے جماع کے وقت اس دعا کے پڑھنے کا ثبوت ملا، اس کا فائدہ یہ ہے کہ خود میاں بیوی اور آنے والی روح سب ہی شیطان کے شر سے محفوظ رہیں گے، نقصان وضرر سے مراد ہر قسم کا ضرر ہے خواہ دینی ہو یا

دنیاوی حسی ہو یا معنوی۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان ذکرالٰہی کرنے والوں سے دور رہتا ہے اوراس کا قابو ان پر نہیں چل پاتا بصورت دیگروہ ہروقت ہرانسان کے ساتھ لگا رہتا ہے اورکسی حالت میں اس سے جدانہیں ہوتا، اس لئے کسی بھی حال میں اللہ کے ذکر سے غافل نہ رہنا چاہیے۔آج بہت سے لوگ اس حدیث پرعمل نہیں کرتے، اکثر کوتو یہ دعا بھی یادنہ ہوگی اسی لئے اولاد بہت بے ادب وشریر اورنالائق ہوتی ہے۔عرف عام میں بھی جولڑکا زیادہ شرارت کرتا ہوتو کہہ دیا جاتا ہے کہ بغیر بسم اللہ کی اولاد ہے۔لہٰذا اس دعا کا اہتمام کرنا چاہیے،اس میں سنت کی پیروی بھی ہے اوردینی ودنیاوی فائدہ بھی دینی یہ کہ اولاد نیک صالح اوریہ کام بھی عبادت کے زمرے میں ہے دنیاوی فائدہ یہ کہ اس کی برکت سے باذن اللہ انسان بیماری وغیرہ سے محفوظ رہے گا۔

[30]..... بَاب النَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِ النِّسَاءِ فِي أَعْجَازِهِنَّ
عورتوں کے دبر میں وطی (جماع) کرنے کی ممانعت کا بیان

2250۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْخَطْمِيِّ عَنْ هَرَمِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ خُزَيْمَةَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَعْجَازِهِنَّ.

(ترجمہ)خزیمہ بن ثابت (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے: بیشک اللہ تعالیٰ سچی بات کہنے سے نہیں شرماتا،مت جماع کروعورتوں سے ان کے دبر میں۔

(تخریج) اس حدیث کی سند جید ہے۔دیکھئے: ابن ماجه (١٩٢٤) ابن حبان (٤١٩٨) موارد الظمآن (١٢٩٩، ١٣٠٠)۔

تشریح: ......تمام علمائے حدیث اورائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ عورت سے اس کے دبر میں وطی کرنا حرام ہے اس کی تفصیل آگے آرہی ہے،گرچہ یہ بات باعث شرم وحیاہے لیکن دین کے معاملے میں نہ اللہ تعالیٰ نے گندی چیز ذکر کرنے سے شرم کی ہے اورنہ اس کے رسول نے اورنہ مسلمان مردعورت میں جماع وشہوت سے متعلق مسائل معلوم کرنے میں شرم ہونی چاہیے۔دبر میں جماع کے سلسلہ میں اوربھی متعدد احادیث وارد ہیں۔کچھ ضعیف ہیں اورکچھ صحیح بہر حال یہ بہت قبیح فعل ہے اس سے بچنا چاہیے۔

2251۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ الْيَهُودَ قَالُوا لِلْمُسْلِمِينَ مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ وَهِيَ مُدْبِرَةٌ جَاءَ وَلَدُهُ أَحْوَلَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ﴾

(ترجمہ)جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ یہود نے مسلمانوں سے کہا: جو آدمی اپنی بیوی کے پیچھے سے ہم بستری

کرے گا تو اس کا بچہ بھینگا پیدا ہوگا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت شریفہ نازل فرمائی: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ....﴾ (البقرہ: ۲/۲۲۲) یعنی تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں سو اپنے کھیت میں آؤ جدھر سے چاہو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند قوی اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٤٥٢٨) مسلم (١٤٣٥) ابوداود (٢١٦٣) ترمذی (٢٩٧٨) ابن ماجه (١٩٢٥) وغيرهم.

تشریح: ......آیت مذکورہ میں ''أَنّٰی شِئْتُمْ'' سے مراد یہ کہ جس طرح چاہو لٹا کر، بٹھا کر، کھڑا کر کے اپنی بیوی سے جماع کر سکتے ہو، لفظ حرثکم بتلا رہا ہے کہ اس سے وطی فی الدبر مراد نہیں کیونکہ دبر کھیتی نہیں۔ یہ آیت یہودیوں کی تردید میں نازل ہوئی جو کہا کرتے تھے کہ عورت سے اگر شرم گاہ میں پیچھے سے جماع کیا جائے تو لڑکا بھینگا پیدا ہوتا ہے، دبر میں جماع کرنا حرام ہے۔ ترمذی وابن ماجہ (۱۹۲۳) میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا جو کسی مرد یا عورت سے دبر میں جماع کرے۔ یہ فعل بہت گندا اور خلاف انسانیت ہے، ایسے شخص پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے، قوم لوط نے ایسا کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کیا، پتھر برسائے اور انہیں تہ وبالا ونیست ونابود کر دیا، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس فعل بد سے بچائے۔ آج کی دنیا میں بھی ایسا کرنے والوں پر بڑی بیماریوں کے بھیانک عذاب آرہے ہیں، ایڈز کی بیماری کا اصل سبب یہ ہی اغلام بازی ہے۔ اسلام نے اس طوفان کی پیش بندی کی ہے، کاش لوگ اسے سمجھیں اور عمل کریں۔

[31]..... بَاب الرَّجُلِ يَرَى الْمَرْأَةَ فَيَخَافُ عَلٰى نَفْسِهِ
آدمی کا عورت کو دیکھ کر فتنے میں پڑنے کا اندیشہ ہو تو وہ کیا کرے؟

2252۔ أَخْبَرَنَا قَبِيصَةُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَلَّامٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ امْرَأَةً فَأَعْجَبَتْهُ فَأَتَى سَوْدَةَ وَهِيَ تَصْنَعُ طِيبًا وَعِنْدَهَا نِسَاءٌ فَأَخْلَيْنَهُ فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ رَأَى امْرَأَةً تُعْجِبُهُ فَلْيَقُمْ إِلَى أَهْلِهِ فَإِنَّ مَعَهَا مِثْلَ الَّذِي مَعَهَا .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کو دیکھا جو آپ کو بہت بھا گئی، آپ ﷺ ام المومنین سودہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس آئے جو خوشبو کشید کر رہی تھیں اور ان کے پاس عورتیں بیٹھی تھیں وہ عورتیں چھوڑ کر چلی گئیں تو آپ نے اپنی خواہش پوری کر لی پھر فرمایا: جو کوئی بھی کسی ایسی عورت کو دیکھے جو اس کا دل لبھائے تو وہ اپنی بیوی کے پاس چلا جائے (یعنی اس سے اپنی شہوت پوری کرے) کیونکہ بیوی کے پاس بھی (قضائے حاجت کے لئے) وہی ہے جو اس عورت کے پاس ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے۔ حوالہ دیکھئے: التاريخ الكبير للبخاری (٦٩/٥) شعب الايمان للبيهقی (٥٤٣٦) وله شاهد عند مسلم (١٤٠٣) مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نظر ایک عورت پر پڑی تو آپ اپنی بیوی زینب (رضی اللہ عنہا) کے پاس تشریف لائے وہ چمڑے کو دباغت دینے کے لئے مل رہی تھیں پھر آپ نے

اپنی حاجت ان سے پوری کی اور پھر صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ عورت جب سامنے آتی ہے تو شیطان کی صورت میں آتی ہے اور جب جاتی ہے تو شیطان کی صورت میں جاتی ہے لہٰذا تم میں سے کوئی جب کسی عورت کو دیکھے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کے پاس جا کر اس سے صحبت کرے اس عمل سے اس کے دل کا خمار وخیال جاتا رہے گا۔

تشریح: ......رسول اللہ ﷺ کا اس عورت پر نظر پڑنا اللہ تعالی کی طرف سے تھا تا کہ امت کو ایسی حالت میں اپنے اوپر کنٹرول کی پاکیزہ تعلیم دی جائے چنانچہ آپ نے قولا وفعلا امت کو اس کی تعلیم دی کہ عورت کو دیکھ کر آدمی فتنے میں مبتلا نہ ہو اور یہ حقیقت ہے کہ شیطان عورت کے آگے پیچھے لگا رہتا ہے اور غیروں کی نظر میں بدصورت وگندی عورت کو اچھی صورت میں دکھاتا ہے تا کہ وہ جادہ حق اور صراط مستقیم سے ہٹ کر فتنہ میں مبتلا ہو جائے۔ ایسے میں انسان کو چاہیے کہ اللہ کی پناہ طلب کرے اور جائز طریقے سے اپنی حاجت پوری کرے اور شیطان کو، نفس امارہ کو کچل دے ایسا نہ ہو کہ شیطان اسے ہی ذلیل ورسوا کرا دے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرد اگر اپنی بیوی سے دن میں جماع کرے تو کوئی حرج نہیں اور بیوی کے لئے ضروری ہے کہ اگر گھر کے کام کاج میں ہو تو سب کچھ ترک کر کے شوہر کی دعوت پر لبیک کہے اور چون چرا نہ کرے۔ اس حدیث میں ایک اور مصلحت پوشیدہ ہے جو طبی نقطہ نظر سے بہت اہم ہے وہ یہ کہ کسی وجہ سے آدمی کی شہوت جاگ پڑے تو اس کو دبانا ٹھیک نہیں ورنہ وہ جسم انسانی کو ضرر پہنچائے گی، کیل مہاسے جریان واحتلام اور دیگر بیماریوں کی شکل میں مبتلا کر دے گی، قربان جائیں ہادی برحق خاتم الرسل سیدنا محمد بن عبداللہ ﷺ پر جنہوں نے ہمیں ایسی پاکیزہ تعلیمات اور حفظان صحت کے قیمتی اُصولوں سے نوازا۔

[32]..... بَاب فِي تَزْوِيجِ الْأَبْكَارِ
کنواری لڑکیوں سے نکاح کا بیان

2253۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُطِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا تَعَجَّلْتُ فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ قَالَ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ لِي مَا أَعْجَلَكَ يَا جَابِرُ قَالَ إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ . قَالَ أَفَبِكْرًا تَزَوَّجْتَهَا أَمْ ثَيِّبًا قَالَ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا . قَالَ فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ . قَالَ ثُمَّ قَالَ لِي إِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ . قَالَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا نَدْخُلُ قَالَ أَمْهِلُوا حَتَّى نَدْخُلَ لَيْلًا أَيْ عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ .

(ترجمہ) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے جب ہم واپس لوٹے تو میں جلدی کرنے لگا اچانک پیچھے سے ایک سوار آیا، میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ آپ نے مجھ سے کہا: جابر جلدی کیوں کرتے ہو؟ عرض کیا: کیونکہ میں نے نئی نئی شادی کی ہے۔ فرمایا: کنواری لڑکی سے نکاح کیا ہے یا ثیبہ

(شوہر دیدہ) سے، جابر (رضی اللہ عنہما) نے عرض کیا: شوہر دیدہ ہی سے شادی کی ہے، فرمایا: کنواری سے کیوں نہیں کی تم اس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: گھر پہنچ کر صحبت ہی صحبت اور ملاقات ہی ہے پھر جب ہم مدینہ میں داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا: ٹھہر و انتظار کرو یہاں تک کہ رات ہو جائے یعنی عشاء تک تاکہ بکھرے بالوں والی بناؤ سنگھار کرلے اور جس کا شوہر باہر گیا ہو وہ صفائی ستھرائی کرلے۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٤٠٥٢) مسلم (١٥٢١) نسائی (٣٢٣٦) ابن ماجه (١٨٦٠) ابویعلی (١٧٩٣) ابن حبان (٢٧١٧) الحمیدی (١٢٦١)۔

تشریح: ......اس حدیث سے باکرہ کی فضیلت معلوم ہوئی اور کنواری سے نکاح کرنا مستحب ہوا اور اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنے اس کے ساتھ ہنسنے ہنسانے کا ثبوت ملا اور یہ کہ کوئی مصلحت نہ ہو تو باکرہ ثیبہ سے بہتر ہے نیز مسافر کافی دن بعد گھر لوٹے تو اپنے آنے کی خبر بیوی کو کردے اور اتنی مہلت اسے دے کہ وہ بناؤ سنگھار اور صفائی ستھرائی کرلے۔

صحیحین میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے پیارے نبی ﷺ والد صاحب شہید ہو گئے اور میرے ساتھ نو بہنیں چھوڑی ہیں اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ایسی عورت سے شادی کروں جوان کی اچھی طرح دیکھ بھال کرے۔ مسلم شریف میں یہ بھی ہے کہ میرا اونٹ بہت کمزور اور سست تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کو لکڑی سے کونچا دیا تو وہ خوب تیز دوڑنے لگا پھر آپ ﷺ نے کہا (کتنا تیز چلنے والا اونٹ ہے) کیا اسے بیچو گے؟ پھر آپ نے اس اونٹ کو خرید لیا، مدینہ واپس پہنچے تو قیمت بھی ادا کی اور اونٹ بھی مجھے دے دیا۔ سبحان اللہ العظیم! کیا اخلاق کریمانہ تھے فخر دو عالم ﷺ کے، اپنے اصحاب کا دل کس طرح رکھتے اور سب سے یکساں محبت و پیار کرتے، اللہ تعالیٰ ہم کو آپ کا دیدار دنیا و آخرت میں نصیب فرمائے اور آپ کے ساتھ ہمارا حشر کرے۔ آمین

[33]..... بَاب فِي الْغِيلَةِ

دودھ پلانے والی عورت سے جماع کرنے کا بیان

2254۔ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ الْأَسَدِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْأَسَدِيَّةِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الْغِيلَةِ حَتَّى ذَكَرْتُ أَنَّ فَارِسَ وَالرُّومَ يَصْنَعُونَ ذَلِكَ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ.

قَالَ أَبُو مُحَمَّد الْغِيلَةُ أَنْ يُجَامِعَهَا وَهِيَ تُرْضِعُ.

(ترجمہ) جدامہ بنت وہب اسدیہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ دودھ پلانے والی عورت سے جماع کرنے سے منع کر دوں لیکن مجھے یاد آیا کہ روم و فارس کے لوگ ایسا کرتے ہیں اور ان کی اولادوں کو ضرر نہیں پہنچتا۔ امام دارمی نے فرمایا: غیلہ سے مراد یہ ہے کہ عورت بچے کو دودھ پلاتی ہو اور اس سے جماع کیا جائے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند قوی ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٤٤٢) ابوداود (٣٨٨٢) ترمذی (٢٠٧٦) نسائی (٣٣٢٦) ابن ماجه (٢٠١١) ابن حبان (٤١٩٦)۔

تشریح: ......عربوں کا یہ خیال تھا کہ بچے کی ماں جب بچے کو دودھ پلاتی ہوتو اس سے صحبت نہیں کرنی چاہیے، اس سے لڑکا ضعیف ونحیف ہوجاتا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے البتہ اگر حالت رضاعت میں حمل ٹھہر جائے تو بچے کی دوسال کی رضاعت پوری نہیں ہوتی اس لئے بچہ پر ضرر پڑتا ہے اور جیسا کہ معلوم ومعروف ہے شیر خوار بچے کے لئے ماں کے دودھ سے زیادہ تقویت دینے والی اور نشوونما میں اہم چیز کوئی نہیں۔ بہرحال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حالت رضاعت میں دودھ پلانے والی عورت سے جماع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ سبحان اللہ! اسلامی شریعت میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کا حکم بیان نہ کردیا گیا ہو۔

[34]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ النِّسَاءِ
عورتوں بیویوں کو مارنے کا بیان

2255۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَادِمًا قَطُّ وَلَا ضَرَبَ بِيَدِهِ شَيْئًا قَطُّ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی خادم کو مارا نہیں اور نہ کبھی کسی اور کو اپنے ہاتھ سے مارا ہاں اللہ کے راستے میں آپ جہاد (ضرور) کرتے تھے (یعنی جہاد و میدان جنگ میں دشمن کو للکارا اور مارا ہے)۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (٢٣٢٨) ابن ماجه (١٩٨٤) ابویعلی (٤٣٧٥) ابن حبان (٤٨٨، ٦٤٤٤) الحمیدی (٢٦٠) ابن ماجہ میں عورت کا بھی اضافہ ہے یعنی نہ کبھی کسی عورت کو مارا۔

2256۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ إِيَاسِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَضْرِبُوا إِمَاءَ اللَّهِ فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ قَدْ ذَئِرْنَ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ فَرَخَّصَ فِي ضَرْبِهِنَّ فَأَطَافَ بِآلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نِسَاءٌ كَثِيرٌ يَشْكُونَ أَزْوَاجَهُنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَقَدْ طَافَ بِآلِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيرٌ يَشْكُونَ أَزْوَاجَهُنَّ لَيْسَ أُولَئِكَ بِخِيَارِكُمْ.

(ترجمہ) عبداللہ بن ابی ذباب (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی بندیوں کو مت مارو، (یعنی بیویوں کو) پھر عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: (اس حکم سے) عورتیں اپنے شوہروں پر دلیر ہوگئی ہیں (یعنی زبان درازی اور شرارت پر آمادہ ہیں) اس پر آپ ﷺ نے انہیں بیویوں کو مارنے کی اجازت دیدی پھر بہت سی عورتیں رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہوئیں، اپنے خاوندوں کے گلے شکوے کرنے لگیں تو رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: بہت سی عورتیں محمد ﷺ کی بیویوں کے پاس اپنے خاوندوں کی شکایت وگلہ کرتی ہیں۔ یہ لوگ (یعنی جو اپنی بیویوں کو مارتے ہیں) اچھے نہیں ہیں۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٢١٤٦) ابن ماجه (١٩٨٥) ابن حبان (٤١٨٩) موارد الظمآن (١٣١٦) الحميدى (٩٠٠).

2257۔ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ يَوْمًا وَعَظَهُمْ فِي النِّسَاءِ فَقَالَ مَا بَالُ الرَّجُلِ يَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ وَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا فِي آخِرِ يَوْمِهِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن زمعہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور عورتوں کے بارے میں لوگوں کو نصیحت فرمائی آپ نے فرمایا: کیا بات ہے آدمی اپنی بیوی کو غلام کی طرح کوڑے مارتا ہے حالانکہ اسی دن کے ختم ہونے پر وہ اس سے ہم بستری بھی کرتا ہے (یا کرے گا)۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٤٩٤٢) مسلم (٢٨٥٥) ترمذی (٣٣٤٣) ابن ماجه (١٩٨٣) ابن حبان (٤١٨٩) موارد الظمآن (١٣١٦) الحميدى (٩٠٠)۔

تشریح: ...... آدمی پہلے مارے پھر پیار کرے یہ علاقہ زوجیت میں نفرتیں پیدا کرسکتا ہے، بہتر تو یہ ہے کہ حتی المقدور عورت پر ہاتھ ہی نہ اٹھائے اور بہت بڑا اس کا قصور ہو تو پہلے ناراضگی کا الفاظ میں اظہار کرے، ڈانٹے، پاس سلانا چھوڑ دے یا منہ موڑ کر سو وے اگر پھر بھی راہ راست پر نہ آئے تو ہلکی سرزنش کرے یا مارے لیکن چہرے پر نہ مارے۔ کتنے پیارے رحم دل تھے ہمارے نبی کہ نہ کبھی کسی خادم کو مارا نہ بیوی کو ستایا اور نہ کسی اور آدمی کو سرزنش کے طور پر مارا ویسے تو ساری امت کے لئے آپ مہربان تھے اپنے اہل وعیال بیوی بچوں کے لئے آپ بہت ہی اچھے رحیم وکریم شفیق ومہربان تھے۔ آپ نے فرمایا: تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لئے اچھا ہو اور میں اپنے اہل وعیال کے لئے اچھا ہوں ۔اس میں کوئی برائی نہیں بلکہ یہ تو رسول اکرم ﷺ کا اسوہ حسنہ ہے۔ افسوس آج اگر بیوی کے ساتھ احسان واچھا سلوک کیا جائے تو بعض لوگ جورو کے غلام ہونے کا طعنہ دیتے ہیں (ہداہم اللہ)۔

ان احادیث مبارکہ میں قول وفعل ہر طرح سے نبی کریم ﷺ نے بیویوں کے ساتھ حسن سلوک اور حتی الامکان مار پیٹ نہ کرنے کی تعلیم دی ۔بڑے فصیح وبلیغ انداز میں فرمایا: ایک انسان دن میں اپنی بیوی کو مارے شام کو گلے لگائے اس پر اس کو شرم دلائی ہے پھر مارنے کی ضرورت پڑ جائے تو مارے لیکن گدھے گھوڑے اور غلام کی طرح نہ مارے اور ذلیل وخوار نہ کرے افراط وتفریط سے بچے ۔واللہ اعلم۔

[35]..... بَاب مُدَارَاةِ الرَّجُلِ أَهْلَهُ

آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کیسا برتاؤ کرے؟

2258- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ قَعْنَبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ فَإِنْ تُقِمْهَا كَسَرْتَهَا فَدَارِهَا فَإِنَّ فِيهَا أَوَدًا وَبُلْغَةً.

(ترجمہ)ابوذر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے پس اگر تم نے اس کو سیدھا کیا تو توڑ بیٹھو گے لہٰذا تم اس سے خوش اخلاقی سے پیش آؤ کیونکہ اس میں کجی بھی ہے اور راحت رسانی بھی۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: کشف الاستار (١٤٧٨) واحمد(١٥١/٥)۔

تشریح: ......پسلی سے پیدا کئے جانے سے اشارہ ہے، حواء (علیہا السلام) کی طرف جن کو آدم علیہ السلام کی پسلی سے اللہ تعالیٰ نے وجود بخشا نیز یہ کہ پسلی ٹیڑھی خصوصاً اوپر کی طرف سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے، اسی طرح عورت بھی اوپر کی طرف سے یعنی زبان سے ٹیڑھی ہوتی ہے، اس کی زبان درازی اور سخت گوئی پر صبر کرنا اور حسن معاملہ سے گھر بنائے رکھنے میں نبی کریم ﷺ کی اتباع اور پیروی ہے۔ آپ ﷺ نے کتنے بلیغ انداز میں بتایا کہ اگر اپنی سخت گیری سے تم اسے راہ راست پر لانا چاہو گے تو ہڈی اور سوکھی لکڑی کی طرح توڑ بیٹھو گے اور تمہارے گھر کا شیرازہ بکھر جائے گا اس لئے اس سے اچھا سلوک کرو وہ حسن سلوک سے خود ہی بدل جائے گی، مارنے پیٹنے، طعنہ زنی، گالی گلوج سے نفرت اور انتقام کو ہوا ملے گی۔ اَوَدًا سے مراد کجی ہے اور بلغۃ سے مراد وہ کیفیت ہے جس سے انسان اپنی بیوی سے کیف و سرور حاصل کرتا ہے، جیسا کہ آگے حدیث میں بھی آ رہا ہے۔

2259- أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا الْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ إِنْ تُقِمْهَا تَكْسِرْهَا وَإِنْ تَسْتَمْتِعْ تَسْتَمْتِعْ وَفِيهَا عِوَجٌ.

(ترجمہ)ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت پسلی کی طرح (ٹیڑھی) ہے اگر تم نے اسے سیدھا کرنے کی کوشش کی تو اسے توڑ دو گے اور اگر اسی ٹیڑھے پن کے ساتھ اس سے استمتاع کرو گے تو فائدہ میں رہو گے۔

(تخریج) اس روایت کی سند قوی اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥١٨٤، ٥١٨٦) مسلم (١٤٦٨) ابویعلی (٦٢١٨) ابن حبان (٤١٨٠، ٤١٧٩) الحمیدی (١٢٠٢)۔

تشریح: ......اس حدیث میں توڑنے سے مراد طلاق دینا ہے۔ اس حدیث میں بھی عورتوں کے ساتھ حسن سلوک و حسن معاشرت سے پیش آنے کا حکم ہے اور ان کی چھوٹی موٹی خامیوں اور کوتاہیوں پر چشم پوشی اور درگذر کرنے کی تلقین ہے اور ان کی کمزوریوں اور ناروا حرکتوں کو برداشت کرنے کی تاکید ہے۔ (شرح بلوغ المرام للشیخ صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ)

[36]..... بَاب فِي الْعَزْلِ

عزل کا بیان

2260- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ أَوَ تَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ فَلا عَلَيْكُمْ أَنْ لا تَفْعَلُوْا فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ نَسَمَةٍ قَضَى اللّٰهُ تَعَالَى أَنْ تَكُوْنَ إِلَّا كَانَتْ.

(ترجمہ) ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: کیا تم ایسا کرتے ہو؟ تم اگر ایسا نہ کرو پھر بھی کوئی حرج نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے جس جان کے پیدا ہونے کا فیصلہ کر دیا ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گا، چاہے عزل کرو یا نہ کرو۔

توضیح: ......عزل کا معنی صحبت و جماع کرنے پر انزال کے وقت عضو مخصوص کو باہر نکال لینا ہے تا کہ منی باہر نکلے اور حمل قرار نہ پا سکے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۲۲۹، ۷۴۰۹) مسلم (۱۴۳۸) ابوداود (۲۱۷۰) ترمذی (۱۱۳۸) ابویعلی (۱۰۵۰، ۱۲۵۰) ابن حبان (۴۱۹۱) الحمیدی (۷۶۴).

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گویا رسول اللہ ﷺ نے ایک طرح سے عزل کو ناپسند فرمایا اور ارشاد ہوا کہ تمہارا یہ عمل باطل ہے جو جان پیدا ہونے والی مقدر ہے وہ تو اس صورت میں بھی ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔ اس حدیث سے ایسے مسائل پوچھنا بھی ثابت ہوا جن کے ذکر سے آدمی کو فطرۃ شرم آئے نیز یہ کہ اولاد دینا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے بندہ کچھ نہیں جانتا اور نہ اس کو اولاد پیدا کرنے یا روکنے کا اختیار ہے۔ مرد عورت افزائش نسل کے اسباب ہیں خالق تو اللہ تعالیٰ ہی ہے عزل کو عام طور پر مکروہ سمجھا گیا ہے کیونکہ اس میں قطع اور تقلیل نسل ہے۔ دور حاضر میں جو فیملی پلاننگ کے نام سے تقلیل نسل کے پروگرام جاری و ساری ہیں عزل سے اس کو جائز قرار دینا صحیح نہیں، تفصیل آگے آ رہی ہے۔

2261- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بِشْرٍ يَرُدُّ الْحَدِيثَ إِلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ تَكُوْنُ لَهُ الْجَارِيَةُ فَيُصِيبُ مِنْهَا وَيَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ أَفَيَعْزِلُ عَنْهَا وَتَكُوْنُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ تُرْضِعُ فَيُصِيبُ مِنْهَا وَيَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ فَيَعْزِلُ عَنْهَا قَالَ لا عَلَيْكُمْ أَنْ لا تَفْعَلُوا فَإِنَّمَا هُوَ الْقَدَرُ.

قَالَ ابْنُ عَوْنٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلْحَسَنِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ هٰذَا زَجْرًا وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ هٰذَا زَجْرًا.

(ترجمہ) ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آدمی کے پاس لونڈی ہوتی ہے وہ اس سے صحبت کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ اسے حمل ہو کیا وہ اس سے عزل کر سکتا ہے؟ ایسے ہی آدمی کے پاس عورت (بیوی) ہوتی ہے اور وہ

دودھ پلاتی ہے مرد اس سے صحبت کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ اس کو حمل ہو ایسی صورت میں کیا وہ اپنی بیوی سے عزل کر سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کچھ حرج نہیں اگر تم عزل نہ کرو یہ تو تقدیر کی بات ہے۔

ابن عون نے کہا: میں نے یہ روایت حسن سے بیان کی تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم اس جملہ (لا علیکم) میں عزل سے باز رہنے کی تنبیہ ہے، عزل سے اس میں جھڑکنا، باز رکھنا ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٤٤١) نسائی (٣٣٢٧) ابویعلی (١٣٠٦)۔

تشریح: ......اس حدیث کا بھی یہی مفہوم نکلا کہ نطفہ قرار پانا اور بچہ پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے معین ومقدر ہے، اس میں کسی کی کارستانی کا کوئی دخل نہیں اگر اللہ تعالیٰ کو حمل ٹھہرانا ہوگا تو تم کو اس کام سے باز رکھے گا اور نطفے کو تم باہر نہ ڈال سکو گے اور اس کام سے یہ خیال ہی نہ کرنا چاہیے کہ جب ہمارا جی چاہے گا، نطفہ ٹھہرا دیں گے، یہ خام خیالی اور سراسر باطل چیز ہے (وحیدی، بتصرف بسیط)

اس حدیث میں عزل سے کراہت کا ایک اور پہلو ہے وہ یہ کہ عزل کرنے والا گویا تقدیر کو رد کرنے کی کوشش ہے۔

استاد محترم مولانا مبارکپوری رحمہ اللہ شرح بلوغ المرام میں لکھتے ہیں۔ اور دور جدید کے جو ڈاکٹر رگ کاٹ کر قوت تولید کو قطع کر دیتے ہیں تا کہ نسل کو محدود کر دیا جائے گو قوت جماع اس سے باقی رہتی ہے تو اس کو عزل پر قطعا قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان دونوں (حالتوں) کے درمیان عظیم فرق ہے، عزل تو وقتی اور ظنی سبب ہے نہ کہ منع حمل کے لئے حقیقی سبب اس کے باوجود عازل تو خود مختار ہے اگر چاہے تو یہ فعل کرے اور چاہے اسے ترک کرے اور جہاں تک رگ تولید کے کاٹ دینے کا تعلق ہے تو وہ ایسا سبب ہے جو قطعی ہے نیز اس میں اللہ کی تخلیق میں بدل دینا اور جسمانی نظام کا تبدیل ہونا اور بعض قوی کے مطابق عمل کو باطل کرنا اور تباہ کن بیماریوں کی جانب پہنچا دینا ہے جیسے سرطان (کینسر) کا مرض ہے جو کٹی ہوئی جگہ دل اور پھیپھڑے وغیرہ تک سرایت کر جاتا ہے ہر باخبر آدمی پر اس کے برے نتائج اور آثار مخفی اور پوشیدہ نہیں (انتہی کلامہ رحمہ اللہ)۔

[37]..... بَاب فِي الْغَيْرَةِ

غیرت کا بیان

2262۔ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللَّهِ، لِذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَلَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللَّهِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند اور کوئی نہیں اسی لئے اس نے بے حیائی و بدکاری کے کاموں کو حرام کیا اور اللہ سے بڑھ کر کوئی اپنی مدح بھی پسند کرنے والا نہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٢٢٠) مسلم (٣٧٦٠) ابویعلی (٥١٢٣) ابن حبان (٢٩٤)۔

تشریح: ......غیرت ایسی صفت ہے جو آدمی کا نفس اس کی زوجہ کی طرف سے یا زوجہ کا اپنے شوہر کی طرف سے بدل جانا اور بھڑک جانا جب وہ اس کے علاوہ کسی اور کو اپنی زیب وزینت دکھائے۔ یہ صفت اللہ تعالیٰ کے اندر بدرجہ اتم ہے جب بندہ اپنے خالق کو چھوڑ کر کسی اور کو شریک کرلے یا اس کی تعظیم کرے یا اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو معبود بنالے اہل حدیث کے نزدیک غیرت اللہ کی ایک صفت ہے جو اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے اس کی تاویل نہیں کی جاسکتی اللہ ہی اس کی حقیقت کو خوب جانتا ہے۔

2263۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللّٰهُ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ فَالْغَيْرَةُ الَّتِي يُحِبُّ اللّٰهُ الْغَيْرَةُ فِي الرِّيبَةِ وَالْغَيْرَةُ الَّتِي يُبْغِضُ اللّٰهُ الْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ.

(ترجمہ) ابن جابر بن عتیک نے کہا: میرے والد نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک غیرت کو اللہ پسند فرماتا ہے اور ایک قسم کی غیرت کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اور جس غیرت کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان شک کی جگہ غیرت کرے (جیسے اس کی عورت سے کوئی تنہائی میں ہنسی مذاق کرے تو اسے غیرت آجائے اور وہ غیرت جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں وہ یہ ہے کہ بلاشک (اور قرائن) کے بلاوجہ غیرت کرے (جیسے کوئی آدمی اس کے گھر سے نکلے اس کو بلاتحقیق کئے غیرت سے مار ڈالے)۔

توضیح: ......تہمت کی جگہ میں غیرت کرنا یعنی جہاں بدنامی کا خوف ہو جیسے شراب خانے میں بیٹھنا غیر محرم عورت کے ساتھ تنہا رہنا جب انسان غیرت کرے گا تو گناہوں سے بچے گا بے غیرتی لادلے گا تو کچھ کرے یا ہوتا رہے اس کو فکر نہ ہوگی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٢٦٥٩) نسائی (٢٥٥٧) ابن حبان (٤٢٩٥) مواردالظمآن (١٣١٣).

2264۔ حَدَّثَنَا ابْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ بَلَغَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ يَقُولُ لَوْ وَجَدْتُ مَعَهَا رَجُلًا لَضَرَبْتُهَا بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ أَنَا أَغْيَرُ مِنْ سَعْدٍ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّي وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا شَخْصَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلَا أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الْمَعَاذِرِ وَلِذٰلِكَ بَعَثَ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَلَا شَخْصَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ وَعَدَ الْجَنَّةَ.

(ترجمہ) مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر لگی کہ سعد بن عبادہ کہتے ہیں اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھوں تو تلوار سے مار ڈالوں اسے کبھی نہ چھوڑوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سعد (رضی اللہ عنہ) کی غیرت سے

تعجب کرتے ہو میں ان سے زیادہ غیرت دار ہوں اوراللہ جل جلالہ مجھ سے زیادہ غیرت دار ہے اس نے چھپی ہوئی اورعلانیہ بے شرمی کی باتوں کو (اسی غیرت ہی کی وجہ سے) حرام کیا اوراللہ تعالی سے زیادہ کوئی شخص غیرت دار نہیں ہے۔ اوراللہ سے زیادہ کسی شخص کو عذر پسند نہیں ہے اس لئے اللہ تعالی نے پیغمبروں کو بھیجا خوشخبری دیتے ہوئے اورڈراتے ہوئے (تاکہ بندے سزا سے پہلے اس کی بارگاہ میں عذر اورتوبہ کرلیں) اورکسی شخص کو اللہ سے زیادہ تعریف پسند نہیں اس لئے اللہ تعالی نے جنت کا وعدہ کیا(تاکہ بندے اس کی عبادت وتعریف کرکے جنت حاصل کریں)۔

(تخریج) یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٤١٩٤، ٧٤١٦) مسلم (١٤٩٩) السنة ابن ابی عاصم (٥٢٢) الحاکم(٤/٣٥٨)۔

تشریح: ......سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ یہ تھا کہ جب آیت شریفہ: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ﴾ (النور: ٤/١٨) نازل ہوئی جس کا مطلب تھا کہ جولوگ آزاد بیویوں پر بہتان لگائیں اوروہ ان پر گواہ نہ لاسکیں توان کو اسی کوڑے لگاؤ اس وقت سعد بن عبادہ نے کہا: یارسول اللہ میں تو اگر ایسا حرام کام دیکھوں تو نہ جھڑکوں نہ ہٹاؤں نہ چار گواہ لاؤں بلکہ اسے فوراً ہی ٹھکانے لگادوں اتنے گواہ لاؤں گا تو وہ زنا کرکے چل دے گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا کہ تم اپنے سردار کی غیرت کی بات سن رہے ہو، انصار بولے: یارسول اللہ ان کے مزاج میں بہت غیرت ہے ان کوملامت نہ کیجئے اس نے ہمیشہ کنواری لڑکی سے شادی کی اوراگر طلاق دے دی تو اس کی غیرت کی وجہ سے ہم میں سے کسی کو یہ جرات نہ ہوسکی کہ اس عورت سے نکاح کرے (راز) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے شرمی سے بچنا چاہئے اور آدمی کوغیرت مند ہونا چاہیے۔ اپنے اہل وعیال میں کوئی بھی خلاف شرع کام دیکھے تو اس کا فوراً تدارک کرے۔ اور جو آدمی برائی دیکھے پھربھی خاموش رہے وہ ''دیوث'' ہے۔

[38]..... بَاب فِي حَقِّ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ
عورت پرخاوند کے حق کا بیان

2265۔ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى الْعَامِرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا بَاتَتْ الْمَرْأَةُ هَاجِرَةً لِفِرَاشِ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَرْجِعَ .

(ترجمہ)ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگرعورت اپنے شوہر سے ناراضگی کی وجہ سے اس کے بستر سے الگ تھلگ رات گذارے توفرشتے اس پراس وقت تک لعنت بھیجتے ہیں جب تک کہ وہ اپنی اس حرکت سے باز نہ آجائے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اورحدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٣٢٣٧، ٥١٩٤) مسلم (١٤٣٦) ابوداود(٢١٤١) ابویعلی (٦١٩٦) ابن حبان (٤١٧٢)۔

تشریح: ......عورت کا غصہ بجا ہو یا بے جا اطاعت کے پیش نظر اس کا فرض ہے کہ خاوند کیساتھ اس کے بستر پر رہے اگر خفگی میں رات کو ایسا نہ کرے تو بلاشک اس وعید شدید کی مستحق ہے اور فرشتے جس پر لعنت کریں وہ یقیناً اللہ کی رحمت سے محروم ہوگا عورت کے لئے خاوند کی اطاعت ہی اس کی زندگی کو بہتر بنا سکتی ہے۔شوہر کا عورت پر بہت بڑا حق ہے جیسا کہ معروف و مشہور صحیح حدیث ہے اگر میں کسی کو سجدے کا حکم دیتا تو عورتوں سے کہتا وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں چہ جائے کہ اپنے شوہر پر غصہ کریں یا اس کی نافرمانی کریں۔ایک اور حدیث میں ہے: عورت جب پنجوقتہ نمازیں ادا کرے، مہینے کے روزے رکھے، اپنے نفس کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گی داخل ہوگی۔(مشکوٰۃ: ٣٢٥٦)

[39]..... بَاب فِي اللِّعَانِ

لعان کا بیان

2266۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَيَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِهِمَا قَالَ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَتْ تِلْكَ بَعْدُ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ .

(ترجمہ) سہل بن سعد (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ عویمر (عجلانی رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو پائے تو آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا وہ اس کو قتل کردے؟ اس صورت میں لوگ (بدلے میں) اسے بھی قتل کردیں گے پھر اسے کیا کرنا چاہیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم اور تمہاری بیوی کے بارے میں وحی نازل کی ہے جاؤ اور اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے آؤ۔سہل نے کہا: پھر دونوں میاں بیوی نے لعان کیا: لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت میں بھی موجود تھا، جب وہ دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: یا رسول اللہ اگر اس کے بعد بھی میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو اس کا مطلب ہوگا کہ میں جھوٹا ہوں پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ کے کچھ کہنے سے پہلے ہی اسے تین طلاق دے ڈالیں۔

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ نے کہا: پھر لعان کرنے والوں کے لئے لعان کا یہی طریقہ رائج و جاری ہوگیا۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔دیکھئے: بخاری (٥٢٥٩) مسلم (١٤٩٢) ابوداود (٢٢٤٧) نسائی (٣٤٠٢) ابن ماجه (٢٠٦٦) ابن حبان (٤٢٨٤) شرح السنه للبغوی (٢٣٦٦)۔

تشریح: ...... جب مرد اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگائے اور عورت زنا کا اقرار نہ کرے، نہ مرد گواہ لاوے اور نہ

اپنی تہمت سے پھرے تو ایسی صورت میں لعان واجب ہوتا ہے تا کہ شکوک وشبہات نفرت وعداوت میں کسی کی بھی زندگی اجیرن نہ بنے۔ اس کی صورت قرآن پاک کے اٹھارہویں پارے سورہ نور کے شروع میں موجود ہے کہ پہلے مرد اللہ کا نام لیکر چار بار گواہی دے کہ وہ سچا ہے، اور پانچویں باریوں کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو، پھر عورت اللہ تعالی کا نام لے کر گواہی دے کہ اس کا مرد جھوٹا ہے، اور پانچویں باریوں کہے اگر اس کا مرد سچا ہو تو اس پر اللہ کا غضب نازل ہو، جب دونوں اس طرح کی گواہیاں دے چکیں تو حاکم میاں بیوی میں جدائی کرادے گا پھر یہ دونوں کبھی نہیں مل سکتے۔ اگر بچہ پیدا ہو تو وہ ماں کو دلایا جائے گا اور اگر اس بچہ کو کوئی ولد الزنا کہے تو اس پر حد قذف لگائی جائے گی اگر شہادتیں دے دے کر اس کا شوہر جھوٹا ہے تو اس پر زنا ثابت نہیں ہوگا اور اُس کے شوہر پر حد قذف بھی جاری نہ ہوگی اور اگر عورت قسم اٹھانے سے انکار کرے تو مرد کو سچا قرار دے کر عورت پر حد رجم جاری کی جائے گی۔ اس کا نام لعان اس لئے رکھا گیا کہ میاں بیوی دونوں اپنے اوپر لعنت کرتے ہیں، خواہ دوسرا سچا ہی ہو لفظ غضب عورت کی جانب سے اختیار وادا کئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ فعل لعنت کو مستلزم ہے پس عورت کی طرف جو گناہ منسوب ہے وہ زنا ہے اس دوران مرد کا گناہ قذف یعنی تہمت ہے۔

اس حدیث میں ہے "فطلقها ثلاثا" کہ عویمر نے اس کو تین طلاق دیدیں، یہ حدیث تین طلاق ایک ساتھ دینے اور اس کے واقع ہو جانے پر دلیل نہیں بن سکتی ہے کیونکہ جیسا کہ حدیث میں ہے: رسول اللہ ﷺ کے کہنے سے پہلے ہی انہوں نے طلاق دیدی، دوسرے یہ کہ لعان سے از خود طلاق وجدائی ہو جاتی ہے۔ طلاق دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ عویمر کو یہ حکم معلوم نہ رہا ہو نیز یہ کہ بعض دوسری روایات میں طلاق کا ذکر ہی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تین طلاق دینے پر انکار بھی نہ کیا کیونکہ وہ عورت رشتہ زوجیت سے نکل چکی تھی، اب تین کیا ہزار بھی طلاق دے تب بھی بے مقصد تھیں، لعان نہ ہوا ہوتا تو آپ ضرور انکار کرتے جیسا کہ محمود بن لبید نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین اکٹھی طلاق دیدیں تو آپ غصہ ہوئے اور فرمایا: اللہ کی کتاب سے کھیل کرتے ہو حالانکہ میں ابھی تمہارے درمیان موجود ہوں۔ (اسے امام نسائی نے روایت کیا اور اس کے راوی ثقہ ہیں)۔

2267- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ عُوَيْمِرًا أَتَى عَاصِمَ بْنَ عَدِيٍّ وَكَانَ سَيِّدَ بَنِي عَجْلَانَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا.

(ترجمہ) سہل بن سعد (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ عویمر (رضی اللہ عنہ) عاصم بن عدی (رضی اللہ عنہ) کے پاس آئے وہ بنو عجلان کے سردار تھے اور اوپر بیان کی گئی حدیث کے مثل حدیث بیان کی لیکن اس میں یہ لفظ ذکر نہیں کیا کہ (طلقها ثلاثا) کہ انہوں نے تین طلاق دیدی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور تخریج اوپر گذر چکی ہے۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ تین طلاق کا لفظ کسی راوی

کی طرف سے اضافہ ہے۔

2268۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنبَأَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فِي إِمَارَةِ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا فَمَا دَرَيْتُ مَا أَقُولُ قَالَ فَقُمْتُ حَتَّى أَتَيْتُ مَنْزِلَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ اسْتَأْذِنْ لِي عَلَيْهِ فَقَالَ إِنَّهُ قَائِلٌ لَا تَسْتَطِيعُ أَنْ تَدْخُلَ عَلَيْهِ قَالَ فَسَمِعَ ابْنُ عُمَرَ صَوْتِي فَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ ادْخُلْ فَمَا جَاءَ بِكَ هَذِهِ السَّاعَةَ إِلَّا حَاجَةٌ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْتُهُ وَهُوَ مُفْتَرِشٌ بَرْذَعَةَ رَحْلِهِ مُتَوَسِّدٌ مِرْفَقَةً أَوْ قَالَ نُمْرُقَةً شَكَّ عَبْدُ اللّٰهِ حَشْوُهَا لِيفٌ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُتَلَاعِنَانِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ نَعَمْ إِنَّ أَوَّلَ مَنْ سَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ فُلَانٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ أَحَدَنَا رَأَى امْرَأَتَهُ عَلَى فَاحِشَةٍ كَيْفَ يَصْنَعُ إِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلَى أَمْرٍ عَظِيمٍ وَإِنْ تَكَلَّمَ فَمِثْلُ ذٰلِكَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَامَ لِحَاجَتِهِ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الَّذِي سَأَلْتُكَ عَنْهُ قَدِ ابْتُلِيتُ بِهِ قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ الَّتِي فِي سُورَةِ النُّورِ: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○﴾ قَالَ فَدَعَا الرَّجُلَ فَتَلَاهُنَّ عَلَيْهِ وَذَكَّرَهُ بِاللّٰهِ وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ. فَقَالَ مَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا. ثُمَّ دَعَا الْمَرْأَةَ فَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا وَأَخْبَرَهَا أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ فَقَالَتْ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنَّهُ لَكَاذِبٌ. فَدَعَا الرَّجُلَ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ. ثُمَّ أُتِيَ بِالْمَرْأَةِ فَشَهِدَتْ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا.

(ترجمہ) عبدالملک بن ابی سلیمان نے کہا: میں نے سنا سعید بن جبیر (رحمہ اللہ) سے وہ کہہ رہے کہتے تھے کہ مجھ سے مصعب بن زبیر کے دورامارت میں لعان کرنے والوں کے بارے میں پوچھا گیا کیا ان کے درمیان جدائی کرائی جائے گی؟ مجھے حیرت ہوئی کیا جواب دوں، لہٰذا میں عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کے مکان کی طرف گیا اور غلام سے کہا: مجھے اندر جانے کی اجازت لاؤ، اس نے کہا: اس وقت وہ آرام فرما رہے ہیں اور آپ اندر داخل نہیں ہوسکتے۔ سعید نے کہا: ابن عمر نے میری آواز سن لی اور کہا: کیا ابن جبیر ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، انہوں نے کہا: آجاؤ، اس وقت تم کسی ضروری بات کے ہی لئے آئے ہوگے۔ میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ ایک کمبل بچھائے بیٹھے تھے اور ایک تکیہ پر ہاتھ سے ٹیک لگائے ہوئے جو کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تھا میں نے عرض کیا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا لعان کرنے والوں میں جدائی کرائی ہوگی؟ ابن عمر

نے کہا: سبحان اللہ بے شک جدائی کی جائے گی اور سب سے پہلے اس بارے میں فلاں بن فلاں نے پوچھا تھا، اس نے کہا: یارسول اللہ! اللہ کی رحمتیں ہوں آپ پر بتایئے کوئی آدمی اپنی بیوی کو زنا کرتے دیکھے تو کیا کرے گا؟ اگر چپ رہ جائے تو اتنی بڑی بات پر کیسے چپ رہے اور اگر منہ سے ایسی بات نکالے تو بری بات نکالے گا۔ ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور اسے کوئی جواب نہیں دیا، پھر اپنی کسی ضرورت سے اٹھ گئے، پھر (ایک دن) وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے جس بارے میں آپ سے سوال کیا تھا خود اس میں مبتلا ہو گیا، تب اللہ تعالی نے سورہ نور کی یہ آیتیں نازل فرمائی: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ ......﴾ (نور: ۱۸/۶-۱۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیتیں پڑھ کر ختم کیں اور اس شخص کو بلا کر اس کو پڑھ کر سنائیں اور اس کو نصیحت کی اللہ کی یاد دلائی اور بتایا کہ دیکھو دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے (یعنی اگر جھوٹی تہمت اپنی بیوی پر لگا رہا ہے تو بتادے صرف حد قذف کے اسی کوڑے ہی پڑیں گے مگر یہ جہنم میں جلنے سے آسان ہے) وہ بولا نہیں، میں جھوٹ نہیں بولا ہوں، پھر آپ نے اس کی بیوی کو بلایا اور اس کو ڈرایا اور سمجھایا اور فرمایا: دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے سہل ہے، اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے میرا خاوند جھوٹ بول رہا ہے چنانچہ آپ نے اس آدمی کو بلایا اس نے اللہ کے نام کے ساتھ چار بار گواہی دیں کہ وہ سچا ہے اور پانچویں بار میں یہ کہا: کہ اللہ کی پھٹکار ہو اس پر اگر وہ جھوٹا ہو، پھر آپ نے عورت کو بلایا اس نے اللہ کے نام کے ساتھ چار گواہیاں دیں کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے اور پانچویں بار میں کہا کہ اگر وہ سچا ہو تو اس (بیوی) کے اوپر اللہ کا غضب ٹوٹے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان جدائی کرادی۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱٤۹۳) ترمذی (۱۲۰۲) نسائی (۳٤۷۳) ابویعلی (٥٦٥٦) ابن حبان (٤۲۸٦)۔

تشریح: ...... "ثم فرق بينهما" سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ لعان کرنے والے میاں بیوی کے درمیان تفریق حاکم وقت کے بغیر نہیں ہو سکتی اور جمہور علماء امام مالک وشافعی واحمد (رحمہم اللہ) ودیگر بہت سے علماء نے کہا کہ فقط لعان سے تفریق ہو جائے گی اور فرق بینہما کا مطلب یہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفریق کا اظہار فرمایا اور حکم شرع بیان کیا یہ نہیں کہ نئے سرے سے فرقت وجدائی کرائی، دلیل کے اعتبار سے جمہور کا قول ہی راجح اور بہتر ہے۔

اس حدیث سے اور بہت سارے مسائل نکلتے ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں۔ آدمی کو فرضی مسائل نہیں پوچھنے چاہیئے، مبادا وہ اس میں مبتلا ہو جائے جیسا کہ مذکورہ بالا واقعہ میں ہوا، دوسرے یہ کہ بلا علم فتوی نہیں دینا چاہیے، لعان کرانے سے پہلے امام قاضی یا حاکم کو چاہئے متلاعنین کو نصیحت کریں اور عذاب الٰہی سے ڈرانا چاہیے، دوسرے یہ کہ لعان میں پہل شوہر سے کرنی چاہیے، وہ پہلے قسم کھائے اس کے بعد عورت گواہی دے گی۔

2269۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنِي مَالِكٌ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ

فَرَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِأُمِّهِ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے لعان کرنے والے میاں بیوی میں تفریق کرادی اور بچہ اس کی ماں کو دیدیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٣١٥) مسلم (١٤٩٣) ابوداو (٢٢٥٩) ترمذی (١٢٠٣) نسائی (٣٤٧٧) ابن ماجه (٢٠٦٩) ابویعلی (٥٧٧٢) ابن حبان (٤٢٨٨)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے تو ان کے درمیان لعان کے بعد تفریق ہوجائے گی اور اگر بچہ پیدا ہوا تو وہ ماں کے حوالے کردیا جائے گا، باپ کی طرف منسوب نہ ہوگا وہ اپنی ماں کا وارث ہوگا اپنے باپ کا نہیں۔

[40]..... بَاب فِي الْعَبْدِ يَتَزَوَّجُ بِغَيْرِ إِذْنِ مِنْ سَيِّدِهِ

جو غلام اپنے آقا کی اجازت کے بنا نکاح کرلے اس کا بیان

2270- أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ أَوْ أَهْلِهِ فَهُوَ عَاهِرٌ .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو وہ زانی ہے۔

توضیح: ......یعنی اس کا نکاح درست نہیں صحابہ کرام اور احمد واسحاق وغیرہ کا یہی مسلک ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٢٠٧٨) ترمذی (١١١٢) احمد (٣٠١/٣) ابن الجارود (٦٨٦) مشکل الآثار للطحاوی (٢٩٧/٣) وغیرھم۔

2271- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا مِنْدَلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَيُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَهُوَ زَانٍ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو غلام اپنے مالکوں کی اجازت کے بغیر نکاح کرلے وہ زنا کار ہے۔

(**تخریج**) یہ حدیث مندل بن علی اور ابن جریج کے عنعنہ کے سبب ضعیف ہے لیکن اس کا شاہد بسند حسن اوپر گذر چکا ہے۔ حوالہ دیکھئے: ابن ماجه (١٩٦٠) ابوداود (٢٠٧٩) مسند ابن عمر طرطوسی (٩٣) البیهقی (١٢٧/٧)۔

تشریح: ......امام شافعی واحمد کا مذہب یہی ہے کہ ایسا نکاح باطل ہوگا، امام ابوحنیفہ نے کہا: نکاح صحیح ہوگا لیکن سید و مالک کی مرضی پر موقوف ہوگا، اجازت دے دے تو نافذ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

[41]..... بَاب الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ

بچہ اس کا ہوگا جس کی زوجیت یا ملکیت میں عورت ہو

2272۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ قَالَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زنا کرنے والے کے لئے پتھر ہے۔

توضیح: ......فراش ایسی خاتون کو کہتے ہیں جس سے شوہر مجامعت ومباشرت کر چکا ہو خواہ وہ بیوی ہو یا لونڈی اور یہاں فراش سے مراد اس کا مالک یا صاحب ہے۔ العاہر یعنی زانی اور للحجر یعنی پتھر وقتی ہے یعنی اس کے لئے سوائے ناکامی ونامرادی ذلت ورسوائی کے سوا کچھ نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ زانی کے لئے سنگساری ہے یعنی اسے رجم کیا جائے گا۔ واللہ اعلم۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم فی الرضاع (١٤٥٨) نسائی (٣٥١٥) ابن ماجه (٢٠٠٥) والحمیدی (١١١٦)۔

2273۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ.

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ کی بیوی عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بچہ (صاحب) فراش کا ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٢١٨،٢٧٤٥) مسلم (١٤٥٧) نسائی (٣٥٩٨) ابن ماجه (٢٠٠٥)۔

2274۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنْ يَقْبِضَ إِلَيْهِ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ فَقَالَ عُتْبَةُ إِنَّهُ ابْنِي فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ زَمَنَ الْفَتْحِ أَخَذَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ فَإِذَا هُوَ أَشْبَهُ النَّاسِ بِعُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِيهِ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ احْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ مِمَّا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَسَوْدَةُ بِنْتِ زَمْعَةَ.

(ترجمہ) ام المومنین عائشہ زوجہ النبی ﷺ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: عتبہ بن ابی وقاص نے (مرتے وقت) اپنے بھائی سعد بن ابی

وقاص (رضی اللہ عنہ) کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا لڑکا میرا ہے اور وہ اس کو اپنی تحویل میں لے لے، چنانچہ جب فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ مکہ پہنچے تو سعد بن ابی وقاص نے زمعہ کی لونڈی کے اس لڑکے کو لے لیا جو اور لوگوں میں عتبہ بن ابی وقاص ہی سے زیادہ مشابہ تھا جب یہ قضیہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فیصلہ دیا: یہ بچہ اے عبد بن زمعہ تمہارے لئے ہے اس لئے کہ اس کی ولادت اپنے باپ کے فراش پر ہوئی ہے (کیونکہ اس وقت بچہ کی ماں عبد بن زمعہ کی ملکیت میں تھیں) اور نبی کریم ﷺ نے اپنی بیوی ام المومنین سودہ بنت زمعہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا: اے سودہ اس لڑکے سے پردہ کرنا، یہ اس مشابہت کی وجہ سے فرمایا جو اس لڑکے کو عتبہ بن ابی وقاص سے تھی۔

توضیح: ......قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ بچہ اسی سے منسوب ہوگا جس کے گھر پیدا ہوا اس لئے قاعدے کے لحاظ سے وہ ام المومنین سودہ بنت زمعہ کا بھائی ہوا اور اس سے پردہ نہیں لیکن نبی کریم ﷺ نے واضح مشابہت ومماثلت کی وجہ سے فرمایا کہ یہ تمہارے حقیقی بھائی کی طرح نہیں ہے اور عتبہ ہی کا لڑکا تمہارے لئے اجنبی ہے، نامحرم ہے، اس سے تم کو پردہ کرنا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور پچھلی مختصر حدیث کی تفصیلی روایت ہے، تخریج وہی ہے جو پیچھے گذری۔

تشریح: ......اس طویل حدیث سے جو صحیحین میں اور زیادہ تفصیل سے موجود ہے معلوم ہوا کہ زنا سے پیدا شدہ بچہ اسی کا مانا جائے گا عورت جس کے عقد یا ملکیت میں ہو، چاہے زانی کتنا ہی دعوی کرے لیکن بچہ صاحب فراش کا ہوگا، اسی کی طرف منسوب اور اس کا وارث مانا جائے گا اور اولاد کے سے احکام اس کے لئے جاری ہونگے، چاہے بچے کے اندر زانی کی مشابہت بھی پائی جائے اور اگر صاحب فراش یعنی شوہر یا مالک اسے بچہ ماننے سے انکار کردے تو بچہ ماں کے ساتھ ملحق کردیا جائے اور ماں کی طرف ہی منسوب ہوگا، زانی کے ساتھ نہیں۔

[42]..... بَاب مَنْ جَحَدَ وَلَدَهُ وَهُوَ يَعْرِفُهُ

اس کا بیان کہ کوئی شخص جان بوجھ کر اپنے بیٹے کا انکار کرے

2275۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ حِينَ أُنْزِلَتْ آيَةُ الْمُلَاعَنَةِ أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَدْخَلَتْ عَلَى قَوْمٍ نَسَبًا لَيْسَ مِنْهُمْ فَلَيْسَتْ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ وَلَنْ يُدْخِلَهَا اللَّهُ جَنَّتَهُ وَأَيُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهُ وَهُوَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ احْتَجَبَ اللَّهُ مِنْهُ وَفَضَحَهُ عَلَى رُؤُوسِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ وَسَعِيدٌ يُحَدِّثُهُ بِهِ: هَذَا وَقَدْ بَلَغَنِي هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: جب لعان کی آیت نازل ہوئی، آپ فرمارہے تھے، جس عورت نے کسی قوم میں ایسا نسب داخل کیا جو ان میں سے نہیں ہے (یعنی عورت نے زنا کرکے بچہ جنا

اوراس کو اپنے خاوند کی طرف نسبت کی کہ وہ اس کی اولاد ہے) وہ عورت اللہ کے نزدیک کچھ نہیں اوراللہ تعالی ہرگز اس عورت کو جنت میں داخل نہ کرے گا اور جوکوئی مرد جانتے ہوئے اپنی اولاد کا انکار کرے (یعنی دیدہ ودانستہ اپنی اولاد کوحرام کا بچہ کہے) اس کو (قیامت کے دن) اللہ تعالی کا دیدار نصیب نہ ہوگا اوراللہ تعالی اس کو اگلے پچھلے تمام لوگوں کے روبرو ذلیل ورسوا کرے گا۔

امام دارمی نے کہا: محمد بن کعب قرظی نے بیان کیا اورسعید نے اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث پہنچی ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جید ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٢٢٦٣) نسائی (٣٨٤١) ابن حبان (٤١٠٨) موارد الظمآن (١٣٣٥)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا۔ عورت کا زنا کے بچے کو اپنے خاوند کے نسب میں ملانا بہت بڑا جرم اور گناہ ہے، اس کی سزا یہ ہے کہ وہ عورت چاہے مسلمہ ہی کیوں نہ ہو جنت میں ہرگز داخل نہ ہو سکے گی، اسی طرح اگر مرد جان بوجھ کر اپنی اولاد سے انکار کرے گا اس کے لئے بھی بڑی وعید ہے، نہ اسے اللہ کا دیدار نصیب ہوگا اوراللہ تعالی تمام مخلوق کے سامنے اسے ذلیل ورسوا کرے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زنا کا بچہ شوہر کی ہی طرف منسوب ہوگا۔ واللہ اعلم

[43]..... بَاب الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ امْرَأَةَ أَبِيهِ

جوآدمی اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کرلے اس کا بیان

2276۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَقِيتُ عَمِّي وَمَعَهُ رَايَةٌ فَقُلْتُ أَيْنَ تُرِيدُ فَقَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةَ أَبِيهِ فَأَمَرَنِي أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ وَآخُذَ مَالَهُ.

(ترجمہ) یزید بن براء نے روایت کیا: اپنے والد سے انہوں نے کہا: میں نے اپنے چچا سے ملاقات کی جن کے ساتھ جھنڈی تھی، میں نے عرض کیا: آپ کہاں جاتے ہیں؟ فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کیا ہے اور آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کا سرقلم کردوں اوراس کا مال چھین لوں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن علی شرط مسلم ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٤٤٥٧) ترمذی (١٣٦٢) نسائی (٣٣٣٢) ابویعلی (١٦٦٦) ابن حبان (٤١١٢) موارد الظمآن (١٥١٦)۔

تشریح: ......ایسا آدمی جو سوتیلی ماں سے شادی کرے بہت بڑا مجرم ہے اس کی سزا یہ ہے کہ اس کا سارا مال ودولت ضبط کرلی جائے اوراس کا سرقلم کردیا جائے تاکہ آئندہ کسی کو اس فعل قبیح کی جرأت نہ ہو، اور حقیقی ماں سے شادی کرنا

اور بھی زیادہ گھیناؤنا فعل اور بھیانک حرکت ہے۔

[44]..... بَاب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى : ﴿ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ ﴾

فرمان باری تعالیٰ: ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ﴾ کا بیان

2277۔ حَدَّثَنِي مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يُسَمَّى زِيَادًا قَالَ قُلْتُ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ مُتْنَ كَانَ يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ قَالَ نَعَمْ إِنَّمَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَهُ ضَرْبًا مِنَ النِّسَاءِ وَوَصَفَ لَهُ صِفَةً فَقَالَ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ مِنْ بَعْدِ هَذِهِ الصِّفَةِ .

(ترجمہ) انصار کے ایک شخص نے جن کا نام زیاد تھا کہا: میں نے ابی کعب (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: آپ کا کیا خیال ہے اگر نبی کریم ﷺ کی تمام بیویاں وفات پا جائیں تو کیا آپ ﷺ کے لئے شادی کرنا جائز ہوگا؟ انہوں نے کہا: ہاں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ''لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ.....'' (احزاب:۵۲/۲۲) عورتوں کی صنف کو جائز کیا ہے اور اس کا وصف بیان کیا ہے اور اس کا بیان کیا کہ آپ کے لئے بعد میں اور عورتیں حلال نہیں ہیں یعنی اس صفت کے بعد۔

(تخریج) اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند (۱۳۲/۵) میں اس اثر کو ذکر کیا ہے نیز امام بخاری نے بھی التاریخ الکبیر (۲۳۶/۳، ۳۵۹) میں اس کو ذکر کیا ہے۔ دیکھئے: تعجیل المنفعة (ص: ۱۴۱، ۳۸۰)۔

2278۔ أَخْبَرَنَا الْمُعَلَّى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى أَحَلَّ اللّٰهُ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ مِنَ النِّسَاءِ مَا شَاءَ .

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہلے یہ بات حلال کر دی تھی کہ آپ جس عورت سے چاہیں نکاح کر لیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: نسائی (۳۲۰۵) کتاب النکاح، باب ما افترض الله علی رسوله......ابن حبان (۶۳۶۶) موارد الظمآن (۲۱۲۶) الحمیدی (۲۳۷).

تشریح: ...... پہلے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حکم نازل فرمایا کہ اب تم کو زیادہ عورتیں کرنا درست نہیں ﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ....﴾ (الاحزاب: ۵۲/۲۲) نہ ان عورتوں کے بدلے اور عورتیں آپ کے لئے حلال ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ حکم منسوخ ہو گیا اور آپ ﷺ کو اجازت دی گئی کہ جتنی عورتیں چاہیں نکاح میں لائیں۔ (وحیدی)

[45]..... بَاب فِي الْأَمَةِ يُجْعَلُ عِتْقُهَا صَدَاقَهَا
اس کا بیان کہ لونڈی کی آزادی اس کا مہر ہوسکتا ہے

2279۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا.

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفیہ (بنت حیی رضی اللہ عنہا) کو آزاد کیا اور ان کی آزادی ہی کو مہر قرار دیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے، دیکھئے: بخاری (٢٢٢٨) مسلم (١٣٦٥) ابوداود (٢٠٥٤) ترمذی (١١١٥) نسائی ٣٣٤٢) ابن ماجه (١٩٥٧) ابويعلى (٣٠٥٠) ابن حبان (٤٠٦١)۔

2280۔ أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا.

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین صفیہ (رضی اللہ عنہا) کو پہلے آزاد کیا پھر ان سے نکاح کیا اور ان کی آزادی کو ہی ان کا مہر قرار دیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

تشریح: ......ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا خیبر میں یہودیوں کے سردار حی بن اخطب کی بیٹی تھیں، جب خیبر فتح ہوا تو قیدیوں میں یہ بھی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابی دحیہ الکلبی سے کہا: جاؤ تم کوئی لونڈی اپنے لئے پسند کرلو، وہ گئے اور صفیہ رضی اللہ عنہا کو پسند کرلیا۔ ایک اور صحابی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ یہ یہودیوں کے سردار کی بیٹی ہارون علیہ السلام کی اولاد سے شرافت ونجابت والی ہیں اور آپ ہی کے لئے مناسب ہیں چنانچہ آپ ﷺ نے دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے کہا: تم دوسری لونڈی پسند کرو اور پھر واپسی میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے نکاح کرلیا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے راستے میں دلہن بنا کر رسول اللہ ﷺ کے لئے پیش کیا اور آپ نے ان کی آزادی ہی کو ان کا مہر قرار دیا۔

[46]..... بَاب فَضْلِ مَنْ أَعْتَقَ أَمَةً ثُمَّ تَزَوَّجَهَا
جو شخص لونڈی کو آزاد کرے پھر اسی سے شادی کرلے اس کا بیان

2281۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحِ بْنِ حَيٍّ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ الشَّعْبِيِّ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ فَقَالَ يَا أَبَا عَمْرٍو إِنَّ مَنْ قِبَلَنَا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ يَقُولُونَ فِي الرَّجُلِ إِذَا أَعْتَقَ أَمَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا فَهُوَ كَالرَّاكِبِ بَدَنَتَهُ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ : رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ ثُمَّ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ فَآمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ وَعَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَدَّى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ فَلَهُ أَجْرَانِ . وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَغَذَّاهَا فَأَحْسَنَ غِذَائَهَا وَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا فَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ ثُمَّ قَالَ لِلرَّجُلِ خُذْ هٰذَا الْحَدِيثَ بِغَيْرِ شَيْءٍ فَقَدْ كَانَ يُرْحَلُ فِيمَا دُونَ هٰذَا إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ هُشَيْمٌ أَفَادُونِي بِالْبَصْرَةِ فَأَتَيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ .

(ترجمہ) صالح بن صالح بن حيي ہمدانی نے کہا: میں امام شعبی کے پاس تھا کہ ایک خراسانی آدمی ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ابوعمرو! ہمارے یہاں اہل خراسان کہتے ہیں کہ جو آدمی اپنی لونڈی کو آزاد کرے پھر اسی سے شادی کرے وہ اپنے اونٹ پر سوار آدمی کی طرح ہے۔ امام شعبی (رحمہ اللہ) نے کہا کہ ابوبردہ بن ابوموسی نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ ان کے والد نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ہیں جن کو دوہرا (ڈبل) اجر دیا جائے گا۔(۱) ایک تو وہ آدمی جو اہل کتاب سے ہو اور اپنے نبی پر ایمان لایا پھر اس نے نبی کریم ﷺ کو پایا تو آپ پر بھی ایمان لایا اور آپ کی پیروی کی (۲) دوسرا وہ غلام ہے جس نے اللہ کا بھی حق ادا کیا اور اپنے مالکوں کا بھی اس کے لئے ڈبل اجر وثواب ہے (۳) تیسرا وہ آدمی جس کے پاس لونڈی ہو اس نے اس لونڈی کو اچھی سے اچھی غذا کھلائی اور اچھے سے اچھا ادب سکھایا پھر اس کو آزاد کیا اور اسی سے شادی کر لی، اس کے لئے بھی ڈبل اجر وثواب ہے۔ پھر امام شعبی نے صالح سے کہا: اس حدیث کو یاد کر لو جو ہم نے تمہیں بلا اجرت مفت میں سنا دی ہے، ورنہ لوگ ایسی حدیث سننے کے لئے مدینہ جایا کرتے تھے۔ ہشیم نے کہا: بصرہ میں مجھے اس حدیث کی خبر لگی تو میں ان کے پاس گیا اور اس حدیث کے بارے میں پوچھا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۹۷) مسلم (۱٥٤) ترمذی (۱۱۱٦) نسائی (۳۳٤٤) ابن ماجه (۱۹٥٦) ابویعلی (۷۲٥٦) ابن حبان (۲۲۷) الحمیدی (۷۸٦)۔

تشریح: ......امام عامر الشعبی کوفہ میں تھے اور کوفہ سے مدینہ کا راستہ دو ماہ کا تھا، مطلب یہ کہ ایک حدیث سننے کے لئے اگلے لوگ دو دو مہینے کا سفر کرتے تھے، اللہ تعالی ان کے درجات بلند فرمائے اگر وہ اتنی محنتیں نہ کرتے تو ہم تک دین کیونکر پہنچتا۔ اس حدیث میں محل الشاہد وہ آدمی ہے جو اپنی لونڈی کو اچھی تعلیم وتربیت دے، اچھا کھلائے، پہنائے پھر آزاد کر کے خود ہی شادی کر لے تو ایسے صالح اور نیک آدمی کے لئے دوہرا اجر ہے، ایک اجر تعلیم کا، دوسرا اجر آزاد کرنے کا، اس سے اپنے زیر سرپرستی بچیوں کی تربیت کی فضیلت معلوم ہوئی جیسا کہ گذر چکا ہے۔ اہل حدیث کا مسلک یہ ہے کہ لونڈی کو آزاد کرنا اور آزادی کو مہر مقرر کرنا جائز ہے، لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس کا انکار کیا ہے۔ اور حدیث ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا اس سلسلے میں بالکل واضح ہے۔

دوسرا آدمی جس کا اجر دوگنا ہوگا وہ یہودی یا نصرانی ہے جو اپنے نبی پر ایمان رکھتا تھا پھر مسلمان ہو کر متبع خاتم الرسل ہوا اور تیسرا وہ بندہ وغلام جو اپنے مالک کی خدمت بھی کرتا ہے اور اللہ کی عبادت میں بھی کمی نہیں کرتا اس کے لئے دہرا اجر ہے۔

2282۔ أَخْبَرَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ حَيٍّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيثِ.

(ترجمہ) ابو بردہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ایسی ہی حدیث بیان کی ہے۔

(**تخریج**) تخریج اور تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔

[47]..... بَاب الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ فَيَمُوتُ قَبْلَ أَنْ يَفْرِضَ لَهَا

کوئی آدمی عورت سے شادی کرے اور اس کا مہر مقرر کرنے سے پہلے انتقال کر جائے اس کا بیان

2283۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فِي رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَكُنْ فَرَضَ لَهَا شَيْئًا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا وَمَاتَ عَنْهَا قَالَ فِيهَا: لَهَا صَدَاقُ نِسَائِهَا وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيرَاثُ قَالَ مَعْقِلٌ الْأَشْجَعِيُّ قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي رُوَاسٍ بِمِثْلِ مَا قَضَيْتَ. قَالَ فَفَرِحَ بِذٰلِكَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَسُفْيَانُ نَأْخُذُ بِهٰذَا.

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا: جس نے کسی عورت سے شادی کی لیکن اس کا مہر مقرر نہیں کیا اور نہ اس سے صحبت کی اور انتقال کر گیا۔ اس کے بارے میں انہوں نے کہا: اس کے لئے مہر مثل نساء ہوگا اور اس کو عدت گذارنی ہوگی اور اس کو وراثت میں حصہ بھی ملے گا۔

معقل اشجعی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بھی بروع بنت واشق بنو رواس کی ایک عورت کے بارے میں ایسا ہی فیصلہ کیا جیسا کہ آپ نے کہا ہے: ابن مسعود یہ سن کر خوش ہو گئے۔ محمد اور سفیان نے کہا ہمارا بھی یہی مسلک ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٢١١٤) ترمذی (١١٤٥) نسائی (٣٣٥٤) ابن ماجه (١٨٩١) ابن حبان (٤٠٩٨) الموارد (١٢٦٣)۔

تشریح: ......اس روایت وحدیث سے معلوم ہوا کہ نکاح میں اگر مہر کا ذکر نہ بھی کیا جائے تب بھی نکاح صحیح ہے اور اگر ایسا شوہر صحبت کرنے سے پہلے ہی انتقال کر جائے تو عورت اس کی بیوی مانی جائے گی اور اس کو اس کے خاندان وقبیلے کی عورتوں جیسا مہر بھی ملے گا، میراث بھی پائے گی اور عدت بھی گذارے گی۔ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اس قضیہ کا کوئی مخالف فتویٰ نہیں، اس لئے اس پر عمل ضروری ہے۔

اس روایت سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی دینی سمجھ اور فضیلت ثابت ہوتی ہے اور معقل بن سنان الاشجعی کی شہادت پر ان کا خوش ہونا طبیعی امر تھا۔ ایک روایت نسائی کی ہے کہ یہ سن کر ابن مسعود اتنے خوش ہوئے کہ انہیں کبھی اتنا خوش نہیں دیکھا گیا۔

[48]..... بَاب مَا يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ

رضاعت سے جو حرام ہو جاتے ہیں ان کا بیان

2284۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ فَسَمِعَتْ صَوْتَ إِنْسَانٍ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ سَمِعْتُ صَوْتَ إِنْسَانٍ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ.

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: وہ حفصہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھیں کہ ایک آدمی کی آواز سنی اور کہا: یا رسول اللہ میں نے آپ کے گھر میں کسی آدمی کے داخل ہونے کی آواز سنی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا خیال ہے وہ فلاں آدمی ہوگا، وہ حفصہ (رضی اللہ عنہا) کی رضاعی چچا تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یارسول اللہ میرے رضاعی چچا اگر زندہ ہوتے تو وہ میرے گھر میں آسکتے تھے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں رضاعت سے بھی ویسی ہی حرمت ثابت ہوتی ہے جیسی ولادت ہے۔

توضیح: ...... یعنی جس طرح ولادت کی وجہ سے بھائی بہن ہوتے ہیں، دودھ پینے کی وجہ سے بھی بھائی بہن بن جاتے ہیں اور ایک دوسرے کے لئے محرم ہوتے ہیں جن کا آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٦٤٦) مسلم (١٤٤٤) نسائی (٣٣١٣) ابویعلی (٤٣٧٤)۔

تشریح: ......رضاعت کے باب میں یہ پہلی حدیث ہے اور اس کا مطلب ظاہر ہے۔ رضاعت سے مراد عورت کے پستان سے بچے کا مخصوص مدت میں دودھ چوس کر پینا ہے اور دودھ پینے اور پلانے والی کی حرمت کا یہی سبب اور ثبوت ہے اس سے دودھ پینے والا بچہ پلانے والی کا بچہ قرار پاتا ہے، اور وہ بچے کی رضاعی ماں کہلاتی ہے، اب اس عورت سے ہمیشہ کے لئے اس کا نکاح حرام ہے پھر یہ حرمت دودھ پینے والے کی اولاد میں اور دودھ پینے اور پلانے والی کی اولاد اور اس کے شوہر کی اولاد یا اس کے آقا کی اولاد جس سے اس نے وطی کی ہوگی پر مشتمل ہوگی۔ (مبارکپوری رحمہ اللہ)

اس حدیث سے ایک سوکن کا دوسری سوکن کے گھر جانا اخلاق ومحبت سے رہنا ثابت ہوا اور رضاعی چچا کی حرمت ثابت ہوئی، اور عام قاعدہ معلوم ہوا کہ جو رشتے نسلا حرام ہیں رضاعت سے بھی حرام ہوجاتے ہیں۔ اور امت کا اس پر اجماع ہے۔

2285۔ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ عَمَّهَا أَخَا أَبِي

الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا بَعْدَمَا ضُرِبَ الْحِجَابُ فَأَبَتْ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ حَتَّى يَأْتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَسْتَأْذِنَهُ فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ ذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَتْ جَاءَ عَمِّي أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ فَرَدَدْتُهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَكَ قَالَ أَوَ لَيْسَ بِعَمِّكِ قَالَتْ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ فَقَالَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ .

(ترجمہ)عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے خبر دی کہ ان کے (رضاعی) چچا ابوقعیس کے بھائی (افلح) حکم حجاب کے بعد ان کے پاس آئے، داخل ہونے کی اجازت چاہتے تھے۔ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے اجازت دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کریں پھر جب رسول اکرم ﷺ تشریف لائے تو عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا اور عرض کیا کہ میرے رضاعی چچا ابوقعیس کے بھائی آئے (اور اندر آنے کی اجازت چاہی) تو میں نے انہیں واپس کر دیا یہاں تک کہ آپ سے پوچھ نہ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ تمہارے رضاعی چچا نہیں ہیں؟ عرض کیا: مجھے عورت نے دودھ پلایا تھا آدمی نے نہیں (پھر آدمی یعنی ابوقعیس یا ان کے بھائی کی حرمت کیسے ثابت ہوئی؟) آپ نے فرمایا: وہ (افلح) تمہارے چچا ہوئے وہ تمہارے پاس اندر آ سکتے ہیں۔

عروہ نے کہا: اور عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرماتی تھیں: جو ولادت سے حرام ہوتا ہے وہی رضاعت سے بھی حرام ہوتا ہے۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: (٢٦٤٤) مسلم (١٤٤٥) ترمذی (١١٤٨) ابویعلی (٤٥٠١) ابن حبان (٤١٠٩)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچہ جس عورت کا دودھ پی لے اس کا شوہر دودھ پینے والے کا باپ ہوگا، اب جو رشتے ماں باپ کی جانب سے حرام ہوتے ہیں وہ دودھ سے بھی حرام ہو جائیں گے۔ افلح عائشہ رضی اللہ عنہا کے چچا اس لئے ہوئے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابوالقعیس کی بیوی کا دودھ پیا تھا۔ اور دودھ کی پیدائش میں مرد و عورت دونوں کے نطفے کا دخل ہوتا ہے، اس لئے رضاعت بھی دونوں کی جانب سے ہوئی، اس لئے حرمت بھی ثابت ہوگئی۔

(از مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ شرح بلوغ المرام)

2286- أَخْبَرَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ .

(ترجمہ) ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو (رشتے) ولادت سے حرام ہو جاتے ہیں وہی رضاعت سے بھی حرام ہوتے ہیں۔

تخریج اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٤٤٢) نسائی (٣٣٠٢) ابویعلی (٤٣٧٤)۔

2287- قَالَ مَالِكٌ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ .

(ترجمہ) اس سند سے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مثل سابق روایت ہے۔

(تخریج) اور ترجمہ اوپر گذر چکا ہے۔ مزید دیکھئے: الموطا للامام مالك، كتاب الرضاع (۱)

تشریح: ......ان تمام روایات کے پیش نظر امت کا اجماع ہے اس پر کہ دودھ حرام کر دیتا ہے جیسے ولادت حرام کر دیتی ہے یعنی دودھ پلانے والی دودھ پینے والے کی ماں ہو جاتی ہے اور ان میں نکاح ابدا حرام ہو جاتا ہے اور دودھ پینے والے کو دیکھنا اس کا حلال ہو جاتا ہے اور خلوت اور سفر کرنا اس کے ساتھ درست ہوتا ہے اور ان کے سوا اور احکام ماں ہونے کے جاری نہیں یعنی ماں کی طرح وہ لڑکے کی وارث نہیں ہوتی، نہ لڑکا اس کا وارث ہوتا ہے، اور نہ کسی کا نفقہ دوسرے پر واجب ہوتا ہے مثل ماں کے، اور نہ لڑکے کی گواہی اس پر رد کی جاتی ہے، اور نہ رضاعی ماں سے قصاص ساقط ہوتا ہے، اگر دودھ کے بچے کو مار ڈالے، غرض ان حکموں میں وہ دونوں مثل اجنبی کے ہیں، اور اسی طرح اجماع ہے کہ حرمت نکاح کی پھیل جاتی ہے مرضعہ اور اولاد رضیع میں اور رضیع اولاد مرضعہ میں اور اس حکم میں وہ رضیع گویا مرضعہ کی اولاد ہے، اور اسی مرضعہ کا شوہر جس کی صحبت سے یہ دودھ ہوا تھا خواہ شوہر نکاحی ہو یا ملک یمین کی راہ سے وہ رضیع کا باپ ہو جاتا ہے اور اس کی اولاد رضیع کی بھائی بہن ہو جاتی ہے اور مرضعہ کے شوہر کے بھائی رضیع کے چچا ہو جاتے ہیں اور اس کی بہن رضیع کی پھوپھیاں ہو جاتی ہیں اور اولاد رضیع کی مرضعہ کے شوہر کی اولاد ہو جاتی ہے۔ (وحیدی، شرح مسلم ۱۴۶۰)

[49]..... بَاب كَمْ رَضْعَةً تُحَرِّمُ

کتنی بار کے دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے؟

2288۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ.

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک دو دفعہ دودھ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی ہے۔

توضیح: ......المصة: مص سے ماخوذ ہے جس کے معنی چوسنے کے ہیں، ایک دو مرتبہ چوسنا یعنی تھوڑا سا پینا اور ایک روایت میں ہے ایک دفعہ پینے یا دو مرتبہ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، رضعہ اور املاجہ بھی مصۃ کی طرح ہم معنی ہیں، ان کی کیفیت یہ ہے کہ بچہ جب ماں کے پستان کو منہ میں لے کر چوستا ہے پھر بغیر عارضہ کے اپنی خوشی و مرضی سے پستان کو چھوڑ دیتا ہے اسے رضعہ یعنی ایک بار کا دودھ پینا یا چوسنا کہتے ہیں۔ پستان کا چھوڑنا کسی عارض کی بنا پر جیسے سانس لینے کے لئے یا معمولی سا آرام حاصل کرنے کے لئے یا کسی اور چیز کے لئے جو اسے دوسری طرف مشغول کر دے پھر جلدی ہی دوبارہ پینا یا چوسنا شروع کر دے اس طرح ایک یا دو مرتبہ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ بعض علماء کے نزدیک تین بار پینے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے، وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ تفصیل آگے آ رہی ہے۔

(**تخریج**) یہ حدیث اس سند سے ضعیف ہے، لیکن صحیح مسلم وغیرہ میں صحیح سند سے موجود ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٤٥٠) ابوداود (٢٠٦٣) ترمذی (١١٥٠) نسائی (٣٣١٠) ابن ماجہ (١٩٤١) ابویعلی (٤٧١٠) ابن حبان (٤٢٢٧)۔

2289۔ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً وَعِنْدِي أُخْرَى فَزَعَمَتِ الْأُولَى أَنَّهَا أَرْضَعَتِ الْحُدْثَى فَقَالَ لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَلَا الْإِمْلَاجَتَانِ.

(ترجمہ) ام الفضل (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ ایک صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ میں نے ایک عورت سے شادی کی اور میرے پاس دوسری بیوی بھی تھی تو اس پہلی بیوی نے کہا کہ میں نے اس نئی دلہن کو ایک یا دو بار دودھ چوسایا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک بار یا دو بار چوسانے سے حرمت نہیں ہوتی۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٤٥١) نسائی (٣٣٠٨) ابویعلی (٧٠٧٢)۔

2290۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَزَلَ الْقُرْآنُ بِعَشْرِ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُنَّ مِمَّا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ.

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: قرآن پاک میں یہ حکم نازل ہوا کہ دس بار دودھ پینے سے حرمت ہو جاتی ہے (یعنی نکاح حرام ہو جاتا ہے) پھر یہ حکم پانچ بار دودھ پینے سے منسوخ کر دیا گیا تب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اس وقت پانچ کی معروف تعداد قرآن میں پڑھی جاتی تھی۔

توضیح: ...... معلومات سے مراد محقق وثابت شدہ ہے یعنی جب رضاعت مشکوک ہو تو حرمت ثابت نہیں ہوگی اور قرآن میں پڑھی جانے کا مطلب یہ ہے کہ پانچ کی تعداد کا نسخ اتنی تاخیر سے ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کا واقعہ پیش آ گیا اور بعض لوگ پھر بھی ان پانچ کی تعداد کو قرآن سمجھ کر تلاوت کرتے رہے، آپ کی وفات کے بعد جب ان کو نسخ کا حکم معلوم ہوا تو اس سے انہوں نے رجوع کر لیا اور سب متفق ہو گئے کہ اب اس کی تلاوت نہیں کی جائے گی۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٤٥٢) ابوداود (٢٠٦٢) ترمذی (١١٥٠) نسائی (٣٣٠٧) ابن ماجہ (١٩٤٤).

تشریح: ...... رضاعت کا حکم کتنا دودھ پینے سے ثابت ہوتا ہے، اس میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ حکم دودھ تھوڑا پیا ہو یا زیادہ ثابت ہو جاتا ہے یعنی اس میں قلیل وکثیر کی کوئی قید نہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ رضاعت کا حکم تین بار پینے سے ثابت ہوتا ہے دو دفعہ پینے سے نہیں جیسا کہ حدیث "لا تحرم المصة والمصتان" سے واضح ہوتا ہے۔ تیسرا

قول ہے کہ پانچ بار بچہ دودھ پی لے تب ہی رضاعت اور حرمت ثابت ہوتی ہے یہی قول زیادہ قوی اور راجح ہے۔

اس باب میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی آخری حدیث میں نسخ کا ذکر ہے جو قرآن پاک میں تین انواع پر مشتمل ہے۔ پہلا یہ کہ حکم اور تلاوت دونوں منسوخ ہو گئے جیسے دس مرتبہ دودھ پینے والی آیت۔ دوسرے یہ کہ تلاوت منسوخ ہو گئی لیکن حکم باقی ہے جیسے پانچ مرتبہ دودھ پینے کی آیت اور آیت الرجم (الشيخ والشيخه اذا زنيا فارجموهما)۔ اور تیسرے یہ کہ حکم منسوخ ہو گیا لیکن تلاوت ابھی باقی ہے اور قرآن پاک میں ایسی بہت سی آیات ہیں جیسے آیت وصیت ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ .....﴾ (البقرہ: ٢/ ٢٤٠) وغیرہ آیات قرآنیہ۔

[50]..... بَاب مَا يُذْهِبُ مَذَمَّةَ الرِّضَاعِ
حق رضاعت کس طرح ادا ہو سکتا ہے؟

2291۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجٍ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا يُذْهِبُ عَنِّي مَذَمَّةَ الرَّضَاعِ قَالَ الْغُرَّةُ الْعَبْدُ أَوِ الْأَمَةُ .

(ترجمہ) حجاج بن حجاج اسلمی نے اپنے والد (حجاج رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! دودھ کے حق کو کون سی چیز مجھ سے دور کرے گی؟ آپ نے فرمایا: ایک غلام یا لونڈی۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٢٠٦٤) ترمذی (١١٥٣) نسائی (٣٣٢٩) ابویعلی (٦٨٣٥) ابن حبان (٤٢٣٠) موارد الظمآن (١٢٥٣)

توضیح: ......یعنی غلام یا لونڈی رضاعی ماں باپ کو خرید کر دے دو جوان کی خدمت کریں اس سے حق رضاعت ادا ہو جائے گا۔

[51]..... بَاب شَهَادَةِ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ عَلَى الرَّضَاعِ
رضاعت کے ثبوت کے لئے ایک عورت کی گواہی کافی ہے

2292۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ ثُمَّ قَالَ لَمْ يُحَدِّثْنِيهِ وَلَكِنْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ قَالَ تَزَوَّجْتُ بِنْتَ أَبِي إِهَابٍ فَجَاءَتْ أَمَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ إِنِّي أَرْضَعْتُكُمَا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَأَعْرَضَ عَنِّي قَالَ أَبُو عَاصِمٍ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ قَالَ كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ وَنَهَاهُ عَنْهَا . قَالَ أَبُو عَاصِمٍ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ فَكَيْفَ وَقَدْ قِيلَ وَلَمْ يَقُلْ نَهَاهُ عَنْهَا . قَالَ أَبُو مُحَمَّد كَذَا عِنْدَنَا .

(ترجمہ) عبداللہ بن ابی ملیکہ نے کہا: عقبہ بن حارث (رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے حدیث بیان کی پھر کہا: نہیں مجھ سے نہیں بلکہ میں نے سنا تھا وہ لوگوں کو حدیث بیان کر رہے تھے کہ میں نے ابواہاب (بن عزیر) کی لڑکی سے شادی کی تو ایک کالی خاتون

آئیں اور کہا کہ میں نے تم دونوں (میاں بیوی) کو دودھ پلایا ہے (یہ سن کر) میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے مجھ سے منہ موڑلیا (انہوں نے بار بار یہ عرض کیا) ابوعاصم نے کہا: تیسری یا چوتھی بار پھر جب عقبہ (رضی اللہ عنہ) نے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا: کس طرح (تم اس لڑکی سے رشتہ رکھو گے) اوراس کے بارے میں یہ کہا گیا ہے (یعنی تم دونوں دودھ شریک بھائی بہن ہو) اور آپ نے عقبہ کو اس لڑکی کے پاس جانے سے روک دیا۔

ابوعاصم نے کہا: عمرو بن سعید بن ابی حسین نے ابن ابی ملیکہ سے صرف یہ لفظ ذکر کیا (فکیف وقد قیل) اور یہ نہیں کہا (نہاہ عنہا) یعنی آپ نے عقبہ کواس سے روک دیا۔ امام دارمی نے کہا: ہمارے نزدیک بھی یہی حکم ہے۔ (یعنی رضاعت کا شبہ بھی ہو جائے تو آدمی اس لڑکی سے دور رہے شادی نہ کرے)

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن یہ حدیث اورواقعہ بالکل صحیح ہے دیکھئے: بخاری (۸۸) ابوداود (۳۶۰۳) ترمذی (۱۱۵۱) نسائی (۳۳۳۰) ابن حبان (۴۲۱۶) الحمیدی (۵۹۰)۔

تشریح: ......ایک عورت کی شہادت (گواہی) پر رسول اکرم ﷺ نے عقبہ اوران کی بیوی رضی اللہ عنہا میں جدائی کرادی اس سے ثابت ہوا کہ ہر حال میں احتیاط کا پہلو مقدم رکھنا چاہیے، اسی لئے عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس لڑکی کو چھوڑ دیا کیونکہ شبہ سے بچنا بہتر ہے۔

[52]..... بَاب فِيْ رَضَاعَةِ الْكَبِيْرِ

بڑے آدمی کودودھ پلانے کا بیان

2293- أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ وَكَأَنَّهُ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقُلْتُ إِنَّهُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَقَالَ انْظُرْنَ مَا إِخْوَانُكُنَّ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ.

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اس وقت ان کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا، آپ کا چہرہ مبارک بدل گیا اور طبع مبارک پر ناگواری کے آثار دیکھے تو عرض کیا: یہ تو میرا دودھ شریک بھائی ہے (رسول اللہ ﷺ) نے فرمایا: تحقیق وغور کرلو کہ تمہارے (رضاعی) بھائی کون ہیں؟ رضاعت اس وقت معتبر ہے جب دودھ بھوک کے وقت پیا جائے۔

توضیح: ......یعنی جس وقت دودھ بچے کی غذا ہو اسی وقت رضاعت ثابت ہوگی اور دوسری احادیث میں ہے کہ اس دودھ کے ذریعہ گوشت پیدا ہو اور ہڈیوں کو مضبوط بنائے، مطلب یہ کہ جو دودھ جزو بدن بنے اور گوشت وہڈی کی نشوونما کرے اسی دودھ سے حرمت ورضاعت ثابت ہوگی اور یہ مدت بچہ کے پیدا ہونے سے دوسال تک ہے۔ ﴿حَوْلَيْنِ

كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ﴾ (البقرہ: ۲/۲۳۳)

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۶۴۷، ۵۱۰۲) مسلم (۱۴۵۵) ابوداود (۲۰۵۸) نسائی (۳۳۱۲) ابن ماجہ (۱۹۴۵) طیالسی (۱۵۶۹) احمد (۶/۹۴، ۱۷۴)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بڑے آدمی نے کسی عورت کا دودھ پی لیا تو اس سے رضاعت ثابت نہیں ہوگی اور وہ دودھ پینے والا اس عورت کا رضاعی بیٹا ہوگا اور نہ اس کے لڑکے لڑکیوں کا رضاعی بھائی بنے گا۔ جمہور علمائے کرام کا یہی مسلک ہے۔

2294۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَنْبَأَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَائَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَكَانَتْ تَحْتَ أَبِي حُذَيْفَةَ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ إِنَّ سَالِمًا مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ يَدْخُلُ عَلَيْنَا وَأَنَا فُضُلٌ وَإِنَّمَا نَرَاهُ وَلَدًا وَكَانَ أَبُو حُذَيْفَةَ تَبَنَّاهُ كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ ﷺ زَيْدًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ أَنْ تُرْضِعَ سَالِمًا قَالَ أَبُو مُحَمَّد هَذَا لِسَالِمٍ خَاصَّةً .

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: سہلہ بنت سہیل بن عمرو (رضی اللہ عنہا) جو ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ (رضی اللہ عنہ) کے نکاح میں تھیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: ابوحذیفہ کا غلام سالم ہمارے گھر میں آتا ہے اور میں گھر کے معمولی لباس میں ہوتی ہوں اور ہم اسے اپنا بچہ تصور کرتے ہیں اور ابوحذیفہ نے ان کو متبنی کر لیا تھا جیسے کہ نبی کریم ﷺ نے زید بن حارثہ کو متبنی بنالیا تھا یہاں تک کہ یہ آیت (اُدْعُوْهُمْ لِآبَائِهِمْ ......) (احزاب: ۲۱/۵) نازل ہوئی۔ بہر حال ان کو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ سالم کو دودھ پلادیں۔ امام دارمی نے کہا: بڑے آدمی کو دودھ پلانا یہ صرف سالم کے لئے خاص تھا۔ یعنی اور کوئی بڑا دودھ پی لے تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔

توضیح: ......صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ ابوحذیفہ کی بیوی نے کہا: اے اللہ کے رسول اب سالم بڑا ہو گیا ہے، میں اسے کس طرح دودھ پلاؤں، آپ مسکرائے اور فرمایا: مجھے معلوم ہوا کہ وہ مرد ہو گیا ہے، جاؤ اسے دودھ پلادو، اس سے مقصد یہ تھا کہ ان کے شوہر کے دل سے کھٹکا نکل جائے اور گھر میں آنے جانے میں پردے کا اہتمام اور مشقت نہ اٹھانی پڑے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۰۸۸) مسلم (۱۴۵۳) نسائی (۳۳۲۰) ابن ماجہ (۱۹۴۳) ابن حبان (۴۲۱۳، ۴۲۱۵) مسند الحمیدی (۲۸۰)۔

تشریح: ...... یہ حدیث بڑی عمر کے آدمی کے دودھ پینے پر حرمت کے ثبوت پر دلالت کرتی ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور داود ظاہری کا یہی مسلک ہے، لیکن یہ پہلی حدیث کے معارض ہے جس میں مذکور ہے کہ رضاعت دو سال کے دوران

ثابت ہوتو حرمت ثابت ہوتی ہے جو جمہور علماء کا مسلک ہے اور انہوں نے اس آخر الذکر حدیث سالم کا جواب دیا ہے کہ یہ حکم صرف سالم (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ خاص تھا جیسا کہ امام دارمی نے بھی ذکر کیا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا کہ رضاعت کے معاملے میں بچپن (کی مدت رضاعت) ہی کا اعتبار کیا جائے گا الا یہ کہ جب کوئی حاجت یا ضرورت پیش آ جائے جیسا کہ بڑی عمر کے آدمی کی رضاعت کا مسئلہ ہے جسے عورت کے پاس جانا ناگزیر ہے اور عورت کا اس سے پردہ کرنا بھی دشوار ہے جیسا کہ سالم کا ابوحذیفہ کی بیوی کے ساتھ مسئلہ تھا، اس طرح کے بڑی عمر کے آدمی کو جب ضرورت وحاجت کے لئے عورت نے دودھ پلایا تھا تو اس مرد کا دودھ پینا موثر ہوگا۔

ایک اشکال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ سہلہ رضی اللہ عنہا نے جوان آدمی کو کس طرح دودھ پلایا اس کا جواب قاضی عیاض نے یہ دیا ہے کہ ممکن ہے سہلہ نے دودھ نکال کر پلا دیا ہو اور پستان نکالنے یا چھونے کی نوبت ہی نہ آئی ہو اور نہ دونوں کے جسم باہم ملے ہوں (انتہی کلامہ) نیز چھاتی سے بھی اگر پلایا ہو تو ممکن ہے کیونکہ سالم ان کے بچپن کے پالے ہوئے لے پالک اور مثل بیٹے کے تھے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ایسا کیا تھا لہٰذا قباحت نہ رہی۔ واللہ اعلم۔

[53]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ التَّحْلِيلِ

حلالہ کرنے کی ممانعت کا بیان

2295۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي قَيْسٍ عَنِ الْهُزَيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ.

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے اس پر۔

توضیح: ......محل اور مُحَلِّلْ وہ شخص ہے جو طلاق دینے کی نیت سے مطلقہ ثلاثہ سے نکاح ومباشرت کرے تاکہ وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے اور محلل لہ سے مراد پہلا شوہر ہے جس نے تین طلاق دے دیں اور لعنت: اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری اور پھٹکار کو کہتے ہیں اور یہ جب اللہ اور رسول کی طرف سے ہو تو ملعون شخص راندہ درگاہ الٰہی ہے اور لعنت گناہ کبیرہ پر ہی ہوتی ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے اور کچھ اسانید سے یہ حدیث ضعیف ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۱۱۲۰) نسائی (۳٤۱٦) ابویعلی (٥٠٥٤)۔

تشریح: ......اس حدیث میں عورت کو پہلے شوہر کے لئے حلال کرنے کے واسطے نکاح کرنے اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا دونوں پر لعنت کی گئی ہے یہ فعل بہت ہی قبیح، شرمناک، خبیث اور معیوب ہے۔ گویا عورت کرائے کی بکری ہے جب چاہا تین طلاق دے کر غیر مرد کے ہاتھ میں دے دیا تاکہ وہ اس سے حرام کاری کرے، اور پھر پہلے شوہر کے پاس

لوٹ جائے، یہ کھلی ہوئی حرام کاری اور زنا کاری ہے، "حتی تنکح زوجا غیرہ" کا بہت غلط استعمال ہے۔ اس سلسلے میں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے باری باری تین طلاق دے دی ہیں اور عدت کے بعد وہ مطلقہ عورت کسی آدمی سے طلاق کی شرط کے بنا نکاح کرے پھر وہ آدمی اپنی مرضی سے اسے طلاق دے تب وہ عورت پہلے شوہر سے شادی کرسکتی ہے طلاق کی شرط کے ساتھ نکاح کرنا، دو چار دن استمتاع کرنا، پھر طلاق دینا یہ شرمناک فعل ہے، ایسا کرنے والے اور کرانے والے پر لعنت ہے اور حدیث کی اصطلاح میں ایسے مفتی و فاعل کو التیس المستعار یعنی کرائے کا سانڈ کہا گیا ہے۔ کچھ نادان لوگ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی عدم رفع الیدین کی غیر ثابت شدہ بات کو بڑی شد و مد سے دلیل جانتے ہیں، یہاں حلالہ کے باب میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو پس پشت ڈال کر مزے لوٹتے ہیں۔ اللہ انہیں ہدایت دے۔ آمین

[54]..... بَاب فِي وُجُوبِ نَفَقَةِ الرَّجُلِ عَلٰى أَهْلِهِ

آدمی پر اپنے اہل وعیال کا نان نفقہ واجب ہے

2296۔ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدًا أُمَّ مُعَاوِيَةَ امْرَأَةَ أَبِي سُفْيَانَ أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَإِنَّهُ لَا يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَبَنِيَّ إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَهَلْ عَلَيَّ فِي ذٰلِكَ جُنَاحٌ فَقَالَ خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ.

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ ہند (بنت عتبہ) معاویہ کی ماں اور ابوسفیان (رضی اللہ عنہم) کی بیوی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ابوسفیان بخیل آدمی ہیں وہ مجھے اتنا خرچہ نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کے لئے کافی ہو مگر یہ کہ میں کچھ ان کی لاعلمی میں لے لوں تو ایسا کرنے میں مجھ پر گناہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عادت کے مطابق بھلے طریقہ سے تم اتنا مال لے سکتی ہو جو خود تمہارے اور تمہارے بچوں کے لئے کافی ہو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۲۱۱) مسلم (۱۷۱٤) ابوداود (۳۵۳۲) ابویعلی (٤٦۳٦) ابن حبان (٤۲۵۵) الحمیدی (۲٤٤)۔

تشریح:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت اور بچوں پر خرچ کرنا مرد کے واجبات میں سے ہے نیز اس حدیث سے بیویوں کے حقوق پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ اگر خاوند نان ونفقہ نہ دے یا بخل سے کام لے تو بیوی ان سے خرچہ وصول کرنے کے لئے ہر جائز راستہ اختیار کرسکتی ہے اس کی لاعلمی میں اس کے مال سے ضرورت کے مطابق لے بھی سکتی ہے۔ اگر عدالت یا قاضی وحاکم کے پاس جانے ہی سے اس کو اپنا حق وصول ہوتا ہو تو وہاں بھی جاسکتی ہے جیسا کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے کیا اور یہ غیبت یا شکایت میں شمار نہ ہوگا نیز یہ کہ ان تمام امور میں نیک نیتی ملحوظ رکھنا ضروری ہے اور محض فتنہ وفساد یا خانہ خرابی مقصود ہو تو پھر یہ رخصت ختم ہو جائے گی۔

[55]..... بَاب فِي حُسْنِ مُعَاشَرَةِ النِّسَاءِ
عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت کا بیان

2297- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوهُ.

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک رکھے اور جب تم میں سے کوئی مرجائے تو اس کو چھوڑ دو۔

توضیح: ......یعنی اس کو برے الفاظ سے یاد نہ کرو نہ اس کی برائی کرو، ترمذی شریف میں یہ اضافہ ہے اور میں اپنے اہل کے ساتھ تم میں سب سے زیادہ اچھا سلوک کرنے والا ہوں۔

(تخریج) یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۳۸۹۵) ابن حبان (٤١٧٧) موارد الظمآن (١٣١٢).

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ اچھا سلوک کرنا خود اس انسان کے اچھا ہونے کی علامت ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ متقی و پرہیز گار اور کون ہوگا جو اپنے گھر والوں کے لئے سب سے اچھے تھے۔ حقیقت اور امر واقعہ یہ ہے کہ جب گھر میں حسن معاشرت کا یہ ماحول ہوگا تو وہ گھرانہ دنیاوی سعادتوں، نعمتوں اور برکتوں سے محظوظ ہوگا۔ اس حدیث میں گذرے ہوئے لوگوں کی برائی کرنے سے بھی روکا گیا ہے۔

[56]..... بَاب فِي تَزْوِيجِ الصِّغَارِ إِذَا زَوَّجَهُنَّ آبَاؤُهُنَّ
چھوٹی بچیوں کا اگر ان کے باپ دادا نکاح کر دیں اس کا بیان

2298- أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ رَأْسِي فَأَوْفَى جُمَيْمَةً فَأَتَتْنِي أُمُّ رُومَانَ وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ وَمَعِي صَوَاحِبَاتٌ لِي فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا وَمَا أَدْرِي مَا تُرِيدُ فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ وَإِنِّي لَأَنْهَجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفْسِي ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ فَقُلْنَ عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ضُحًى فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ.

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: جب نبی کریم ﷺ سے میرا نکاح ہوا تو میری عمر چھ سال تھی پھر ہم ہجرت کر کے مدینہ آئے تو بنو حارث بن خزرج کے یہاں ٹھہرے یہاں آکر مجھے بخار آ گیا اور اس کی وجہ سے میرے بال گرنے لگے پھر مونڈھوں تک خوب بال ہو گئے پھر ایک دن (میری والدہ) ام رومان آئیں اس وقت میں اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ

جھولا جھول رہی تھی انہوں نے مجھے پکارا تو میں حاضر ہوئی اور مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ میرے ساتھ ان کا کیا ارادہ ہے، آخر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر گھر کے دروازے کے پاس کھڑا کر دیا اور میرا سانس پھولا جا رہا تھا، تھوڑی دیر میں جب مجھے کچھ سکون ہوا تو انہوں نے کچھ تھوڑا سا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر پھیرا، پھر مجھے گھر کے اندر لے گئیں وہاں انصار کی چند عورتیں موجود تھیں جنہوں نے مجھے دیکھ کر دعا دی کہ اللہ خیر و برکت کرے اور تمہارا اچھا نصیب ہو، میری ماں نے مجھے ان کے حوالے کر دیا اور انہوں نے میری آرائش کی اس کے بعد دن چڑھے اچانک رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور ان عورتوں نے مجھے آپ کے حوالے کر دیا اور اس وقت میری عمر نو سال تھی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۳۸۹٤) مسلم (۲٤۳۸) ابویعلی (٤٤۹۸) ابن حبان (۷۰۹۷)۔

تشریح: ......حجاز چونکہ گرم ملک ہے اس لئے یہاں قدرتی طور پر لڑکے اور لڑکیاں بہت کم عمر میں بالغ ہو جاتے ہیں، اس لئے عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت صرف نو سال کی عمر تعجب خیز نہیں، بعض لوگ اس روایت میں غلطی کا اظہار کرتے ہیں کہ ۱۹ کو کہا گیا ہے۔ یہ خام خیالی اور احادیث بخاری و مسلم میں شکوک و شبہات پیدا کرنا ہے جو بڑی خطرناک بات ہے، اس طرح حدیث کے تمام مجموعے خام خیالی اور شکوک و شبہات کی زد میں آ جائیں گے۔ (اعاذنا اللّٰه منه)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھوٹی لڑکی کا نکاح درست ہے بغیر اجازت کے، بہت سے علماء کا اس پر اجماع ہے کہ باپ نے اگر چھٹپن میں نکاح کر دیا ہے تو بعد بلوغ کے لڑکی کو فسخ کا اختیار نہیں، اور بعض علماء نے کہا کہ بلوغ کے بعد اس بچی کو فسخ کا اختیار ہے، نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دلہن کا بناؤ سنگار کرنا مستحب ہے، نیز عورتوں کا جمع ہونا اور دعا و مبارک باد دینا بھی صحیح ہے اور لوگوں کے جمع ہونے سے اعلان نکاح بھی ہو جاتا ہے، دلہن کی تسلی و اطمینان اور آداب ملاقات سے آشنائی ہوتی ہے، نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دولہا دلہن کی ملاقات اور صحبت دن میں بھی درست ہے۔ واللہ اعلم۔

طلاق کے مسائل

[1]..... بَاب السُّنَّةِ فِي الطَّلَاقِ
طلاق کے صحیح طریقے کا بیان

2299۔ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذَلِكَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ مُرْهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا وَيُمْسِكَهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ.

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دیدی تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا: چنانچہ آپ نے فرمایا: ان سے کہو کہ رجوع کرلیں اور اسے (بیوی کو) اس وقت تک روکے رکھیں کہ طہر شروع ہو جائے پھر ایام آئیں اور پھر طہر شروع ہو پھر اگر چاہیں تو اسے اپنے پاس برقرار رکھیں اور چاہیں تو طلاق

دے دیں، صحبت ومجامعت کرنے سے پہلے، پس یہ وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے کہ اس میں عورتوں کو طلاق دی جائے۔ (یعنی یہ وہ مدت ہے جس کا حکم (فطلقوهن لعدتهن) میں اللہ تعالی نے دیا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٢٥١) مسلم (١٤٧١) ابوداود (٢١٧٩) نسائی (٣٣٩٠) ابویعلی (٥٤٤٠) ابن حبان (٤٢٦٣) معرفة السنن والآثار للبیهقی (١٥٧٣)۔

2300۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا يَذْكُرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ حِينَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا وَهِيَ طَاهِرٌ. قَالَ أَبُو مُحَمَّد رَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ وَوَكِيعٌ أَوْ حَامِلٌ.

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ جب انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا، آپ نے فرمایا: انہیں کہو کہ اس عورت کو لوٹا لیں (یعنی طلاق سے رجوع کرلیں) پھر چاہیں تو حالت طہر میں اس کو طلاق دیں۔ امام دارمی نے کہا: ابن المبارک اور وکیع نے روایت کیا ہے کہ حالت حمل میں۔ (یعنی یا تو طہر کی حالت میں طلاق دیں۔ یا وہ عورت حاملہ ہو تب طلاق دیں)۔

(**تخریج**) یہ حدیث صحیح ہے اور مصادر ومراجع وہی ہیں جو اوپر ذکر کئے گئے ہیں۔

تشریح: ...... نکاح ایک عقد وبندھن ہے جس سے میاں بیوی میں الفت ومحبت پیدا ہوکر نسل اور خاندان کی بنا پڑتی ہے اگر اس بندھن میں توافق وتجانس نہ پیدا ہوسکے تو شریعت نے اس بندھن کو ختم کرنے اور توڑنے کے لئے مرد کی طرف سے طلاق اور عورت کی طرف سے خلع کے دو مناسب حل مشروع کئے ہیں اور اس کے قواعد وضوابط ہیں۔ لہٰذا طلاق کا مطلب ہوا اس پابندی کو ہٹا دینا جو نکاح کی وجہ سے میاں بیوی پر تھی اور ظروف واحوال کے تحت اس کی مختلف صورتیں ہیں جائز اور سنت طریقہ یہ ہے جو قرآن پاک میں اللہ تعالی نے ذکر فرمایا ہے: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ..﴾ (البقرہ: ٢٢٩/٢) یعنی طلاق دینا مقصود ہو تو طہر کی حالت میں جس میں صحبت نہ کی گئی ہو ایک طلاق دی جائے۔ اور حیض کے ایام میں طلاق دینا حرام ہے جیسا کہ ان دونوں احادیث میں مذکور ہے یا تین طلاق یکبارگی دی جائے یہ بھی مخالف کتاب وسنت ہے، کبھی طلاق بدعی ہوتی ہے اور مکروہ بھی جیسے بلا سبب محض جنسی آسودگی کے لئے آدمی طلاق دے اور کبھی طلاق واجب ہوتی ہے جب میاں بیوی میں مخالفت ہو اور میل ملاپ کی کوئی صورت باقی نہ رہے اور کبھی طلاق مستحب وحلال وجائز ہوتی ہے جب بیوی بدچلن ہو لیکن طلاق بذات خود اچھی بات نہیں میاں بیوی کو جہاں تک ہوسکے میل محبت اور ایک دوسرے کے ساتھ اخلاص واحترام سے رہنا چاہیے اگر طلاق کی نوبت آ ہی جائے تو بہت سوچ سمجھ کر ایک ایک کر کے طلاق دینی چاہیے تاکہ رجوع کے لئے راستہ کھلا رہے اور بعد میں ندامت وپشیمانی نہ اٹھانی پڑے، بڑے افسوس کی بات ہے کہ لوگ جوش میں آ کر خلاف سنت تین طلاق داغ دیتے ہیں، پھر علماء کے پاس دوڑتے، چکر لگاتے ہیں کہ کسی طرح بیوی

واپس مل جائے اور پھر اس کے لئے بہت ہی گھناونا اور شرمناک طریقہ حلالہ کا اختیار کیا جاتا ہے، یہ سارے امور خلاف شرع ہیں جن میں ہر مسلمان کو پرہیز کرنا چاہیے۔

مذکور بالا حدیث میں حیض کی حالت میں دی گئی طلاق صحیح نہیں تھی اس لئے رسول اکرم ﷺ نے رجوع کا حکم فرمایا: اب علمائے کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ طلاق شمار ہوگی یا نہیں، ائمہ اربعہ اور اکثر فقہائے کرام کے نزدیک یہ طلاق گرچہ بدعی ہے لیکن شمار کی جائے گی اور رجوع کرنے کے بعد شوہر کو دو طلاق کا ہی اختیار ہوگا اور ظاہر اہل الحدیث امام ابن تیمیہ وابن القیم کثیر علماء وفقہ کا قول یہ ہے کہ یہ طلاق شمار نہ کی جائے گی ،اس لئے کہ یہ بدعی اور حرام ہے، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے ابن عمر کو رجوع کرنے کا حکم دیا۔امام شوکانی رحمہ اللہ نے بھی اس کو ترجیح دی ہے اور ایک روایت میں ابن عمر رضی للہ عنہما سے خود مروی ہے: فردہا علی ولم یرشیئا۔یہ قول حیض میں دی جانے والی طلاق کے واقع نہ ہونے پر واضح وبین دلیل ہے۔تفصیل کے لئے ''زادالمعاد'' اور المحلی لابن حزم ملاحظہ فرمائیں۔

[2]..... بَاب فِي الرَّجْعَةِ

طلاق کے بعد رجوع کرنے کا بیان

2301- حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ وَإِسْمَعِيلُ بْنُ أَبَانَ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ طَلَّقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا .

(ترجمہ) عمر (بن الخطاب رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (ان کی بیٹی) حفصہ (رضی اللہ عنہا) کو طلاق دی پھر رجوع کرلیا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔دیکھئے: ابوداود (۲۲۸۳) نسائی (۳۵٦۳) ابن ماجه (۲۰۱٦) ابويعلى (۱۷٤،۱۷۳) ابن حبان (٤۲۷۵) الموارد (۱۳۲٤).

تشریح: ......رجعت یا رجوع سے مراد طلاق کے بعد دوران عدت بغیر نکاح کے اپنی اہلیہ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، آپ ﷺ نے ایسا کیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کو رجوع کا حکم بھی دیا لہٰذا قول وفعل دونوں سے ثابت ہوگیا کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو تیسری طلاق سے پہلے عدت کے اندر بلا نکاح کے وہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے اگر عدت گذر جائے تو پھر تجدید نکاح کرنا ہوگا اور اگر تین طلاق کے بعد رجوع کرنا چاہے تو ایسا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ وہ عورت دوسری شادی کرے اور اسے دوسرا شوہر بلا شرط ودباؤ کے اپنی مرضی سے طلاق دے دے ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ کی یہی صحیح تفسیر وتشریح ہے۔اور طلاق یا رجوع کے وقت گواہ بنانا ضروری نہیں مندوب ومستحب ہے۔

2302- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا

قَالَ أَبُو مُحَمَّد كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ أَنْكَرَ هٰذَا الْحَدِيثَ وَقَالَ لَيْسَ عِنْدَنَا هٰذَا الْحَدِيثُ بِالْبَصْرَةِ عَنْ حُمَيْدٍ .

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حفصہ (رضی اللہ عنہا) کو طلاق دی پھر ان سے رجوع کر لیا۔

امام دارمی نے کہا: ابن المدینی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو منکر کہا ہے اور فرمایا کہ بصرہ میں ہمارے یہاں حمید سے اس کو کسی نے روایت نہیں کیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور تخریج ذکر کی جا چکی ہے۔ مزید دیکھئے: ابویعلی (٣٨١٥) الحاکم (١٩٧/٢) وقال علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ.

تشریح: ......ابن المدینی کا یہ کہنا کہ اہل بصرہ میں سے کسی نے حمید سے اس کو روایت نہیں کیا کوئی علت نہیں کیونکہ ضروری نہیں کہ اہل بصرہ جب روایت کریں تب ہی وہ روایت صحیح ہوگی۔

[3]..... بَاب لَا طَلَاقَ قَبْلَ نِكَاحٍ
نکاح سے پہلے طلاق دینا درست نہیں ہے

2303- أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ الْحَكَمُ قَالَ لِي يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ أَفْصِلُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ أَنْ لَا يَمَسَّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرٌ وَلَا طَلَاقَ قَبْلَ إِمْلَاكٍ وَلَا عَتَاقَ حَتّٰى يَبْتَاعَ . سُئِلَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَنْ سُلَيْمَانُ قَالَ: أَحْسَبُهُ كَاتِبًا مِنْ كُتَّابِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ .

(ترجمہ) حکم نے کہا: یحییٰ بن حمزہ نے مجھ سے کہا کہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کے لئے لکھا تھا کہ قرآن پاک کو صرف پاک آدمی ہی ہاتھ لگائے، اور نکاح کی ملکیت سے پہلے طلاق درست نہیں، اور خریدنے سے پہلے آزادی ممکن نہیں۔

امام دارمی سے سلیمان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: یہ شاید عمر بن عبدالعزیز کے کتاب میں سے تھے۔

(**تخریج**) اس سند سے یہ روایت ضعیف ہے لیکن دیگر اسانید سے بھی مروی ہے۔ امام ترمذی نے اس روایت کے آخری دونوں جملوں نکاح وعتاق کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٢١٩١) ترمذی (١١٨٢) وابن ماجہ (٢٠٤٧) ابن حبان (٦٥٥٩) موارد الظمآن (٧٩٣)۔

تشریح: ......گرچہ اس حدیث کی سند میں کلام ہے لیکن اس کا معنی صحیح ہے۔ بغیر وضو قرآن چھونا منع ہے جیسا کہ آیت کریمہ میں ہے: ﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ..﴾ (الواقعہ: ٧٩/٢٧) اور نکاح کرنے سے پہلے عورت کو طلاق دینا اس کا ثبوت سنن میں ہے کہ یہ طلاق واقع نہیں ہوگی امام شافعی اہل الحدیث اور دواد ظاہری وغیرہ کثیر علماء کا یہ قول ہے کہ

نکاح سے پہلے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی باب باندھا: ((لا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ)) اور ﴿إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ فَطَلِّقُوهُنَّ﴾ (الاحزاب: ۴۹/۲۲) سے استدلال کیا کہ نکاح کرلو تبھی طلاق دو تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں، اوراس سلسلے میں ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالی نے طلاق کو نکاح کے بعد ذکر کیا ہے لہٰذا نکاح سے پہلے کوئی یہ کہے کہ فلاں عورت کو طلاق ہے یا اگر کہے کہ فلاں عورت سے میں نے نکاح کیا تو طلاق ہے اس صورت میں بھی طلاق واقع نہ ہوگی۔ امام بخاری نے ۲۳ تابعین کے نام ذکر کئے ہیں جو اسی کے قائل تھے۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایسی عورت جس کو نکاح سے پہلے طلاق دی گئی مطلقہ ہوجائے گی۔ امام مالک نے کہا اگر کسی قبیلہ یا شہر کی عورت سے کہے یا کسی دن یا مہینے کے ساتھ مخصوص کرے تو اس صورت میں طلاق ہوجائے گی (یعنی یہ کہے کہ فلاں شہر یا قبیلہ کی عورت سے میں نے شادی کی تو اسے طلاق ہے یا فلاں مہینے میں شادی کروں تو طلاق ہے)۔ راجح پہلا قول ہے۔ غلام کے آزاد کرنے کا بھی یہی حکم ہے کہ کسی نے غلام خریدنے سے پہلے کہا کہ فلاں کا غلام آزاد ہے تو وہ خریدنے کے پہلے یا بعد میں آزاد نہ ہوگا۔ (واللہ اعلم)۔

[4]..... بَاب مَا يُحِلُّ الْمَرْأَةَ لِزَوْجِهَا الَّذِي طَلَّقَهَا فَبَتَّ طَلَاقَهَا
وہ عورت جس کو تین طلاقیں دی جاچکی ہوں کس طرح پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگی؟

2304۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ أَبُو بَكْرٍ وَخَالِدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ عَلَى الْبَابِ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي. قَالَ أَتُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا، حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ فَنَادَى خَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَرَى مَا تَجْهَرُ بِهِ هَذِهِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

(ترجمہ) ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا کہ رفاعہ القرظی کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس وقت آپ کے پاس ابوبکر تھے اور خالد بن سعید بن العاص دروازے پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کے طلب گار تھے، اس عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ میں رفاعہ کے نکاح میں تھی پھر انہوں نے مجھے تین طلاقیں دے دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو؟ نہیں یہاں تک کہ وہ (دوسرا شوہر) تمہارا مزہ چکھ لے اور تم اس کا مزہ چکھ لو (یہ جماع کی طرف اشارہ ہے) یہ سن کر خالد بن سعید (رضی اللہ عنہ) نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو پکارا: کیا آپ اس عورت کو نہیں دیکھتے نبی کریم ﷺ کے سامنے کس طرح کی باتیں زور زور سے کررہی ہے؟۔

تخریج یہ حدیث صحیح اور متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۶۲۹، ۵۲۳۹) مسلم (۱۴۳۳) ترمذی (۱۱۱۸) ابن ماجہ (۱۹۳۲) ابویعلی (۴۴۲۳) ابن حبان (۴۱۲۱) اس روایت میں کچھ اختصار ہے جس کی اگلی حدیث میں

تفصیل ہے۔

2305۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَلَّقَ رِفَاعَةُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَدَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ إِنْ مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هُدْبَتِي هَذِهِ . فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ أَوْ قَالَ تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ.

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: رفاعہ (رضی اللہ عنہ) جو بنی قریظہ کے فرد تھے انہوں نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی، اس کے بعد اس سے عبدالرحمٰن بن زبیر (رضی اللہ عنہ) نے شادی کر لی پھر وہ عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ان کے پاس تو (شرمگاہ) اس کپڑے کی طرح ہے (یعنی نامرد ہیں جماع نہیں کرسکتے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شاید تم پھر رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو؟ نہیں یہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ عبدالرحمٰن تمہارا مزہ نہ چکھ لیں یا یہ کہا کہ تم اس کا مزہ نہ چکھ لو۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

تشریح: ...... جب کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے تو اب ضروری ہے کہ وہ عورت دوسرے مرد سے بلاشرط نکاح کرے اور اس سے جماع کرائے اس کے بعد یہ دوسرا شوہر حلالہ کی نیت و شرط سے نکاح و طلاق نہ دے ورنہ یہ نکاح ناجائز ہوگا اور ایسا کرنے والا اور جس کے لئے ایسا کیا جائے دونوں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق ملعون ہیں بہرحال مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ عورت پہلے خاوند سے طلاق ثلاثہ کے بعد دوبارہ شادی کرسکتی ہے جب کہ دوسرے شوہر نے ازخود اس کو طلاق دیدی ہو۔

[5]..... بَاب فِي الْخِيَارِ

بیوی کو طلاق کا اختیار دینے کا بیان

2306۔ أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْخِيَرَةِ فَقَالَتْ قَدْ خَيَّرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَفَكَانَ طَلَاقًا.

(ترجمہ) مسروق (رحمہ اللہ) نے کہا: میں نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے طلاق کا اختیار دینے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ہم کو رسول اللہ ﷺ نے اختیار دیا تھا تو کیا محض یہ اختیار طلاق بن گیا؟

تخریج اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٢٦٢) مسلم (١٤٧٧) ترمذی (١١٧٩) نسائی (٣٢٠٣) ابویعلی (٤٣١٧) ابن حبان (٤٢٦٧) الحمیدی (٢٣٦).

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو اختیار ہے کہ چاہو تو میرے ساتھ رہو اور چاہو تو اپنے میکے چلی

جاؤ تو اگر وہ شوہر کے ساتھ رہ جائے تو طلاق واقع نہیں ہوتی ہے۔ اس کی تفصیل سورہ احزاب کی آیت: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا....﴾ (احزاب: ۲۸/۲۱) کے ضمن میں دیکھی جا سکتی ہے۔

[6]..... بَاب النَّهْيِ عَنْ أَنْ تَسْأَلَ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا طَلَاقَهَا

عورت کو طلاق مانگنے کی ممانعت کا بیان

2307۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ.

(ترجمہ) ثوبان (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس عورت نے اپنے خاوند سے بلا وجہ طلاق مانگی اس کے اوپر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۲۲۲۶) ترمذی (۱۱۸۷) ابن ماجه (۲۰۵۵) ابن حبان (۴۱۸۴) موارد الظمآن (۱۳۲۶)۔ اس کی سند میں ابوقلابہ کا نام: عبداللہ بن زید ہے اور ابواسماء: عمر بن مرثد الرحبی ہیں۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کا بلا وجہ طلاق مانگنا گناہ ہے اور ایسی عورت پر جنت کی خوشبو سونگھنا حرام ہوگا۔ اسی طرح مرد کو بھی بلا ضرورت طلاق دینا منع ہے طلاق اسی حالت میں جائز ہے جب مصالحت اور موافقت کا کوئی راستہ نہ ہو اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ((أَبْغَضُ الْحَلَالِ عِنْدَ اللّٰهِ الطَّلَاقُ .)) کو بھی نظر میں رکھنا چاہیے۔

[7]..... بَاب فِي الْخُلْعِ

خلع کا بیان

2308۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ أَنَّ عَمْرَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ تَزَوَّجَهَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ فَذَكَرَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ هَمَّ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا وَكَانَتْ جَارَةً لَهُ وَأَنَّ ثَابِتًا ضَرَبَهَا فَأَصْبَحَتْ عَلَى بَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْغَلَسِ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ فَرَأَى إِنْسَانًا فَقَالَ مَنْ هَذَا قَالَتْ أَنَا حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ فَقَالَ مَا شَأْنُكِ قَالَتْ لَا أَنَا وَلَا ثَابِتٌ . فَأَتَى ثَابِتٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ خُذْ مِنْهَا وَخَلِّ سَبِيلَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ عِنْدِي كُلُّ شَيْءٍ أَعْطَانِيهِ فَأَخَذَ مِنْهَا وَقَعَدَتْ عِنْدَ أَهْلِهَا .

(ترجمہ) عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ حبیبہ بنت سہل سے ثابت بن قیس بن شماس (رضی اللہ عنہما) نے شادی کی تھی۔ حبیبہ (رضی اللہ عنہا) نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے نکاح کا ارادہ رکھتے تھے اور وہ آپ کی پڑوسن تھیں (انفرد بہ الدارمی) ثابت (رضی اللہ عنہ) نے انہیں مارا تو وہ صبح کو اندھیرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو آدمی کی پرچھائی (سایہ) دیکھا، فرمایا: کون ہے؟ انہوں نے کہا: میں حبیبہ بنت سہل ہوں، آپ نے فرمایا: کیا بات

ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میں نہیں یا ثابت نہیں (یعنی میں ان کے ساتھ نہیں رہ سکتی) پھر جب ثابت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: اس سے اپنا مال لے لو اور اس کو چھوڑ دو، حبیبہ نے کہا: یا رسول اللہ انہوں نے جو کچھ بھی دیا سب میرے پاس محفوظ ہے۔ چنانچہ ثابت نے اپنا سارا مال لے لیا اور اس کو چھوڑ دیا اور حبیبہ اپنے میکے میں جا کر بیٹھ گئی (یعنی شوہر سے خلع لے لیا)۔

(تخریج) یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٢٧٣) ابوداود (٢٢٣٧) ابن ماجه (٢٠٥٧) ابن حبان (٤٢٨٠) موارد الظمان (١٣٢٦)۔

تشریح: ...... مذکورہ بالا روایت میں خلع کا ذکر ہے یعنی عورت پر اگر ظلم ہو رہا ہے تو وہ قاضی یا حاکم کے پاس جا کر اپنے شوہر سے علیحدگی کا مطالبہ کر سکتی ہے اور مرد کو یہ مطالبہ پورا کرنا ہوگا کہ وہ اپنی بیوی کو چھوڑ دے اس کے بدلے میں اس نے جو کچھ بھی زر، زیور، زمین عورت کو دی ہو وہ واپس مل جائے گی، زیادہ لینا مکروہ ہے اور قاضی دونوں میاں بیوی کے درمیان جدائی کرا دے گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ثابت اور حبیبہ کے درمیان جدائی کرادی اور خلع کے بعد ایک مہینے کی عدت عورت پر ہے، یہ اسلام کا وہ پیارا نظام عدل ہے جو میاں بیوی کو زبردستی سے روکتا اور ساتھ نبھانے پر مجبور نہیں کرتا ہے اول تو عورت کی بغیر اجازت نکاح ہو ہی نہیں سکتا، دوسرے اگر عورت پر ظلم ہو رہا ہے تو اس کو اپنے خاوند سے خلاصی حاصل کرنے کا پورا حق ہے۔ اس کو اسلام میں لفظ خلع سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حقوق نسواں کے علمبرداروں کو اس پر غور کرنا چاہیے اور اسلام پر کیچڑ اچھالنے سے گریز کرنا چاہیے۔

[8]..... بَاب فِي طَلَاقِ الْبَتَّةِ
تین طلاق ایک ساتھ دینے کا بیان

2309۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ بَلَغَنِي حَدِيثٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُكَانَةَ وَهُوَ فِي قَرْيَةٍ لَهُ فَأَتَيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبِي . عَنْ جَدِّي أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ مَا أَرَدْتَ فَقَالَ وَاحِدَةً قَالَ آللَّهِ قَالَ آللَّهِ قَالَ هُوَ مَا نَوَيْتَ .

(ترجمہ) بنوعبدالمطلب کے ایک شخص سعید نے کہا: مجھے عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ کی حدیث پہنچی اور وہ اپنے گاؤں میں تھے لہٰذا میں ان کے پاس گیا اور ان سے سوال کیا تو انہوں نے کہا: مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی ان سے دادا نے روایت کیا کہ انہوں نے (یزید بن رکانہ نے) اپنی بیوی کو بتہ طلاق دی اور وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اس قسم کا تذکرہ کیا، رسول اللہ ﷺ نے کہا: تمہاری نیت کیا تھی؟ عرض کیا ایک طلاق دینے کی نیت تھی، فرمایا: اللہ کی قسم ایک ہی کی نیت تھی؟ عرض کیا: اللہ کی قسم ایک ہی کی نیت تھی، فرمایا: جو تمہاری نیت تھی وہی طلاق ہوئی۔ یعنی

ایک ہی طلاق واقع ہوئی۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٢٢٠٦) ترمذی (١١٧٧) ابن ماجه (٢٠٥١) ابویعلی (١٥٣٧) ابن حبان (٤٢٧٤) الموارد (١٣٢١)۔

توضیح: ...... بتہ تین طلاق کو کہتے ہیں کیونکہ بت کے معنی قطع کرنے کے ہیں اور تین طلاق کے بعد شوہر کا بیوی سے رشتہ زوجیت قطع ہوجاتا ہے پھر اس سے رجعت نہیں ہوسکتی اور عدت گذر جانے پر ایک طلاق بھی بتہ ہوجاتی ہے لیکن تجدید نکاح سے رجعت ہوجاتی ہے۔

[9]..... بَاب فِي الظِّهَارِ

ظہار کا بیان

2310۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ الْبَيَاضِيِّ قَالَ كُنْتُ امْرَأً أُصِيْبُ مِنَ النِّسَاءِ مَا لَا يُصِيْبُ غَيْرِيْ فَلَمَّا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ خِفْتُ أَنْ أُصِيْبَ فِيْ لَيْلِيْ شَيْئًا فَيَتَتَابَعَ بِيْ ذٰلِكَ إِلٰى أَنْ أُصْبِحَ قَالَ فَتَظَاهَرْتُ إِلَى أَنْ يَنْسَلِخَ فَبَيْنَا هِيَ لَيْلَةً تَخْدُمُنِي إِذْ تَكَشَّفَ لِيْ مِنْهَا شَيْءٌ فَمَا لَبِثْتُ أَنْ نَزَوْتُ عَلَيْهَا فَلَمَّا أَصْبَحْتُ خَرَجْتُ إِلٰى قَوْمِيْ فَأَخْبَرْتُهُمْ وَقُلْتُ امْشُوْا مَعِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نَمْشِي مَعَكَ مَا نَأْمَنُ أَنْ يَنْزِلَ فِيْكَ الْقُرْآنُ أَوْ أَنْ يَكُوْنَ فِيْكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَقَالَةٌ يَلْزَمُنَا عَارُهَا وَلَنُسْلِمَنَّكَ بِجَرِيرَتِكَ فَانْطَلَقْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ خَبَرِيْ فَقَالَ يَا سَلَمَةُ أَنْتَ بِذَاكَ قُلْتُ أَنَا بِذَاكَ قَالَ يَا سَلَمَةُ أَنْتَ بِذَاكَ قُلْتُ أَنَا بِذَاكَ قَالَ يَا سَلَمَةُ أَنْتَ بِذَاكَ قُلْتُ أَنَا بِذَاكَ وَهَا أَنَا صَابِرٌ نَفْسِيْ فَاحْكُمْ فِيَّ مَا أَرَاكَ اللّٰهُ قَالَ فَأَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ فَضَرَبْتُ صَفْحَةَ رَقَبَتِي فَقُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَصْبَحْتُ أَمْلِكُ رَقَبَةً غَيْرَهَا قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قُلْتُ وَهَلْ أَصَابَنِي الَّذِي أَصَابَنِي إِلَّا فِي الصِّيَامِ قَالَ فَأَطْعِمْ وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا فَقُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بِتْنَا لَيْلَتَنَا وَحْشَى مَا لَنَا طَعَامٌ قَالَ فَانْطَلِقْ إِلٰى صَاحِبِ صَدَقَةِ بَنِيْ زُرَيْقٍ فَلْيَدْفَعْهَا إِلَيْكَ وَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ وَكُلْ بَقِيَّتَهُ أَنْتَ وَعِيَالُكَ قَالَ فَأَتَيْتُ قَوْمِيْ فَقُلْتُ وَجَدْتُ عِنْدَكُمُ الضِّيْقَ وَسُوْءَ الرَّأْيِ وَوَجَدْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ السَّعَةَ وَحُسْنَ الرَّأْيِ وَقَدْ أَمَرَ لِيْ بِصَدَقَتِكُمْ.

(ترجمہ) سلمہ بن صخر بیاضی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں اپنی بیویوں سے اتنا جماع کرتا تھا کہ اس کے علاوہ کوئی اور نہ کرتا ہوگا پس جب رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو مجھے خطرہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ اپنی عورت سے کچھ کر بیٹھوں جس کی برائی صبح تک نہ چھوڑے لہٰذا میں نے رمضان کے اخیر تک کے لئے ظہار کرلیا (یعنی دور رہنے کے لئے کہہ دیا کہ تم میری ماں کی طرح ہو) اس

دوران ایک رات وہ میری خدمت میں لگی تھی کہ اس کا بدن کھل گیا مجھ سے صبر نہ ہوسکا اور میں اس پر چڑھ بیٹھا جب صبح ہوئی تو میں اپنے قبیلہ میں گیا اور یہ ماجرا بیان کیا اور کہا کہ میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم ہم تمہارے ساتھ نہیں جائیں گے، کیا پتہ تمہارے بارے میں قرآن پاک میں کچھ نازل کیا جائے، یا رسول اللہ ﷺ تمہارے بارے میں ایسی بات کہہ دیں جو ہمارے لئے باعث عار ہو اس لئے ہم تم کو ہی تمہارے قصور کے بدلے حوالے کئے دیتے ہیں، چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور اپنا ماجرا آپ کو کہہ سنایا تو آپ نے فرمایا: تم نے ایسا کیا ہے؟ عرض کیا: مجھ سے ایسا کام سرزد ہوگیا ہے پھر آپ نے فرمایا: تم نے ایسا کیا ہے؟ عرض کیا: ہاں میں اس کا قصوروار ہوں، پھر آپ نے فرمایا: اے سلمہ تم سے یہ فعل سرزد ہوا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں، مجھ سے ایسی حرکت سرزد ہوئی ہے، اور اے اللہ کے رسول ﷺ میں حاضر ہوں اور اللہ کے حکم پر صابر بھی ہوں اس لئے جو اللہ کا حکم ہو وہ میرے بارے میں فیصلہ کیجئے، آپ نے فرمایا: تو پھر ایک گردن آزاد کردو، سلمہ نے کہا میں نے اپنی گردن پر ہاتھ مارا اور عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے، میں اس گردن کے علاوہ کسی گردن کا مالک نہیں، فرمایا: پھر ساٹھ مسکینوں کو ایک وسق کھجور کھلا دو، میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے، ہم نے پچھلی رات بھر کچھ کھائے بنا گذاری ہے (یعنی اتنے محتاج ہیں تو فقیر مسکین کو کیسے کھلائیں) آپ نے فرمایا: بنی زریق کا جو صدقہ وصول کیا کرتا ہے اس کے پاس جاؤ، وہ تم کو کچھ دے دیگا اس سے ساٹھ مسکین کو کھانا کھلا دینا اور جو باقی بچے اس کو تم کھالینا اور اپنے اہل وعیال کو کھلا دینا۔ سلمہ بن صخر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں اپنے قبیلہ والوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میں نے تمہارے پاس تنگی اور بری رائے محسوس کی اس کے برعکس رسول اللہ ﷺ کے پاس کشادگی اور اچھی رائے ملاحظہ کی اور آپ ﷺ نے مجھے تم پر صدقے کا حکم دیا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں انقطاع اور ابن اسحاق کا عنعنہ ہے لیکن دوسری اسانید بھی موجود ہیں۔ دیکھئے: ابو داود (٢٢١٣، ٢٢١٧) ترمذی (١١٩٨، ٢٠٠٠) اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے، ابن ماجہ (٢٠٦٤) احمد (٤٣٦/٥) ابن الجارود (٧٤٥) الطبرانی ٤٣/٧ (٦٣٣٤) الحاکم (٢٠٣/٢) وقال صحیح علی شرط الشیخین والبیهقی (٣٩٠/٧) وانظر تلخیص الحبیر (٢٢١/٣)۔

تشریح: ......ظہار یہ ہے کہ مرد اپنی عورت سے کہے تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ یا یوں کہے کہ میں نے تجھ سے ظہار کیا، اس صورت میں جماع سے پہلے کفارہ دینا چاہیے جس کا ذکر قرآن پاک سورہ مجادلہ اور مذکورہ بالا حدیث میں ہے اور وہ کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اگر یہ نہ ہو سکے تو دو مہینے پے درپے روزے رکھے، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ راوی الحدیث مسلمہ بن صخر کسی بھی قسم کا کفارہ دینے سے عاجز تھے لیکن نیت صادق اور سچی لگن تھی لہٰذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفارہ بھی ادا ہوا اور مزید مال بھی ہاتھ آیا۔ سبحان اللہ

العظیم کیا شان رحمت ہے (وحیدی باختصار) انسان کو چاہیے کہ کبھی کوئی خلاف شرع حرکت اگر سرزد ہو جائے تو صدق دل سے توبہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فیصلہ کو برضا و رغبت قبول کرے، پھر دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اس پر اپنی رحمت و برکت کی بارش کرتا ہے، وہ غفور رحیم ارحم الراحمین ہے۔

[10]..... بَاب فِي الْمُطَلَّقَةِ ثَلاثًا أَلَهَا السُّكْنَى وَالنَّفَقَةُ أَمْ لا

مطلقہ ثلاثہ کے لئے سکن اور خرچہ ہے یا نہیں؟

2311۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلاثًا فَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ نَفَقَةً وَلا سُكْنَى قَالَ سَلَمَةُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لا نَدَعُ كِتَابَ رَبِّنَا وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ بِقَوْلِ امْرَأَةٍ فَجَعَلَ لَهَا السُّكْنَى وَالنَّفَقَةَ.

(ترجمہ) فاطمہ بنت قیس (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ ان کے شوہر نے ان کو تین طلاق دیدی اور نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے سکنی دلایا اور نہ نفقہ۔ مسلمہ نے کہا: میں نے اس کا تذکرہ ابراہیم سے کیا تو انہوں نے کہا: عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہم اپنے رب کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کو ایک عورت کے کہنے سے چھوڑ دیں گے؟ نہیں، چنانچہ انہوں نے مطلقہ عورت کے لئے سکنی اور نفقہ مقرر فرمایا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٤٨٠) ابوداود (٢٢٩١) ترمذی (١١٨٠) نسائی (٣٤٠٣) ابن ماجه (٢٠٣٥) ابن حبان (٤٠٤٩) موارد الظمآن (١٢٤٢) الحمیدی (٣٦٧)۔

توضیح: ......سکنی رہنے کی جگہ اور نفقہ کھانے پینے کے خرچ کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مطلقہ ثلاثہ کے لئے کہا کہ اس کا شوہر اسے گھر بھی دے اور خرچہ بھی، عدت گزارنے کے بعد، وہ آزاد ہو جائے گی اور شوہر سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ عمر رضی اللہ عنہ کی دلیل یہ تھی: ﴿وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ﴾ اور ﴿أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ﴾ لیکن یہ طلاق رجعی والی عورت کے لئے ہے جس کو تین طلاق ہوگئی ہو، اس عورت کے لئے نان ونفقہ اور سکنی کچھ بھی نہیں یہی صحیح ہے۔ تفصیل آگے آتی ہے۔

2312۔ أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلاثًا فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَعْتَدَّ عِنْدَ ابْنِ عَمِّهَا ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ.

(ترجمہ) فاطمہ بنت قیس نے حدیث بیان کی کہ ان کے شوہر نے ان کو تیسری طلاق دی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے چچا زاد بھائی (عبداللہ) بن ام مکتوم کے گھر میں عدت گذاریں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور مذکورہ بالا حدیث کا یہ ایک ٹکڑا ہے نیز (۲۲۱۴) نمبر حدیث میں اسکی تفصیل گذر چکی ہے۔

2313۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنِ الْحَكَمِ وَحَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عُمَرَ قَالَ لَا نَدَعُ كِتَابَ رَبِّنَا وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ بِقَوْلِ امْرَأَةٍ الْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لَهَا السُّكْنَى وَالنَّفَقَةُ .

(ترجمہ) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہم اپنے رب کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت کو ایک عورت کے کہنے سے چھوڑ دیں گے، نہیں، جس عورت کی تین طلاق ہو جائے اس کے لئے سکنی بھی ہے اور نفقہ بھی۔

(تخریج) یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث نمبر (۲۳۱۱) کا ہی ایک جملہ ہے۔ تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

2314۔ أَخْبَرَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عُمَرَ نَحْوَهُ .

(ترجمہ) عمر (رضی اللہ عنہ) سے مثل سابق روایت ہے۔ ترجمہ وتخریج اوپر گذر چکی ہے۔

2315۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ قَالَ عُمَرُ لَا نُجِيزُ قَوْلَ امْرَأَةٍ فِي دِيْنِ اللّٰهِ ، الْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا لَهَا السُّكْنَى وَالنَّفَقَةُ .

قَالَ أَبُو مُحَمَّد لَا أَرَى السُّكْنَى وَالنَّفَقَةَ لِلْمُطَلَّقَةِ .

(ترجمہ) اسود سے مروی ہے (امیر المومنین) عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ہم اللہ کے دین میں کسی عورت کی بات نہیں مانیں گے۔ تین طلاق والی عورت کے لئے سکنی بھی ہے اور نفقہ بھی۔

امام دارمی رحمہ اللہ نے کہا: ایسی مطلقہ کے لئے میرے نزدیک نہ سکنی ہے اور نہ نفقہ۔

(تخریج) اس حدیث کی تخریج اور کچھ تفصیل اوپر حدیث نمبر (۲۳۱۲) میں گذر چکی ہے۔

تشریح: ......ان احادیث صحیحہ میں کئی مسائل ہیں۔ کچھ یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔ ان احادیث میں مذکور ہے۔ فطلقها ثلاثا اس سے نہ سمجھا جائے کہ تین طلاق ایک ساتھ دی گئی تھی کیونکہ دیگر روایات میں اس کی تفصیل موجود ہے کہ اس سے پہلے ان کو دو طلاق دی جا چکی تھی اور یہ تیسری طلاق تھی۔

ایک ساتھ تین طلاق دینے کا مسئلہ بعض علماء نے بڑا پیچیدہ بنا دیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک بار میں تین طلاق دینا ہی غلط اور قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ قرآن پاک میں ہے الطلاق مرتان باری باری طلاق دی جائے اور محمود بن لبید کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ کو اطلاع دی گئی کہ کسی صحابی نے اپنی بیوی کو یکبارگی تین طلاق دے دی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصے میں اٹھے اور فرمایا: اللہ کی کتاب سے کھیلا جا رہا ہے اور ابھی میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔ یہ اور اس طرح کی دیگر احادیث سے معلوم ہوا کہ ایک بار میں تین طلاق دینا حرام ہے۔ اگر کسی نے تین طلاق دے دی تو وہ واقع ہوگی یا نہیں، اس بارے میں چار اقوال ہیں۔

(۱)......ایک بھی واقع نہ ہوگی کیونکہ ایسا کرنا حرام ہے۔

(۲)......عورت مدخولہ بہا ہے تو تین واقع ہوگی اور صحبت نہ کی گئی ہو تو ایک واقع ہوگی۔ دلیل کے اعتبار سے یہ دونوں مذہب بہت کمزور ہیں۔

(۳)...... ائمہ اربعہ اور جمہور کے نزدیک ایک ساتھ دی گئی تین طلاقیں تینوں واقع ہو جائیں گی اور میاں بیوی میں جدائی ہو جائے گی۔ دلیل کی رو سے یہ قول قرآن وسنت کے خلاف ہے اور عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا جس کی بہت سے صحابہ کرام نے مخالفت کی ہے۔

(۴)...... چوتھا قول اس سلسلہ میں یہ ہے کہ ایک وقت اور ایک مجلس میں دی گئی تین طلاق ایک ہی طلاق رجعی شمار ہوگی۔ عہد نبوی میں خلافت صدیقی اور خلافت عمر کے ابتدائی سالوں میں یہ حکم رائج ونافذ رہا جیسا کہ مسلم شریف کی روایت میں ہے، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے طور پر اجتہاد کر کے لوگوں کو سزا دینے کے لئے تین کو تین ہی نافذ کر دیا لیکن بہت سے صحابہ ابن عباس، ابن الزبیر، ابن عوف، ابن مسعود (رضی اللہ عنہم) وغیرہ کا وہی فتوی تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا اور امام ابن تیمیہ وابن القیم رحمہما اللہ نے بھی اسی مسلک کو ترجیح دی ہے اور مفتی اعظم سماحۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کا بھی یہی فتوی ہے اور سعودیہ کی عدالتوں میں بھی یہی فیصلہ ہوتا ہے اور صحیح ترین قول یہی ہے۔ رہی بات طلاق شدہ عورت کا نان نفقہ اور سکنی کی تو طلاق رجعی میں کسی کا اختلاف نہیں کہ مطلقہ کا سکنی ونفقہ شوہر کے ذمے ہوگا اور اس کی حکمت "لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا" میں پوشیدہ ہے لیکن طلاق ثلاثہ کے بعد سکنی ونفقہ کا شوہر ذمہ دار ہوگا یا نہیں تو اس بارے میں بعض صحابہ وتابعین جمہور علماء اور حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ اس کے لئے بھی نان نفقہ شوہر پر واجب ہوگا لیکن امام احمد، ابوثور، اہل الحدیث اور بہت سے علماء وفقہاء کا قول یہ ہے کہ مطلقہ بائنہ ثلاثہ کے لئے نہ سکنی ہے اور نہ نفقہ۔ امام دارمی نے بھی اسے ترجیح دی ہے اور یہی صحیح مسلک ہے جیسا کہ فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے ثابت ہے جو بالکل صحیح ہے اور عمر وعائشہ رضی اللہ عنہما نے جو کتاب کا حوالہ دیا وہ فرمان الٰہی: ﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ....﴾ (الطلاق: ۱/۲۸) اور ﴿أَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ....﴾ (الطلاق: ۶/۲۸) اور ﴿وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ....﴾ (البقرہ: ۲۴۱/۲) سے استدلال کیا اور کہا کہ ہم ان آیات کے ہوتے ہوئے ایک عورت کا قول نہیں مانیں گے۔ پتہ نہیں اسے صحیح طور پر یاد ہے یا بھول گئی ہے تو اس کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ مذکورہ بالا آیات میں طلاق رجعی والی عورت کے لئے نان نفقہ کا حکم ہے جو گرچہ عام ہے لیکن حدیث صحیح سے قواعد کے تحت اس کی تخصیص ہو جاتی ہے۔

نیز یہ کہ مطلقہ عورت اگر حاملہ ہے تو وضع حمل تک نان ونفقہ شوہر کے ذمہ ہوگا چاہے تین طلاق ہی کیوں نہ دے دی ہوں جیسا کہ آیت شریفہ ﴿فَإِنْ كُنَّ أُوْلَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ....﴾ (الطلاق: ۶/۲۸) میں ہے۔ واللہ اعلم۔

[11]..... بَاب فِي عِدَّةِ الْحَامِلِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَالْمُطَلَّقَةِ
مطلقہ اور متوفی عنہا زوجہا کی حالت حمل میں عدت کا بیان

2316۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ اجْتَمَعَ هُوَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَذَكَرُوا الرَّجُلَ يُتَوَفَّى عَنِ الْمَرْأَةِ فَتَلِدُ بَعْدَهُ بِلَيَالٍ قَلَائِلَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حِلُّهَا آخِرُ الْأَجَلَيْنِ وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ إِذَا وَضَعَتْ فَقَدْ حَلَّتْ فَتَرَاجَعَا فِي ذٰلِكَ بَيْنَهُمَا فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ فَبَعَثُوا كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلَهَا فَذَكَرَتْ أُمُّ سَلَمَةَ أَنَّ سُبَيْعَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةَ مَاتَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَنُفِسَتْ بَعْدَهُ بِلَيَالٍ وَأَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ يُكْنَى أَبَا السَّنَابِلِ خَطَبَهَا وَأَخْبَرَهَا أَنَّهَا قَدْ حَلَّتْ فَأَرَادَتْ أَنْ تَتَزَوَّجَ غَيْرَهُ فَقَالَ لَهَا أَبُو السَّنَابِلِ فَإِنَّكِ لَمْ تَحِلِّينَ فَذَكَرَتْ سُبَيْعَةُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَتَزَوَّجَ .

(ترجمہ) ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبردی کہ وہ اور ابن عباس (رضی اللہ عنہما) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس جمع ہوئے اور اس (حاملہ) عورت کے بارے میں تذکرہ ہوا جس کا شوہر وفات پا گیا ہو اور تھوڑے ہی دن کے بعد اس کی ولادت ہو جائے تو ابن عباس نے کہا: اس کی عدت کی مدت وہ ہوگی جو زیادہ ہے اور ابوسلمہ نے کہا: جب وضع حمل ہو جائے تو وہ حلال ہو جائے گی (یعنی عدت ختم ہوگئی وہ اب نکاح کرسکتی ہے) اس بارے میں دونوں میں تکرار ہوئی تو ابو ہریرہ نے کہا: میں اپنے بھتیجے ابوسلمہ کے ساتھ ہوں پھر انہوں نے کریب ابن عباس کے غلام کو ام المومنین ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس بھیجا اور انہوں نے ان سے یہ سوال پوچھا تو ام سلمہ نے بتایا کہ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ (رضی اللہ عنہا) کے شوہر نے وفات پائی اور اس کے چند دن بعد اس کو نفاس آ گیا (یعنی ولادت کے بعد خون جاری ہوگیا) اور بنو عبدالدار کے ایک شخص جن کی کنیت ابوالسنابل تھی انہوں نے سبیعہ کو شادی کا پیغام دیا اور بتایا کہ (وضع حمل کے بعد) وہ شادی کے لئے حلال ہو چکی ہیں اور سبیعہ نے انکو چھوڑ کر دوسرے شخص سے شادی کا ارادہ کرلیا تو ابوالسنابل نے کہا کہ تم حلال نہیں ہوئیں چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور یہ قصہ ذکر کیا آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ نکاح کرسکتی ہیں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح اور متفق علیہ روایت ہے۔ دیکھئے: بخاری (٤٩٠٩) مسلم (١٤٨٦) ترمذی (١١٩٤) نسائی (٣٥١١-٣٥١٥) ابویعلی (٦٩٧٨) ابن حبان (٤٢٩٥)۔

تشریح: ......عدت اس مدت انتظار کو کہتے ہیں جو عورت اپنے شوہر کی جدائی کے بعد طلاق کی وجہ سے یا فسخ نکاح یا خاوند کی وفات کی وجہ سے گھر میں بیٹھ کر گذارتی ہے اور اس کو سوگ منانا یا احداد کہتے ہیں۔ اس میں عورت کے لئے مخصوص مدت تک زیب وزینت اور آرائش سے دور رہنا ضروری رہتا ہے اور ان ایام میں وہ نکاح بھی نہیں کرسکتی۔ متوفی عنہا زوجہا کی عدت چار ماہ دس دن اور مطلقہ کی عدت تین حیض یا تین بار طہر کا ہونا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں وارد ہے۔

(البقرہ ۲/ ۲۲۸، ۲۳۴)

اگر کوئی عورت حاملہ ہو اور اس کا شوہر انتقال کر جائے تو اس کی عدت کتنے دن کی ہوگی؟ اس کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔ ﴿وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ.....﴾ (الطلاق : ۲۸ / ۴) مذکور بالا حدیث سے بھی یہ ثابت ہوا کہ وہ حاملہ عورت جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو اس کی عدت وضع حمل ہے یعنی ولادت کے بعد عدت ختم ہو جاتی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خیال تھا کہ متوفی عنہا زوجہا اگر حاملہ ہے تو دیکھا جائے گا کہ چار ماہ دس دن سے زیادہ جو مدت ہو وہی عدت عورت کو گذارنی پڑے گی لیکن ان کا یہ خیال درست نہ تھا۔ ابوہریرہ اور ابوسلمہ نے جو کہا وہی صحیح ہے، ایسی حاملہ عورت وضع حمل کے بعد نکاح کر سکتی ہے لیکن نفاس کی حالت میں شوہر اس سے جماع نہیں کر سکتا۔ سبیعہ اسلمیہ کے شوہر سعد بن خولہ تھے جو حجۃ الوداع سے چند روز بعد انتقال کر گئے تھے اور سبیعہ نے ان کی وفات کے کچھ دن بعد ۱۵، ۲۰، ۴۰ یا پچاس دن بعد بچے کو جنم دیا تھا اور پھر انہوں نے شادی کر لی تھی۔

اس حدیث میں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا ایک دوسرے کے ساتھ احترام اور مسائل میں ایک دوسرے سے رجوع کرنے کی قابل اتباع تعلیم ہے، پھر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بات کو تسلیم کر لینا اس بات کی علامت ہے کہ حق جب واضح ہو جائے تو سمع وطاعت کے ساتھ سر تسلیم خم کر دینا چاہیے۔ ابوالسنابل نے پہلے اقرار پھر حلال ہونے کا انکار اس لئے کیا تھا کہ اہل خاندان جمع ہو جائیں اور انہیں سمجھائیں کہ ابوالسنابل سے نکاح کر لیں (راز رحمہ اللہ)۔

2317۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَوَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِأَيَّامٍ فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَتَزَوَّجَ .

(ترجمہ) کریب سے مروی ہے کہ ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا: سبیعہ بنت الحارث (رضی اللہ عنہا) کے شوہر وفات پا گئے اور ان کی وفات کے چند روز بعد سبیعہ نے بچے کو جنم دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نکاح کر لینے کا حکم دیا۔

(تخریج) یہ حدیث صحیح اور اوپر والی حدیث کا اختصار ہے۔ تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

2318۔ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِي السَّنَابِلِ قَالَ وَضَعَتْ سُبَيْعَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِبِضْعٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَشَوَّفَتْ فَعِيبَ ذَلِكَ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ أَمْرَهَا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ إِنْ تَفْعَلْ فَقَدْ انْقَضَى أَجَلُهَا .

(ترجمہ) ابوالسنابل (ابن بعلک رضی اللہ عنہ) نے کہا: سبیعہ بنت الحارث (رضی اللہ عنہا) نے اپنے شوہر کی وفات سے بیس سے زیادہ راتوں کے بعد وضع حمل کیا اور انہیں جب نفاس سے فراغت ہوئی تو انہوں نے آرائش کی یعنی شادی کا سامان کیا اس پر

انہیں عیب لگایا گیا لہٰذا انہوں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ وہ نکاح کرسکتی ہیں اوران کی عدت پوری ہوچکی ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٣٩٩١، ٥٣١٩) مسلم (١٤٨٥) ابوداود (٣٣٠٦) نسائی (٣٥١٨) ابن ماجه (٢٠٢٨) ابن حبان (٤٢٩٩) مواردالظمآن (١٣٢٩).

2319۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ سُبَيْعَةَ وَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِأَيَّامٍ فَتَشَوَّفَتْ فَعَابَ أَبُو السَّنَابِلِ فَسَأَلَتْ أَوْ ذَكَرَتْ أَمْرَهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَمَرَهَا أَنْ تَتَزَوَّجَ .

(ترجمہ) اسود سے مروی ہے کہ سبیعہ نے اپنے شوہر کی وفات کے کچھ دن بعد وضع حمل کیا (بچہ پیدا ہوا) اور اس نے زیب وزینت اختیار کی ابوالسنابل نے اس پر انہیں عیب لگایا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے انہیں نکاح کرنے کا حکم فرمایا۔

(یعنی عدت ختم ہوجانے کی تصدیق کی اور آرائش ونکاح کی اجازت دیدی ۔)

(**تخریج**) اس روایت کی تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

تشریح: ...... یہ تمام روایات اس باب کی پہلی حدیث کا اختصار ہیں مطلب سب کا وہی ہے کہ ایسی عورت جو حاملہ ہو اور اس کا شوہر انتقال کر جائے تو اس کی عدت چار ماہ دس دن نہیں بلکہ وضع حمل اس کی عدت ہوگی چاہے کم ہو یا زیادہ۔ ابن عباس اور ابن مسعود ابعد الاجلین کے قائل تھے لیکن ان کا اس سے رجوع کرنا ثابت ہے لہٰذا ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ ہی پر عمل ہوگا اور یہی صحیح مسلک ہے۔ واللہ اعلم

[12]..... بَاب فِي إِحْدَادِ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ
عورت کا اپنے شوہر کی وفات پر سوگ منانے کا بیان

2320۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَوْ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ أَنْ تَحِدَّ عَلَى أَحَدٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلَى زَوْجِهَا .

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی عزیز کا سوگ منائے سوائے اپنے شوہر کے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٤٩١) ابن ماجه (٢٠٨٥) ابویعلی (٤٤٢٤) ابن حبان (٤٢٠١) الحمیدی (٢٢٩)۔

2321۔ أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ تُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ أَخًا لَهَا مَاتَ أَوْ حَمِيمًا لَهَا ـ فَعَمَدَتْ إِلَى صُفْرَةٍ فَجَعَلَتْ تَمْسَحُ يَدَيْهَا وَقَالَتْ إِنَّمَا أَفْعَلُ هٰذَا لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجِهَا فَإِنَّهَا تُحِدُّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا .

(ترجمہ) زینب بنت ابی سلمہ بیان کرتی ہیں کہ ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان (رضی اللہ عنہا) کا بھائی یا اور کوئی رشتے دار فوت ہوگیا تو (تیسرے دن کمافی البخاری) انہوں نے صفرہ (خوشبو) منگا کر اپنے ہاتھ (اور گالوں) پر لگایا اور کہا یہ میں نے اس لئے کیا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی عورت جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ شوہر کے سوا کسی اور پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے شوہر کا سوگ چار مہینے دس دن کرے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٢٨٠، ١٢٨١) مسلم (١٤٨٦) ابوداود (٢٢٩٠) ترمذی (١١٩٥، ١١٩٧) نسائی (٣٥٠٠) ابویعلی (٦٩٦١) ابن حبان (٤٣٠٤) الحمیدی (٣٠٨)۔

2322۔ أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ عَنْ أُمِّهَا أَوِ امْرَأَةٍ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ .

اس سند سے بھی مذکورہ بالا روایت کی طرح مروی ہے۔ ترجمہ وتخریج اوپر گذر چکی ہے۔

تشریح: ......ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ تین دن سے زیادہ کسی بھی میت کا سوگ منانا حرام ہے سوائے عورت کے کہ وہ اپنے شوہر کی وفات کے بعد چار ماہ دس دن تک سوگ کی حالت میں رہے گی اور اس میں بڑی حکمتیں پوشیدہ ہیں، اس سے شوہر کے ساتھ وفاداری کا پتہ چلتا ہے، میراث وغیرہ کی تقسیم اتنی مدت میں ہوسکتی ہے، استبراء رحم بھی ایک حکمت ہے۔

مذکورہ بالا حدیث سے سوگ منانے کی اجازت ثابت ہوئی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بیوی روئے، پیٹے یا کسی بھی طرح کے غیر اسلامی امور کا ارتکاب کرے جیسے بال کٹا دینا، چوڑیاں توڑ دینا، چیخیں مارنا، بین کرنا یہ سب غیر اسلامی امور ہیں، عدت میں سوگ منانے کا مطلب یہ ہے کہ عورت شوہر کے گھر سے نہ نکلے، چمکیلے بھڑکیلے کپڑے نہ پہنے، زیورات نہ پہنے، سرمہ نہ لگائے، خوشبو لگانے سے پرہیز کرے اور عدت کے ایام میں شادی کرنا بھی ممنوع ہے جیسا کہ اگلے باب میں تفصیل آرہی ہے نیز ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو بھی تین دن سے زیادہ سوگ منائے اس کا ایمان اللہ اور آخرت پر نہیں ہے۔

[13]..... بَاب النَّهْيِ لِلْمَرْأَةِ عَنِ الزِّينَةِ فِي الْعِدَّةِ

عدت کے دوران عورت کا زیب وزینت سے بچنے کا بیان

2323۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تُحِدُّ الْمَرْأَةُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا لَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيبًا إِلَّا فِي أَدْنَى طُهْرِهَا إِذَا اغْتَسَلَتْ مِنْ مَحِيضِهَا نُبْذَةً مِنْ كُسْتٍ وَأَظْفَارٍ.

(ترجمہ) ام عطیہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت شوہر کے علاوہ کسی بھی قیمت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے، وہ شوہر پر چار ماہ دس دن تک سوگ میں رہے گی اور (اس دوران) میں نہ وہ رنگین کپڑا پہنے گی، یمنی چادر کے علاوہ، نہ سرمہ لگائے اور نہ خوشبو استعمال کرے گی یہاں تک کہ حیض سے فارغ ہو جائے جب غسل کر لے تو مقام مخصوص پر کست واظفار لگا سکتی ہے۔

توضیح: ..... ثوب عَصْبٍ سے مراد یمنی چادر ہے جو رنگین ہوتی تھی، اس کو سوگ والی عورت پہن سکتی ہے۔
کست اور بعض روایات میں قسط ہے دونوں کے معنی ایک ہی ہے اور یہ خوشبودار لکڑی ہوتی ہے جس سے دھونی لی جاتی ہے۔ غالبا عود کی لکڑی ہے جو ہندوستان سے عرب لائی جاتی تھی اظفار خوشبو کی ایک قسم ہے۔
امام نووی نے لکھا ہے کہ اس خوشبو کے استعمال کی رخصت ایام حیض کے بعد غسل کرنے والی عورت کے لئے ہے تا کہ مکروہ مہک کا ازالہ ہو سکے اس کا استعمال خوشبو کے لئے نہیں۔

(**تخریج**) یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۲۴۲،۳۱۳) مسلم (۹۳۸) ابن حبان (۴۳۰۵)۔

تشریح: ..... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس عورت کا خاوند انتقال کر جائے اس کو عدت کے دوران اچھے کپڑے پہننے، سرما لگانے، خوشبو استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔ وہ گھر سے باہر بھی نہیں نکل سکتی ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے اور یہ سب بہت سے مصالح کے پیش نظر ہے۔ اسلام نے عورت کے ساتھ بہت نرمی برتی ہیں دور جاہلیت میں کسی عورت کا شوہر فوت ہو جاتا تو اسے ایک الگ کوٹھری میں بند کر دیا جاتا وہ مینگنیاں جھاڑتی، پھینکنی اور گندے کپڑوں میں بہت بری حالت میں ایک سال رہتی تھی جیسا کہ احادیث صحیحہ میں اس کا تذکرہ ہے لہٰذا عورت کو صبر سے کام لے کر اسلام کے احکامات پر عمل کرنا چاہیے اور ہر حال میں اللہ کا شکر کرنا چاہیے۔

[14]..... بَاب خُرُوجِ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا

متوفی عنہا زوجہا کا عدت کے دوران گھر سے نکلنے کا بیان

2324۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ عَمَّتِهِ

زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكٍ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَأْذَنَ لَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهَا فَإِنَّ زَوْجِي قَدْ خَرَجَ فِي طَلَبِ أَعْبُدٍ لَهُ أَبَقُوا فَأَدْرَكَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ بِطَرَفِ الْقَدُومِ قَتَلُوهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ امْكُثِي فِي بَيْتِكِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ فَقُلْتُ إِنَّهُ لَمْ يَدَعْنِي فِي بَيْتٍ أَمْلِكُهُ وَلَا نَفَقَةٍ فَقَالَ امْكُثِي حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ فَاعْتَدَّتْ فِيهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَسَأَلَنِي عَنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرْتُهُ فَاتَّبَعَ ذٰلِكَ وَقَضَى بِهِ.

(ترجمہ) زینب بنت کعب بن عجرہ سے مروی ہے کہ فریعہ بنت مالک نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ انہیں اپنے میکے لوٹ جانے کی اجازت دے دیں کیونکہ میرے شوہر اپنے بھاگے ہوئے غلاموں کی تلاش میں نکلے تھے اور انہیں پکڑ بھی لیا لیکن قدوم (مدینہ کے پاس ایک جگہ کا نام) کے پاس ان غلاموں نے انہیں قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے گھر میں ہی اس وقت رہو جب تک کہ عدت پوری نہ ہو جائے میں نے عرض کیا کہ شوہر نے میری ملکیت میں کچھ نہیں چھوڑا، نہ مکان، نہ نان نفقہ، آپ نے فرمایا: کچھ بھی ہو وہیں رہو جب تک کہ عدت پوری نہ ہو جائے چنانچہ میں نے اسی جگہ چار ماہ دس دن عدت گذاری پھر جب عثمان (رضی اللہ عنہ) خلیفہ ہوئے تو میرے پاس قاصد بھیجا اور اس بارے میں دریافت کیا میں نے ان کو بتا دیا اور عثمان (رضی اللہ عنہ) نے یہی اختیار کیا اور اسی کا فیصلہ کیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۲۳۰۰) ترمذی (۱۲۰۴) نسائی (۳۵۳۲) ابن ماجه (۲۰۳۱) ابن حبان (٤٢٩٢) الموارد (۱۳۳۱).

تشریح: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس عورت کا شوہر وفات پا جائے تو وہ عورت اسی مکان میں عدت پوری کرے گی جس میں وہ خاوند کے ساتھ رہائش پذیر تھی اور جہاں اسے خاوند کی وفات کی اطلاع موصول ہوئی ہے اور وہ عدت کے اختتام تک اسی مکان میں رہے گی۔ محققین علماء کا یہی مذہب ہے لیکن اگر جان کا خطرہ ہے تو دوسرے مکان میں منتقل ہو سکتی ہے مثلاً مکان غیر محفوظ ہو، مکان کے گر جانے کا خوف ہو، یا ہمسائیوں سے اذیت رسانی کا اندیشہ ہو یا تنہائی سے خوف آتا ہو۔ اور بعض علماء نے کہا ہے کہ دن میں اس گھر سے ضروری کام کے لئے نکل سکتی ہے لیکن رات بہر حال اسی گھر میں گذارنی ہوگی جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

2325۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ طُلِّقَتْ خَالَتِي فَأَرَادَتْ أَنْ تَجُدَّ نَخْلًا لَهَا فَقَالَ لَهَا رَجُلٌ لَيْسَ لَكِ أَنْ تَخْرُجِي قَالَتْ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ اخْرُجِي فَجُدِّي نَخْلَكِ فَلَعَلَّكِ أَنْ تَصَدَّقِي أَوْ تَصْنَعِي مَعْرُوفًا.

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میری خالہ کو طلاق ہوگئی اور انہوں نے اپنے باغ سے پھل توڑنے کا ارادہ کیا تو ان سے ایک صحابی نے کہا کہ تم عدت کے دوران گھر سے نہیں نکل سکتی ہو انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی

اور یہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا: تم جاؤ اور اپنے باغ کی کھجوروں کو توڑو کیونکہ ہوسکتا ہے ان کھجوروں کو تم صدقہ کرو یا اچھے کام میں لگاؤ۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۴۸۳) ابوداود (۲۲۹۷) ابن ماجہ(۲۰۳٤) ابویعلی (۲۱۹۲) الحاکم (۲/۲۰۷) وانظر نیل الاوطار (۹۷/۷).

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو عورت عدت میں ہو وہ ضرورت کے لئے گھر سے باہر جاسکتی ہے اور کام کاج کرکے واپس آجائے تو ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں (مبارکپوری رحمہ اللہ) اس حدیث سے عدت کے ایام میں عورت کا صدقہ وخیرات کرنا اور دیگر اچھے کام کرنا ثابت ہوا۔

[15]..... بَاب فِي تَخْيِيرِ الْأَمَةِ تَكُونُ تَحْتَ الْعَبْدِ فَتُعْتَقُ

لونڈی جو غلام کے نکاح میں ہو آزاد ہونے کے بعد اس کو اختیار ہوگا

2326ـ أَخْبَرَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَأَرَادَ مَوَالِيهَا أَنْ يَشْتَرِطُوْا وَلَاءَ هَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اشْتَرِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ فَاشْتَرَتْهَا فَأَعْتَقَتْهَا وَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا وَكَانَ حُرًّا وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِلَحْمٍ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ هٰذَا قِيلَ تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ .

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ انہوں نے بریرہ (رضی اللہ عنہا) کو خریدنے کا ارادہ کیا تو اس کے مالکان نے بریرہ کی میراث کی اپنے لئے شرط لگانی چاہی (یعنی ہم بیچ دیں گے لیکن اس کا ولاء ہمارے لئے ہوگا) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا آپ نے فرمایا: بریرہ کو خرید لو اور ولا تو اس کا ہے جو غلام یا لونڈی کو آزاد کرے عائشہ نے کہا: لہٰذا میں نے بریرہ کو خریدا اور اسے آزاد کر دیا اور آپ نے ان کو اختیار دیا شوہر کے پاس رہنے کا جو کہ آزاد تھے، اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہاں سے آیا؟ عرض کیا گیا: بریرہ کے لئے صدقہ آیا تھا۔ فرمایا: وہ اس کے لئے صدقہ تھا اور ہمارے لئے اس کی طرف سے ہدیہ ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۱٦۸، ۵۲۸٤) مسلم (۱۵۰٤) ابویعلی (٤٤۳۵) ابن حبان (٤۲٦۹).

تشریح: ......امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جب لونڈی آزاد ہو جائے اور اس کا شوہر غلام ہو تو لونڈی کو اختیار ہوگا چاہے نکاح فسخ کر ڈالے چاہے باقی رکھے اور اگر اس کا خاوند آزاد ہو تو عورت کو اختیار نہ ہوگا، امام مالک، شافعی وجمہور علماء کا یہی قول ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک چاہے شوہر آزاد ہو تب بھی لونڈی کو اختیار ہوگا اور ان کی دلیل مذکورہ بالا روایت ہے کہ بریرہ کے شوہر آزاد تھے لیکن یہ جملہ قابل اعتبار نہیں کیونکہ اکثر رواۃ نے بیان کیا ہے کہ ان

کے شوہر مغیث بھی غلام تھے۔ نیز بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ جب شعبہ یا نافع سے پوچھا گیا کہ مغیث آزاد تھے تو انہوں نے کہا پتہ نہیں آزاد تھے یا غلام لہٰذا یہ کہنا کہ وہ غلام تھے شاذ ہے اور قابل احتجاج نہیں اور اگر آزاد ہی ہوتے تو پھر اختیار دیئے جانے کا کیا فائدہ۔

اس حدیث میں عام قاعدہ مذکور ہے کہ لونڈی یا غلام کو آزاد کیا جائے تو اس کا ولاء (میراث) آزاد کرنے والے کی ملکیت ہوگی۔ نیز یہ کہ اگر کسی غریب مسکین کو صدقہ دیا جائے اور وہ مسکین اسی کو ہدیہ دے تو یہ صدقہ نہیں ہدیہ ہوگا۔ واللہ اعلم

2327۔ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ فَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ طَعَامًا لَيْسَ فِيهِ لَحْمٌ فَقَالَ أَلَمْ أَرَ لَكُمْ قِدْرًا مَنْصُوبَةً قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَأَهْدَتْ لَنَا قَالَ ((هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ)) وَكَانَ لَهَا زَوْجٌ فَلَمَّا عُتِقَتْ خُيِّرَتْ .

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے کھانا پیش کیا جس میں گوشت نہیں تھا، آپ نے فرمایا: کیا میں تمہاری گوشت کی ہانڈی چڑھی ہوئی نہیں دیکھ رہا ہوں؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ وہ گوشت بریرہ کو صدقہ میں ملا ہے اور بریرہ نے ہمیں ہدیہ کر دیا اور آپ تو صدقہ کھاتے نہیں فرمایا: وہ ان کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے بریرہ کی طرف سے ہدیہ ہے اور ان کا (بریرہ کا) شوہر تھا جب وہ آزاد کر دی گئیں تو انہیں شوہر کے بارے میں اختیار دیا گیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٢٧٩) مسلم (١٥٠٥) نسائی (٣٤٤٨) وغیرهم كما تقدم.

تشریح: ...... اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بریرہ کے شوہر غلام تھے اور انہیں اختیار دیا گیا کہ مغیث کی زوجیت میں رہیں یا نہ رہیں اور انہوں نے جدائی کو ترجیح دی جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

2328۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الضَّحَّاكِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ بَرِيرَةَ حِينَ أَعْتَقَتْهَا عَائِشَةُ كَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَحُضُّهَا عَلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَلَيْسَ لِي أَنْ أُفَارِقَهُ قَالَ بَلَى قَالَتْ فَقَدْ فَارَقْتُهُ .

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ جب انہوں نے بریرہ (رضی اللہ عنہا) کو آزاد کیا اس وقت ان کا شوہر غلام تھا اور رسول اللہ ﷺ ان کے شوہر کے بارے میں ترغیب دلاتے تھے (کہ اسے چھوڑیں نہیں) اور وہ برابر کہتی رہتی کیا میرے لئے اختیار نہیں ہے کہ میں اس سے جدائی کرلوں، فرمایا: ہاں اختیار تو ہے تو بریرہ نے کہا: پھر میں نے اس سے جدائی کرلی۔

(تخریج) اس روایت کی تخریج وتشریح اوپر گذر چکی ہے۔

2329۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ خَالِدٍ يَعْنِي الْحَذَّاءَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا يَبْكِي وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْعَبَّاسِ ((يَا عَبَّاسُ أَلَا تَعْجَبُ مِنْ شِدَّةِ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ وَمِنْ شِدَّةِ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا ؟))فَقَالَ لَهَا لَوْ رَاجَعْتِيهِ فَإِنَّهُ أَبُو وَلَدِكِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَأْمُرُنِي قَالَ إِنَّمَا أَنَا شَافِعٌ قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ .

(ترجمہ)ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے روایت کیا کہ بریرہ کے شوہر غلام تھے جن کا نام مغیث تھا گویا کہ میں اسے بریرہ کے آگے پیچھے طواف کرتے دیکھ رہا ہوں اور آنسوؤں سے اس کی داڑھی تر ہے، نبی کریم ﷺ نے عباس (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: اے عباس دیکھو تو کیا تمہیں تعجب نہیں ہوتا کہ مغیث کو بریرہ سے کتنی زیادہ محبت ہے اور بریرہ کو مغیث سے اتنی ہی زیادہ نفرت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بریرہ سے کہا: تم اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرلو کیونکہ وہ تمہارے بچے کا باپ ہے۔ بریرہ نے کہا: یارسول اللہ کیا یہ آپ کا حکم ہے؟ فرمایا: نہیں میں سفارش کررہا ہوں، بریرہ نے کہا: تب پھر (مجھے اس میں نظر ثانی کی ضرورت نہیں ہے اور) مجھے مغیث نہیں چاہیے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٢٨٣) ابوداود(٢٢٣١) نسائی (٥٤٣٢) ابن ماجه (٢٠٧٥) ابن حبان (٤٢٧٠).

تشریح: ......ان تمام روایات سے یہ ثابت ہوا کہ لونڈی کا شوہر اگر غلام ہے تو آزاد ہونے کے بعد اس کو اختیار ہے چاہے تو شوہر کے پاس رہے اور چاہے تو جدائی اختیار کرے یہاں بریرہ رضی اللہ عنہا کی سمجھداری اور ہوشمندی بھی سامنے آئی، پوچھا اگر آپ کا حکم ہے تو سر آنکھوں پر اور اسی طرح رسول اکرم ﷺ کی رحم دلی اور بیان شریعت میں قلبی جذبہ اور رجحان سے دوری بھی سامنے آئی، جب فرمایا کہ نہیں شریعت کی رو سے تو تمہیں اختیار ہے لیکن میری سفارش ہے کہ تم مغیث کو مایوس نہ کرو۔ فداه ابی وامی وصلی اللّٰه علی نبینا محمد وعلی آله وصحبه اجمعین ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین .

[16]..... بَاب فِي تَخْيِيرِ الصَّبِيِّ بَيْنَ أَبَوَيْهِ
بچہ کو والدین میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا بیان

2330۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَبِي مَيْمُونَةَ سُلَيْمَانَ مَوْلًى لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجِي يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِوَلَدِي . فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنَّ زَوْجِي يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِوَلَدِي أَوْ بِابْنِي وَقَدْ نَفَعَنِي وَسَقَانِي مِنْ بِئْرِ أَبِي عِنَبَةَ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اسْتَهِمَا أَوْ قَالَ تَسَاهَمَا أَبُو عَاصِمٍ الشَّاكُّ فَجَاءَ زَوْجُهَا فَقَالَ مَنْ يُخَاصِمُنِي فِي وَلَدِي أَوْ فِي ابْنِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا غُلَامُ هَذَا

أَبُـوْكَ وَهَـذِهِ أُمُّكَ فَـخُـذْ بِيَـدِ أَيِّهِـمَـا شِـئْـتَ وَقَدْ قَالَ أَبُو عَاصِمٍ ((فَاتْبَعْ أَيَّهُمَا شِئْتَ)) فَأَخَذَ بِيَدِ أُمِّهِ فَانْطَلَقَتْ بِهِ .

(ترجمہ)ابومیمونہ سلیمان اہل مدینہ کے غلام سے مروی ہے کہ میں ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک عورت آئی ،عرض کیا کہ میرا شوہر میرے بچے کو لے جانا چاہتا ہے۔ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کے پاس ایک عورت آئی اور کہا کہ میرا شوہر اپنی اولاد یا میرے بیٹے کو لے جانا چاہتا ہے جو میری خدمت کرتا اور میرے لئے ابوعنبہ کے کنویں سے پانی لاتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں قرعہ ڈال لو استہما کہا یا تساہما کہا: ابوعاصم کو اس میں شک ہے(معنی دونوں لفظ کے ایک ہیں)۔پھر اس عورت کا شوہر آیا اور کہنے لگا: میری اولاد کے بارے میں یا میرے بیٹے کے بارے میں کون مجھ سے جھگڑا کرے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے (بچے سے) کہا: بیٹے یہ تمہارے باپ ہیں اور یہ تمہاری ماں ہیں تم جس کے پاس رہنا چاہو اس کا ہاتھ تھام لو۔

اور عاصم نے کہا: ان دونوں میں جس کے ساتھ چاہو چلے جاؤ چنانچہ اس لڑکے نے اپنی والدہ کا ہاتھ تھام لیا اور وہ اسے لے کر چلی گئیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔دیکھئے: ابوداود (٢٢٧٧) نسائی (٣٤٩٦) ترمذی (١٣٥٧) ابن ماجه (٢٣٥١) ابویعلی (٦١٣١) موارد الظمآن (١٢٠٠) الحمیدی (١١١٤).

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میاں بیوی میں اگر جدائی ہو جائے تو بچے کو اختیار ہوگا ماں باپ میں سے جس کے پاس چاہے رہے۔امام شافعی کا یہی مسلک ہے۔امام ابوحنیفہ کے نزدیک کم سن بچہ ماں کے پاس رہے گا اور جب کھانے پینے اور خود استنجا کرنے لگے تو پھر باپ کے پاس رہے گا یعنی اس کو اختیار نہیں نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر میاں بیوی میں بچوں کے بارے میں جھگڑا ہو تو قرعہ اندازی کر لی جائے گی جس کے نام کا قرعہ نکلے گا بچے اس کے پاس ہی رہیں گے لیکن اختیار دینا اولی ہے، اکثر احادیث اسی پر دلالت کرتی ہیں۔عربی میں اس کو حق حضانہ کہا جاتا ہے۔سعودی عدالت میں یہ قانون ہے کہ میاں بیوی میں جدائی ہو جائے تو کمسن بچے بچی کو سن تمیز یعنی سات سال تک ماں کے پاس رکھا جائے گا کہ وہ عورت دوسرا نکاح نہ کر لے ، دوسرے نکاح کرنے کی صورت میں وہ بچہ یا بچی باپ کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ واللہ اعلم

[17]..... بَاب فِي طَلَاقِ الْأَمَةِ

لونڈی کی طلاق کا بیان

2331۔ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِى مُظَاهِرٌ وَهُوَ ابْنُ أَسْلَمَ أَنَّهُ سَمِعَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لِلْأَمَةِ تَطْلِيقَتَانِ وَقُرْؤُهَا حَيْضَتَانِ قَالَ أَبُوْعَاصِمٍ سَمِعْتُهُ مِنْ مُظَاهِرٍ .

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لونڈی کی دو طلاقیں ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہے ابوعاصم نے کہا: یہ میں نے مظاہر بن اسلم سے سنا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے دیگر اسانید سے بھی مروی ہے لیکن سب ضعیف ہیں اس حدیث میں مظاہر بن اسلم ضعیف ہیں۔ دیکھئے: ابوداود (۲۱۸۹) ترمذی (۱۱۸۳) ابن ماجه (۲۰۸۰) الحاکم (۲/ ۲۰۵) معرفة السنن والآثار للبیهقی (۱٤۸۸٤) والدارقطنی (٤/ ۳۸) یہ حدیث مظاہر اور عطیہ العوفی نیز عمر بن شبیب کے طریق سے مروی ہے اور تینوں ضعیف ہیں اس لئے یہ حدیث قابل حجت نہیں۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لونڈی کو صرف دو بار طلاق دی جا سکتی ہے اگر اس کا شوہر بھی غلام ہو اور اس کی عدت بھی دو حیض ہوگی۔ لیکن حدیث ضعیف ہونے کے سبب یہ مفہوم غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ طلاق اور عدت میں آزاد اور لونڈی دونوں برابر ہیں کیونکہ ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ اور ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ﴾ سب کے لیے عام ہے۔ اہل حدیث کا یہی مسلک ہے اور یہی صحیح ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس ضعیف حدیث سے استدلال کر کے کہا کہ لونڈی کی طلاق دو اور عدت بھی دو حیض ہے۔ یہ روایت دارقطنی وغیرہ میں بھی ہے لیکن اس کی سند میں عمر بن شبیب اور عطیہ دونوں ضعیف ہیں، امام دارقطنی نے کہا صحیح یہ ہے کہ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے جو موقوف ہے۔ واللہ اعلم

[18]..... بَاب فِي اسْتِبْرَاءِ الْأَمَةِ

لونڈی کے رحم کی صفائی کا بیان

2332۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَرَفَعَهُ أَنَّهُ قَالَ فِي سَبَايَا أَوْطَاسٍ لَا تُوطَأُ حَامِلٌ حَتَّى تَضَعَ حَمْلَهَا وَلَا غَيْرُ ذَاتِ حَمْلٍ حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً.

(ترجمہ) ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اوطاس کے قیدیوں کے حق میں فرمایا: کسی بھی حاملہ عورت سے صحبت نہ کی جائے جب تک کہ وہ وضع حمل نہ کرے (یعنی بچہ پیدا ہونے کے بعد اس سے طہر میں صحبت کی جائے) اور نہ کسی غیر حاملہ عورت سے صحبت کی جائے جب تک کہ اس کو ایک حیض نہ آ جائے (تا کہ معلوم ہو جائے کہ وہ حاملہ نہیں ہے)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱٤٥٦) ابوداود (۲۱۵۷) ابویعلی (۱۱٤۸) الحاکم (۲/ ۱۹۵) شرح السنه للبغوی (۲۳۹٤)، نیز دیکھئے: تلخیص الحبیر (۱/ ۱۷۱) نصب الرایه (۳/ ۲۳۳)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاد اسلامی میں حاصل شدہ قیدی شادی شدہ عورتیں تقسیم کے بعد حلال ہو جاتی ہیں لیکن ان سے جماع کرنے کے لئے شرط یہ ہے کہ اگر وہ حامل ہوں تو وضع حمل کا انتظار کیا جائے۔ ایک

اورحدیث میں ہے کہ جوشخص اللہ اوریوم آخرت پرایمان رکھتا ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ غیر کی کھیتی کو اپنے پانی سے سیراب کرے۔اس کو ابوداودترمذی نے روایت کیا اورابن حبان نے صحیح کہا اور بزار نے حسن کہا ہے۔لہٰذا حاملہ لونڈی سے جماع کرنا جائزنہیں ۔اور اگرجنگ کی قیدی عورت حاملہ نہ ہوتب بھی ایک حیض کے آنے تک انتظار کرنا ہوگا تاکہ معلوم ہوجائے کہ وہ حاملہ تونہیں ہے اور یہ اسلام کے اہم قواعد وضوابط میں سے ہے اوراس میں بڑی حکمتیں پوشیدہ ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ شادی شدہ عورت کے رحم اورنالیوں کی صفائی ہوجائے اورایک دوسرے کے جراثیم خلط ملط ہوکرمہلک بیماریوں کا سبب نہ بنیں۔(سبحان من شرع الاحکام)

حدود کے مسائل

[1]..... بَاب رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلاثَةٍ
تین آدمی مرفوع القلم ہیں

2333- أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّغِيرِ حَتَّى يَحْتَلِمَ وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ . وَقَدْ قَالَ حَمَّادٌ أَيْضًا وَعَنِ الْمَعْتُوهِ حَتَّى يَعْقِلَ .

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین اشخاص سے قلم اٹھادی گئی ہے (یعنی ان کی نیکی بدی پر مواخذہ نہیں) سونے والے سے جاگنے تک، بچے سے بالغ ہونے تک، اور دیوانے سے جب تک اس کو عقل نہ آئے۔

حماد نے دوسری روایت میں مجنون کے بجائے معتوہ کہا ہے، معنی دونوں کا ایک ہے یعنی پاگل یا دیوانہ، یہاں تک کہ اس کو عقل آ جائے۔

توضیح: ......حدود سے مراد وہ سزائیں ہیں جو معلوم گناہوں پر متعین ومقرر ہیں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابو داود (٤٣٩٨) نسائی (٣٤٣٢) ابن ماجه (٢٠٤١) ابو یعلی (٤٤٠٠) ابن حبان (١٤٣٣١) الموارد (١٤٩٦)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان تین اشخاص سے جو بھی بھلا برا کام سرزد ہو وہ لکھا نہیں جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا حساب وکتاب نہیں اس واسطے نہ ان پر حد جاری کی جائے گی اور نہ طلاق وبیع واقع ہوگی، پس جو شخص سونے میں یا جنون کی حالت میں طلاق یا عتاق دے یا اور کوئی نیک یا بد کام کر ڈالے تو اس کا مواخذہ اس سے نہ ہوگا۔ امام دارمی نے کتاب الحدود میں یہ حدیث نقل کر کے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ ان تینوں اشخاص پر حد بھی جاری نہ ہوگی۔ اور ان کے برعکس اشخاص یعنی جاگنے والا بالغ اور صحیح العقل اگر کوئی گناہ کرے تو مواخذ ہوگا اور حد جاری کی جائے گی اگر طلاق دی ہے یا آزادی کا حکم کیا ہے تو وہ نافذ العمل ہوگا۔ طلاق بھی پڑ جائے گی اور غلام آزاد بھی ہوگا اور حد سے مراد وہ گناہ ہیں جن کی سزا دنیا میں مقرر کر دی گئی ہے جیسے زنا، چوری، ڈاکہ زنی، ارتداد، قتل، تہمت، شراب نوشی وغیرہ ان سب کا بیان آگے آ رہا ہے۔

[2]..... بَاب مَا يَحِلُّ بِهِ دَمُ مُسْلِمٍ
جن چیزوں سے مسلمان کا قتل کرنا جائز ہو جاتا ہے

2334- أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ بِكُفْرٍ بَعْدَ إِيمَانٍ أَوْ بِزِنًا بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ يَقْتُلُ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ فَيُقْتَلُ.

(ترجمہ) امیر المومنین عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے مسلمان کا خون کرنا درست نہیں مگر تین باتوں میں سے ایک کے سبب، ایک تو ایمان کے بعد کفر کے سبب (یعنی مسلمان ہونے کے بعد پھر کافر ہو جائے)، یا شادی کے بعد زنا کرے (اس کو سنگسار کیا جائے گا)، یا وہ شخص جو ناحق کسی کو قتل کرے وہ قصاص میں قتل کیا جائے گا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابو داود (٤٥٠٢) ترمذی (٢١٥٨) نسائی (٤٠٣١) ابن ماجه (٢٥٣٣) ابن الجارود (٨٣٦) وغيرهم۔

2335- حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللّٰہِ ﷺ ((لَا يَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَّا أَحَدَ ثَلَاثَةِ نَفَرٍ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِي وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ)).

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی بھی آدمی کا خون حلال نہیں ہے جو شہادت دیتا ہو کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں مگر تین شخص (چاہے وہ مسلمان ہوں تب بھی) اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جان کے بدلے جان، شادی شدہ زنا کار، اور اپنے دین کو چھوڑ کر مسلمانوں کی جماعت سے جدا ہونے والا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٨٧٨) مسلم (١٦٧٦) ابوداود (٤٣٥٢) ترمذی (١٤٠٢) نسائی (٤٠٢٧) ابن ماجہ (٢٥٣٤) ابویعلی (٥٢٠٢) ابن حبان (٤٤٠٧) الحمیدی (١١٩) وغیرھم۔

تشریح: ......ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جو بھی مسلمان ان کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرے گا وہ حلال الدم ہے اور اس کو سزا دی جائے گی، کوئی مسلمان کسی بھی مسلمان کو جان بوجھ کر اگر قتل کرے گا تو بدلے میں اس کا بھی سر قلم کر دیا جائے گا، اسی طرح مسلمان بہن بیٹیوں کی عزت و آبرو کو تار تار کرنے والا شادی شدہ ہے تو اس کا خون حلال ہے اسے سنگسار کر دیا جائے گا اور غیر شادی شدہ کو سو (١٠٠) کوڑے لگائے جائیں گے اسی طرح جو مسلمان مرتد ہو جائے تو اس کا خون بہانا جائز و درست ہے اور ایسا شخص کافر اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہے اسے قتل کر دیا جائے گا، معلوم ہوا کہ قتل زنا اور کفر اتنے سنگین جرائم ہیں کہ ان کا ارتکاب کرنے والا چاہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہو پھر بھی قتل کر دیا جائے گا۔

سعودی عرب میں ان امور پر عمل ہوتا ہے اور شریعت کے مطابق ان گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کو سزا دی جاتی ہے جس کی برکت سے یہاں امن و امان قائم اور جان و مال قدرے محفوظ ہیں۔ أدام اللّٰہ هذه البرکات فی هذه البلاد الطاهرة۔ آمین

[3]..... بَاب السَّارِقِ يُوهَبُ مِنْهُ السَّرِقَةُ بَعْدَ مَا سَرَقَ
چوری کا مال برآمد کرنے کے بعد چور کو چھوڑ دیا جائے؟

2336۔ أَخْبَرَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ وَهُوَ نَائِمٌ فَاسْتَلَّ رِدَائَهُ مِنْ تَحْتِ رَأْسِهِ فَنَبِهَ بِهِ فَلَحِقَهُ فَأَخَذَهُ فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَأَتَانِي هَذَا فَاسْتَلَّ رِدَائِي مِنْ تَحْتِ رَأْسِي فَلَحِقْتُهُ فَأَخَذْتُهُ فَأَمَرَ بِقَطْعِهِ فَقَالَ لَهُ صَفْوَانُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ رِدَائِي لَمْ يَبْلُغْ أَنْ يُقْطَعَ فِيهِ هٰذَا قَالَ فَهَلَّا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ.

(ترجمہ)ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: صفوان بن امیہ (رضی اللہ عنہ) مسجد میں سوئے ہوئے تھے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اوران کے سر کے نیچے سے ان کی چادر کھینچ لے گیا تو صفوان جاگ گئے، اس کے پیچھے دوڑے اور اس چور کو پکڑ لیا اور اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ میں مسجد میں سویا ہوا تھا یہ شخص آیا اور میرے سر کے نیچے سے میری چادر کھینچ لے گیا۔ میں نے بھاگ کر اس کو پکڑ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر اس (چور) کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو صفوان (رضی اللہ عنہ) نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری چادر اتنی قیمتی نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے اس غریب کا ہاتھ کاٹا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر معاف کرنا تھا تو میرے پاس اس کو لانے سے پہلے ہی کر دیا ہوتا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند اشعث بن سوار کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن دوسری اسانید سے یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے:
ابوداود (٤٣٩٤) نسائی (٤٨٩٣،٤٨٩٦، ٤٨٩٨) احمد (٦/٤٦٦) طبرانی: ٨/٥٥ (٧٣٢٦،٧٣٢٧) الحاکم (٤/٣٨٠) وغیرهم۔

تشریح: ...... چوری کرنا حرام ہے اور جو شخص مال محفوظ کی قیمتی چیز چرائے قرآنی حکم کے مطابق اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا: ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا أَيْدِيَهُمَا...﴾ (المائدہ: ٦/٣٨) لیکن اس کے لئے شرط ہے کہ قیمتی چیز ہو اور محفوظ جگہ سے چرائی گئی ہو، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب معاملہ قاضی یا حاکم تک پہنچ جائے اور جرم ثابت ہو جائے تو پھر اس پر حد جاری کی جائے گی اور اگر صاحب مال حاکم کے پاس جانے سے پہلے چور کو معاف کر دے تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرے پاس آنے سے پہلے معاف کیوں نہیں کر دیا تھا۔

[4]..... بَاب مَا تُقْطَعُ فِيهِ الْيَدُ
کتنی قیمت کی چیز میں ہاتھ کاٹا جائے گا؟

2337۔ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تُقْطَعُ الْيَدُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

(ترجمہ)عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ پر (چور کا) ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٧٨٩) مسلم (١٦٨٦) ابوداود (٤٣٨٣) ترمذی (١٤٤٥) نسائی (٤٩٣١) ابن ماجہ (٢٥٨٥) ابویعلی (٥٨٣٣) ابن حبان (٤٤٦١)۔

تشریح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ربع دینار یا اس سے زیادہ قیمت کی چیز چرانے پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔ تفصیل آگے آ رہی ہے۔

2338۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ وَإِسْمَعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ وَمُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَطَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال میں ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٧٩٥) مسلم (١٦٨٦) ابوداود (٤٣٨٥) نسائی (٤٩٢٣) ابویعلی (٥٨٣٣) ابن حبان (٤٤٦١، ٤٤٦٤)۔

تشریح: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جب تک نصاب سرقہ مکمل نہ ہو چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ جمہور علماء کرام کی یہی رائے ہے۔ کچھ علماء نے قلیل وکثیر ہر چوری پر قطع ید کی سزا کو واجب قرار دیا ہے جو صحیح نہیں۔ اس سلسلے میں مذکورہ بالا حدیث صریح اور واضح ہے جس سے آیت شریفہ والسارق والسارقۃ کی تحدید وتخصیص ہو جاتی ہے۔ پھر نصاب کے بارے میں مختلف اقوال ہیں جن میں زیادہ مشہور یہ دو قول ہیں:

(١)...... پہلا یہ کہ سونے میں نصاب ایک دینار کا چوتھا حصہ اور چاندی میں تین درہم ۔امام شافعی وغیرہ کا یہی قول ہے۔

(٢)...... دوسرا قول یہ ہے کہ دس درہم نصاب ہے اس سے کم میں قطع ید کی سزا نہیں دی جاسکتی، سفیان ثوری واحناف کا یہ قول ہے۔ امام شافعی وغیرہ نے مذکورہ بالا متفق علیہ احادیث سے استدلال کیا ہے کہ ایک دینار کا وزن چار ماشہ سونا اور درہم ساڑھے تین ماشہ چاندی گویا چوتھائی دینار اور تین درہم ہم وزن ہیں اس سے کم قیمت چوری پر قطع ید کی سزا نافذ نہیں ہوگی، سونے یا چاندی کے علاوہ کسی چیز کی چوری کرے تو اس کا نصاب تین درہم کے حساب سے ہوگا، امام ابوحنیفہ وغیرہ نے ابن عباس کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال پر جس کی قیمت دس درہم تھی چور کا ہاتھ کاٹا۔ یہ روایت اولاً تو تین درہم والی روایت کے خلاف نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے ایک بار تین درہم کی ڈھال پر اور دوسری بار دس درہم کی قیمت کی ڈھال پر ہاتھ کاٹا، اس سے کم سے کم نصاب معلوم ہوا نیز دس درہم والی روایت متفق علیہ ربع دینار یا تین درہم کے مقابلے میں کم درجہ کی ہے اس لئے امام شافعی کا مذہب ومسلک ہی راجح اور قوی ہے۔ واللہ اعلم

[5]..... بَاب الشَّفَاعَةِ فِي الْحَدِّ دُونَ السُّلْطَانِ

حاکم کے پاس حدود کے سلسلے میں سفارش کا بیان

2339۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالُوا وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ فَقَالَ إِنَّمَا هَلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمْ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمْ الضَّعِيفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا .

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ ایک مخزومی عورت کا معاملہ جس نے چوری کی تھی قریش کے نزدیک اہمیت اختیار کر گیا اور انہوں نے کہا: اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون گفتگو کرے؟ پھر انہوں نے کہا: اس کی جرأت اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) کے علاوہ کون کر سکے گا؟ وہ آپ کے چہیتے ہیں، چنانچہ اسامہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تو آپ نے فرمایا: کیا تم اللہ کی حدود میں سفارش کرنے آئے ہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! تم سے پہلے کے لوگ اس لئے برباد ہوگئے کہ جب ان میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے لیکن اگر کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے تھے، اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی چوری کی ہوتی تو میں اس کا ہاتھ ضرور کاٹ دیتا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲٦٤٨، ٦٧٨٨) مسلم (١٦٨٨) ابوداود (٤٣٧٤) ترمذی (١٤٣٠) نسائی (٤٩١٤) ابن ماجه (٢٥٤٧) ابویعلی (٤٥٤٩) ابن حبان (٤٤٠٢)

تشریح: ...... یہ حدیث اس پر واضح دلیل ہے کہ حدود میں کسی کی سفارش کرنا جائز نہیں، اسامہ گرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتے اور محبوب تھے لیکن اللہ تعالی کے قائم کردہ حدود میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت الفاظ میں ان سے کہہ دیا کہ یہ کیا تم اللہ کی حدود میں سفارش کر رہے ہو اور ان کی سفارش کو رد کر دیا یہی نہیں بلکہ خطبہ دیا اور بانگ دہل فرمایا کہ پہلی امتوں کی ہلاکت و بربادی کا سبب یہی تھا کہ وہ جس کو چاہتے جکڑ لیتے اور حد جاری کرتے اور جسے چاہتے چھوڑ دیتے تھے۔ قربان جائیں نبی رحمت و نبی عدل وانصاف کے اوپر فرمایا میری سب سے چہیتی چھوٹی بیٹی فاطمہ بھی اگر چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا۔ سبحان اللہ کیا شان طاعت گذاری اور رب کے احکامات کی پابندی ہے گرچہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ایسا فعل سرزد ہونا محال تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال دے کر فرمایا کہ اگر وہ بھی ایسا کریں تو اللہ کے حکم کی تنفیذ میں کوئی تردد نہیں کروں گا۔ صلى الله على محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا كثيرا۔

[6]..... بَاب الْمُعْتَرِفِ بِالسَّرِقَةِ

چوری کا اعتراف کرنے والے کے ساتھ سلوک کرنے کا بیان

2340۔ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي الْمُنْذِرِ مَوْلَى أَبِيْ ذَرٍّ عَنْ أَبِيْ أُمَيَّةَ الْمَخْزُومِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِسَارِقٍ اعْتَرَفَ اعْتِرَافًا لَمْ يُوجَدْ مَعَهُ مَتَاعٌ فَقَالَ مَا إِخَالُكَ سَرَقْتَ قَالَ بَلَى قَالَ مَا إِخَالُكَ سَرَقْتَ قَالَ بَلَى قَالَ فَاذْهَبُوا فَاقْطَعُوا يَدَهُ ثُمَّ جِيئُوا بِهِ فَقَطَعُوا يَدَهُ ثُمَّ جَاءُوا بِهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ إِلَيْهِ فَقَالَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ اللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ.

(ترجمہ) ابوامیہ مخزومی (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ایک چور کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا جس نے چوری کا اعتراف

کرلیا لیکن چوری کا مال اس کے پاس سے برآمد نہ ہوا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ تو نے چوری نہیں کی؟ وہ بولا نہیں میں نے چوری کی ہے پھر آپ نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں تو نے چوری نہیں کی؟ اس نے عرض کیا: میں نے چوری کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس اعتراف کے بعد فرمایا: اسے لیجاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو پھر اسے میرے پاس لے کر آنا چنانچہ صحابہ کرام نے اس کا ہاتھ کاٹا اور اسے لے کر حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالی سے بخشش کی دعا مانگو اور اس سے توبہ کرو اس شخص نے مغفرت طلب کی اور اللہ سے توبہ کی، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اسے معاف کردے، اے اللہ! اسے معاف کردے۔

(**تخریج**) یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے اور بعض اسانید صحیح ہیں۔ دیکھئے: ابو داود (٤٣٨٠) نسائی (٤٨٩٢) ابن ماجه (٢٥٩٧) طبرانی ٢٢/٣٦٠ (٩٠٥) احمد (٢٩٣/٥) معرفة السنن والآثار للبيهقي (١٧٢٢٨) الحاكم (٣٨١/٤) وقال هذا حديث على شرط مسلم ولم يخرجاه۔

تشریح:......اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے چور کے اعتراف جرم کرنے پر بھی فرمایا کہ میرا خیال ہے تم نے چوری نہیں کی، یہ غالبا اس لئے فرمایا تھا کہ وہ شخص اپنے نفس پر رحم کرے اور اپنے گناہ کو ظاہر نہ کرے اور اللہ تعالی سے بصدق وصفا توبہ کرے اور ہر جرم وحد کا یہی حکم ہے کہ جب اللہ تعالی ظاہر نہ کرے تو توبہ واستغفار کرنا چاہیے اور حاکم کو بھی چاہیے کہ مجرم کی اچھی رہنمائی کرے اور مناسب تعلیم دے اور توبہ واستغفار کی تلقین کرے پھر حد جاری کرے، رسول اکرم ﷺ کا حسن تعامل دیکھئے: توبہ واستغفار کراتے ہیں پھر باری تعالی سے التجا کرتے ہیں، اے اللہ اس کی توبہ قبول کر لے اس کو معاف کردے۔

نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چوری کا مال برآمد نہ ہو تو چور سے عدالت دوبار اعتراف کرائے گی لیکن اکثر علماء نے کہا کہ ایک بار کا اعتراف ہی کافی ہے۔

[7]..... بَاب مَا لَا يُقْطَعُ فِيهِ مِنَ الثِّمَارِ
پھل فروٹ کی چوری میں ہاتھ نہ کاٹے جانے کا بیان

2341۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ أَخْبَرَهُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ.

(ترجمہ) رافع بن خدیج (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ پھل اور خوشے کی چوری میں قطع ید نہیں ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے ابو داود (٤٣٨٨) نسائی (٤٩٧٦)، طبرانی ٢٦٠/٤ (٤٣٣٩) ابن حبان (٤٤٦٦) الموارد (١٥٠٥) الحميدي (٤١١)۔

2342۔ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ .

(**تخریج**) اس حدیث کا ترجمہ اور تخریج اوپر گذر چکی ہے۔اس کی سند میں ابواسامۃ کا نام حماد بن اسامہ ہے۔

توضیح: ...... کھجور کے درخت کا گوند جو چربی کی طرح رنگ میں سفید اور ذائقہ دار و مزہ میں گری کی طرح کھجور کے تنے کے وسط میں پایا جاتا ہے اور کھایا جاتا ہے اس کو کثر کہتے ہیں۔

2343۔ أَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ .

(ترجمہ) اس حدیث کا ترجمہ اور تخریج اوپر گذر چکی ہے نیز یہ کہ اس کی سند میں ضعف ہے۔

2344۔ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ .

(ترجمہ) اس حدیث کا ترجمہ اوپر گذر چکا ہے اور سند اس کی صحیح ہے۔تخریج، اس باب کی پہلی حدیث میں ملاحظہ فرمائیں۔

2345۔ أَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَالثَّقَفِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ . قَالَ وَهُوَ شَحْمُ النَّخْلِ وَالْكَثَرُ الْجُمَّارُ .

(ترجمہ) رافع بن خدیج (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: پھل اور خوشے کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے ،راوی نے کہا: کھجور کے اندر جو سفید جھلی ہوتی ہے اسے کثر کہتے ہیں اور کثر وہ خوشہ ہے جو کھجور کے درخت میں ہوتا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

2346۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ أَبِي مَيْمُوْنٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لَا قَطْعَ فِي كَثَرٍ .
قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْقَوْلُ مَا قَالَ أَبُو أُسَامَةَ .

(ترجمہ) اس حدیث کا ترجمہ بھی اوپر گذر چکا ہے۔امام دارمی نے کہا: ابواسامہ (ان کا نام حماد بن اسامہ ہے) نے جو کہا وہی صحیح ہے۔

اس حدیث کی تخریج اوپر گذر چکی ہے، اس میں ابومیمون غیر معروف ہیں لیکن حدیث صحیح ہے، حاکم وبیہقی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

تشریح: ...... مذکورہ بالا تمام روایات سے یہ ثابت ہوا کہ آدمی اگر ضرورت بھر پھل اور میوے کھالے تو اس کا ہاتھ کاٹا نہیں جائے گا، امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے کہ کھجور، میوے۔ ترکاریاں لکڑی یا گھاس کی چوری میں قطع ید نہیں ہے۔

امام شافعی نے کہا اگر یہ چیزیں محفوظ مقام پر ہیں جیسے باغ کے اندر یا مکان میں اور کسی نے وہاں سے ان تمام چیزوں کی چوری کی تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

اہل حدیث کا بھی مذہب یہی ہے کہ میوہ اور پھل فروٹ اور کھجور کے گابھا کی چوری میں قطع نہیں ہے جب تک کہ یہ چیزیں سوکھنے کے لئے محفوظ مقام میں نہ رکھی جائیں اور شرط یہ ہے کہ چور صرف کھالے گود میں بھر کر نہ لے جائے اگر ایسا کرے گا تو اس کی قیمت کا ڈبل جرمانہ ادا کرنا ہوگا اور سزا بھی ملے گی۔ (وحیدی)

[8]..... بَاب مَا لَا يُقْطَعُ مِنَ السُّرَّاقِ

چوری کرنے والوں میں سے جس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے اس کا بیان

2347۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ جَابِرٌ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ عَلَى الْمُنْتَهِبِ وَلَا عَلَى الْمُخْتَلِسِ وَلَا عَلَى الْخَائِنِ قَطْعٌ .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچک کر لیجانے والے اور چھین کر لے جانے والے اور خیانت کرنے والے کے لئے قطع ید کی سزا نہیں ہے۔

توضیح: ...... منتہب علی الاعلان جبرا بزور بازو کسی سے مال چھین لینے والے کو کہتے ہیں (یعنی ڈاکو) اور مختلس: گرہ کٹ کو کہتے ہیں جو اچانک کسی سے بٹوہ وغیرہ چھین اور جھپٹ کر رفو چکر ہو جائے، اور خائن وہ ہے کہ اس کے سپرد کوئی چیز ادھار یا امانت کے طور پر رکھی جائے اور وہ اس کا انکار کر دے یا بہانہ بنا دے کہ ضائع ہو گئی اور ہڑپ کر جائے، نیز مالک کے مال میں سے کچھ چرا لینا اور اپنے آپ کو چاپلوسی کر کے امانت دار ظاہر کرنا بھی خائن کی تعریف میں آتا ہے۔ ان تینوں افراد کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے لیکن قید اور کوڑے وغیرہ کی قرار واقعی سزا دی جائے گی تاکہ ان جرائم سے دور رہیں کیونکہ ڈاکہ زنی جیب کترنا اور خیانت سب بڑے جرم ہیں اور معاشرے میں اس سے افراتفری پھیلتی ہے لہٰذا ان کو سزا ضرور دی جائے گی۔

(تخریج) یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٤٣٩١) ترمذی (١٤٤٨) نسائی (٤٩٨٧) ابن ماجه (٢٥٩١) ابن حبان (٤٤٥٦) الموارد (١٥٠٢).

تشریح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بزور بازو زبردستی مال چھین کر لے جانے والا یا اچانک جھپٹا مار کر لے جانے والا اور خائن کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کچھ علماء نے خیانت کرنے والے اور جیب کترے یا گرہ کٹ کے بارے میں کہا کہ ان کا ہاتھ کاٹا جائے گا کیونکہ یہ چوری کی حد میں آتا ہے، بہرحال اگر مال محفوظ جگہ سے چوری کیا اور وہ ربع دینار سے

زیادہ مالیت کا ہو اور عدالت میں آئے تو ایسے شخص کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ واللہ اعلم

[9]..... بَاب فِي حَدِّ الْخَمْرِ

شراب پینے پر حد کا بیان

2348۔ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ خَمْرًا فَضَرَبَهُ بِجَرِيدَتَيْنِ ثُمَّ فَعَلَ أَبُو بَكْرٍ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ اسْتَشَارَ النَّاسَ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَخَفُّ الْحُدُودِ ثَمَانِينَ قَالَ فَفَعَلَ.

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی لی تھی آپ نے اس کو دو چھڑیوں سے مارا پھر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے بھی ایسا ہی کیا جب عمر (رضی اللہ عنہ) خلیفہ بنے تو صحابہ سے انہوں نے شرابی کی سزا کے بارے میں مشورہ کیا تو عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہ) نے کہا: سب سے کم حد (سزا) اسی کوڑے کی ہے (تہمت میں) چنانچہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسی کو نافذ کر دیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٧٧٣) مسلم (١٧٠٦) ابوداود (٤٤٧٩) ابن ماجه (٢٥٧٠) ابويعلى (٢٨٩٤) ابن حبان (٤٤٤٨)۔

2349۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ الدَّانَاجُ حَدَّثَنَا حُضَيْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ الرَّقَاشِيُّ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَأُتِيَ بِالْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ جَلَدَ النَّبِيُّ ﷺ أَرْبَعِينَ وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ وَعُمَرُ ثَمَانِينَ وَكُلٌّ سُنَّةٌ.

(ترجمہ) حضین بن منذر رقاشی نے بیان کیا کہ میں عثمان بن عفان کے پاس حاضر تھا کہ ولید بن عقبہ (عثمان رضی اللہ عنہ کے اخیافی بھائی) کو لایا گیا۔ علی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرابی کو چالیس کوڑے مارے اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے بھی چالیس ہی مارے اور عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسی کوڑے لگائے اور سب سنت ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٧٠٧) ابوداود (٤٤٨٠) ابن ماجه (٢٥٧١) ابويعلى (٣٠١٥،٥٠٤) الطيالسى (١٥٣٧)۔

تشریح: ......شراب پینے والے اور نشہ کرنے والے کی سزا قرآن پاک میں مذکور نہیں ہے۔ یہ معلوم ہے کہ شراب پینا حرام ہے، یہ ام الخبائث ہے اور نشہ کی حالت میں انسان سے قبیح اور نا قابل معافی جرم سرزد ہو جاتے ہیں اس لئے اسلام نے اس دروازے ہی کو بند کر دیا۔ اب اگر کوئی شخص پی ہی لے تو اس کو سزا ضرور ملنی چاہیے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کے چھڑی وغیرہ سے شرابی کو سزا دی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا یعنی چالیس کوڑے لگائے جب لوگ بکثرت پینے لگے تو امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے مشورے سے شرابی کی سزا اسی کوڑے مقرر کر دی۔ علی رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا (

كُلٌّ سُنَّةٌ) اس بات کی تائید کرتا ہے کہ چالیس اور اسی سب ٹھیک اور سنت ہے نیز حاکم وقت کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنی صواب دید کے مطابق جتنی چاہے شرابی کو سزا دے چالیس کوڑے یا اسی کوڑے۔

[10]..... بَاب فِي شَارِبِ الْخَمْرِ إِذَا أُتِيَ بِهِ الرَّابِعَةَ

شراب پینے والا جب چوتھی بار حاکم کے پاس لایا جائے اس کا بیان

2350۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ هُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَاضْرِبُوهُ ثُمَّ إِنْ عَادَ فَاضْرِبُوهُ ثُمَّ إِنْ عَادَ فَاضْرِبُوهُ ثُمَّ إِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوهُ

(ترجمہ) عمرو بن شرید نے اپنے والد سے روایت کیا: انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو میں نے فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کوئی پی لے تو اس کو مارو پھر پئے پھر مارو پھر اگر چوتھی بار پئے تو اس کو قتل کردو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ عبداللہ بن عتبہ بن عروہ بن مسعود ثقفی کا ترجمہ کسی نے نہیں لکھا باقی رجال ثقہ ہے، دیکھئے: ابوداود (٤٤٨٤) نسائی (٥٦٧٨) ابن ماجه (٢٥٧٢) طبرانی (٧٢٤٤) احمد(٤/٣٨٨، ٣٨٩) ويشهد له حديث ابی هريرة فی صحيح ابن حبان (٤٤٤٧) موارد الظمآن (١٥١٧) وابويعلی (٧٣٦٣)۔

تشریح: ......اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوا کہ شرابی چوتھی بار اگر شراب پیئے تو اس کو قتل کی سزا دی جاسکتی ہے، بعض علماء کی یہی رائے ہے مگر جمہور نے شرابی کے قتل کو اور اس حدیث کو منسوخ قرار دیا ہے اور ناسخ ایک تو وہ حدیث ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمان کا قتل تین چیزوں کے ارتکاب پر جائز ہے قتل کے بدلے قتل مرتد اور زانی المحصن (دیکھئے حدیث رقم ۲۳۳۴) اس میں چور کی سزا قتل نہیں ہے نیز سنن ابی داود میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بھی (کسی کو) چوتھی بار شراب پینے پر قتل نہیں کیا تھا صرف کوڑوں کی سزا ہی پر اکتفا کیا اور امام شافعی نے اجماع نقل کیا ہے کہ شراب پینے والے کو کسی صورت میں قتل کی سزا نہیں۔ اس کی تفصیل حدیث (۲۱۴۲) کی تشریح میں گذر چکی ہے۔ (مبارکپوری رحمہ اللہ)

[11].....بَاب التَّعْزِيرِ فِي الذُّنُوبِ

جرائم پر تعزیر کا بیان

2351۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي أَيُّوبَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ جَابِرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَضْرِبَ أَحَدًا فَوْقَ عَشَرَةِ أَسْوَاطٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ .

(ترجمہ) ابو بردہ ہانی بن نیار (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمار ہے تھے: حدود اللہ میں سے کسی

حد کے سوا کسی کو دس کوڑوں سے زیادہ کی سزا نہ دی جائے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٨٤٨) مسلم (١٧٠٨) ابن حبان (٤٤٥٢) تلخیص الحبیر (٧٩/٤)۔

تشریح: ......تعزیر اس سزا کو کہتے ہیں جو حد سے کم ہوتی ہے اور یہ حسب حال قول و فعل دونوں طرح سے دی جاتی ہے یہ عزر سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں منع کرنا اور روکنا اسکا نام (تعزیر) اس لئے رکھا گیا کہ یہ فعل قبیح سے روک دیتی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن جرائم اور گناہوں پر شریعت میں کوئی حد مقرر نہیں کی گئی حاکم وقت اپنی صواب دید سے اس حدیث سے مجرم کو سزا دے سکتا ہے جو دس کوڑوں سے زیادہ نہ ہو، امام احمد اور دیگر علماء نے اس حدیث کے پیش نظر یہی کہا ہے لیکن حنفی شافعی اس کے مخالف ہیں اور کہا ہے کہ دس کوڑوں سے زیادہ بھی سزا دی جاسکتی ہے جو مذکورہ بالا صریح اور واضح حدیث کے مخالف ہے، اللہ تعالیٰ سب کو حدیث رسول پیغمبر اسلام محمد ﷺ کی اطاعت و پیروی کی توفیق بخشے اور مخالفت سے بچائے آمین۔

[12]..... بَاب الِاعْتِرَافِ بِالزِّنَا

زنا کے اعتراف کا بیان

2352- أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَحَدَّثَهُ أَنَّهُ زَنَى فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَنَّهُ زَنَى أَرْبَعًا فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ وَكَانَ قَدْ أُحْصِنَ .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ایک صحابی قبیلہ اسلم کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیان کیا کہ ان سے زنا سرزد ہوگیا ہے اور انہوں نے چار بار اعتراف کیا کہ انہوں نے زنا کیا ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کو رجم کر دینے کا حکم صادر فرمایا کیونکہ وہ شادی شدہ تھے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٢٧٠) مسلم (١٦٩١) ابن حبان (٣٠٩٤، ٤٤٤٠)۔

تشریح: ...... برضا و رغبت زنا کرنے والے کی سزا اگر غیر شادی شدہ ہے تو سو کوڑے، شادی شدہ ہے تو رجم یعنی پتھروں سے مار مار کر ہلاک کر دیا جائے تا کہ اس فعل قبیح کی کوئی شخص جرات نہ کر سکے۔ اور حد جاری کرنے کے لئے چار گواہوں کی گواہی ضروری ہے لیکن اگر کوئی شخص اعتراف کرلے تو اس پر زنا کی حد نافذ کی جائے گی۔ قرآن پاک میں ہے:
﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ .....﴾ (النور: ٢/١٨) یعنی زانیہ عورت اور مرد کو سو سو کوڑے مارو...... یہ حکم غیر شادی شدہ کے لئے ہے اور شادی شدہ زانی وزانیہ کی سزا قرآن پاک میں موجود نہیں اس کی قرات منسوخ ہو چکی ہے۔ جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ اس متفق علیہ حدیث کی تفصیل آگے آرہی ہے بعض علماء نے کہا چار بار

اعتراف کرانے کی ضرورت نہیں ایک بار بھی اگر اعتراف کر لیا تو حد لگانے کے لئے کافی ہے۔ واللہ اعلم۔

2353۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ سِمَاكٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُولُ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ رَجُلٍ قَصِيرٍ فِي إِزَارٍ مَا عَلَيْهِ رِدَاءٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَّكِئٌ عَلَى وِسَادَةٍ عَلَى يَسَارِهِ فَكَلَّمَهُ فَمَا أَدْرِي مَا يُكَلِّمُهُ بِهِ وَأَنَا بَعِيْدٌ مِنْهُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ الْقَوْمُ ثُمَّ قَالَ اذْهَبُوْا بِهِ فَارْجُمُوهُ ثُمَّ قَالَ رُدُّوْهُ فَكَلَّمَهُ أَيْضًا وَأَنَا أَسْمَعُ غَيْرَ أَنَّ بَيْنِي وَبَيْنَهُ الْقَوْمَ ثُمَّ قَالَ ((اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوْهُ)) ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَخَطَبَ وَ أَنَا أَسْمَعُهُ ثُمَّ قَالَ ((كُلَّمَا نَفَرْنَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ خَلَفَ أَحَدُهُمْ لَهُ نَبِيبٌ كَنَبِيبِ التَّيْسِ يَمْنَحُ إِحْدَاهُنَّ الْكُثْبَةَ مِنَ اللَّبَنِ وَاللّٰهِ لَا أَقْدِرُ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ إِلَّا نَكَّلْتُ بِهِ)).

(ترجمہ) جابر بن سمرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ماعز بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو لایا گیا جو پستہ قد ازار باندھے ہوئے تھے اوران پر چادر نہیں تھی، اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنے بائیں طرف رکھے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے، آپ نے ان سے بات چیت کی میں دور تھا اور بیچ میں لوگ بیٹھے تھے مجھے پتہ نہیں کیا بات ہوئی؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں لے جاؤ اور رجم کردو، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو واپس لاؤ پھر آپ نے ان سے گفتگو کی جو میں نے دیکھی لیکن ہمارے درمیان لوگ بیٹھے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو لے جاؤ اور رجم کردو پھر نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے، میں سن رہا تھا آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا: ہم جب اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلتے ہیں تو کوئی پیچھے رہ جاتا ہے اور بکری کی سی آواز میں ممیاتا ہے (یعنی جس طرح بکری جفتی کے وقت آواز نکالتی ہے) اوران کے لئے تھوڑا سا دودھ ٹپکا دیتا ہے (دودھ سے مراد منی ہے یعنی زنا کرتا ہے) اللہ کی قسم ایسے کسی آدمی پر مجھے قدرت حاصل ہوئی تو اس پر میں اس کو سزا دوں گا۔

تخریج اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٦٩٢) ابویعلی (٧٤٤٦) ابن حبان (٤٤٣٦)۔

تشریح: ......اس حدیث میں زنا کی سزا شادی شدہ کے لئے رجم کی ہے نیز اس میں بھی دوبار اعتراف کا اشارہ ملتا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ماعز (رضی اللہ عنہ) سے بار بار بات کی اوران سے اعراض کیا اس میں مقصد یہ تھا کہ یہ امر متحقق ہو جائے یا شاید وہ اپنے قول سے پھر جائیں۔

2354۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ وَشِبْلٍ قَالُوا جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ صَدَقَ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُلْ فَقَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى أَهْلِ هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ وَإِنِّي سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا

الرَّجْم فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَيَا أُنَيْسُ اغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَسَلْهَا فَإِنْ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا .

(ترجمہ) ابوہریرہ، زید بن خالد اور ایک نوجوان نے کہا: نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ہمارے درمیان اللہ کی کتاب سے فیصلہ کریں اس پر اس کے مقابل نے کہا جو اس سے زیادہ سمجھ دار تھا اس نے سچ کہا: آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کیجئے لیکن اے اللہ کے رسول مجھے کچھ بات کرنے کی اجازت دیجئے ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہو کیا کہتے ہو؟ چنانچہ وہ گویا ہوا کہ میرا بیٹا اس شخص کے گھر میں نوکر تھا اور اس کی بیوی سے اس نے زنا کیا، میں نے اس کے بدلے میں اس کو سو بکریاں اور ایک خادم دے دیا اور میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال شہر بدر ہونے کی حد (سزا) واجب ہے اور اس کی بیوی کا رجم واجب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان کتاب اللہ ہی کے مطابق فیصلہ کروں گا سو بکریاں اور خادم تمہیں واپس ملیں گے اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے اسے جلاوطن کیا جائے گا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے انیس صبح کو اس کی بیوی کے پاس جانا اور اس سے پوچھنا اگر وہ (زنا کا) اقرار کرلے تو اس کو رجم کر دینا۔ اس عورت نے اعتراف کرلیا اور انیس نے اسے رجم کر دیا۔

(تخریج) یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٣١٤، ٦٨٢٧) مسلم (١٦٩٧، ١٦٩٨) ابوداود (٤٤٤٥) ترمذی (١٤٣٣) نسائی (٥٤٢٥) ابن ماجه (٢٥٤٩) ابن حبان (٤٤٣٧) الحمیدی (٨٣٠)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شادی شدہ زانی کی سزا رجم ہے اور غیر شادی شدہ کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے، علمائے احناف جلاوطنی کے قائل نہیں مگر یہ صریح اور صحیح حدیث ان کے خلاف ہے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زنا کے مقابلے میں راضی نامہ کرنا بھی غلط ہے کیونکہ عزت و مصلحت کا تحفظ روپے سے نہیں حدود سے ہے۔

اس حدیث سے قانونی پہلو یہ بھی نکلا کہ اگر مجرم اپنے جرم کا خود اقرار کرلے تو اس پر قانون لاگو ہو جاتا ہے اس صورت میں گواہوں کی ضرورت نہیں اور اس سے زنا پر حد شرعی سنگساری بھی ثابت ہوئی۔

قرآن پاک میں زانی غیر محصن کی سزا صرف سو کوڑے ہے، اس حدیث میں کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور یہی صحیح ہے۔ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے سوائے اہل کوفہ کے وہ کہتے ہے جلاوطنی ضروری نہیں لیکن خلفائے راشدین کا بھی اسی پر عمل رہا، ہاں غیر شادی شدہ زانیہ عورت کے لئے صرف کوڑوں کی سزا ہے جلاوطنی نہیں ہے۔

[13]..... بَاب الْمُعْتَرِفِ يَرْجِعُ عَنِ اعْتِرَافِهِ
زنا کا اعتراف کر کے پھر کوئی اس کا انکار کر دے

2355۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ إِسْحٰقَ بْنِ يَسَارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ نَصْرِ بْنِ دَهْرٍ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ قَالَ أَبُو مُحَمَّد يَعْنِي مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ فَلَمَّا وَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ جَزِعَ جَزَعًا شَدِيدًا قَالَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَهَلَّا تَرَكْتُمُوهُ.

(ترجمہ) ابوہیثم بن نصر بن دھر اسلمی نے اپنے والد نصر (رضی اللہ عنہ) سے بیان کیا: انہوں نے کہا: میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے ان کو رجم کیا (امام دارمی نے کہا) یعنی ماعز بن مالک اسلمی (رضی اللہ عنہ) کے رجم کے وقت اور جب انہیں پتھر لگے تو اذیت سے بہت گھبرائے، ہم نے اس کا ذکر رسول اللہ سے کیا تو آپ نے فرمایا: تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا۔

توضیح: ......ابوداود میں ہے کہ پتھر لگے تو وہ بھاگے لیکن انہیں پکڑ کر رجم کر دیا گیا اور آخر میں ہے کہ تم اسے چھوڑ دیتے شاید وہ توبہ کرتے اور اللہ تعالیٰ ان کو بخش دیتا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں ابوالھیثم فقط ایسے راوی ہیں جن کے بارے میں جرح وتعدیل موجود نہیں، باقی رجال ثقات ہیں، حافظ ابن حجر نے تقریب میں کہا ہے کہ نسائی نے ان کی روایت ماعز کے قصہ میں بسند جید روایت کی ہے۔
تخریج کے لئے دیکھئے: ابوداود (٤٤٢٢، ٤٤٢٣) نسائی فی الکبری (٧٢٠٧) ابن ماجه (٢٥٥٤)۔

تشریح: ......امام مالک وابوحنیفہ کا یہی قول ہے کہ اگر حد لگانے کی حالت میں وہ بھاگ نکلے تو بھی اس کو نہ چھوڑیں بلکہ سمجھا کر اس کو رجم کر ڈالیں، امام شافعی اور احمد اور اکثر علماء کے نزدیک اگر زنا اس کے اقرار سے ثابت ہوا تو چھوڑ دیں اور حد موقوف رکھیں پھر اگر وہ اقرار کرے تو رجم کیا جائے ورنہ نہیں (وحیدی)۔

[14]..... بَاب الْحَفْرِ لِمَنْ يُرَادُ رَجْمُهُ
رجم کرنے کا ارادہ ہو تو گڑھا کھود لیا جائے

2356۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ دَاوُدَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ انْطَلِقُوا بِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ فَارْجُمُوهُ فَانْطَلَقْنَا بِهِ إِلٰى بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَوَاللّٰهِ مَا أَوْثَقْنَاهُ وَلَا حَفَرْنَا لَهُ وَلٰكِنْ قَامَ فَرَمَيْنَاهُ بِالْعِظَامِ وَالْخَزَفِ وَالْجَنْدَلِ.

(ترجمہ) ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماعز بن مالک کو لے جاؤ اور اسے رجم کردو چنانچہ ہم انہیں لے کر بقیع الغرقد کے پاس گئے اور قسم اللہ کی نہ ہم نے انہیں باندھا، نہ گڑھا کھودا صرف وہ کھڑے ہوئے اور ہم نے ان پر ہڈی، ٹھیکری اور پتھر پھینک کر مارے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٦٩٤) ابویعلی (١٢١٥) ابن حبان (٤٤٣٨)۔

تشریح: ......رجم کے وقت باندھنا کسی کے نزدیک ضروری نہیں گڑھا کھودنے میں اختلاف ہے۔ امام مالک، ابوحنیفہ اور احمد رحمہم اللہ کے نزدیک مرد عورت کسی کے لئے گڑھا نہیں کھودنا چاہیے قتادہ ابوثور ابو یوسف کے نزدیک دونوں کے لئے گڑھا کھودنا چاہیے، اس کی دلیل آگے آتی ہے اور امام مالک کے نزدیک جس کا رجم شہادت سے ثابت ہو اس کے لئے گڑھا کھودیں اور جس کا اقرار سے ہو اس کے لئے نہ کھودیں، شافعیہ کے نزدیک مرد کے لئے نہ کھودیں لیکن عورت کے باب میں تین قول ہیں ایک یہ سینے تک گڑھا کھودنا مستحب ہے تاکہ اس کا ستر نہ کھلے، دوسرے نہ مستحب ہے نہ مکروہ بلکہ حاکم کی رائے پر منحصر ہے، تیسرے یہ کہ گواہی کی صورت میں وہ مستحب ہے تاکہ اس کو بھاگنے کا موقع ملے۔ (نووی مختصرا) اس حدیث سے پہلے قول کی تائید ہوتی ہے کہ کسی کے لئے گڑھا نہیں کھودنا نیز یہ کہ مرد کو کھڑے کھڑے رجم کرنا اور عورت کو بٹھا کر رجم کرنا چاہیے تاکہ اس کی بے پردگی نہ ہو۔ واللہ اعلم

2357۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا بَشِيرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ فَاعْتَرَفَ عِنْدَهُ بِالزِّنَا فَرَدَّهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَاءَ الرَّابِعَةَ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَحُفِرَ لَهُ حُفْرَةٌ فَجُعِلَ فِيهَا إِلَى صَدْرِهِ وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَرْجُمُوهُ.

(ترجمہ) عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد (بریدہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کیا، انہوں نے کہا: میں اس وقت رسول اللہ کے پاس بیٹھا تھا جب وہ شخص آیا جس کا نام ماعز بن مالک تھا اس نے آپ کے سامنے زنا کرنے کا اعتراف کیا، آپ نے اس کو تین بار رد کر دیا پھر وہ چوتھی بار آیا اور اعتراف کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اس کیلئے گڑھا کھودا گیا جوان کے سینے تک تھا اس میں انہیں اتار دیا گیا اور لوگوں کو آپ نے حکم دیا کہ انہیں رجم کریں چنانچہ لوگوں نے انہیں اس طرح مار ڈالا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں بشیر بن مہاجر ہیں جن کی وجہ سے یہ حدیث حسن کے درجہ میں ہے اور اسے بھی امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٦٩٥) احمد (٣٤٧/٥) طحاوی فی مشکل الآثار (١٨٢/١) دارقطنی (٩٢/٣) وغیرھم۔

تشریح: ......اس حدیث میں ہے کہ ماعز کے لئے گڑھا کھودا گیا تھا لیکن اوپر والی روایت اس سے قوی اور اصح ہے، اس لئے یہی قول راجح اور صحیح معلوم ہوتا ہے کہ مرد کے لئے گڑھا کھودنا ضروری نہیں۔ واللہ اعلم۔

[15]..... بَاب فِي الْحُكْمِ بَيْنَ أَهْلِ الْكِتَابِ إِذَا تَحَاكَمُوا إِلَى حُكَّامِ الْمُسْلِمِينَ

اگر اہل کتاب مسلم حکام سے فیصلہ کرائیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

2358۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِرَجُلٍ مِنْهُمْ وَامْرَأَةٍ قَدْ زَنَيَا فَقَالَ كَيْفَ تَفْعَلُونَ بِمَنْ زَنَى مِنْكُمْ قَالُوا لَا نَجِدُ

فِيهَا شَيْئًا فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ فِي التَّوْرَاةِ الرَّجْمُ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ فَجَاءُ وْا بِالتَّوْرَاةِ فَوَضَعَ مِدْرَاسُهَا الَّذِيْ يَدْرُسُهَا مِنْهُمْ كَفَّهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ فَقَالَ مَا هٰذِهِ فَلَمَّا رَأَوْا ذٰلِكَ قَالُوْا هِيَ آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا قَرِيبًا مِنْ حَيْثُ تُوضَعُ الْجَنَائِزُ عِنْدَ الْمَسْجِدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَرَأَيْتُ صَاحِبَهَا يَجْنَأُ عَلَيْهَا يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے ایک آدمی اور ایک عورت کو لے کر آئے جنہوں نے زنا کیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی زنا کرتا تو تم ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہمیں تورات میں اس کا کوئی حکم نہیں ملتا، عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) نے کہا: تم جھوٹے ہو توریت میں آیت الرجم موجود ہے اگر تم سچے ہو تو تورات لیکر آؤ اور پڑھو چنانچہ وہ تورات لے کر آئے تو اس کے پڑھنے والے نے اپنا ہاتھ رجم والی آیت پر رکھ لیا تو انہوں نے کہا یہ کیا ہے (ہاتھ اٹھایا) تو انہوں نے دیکھا کہ یہ تو رجم کرنے کی آیت ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا اور ان کو مسجد کے قریب جہاں جنازے رکھے جاتے تھے وہاں رجم کر دیا گیا۔

عبداللہ نے کہا: میں نے اس عورت کے ساتھی کو دیکھا جو عورت کو پتھروں سے بچانے کی کوشش میں اس پر جھکا ہوا تھا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٣٢٩) مسلم (١٦٩٩) ابوداود (٤٤٤٦) ترمذی (١٤٣٦) ابن حبان (٤٤٣٤)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پچھلی کتابوں میں بھی شریعت اسلامیہ جیسے مسائل موجود تھے لیکن اہل کتاب نے انہیں پوشیدہ رکھا یا بدل ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ کا منشا غالبا یہی تھا کہ شادی شدہ زانی اور زانیہ کے لئے اسلام میں رجم کرنے کی سزا ہے اسی طرح تورات میں بھی ہے معلوم ہوا اگر اہل کتاب بھی فیصلہ کرائیں تو اسلام کی تعلیمات کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا، اس حدیث سے یہود کی بددیانتی اور تحریف کا ثبوت ملا، عبداللہ بن سلام بھی یہودی تھے لیکن اسلام لے آئے اور وہ توریت کے عالم تھے اس لئے انہوں نے قلعی کھول کر رکھ دی (رضی اللہ عنہ وارضاہ)۔

امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر پر بھی زنا کی حد جاری کرنا واجب ہے اور کافروں پر فروع دین کا بھی حکم واجب ہے نیز کفار کا مقدمہ جب مسلمان کے پاس آئے تو شرع کے مطابق حکم دینا چاہیے اور آپ نے یہودیوں سے تورات کا حکم حجت قائم کرنے کے لئے دریافت کیا تھا ان کی تقلید کے لئے نہیں۔ (انتہی مختصرا)

[16]..... بَاب فِي حَدِّ الْمُحْصَنِينَ بِالزِّنَا

شادی شدہ زنا کرنے والوں کی حد کا بیان

2359۔ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكَانَ فِيمَا أَنْزَلَ آيَةُ

الرَّجْمِ فَقَرَأْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَرَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ فَأَخْشَى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُوْلَ الْقَائِلُ لَا نَجِدُ حَدَّ آيَةِ الرَّجْمِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَالرَّجْمُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا أُحْصِنَ إِذَا قَامَتْ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوْ الِاعْتِرَافُ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر کتاب (قرآن) اتاری جس میں رجم کی آیت موجود تھی جس کو ہم نے پڑھا، یاد کیا اور سمجھا تھا اور پھر رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (زانی کو) رجم بھی کیا، آپ کے بعد ہم نے بھی (زانی کو) رجم کیا میں ڈرتا ہوں کہ لوگوں پر زمانہ بیتنے کے بعد کوئی کہنے لگ جائے کہ ہم کو تو قرآن پاک میں رجم کی آیت ملتی ہی نہیں ہے۔ حالانکہ کتاب اللہ میں رجم شادی شدہ زنا کرنے والے مرد وعورت کے لئے حق وثابت ہے، جبکہ زنا پر دلیل مل جائے، یا حمل ظاہر ہو جائے یا اعتراف سے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ۔ دیکھئے: بخاری (٦٨٢٩) مسلم (١٦٩١) ابوداود (٤٤١٨) ترمذی (١٤٣٢) ابن ماجه (٢٥٥٣) ابويعلى (١٤٦، ١٥١) الحميدى (٢٥) وغيرهم۔

تشریح: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ زنا کا ثبوت تین طرح سے ہوتا ہے، چار گواہ، مجرم کا اقرار، یا عورت کا حاملہ ہونا اور اگر یہ صورت پیش آ جائے کہ ایک عورت نہ شادی شدہ اور نہ لونڈی مگر حاملہ ہو تو امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور ان کے شاگردوں کے نزدیک اس پر زنا کی حد لگائی جائے گی۔ مگر امام شافعی وابوحنیفہ رحمہما اللہ کے نزدیک محض حمل کی وجہ سے حد جاری نہیں کی جائے گی جب تک کہ زنا کے گواہ نہ مل جائیں یا زنا کا اقرار نہ کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک میں نسخ پایا جاتا ہے اور آیت الرجم قرآن میں موجود تھی لیکن اب اس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سورہ احزاب سورہ بقرہ کے برابر تھی جتنی اب موجود ہے اس کے علاوہ باقی منسوخ ہوگئی اور اس میں ہم پڑھتے رہتے تھے کہ (شادی شدہ مرد یا عورت جب زنا کریں تو ان کو سنگسار کر دو بعد میں اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی اور حکم باقی رہ گیا)۔

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اندیشہ صحیح ثابت ہوا ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا کہ معتزلہ نے رجم کا انکار کر دیا کہ یہ کتاب میں موجود نہیں ہے، ان کے علاوہ امت کے تمام علماء نے رجم کو ثابت و واجب العمل گردانا ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ گمراہ قرار پائے گا۔

٢٣٦٠ـ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدُ الرِّفَاعِيُّ، حَدَّثَنَا الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، يُحَدِّثُ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ الصَّلْتِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ.

(ترجمہ) زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس کی شہادت دیتا ہوں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ پڑھ رہے تھے:

اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ (بعض روایات میں یہ بھی ہے: نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ)۔

توضیح: ......یعنی مرد و عورت جب زنا کریں تو ان دونوں کو بالکل سنگسار کر دو، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی سزا ہے، اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: احمد (١٨٣/٥) الحاکم (٣٦٠/٤) فتح الباری (٦٥/٩ و١٤٣/١٢)۔

تشریح: ......اس حدیث سے اس آیت کا پتہ چلا جو تلاوت کی جاتی تھی اور اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی لیکن حکم باقی و ثابت ہے۔

[17]..... بَابُ الْحَامِلِ إِذَا اعْتَرَفَتْ بِالزِّنَا

حاملہ عورت زنا کا اعتراف کر لے تو کیا کیا جائے؟

2361۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا بَشِيْرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي غَامِدٍ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ وَإِنِّي أُرِيْدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي فَقَالَ لَهَا ارْجِعِي فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْهُ أَيْضًا فَاعْتَرَفَتْ عِنْدَهُ بِالزِّنَا فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ طَهِّرْنِي فَلَعَلَّكَ أَنْ تَرُدَّنِي كَمَا رَدَدْتَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَحُبْلَى فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ ارْجِعِي حَتَّى تَلِدِي فَلَمَّا وَلَدَتْ جَاءَتْ بِالصَّبِيِّ تَحْمِلُهُ فِي خِرْقَةٍ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هَذَا قَدْ وَلَدْتُ قَالَ ((فَاذْهَبِي فَأَرْضِعِيْهِ ثُمَّ افْطِمِيْهِ)) فَلَمَّا فَطَمَتْهُ جَاءَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي يَدِهِ كِسْرَةُ خُبْزٍ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ فَطَمْتُهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالصَّبِيِّ فَدُفِعَ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا حُفْرَةٌ فَجُعِلَتْ فِيهَا إِلَى صَدْرِهَا ثُمَّ أَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَرْجُمُوْهَا فَأَقْبَلَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِحَجَرٍ فَرَمَى رَأْسَهَا فَتَلَطَّخَ الدَّمُ عَلَى وَجْنَةِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ فَسَبَّهَا فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ سَبَّهُ إِيَّاهَا فَقَالَ مَهْ يَا خَالِدُ لَا تَسُبَّهَا فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ فَأَمَرَ بِهَا فَصُلِّيَ عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ .

(ترجمہ) عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے بیان کیا: انہوں نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ قبیلہ بنو غامد کی ایک عورت آپ کے پاس آئی اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی مجھ سے زنا سرزد ہوگیا ہے اور چاہتی ہوں کہ آپ مجھے (اس گناہ سے) پاک کر دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: واپس جاؤ دوسرے دن وہ پھر آئی اور آپ کے سامنے زنا کا اعتراف کیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ مجھے پاک کر دیجئے، آپ شاید مجھے ویسے ہی واپس کر رہے ہیں جیسے ماعز کو آپ نے لوٹایا تھا، اللہ کی قسم میں حاملہ ہوں، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابھی واپس جاؤ جب ولادت ہو جائے تو آنا چنانچہ جب

ولادت ہوگئی تو وہ ایک کپڑے میں بچے کو لپیٹ کر لائی اور عرض کیا: یا رسول اللہ یہ لیجئے ولادت بھی ہوگئی، آپ نے فرمایا: جاؤ اسے دودھ پلاؤ جب دودھ چھوڑے تو پھر آنا چنانچہ جب اس کا دودھ انہوں نے چھڑایا تو بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھما کر لائی اور عرض کیا: دیکھئے اے اللہ کے رسول اب میں نے دودھ بھی چھڑا دیا، اس پر نبی کریم ﷺ نے اس کے بچے کو ایک صحابی کے سپرد کر دیا اور اس عورت کے لئے گڑھا کھود کر اس میں کھڑا کر کے رجم کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ سینے تک کے گڑھے میں کھڑی کر دی گئی۔ خالد بن الولید (رضی اللہ عنہ) سامنے آئے اور پتھر اٹھا کر سر پر پھینکا جس سے خون کے چھینٹے خالد بن الولید کے چہرے پر آ پڑے تو انہوں نے اس عورت کو برے لفظوں سے نوازا نبی کریم ﷺ نے جب ان کی یہ بات سنی تو فرمایا: ٹھہرو اے خالد اس کو برا نہ کہو، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس عورت نے اتنی زبردست توبہ کی ہے کہ اگر ناجائز محصول لینے والا بھی (جو لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور مسکینوں کو ستاتا ہے) ایسی توبہ کرے تو اس کا گناہ بھی بخش دیا جائے (حالانکہ دوسری حدیث میں یہ ایسا شخص جنت میں نہ جائے گا) پھر آپ نے حکم دیا، اس پر نماز پڑھی گئی اور دفن کر دی گئی۔

(**تخریج**) یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٦٩٥) وابوداود (٤٤٤١) وغیرهما۔

تشریح: ......اس حدیث سے ان پاک طینت غامدی خاتون کی فضیلت ثابت ہوئی کہ بتقاضہ بشریت گناہ سرزد ہوا تو بہ کی لیکن دل مطمئن نہ ہوا اور رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں کہ مجھے پاک کر دیئے، ایک بار نہیں بار بار آئیں اور آخر میں چھوٹے سے بچے کو روٹی کا ٹکڑا بھی ہاتھ میں پکڑا دیا کہ رحمۃ للعالمین دیکھ لیں اور ان کو رجم کرنے کا حکم فرما دیں سبحان اللہ ایک خاتون ہو کر کیا ہمت تھی کیا قوی ایمان اور جوش جذبہ تھا پھر جب خالد بن الولید نے کچھ برے الفاظ کہے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ڈانٹا اور فضیلت بیان کی کہ اتنی سچی توبہ انہوں نے کی ہے کہ بڑے سے بڑا ظالم بھی ایسی توبہ کرے تو معاف کر دیا جائے۔ ایک روایت ہے کہ ساری دنیا کے لوگوں میں ان کی توبہ تقسیم کر دی جائے تو ان کے لئے کافی ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زنا چوری وغیرہ میں اگر توبہ کر لی ہے تب بھی حد جاری کی جائے گی۔ نیز اس حدیث میں ہے کہ ان پر آپ نے نماز پڑھنے کا حکم دیا اور پھر وہ دفن کر دی گئی اس سے بعض علماء نے کہا زانی وزانیہ پر نماز پڑھی جائے گی۔ بعض نے کہا: زانی پر نماز پڑھنا مکروہ ہے جنہوں نے زنا کا ارتکاب کیا آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ عوام وخواص سب کو اس پر نماز جنازہ پڑھنی چاہیے۔

2362۔ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ وَهِيَ حُبْلَى مِنَ الزِّنَا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلِيَّهَا فَقَالَ اذْهَبْ فَأَحْسِنْ إِلَيْهَا فَإِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا فَأْتِنِي بِهَا فَفَعَلَ

فَأَمَرَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتُصَلِّي عَلَيْهَا وَقَدْ زَنَتْ فَقَالَ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَ أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

(ترجمہ) عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی جو زنا کے نتیجے میں حاملہ ہوگئی تھی، اس نے عرض کیا: یارسول اللہ میں نے حد کا کام کیا ہے مجھ پر حد قائم کیجئے رسول اللہ ﷺ نے اس کے ولی کو بلا کر فرمایا: اس کو لے جا کر اچھی طرح رکھو جب ولادت ہوجائے تو میرے پاس لے کر آنا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا اور اس کے کپڑے مضبوطی سے باندھ دیئے گئے پھر آپ نے حکم دیا اور اس کو رجم کردیا گیا پھر آپ نے اس پر نماز پڑھی، عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: اے اللہ کے پیغمبر آپ اس پر نماز پڑھ رہے ہیں جس نے زنا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کی توبہ اہل مدینہ کے ستر آدمیوں میں تقسیم کردی جائے تو وہ سب پر وسیع ہوجائے گی، کیا تم نے اس سے بہتر آدمی دیکھا جس نے اللہ کے لئے اپنی جان قربان کردی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٦٩٦) ابوداود (٤٤٤٠، ٤٤٤١) ترمذی (١٤٣٥) نسائی (١٩٥٦) صحیح ابن حبان (٤٤٠٣)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حاملہ عورت پر زنا کی حد فوراً نافذ نہیں کی جائے گی بلکہ وضع حمل تک انتظار کرنا ہوگا پھر اگر بچے کی رضاعت و پرورش کا کوئی ذمہ لے تو حد جاری ہوگی ورنہ دودھ چھڑانے تک انتظار کرنا ہوگا جیسا کہ اوپر والی حدیث سے ثابت ہوا نیز اس حاملہ عورت سے حسن سلوک سے پیش آنے کی تاکید ہے کیونکہ نادان مرد وعورتیں ایسی عورت کا طعن وتشنیع کرکے جینا دوبھر کردیتی ہیں اور جینا مرنے سے زیادہ مشکل ہوجاتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کو رجم کرتے وقت اس کے ستر کا خیال رکھا جائے اس لئے علمائے امت نے مرد کو کھڑے اور عورت کو گڑھے میں ڈال کر سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رجم کی سزا یافتہ عورت یا مرد دونوں کی نماز جنازہ عوام وخواص سب کو پڑھنی چاہیے جیسا کہ اوپر مذکور ہے۔

[18]..... بَاب فِي الْمَمَالِيكِ إِذَا زَنَوْا يُقِيمُ سَادَاتُهُمْ عَلَيْهِمُ الْحَدَّ دُوْنَ السُّلْطَانِ

لونڈی اور غلام اگر زنا کریں تو حاکم وقت کے بجائے ان کے مالک ہی ان پر حد نافذ کرسکتے ہیں

2363۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ تَزْنِي وَلَمْ تُحْصَنْ فَقَالَ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا . قَالَ فَمَا أَدْرِيْ فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ فَبِيعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ .

(ترجمہ) زید بن خالد جہنی اور ابوہریرہ (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے غیر شادی شدہ لونڈی کے بارے میں

پوچھا گیا جو زنا کر بیٹھے ،آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ زنا کرے تو اس کو کوڑے لگاؤ پھر زنا کرے پھر کوڑے لگاؤ، پھر زنا کرے پھر کوڑے لگاؤ، راوی نے کہا: یاد نہیں کہ آپ نے بیچنے کے لئے تیسری بار میں فرمایا یا چوتھی بار میں کہ اگر پھر زنا کرے تو اس کو بیچ دو گرچہ ایک رسی کے عوض ہی وہ فروخت ہو (یعنی رسی جیسی کم قیمت میں ہی بیچ دو)

(**تخریج**) اس حدیث کی سند قوی اور متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢١٥٢) مسلم (١٧٠٤) ابوداود (٤٤٦٩) ترمذی (١٤٣٣) ابن ماجه (٢٥٦٥) ابن حبان (٤٤٤٤) الحمیدی (٨٣١)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لونڈی اور غلام پر اس کا مالک حد نافذ کرسکتا ہے اہل الحدیث کا یہی مسلک ہے اور آزاد کے مقابلے میں ان پر آدھی حد نافذ کی جائے گی یعنی ۵۰ کوڑے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصِنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ....﴾ (النساء: ٥/ ٢٥) اور اگر لونڈی شادی شدہ ہے تو اس پر حد نافذ کرنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ اس پر حکومت حد نافذ کرے گی یا خود مالک، جمہور کہتے ہیں کہ اس صورت میں بھی مالک حد لگائے گا۔ امام مالک نے اس کی نفی کی ہے کیونکہ شادی شدہ ہونے کی وجہ سے وہ مالک کی لونڈی ہے ،تو کسی اور کی بیوی بھی ہے ہاں اگر خاوند بھی غلام ہو تو پھر مالک حد لگا سکتا ہے۔

ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگر لونڈی محصنہ ہو تو اس کو سنگسار کرو حالانکہ لونڈی پر بالا جماع رجم نہیں ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیت میں ہے (کہ ان پر پاک دامن عورتوں کی سزا سے نصف (آدھی) سزا ہے، اور رجم کا نصف نہیں ہوسکتا تو کوڑوں کا نصف مراد ہوگا یعنی پچاس کوڑے مارو)۔ (وحیدی)

[19]..... بَاب فِي تَفْسِيرِ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : ﴿ أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيلًا ﴾
آیت شریفہ: ﴿أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيلًا﴾ کی تفسیر

2364۔ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خُذُوا عَنِّي خُذُوا عَنِّي قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيلًا الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ الْبِكْرُ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ وَالثَّيِّبُ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ .

(ترجمہ) عبادہ بن صامت (رضی للہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے (احکام شریعت) حاصل کرلو، مجھ سے (دین کا حکم) حاصل کرلو، اللہ تعالی نے ان عورتوں کے لئے راہ نکال دی ہے کنوارہ لڑکا کنواری لڑکی سے زنا کرے تو اس کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی اور اگر شادی شدہ عورت کے ساتھ شادی شدہ مرد زنا کرے تو اس کی سزا سو کوڑے اور رجم ہے۔

توضیح: ......خذوا عنی سے مراد یہ ہے کہ مجھ سے زنا کا حکم حاصل کرلو، اللہ نے ان کا راستہ واضح کردیا یا ان کے لئے راہ نکال دی یہ اس لئے فرمایا کہ قرآن پاک میں نازل ہوا: ﴿وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ

فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا ﴾ (النساء : ٤/١٥) یعنی تمہاری جوعورتیں زنا کی مرتکب ہوں توان کے خلاف اپنے میں سے چار گواہ لاؤ اگروہ گواہی دے دیں توانہیں گھروں میں روکے رکھو تاوقتیکہ ان کوموت آ جاۓ یا اللہ تعالی ان کے لئے کوئی راستہ پیدا فرمادے۔اس آیت میں مسلمانوں کوانتظار کا حکم دیا گیا ہے کہ اسی بنا پر آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے زنا کا حکم لےلو اللہ تعالی نے ان کے لئے راستہ نکال دیا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔دیکھئے: مسلم (١٦٩٠) ابوداود (٤٤١٥) ترمذی (١٤٣٤) ابن ماجه (٢٥٥٠) ابن حبان (٤٤٢٥)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کنوارہ غیر شادی شدہ عورت سے زنا کرے تو دونوں کوسوکوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اورشادی شدہ مرد شادی شدہ عورت سے زنا کرے تو دونوں کے لیے سوکوڑے اور رجم ہے اور اگر کنوارہ شوہر دیدہ (ثیبہ) سے زنا کرے تو کنوارے کی سزا سوکوڑے اور عورت کی سزا سوکوڑے پھر رجم ہے، ایک گروہ کا یہی مسلک ہے اور دیگر بہت سے علماء اس پر متفق ہیں، اہل کوفہ کے نزدیک جلاوطنی غیر شادی شدہ کے لئے ضروری نہیں حالانکہ ابن منذر نے کہا ہے کہ جلاوطن کرنے پر سب خلفائے راشدین کا اتفاق ہے تو گویا اجماع ہو گیا، ظاہر یہ ہے کہ غیر شادی شدہ زانیہ عورت بھی سوکوڑے لگائے جانے کے بعد جلاوطن کی جائے گی لیکن امام مالک اور شافعی نے کہا کہ عورت جلاوطن نہیں کی جائے گی۔جمہور علماء کے نزدیک شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا صرف رجم ہی ہے (سوکوڑے نہیں ان کی دلیل ماعز اسلمی اور غامدیہ اور یہودیہ کا واقعہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((أُغْدُيَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا .)) اس میں کوڑے لگانے کا نہیں صرف رجم کا حکم ہے، اسی طرح شیخین نے اپنے دور خلافت میں بھی صرف رجم کیا کوڑے نہیں لگائے اور حق یہ ہے کہ امام کو اس باب میں اختیار ہے خواہ کوڑے لگا کر رجم کرے خواہ صرف رجم ہی پر اکتفا کرے۔(وحیدی)

2365۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَنْبَأَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ .

اس سند سے بھی عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) نے نبی کریم ﷺ سے ایسے ہی روایت کیا ہے۔

تخریج اور ترجمہ اوپر گذر چکا ہے۔

[20]..... بَاب فِيمَنْ يَقَعُ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ

جوآدمی اپنی بیوی کی لونڈی سے زنا کرے اس کا بیان

2366۔ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كَتَبَ إِلَيَّ خَالِدُ بْنُ عُرْفُطَةَ عَنْ حَبِيبِ

بْنِ سَالِمٍ أَنَّ غُلَامًا كَانَ يُنْبَزُ قُرْقُورًا فَوَقَعَ عَلَى جَارِيَةِ امْرَأَتِهِ فَرُفِعَ ذَلِكَ إِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ فَقَالَ لَأَقْضِيَنَّ فِيهِ بِقَضَاءٍ شَافٍ إِنْ كَانَتْ أَحَلَّتْهَا لَهُ جَلَدْتُهُ مِائَةً وَإِنْ كَانَتْ لَمْ تُحِلَّهَا لَهُ رَجَمْتُهُ فَقِيلَ لَهَا زَوْجُكِ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ أَحْلَلْتُهَا لَهُ فَضَرَبَهُ مِائَةً قَالَ يَحْيَى هُوَ مَرْفُوعٌ .

(ترجمہ) حبیب بن سالم سے روایت ہے کہ ایک لڑکا جس کا نام قرقور تھا وہ اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کر بیٹھا، یہ معاملہ (صحابی رسول) نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہما جو کوفہ کے حاکم تھے) کے پاس لے جایا گیا، انہوں نے کہا: میں اس بارے میں شافی فیصلہ کروں گا اگر اس کی بیوی نے اپنی لونڈی کو اس کے لئے حلال کر دیا ہو تو میں اس غلام کو سو کوڑے رسید کروں گا اور اگر اس کی بیوی نے اس کو اس کی اجازت نہ دی ہو تو میں اس غلام کو رجم کر دوں گا، اس عورت سے پوچھا گیا: تم اپنے شوہر کیلئے کیا کہتی ہو، اس عورت نے کہا: میں نے اپنی لونڈی کو اپنے شوہر کے لئے حلال کر دیا تھا (یعنی اس سے جماع کی اجازت دیدی تھی) چنانچہ نعمان نے اس کو سو کوڑ لگائے۔

یحییٰ بن حماد (شیخ الدارمی) نے کہا یہ مرفوع ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف وموقوف ہے اور مرفوع کہنا صحیح نہیں ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٤٤٥٨) ترمذی (١٤٥١) نسائی (٣٣٦٠) ابن ماجه (٢٥٥١) احمد (٢٧٦/٤)۔

تشریح: ...... مرد اپنی لونڈی سے جماع کر سکتا ہے کسی اور کی لونڈی سے نہیں، میاں بیوی کی لونڈی اگر مشترک ہو تو بھی مرد کے لئے اس لونڈی سے جماع کرنا جائز ہے جیسا کہ ابن ماجہ کی حدیث (٢٥٥٢) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے اپنی بیوی کی لونڈی سے وطی کی تھی، آپ نے اس کو حد نہیں لگائی۔ اس حدیث کے پیش نظر اکثر علماء نے کہا کہ اگر کوئی اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کرے تو اس کو حد نہیں لگائی جائے گی کیونکہ میاں بیوی کے املاک اکثر مشترک ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی ملک سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے اس لئے اس میں شبہ پڑ گیا اور حدیث کا قاعدہ ہے ((إِدْرَؤُوا الْحُدُوْدَ بالشبهات .)) شبہ پڑ جائے تو حدود کو ہٹا دو نیز یہ کہ مذکورہ بالا حدیث ضعیف بھی ہے اور احتمال ہے کہ نعمان بن بشیر کو دھوکہ ہوا ہو۔ واللہ اعلم

2367- أَخْبَرَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ خَالِدِ ابْنِ عُرْفُطَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ .

(ترجمہ) اس روایت کو صدقة بن الفضل نے نعمان بن بشیر سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرفوعا روایت کیا ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند میں خالد بن عرفطہ ضعیف ہیں۔ تخریج کیلئے دیکھئے: ابوداود (٤٤٥٩) ترمذی (١٤٥١) ابن ماجه (٢٥٥١) احمد (٢٧٧/٤) طيالسی (١٥٢٩) اور ترمذی وطیالسی کی سند میں خالد بن عرفطہ کا ذکر نہیں ہے، اس صورت میں ابوبشر کا لقا حبیب بن سالم سے ثابت نہیں لہٰذا سند میں انقطاع ہے۔

بہر حال یہ روایت بھی ضعیف ہے، اس لئے صحیح یہی ہے کہ بیوی کی لونڈی سے جماع کرنے پر کوئی حد نہیں۔ واللہ اعلم۔

[21]..... بَاب الْحَدُّ كَفَّارَةٌ لِمَنْ أُقِيمَ عَلَيْهِ

جس پر حد جاری کی جائے وہ اس کے لئے کفارہ ہے

2368۔ أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنِ ابْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أُقِيمَ عَلَيْهِ حَدٌّ غُفِرَ لَهُ ذٰلِكَ الذَّنْبُ .

(ترجمہ) ابن خزیمہ بن ثابت اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس پر حد لگائی گئی (یعنی اس کو جرم کی سزا دی گئی) تو وہ گناہ اس سے معاف کر دیا جاتا ہے۔

(یعنی ایسا شخص جس پر حد جاری کی گئی وہ اس گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔)

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے، ابن خزیمہ کا نام معاویہ ہے اور اسامہ بن زید لیثی ہیں، تخریج کے لئے دیکھئے: طبرانی ٤/٨٨ (٣٨٢٨،٣٧٣١) التاریخ الکبیر للبخاری (٢٠٦) احمد (٢١٤/٥) ابن حبان (٤٤٠٥) الحمیدی (٣٩١)۔

تشریح: ...... گناہ کبیرہ پر اگر کسی کو حد لگائی جائے یا اور سزا دی جائے تو حدیث کے مطابق وہ اس کے لئے اس گناہ کا کفارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے، دوبارہ اس کو عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا لیکن شرط یہ ہے کہ وہ سچی توبہ کر لے اور اگر ایسے مجرم پر حد نہیں لگائی جا سکی اور وہ مر گیا تو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے، چاہے تو بخش دے اور کہہ دے، جا دنیا میں تیرے جرم کو میں نے چھپا دیا، اب آخرت میں بھی تجھے معاف کرتا ہوں یا چاہے تو عذاب میں مبتلا کرے۔

﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ، وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾

(المائدہ: ١١٨/٧)

''اگر تو انہیں عذاب میں مبتلا کرے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو (اے رب) تو غالب اور حکیم ہے ہی۔''

14- من النذور والایمان

نذر اور قسم کے مسائل

[1]..... بَاب الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ
نذر پوری کرنے کا بیان

2369- أَخْبَرَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ فَجَاءَ أَخُوهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ كُنْتَ قَاضِيَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضُوا اللَّهَ فَاللَّهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نذر مانی کہ وہ حج کرے گی لیکن اس کا انتقال ہوگیا تو ان کا بھائی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور یہ عرض کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ان پر کوئی قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتے؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں ضرور ادا کرتا، فرمایا: اس نذر کو پورا کرو، یہ نذر وفا کی زیادہ مستحق ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٦٩٩) مسلم (١٦٥٥)۔

توضیح: ...... بخاری شریف اور سنن دارمی کے مخطوط میں ہے: ((فَاقْضِ اللّٰهَ فَاللّٰهُ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ، أَوْ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ .)) یعنی پھر اللہ کا بھی حق ادا کرو کیونکہ وہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کا حق پورا ادا کیا جائے۔

2370۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَفْصٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّيْ نَذَرْتُ نَذْرًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ جَاءَ الْإِسْلَامُ قَالَ فِ بِنَذْرِكَ .

(ترجمہ) عمر (بن الخطاب رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے ایام جاہلیت میں ایک نذر مانی تھی پھر اسلام لے آیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اپنی نذر کو پورا کرو۔

(**تخریج**) یہ حدیث صحیح اور متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٦٩٧) مسلم (١٦٥٦) ابوداود (٣٣٢٥) ترمذی (١٥٣٩) نسائی (٣٨٢٩) ابن ماجه (١٧٧٢، ٢١٢٩)۔

تشریح: ...... نذر غیر واجب چیز کو اپنے اوپر واجب کر لینے کو کہتے ہیں اور ایمان یمین کی جمع ہے جس کے معنی قسم کے ہیں، نذر کی مثال جیسے کوئی کہے یہ لڑکا ڈاکٹر بن گیا تو حج کروں گا یا میرے کام میں نفع ہوا تو صدقہ کروں گا یا روزے رکھوں گا اس طرح کی جو بھی نذر ہو اگر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہ ہو تو اسے پورا کرنا ضروری ہے جیسا کہ اس باب کی حدیثوں سے واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنتی لوگوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ....﴾ (الانسان: ٧/٢٩) کہ جو لوگ اپنی نذر کو پورا کرتے ہیں نیز فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ....﴾ (الحج: ٢٩/١٧) واضح رہے کہ نذر ماننے سے کسی کام کا ہونے یا نہ ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا جو اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا ہے وہ تو ہو کر رہتا ہے اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ نذر سے صرف اتنا ہوتا ہے کہ بخیل کنجوس آدمی کے ہاتھ سے مال نکال لیتی ہے۔ کیونکہ بخیل پر جب کوئی آفت آتی ہے تب ہی خرچ کرتا ہے۔ مزید تفصیل حدیث رقم (٢٣٧٧) پر آ رہی ہے۔

مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی نے اسلام لانے سے پہلے کوئی نذر مانی ہے اور وہ اللہ کی اطاعت ہی میں ہے تو اس کو پورا کرنا واجب ہے، بعض علماء نے کہا: اسلام سے پہلے اس نذر کی کوئی شرعی حیثیت ہی نہیں پھر پورا کرنے کا سوال کہاں پیدا ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو جو اپنی نذر پوری کرنے کے لئے کہا تو وہ استحبابا تھا۔ واللہ اعلم۔

[2]..... بَابٌ فِي كَفَّارَةِ النَّذْرِ

نذر کے کفارے کا بیان

2371۔ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الرُّعَيْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ نَذَرَتْ أُخْتِي أَنْ تَحُجَّ لِلّٰهِ مَاشِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((مُرْ أُخْتَكَ فَلْتَخْتَمِرْ وَلْتَرْكَبْ وَلْتَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ)) .

(ترجمہ) عقبہ بن عامر جہنی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ان کی بہن نے نذر مانی کہ وہ حج کے لئے پیدل اور ننگے سر جائے گی، میں نے اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی بہن سے کہو سر ڈھانپ لے اور سوار ہو جائے اور تین دن کے روزے رکھے (یعنی نذر پوری نہ کرنے کا کفارہ دے)

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٨٦٦) مسلم (١٦٤٤) ابوداود (٣٢٩٩) ترمذی (١٥٤٤) نسائی (٣٨٢٣) ابن ماجہ (٢١٣٤) ابویعلی (١٧٥٣)۔

2372۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُخْتَ عُقْبَةَ نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنْ نَذْرِ أُخْتِكَ لِتَرْكَبْ وَلْتُهْدِ هَدْيًا .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ عقبہ کی بہن نے نذر مانی کہ بیت اللہ شریف پیدا چل کر جائے گی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ غنی ہے تمہاری بہن کی نذر سے، اس کو چاہیے کہ سوار ہو جائے اور کفارے میں ایک ہدی ذبح کرے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٣٢٩٥) احمد (٢٣٩/١) طبرانی ٣٠٨/١١ (١١٨٢٨) ابن الجارود (٩٣٦)۔

تشریح: ......اس حدیث کی رو سے اگر کسی نے بیت اللہ کی طرف پیدل ننگے پاؤں چل کر جانے کی یا عورت نے ننگے سر چلنے کی نذر مانی ہو تو ایسی نذر کا پورا کرنا ضروری اور لازمی نہیں خواہ چل کر جانے سے عاجز بھی نہ ہو لیکن اسے کفارہ یمین ادا کرنا ہوگا، پہلی حدیث میں تین روزے رکھنے کا حکم ہے اور دوسری حدیث میں ایک ہدی ذبح کرنے کا حکم ہے لہٰذا معصیت میں یا عدم قدرت کی نذر میں نذر کو پورا کرنا ضروری نہیں اور کفارہ ادا کرنا واجب وضروری ہے جو قسم کا کفارہ ہے یہی زیادہ صحیح ہے اور اگر وہ نذر حج سے متعلق ہے تو ہدی ذبح کرے۔

2383۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَدْرَكَ شَيْخًا يَمْشِي بَيْنَ ابْنَيْهِ فَقَالَ مَا شَأْنُ هَذَا الشَّيْخِ فَقَالَ ابْنَاهُ نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ . فَقَالَ ارْكَبْ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكَ وَعَنْ نَذْرِكَ .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بوڑھے صحابی کو اپنے دو بیٹوں کے درمیان پیدل چلتا پایا تو پوچھا کہ ان بزرگ کو کیا ہوا؟ (جو تمہارا سہارا لے کر چلتے ہیں) اس کے بیٹوں نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ انہوں نے (حج کے لئے) پیدل جانے کی نذر مانی ہے، آپ نے فرمایا: اے بزرگ سوار ہو جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ غنی ہے۔ تم سے اور تمہاری نذر سے (یعنی اللہ تعالیٰ کو اس کی حاجت نہیں۔ بخاری شریف میں ہے: اللہ تعالیٰ اس سے بے پرواہ (غنی) ہے کہ یہ شخص اپنی جان کو عذاب میں ڈالے)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٦٧٠١) مسلم (١٦٤٣) ابوداود (٣٣٠١) ابن ماجه (٢١٣٥) ابويعلى (٦٣٥٤)۔

تشریح: ......اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ انسان جس چیز کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کی نذر مانے تو اسے پورا کرنا ضروری نہیں، اس حدیث میں کفارے کا ذکر نہیں ہے لیکن اوپر دوسری احادیث میں صحیح سند سے کفارے کا ذکر آیا ہے اس لئے کفارہ یمین دینا واجب ہے، مسلم اور ترمذی میں ہے کہ نذر کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔

[3]..... بَاب لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ

اللہ کی معصیت میں کوئی نذر (صحیح) نہیں

2374- أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ.

(ترجمہ) عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گناہ ومعصیت کی نذر کو پورا نہ کرنا چاہیے اور نہ اس نذر کو پورا کرے جس کا ابن آدم کو اختیار (یعنی قدرت) نہیں ہوتا ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٦٤١) ابو داود (٣٣١٦) نسائی (٣٨٦٠) ابن ماجه (٢١٢٤) ابن حبان (٤٣٩١) الحميدى (٨٥١).

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہ کی بات میں نذر نہیں ہے جیسے کوئی اپنے بچے کو ذبح کرنے یا عید کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانے تو ایسی نذر کو پورا کرنا واجب نہیں اور اہل حدیث وحنفیہ کے نزدیک نذر معصیت کا کفارہ، قسم کا کفارہ ہے کیونکہ مسلم شریف کی روایت میں وضاحت ہے کہ جو شخص کسی گناہ کی نذر مانے اس کا کفارہ، قسم کا کفارہ ہے۔ شافعیہ کے نزدیک ایسی نذر میں کفارہ نہیں ہے اور صحیح پہلا قول ہے۔

2375- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأَيْلِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللّٰهَ فَلَا يَعْصِهِ.

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کی اطاعت کی نذر مانی ہو اسے چاہیے کہ اللہ کی اطاعت کرے اور جس نے گناہ کرنے کی نذر مانی ہو پس وہ گناہ کا کام نہ کرے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٧٠٠) ابوداود (٣٢٨٩) ترمذی (١٥٢٦) نسائی (٣٨١٦) ابن ماجه (٢١٢٦) ابويعلى (٤٨٦٣) ابن حبان (٤٣٨٧)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ تعالی کی اطاعت میں نذر مانے یعنی نماز، روزہ، حج، عمرہ، جہاد وغیرہ کی تو وہ اس نذر کو پورا کرے اور جو اللہ کی نافرمانی کی نذر مانے تو وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے یعنی یہ کہے کہ نماز نہیں

پڑھوں گا یا فرض روزہ نہیں رکھوں گا وغیرہ تو ایسی صورت میں اس نذر کو پورا کرنا ضروری نہیں بلکہ اللہ تعالی کی اطاعت ضروری ہے اور اپنی نذر کا کفارہ دے جیسا کہ اوپر تفصیل گذر چکی ہے۔

[4]..... بَاب مَنْ نَذَرَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ أَيُجْزِئُهُ أَنْ يُصَلِّيَ بِمَكَّةَ

جو شخص بیت المقدس میں نماز کی نذر مانے کیا بیت اللہ میں اس کا نماز پڑھنا کافی ہوگا

2376۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي بَقِيَّةَ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي نَذَرْتُ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ أَنْ أُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَقَالَ صَلِّ هَا هُنَا فَأَعَادَ عَلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَشَأْنُكَ إِذَنْ .

(ترجمہ) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالی آپ کو مکہ کی فتح نصیب کرے تو میں بیت المقدس میں جا کر نماز پڑھوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہیں (کعبہ میں) نماز پڑھ لو اس نے تین بار اپنے سوال کو دہرایا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اب تمہاری مرضی ہے (یعنی تم کو اختیار ہے کہ بیت المقدس جا کر وہاں نماز پڑھو اور اپنی نذر کو پورا کرو)۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابو داود (٣٣٠٥) ابو یعلی (٢١١٦) ابن الجارود (٩٤٥) الحاکم (٣٠٤/٤) البیهقی فی المعرفة (١٩٧٠٧)۔

تشریح: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بیت المقدس میں جا کر نماز پڑھنے کی کوئی منت یا نذر مانے تو وہ بیت اللہ شریف میں نماز پڑھ لے اس کی منت و نذر پوری ہو جائے گی کیونکہ بیت اللہ الحرام بیت المقدس سے افضل ہے اور بیت اللہ میں نماز کا ثواب بیت المقدس میں نماز سے بہت زیادہ ہے، اس شخص نے جب بار بار اصرار کیا تو آپ نے فرمایا: تم اپنے لئے خود تکلیف چاہتے ہو تو جاؤ وہیں جا کر نذر پوری کرو اور بیت المقدس میں نماز پڑھو، نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ((اَلدِّيْنُ يُسْرٌ وَلَنْ يُشَادَّ الدِّيْنَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ .)) یعنی: دین آسان ہے اور جو کوئی بھی دین میں (اپنے لئے) سختی کرے گا تو دین ہی غالب آئے گا۔

[5]..... بَاب النَّهْيِ عَنِ النَّذْرِ

نذر کی ممانعت کا بیان

2377۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ إِنَّ النَّذْرَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الشَّحِيحِ .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نذر کسی چیز کو لوٹا نہیں سکتی ہے، بس اس کے ذریعہ بخیل و کنجوس سے پیسہ نکل آتا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٦٠٨) مسلم (١٦٣٩) ابو داود (٣٢٨٧) نسائی (٢٨١٠) ابن ماجہ (٢١٢٢) ابویعلی (١١/٢٣٧) ابن حبان (٤٣٧٥)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر چیز پر قضاء وقدر حاوی ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ (القمر: ٤٩/٢٧) لہٰذا نذر و منت اس الٰہی فیصلے اور تقدیر کو نہ بدل سکتے ہیں نہ لوٹا سکتے ہیں بس دل کا بہلاوہ ہوتا ہے اور اس کی نذر سے بخیل کی جیب ہلکی ہو جاتی ہے کیونکہ کنجوس آدمی بغیر مصیبت میں پڑے خرچ نہیں کرتا جب آفت آتی ہے تو نذریں مانتا ہے اس وجہ سے آپ نے نذر سے منع کیا اور اس کو مکروہ جانا کیونکہ یہ بخلاء کا شعار ہے سخی اور متقی تو بغیر نذر کے اللہ کی راہ میں ہمیشہ خرچ کرتا ہے۔ بعض علماء نے کہا: نذر سے ممانعت اس حال میں ہے کہ نذر ماننے والا یہ سمجھے کہ اس کی نذر کی وجہ سے تقدیر بدل جائے گی یا جو آفت تقدیر میں ہے وہ ٹل جائے گی اور اگر یہ اعتقاد و نیت نہ ہو تو نذر مانی جا سکتی ہے۔ واللہ اعلم

[6]..... بَاب النَّهْيِ أَنْ يَحْلِفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی غیر کی قسم کھانے کی ممانعت کا بیان

2378۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَسِيرُ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ.

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کو ایک کارواں میں اپنے باپ کی قسم اٹھاتے سنا تو فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے آباء و اجداد کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے پس اب جو کوئی قسم کھانا چاہے تو وہ اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٦٧٩) مسلم (١٦٤٦) ابو داود (٣٢٤٩) ترمذی (١٥٣٤) نسائی (٣٧٧٦) ابن ماجہ (٢٠٩٤) ابویعلی (٥٤٣٠) ابن حبان (٤٣٥٩) الحمیدی (٧٠٣)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باپ کی قسم کھانا یا کسی اور کے نام کی قسم کھانا ممنوع ہے اور بعض علماء نے تو غیر اللہ کی قسم کھانا حرام قرار دیا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جس کی قسم کھائی جاتی ہے اس کی عظمت و بڑائی ہوتی ہے اور بڑا سمجھ کر اس کی قسم کھاتے ہیں اور اللہ سے بڑا کوئی نہیں وہ اعلیٰ واعظم ہے اس لئے صرف اللہ کی قسم کھا سکتے ہیں کسی بھی نبی ولی باپ یا پیر فقیر کی قسم کھانا یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ وہ بہت بڑے عظیم ہیں۔ یہ اللہ کے ساتھ شرک ہوگا اور ایک حدیث صحیح میں ہے جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا یا کذب کا مرتکب ہوا اس لئے غیر اللہ کی قسم سے پرہیز کرنا چاہیے بعض مرتبہ نبی کریم کی زبان مبارک سے بھی یہ الفاظ نکلے ہیں: "أَفْلَحَ وَأَبِيهِ إِنْ صَدَقَ." تو یہ قسم نہیں بلکہ محاورۃً

کہے گئے یا لغوالیمین میں اس کا شمار ہوگا یا ہوسکتا ہے یہ الفاظ ممانعت سے پہلے کہے گئے ہوں اسی طرح قرآن کی قسم کھانا درست نہیں اور ایسی قسم کھالی ہے تو توبہ واستغفار کرنا چاہیے۔

[7]..... بَاب فِي الِاسْتِثْنَاءِ فِي الْيَمِينِ
قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہنے کا بیان

2379- أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ :أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ ثُمَّ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقَدِ اسْتَثْنَى .

(ترجمہ)ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جوکوئی قسم کھائے پھران شاء اللہ کہہ لے تو اس نے استثناء کرلیا۔(یعنی اب اگر قسم پوری نہ کرے تو بھی اس پر کفارہ لازم وواجب نہ ہوگا۔)

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔دیکھئے:ابوداود (١٥٣١) نسائی (٣٨٠٢) ابن ماجہ (٢١٠٦) ابن حبان (٤٣٣٩) مواردالظمآن (١١٨٣) الحمیدی (٧٠٧)۔

2380- أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ ثُمَّ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَهُوَ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ فَعَلَ وَإِنْ شَاءَ لَمْ يَفْعَلْ .

(ترجمہ)ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوکسی کام پر قسم کھائے اور ساتھ ہی ان شاء اللہ بھی کہے تو اس کو اختیار ہے چاہے تو قسم پوری کرے اور چاہے تو پوری نہ کرے (یعنی قسم توڑ دے)۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے،تخریج پیچھے گزر چکی ہے۔مزید دیکھئے:ابن حبان (٤٣٤٢) موارد الظمآن(١١٨٤)

تشریح: ......اس حدیث کی رو سے قسم کھانے والا ساتھ ہی اگر ان شاء اللہ کہہ دے تو ایسی قسم توڑ دینے پر کفارہ نہیں ہوگا کیونکہ قسم کو جب مشیت الٰہی سے مقید کردیا جائے تو وہ قسم بالاتفاق منعقد نہیں ہوتی لہٰذا جب منعقد ہی نہیں ہوئی تو پھر اس کے توڑنے پر کفارہ کا کیا سوال۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین بار فرمایا: اللہ کی قسم میں قریش سے جہاد کرونگا پھر آپ نے جہاد نہیں کیا حالانکہ قسم کا تقاضہ تھا کہ آپ ضرور جہاد کریں کیونکہ ان شاء اللہ کہہ دیا تھا اس لئے جہاد نہیں کیا اور کفارہ بھی نہیں دیا اگر کفارے سے بچنا ہو تو قسم کے ساتھ ہی ان شاء اللہ کہنا چاہئے۔بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر کچھ دیر کے بعد ان شاء اللہ کہا تو اختیار نہیں ہوگا اور قسم توڑنے پر کفارہ بھی ادا کرنا ہوگا۔

[8]..... بَاب الْقَسَمُ يَمِينٌ
قسم کا لفظ یمین میں داخل ہے

2381- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ

اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ لا تُقْسِمْ قَالَ أَبُو مُحَمَّد الْحَدِيثُ فِيهِ طُولٌ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: قسم مت کھاؤ۔ امام دارمی نے کہا: یہ لمبی حدیث ہے۔

اس کا ذکر حدیث نمبر (۲۱۹۳) پر گذر چکا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۷۰۴٦) مسلم (۲۲٦۹) ابو دائود (۳۲٦۷) ابن ماجه (۳۹۱۸) وغیرهم۔

تشریح: ...... قسم کا ایک تو یہ طریقہ ہے، کوئی کہے واللہ تم نے ایسا کہا یا تاللہ اور برب الکعبہ یہ اور اس طرح کے دیگر الفاظ ہیں، ان میں قسم کا لفظ نہیں ہے لیکن پھر بھی قسم منعقد ہو جاتی ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کوئی کہے اقسمت باللہ یا جیسے قرآن پاک میں ہے: لااقسم بهذا البلد وغیرها یعنی کوئی یوں کہے: میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں ...... تو اس طرح بھی قسم منعقد ہو جائے گی اور قسم کھانے والے کو پوری کرنی ہوگی، یا پھر کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

مذکورہ بالا حدیث پیچھے گذر چکی ہے لیکن امام دارمی نے قسم کا لفظ اس میں ذکر نہیں کیا ہے بخاری وغیرہ میں ہے کہ جب ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے خواب کی تعبیر بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا کچھ تم نے صحیح بتایا اور کچھ غلط ہے اس وقت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: "اقسمت علیك یا رسول الله ......" اے اللہ کے رسول میں آپ کو قسم دیتا ہوں میں نے کیا غلطی کی اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا تقسم قسم مت کھاؤ یہی محل شاہد ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ قسم کا لفظ استعمال کرنے سے قسم منعقد ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

[9]..... بَاب مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا
کوئی آدمی قسم کھائے اور پھر وہی کام اسے بہتر لگے تو کیا کرے؟

2382۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو هُوَ ابْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو زَمَنَ الْجَمَاجِمِ يُحَدِّثُ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ فَحَلَفَ أَنْ لا يُعْطِيَهُ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ لَوْلا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو نے معرکہ جماجم کے دوران حدیث بیان کرتے ہوئے کہا: ایک آدمی نے عدی بن حاتم (رضی اللہ عنہ) سے مدد مانگی تو انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ اس کو کچھ نہیں دیں گے، پھر کہا: کاش میں نے رسول ﷺ سے نہ سنا ہوتا آپ فرما رہے تھے: کوئی آدمی قسم کھا لے کسی چیز پر پھر اس کے غیر میں بھلائی سمجھے تو پہلے جو کام بہتر ہے اس کو کرے پھر اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔

(**تخریج**) یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٦٥١) نسائی (٣٧٩٤) ابن حبان (٤٣٤٦) بخاری فی الکبیر (١٥١/٥)۔

توضیح: ......یعنی قسم کھائی کہ: اللہ کی قسم اس شخص کی مدد نہ کرونگا، پھر خیال آیا کہ مدد کرنا اچھا ہے تو اس آدمی کی پہلے مدد کرے یعنی قسم توڑ دے اور پھر اس قسم کا کفارہ ادا کرے۔ یعنی پہلے قسم توڑ دے پھر کفارہ دے۔

2383۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا فَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ وَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ.

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن سمرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا رسول ﷺ نے ان سے کہا: اے عبدالرحمٰن بن سمرہ حکومت (امیری یا گورنری) طلب نہ کرنا کیونکہ اگر تم کو مانگنے پر امیری ملی تو تم اس کے حوالے کر دیئے جاؤ گے اور اگر تم کو بنا مانگے امیری ملی تو اس میں (اللہ کی طرف سے) تمہاری مدد کی جائے گی، اور اگر تم کسی بات پر قسم کھالو اور پھر اسکے سوا دوسری چیز میں بھلائی دیکھو تو اپنی قسم کا کفارہ دو پھر وہ کام کرو جس میں بھلائی ہو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٧١٤٦، ٧١٤٧) مسلم (١٦٥٢) ابوداؤد (٣٢٧٧) ترمذی (١٥٢٩) نسائی (٣٧٩٢) ابن الجارود (٩٢٩) وابن حبان (٤٢٤٨)۔

2384۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَ الْحَدِيثِ.

(ترجمہ) اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔ ترجمہ وتخریج اوپر گذر چکی ہے۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی بھی عہدے کے لئے کوشش کرنا یا اسے طلب کرنا درست نہیں اور اگر بنا مانگے اور کنونس کے بغیر کوئی عہدہ مل جائے تو پھر اللہ تعالی کی طرف سے مدد ہوتی ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قسم کھانے کے بعد کوئی چیز اچھی معلوم ہو تو قسم توڑ دینی چاہئے اور اس کا کفارہ ادا کر دینا چاہئے، رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلے میں قول وفعل دونوں مروی ہیں۔ پہلی حدیث میں کفارہ بعد میں ادا کرنے کا حکم ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ پہلے کفارہ ادا کرے پھر وہ بھلائی کا کام کرے۔ امام ابوحنیفہ نے کہا کہ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ نہیں لیکن یہ حدیث ان کے مخالف ہے گرچہ بخاری میں ایسے ہی ہے کہ کام کرے پھر کفارہ دے لیکن سند سے امام دارمی کی روایت کی تائید ہوتی ہے اس لئے پہلے یا بعد میں کبھی بھی کفارہ ادا کرنا جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

قسم کا کفارہ وہی ہے جو قرآن پاک میں مذکور ہے: ﴿فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ﴾ (المائدہ : ٨٩/٧)

دس مسکین کو کھانا کھلانا، یا لباس دینا، یا غلام آزاد کرنا اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن کے روزے رکھنا۔

[10]..... بَاب إِذَا كَانَ عَلَى الرَّجُلِ رَقَبَةٌ مُؤْمِنَةٌ

آدمی کے ذمے گردن آزاد کرنا ہو اس کا بیان

2385۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الشَّرِيدِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ إِنَّ عَلَى أُمِّي رَقَبَةً وَإِنَّ عِنْدِي جَارِيَةً سَوْدَاءَ نُوبِيَّةً أَفَتُجْزِءُ عَنْهَا قَالَ ادْعُ بِهَا فَقَالَ أَتَشْهَدِينَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ.

(ترجمہ) شرید (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری والدہ (صاحبہ) کے ذمے ایک گردن آزاد کرنے کا کفارہ ہے اور میرے پاس ایک کالی حبشی لونڈی ہے کیا وہ کافی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: اس کو بلا کر لاؤ، جب وہ آ گئی تو آپ نے فرمایا: کیا تم لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتی ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں، فرمایا جاؤ اسے آزاد کر دو یہ مومنہ ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابن حبان (١٨٩) موارد الظمآن (١٢٠٧)۔

تشــریح:..... قسم کے کفارہ میں ایک گردن آزاد کرنے کا حکم ہے اور غلام ہو یا لونڈی اسی طرح قتل خطا میں بھی دیت کے ساتھ ایک گردن آزاد کرنے کا حکم ہے اور وہاں رقبہ مومنہ کی قید لگائی گئی ہے (سورہ النساء ۹۲،۵) یہاں اس حدیث میں بھی رقبہ مومنہ کو آزاد کرنے کا حکم ہے نیز حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد عورت کے بدلے یا عورت مرد کے بدلے اگر مسلمان ہیں تو آزاد کئے جا سکتے ہیں۔

[11]..... بَاب الرَّجُلِ يَحْلِفُ عَلَى الشَّيْءِ وَهُوَ يُوَرِّكُ عَلَى يَمِينِهِ

کوئی آدمی قسم میں توریہ کرے اس کا بیان

2386۔ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمِينُكَ عَلَى مَا صَدَّقَكَ بِهِ صَاحِبُكَ.

(ترجمہ) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری قسم اسی مطلب پر ہوگی جس پر تمہارا صاحب (ساتھی) تمہیں سچا سمجھے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٦٥٣) ابو داود (٣٢٥٥) ترمذی (١٣٥٤) احمد (٢/ ٢٢٨) وغیرھم۔

تشــریح:..... امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب قاضی یا کوئی کسی شخص کو قسم دے اور وہ مکاری سے اپنے تئیں گناہ سے بچنے کے لئے قسم کھائے اور اس کا مقصد دوسرا رکھے تو یہ مکر اور توریہ اس کو فائدہ نہ دے گا اور

قسم کا گناہ اس پر پڑے گا اس پر اجماع ہے۔

[12]..... بَاب بِأَيِّ أَسْمَاءِ اللَّهِ حَلَفْتَ لَزِمَكَ

اللہ تعالی کے جس نام سے بھی قسم کھائی جائے وہ لازم ہو جائے گی

2387۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ يَمِينُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّتِي يَحْلِفُ بِهَا لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ . [والله أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ] .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ کی قسم اس طرح ہوتی تھی۔ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ نہیں دلوں کے پھیرنے والے کی قسم واللہ اعلم بالصواب۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٦١٧) ابو داود (٣٧٦٣) ترمذی (١٥٤٠) نسائی (٣٧٧٠) ابو یعلی (٥٤٤٢) ابن حبان (٤٣٣٢)۔ بعض نسخوں میں واللہ اعلم بالصواب مذکور نہیں ہے۔

تشریح: ......اس حدیث میں رسول اللہ کے قسم کھانے کا انداز وطریقہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ پہلے جو گفتگو یا بات ہو رہی ہوتی تھی اگر درست نہ ہوتی تو پہلے حرف ''لا'' سے اس کی تردید فرماتے پھر اللہ کے صفاتی نام سے قسم کھاتے، مقلب القلوب دلوں کے پھیرنے والا یہ اللہ کا صفاتی نام ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ کے اسم ذاتی سے قسم ہوتی ہے اس طرح اسماء صفاتیہ سے بھی قسم کھانا جائز ہے خواہ اس صفت کا تعلق اللہ تعالی کی ذات سے ہو جیسے علم وقدرت وغیرہ یا صفت فعلی ہو جیسے قہر اور غلبہ وغیرہ۔

15- كتاب الديات

دیت کے مسائل

[1]..... بَاب الدِّيَةِ فِي قَتْلِ الْعَمْدِ
قتل عمد کی دیت کا بیان

2388- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ فُضَيْلٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي الْعَوْجَاءِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ أُصِيبَ بِدَمٍ أَوْ خَبْلٍ وَالْخَبْلُ الْجُرْحُ فَهُوَ بِالْخِيَارِ بَيْنَ إِحْدَى ثَلَاثٍ فَإِنْ أَرَادَ الرَّابِعَةَ فَخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ بَيْنَ أَنْ يَقْتَصَّ أَوْ يَعْفُوَ أَوْ يَأْخُذَ الْعَقْلَ فَإِنْ أَخَذَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ عَدَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ النَّارُ خَالِدًا فِيهَا مُخَلَّدًا.

(ترجمہ) ابوشریح خزاعی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: جس شخص کا خون کیا جائے یا وہ زخمی کیا جائے تو اس کو (یا اس کے وارث کو) تین باتوں میں سے کسی ایک بات کو قبول کرنے کا اختیار ہے، اگر وہ چوتھی بات

کرنا چاہے تو اس کو روکو، وہ تین باتیں یہ ہیں، یا تو قصاص (قتل کے بدلے قتل) طلب کرے، یا معاف کردے، یا دیت لے لے ان تین باتوں میں سے کوئی ایک اختیار کرے پھر چوتھی بات زیادہ کرے تو اس (وارث یا والی) کے لئے جہنم کی آگ ہے جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہے گا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف اور حدیث منکر ہے۔ دیکھئے: ابو داود (٤٤٩٦) ابن ماجه (٢٦٢٣) ابن ابی شیبه (٨٠٤٥) دارقطنی (٩٦/٣) البیهقی فی معرفةالسنن والآثار (١٥٨٨٥) وغیرهم ۔

2389ـ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ وَكَانَ فِي كِتَابِهِ أَنَّ مَنْ اعْتَبَطَ مُؤْمِنًا قَتْلًا عَنْ بَيِّنَةٍ فَإِنَّهُ قَوَدُ يَدِهِ إِلَّا أَنْ يَرْضَى أَوْلِيَاءُ الْمَقْتُولِ .
قَالَ أَبُو مُحَمَّد اعْتَبَطَ قَتَلَ مِنْ غَيْرِ عِلَّةٍ .

(ترجمہ) ابوبکر بن عمرو بن حزم عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کے لئے (پروانہ) لکھا اور اس مکتوب میں یہ تھا: جو شخص کسی مسلمان کو بے وجہ مار ڈالے اور گواہوں سے اس پر خون ثابت ہو تو اس پر قصاص لازم ہے (یعنی اس سے بدلہ لیا جائے گا) الا یہ کہ مقتول کے وارثین راضی ہوں (یعنی معاف کردیں)

امام دارمی نے فرمایا: اعتبط کا معنی ہے بلا کسی عذر کے قتل کرنا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ دیکھئے: نسائی (٤٨٦٩،٤٨٦٨) مسند ابی یعلی (٥٩٥٤)۔

تشریح: ......دیت اس مال کو کہتے ہیں جو مقتول کی جان کے عوض دیا جاتا ہے یا جو مال اعضائے بدن کے زخموں یا ٹوٹنے کے عوض دی جاتی ہے۔ اسلام نے قتل و غارت گری کو حرام قرار دیا ہے اور قتل کو کبائر الذنوب میں شمار کیا ہے، اسی طرح کسی کو مارنا ایذا پہنچانا بھی حرام قرار دیا ہے اور ایک آدمی کے قتل کو پوری نوع انسانی کے قتل کے مرادف بتایا ہے۔ اب اگر کوئی شخص کسی کو قتل کردے تو مقتول کے وارثین کو اختیار ہے کہ وہ قصاص طلب کریں یا معاف کردیں جیسا کہ سورہ بقرہ ۱۷۸/۲ میں ہے یا پھر دیت لے لیں جس کا بیان آگے آرہا ہے (۲۴۰۲) مذکورہ بالا دونوں حدیث ضعیف ہے لیکن مفہوم صحیح ہے۔ قتل کئی طرح کا ہوتا ہے، علماء کرام نے اس کو تین انواع میں تقسیم کیا ہے۔ قتل عمد، قتل خطا، اور شبہ العمد، اور ہر قسم کی الگ سزا ہے جس کا بیان آگے احادیث میں آرہا ہے۔

[2]..... بَاب فِي الْقَسَامَةِ
قسامہ کا بیان

2390ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ أَحَدُ بَنِي حَارِثَةَ إِلَى خَيْبَرَ مَعَ نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ

يُرِيدُوْنَ الْمِيرَةَ بِخَيْبَرَ قَالَ فَعُدِيَ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ فَقُتِلَ فُتِلَتْ عُنُقُهُ حَتّٰى نُخِعَ ثُمَّ طُرِحَ فِي مَنْهَلٍ مِنْ مَنَاهِلِ خَيْبَرَ فَاسْتُصْرِخَ عَلَيْهِ أَصْحَابُهُ فَاسْتَخْرَجُوهُ فَغَيَّبُوْهُ ثُمَّ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَتَقَدَّمَ أَخُوهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَكَانَ ذَا قَدَمٍ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَابْنَا عَمِّهِ مَعَهُ حُوَيِّصَةُ بْنُ مَسْعُودٍ وَمُحَيِّصَةُ فَتَكَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَكَانَ أَحْدَثَهُمْ سِنًّا وَهُوَ صَاحِبُ الدَّمِ وَذَا قَدَمٍ فِي الْقَوْمِ فَلَمَّا تَكَلَّمَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((الْكُبْرَ الْكُبْرَ)) قَالَ فَاسْتَأْخَرَ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ثُمَّ هُوَ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تُسَمُّوْنَ قَاتِلَكُمْ ثُمَّ تَحْلِفُوْنَ عَلَيْهِ خَمْسِيْنَ يَمِينًا ثُمَّ نُسَلِّمُهُ إِلَيْكُمْ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا كُنَّا لِنَحْلِفَ عَلَى مَا لَا نَعْلَمُ مَا نَدْرِي مَنْ قَتَلَهُ إِلَّا أَنَّ يَهُودَ عَدُوُّنَا وَبَيْنَ أَظْهُرِهِمْ قُتِلَ قَالَ : ((فَيَحْلِفُوْنَ لَكُمْ بِاللّٰهِ إِنَّهُمْ لَبُرَءُ اَوْ مِنْ دَمِ صَاحِبِكُمْ ثُمَّ يَبْرَئُونَ مِنْهُ)) . قَالُوا مَا كُنَّا لِنَقْبَلَ أَيْمَانَ يَهُودَ مَا فِيهِمْ أَكْبَرُ مِنْ أَنْ يَحْلِفُوا عَلَى إِثْمٍ قَالَ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ بِمِائَةِ نَاقَةٍ .

(ترجمہ) سہل بن ابی حثمہ نے کہا بنو حارثہ کے ایک فرد عبداللہ بن سہل بن ابی حثمہ اپنی قوم کے کچھ افراد کے ساتھ روزی روٹی کی تلاش میں خیبر کی طرف گئے تو عبداللہ پر زیادتی ہوئی وہ مارے گئے ان کی گردن مروڑ دی گئی اور مہرے (منکے) ٹوٹ گئے (یعنی بری طرح ان کی گردن کچل دی گئی) اوران کی لاش کو خیبر کے چشموں میں سے ایک چشمے کے اندر ڈال دیا گیا، ان کے ساتھیوں نے چیخ وپکار کی اوران کی لاش کو نکال کر چھپا دیا پھر وہ لوگ رسول ﷺ کی خدمت میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے ، اور مقتول کے بھائی عبدالرحمٰن بن سہل (رضی اللہ عنہ) آگے آئے جو رسول اللہ ﷺ کے پرانے ساتھی اور ان کے چچیرے بھائی حویصہ اور محیصہ ابنا مسعود ان کے ساتھ تھے عبدالرحمٰن نے بات کرنی چاہی ۔ جو ان سے چھوٹے تھے اور مقتول کے وارث بھی تھے اورقوم کے پرانے مسلمان تھے ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بڑے بڑوں کو بات کرنے دو، چنانچہ وہ پیچھے ہٹ گئے اور حویصہ ومحیصہ نے پھر انہوں نے بات کی ، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم قاتل کا نام بتاؤ پھر پچاس بار قسم کھاؤ (کہ وہی قاتل ہے) ہم اس قاتل کو تمہارے حوالے کردیں گے، انہوں نے عرض کیا ، یا رسول اللہ جس کا ہمیں علم ہی نہیں اس پر قسم کیسے کھائیں؟ ہمیں نہیں معلوم انہیں کس نے قتل کیا؟ ہاں اتنا ضرور ہے کہ یہودی ہمارے دشمن ہیں اور انہیں کے درمیان ان کا قتل ہوا ہے: آپ نے فرمایا: پھر ان (یہود) کو قسم کھانی ہوگی کہ وہ تمہارے مقتول کے قتل سے بری ہیں (یعنی انہوں نے قتل نہیں کیا) پھر وہ اس سے بری کر دیئے جائیں گے ، انہوں نے کہا: ہم یہود کی قسموں کا اعتبار نہیں کریں گے کیونکہ وہ تو جھوٹی قسم اکثر کھاجاتے ہیں، راوی نے کہا: چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ کے وارثین کو اپنی طرف سے سو اونٹنیاں دیت کی ادا کردیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۷۰۲) مسلم (۱۶۶۹) (ابو داود (۴۵۲۱) ترمذی (۱۴۲۲) نسائی (۴۷۲۴) ابن ماجه (۲۶۷۷) ابن حبان (۶۰۰۹) الحمیدی (۴۰۷) ۔

تشریح: ......قسامہ قسم اٹھانے کو کہتے ہیں اس کی صورت یوں ہوتی ہے کہ کوئی مقتول آدمی کسی بستی یا شہر میں پایا جائے اور اس کے قاتل کا علم نہ ہو سکے اور اس کے قتل پر کوئی گواہ بھی نہ ہو، لیکن مقتول کا ولی اس کے قتل کا الزام کسی آدمی یا جماعت پر لگائے اور اس دعوے پر کوئی مضبوط دلیل نہ ہو لیکن قرائن سے قاتل قریب کا ہو جیسے ان کے محلے میں پایا گیا ہو، یا قاتل ومقتول کے مابین دشمنی ہو تو مدعی کو سچ مان لیا جائیگا، اور مقتول کے اولیاء کو پچاس قسمیں کھانے کا حکم دیا جائے گا، اگر انہوں نے قسمیں کھالیں تو قاتل کے وارثین دیت کے مستحق قرار دیئے جائیں گے، اور اگر مقتول کے اولیاء قسم کھانے سے انکاری ہوں، تو پھر جس پر انہوں نے دعویٰ قتل کیا ہے ان کو پچاس قسم اٹھانے کا حکم دیا جائے گا کہ وہ اس بات کی قسم کھائیں کہ انہوں نے قتل نہیں کیا اور ان کو علم نہیں ہے کہ اس کا قاتل کون ہے؟ پس اگر وہ قسم کھالیں تو وہ بری قرار پائیں گے ان پر کوئی چیز واجب نہ ہوگی اور اگر انہوں نے قسم کھانے سے گریز کیا تو ان پر دیت ادا کرنا واجب ہو جائے گا۔ مذکورہ بالا حدیث میں بالکل ٹھیک یہی صورت بیان کی گئی ہے، نیز کیونکہ مدعی علیہ کی قسم کا اعتبار کرنے سے مقتول کے اولیاء نے انکار کر دیا تھا اور اہل خیبر صلح کئے ہوئے تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے مقتول کی دیت سو اونٹنی اپنی طرف سے ادا کیں۔

اس حدیث میں بڑوں کا ادب اور انہیں آگے آکر بات کرنے کی ترغیب بھی ہے۔ نیز ایک آدمی کی دیت سو اونٹ ہے اور روزی کی تلاش میں باہر جانے کا بھی ثبوت ہے۔

[3]..... بَاب الْقَوَدِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

آدمی وعورت کے درمیان قصاص کا بیان

2391۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ وَكَانَ فِي كِتَابِهِ أَنَّ الرَّجُلَ يُقْتَلُ بِالْمَرْأَةِ.

(ترجمہ) ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کو جو مکتوب بھیجا اس میں تھا کہ: عورت کے بدلے مرد کو قتل کیا جائے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن صحیحین میں اس کا شاہد صحیح موجود ہے۔ دیکھئے: نسائی (٤٨٦٨) ابن حبان (٦٥٥٩،٦٥٩٠) موارد الظمآن (٧٩٢) وشاهده في البخاري، نبی کریم ﷺ نے ایک بچی کے بدلے یہودی کو قصاص میں قتل کیا (٢٤١٣)۔

توضیح: ......قود قصاص کو کہتے ہیں یعنی مقتول کے بدلے قاتل کو قتل کیا جائے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی عورت کو قتل کر دے تو اس قتل عمد پر مرد کو قصاص یعنی قتل کیا جائے۔

[4]..... بَاب كَيْفَ الْعَمَلُ فِي الْقَوَدِ
قاتل بدلے میں کس طرح قتل کیا جائے گا

2392۔ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ جَارِيَةً رُضَّ رَأْسُهَا بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هَذَا أَفُلَانٌ أَفُلَانٌ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا فَبُعِثَ إِلَيْهِ فَجِيءَ بِهِ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَرُضَّ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ایک لڑکی کا دو پتھروں کے درمیان سر کچل دیا گیا، اس سے کہا گیا، کیا فلاں یا فلاں نے تمہارے ساتھ یہ سلوک کیا ہے؟ یہاں تک کہ یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے سر کے اشارے سے تائید کی، چنانچہ اس کو بلا بھیجا گیا اور اس نے اعتراف کرلیا، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور اسکا سر بھی دو پتھروں کے درمیان کچل دیا گیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۴۱۲) مسلم (۱۶۷۲) ابوداود (۴۵۲۷) ترمذی (۱۳۹۴) نسائی (۴۷۵٦) ابن ماجه (۲٦٦۵) ابو یعلی (۲۸۱۸) ابن حبان (۵۹۹۱)۔

تشریح: ...... یہ مقتولہ لڑکی انصاریہ تھی اور سونے کے کڑے پہنے ہوئی تھی اور اس یہودی نے لالچ میں آ کر اس معصوم کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا اور کڑے اتار کر لے گیا چنانچہ اس حال میں وہ لڑکی رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی گئی کہ ابھی اس میں کچھ رمق باقی تھی اور اس نے یہودی کی نشاندہی کردی لہٰذا اسکے اعتراف کے بعد اس قاتل وظالم کا بھی سر اسی طرح دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا گیا۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں، اولا یہ کہ عورت کے بدلے مرد کو قتل کردیا جائے گا دوسرے یہ کہ جسطرح اس نے قتل کیا ہے اسی طرح اس کو بھی قتل کردیا جائے گا۔ امام مالک ،شافعی واحمد کا یہ مسلک ہے جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے۔ امام ابوحنیفہ نے کہا: قتل میں مماثلت کی ضرورت نہیں بلکہ تلوار یا گولی سے مار دینا ہوگا، اس حدیث کا جواب وہ یہ دیتے ہیں کہ یہ محض سیاسی اور تعزیری حد تھی۔

[5]..... بَاب لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ
کافر کے بدلے مسلمان قاتل قتل نہیں کیا جائے گا

2393۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَلْ عَلِمْتَ شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ إِلَّا مَا فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى قَالَ لَا وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا فَهْمًا يُعْطِيهِ اللَّهُ الرَّجُلَ فِي الْقُرْآنِ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيرِ وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِمُشْرِكٍ.

(ترجمہ) ابوجحیفہ نے کہا: میں نے علی (رضی اللہ عنہ) سے عرض کیا: اے امیر المومنین کتاب اللہ کے سوا وحی (الٰہی) میں سے اور کچھ آپ کے پاس ہے؟ (یعنی جو قرآن پاک میں موجود نہیں) انہوں نے فرمایا: نہیں، اس ذات کی قسم جس نے دانہ چیر

کرا گایا، اور جان کو پیدا کیا، مجھے قرآن کے علاوہ کچھ نہیں معلوم سوائے اس فہم (وبصیرت) کے جو اللہ تعالی اپنی کتاب کی جس کو چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے، اور جو ورق میں لکھا ہوا ہے، میں نے عرض کیا: اس ورق میں کیا لکھا ہے؟ فرمایا: دیت اور قیدی چھوڑنے کے احکام اور یہ مسئلہ کہ مسلمان کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (١١١) ترمذی (١٤١٢) نسائی (٤٧٥٨) ابن ماجه (٢٦٥٨) ابو یعلی (٣٣٨) الحمیدی (٤٠)۔

تشریح: ......ابوجحیفہ کے سوال اور علی (رضی اللہ عنہ) کے جواب سے شیعہ پر رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ قرآن پورا نہیں ہے اس میں سے چند سورتیں غائب ہیں اور پورا قرآن رسول اللہ ﷺ کے بعد علیؓ کے پاس پھر ایک امام کے پاس آتا رہا یہاں تک کہ امام مہدی کے پاس آیا وہ غائب ہیں جب ظاہر ہوں گے تو دنیا میں پورا قرآن پھیلے گا، معاذ اللہ یہ سب اکاذیب اور خرافات ہیں، علی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: قسم اس کی جس نے دانہ کو چیرا اور جان کو پیدا کیا اور ہمارے پاس وہی علم ہے جو اوروں کے پاس ہے (نہ کوئی وصیت ہمارے پاس ہے)......اس حدیث کے پیش نظر علمائے کرام نے اس پر اجماع کیا ہے کہ مسلمان کافر حربی کے بدلے نہ مارا جائے اور کافر ذمی کے بدلے بھی نہ مارا جائے۔ جمہور علماء اور ہل حدیث کا یہی مسلک ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک مسلمان ذمی کافر کے بدلے قتل کیا جاوے گا۔ یہ حدیث ان کے خلاف ہے اور ان کے دلیل میں قوت نہیں ہے، امام مالک نے کہا: اگر مسلمان ذمی کافر کو مار ڈالے تو وہ اس کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ امام شافعی نے کہا: مسلمان کسی حال میں قتل نہ کیا جائے یہی صحیح ہے، علی، عمر رضی اللہ عنہما کی احادیث اس قول کی مؤید ہیں۔ (وحیدی)

[6]..... بَاب فِي الْقَوَدِ بَيْنَ الْوَالِدِ وَالْوَلَدِ

باپ اور بیٹے کے درمیان قصاص کا بیان

2494۔ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تُقَامُ الْحُدُودُ فِي الْمَسَاجِدِ وَلَا يُقَادُ بِالْوَلَدِ الْوَالِدُ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسجد کے اندر حدیں (سزائیں) نہ قائم کی جائیں اور نہ کوئی باپ بیٹے کے بدلے میں مارا جائے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند اسماعیل بن مسلم مکی کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھئے: ترمذی (١٤٠١) ابن ماجه (٢٥٩٩) ابن ابی شیبه (٨٧٠٠) حلیة الاولیاء (١٨/٤) مجمع الزوائد (٢٠٧٥) یہ حدیث شواہد کے پیش نظر ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل ہے۔ امام ترمذی نے اس حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: علماء کا اس پر عمل ہے کہ جب کوئی باپ اپنے بیٹے کو مار ڈالے تو وہ اس کے عوض قتل نہیں کیا جائے اور جو اپنے بیٹے کو زنا کی تہمت لگائے تو باپ کو حد قذف بھی نہ ماری جائے۔

تشــــریح: ......اس حدیث میں دو مسئلے بیان کئے گئے۔ پہلا تو یہ کہ باپ کو بیٹے کے بدلے قتل نہیں کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ مساجد کے اندر حد کی سزائیں نافذ نہ کیجائیں، کیونکہ اس سے مسجد میں چیخ وپکار ہوگی اور خون وغیرہ سے مسجد کے نجس ہونے کا بھی اندیشہ ہے اور مسجد صرف نماز، تلاوت، عبادت، حکم اور فیصلے کیلئے ہے۔ مار پیٹ وسزا دینا، مسجد میں مناسب نہیں اسی لئے امیر المومنین عمر بن خطاب اور امیر المومنین علی بن ابی طالب مسجد سے باہر حدود نافذ کرتے تھے۔ آج تک بلاد الحرمین میں یہی ہوتا ہے۔

[7]..... بَاب فِي الْقَوَدِ بَيْنَ الْعَبْدِ وَسَيِّدِهِ

مالک اور غلام کے درمیان قصاص کا بیان

2395۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَهُ جَدَعْنَاهُ)). قَالَ ثُمَّ نَسِيَ الْحَسَنُ هَذَا الْحَدِيثَ وَكَانَ يَقُولُ لَا يُقْتَلُ حُرٌّ بِعَبْدٍ.

(ترجمہ) سمرہ بن جندب (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے اپنے غلام کو قتل کیا ہم قصاصا اس کو قتل کریں گے اور جو کوئی اسکی ناک کاٹے ہم اس کی ناک کاٹیں گے۔ راوی نے کہا: پھر حسن اس حدیث کو بھول گئے اور وہ کہتے تھے: آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔

(**تــخــریــج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے حسن بصری کا سماع سمرہ بن جندب سے ثابت نہیں۔ دیکھئے: ابو داود (٤٥١٦) ترمذی (١٤١٤) نسائی (٤٧٥٠) ابن ماجه (٢٦٦٣) احمد(٥/١٠،١٢،١٩)بغوی فی شرح السنه (٢٥٣٣) طبرانی (٦٨١٠)۔

تشــــریح: ......کوئی غلام اگر آزاد مسلمان کو قتل کردے تو بالاتفاق بدلے میں وہ غلام قتل کیا جائے گا لیکن آزاد مسلمان کسی کے غلام کے بدلے میں قتل کیا جائے یا نہیں اس بارے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے کہا: غلام کے بدلے میں آزاد بھی قتل کیا جائے گا دوسرا گروہ کہتا ہے کہ آزاد آدمی اگر کسی کے غلام کو قتل کردے تو اس کو قتل نہیں کیا جائے گا جیسا کہ حسن بصری سے راوی نے نقل کیا ہے اور اگر کوئی مالک اپنے ہی غلام کو قتل کردے تو بالاتفاق مالک اپنے غلام یا لونڈی کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا، امام نخعی کا اس بارے میں اختلاف ہے جو صحیح نہیں انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے: "مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ." لیکن جمہور علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے یا منسوخ صحیح پہلا ہی قول ہے۔ (واللہ اعلم)

[8]..... بَاب لِمَنْ يَعْفُو عَنْ قَاتِلِهِ

جو شخص اپنے قاتل کو معاف کردے اس کا بیان

2396۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَوْفٍ عَنْ حَمْزَةَ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَلْقَمَةَ

بْنِ وَائِلٍ الْحَضْرَمِيّ عَنْ أَبِيهِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ أُتِيَ بِالرَّجُلِ الْقَاتِلِ يُقَادُ فِي نِسْعَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِوَلِيِّ الْمَقْتُولِ ((أَتَعْفُو))قَالَ لا قَالَ: ((فَتَأْخُذُ الدِّيَةَ))قَالَ لا قَالَ :((فَتَقْتُلُهُ ؟))قَالَ نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((إِنَّكَ إِنْ عَفَوْتَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَبُوءُ بِإِثْمِكَ وَإِثْمِ صَاحِبِكَ)) . قَالَ فَتَرَكَهُ قَالَ فَأَنَا رَأَيْتُهُ يَجُرُّ نِسْعَتَهُ قَدْ عَفَا عَنْهُ .

(ترجمہ) وائل بن حجر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں اس وقت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا، ایک قاتل تسمہ سے بندھا ہوا آپ کے پاس لایا گیا، رسول اللہ ﷺ نے مقتول کے ولی سے فرمایا: کیا تم اس قاتل کو معاف کرو گے؟ اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: پھر دیت لو گے؟ عرض کیا: نہیں، آپ نے فرمایا: پھر تم اس کو قتل کرو گے؟ کہا: جی ہاں قتل کروں گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس قاتل کو معاف کردو گے تو یہ تمہارا اور تمہارے مقتول (بھائی) کا گناہ سمیٹ لے جائے گا، وائل نے کہا چنانچہ اس صحابی نے قاتل کو چھوڑ دیا اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ قاتل اپنا تسمہ کھینچ کر جا رہا تھا، اس نے قاتل کو معاف کر دیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۶۸۰) ابو داود (۴۴۹۹، ۵۰۰۰) نسائی (۴۷۳۷) بیهقی فی السنن (۸/ ۵۵) ومعرفة السنن والآثار (۱۵۹۰۱) وغیرهم۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قتل عمد میں مقتول کے وارثین کو اختیار ہے کہ قصاص میں قاتل کے قتل کرنے کا مطالبہ کریں یا معاف کر دیں یا پھر دیت لے لیں جیسا کہ (۲۳۸۸) میں ذکر کیا گیا ہے۔ امام نووی نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجرموں کو باندھنا اور انہیں حاکم کے سامنے پیش کرنا مدعی کا مدعا علیہ سے پہلے جواب لینا اگر وہ اقرار کرلے تو گواہوں کی ضرورت نہ ہوگی، حاکم کا مقتول کے وارث سے معافی کے لئے ترغیب دینا اور درخواست کرنا نیز معافی کا صحیح ہونا، مقدمہ رجوع ہونے کے بعد بھی دیت کا جائز ہونا، قاتل کو قصاص کے لئے وارثین کے حوالے کرنا، یہ سب مسائل مذکورہ بالا حدیث سے نکلے ہیں۔ (وحیدی شرح مسلم)

[9]..... بَاب التَّشْدِيدِ فِي قَتْلِ النَّفْسِ الْمُسْلِمَةِ
مسلمانوں کو قتل کرنے کا گناہ

2397۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيّ ﷺ قَالَ:((الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ شُعْبَةُ الشَّاكُّ۔ أَوِ الْيَمِينُ الْغَمُوسُ)).

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، ناحق کسی کی جان لینا، شعبہ نے شک کیا یا جھوٹی قسم کھانا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٨٧٠، ٦٦٧٥) ترمذی (٣٠٢١) نسائی (٤٠٢٢) شرح السنه (٤٤) نیز دیکھئے المحلی (٣٦/٨)۔

تشریح: ...... یہ سارے گناہ کبیرہ ہیں جن سے توبہ کئے بغیر مرجانا دوزخ میں داخل ہونا ہے۔ یہاں قتل النفس کی مناسبت سے یہ حدیث ذکر کی گئی، معلوم ہوا کہ مسلمان کا ناحق خون کرنا بہت بڑا گناہ ہے جسے کفر سے تعبیر فرمایا گیا ہے: ((لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ .)) صد افسوس آج کا مسلمان نہ شرک سے شرماتا ہے نا والدین کی نافرمانی سے گریز کرتا ہے اور نہ جھوٹی قسم سے اور نہ اپنے مسلمان بھائی کا خون بہانے سے چوکتا ہے۔

[10]..... بَابُ التَّشْدِيدِ عَلٰى مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ
خودکشی کے گناہ کا بیان

2398۔ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

(ترجمہ) ثابت بن ضحاک (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن پر لعنت کرنا قتل کے مترادف ہے اور جس شخص نے دنیا میں کسی چیز سے خودکشی کر لی اسے اسی چیز سے قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٣٦٣) مسلم (١١٠) ابو یعلی (١٥٢٥) ابن حبان (٤٣٦٦) الحمیدی (٨٧٣)۔

2399۔ حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ يَتَرَدَّى فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے لوہے سے خودکشی کی اس کا وہ ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا جس کو وہ اپنے پیٹ میں بھونکتا رہے گا اور ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہے گا، اور جو شخص زہر کھا کر خودکشی کرے تو اسکا وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا جس کو جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیش پیتا رہے گا، اور جو شخص پہاڑ سے گرا کر اپنے کو مار ڈالے وہ ہمیشہ گرا کرے گا جہنم کی آگ میں صدا اس کا یہی حال رہے گا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٧٧٨) مسلم (١٠٩) ترمذی (٢٠٤٣) ابن ماجه (٣٤٦٠) ابن حبان (٥٩٨٦)۔

تشریح: ...... خودکشی کرنا کسی بھی صورت سے ہو بدترین جرم ہے جس کی سزا حدیث ہذا میں بیان کی گئی ہے۔

کتنے مردعورت دنیا کے جھگڑوں اور پریشانیوں سے گھبرا کر اس جرم کا ارتکاب کر ڈالتے ہیں جو بہت بڑی غلطی اور اللہ کی رحمت سے مایوسی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس سے بچائے۔ امام نووی رحمۃ اللہ نے کہا: خودکشی کرنے والے کا ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہنا اس بارے میں کئی قول ہیں۔ ایک یہ کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو خودکشی کو حلال جان کر ایسے کاموں سے اپنی جان دیوے وہ تو کافر ہے وہ ہمیشہ ہمیش جہنم میں رہے گا، دوسرے یہ کہ اگر خودکشی کرنے والا مسلمان ہے اور ذرہ برابر بھی اسکے دل میں ایمان ہے تو اس سے مراد بہت مدت تک جہنم میں رہنا ہے (اس کے بعد مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنَ الإِيْمَانِ کی دلیل سے جہنم سے مدت مدید کے بعد نکال لیا جائے گا) اور یہ اللہ تعالیٰ کا کرم واحسان ہے جس کا خاتمہ اسلام پر ہو وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا (واللہ اعلم)۔

[11]..... بَاب كَمِ الدِّيَةُ مِنَ الْوَرِقِ وَالذَّهَبِ
آدمی کی دیت سونے اور چاندی میں کتنی ہے

2400- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَتَلَ رَجُلٌ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ دِيَتَهُ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا فَهُوَ قَوْلُهُ: ﴿يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا وَمَا نَقَمُوْا إِلَّا أَنْ أَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ بِأَخْذِهِمُ الدِّيَةَ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے ایک آدمی کو مار ڈالا، نبی کریم ﷺ نے اس کی دیت بارہ ہزار درہم مقرر کی یہ اس لئے کہ آیت شریفہ میں ہے ترجمہ یعنی: یہ اللہ کی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ انہوں نے (۸ھ) نہیں کہا حالانکہ کفر کا کلمہ یقیناً ان کی زبان سے نکل چکا ہے اور یہ اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے ہیں اور انہوں نے اس کام کا قصد بھی کیا جو پورا نہ کر سکے اور وہ کافر غصہ نہیں ہوئے مگر اس بات سے کہ اللہ اور رسول نے ان کو مال دار کر دیا اپنے فضل سے (التوبہ: ۷۴/۱۰) یعنی دیت لے کر۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند میں بہت کلام ہے۔ دیکھئے: ابو داود (٤٥٤٦) ترمذی (١٣٨٨) نسائی (٤٨١٧) ابن ماجه (٢٦٣٩) نیز دیکھئے: المحلی لابن حزم (٣٩٣/١٠)۔

تشریح: ......اس حدیث اور آیت کا پس منظر یہ ہے: ایک شخص تھا جو اس سے پہلے منافق تھا اس کا مولیٰ مارا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیت دلائی تو وہ مال دار ہو گیا پھر اس نے نفاق سے توبہ کی اور سچا مومن ہوا تب منافق اس پر غصہ ہوئے اس پر یہ آیت ﴿يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ .....﴾ نازل ہوئی۔

اس حدیث میں بارہ ہزار سے مراد بارہ ہزار درہم (چاندی کے سکے ہیں) اور ان کا وزن چوالیس کلوگرام ہوتا ہے، دیت میں اصلاً تو سو اونٹ ہیں جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے، اگر کسی کے پاس اونٹ نہ ہوں تو دیت نقدی کی صورت میں

بھی دی جاسکتی ہے وہ مروجہ سکہ خواہ دینار یا درہم کا غذی کرنسی سو اونٹ ہیں، یہ حدیث صحیح ہے، نیز ابوداود میں مسند او مرسلا جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ والے پر دیت مقرر کی سو اونٹ اور گائے والوں پر سو گائے اور بکری والوں پر دو ہزار بکریاں اور کپڑے والوں پر دو سو جوڑے ...... پھر عمر (رضی اللہ عنہ) جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے سونے والے پر ہزار دینار دیت مقرر کی اور چاندی والوں پر ہزار درہم ......اور موطا میں ہے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے سونے والوں پر ہزار دینار چاندی والوں پر بارہ ہزار درہم مقرر کئے موجودہ دور میں سعودی عرب کے قوانین میں ایک آدمی کی دیت ایک لاکھ بیس ہزار سعودی ریال ہے جو تقریبا سو اونٹ کے مساوی ہے اور یہی صحیح ہے (واللہ اعلم)۔

2401۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ وَعَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَلْفُ دِينَارٍ .

(ترجمہ) عمرو بن حزم (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو لکھا: سونے والوں پر دیت ایک ہزار دینار ہے۔ (یعنی جن کے پاس سونا ہو)

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ دیکھئے: ابن حبان (٦٥٥٩) موارد الظمآن (٧٩٣) نیز دیکھئے: نیل الاوطار (١٦٤،١٦٢/٧)۔

[12]..... بَاب كَمِ الدِّيَةُ مِنَ الْإِبِلِ
اونٹ میں دیت کتنی ہے

2402۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ ((بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى شُرَحْبِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ وَالْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ وَنُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ قِيلِ ذِي رُعَيْنٍ وَمَعَافِرَ وَهَمْدَانَ فَكَانَ فِي كِتَابِهِ وَإِنَّ فِي النَّفْسِ الدِّيَةَ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ)) .

(ترجمہ) عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو جو مکتوب بھیجا اس میں لکھا تھا کہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط ہے، محمد اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے شرحبیل بن عبدکلال، حارث بن عبدکلال، نعیم بن عبدکلال، قیل ذی رعین و معافر اور ہمدان کے لئے کہ ایک جان کے قتل کی دیت سو اونٹ ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن ابوداود میں اس کا صحیح شاہد موجود ہے۔ دیکھئے: ابو داود (٤٥٤١) ابن ماجه (٢٦٣٠) ابن حبان (٦٠١١) الموارد (١٥٢٦)۔

تشریح:......اس حدیث سے حدیث کی کتابت کا ثبوت ملا، خط کے شروع میں بسم اللہ لکھنا بھی سنت ہے (٨٦ھ)

لکھنا جائز نہیں نیز یہ کہ قتل کی دیت سو اونٹ ہیں۔

2403۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ وَكَانَ فِي كِتَابِهِ وَفِي الْأَنْفِ إِذَا أُوعِبَ جَدْعُهُ الدِّيَةُ وَفِي اللِّسَانِ الدِّيَةُ وَفِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الْبَيْضَتَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الذَّكَرِ الدِّيَةُ وَفِي الصُّلْبِ الدِّيَةُ وَفِي الْعَيْنَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الرِّجْلِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ وَفِي الْمَأْمُومَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَفِي الْجَائِفَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَفِي الْمُنَقِّلَةِ خَمْسَ عَشَرَةَ مِنَ الْإِبِلِ.

(ترجمہ) ابوبکر بن عمرو بن حزم نے اپنے باپ کے حوالے سے اپنے دادا (عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کو لکھا جس میں یہ تحریر تھا: اور ناک میں پوری دیت ہے جب کہ اسے جڑ سے کاٹ دے، اور زبان، ہونٹ، خصیتین، ذکر (عضو مخصوص) میں پوری دیت اور پشت، دونوں آنکھوں میں بھی پوری دیت ہے، ایک پیر کی آدھی دیت ہے، دماغ کے زخم اور پیٹ کے زخم میں ایک تہائی دیت ہے اور وہ زخم جس سے ہڈی ٹوٹ جائے اس میں پندرہ اونٹ کی دیت ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن کئی طرق سے مروی ہے۔ دیکھئے: ابن حبان (٦٥٥٩) موارد الظمآن (٧٩٣)۔

توضیح: ......ابوداود وغیرہ میں ہے: اور ہاتھ پاؤں کی ہر انگلی کے عوض دس اونٹ کی دیت ہے، دانت کی دیت پانچ اونٹ اور ایسے زخم جن سے ہڈی نظر آنے لگے اس میں پانچ اونٹ دیت ہے اور آدمی کو عورت کے بدلے قتل کیا جائے اور سونے والے پر ایک ہزار دینار دیت دیں۔

[13].... بَاب كَيْفَ الْعَمَلُ فِي أَخْذِ دِيَةِ الْخَطَإِ
قتل خطا کی دیت کس طرح ہوگی؟

2404۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ خِشْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَعَلَ الدِّيَةَ فِي الْخَطَإِ أَخْمَاسًا.

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قتل خطا کی دیت پانچ قسم میں قرار دی۔

(**تخریج**) حجاج بن ارطاۃ کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے اور زید بن جبیر میں بھی علماء نے کلام کیا ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٤٥٤٥) ترمذی (١٣٨٦) نسائی فی الکبریٰ (٧٠٠٥) ابن ماجہ (٢٦٣١) احمد ٤٥٠/١، دارقطنی ١٧٣/٣، تفصیل کے لئے دیکھئے: نیل الأوطار ٢٣٧/٧۔

تشریح: ......ابن مسعودؓ کی یہ حدیث دیت میں ادا کئے جانے والے اونٹوں کی عمر کے تعین میں اصل ہے اور

ائمہ اربعہ نے ضعف کے باوجود اس کو لیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کسی قتل خطا کی دیت پانچ طرح سے وصول کی جائے گی واضح رہے کہ قتل کی تین قسمیں ہیں (۱) قتل عمد (۲) شبہ العمد (۳) قتل خطا، قتل عمد یہ ہے کہ کوئی عاقل و بالغ مکلّف آدمی کسی بھی آلہ قتل (چھری، تلوار، بندوق وغیرہ) سے کسی معصوم الدم آدمی کو قتل کرے اس میں قصاص ہے۔ شبہ العمد یہ ہے کہ کوئی مذکورہ بالا صفات کا آدمی کسی کو ایسی چیز سے مارے جس سے عموماً موت واقع نہ ہوتی ہو جیسے لاٹھی چھری پتھر کوڑا وغیرہ اس میں دیت واجب ہے، قتل خطا یہ ہے کہ کوئی انسان شکار کے لئے تیر یا گولی چلائے اور وہ کسی معصوم الدم آدمی کو لگ جائے اور اس کی موت ہو جائے اس صورت میں بھی دیت واجب ہے۔ اس کی تفصیل آیت کریمہ ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ .....﴾ (نساء: ۹۲/۵) میں ملاحظہ فرمائیں۔

اَخْمَاسًا کا مطلب ہے یعنی پانچ قسم کے اونٹ دیت میں دینے قرار دیئے جیسا کہ سنن اربعہ میں ہے بیس اونٹ تین سال کے، بیس اونٹ چار سال کے، بیس اونٹ دو سال کے، بیس اونٹنی جن کی عمر ایک سال اور بیس سال اونٹ نر جن کی عمر ایک سال ہو۔

[14]..... بَاب الْقِصَاصِ بَيْنَ الْعَبِيدِ

غلاموں کے درمیان قصاص کس طرح ہوگا

2405۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ عَبْدًا لِأُنَاسٍ فُقَرَاءَ قَطَعَ يَدَ غُلَامٍ لِأُنَاسٍ أَغْنِيَاءَ فَأَتَى أَهْلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ لِأُنَاسٍ فُقَرَاءَ فَلَمْ يَجْعَلْ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا.

(ترجمہ) عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ فقیروں کے غلام نے مالداروں کے غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا، اس کے مالک نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوئے، لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ یہ غلام فقیروں کا ہے (یعنی جو دیت ادا نہیں کر سکتے) اس لئے آپ نے ان پر کچھ بھی (دیت) مقرر نہ کی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابو داود (۴۵۹۰) نسائی (۴۷۶۵) البیهقی (۱۰۵/۸) الطبرانی (۵۱۲) ۲۰۸/۱۸ باسناد صحیح۔

تشریح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جانی اگر غیر مستطیع ہو تو اس سے دیت معاف کر دی جائے گی اور بیت المال سے دیت ادا کرنی ہوگی۔ ابو داود وغیرہ میں غلام نہیں بلکہ عام لڑکے کا ذکر ہے جس کا کان کاٹ دیا تھا۔ المنتقی میں امام ابن تیمیہ کے دادا نے کہا کہ عاقلہ یعنی (دیت ادا کرنے والے) فقیر ہوں تو ان پر ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے اور اس صورت میں قاتل سے بھی مواخذہ نہیں ہوگا۔

[15]..... بَاب فِي دِيَةِ الْأَصَابِعِ

انگلیوں کی دیت کا بیان

2406۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ غَالِبٍ التَّمَّارِ عَنْ مَسْرُوقِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْأَصَابِعُ سَوَاءٌ)). قَالَ فَقُلْتُ عَشْرٌ عَشْرٌ قَالَ ((نَعَمْ)).

(ترجمہ) ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انگلیاں سب برابر ہیں۔ ابوموسیٰ نے کہا: (ہر انگلی پر) دس ہیں۔ فرمایا: ہاں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید قابل احتجاج ہے۔ دیکھئے ابو داود (٤٥٥٧) نسائی (٤٨٦٠) ابن ماجہ (٢٦٥٤) ابو یعلی (٧٣٣٤) ابن حبان (٦٠١٣) الموارد (١٥٢٧)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہاتھ اور پیر کی سب انگلیوں کی دیت دس دس اونٹ ہے، ہر انگلی پر دیت کا دسواں حصہ اگر کوئی کسی کی دسوں انگلیاں کاٹ دے تو پوری دیت لازم ہوگی۔ ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے بھی مروی ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں اور پاؤں کی انگلیاں سب برابر ہیں اور ہر انگلی میں دس اونٹ ہیں جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

2407۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((هٰذَا وَهٰذَا سَوَاءٌ وَقَالَ بِخِنْصَرِهِ وَإِبْهَامِهِ)).

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ اور یہ (سب) برابر ہیں اور چھنگلیا اور انگوٹھے کی طرف اشارہ کیا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٨٩٥) ابو داود (٤٥٥٨) ترمذی (١٣٩٢) نسائی (٤٨٦٣) ابن ماجہ (٢٦٥٢) ابن حبان (٦٠١٢) موارد الظمآن (١٥٢٨) ابن ابی شیبہ (٧٠٣٣) ابن الجارود (٧٨٢)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھوٹی انگلیاں چھنگلیا اور انگوٹھا دیت میں سب برابر ہیں حالانکہ انگوٹھے میں دو ہی جوڑ ہوتے ہیں اور بڑی انگلیوں کے مقابلہ میں چھنگلیا چھوٹی ہوتی ہے اور انگوٹھا چھنگلی کے مقابلے میں زیادہ سود مند ہوتا ہے لیکن دیت دس اونٹ ہی ہونگے۔

2408۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ: فِي كُلِّ إِصْبَعٍ مِنْ أَصَابِعِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ عَشْرَةٌ مِنَ الْإِبِلِ.

(ترجمہ) ابوبکر بن عمرو بن حزم نے اپنے باپ کے حوالے سے اپنے دادا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن

کوتحریر فرمایا کہ ہاتھ اور پیروں کی ہر انگلی کے عوض دس اونٹ (دیت) ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن معنی صحیح ہے۔ دیکھئے: ابن حبان (٦٥٥٩) موارد الظمان (٧٩٣) آگے بھی یہ حدیث آ رہی ہے۔

[16]..... بَاب فِي الْمُوضِحَةِ

موضحہ کا بیان

2409۔ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ مَطَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَوَاضِحِ خَمْسًا خَمْسًا مِنَ الْإِبِلِ.

(ترجمہ) عمرو بن شعیب نے اپنے باپ کے حوالے سے اپنے دادا سے روایت کیا: رسول اللہ ﷺ نے ایسے زخموں میں جو ہڈی تک پہنچ جائیں پانچ پانچ اونٹ کی دیت مقرر فرمائی۔

(تخریج) اس روایت کی سند مطر بن طہمان وراق کیوجہ سے حسن ہے۔ دیکھئے: ابو داود (٤٥٦٦) ترمذی (١٣٩٠) نسائی (٤٨٦٧) احمد (٢/ ٢١٥) ابن الجارود (٧٨١)۔

2410۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ وَفِي كُلِّ إِصْبَعٍ مِنْ أَصَابِعِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ وَفِي الْمُوضِحَةِ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ.

(ترجمہ) ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے باپ کے حوالے سے اپنے دادا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کو لکھا: اور ہاتھ و پیر کی ہر انگلی میں دس اونٹ دیت ہے اور موضحہ میں پانچ اونٹ ہیں۔

توضیح: ......موضحہ ایسے زخم کو کہتے ہیں جو گوشت پھاڑ کر ہڈی تک پہنچ جائے اور ہڈی کو واضح کر دے ایسے زخم پر جانی کو پانچ اونٹ جرمانہ کے مجنی علیہ کے لئے دینے ہونگے۔ یہ واضح کی جمع ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن شواہد صحیحہ کے پیش نظر معمول بہ ہے۔ دیکھئے: ابو داود (٤٥٦٣) ترمذی (١٣٨٩) نسائی (٤٨٥٨) ابن حبان (٦٥٥٩) اصحاب السنن نے انگلیوں کی دیت کو الگ اور موضحہ کی دیت الگ الگ روایت کی ہے۔ دیۃ الاصابع۔ اس کی تخریج گزر چکی ہے موضحہ کی دیت کے لئے مزید دیکھئے: ابو یعلی (٧٣٣٤) ابن حبان (٦٠١٣) موارد الظمآن (١٥٢٧)۔

تشریح: ......اس حدیث سے ایسے زخم کی دیت معلوم ہوئی جو ہڈی تک پہنچ جائے لیکن ہڈی متاثر نہ ہو اس کی دیت پانچ اونٹ ہے، اکثر علماء کا اسی پر عمل ہے۔

[17]..... بَاب فِي دِيَةِ الْأَسْنَانِ

دانتوں کی دیت

2411۔ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ مَطَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْأَسْنَانِ خَمْسًا خَمْسًا مِنَ الْإِبِلِ.

(ترجمہ) عمرو بن شعیب نے اپنے باپ پھر اپنے دادا سے روایت کیا: رسول اللہ ﷺ نے دانتوں میں پانچ پانچ اونٹ کی دیت کا فیصلہ کیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے مطر الوراق کی وجہ سے۔ تخریج کے لئے دیکھئے: ابو داود (٤٥٦٣) نسائی (٤٨٥٦) ابن ماجه (٢٦٥١) ابن ابی شیبه (٧٠١٤)۔

توضیح: ..... یعنی ہر دانت کے بدلے پانچ اونٹ، آگے کے دانت ہوں یا پیچھے کی داڑھیں سب میں پانچ پانچ اونٹ دیت ہے۔

2412۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ.

(ترجمہ) ابوبکر بن محمد عمرو بن حزم نے اپنے باپ کے حوالے سے اپنے دادا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کے لئے تحریر فرمایا: اور دانت میں پانچ اونٹ ہیں۔

(**تخریج**) ابن حزم کی یہ لمبی حدیث ہے اور اس کے جملے امام دارمی نے الگ الگ ذکر کئے ہیں۔ تخریج پیچھے کئی بار گزر چکی ہے، سنداً یہ ضعیف ہے لیکن کئی طرق سے مروی ہے جن سے تقویت ہو جاتی ہے۔

[18]..... بَاب فِيمَنْ عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَانْتَزَعَ الْمَعْضُوضُ يَدَهُ

کوئی آدمی کسی کا ہاتھ کاٹے دوسرا آدمی ہاتھ کھینچے اور کاٹنے والے کے دانت ٹوٹ جائیں

2413۔ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ قَتَادَةُ أَخْبَرَنِي قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ أَوْفَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ قَالَ فَنَزَعَ يَدَهُ فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتَاهُ فَاخْتَصَمُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَعَضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ لَا دِيَةَ لَكَ)).

(ترجمہ) عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے ہاتھ میں دانت سے کاٹا تو اس نے اپنا ہاتھ کاٹنے والے کے منہ سے کھینچ لیا جس سے اس کے آگے کے دو دانت ٹوٹ گئے پھر وہ اپنا جھگڑا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آئے تو آپ نے فرمایا: تم اپنے ہی بھائی کو اس طرح دانت سے کاٹتے ہو جیسے اونٹ کاٹتا ہے جاؤ تمہیں دیت

نہیں ملے گی۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٨٩٢) مسلم (١٦٧٣) ترمذی (١٤١٦) نسائی (٤٧٧٣) ابن ماجہ (٢٦٥٧) ابن حبان (٥٩٩٨، ٥٩٩٩) مشکل الآثار للطحاوی (٢ / ١١٩)

تشریح: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی دوسرے شخص کی طرف سے نقصان اور ضرر کو دور کرنے کے لئے، اپنے دفاع میں اگر کوئی جرم ہو جائے تو وہ جرم قابل مواخذہ نہیں، جمہور کا یہی مذہب ہے، البتہ اس کے لئے دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ اس تکلیف سے جسم میں درد ہوتا ہو۔ دوسری یہ کہ اس کے بغیر جان چھڑانے یا خلاص پانے کی کوئی دوسری صورت نظر نہ آئے اگر ان دونوں شرطوں میں سے کوئی بھی شرط نہ پائی جائے تو پھر اس میں دیت ہوگی۔ یہاں اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے دانت کی دیت کو باطل ٹھہرایا کیونکہ اس کاٹنے والے کا دانت اسی کے قصور سے ٹوٹا تھا نہ وہ کاٹتا نہ دوسرا اپنا ہاتھ کھینچتا اور جب اس نے کاٹا تو وہ بے چارہ کیا کرتا آخر چھوڑنا ضروری تھا۔

[19]..... بَاب الْعَجْمَاءِ جُرْحُهَا جُبَارٌ
چوپائے نقصان کر دیں تو اس کا کوئی تاوان نہیں

2414۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ)) .

(ترجمہ) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چوپائے اگر کسی کو زخمی کر دیں تو ان کا خون بہا نہیں، کنویں میں گرنے کا کوئی خون بہا نہیں، کان میں دبنے کا کوئی خون بہا نہیں، اور دفینے میں پانچواں حصہ ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن ہے لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٩١٢) مسلم (١٤٤٠) ابو داود (٣٠٨٥) ترمذی (١٣٧٧) نسائی (٢٩٤١) ابن ماجہ (٢٥٠٩) مختصرا الرکاز فقط، الحمیدی (١١١٠)

2415۔ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((جُرْحُ الْعَجْمَاءِ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ)) .

(ترجمہ) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے اس سند سے بھی ویسے ہی مروی ہے جیسے اوپر بیان کیا گیا۔ ترجمہ وتخریج اوپر گزر چکی ہے۔

2416۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالسَّائِمَةُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ)) .

(ترجمہ) ترجمہ وتخریج اوپر گذر چکی ہے۔

تشریح: ...... عجماء اور سائمۃ سے مراد جانور چوپائے اور جبار ضمان وتاوان کو کہتے ہیں اور معدن اس جگہ یا کان

کو کہتے ہیں جہاں سونا چاندی اور جواہرات پائے جائیں اور رکاز وہ خزانہ اور دفینہ ہے جو پرانے زمانے میں کسی نے دفن کیا ہو اور اس کے مالک موجود نہ ہوں ایسے دفینے کو جو شخص پائے گا اس میں سے پانچواں حصہ بیت المال کو ادا کرے گا باقی سب پانے والے کا ہوگا، اسی طرح کسی آدمی کے کنویں میں گر کر کوئی شخص ہلاک ہو جائے تو صاحب کنواں پر تاوان و دیت نہیں اور کان کنوں میں سے کوئی کان گرنے سے مرجائے تو اس میں بھی کوئی تاوان نہیں، دفینے میں پانچواں حصہ بیت المال کا ہے۔

[20]..... بَاب فِي دِيَةِ الْجَنِينِ
پیٹ کے بچے کی دیت کا بیان

2417۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نُضَيْلَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا تَحْتَ رَجُلٍ فَتَغَايَرَتَا فَضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِعَمُودٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا فَاخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَضَى فِيهِ غُرَّةً وَجَعَلَهَا عَلَى عَاقِلَةِ الْمَرْأَةِ .

(ترجمہ) مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ دو عورتیں ایک آدمی کے نکاح میں تھیں، ایک دوسری سے غیرت کے سبب اختلاف میں مبتلا ہوئیں تو ایک نے دوسری پر لوہے کا ڈنڈا دے مارا جس سے دوسری عورت فوت ہوگئی اور اس کے پیٹ کا بچہ بھی مرگیا رسول اللہ ﷺ کے پاس لوگ یہ جھگڑا لے کر آئے تو آپ ﷺ نے بچے کے بدلے ایک لونڈی یا غلام کی دیت کا فیصلہ کیا اور مارنے والی عورت کے عاقلہ پر اس عورت کی دیت کو ڈالا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۶۹۱۰) مسلم (۱۶۸۲) ابوداود (۴۵۶۸) ترمذی (۱۴۱۱) نسائی (۴۸۳۶) ابن ماجه (۲۶۳۳) وابن حبان (۶۰۱۶)۔

تشریح: ......اس قضیے میں دو دیت ہیں۔ ایک تو عورت کی دیت، دوسرے پیٹ کے بچے کی دیت تو عورت کی دیت رسول اللہ ﷺ نے مارنے والی قاتل عورت کے عاقلہ پر ڈالی، اسکے شوہر پر نہیں، اور عاقلہ سے مراد باپ یعنی دھدیال والے اور اہل قبیلہ والے رشتے دار ہیں پھر اس دیت کا وارث مقتولہ عورت کے بیٹوں اور شوہر کو قرار دیا قاتلہ عورت کے اہل خانہ نے اس پر اعتراض کیا جس کا تذکرہ آگے آرہا ہے اور اسقاط حمل یعنی بچے کے رحم مادر میں مرجانے پر رسول اللہ ﷺ نے ایک لونڈی یا غلام کو بھی آزاد کرنے کا اس عورت کے عاقلہ کو حکم دیا، ڈنڈا کیونکہ آلہ قتل نہیں اس لئے رسول اللہ ﷺ نے شبہ العمد یا قتل خطا قرار دیتے ہوئے اس میں دیت کو لازم قرار دیا اور خلاف قاعدہ قاتل کے بجائے عاقلہ پر دیت لازم کی اس لئے کہ قتل کرنے والی سے عمداً و قصداً یہ جرم سرزد نہیں ہوا تو اسکے ساتھ سب کی ہمدردی اور غمخواری ہو (اللہ اعلم)

2418۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرٍو هُوَ ابْنُ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ نَشَدَ النَّاسَ قَضَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْجَنِينِ فَقَامَ حَمَلُ بْنُ مَالِكِ بْنِ النَّابِغَةِ فَقَالَ كُنْتُ بَيْنَ امْرَأَتَيْنِ فَضَرَبَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِمِسْطَحٍ فَقَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي جَنِينِهَا بِغُرَّةٍ وَأَنْ تُقْتَلَ بِهَا .

(ترجمہ)ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے روایت کیا کہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے جنین (پیٹ کا بچہ) کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ تلاش کیا تو حمل بن مالک بن نابغہ کھڑے ہوئے اور کہا: میں دوعورتوں کے بیچ میں تھا ان میں سے ایک نے دوسری کولکڑی اٹھا کر ماری (وہ مرگئی اور اس کا بچہ بھی مرگیا کما فی الروایۃ الاولی) تو اس قضیہ میں رسول اللہ ﷺ نے جنین کی دیت غلام یا لونڈی آزاد کرنے کا فیصلہ کیا اور مارنے والی عورت کے قتل کا حکم دیا، یعنی اس کو قتل عمد قرار دے کر قصاص میں اور عورت کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٤٥٧٢) نسائی (٤٧٥٣، ٤٨٣١) ابن ماجه (٢٦٤١) ابن حبان (٦٠٢١) مواردالظمآن (١٥٢٥)۔

[21]..... بَاب دِيَةِ الْخَطَإِ عَلَى مَنْ هِيَ
قتل خطا کی دیت کون ادا کرے گا

2419۔ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ قْتَتَلَتَا افَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوا فِي الدِّيَةِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَضَى أَنَّ دِيَةَ جَنِينِهَا غُرَّةٌ عَبْدٍ أَوْ وَلِيدَةٍ وَقَضَى بِدِيَتِهَا عَلَى عَاقِلَتِهَا وَوَرِثَتْهَا وَرَثَتُهَا وَلَدُهَا وَمَنْ مَعَهَا فَقَالَ حَمَلُ بْنُ النَّابِغَةِ الْهُذَلِيُّ كَيْفَ أَغْرَمُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((إِنَّمَا هُوَ مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ)) . مِنْ أَجْلِ سَجْعِهِ الَّذِي سَجَعَ .

(ترجمہ)ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ قبیلہ ہذیل کی دوعورتیں لڑپڑیں اور ایک نے دوسری کو پتھر دے مارا جس سے وہ مرگئی اور جو اس کے پیٹ میں تھا وہ بھی ہلاک ہوگیا۔مقتولہ کے وارث رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ جھگڑا لے کر آئے تو آپ نے جنین (پیٹ کا بچہ) کے بدلے ایک غلام یا لونڈی کا فیصلہ کیا اور مقتولہ کی دیت کو قاتلہ کے رشتہ داروں کے ذمہ لگایا، اور اس دیت کا وارث مقتولہ کے اولاد اور شوہر وغیرہ کو قرار دیا اس وقت حمل بن نابغہ۔ ہذلی نے کہا: یا رسول اللہ ہم ایسے بچے کا بدلہ کیسے دیں جس نے نہ پیا، نہ کھایا، نہ بولا، نہ چیخا، اس طرح کا حکم تو قابل اعتبار نہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تو کاہنوں کے بھائیوں میں سے معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نے کاہنوں جیسی قافیہ بندی کی۔

(**تخريج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے اور متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٧٥٨) مسلم (١٦٨١) ابو داود (٤٥٧٦) نسائی (٤٨٣٣) ابو یعلی (٥٩١٧) ابن حبان (٦٠١٧) ۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قتل خطا کی دیت قاتل کے رشتہ داروں کے ذمہ ہوگی وہ سب مل کر ادا کریں گے، دوسری بات اس حدیث میں کاہنوں سے بیزاری اور ان سے دور رہنے کی ہے، کاہن وہ لوگ ہوتے ہیں جو غیب دانی کا دعوی کرتے ہیں اور مستقبل میں کیا ہونے والا ہے وہ بتاتے ہیں ایسے لوگ جھوٹے مکار اور فریبی ہوتے ہیں جو ان کے پاس جائے اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوگی اور جو ان کی بات کی تصدیق کرے وہ شریعت محمدی کا منکر ہے، عرب کے کاہن مقفع و مسجع عبارتیں اپنے مریدوں کے سامنے ذکر کر کے انہیں لبھاتے تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کی فقرہ بندی کو ناپسند فرمایا کیونکہ یہ شاعرانہ تخیل تھا حقیقت سے اس امر کا کوئی واسطہ نہیں، شریعت کا حکم قتل خطا میں دیت اور جنین کے بدلے غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے، اس حدیث سے مقدمہ حاکم کے پاس لے جانا، اور جنین اگر چہ مردہ ساقط ہوا ہو مگر اسکی دیت کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

[22]..... بَاب الدِّيَةِ فِي شِبْهِ الْعَمْدِ

قتل شبہ العمد کی دیت کا بیان

2421۔ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ دِيَةُ قَتِيْلِ الْخَطَإِ شِبْهِ الْعَمْدِ مَا كَانَ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا مِنْهَا أَرْبَعُوْنَ فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مقتول خطا یا شبہ العمد کی دیت جو کہ کوڑے اور لاٹھی سے (مارا گیا) ہو (سو اونٹ ہے) جن میں چالیس اونٹیاں ایسی ہوں جن کے پیٹ میں بچے ہوں (یعنی حامل ہوں)

(**تخريج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے ابو داود (٤٥٤٧) نسائی (٤٨١٧-٤٨١٨) ابن حبان (٦٠١١) موارد الظمآن (١٥٢٦) ابو یعلی (٥٩٢٣)۔

تشریح: ......قتل کئی طرح کا ہوتا ہے جس کی تفصیل حدیث رقم (۲۴۰۴) کے ذیل میں گذر چکی ہے۔ شبہ عمد وہ ہے کہ ایسی چیز سے مارے جس سے مرنے کا احتمال نہ ہو جیسے کوڑا ہلکی سی چھڑی یا لاٹھی اس میں اور قتل خطا میں دیت واجب ہوگی جو سو اونٹ ہیں اس کی تفصیل ابو داود و ترمذی کی حدیث میں ہے جو عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے کہ تیس تین سالہ اور تیس چار سالہ اور چالیس حاملہ اونٹنی قتل خطا اور شبہ العمد کی دیت ہے علی (رضی اللہ عنہ) سے بھی ابو داود (۴۵۵۰) میں ایسے ہی مروی ہے۔

[23]..... بَاب مَنْ اطَّلَعَ فِي دَارِ قَوْمٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ

کوئی آدمی کسی کے گھر میں بلا اجازت جھانکے اسکا بیان

2421۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِي حُجْرَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِدْرًى يُخَلِّلُ بِهَا رَأْسَهُ فَرَآهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُنِي لَطَعَنْتُ بِهَا فِي عَيْنِكَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ أَجْلِ النَّظَرِ)).

(ترجمہ) سہل بن سعد الساعدی (رضی اللہ عنہ) نے خبر دی کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے دروازے کے ایک سوراخ سے اندر جھانکنے لگا، رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں اس وقت لوہے کا کنگھا تھا جس سے آپ ﷺ سر جھاڑ رہے تھے، اس شخص کو آپ نے جھانکتے دیکھا تو فرمایا: اگر مجھے علم ہوتا کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو تو میں اس کنگھے کو تیرے آنکھ میں چبھو دیتا، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اذن لینے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ نظر نہ پڑے۔

(**تخریج**) یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٩٢٤-٦٩٠١) مسلم (٢١٥٦) ترمذی (٢٧٠٩) نسائی (٤٨٧٤) ابو یعلی (٧٥١٠) ابن حبان (٥٨٠٩) مسند الحمیدی (٩٥٣)۔

2422۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حُجْرَةٍ وَمَعَهُ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ اطَّلَعَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَقُمْتُ حَتَّى أَطْعَنَ بِهِ عَيْنَكَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ أَجْلِ النَّظَرِ)).

(ترجمہ) سہل بن سعد (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جس وقت رسول اللہ ﷺ حجرے میں لوہے کے کنگھے سے بال جھاڑ رہے تھے کہ ایک صحابی اندر جھانکنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے علم ہوتا کہ تم جھانک رہے ہو تو میں کھڑا ہو کر اس کنگھے کو تمہاری آنکھ میں چبھو دیتا، اجازت لینے کا نظر ہی کی وجہ سے حکم دیا گیا ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کا حوالہ اوپر گذر چکا ہے

تشریح: ...... جب بغیر اجازت دیکھ لیا تو پھر اذن و اجازت کی کیا ضرورت رہی، اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں جھانکے اور گھر والا پھینک کر اس کی آنکھ پھوڑ دے تو اس گھر والے کو کچھ تاوان نہیں دینا ہوگا، بلا اجازت تاک جھانک کی، یہ بہت بھیانک سزا ہے، لہذا کسی کے گھر میں بلا اجازت نظر ڈالنا یا داخل ہونا منع ہے اس لئے کسی بھی غیر کے گھر میں اجازت لے کر سلام کر کے داخل ہونا چاہئے یہ اسلامی آداب میں سے ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا....﴾ (نور: ٢٧/١٨)۔ ترجمہ: "اے مومنو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں رہنے

والوں کو سلام کرو‘‘۔

[24]..... بَاب لَا يُقْتَلُ قُرَشِيٌّ صَبْرًا
قبیلہ قریش کا کوئی آدمی باندھ کر نہ مارا جائے

2423۔ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُطِيعٍ عَنْ مُطِيعٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: ((لَا يُقْتَلُ قُرَشِيٌّ صَبْرًا بَعْدَ هَذَا الْيَوْمِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

(ترجمہ) مطیع (رضی اللہ عنہ) نے کہا: فتح مکہ کے دن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: آج کے بعد کوئی قریشی قیامت تک باندھ کر نہ مارا جائے گا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۷۸۲) صحیح ابن حبان (۳۷۱۹) الحمیدی (۵۷۸)۔

توضیح: ...... مطیع رضی اللہ عنہ صحابی تھے اور فتح مکہ کے دن اسلام لائے ان کا نام عاصی یعنی نافرمان تھا، رسول اللہ ﷺ نے بدل کر مطیع نام رکھدیا جس کے معنی فرمانبردار کے ہیں، حدیث کی تشریح آگے آ رہی ہے۔

2424۔ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُطِيعٍ سَمِعْتُ مُطِيعًا يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ قَالَ أَبُو مُحَمَّد فَسَّرُوا ذَلِكَ أَنْ لَا يُقْتَلَ قُرَشِيٌّ عَلَى الْكُفْرِ يَعْنِي لَا يَكُونُ هَذَا أَنْ يَكْفُرَ قُرَشِيٌّ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ فَأَمَّا فِي الْقَوَدِ فَيُقْتَلُ.

(ترجمہ) مطیع رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی مروی ہے ترجمہ وہی ہے جو اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔

امام دارمی نے فرمایا: مذکورہ بالا حدیث کی تفسیر میں علماء نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سب قریشی مسلمان ہو جائیں گے اور کوئی بھی کفر پر نہیں مرے گا یعنی آج کے بعد سے کوئی قریشی کافر نہ رہے گا اور جرم کرے تو قتل کیا جائے گا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند تخریج اوپر ذکر کی جا چکی ہے۔

تشریح: ...... امام نووی نے کہا: اس حدیث ((لا یقتل قرشی صبرا بعد ھذا الیوم)) کا مطلب یہ ہے کہ قریش مسلمان ہو جائیں گے اور ان میں سے کوئی اسلام سے نہ پھرے گا ((کما قال الدارمی رحمہ اللہ)) اور کفر کی وجہ سے باندھ کر نہ مارا جائے گا، ایک روایت میں ہے کہ ابن خطل ایک کافر تھا، رسول اکرم ﷺ کو اس نے بہت رنج دیا مسلمان ہو کر مرتد ہوا، فتح مکہ کے دن آپ کو خبر لگی کہ وہ کعبہ کے پردوں میں چھپا بیٹھا ہے، آپ نے فرمایا: اسے پکڑ لاؤ لوگ اسے مشکیں باندھ کر لائے اور وہ قتل کر دیا گیا، تب آپ نے فرمایا: کہ آج کے بعد قیامت تک کوئی قریشی باندھ کر نہ مارا جائے گا۔

[25]..... بَاب لَا يُؤْخَذُ أَحَدٌ بِجِنَايَةِ غَيْرِهِ
مجرم کے بدلے کسی اور سے مواخذہ نہ ہوگا

2425۔ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ يَعْنِي ابْنَ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عُمَيْرٍ حَدَّثَنِي إِيَادُ بْنُ لَقِيطٍ عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ وَمَعِي ابْنٌ لِي وَلَمْ نَكُنْ رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ عَرَفْتُهُ بِالصِّفَةِ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ: ((مَنْ هَذَا الَّذِي مَعَكَ؟)) قُلْتُ ابْنِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ: ((ابْنُكَ))فَقُلْتُ أَشْهَدُ بِهِ قَالَ: ((فَإِنَّ ابْنَكَ هَذَا لَا يَجْنِي عَلَيْكَ وَلَا تَجْنِي عَلَيْهِ)).

(ترجمہ) ابو رمثہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں اپنے بیٹے کے ساتھ مدینہ آیا، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نہیں تھا، میں آپ کے پاس گیا آپ دوہرے کپڑوں میں باہر تشریف لائے جب میں نے آپ کو دیکھا تو آپ کی نشانی سے آپ کو پہچان لیا، میں آپ سے قریب ہوا تو آپ نے فرمایا: یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ میں نے کہا: ربّ کعبہ کی قسم یہ میرا لڑکا ہے، فرمایا: کیا تمہارا ہی بیٹا ہے؟ عرض کیا جی ہاں میں اسکی شہادت دیتا ہوں (یا آپ گواہ رہئے یہ میرا بیٹا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک تمہارا بیٹا تمہارے گناہ و جرم کا ذمہ دار نہ ہوگا اور نہ تم اس کے گناہ و جرم کے ذمہ دار ہو گے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابو داود (٤٤٩٥) نسائی (٤٨٤٧) ابن حبان (٥٩٩٥) موارد لاظمآن (١٥٢٢)۔

تشریح:...... اشهد به میں احتمال ہے کہ صیغہ طلب ہو اور اس کا معنی ہوں کہ آپ گواہ رہیں کہ میرا بیٹا میری صلب سے ہے اور اس کا بھی احتمال ہے کہ صیغہ متکلم کا ہو اور وہ ثابت کر رہے ہوں کہ یقیناً یہ میرا بیٹا ہے اس سے دراصل مقصود یہ تھا کہ جرائم کی ضمانت جاہلیت میں اس طور پر لازم ہوتی تھی کہ والد کی جگہ بیٹا اور بیٹے کی جگہ باپ پر عائد کر دی جاتی تھی، اس اصول کی طرف ابو رمثہ کا اشارہ تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خیال و نظر کی تردید کر دی اور فرمایا کہ وہ تیرے جرائم، گناہ کا ذمہ دار نہیں اور تو اسکے جرائم پر جواب دہ نہیں یعنی اگر جرم کا ارتکاب وصدور اسکی جانب سے ہوگا تو اس کی پاداش میں تجھے مواخذے میں گرفتار نہیں کیا جائے گا اور اسکی ضمان تیرے سر نہ ہوگی اسی طرح اسکے برعکس اگر وہ مرتکب جرم ہوگا تو اس ارتکاب کا جرم اس پر پڑے گا اس کے جرم کی باز پرس تم سے نہ ہوگی، جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے: ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ (الاسراء: ١٥/١٥) یعنی کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اپنا بوجھ آپ ہی اٹھانا ہوگا جو کرے گا سو بھریگا (مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری)۔

2426۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ إِيَادٍ حَدَّثَنَا إِيَادٌ عَنْ أَبِي رِمْثَةَ قَالَ انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِأَبِي: ((ابْنُكَ هَذَا؟)) فَقَالَ إِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ: ((حَقًّا؟)) قَالَ: ((حَقًّا أَشْهَدُ بِهِ))

قَالَ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ضَاحِكًا مِنْ ثَبَتِ شَبَهِي فِي أَبِي وَمِنْ حَلِفِ أَبِي عَلَيَّ فَقَالَ:((إِنَّ ابْنَكَ هٰذَا لَا يَجْنِي عَلَيْكَ وَلَا تَجْنِي عَلَيْهِ)) . قَالَ: وَقَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ﴿ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى ﴾

[سورة النعام: ١٦٤].

(ترجمہ) ابو رمثہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے میرے والد سے فرمایا: کیا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ عرض کیا: جی کعبہ کے رب کی قسم، فرمایا: سچ کہتے ہو، عرض کیا: جی ہاں سچ میں میں اس کی شہادت دیتا ہوں (کہ یہ میرا بیٹا ہے) ابو رمثہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ میری والد صاحب سے مشابہت اور میرے والد کی قسمیہ شہادت پر مسکرا کر ہنس پڑے اور فرمایا: بیشک تمہارا یہ بیٹا نہ تمہارے جرم کا ذمہ دار ہوگا اور نہ تم اس کے جرم کے ذمہ دار ہوگے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ترجمہ: (کوئی کسی کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا) (سورۃ الانعام :۱۶۴/۸ و اسراء: ۱۵/۱۵)۔

(تخریج) تخریج اس حدیث کی اوپر گذر چکی ہے۔

تشریح: ......ابو رمثہ کا نام حبیب بن حیان ہے، دوسرے نام بھی ذکر کئے گئے ہیں، نبی کریم ﷺ سے ان کی ملاقات حجۃ الوداع میں ہوئی، اس روایت میں ہے کہ ابو رمثہ اپنے والد کے ساتھ آئے اور انہوں نے اپنے الفاظ میں روایت کیا، پہلی روایت میں ہے کہ ابو رمثہ اپنے بیٹے کے ساتھ آئے اور قصہ بیان کیا، بہر حال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قصاص وعتاب میں مجرم کے بدلے میں کسی اور کو نہیں پکڑا جائے گا حتی کہ باپ کے بدلے میں بیٹا اور بیٹے کے بدلے میں باپ سے بھی مواخذہ نہ ہوگا اگر کہا جائے کہ شارع نے پھر قتل خطا اور قسامت کی صورت میں دیت کا بار عصبہ پر کیوں ڈالا ہے تو اس کا جواب ہے کہ یہ بوجھ نہیں بلکہ تعاون وامداد ہے جو بھائی چارے اور برادری کی بنیاد پر بتقاضائے طبیعت بوقت ضرورت کی جاتی ہے اور برادری کے افراد بخوشی ادا کرتے ہیں کیونکہ ہر ایک اپنے قریبی عزیز کی غمگساری میں برضا ورغبت شریک ہونا فخر سمجھتا ہے اور انسانی تمدن ومعاشرت اسی کا تقاضا کرتا ہے کہ آج اگر کسی پر افتاد پڑ گئی ہے تو اسکا سہارا بنے کل وہ بھی اس کا شکار ہوسکتا ہے۔ (مبارکپوری رحمہ اللہ)

16- كتاب الجهاد

کتاب جہاد کے بارے میں

[1]..... بَاب الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ
اللہ کے راستے میں جہاد سب سے بہتر عمل ہے

2427۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ قَعَدْنَا نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَتَذَاكَرْنَا فَقُلْنَا لَوْ نَعْلَمُ أَيَّ الْأَعْمَالِ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى لَعَمِلْنَاهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ o يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا﴾ حَتّٰى خَتَمَهَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى خَتَمَهَا قَالَ أَبُو سَلَمَةَ فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ يَحْيَى فَقَرَأَهَا عَلَيْنَا أَبُو سَلَمَةَ وَقَرَأَهَا عَلَيْنَا يَحْيَى وَقَرَأَهَا عَلَيْنَا الْأَوْزَاعِيُّ وَقَرَأَهَا عَلَيْنَا مُحَمَّدٌ.

(ترجمہ) عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے چند اصحاب بیٹھے تذکرہ کر رہے تھے کہ اگر ہم کو یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالی کو کون سا عمل بہت پیارا ہے تو ہم اس پر عمل کرتے، پس اللہ تعالی نے یہ آیات اتار دیں ﴿سبح للہ .....﴾ (الصف ۲۸/۱-۳) یعنی: جو کوئی آسمان وزمین میں ہے سب اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے، اے ایمان والو جو تم کرتے نہیں وہ کہتے کیوں ہو، عبداللہ بن سلام نے کہا: ہم پر یہ سورت شروع سے آخر تک پڑھی۔

ابوسلمہ نے کہا: ابن سلام نے اس کو ہمارے اوپر پڑھا یہاں تک کہ اسکو ختم کیا۔

یحییٰ نے کہا: اس سورت کو ابوسلمہ نے ہمارے پاس پڑھا اور یحییٰ نے ہمارے سامنے پڑھی اور اوزاعی نے بھی ہمارے پاس یہ سورت پڑھی اور محمد (ابن کثیر) نے یہ سورت ہم پر پڑھی۔

(**تخریج**) محمد بن کثیر ابن ابی العطاء کی وجہ سے یہ سند ضعیف ہے لیکن دیگر اسانید سے صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۳۳۰۶) ابو یعلی (۷۴۹۷) ابن حبان (٤٥٩٤) موارد الظمآن (۱۵۸۹) الدر المنثور (۲۱۲/٦)۔

تشریح: ......اس حدیث سے بہت سے فوائد معلوم ہوئے، محل الشاہد ہے یہ کہ اللہ تعالی ان لوگوں کو بہت محبوب رکھتا ہے جو ایک پختہ دیوار بن کر اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں یعنی جہاد فی سبیل اللہ کا عمل اللہ تعالی کے یہاں بہت پسند ہے۔ مذکور بالا حدیث سے اچھے سے اچھے عمل کی تلاش اور جستجو کرنے کی رغبت ہے اور سورۃ الصف سے یہ معلوم ہوا کہ کائنات کی ساری مخلوقات جو زمین میں ہیں باری تعالی کی حمد و تسبیح کرتی ہیں ایک اور آیت میں ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صَافَّاتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ﴾ (نور: ۴۱/۱۸)۔

اس حدیث کے آخر میں حدیث کی ایک قسم مسلسل ہے کہ محمد بن کثیر سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک تمام رواۃ نے سورہ صف کی تلاوت شروع سے آخر تک کی۔

[2]..... بَاب فَضْلِ الْجِهَادِ

جہاد کی فضیلت کا بیان

2428- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَتَصْدِيقُ كَلِمَاتِهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرُدَّهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ.

(ترجمہ) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کے کلام کو سچ جان کر صرف جہاد کی نیت سے اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے نکلے تو اللہ تعالی اس کا ضامن ہے، یا تو اللہ تعالی اس کو شہید کر کے جنت میں داخل کرے گا یا پھر ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ اس مجاہد کو اس کے گھر لوٹا لائے گا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۳۱۲۳) مسلم (۱۸۷٦) ابن حبان

(٤٦١٠) الحمیدی(١١١٨،١١١٩)۔

تشریح: ...... جہاد لغت میں محنت و مشقت اور کوشش کو کہتے ہیں اور شرعاً اسلام کی حفاظت و حمایت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے قتال اور باغیوں سے لڑنے میں اپنی پوری جدو جہد جہاد کہلاتا ہے، اس کے شروط و ضوابط ہیں جن کے بغیر جہاد صحیح نہیں سب سے اہم شرط یہ ہے وہ جہاد اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو ایسا جہاد اللہ تعالیٰ کو پسند اور ایسے مجاہد کے لئے دنیا میں انعام و اکرام، آخرت میں بے حد اجر و ثواب کی بشارت ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجاہد فی سبیل اللہ صرف وہی ہے جس کا خروج اللہ کی رضا کے لئے ہو، مجاہد فی سبیل اللہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو انعام مقرر کئے اگر اسے شہادت نصیب ہو تو وہ سیدھا جنت میں جائے گا، حوروں کی گود میں پہنچے گا اور حساب و کتاب سے مستثنیٰ ہوگا اور اگر سلامتی کے ساتھ گھر واپس آ گیا تو وہ پورے پورے ثواب کے ساتھ اور مال غنیمت کے ساتھ واپس ہوگا۔

[3]..... بَاب أَیُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ
کون سا جہاد سب سے افضل ہے؟

2429۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِی سُفْیَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قِیلَ یَا رَسُولَ اللهِ أَیُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ قَالَ: مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ وَأُهْرِیقَ دَمُهُ.

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ سب سے افضل جہاد کون ہے؟ فرمایا وہ جہاد سب سے افضل ہے جس میں مجاہد کا گھوڑا مارا جائے اور اس کا خون بہا دیا جائے، (یعنی جس جہاد میں مجاہد اپنا جان و مال سب کچھ اللہ کے راستے میں قربان کر دے اور شہید ہو جائے)۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح مسلم کی شرط پر ہے۔ دیکھئے: ابن ماجه (٢٧٩٤)۔ ابو یعلی (٢٠٨١) ابن حبان (٢٦٣٩) مواردالظمآن (١٦٠٨) الحمیدی (١٣١٣)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو انسان اپنا مال لے کر راہ خدا میں نکلے پھر اس کا مال لوٹ لیا جائے سواری ہلاک کر دی جائے اور وہ خود جام شہادت نوش کر لے اس سے بہتر کوئی جہاد نہیں۔

[4]..... بَاب أَیُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ
سب سے اچھا عمل کون سا ہے؟

2430۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِی إِبْرَاهِیمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَیُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ: ((إِیمَانٌ بِاللهِ وَرَسُولِهِ))قَالَ قِیلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ:((ثُمَّ الْجِهَادُ فِی سَبِیلِ اللهِ)) قِیلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ:((ثُمَّ حَجٌّ مَبْرُورٌ)).

(ترجمہ) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا سب سے اچھا عمل کون سا ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ پر

اور اس کے رسول پر ایمان لانا، عرض کیا گیا: اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا، عرض کیا گیا: پھر کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: حج مبرور۔

توضیح: ......حج مبرور سے مراد وہ حج ہے جس میں ریا کاری اور گناہ کا مطلق دخل نہ ہو وہ خالص رضائے الٰہی کے لئے ہو، اس کے بعد حاجی کی پہلی حالت بدل کر اب سراپا نیکیوں کا مجسمہ بن جائے، بلاشبہ اسی کا حج مبرور ہے اور ایسے ہی حج کے لئے کہا گیا، ((اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةَ .)) (او کما قال علیہ السلام) یعنی حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا اور کچھ نہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن حدیث صحیح ہے اور متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٦، ١٥١٩) مسلم (٨٣) ابن حبان (١٥١، ٤٥٩٨)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ کے ثواب میں تفاوت ہے کوئی عمل اچھا اور کوئی بہت اچھا ہوتا ہے، یہاں سب سے اچھا عمل اللہ اور رسول پر ایمان لانا ہے، ایمان سے مراد اللہ تعالیٰ کے وجود کا اقرار، اس کی وحدانیت و ربانیت کا اعتراف، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی و رسول اور برگزیدہ بندے ہونے کا اعتراف اور اللہ و رسول کی اطاعت و فرمابرداری اور نافرمانی سے گریز، یہ صحیح ایمان اور ایمان کے تقاضے ہیں اور سب سے اچھا عمل یہ ہے۔ اس کے بعد راہ خدا میں جہاد کرنا سب اعمال سے افضل ہے اور پھر حج مبرور سب سے اچھا عمل ہے، یہاں جہاد کو حج پر مقدم کیا گیا حالانکہ حج اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک رکن ہے اور جہاد ان ارکان میں داخل نہیں ہے اس لئے کہ جہاد کا نفع اپنی ذات سے ہٹ کر بے شمار لوگوں تک پھیلا ہوا ہوتا ہے لیکن حج صرف حاجی کی ذات تک محدود ہوتا ہے۔ سب سے اچھے عمل کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف ادوار میں سوالات کئے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف جوابات دیئے ہیں، وہ پوچھنے والے کے احوال کے پیش نظر دیئے گئے ہیں۔

[5]..... بَابٌ مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ
جو شخص تھوڑی دیر کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کرے اس کا بیان

2431۔ أَخْبَرَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ مَالِكِ بْنِ يَخَامِرَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) وَهُوَ قَدْرُ مَا يَدِرُّ حَلَبَهَا لِمَنْ حَلَبَهَا .

(ترجمہ) معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی راہ میں اونٹنی کے دو بار دودھ اتارنے تک جہاد کرے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ اور یہ اتنی سی مدت ہے کہ دودھ نکالنے والا دودھ نکالے اور اونٹنی اپنا دودھ چھوڑ دے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے۔ دیکھئے:ابو داود (٢٥٤١) ترمذی (١٦٥٧) نسائی (٣١٤١) ابن حبان (٤٦١٨) مواردالظمآن (١٩٦ ٥)۔

توضیح: ......دوبارہ دودھ اتارنے کا مطلب یہ ہے کہ جانور کا جب دودھ دوہتے ہیں تو وہ اپنا دودھ اوپر چڑھا لیتا ہے پھر اس کو ذرا سی دیر کے لئے چھوڑ دیتے ہیں تو وہ پھر اپنے تھن کو دودھ سے بھر دیتا ہے پھر دوبارہ دودھ دوہنا شروع کرتے ہیں فواق ناقہ کے یہی معنی ہیں اور اس سے مراد ذرا سی دیر سے یعنی جو شخص بھی اتنی قلیل مدت کے لئے جہاد کرے گا نیت خالص کے ساتھ اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی اس سے جہاد کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

[6]..... بَاب أَفْضَلُ النَّاسِ رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

سب سے افضل وہ آدمی ہے جو اللہ کے راستے میں گھوڑے کی لگام تھامے رہے

2432۔ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي ذُؤَيْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ جُلُوسٌ فَقَالَ:((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلَةً؟)) قُلْنَا بَلَى قَالَ ((رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ أَوْ قَالَ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَتَّى يَمُوتَ أَوْ يُقْتَلَ)). قَالَ فَأُخْبِرُكُمْ بِالَّذِي يَلِيهِ فَقُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ:((امْرُؤٌ مُعْتَزِلٌ فِي شِعْبٍ يُقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْتَزِلُ شُرُورَ النَّاسِ)). قَالَ:((فَأُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً)) فَقُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ:((الَّذِي يُسْأَلُ بِاللّٰهِ وَلَا يُعْطِي بِهِ)).

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ان لوگوں کے پاس سے گذرے جو بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تم کو نہ بتلاؤں وہ شخص جو اللہ تعالی کے نزدیک سب سے زیادہ بہتر ہے؟ عرض کیا ضرور بتلایئے، فرمایا: وہ شخص جو اپنے گھوڑے کو لئے ہوئے اللہ کی راہ میں نکلے (یعنی جہاد کرے) یہاں تک کہ وہ مرجائے، یا شہید کر دیا جائے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے بعد جو شخص عمل میں اس کے قریب ہے وہ تمہیں بتاؤں؟ عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ضرور بتایئے، فرمایا: پھر ایسا شخص ہے جو لوگوں سے جدا ہو کر کسی گھاٹی میں نماز ادا کرتا ہے، زکاۃ دیتا ہے اور لوگوں کی شرارتوں برائیوں سے دور رہتا ہے، اور تمہیں بتادوں جو سب سے زیادہ بدتر ہے؟ ہم نے عرض کیا: بتایئے، فرمایا: ایسا شخص جس سے اللہ تعالی کے نام پر مانگا جائے اور وہ کچھ نہ دے (یہ سب سے بدترین آدمی ہے)۔ بعض روایات میں ہے کہ وہ شخص جو اللہ کے نام سے مانگے اور اسے کچھ نہ دیا جائے)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے:ترمذی (١٦٥٢) نسائی (٢٥٦٨) ابن حبان (٦٠٤، ٦٠٥) موارد الظمآن (١٥٩٣، ١٥٩٤).

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ افضل ترین آدمی وہ ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلے اور انتقال

کر جائے یا شہید کر دیا جائے۔ اس کے قریب وہ شخص سب سے اچھا ہے جو فتنوں کے دور میں برائیوں سے بچنے کے لئے شہر و دیہات سے نکل کر دوسری جگہ چلا جائے اور وہاں اللہ تعالیٰ کے احکامات نماز و زکاۃ و دیگر امور کی پابندی کرے، اور سب سے بدترین آدمی وہ ہے جس سے اللہ کے نام پر مانگا جائے اور پھر بھی وہ ہاتھ روکے رکھے اور کچھ خرچ نہ کرے۔

[7]..... بَاب فِي فَضْلِ مَقَامِ الرَّجُلِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کا مقام و مرتبہ

2433۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((مَقَامُ الرَّجُلِ فِي الصَّفِّ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الرَّجُلِ سِتِّينَ سَنَةً)) .

(ترجمہ) عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جو شخص صف میں آ کر کھڑا ہوا اس کا مقام و مرتبہ اور کھڑا ہونا ایک آدمی کی ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

(تخریج) اس روایت میں عبداللہ بن صالح ضعیف ہیں اور حسن رحمہ اللہ کا سماع عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں۔
دیکھئے: بزار (١٦٦٦) طبرانی ١٨/١٦٨ (٣٧٧) مجمع البحرين(٢٧١٣) و له شاهد عند احمد (٢/٥٢٤) ترمذی (١٦٥٠) حاكم في المستدرك(٢/٦٨) لیکن ترمذی میں ہے: تم میں سے کسی ایک کا اللہ کی راہ میں ایک بار کھڑے ہونا اپنے گھر میں ستر برس تک نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

[8]..... بَاب فِي فَضْلِ الْغُبَارِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

اللہ کے راستے میں غبار کی فضیلت کا بیان

2434۔ أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ شُرَيْحٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ أَنَّ مَالِكَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ مَرَّ عَلَى حَبِيبِ بْنِ مَسْلَمَةَ أَوْ حَبِيبٌ مَرَّ عَلَى مَالِكٍ وَهُوَ يَقُودُ فَرَسًا يَمْشِي فَقَالَ ارْكَبْ حَمَلَكَ اللّٰهُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)) .

(ترجمہ) عبداللہ بن سلیمان سے مروی ہے کہ مالک بن عبداللہ، حبیب بن مسلمہ کے پاس گذرے یا حبیب مالک کے پاس سے گذرے جو اپنے گھوڑے کی نکیل پکڑے پیدل جا رہے تھے۔ انہوں نے کہا: آپ سوار کیوں نہیں ہو جاتے۔ اللہ آپ کو سوار کرے، کہا: بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے دونوں قدم اللہ کی راہ میں گرد آلود ہوں اللہ نے اس پر جہنم کی آگ حرام کر دی ہے۔

(تخریج) یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی(١٦٣٢) ابو یعلی(٢٠٧٥) ابن حبان(٤٦٠٤) موارد الظمآن (١٥٨٨) وغيرهم۔

تشریح: ......اس حدیث سے اللہ کے راستے میں مشقت اٹھانے اور قدم گرد آلود ہونے کی فضیلت ہے کہ ایسے آدمی کے لئے جہنم کی آگ حرام ہے یعنی وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔(اعاذنا الله وايا كم منها)

[9]..... بَاب الْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ
اللہ کے راستے میں صبح یا شام کی فضیلت کا بیان

2435۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا))

(ترجمہ) سہل بن سعد (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں گذرنے والی ایک صبح یا اللہ کے راستے میں گذرنے والی ایک شام دنیا میں جو کچھ ہے اس سے بہتر ہے۔

(تخریج) یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۷۹٤) مسلم (۱۸۸۱) نسائی (۳۱۱۸) ابو یعلی (۷۵۱٤)۔

تشریح: ......اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آدمی صبح یا شام کو اللہ کے راستے میں جہاد کرے تو وہ دنیا کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے، اس سے جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت معلوم ہوئی جس کا دنیا میں کوئی بدل نہیں، واضح رہے کہ صبح وشام گشت کے لئے نکلنا اس میں داخل نہیں کیونکہ فی سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے جس میں جان ومال اللہ کی نذر کرنے کی توقع ہوتی ہے۔

[10]..... بَاب مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ
جوشخص اللہ عز وجل کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے اس کی فضیلت

2436۔ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ إِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بَيْنَ وَجْهِهِ وَبَيْنَ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا)).

(ترجمہ)ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو بندہ بھی اللہ تعالی کی خوشنودی کے لئے اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھے، اللہ تعالی اس کو ستر سال کی دوری پر جہنم سے دور کر دے گا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۸٤۰) مسلم (۱۱۵۳) ترمذی (۱٦۲۳) نسائی (۲۲٤۷) ابن ماجه (۱۷۱۷) ابو یعلی (۱۲۵۷) ابن حبان (۳٤۱۷) ۔

تشریح: ......مولانا داود رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے: مجتہد مطلق، امام بخاری رحمہ اللہ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں لفظ: فی سبیل اللہ زیادہ تر جہاد ہی کیلئے بولا گیا ہے حدیث مذکور میں جہاد کرتے ہوئے روزہ رکھنا

مراد ہے جس سے لفظی روزہ مراد ہے اور اسی کی یہ فضیلت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مرد مجاہد کا روزہ اور مرد مجاہد کی نماز بہت اونچا مقام رکھتی ہے (بشرطیکہ وہ خالص اللہ کے لئے ہو)۔

[11]..... بَاب فِي الَّذِي يَسْهَرُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَارِسًا

اللہ کی راہ میں جاگنے والے پہرہ دار کی فضیلت کا بیان

2437- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ شُرَيْحٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الصَّبَّاحِ مُحَمَّدِ بْنِ سُمَيْرٍ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ فَسَمِعَهُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهُوَ يَقُولُ:((حُرِّمَتِ النَّارُ عَلَى عَيْنٍ سَهِرَتْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَحُرِّمَتْ النَّارُ عَلَى عَيْنٍ دَمَعَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ قَالَ وَقَالَ الثَّالِثَةَ فَنَسِيتُهَا . قَالَ أَبُو شُرَيْحٍ سَمِعْتُ مَنْ يَقُولُ ذَاكَ ((حُرِّمَتْ النَّارُ عَلَى عَيْنٍ غَضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللَّهِ أَوْ عَيْنٍ فُقِئَتْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)).

(ترجمہ) ابوریحانہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے کہ انہوں نے سنا آپ فرمار ہے تھے: حرام ہے دوزخ پر وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں جاگے، اور حرام ہے دوزخ پر وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی خشیت (خوف) سے اشکبار ہو جائے (یعنی آنسوں سے بھر جائے)، ابوریحانہ نے کہا: آپ ﷺ نے تیسری آنکھ کا بھی تذکرہ کیا لیکن میں اسے بھول گیا۔ ابوشریح نے کہا: میں نے اس راوی سے سنا جس نے تیسری آنکھ کا ذکر کیا اور وہ یہ ہے: اللہ تعالیٰ نے حرام کردی ہے دوزخ ایسی آنکھ کے لئے جو اللہ کے محارم کے دیکھنے سے بچی رہے (یعنی فواحش و منکرات نہ دیکھے یا ایسی آنکھ جو اللہ عزوجل کے راستے میں پھوڑ دی گئی (یعنی ضائع ہوگئی)۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جید ہے۔ دیکھئے: نسائی (٣١١٧) ونسائی فی الکبری (٤٣٢٥) ابن ابی شیبہ (٣٥٠/٥) الحاکم (٨٣/٢) ابو یعلی (٤٣٤٦)۔

تشریح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ کے راستے میں جاگ کر پہرہ دے وہ جہنم میں نہیں جائے گا، اسی طرح اللہ کے ڈر سے رونے اور گڑگڑانے والا بھی جہنم میں نہیں جائے گا حرام چیزوں کے دیکھنے سے اپنی نگاہیں جھکانے والا بھی اور جس کی آنکھ فی سبیل اللہ ضائع ہوئی وہ شخص بھی جہنم کی آگ سے دور رہے گا، اس آنکھ پر جہنم کی آگ حرام ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آنکھ جہنم میں نہیں گئی تو وہ آدمی خود بھی جہنم میں نہیں جائے گا کیونکہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ ایسے آدمی کی آنکھ تو جنت میں جائے اور اسکا سارا جسم جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور یہ اطلاق الجزء وارادۃ الکل کے قبیل سے ہے یعنی کبھی جزء بولا جائے اس کا کل مراد ہوتا ہے اور کبھی کل بول کر اس کا جزء مرادا ہوتا ہے۔

2438- أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ أَنْبَأَنَا ابْنُ الدَّرَاوَرْدِيِّ عَنْ صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَائِدَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((رَحِمَ اللَّهُ حَارِسَ الْحَرَسِ)). قَالَ

عَبْدُ اللهِ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَمْ يَلْقَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ .

(ترجمہ) عقبہ بن عامر جہنی (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فوج کی پہرے داری کرنے والے پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

امام دارمی نے کہا: اس حدیث کی سند میں عمر بن عبدالعزیز کی ملاقات عقبہ بن عامر سے ثابت نہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں انقطاع ہے اور صالح بن محمد ضعیف ہیں۔ تخریج کیلئے دیکھئے: ابویعلی (١٧٥٠) سنن سعیدی بن منصور (٢٤١٦) مصباح الزجاجه (٣٩٤/٢) البیهقی (١٤٩/١) ومرسلا بسند ضعیف۔

[12]..... بَاب فِي فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ
اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی فضیلت کا بیان

2439۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ فَقَالَ هَذِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُومَةٌ)).

(ترجمہ) ابومسعود انصاری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ایک صحابی مہار (نکیل) والی اونٹنی لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ اللہ کے راستے میں (ہدیہ) ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا: تمہارے لئے قیامت کے دن (اس ایک کے بدلے) سات سو اونٹنیاں ہوں گی جو سب کی سب مہار والی ہوں گی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٨٩٢) نسائی (٣١٨٧) احمد (١٢١/٤) طبرانی ٢٢٩/١٧ (٦٣٤) الحاکم (٩٠/٢) وغیرھم۔

تشریح: ...... سبحان اللہ کیا شان اور رحمت الٰہی ہے ایک کے بدلے سات سو اونٹنیاں ملتی ہیں، قرآن پاک میں اسی طرح ہے کہ ایک کے بدلے سات سو کی مثال دی گئی: ﴿مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ﴾ (البقرة: ٢٦١/٣) مطلب یہ کہ جو لوگ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اس کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور اور ہر بالی میں سو دانے نکلے۔ ایک دانے سے سات سو دانے جس طرح بن گئے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک کے بدلے سات سو تک عطا فرمائے گا۔

[13]..... بَاب مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ مَالٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ
اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مال سے ایک جوڑا خرچ کرنے کی فضیلت

2440۔ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ لَقِيتُ أَبَا ذَرٍّ وَهُوَ يَسُوقُ جَمَلًا لَهُ أَوْ يَقُودُهُ فِي عُنُقِهِ قِرْبَةٌ فَقُلْتُ يَا أَبَا ذَرٍّ مَا مَالُكَ قَالَ لِي عَمَلِي فَقُلْتُ مَالُكَ قَالَ لِي

عَمَلِي قُلْتُ حَدِّثْنِي حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((مَا مِنْ مُسْلِمٍ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ مَالٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِلَّا ابْتَدَرَتْهُ حَجَبَةُ الْجَنَّةِ)) . قَالَ أَبُو مُحَمَّد هُوَ دِرْهَمَينِ أَوْ أَمَتَيْنِ أَوْ عَبْدَيْنِ أَوْ دَابَّتَيْنِ .

(ترجمہ) صعصعہ بن معاویہ نے کہا: میں نے ابو ذر (رضی اللہ عنہ) سے ملاقات کی جو اپنے اونٹ کو لے جا رہے تھے اور ان کی گردن میں مشکیزہ لٹکا ہوا تھا، میں نے عرض کیا: اے ابو ذر! یہ کیا ہے؟ آپ کو کیا ہوا ہے؟ فرمایا: یہ میرا کام ہے، میں نے پھر عرض کیا: آپ کو کیا ہوا ہے؟ پھر جواب دیا کہ یہ میرا کام ہے، میں نے عرض کیا: کوئی ایسی حدیث بیان کیجئے جو آپ نے رسول ﷺ سے سنی ہو انہوں نے کہا: میں نے سنا رسول ﷺ سے آپ فرما رہے تھے: جو مسلمان بھی اللہ کی راہ میں ایک جوڑا خرچ کریگا (دے گا) تو جنت کے دربان اس کے استقبال کیلئے جلد بازی کریں گے۔

نسائی کی روایت میں ہے کہ بہشت کے دربان اسے اپنی طرف بلائیں گے (کہ ان کے دروازے سے داخل ہو)۔ امام دارمی نے فرمایا: جوڑے سے مراد۔ دو درہم یا دو لونڈی، دو غلام، یا دو سواریاں ہیں۔

توضیح: ......نسائی میں ہے کہ کسی راوی نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: زوجین سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا: اگر اونٹ رکھتا ہو تو دو اونٹ اللہ کے راستے میں دے دی ہو اور گائے رکھتا ہو تو دو گائے اللہ کے راستے میں دی ہو تو اس کے لئے یہ ثواب ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے نسائی (۳۱۸۵) ابن حبان (۲۹٤۰، ٤٦٤۳) ابن ابی شیبہ (۳٤۸/٥) الحاکم (۲/ ۸۲)۔

تشریح: ......اس حدیث سے صرف دو روپے یا دو درہم، دو دینار اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی فضیلت معلوم ہوئی کہ قیامت کے دن بہشت کے ہر دروازے سے اس کو بلایا جائیگا۔ (اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنِ) آمین

[14]..... بَاب فِي فَضْلِ الرَّمْيِ وَالْأَمْرِ بِهِ

تیر اندازی کی فضیلت اور اس کا حکم

2441۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ ﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾ [الانفال: ٦٠] أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ .

(ترجمہ) عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) نے یہ آیت شریفہ تلاوت کی (ترجمہ) تیار کرو کافروں کے لئے جہاں تک تم سے ہو سکے قوت، سنو: قوت سے مراد ہے: تیر اندازی کرنا۔

توضیح: ......یعنی دشمنوں کے مقابلے کیلئے ہمیشہ اپنی طاقت وقوت کو بڑھاتے رہو اور ہر وقت مستعد رہو، اس سے غفلت نہ برتو کیونکہ معلوم نہیں دشمن کس وقت حملہ کر بیٹھے اور ہلاکت وہزیمت کا سامنا کرنا پڑے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔دیکھئے: مسلم (۱۹۱۷) ابوداود (۲۵۱٤) ابن ماجه (۲۸۱۳) ابو يعلى (۱۷٤۳) ابن حبان (٤۷۰۹) سعيد بن منصور (۲٤٤۸) الطيالسی (۱۱۸۲)۔

تشریح: ......اس حدیث میں فن سپاہ گری اور ہتھیار چلانے کی ترغیب ہے، اب تیر کے عوض بندوق، توپ اور دیگر آلات حرب کی ٹریننگ ہے جس کا سیکھنا ضروری ہے تاکہ وقت ضرورت کام آوے۔

2442۔ أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَّامٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَزْرَقِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُدْخِلُ الثَّلَاثَةَ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ الْجَنَّةَ: صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالْمُمِدَّ بِهِ وَالرَّامِيَ بِهِ)). وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ارْمُوا وَارْكَبُوا وَلَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا)). وَقَالَ: ((كُلُّ شَيْءٍ يَلْهُو بِهِ الرَّجُلُ بَاطِلٌ إِلَّا رَمْيَ الرَّجُلِ بِقَوْسِهِ وَتَأْدِيبَهُ فَرَسَهُ وَمُلَاعَبَتَهُ أَهْلَهُ فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ)). وَقَالَ: ((مَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَمَا عُلِّمَهُ فَقَدْ كَفَرَ الَّذِي عَلَّمَهُ)).

(ترجمہ) عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل ایک تیر کے سبب تین آدمیوں کو جنت میں داخل کریگا، تیر بنانے والے کو اگر اس کے بنانے میں اچھی نیت کی ہوگی، اس کی مدد کرنے والے اور تیر چلانے والے کو، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیراندازی کرو، سواری کرو، اور میرے نزدیک تیراندازی محبوب ہے سواری کرنے سے، اور فرمایا: اور ہر کھیل جو آدمی کھیلتا ہے وہ باطل ہے سوائے اپنی کمان سے تیراندازی کرنے اور گھوڑے کی تربیت کرنے اور اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنے کے، یہ تین کھیل حق ہیں۔ اور فرمایا: جس نے سیکھنے کے بعد تیراندازی چھوڑ دی اس نے ناشکری کی اس کی جس نے اسے سکھایا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند جید ہے۔دیکھئے: ابو داود (۲۵۱۳) ترمذی (۱٦۲۷) نسائی (۳۵۸۰) ابن ماجه (۲۸۱۱) احمد (٤/۱٤٤، ۱٤٦) سعيد بن منصور (۲٤۵۰) طيالسی (۱۱۷۹) طحاوی فی مشكل الآثار (۳٦۸/۱) البيهقی (۱۲/۱۰) وغيرهم وله شواهد۔

تشریح: ......اس حدیث سے تیراندازی کی اور گھوڑسواری کی فضیلت ثابت ہوئی، اب تیر کے بدلے بندوق و توپ اور ٹینک وغیرہ آلات حرب کی ٹریننگ اور مشق ہے اور ان کی تعلیم وتربیت کے لئے سفر کرنا بھی جہاد میں داخل ہے۔ یہ تین کھیل صحیح اور حق ہیں یعنی لغو اور بیکار و باطل نہیں ہیں، تیراندازی وگھوڑے کی دیکھ بھال وتربیت میں آدمی جہاد کی تیاری کرتا ہے اور تیسرے بیوی بچوں کے ساتھ کھیل میں الفت محبت انسیت اور بیوی کے حق کی ادائیگی ہے جس سے نسل انسانی کا قیام وبقا ہے۔

[15]..... بَاب فِي فَضْلِ مَنْ جُرِحَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ جُرْحًا

اللہ کے راستے میں زخم کھانے کی فضیلت کا بیان

2443- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنِي عَمِّي مُوْسَى بْنُ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ:((مَا مِنْ مَجْرُوحٍ يُجْرَحُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا بَعَثَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهُ يَدْمَى الرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ)).

(ترجمہ)ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اللہ عزوجل کی راہ میں زخمی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ایسے اٹھائے گا کہ اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا جس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی اور رنگ بالکل خون کا سا ہوگا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٣٧) مسلم (١٨٧٦) ابن ماجہ (٢٧٩٥) ابو یعلی (٦٢٦٣) ابن حبان (٤٦٥٢) الحمیدی (١١٢٣) سنن سعید بن منصور (٢٥٧١)۔

تشریح:......اس حدیث سے شہادت کی فضیلت وثابت ہوتی ہے کہ شہید کے خون سے مشک کی خوشبو آئے گی حالانکہ دیکھنے میں وہ اصلی خون ہی ہوگا (أسال اللّٰه القدير ان يرزقني الشهادة وإياكم).

[16]..... بَاب فِيمَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ

جو شخص اللہ تعالیٰ سے شہادت کا طلب گار رہو اس کا بیان

2444- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ شُرَيْحٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا مِنْ قَلْبِهِ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ)).

(ترجمہ)سہل بن امامہ بن سہل بن حنیف نے اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص صدق دل سے شہادت طلب کرے، اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کے مرتبہ تک پہنچاتا ہے چاہے وہ اپنے بستر پر مرا ہو۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٩٠٩) ابو داود (١٥٢٠) ترمذی (١٦٥٣) نسائی (٦١٦٢) ابن ماجہ (٢٧٩٧) ابویعلی (١٠٧/٦) ابن حبان (٣١٩٢).

تشریح: ...... جہاد وشہادت کی تمنا ہی انسان کو یہ سعادت بخشتی ہے کہ چاہے وہ اپنے بستر پر فوت ہو لیکن ثواب شہید ہونے کا ہے۔

[17]..... بَاب فِي فَضْلِ الشَّهِيدِ

شہید کی فضیلت کا بیان

2445- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ

عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :((مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنْ أَلَمِ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مِنْ أَلَمِ الْقَرْصَةِ)).

(ترجمہ)ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہید کو قتل کی اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے تکلیف ہوتی ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ترمذی (١٦٦٨) ابن حبان (٤٦٥٥) موارد الظمآن (١٦١٣) ۔

[18]..... بَاب مَا يَتَمَنَّى الشَّهِيدُ مِنَ الرَّجْعَةِ إِلَى الدُّنْيَا

شہید دوبارہ دنیا میں لوٹنے کی تمنا کرے گا

2446۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :((مَا مِنْ نَفْسٍ تَمُوتُ فَتَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَتَوَدُّ أَنَّهَا رَجَعَتْ إِلَيْكُمْ وَلَهَا الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا إِلَّا الشَّهِيدَ فَإِنَّهُ وَدَّ أَنَّهُ قُتِلَ كَذَا مَرَّةً لِمَا رَأَى مِنَ الثَّوَابِ)).

(ترجمہ)انس (رضی اللہ عنہ) نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی نفس ایسا نہیں ہے جو مر جائے اور جنت میں داخل ہو جائے پھر وہ یہ چاہے کہ تمہاری طرف (دنیا میں) لوٹ آئے سوائے شہید کے جو چاہے گا کہ اسے بار بار قتل کیا جائے شہادت کے ثواب کی وجہ سے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٧٩٥) مسلم (١٨٧٧) ترمذی (١٦٤٣) ابویعلی (٢٨٧٩) ۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہید بار بار دنیا میں آنے کی تمنا کرے گا۔ بخاری شریف کی دوسری روایت (۲۸۱۷) میں ہے کہ دس بار تمنا کرے گا، شہید ہو پھر زندہ کیا جائے گا پھر اللہ کے راستے میں شہید ہو۔

اور حدیث گذر چکی ہے کہ شہید کو اتنی بھی تکلیف نہیں ہوتی جتنی کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ایسی ہی شہادت اور موت نصیب فرمائے، آمین۔

[19]..... بَاب أَرْوَاحِ الشُّهَدَاءِ

شہیدوں کی ارواح کا بیان

2447۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْنَا عَبْدَ اللهِ عَنْ أَرْوَاحِ الشُّهَدَاءِ وَلَوْلَا عَبْدُ اللهِ لَمْ يُحَدِّثْنَا أَحَدٌ قَالَ: ((أَرْوَاحُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي حَوَاصِلِ طَيْرٍ خُضْرٍ لَهَا قَنَادِيلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ ثُمَّ تَرْجِعُ إِلَى قَنَادِيلِهَا فَيُشْرِفُ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ فَيَقُولُ أَلَكُمْ حَاجَةٌ تُرِيدُونَ شَيْئًا فَيَقُولُونَ لَا إِلَّا أَنْ نَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَنُقْتَلَ مَرَّةً

أُخْرٰی)).

(ترجمہ) مسروق (رحمہ اللہ) نے کہا کہ ہم نے عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے شہیدوں کی ارواح کے بارے پوچھا۔ اور اگر عبداللہ نہ ہوتے تو ہمیں کوئی حدیث نہ بتاتا، انہوں نے کہا: شہیدوں کی ارواح اللہ کے نزدیک قیامت کے دن سبز پرندوں کے قالب میں ہوں گی، جو عرش سے لٹکی ہوئی قنادیل میں بسیرا کرتی ہوں گی، اور جنت میں جہاں چاہیں چلتی پھرتی ہونگی اور پھر اپنی قندیلوں میں لوٹ آتی ہونگی، ان کا رب (رب العالمین) ان کی طرف جھانکے گا اور پوچھے گا، تم کو کسی چیز کی ضرورت ہے؟ وہ روحیں کہیں گی: ہمیں اور کسی چیز کی حاجت نہیں سوائے اسکے کہ ہم دنیا میں لوٹ جائیں اور پھر دوبارہ ماری جائیں (یعنی شہید کی جائیں)

تخریج اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۸۸۷) ترمذی (۳۰۱۱) ابن ماجہ (۲۸۰۱) طیالسی (۱۱٤۳) ابن ابی شیبہ (۳۰۸/۵)۔

تشریح: ...... ہر انسان روح کے سبب زندہ ہے، روح نکل جائے تو مردہ کہلاتا ہے۔ ارواح کیا چیز ہیں، اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ قرآن پاک میں ہے: ﴿يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ ......﴾ (الاسراء: ۸۵/۱۵) یعنی لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ انہیں بتا دیجئے کہ روح میرے رب کا حکم ہے۔ انسان کے جسم سے ایک بار روح نکل جائے تو پھر دنیا میں واپس نہیں آتی، ارواح کو حاضر کرنا اور ان سے معلومات لینا ماضی و مستقبل اور حال کے حالات معلوم کرنا باطل اور لغو چیزیں ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں اور عقیدہ اسلام کے سراسر منافی ہیں۔ یہاں اس حدیث سے شہداء کی ارواح کے بارے میں معلوم ہوا کہ عرش الٰہی سے بندھی قنادیل میں رب کائنات کے قریب ہوں گی اور یہ بہت بڑا شرف واعجاز ہے شہداء کے لئے۔ اسی حدیث سے جنت کا وجود بھی ثابت ہوا اور عرش الٰہی کا بھی ثبوت ملا نیز یہ کہ شہید اتنے عزت واحترام اور قرب الٰہی کے سبب دنیا میں دوبارہ آنے اور شہید ہونے کی تمنا کرے گا۔ (اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا الشَّهَادَةَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّكَرَاتِ قُرْبَ الْمَمَاتَ يَا أَحْكَمَ الْحَاكِمِيْنَ) آمین۔

[20]..... بَاب فِي صِفَةِ الْقَتْلَى فِي سَبِيلِ اللّٰهِ
فی سبیل اللہ قتل ہونے والوں کی کیفیت کا بیان

2448۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ يَحْيَى هُوَ الصَّدَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى الْأُمْلُوكِيِّ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ السُّلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْقَتْلَى ثَلَاثَةٌ مُؤْمِنٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ)). قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهِ:((فَذٰلِكَ الشَّهِيدُ الْمُمْتَحَنُ فِي خَيْمَةِ اللّٰهِ تَحْتَ عَرْشِهِ لَا يَفْضُلُهُ النَّبِيُّونَ إِلَّا بِدَرَجَةِ النُّبُوَّةِ. وَمُؤْمِنٌ خَلَطَ عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰى يُقْتَلَ)). قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهِ:((

مَصْمَصَةٌ مَحَتْ ذُنُوبَهُ وَخَطَايَاهُ إِنَّ السَّيْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَايَا وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ وَمُنَافِقٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَإِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتَّى يُقْتَلَ فَذَاكَ فِي النَّارِ إِنَّ السَّيْفَ لا يَمْحُو النِّفَاقَ)). قَالَ عَبْد اللَّهِ يُقَالُ لِلثَّوْبِ إِذَا غُسِلَ مُصْمِصَ.

(ترجمہ)عتبہ بن عبدالسلمی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قتل ہونے والے تین قسم کے ہیں۔(۱) ایک تو وہ مومن جس نے اللہ کے راستے میں اپنے جان و مال کے ساتھ جہاد کیا، دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی تو قتال کیا اور مارا گیا ایسے مقتول کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ آزمایا ہوا وہ شہید ہے جو عرش کے نیچے اللہ کے خیمے میں ہوگا اور انبیاء اس سے درجہ نبوت میں بڑھے ہوئے ہونگے (۲) دوسرا وہ مومن ہے جس کے اچھے برے اعمال خلط ملط رہے، اس نے اللہ کے راستے میں اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد کیا جب دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی تو قتال کیا یہاں تک کہ قتل کردیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے مقتول کے بارے میں فرمایا: یہ چوسنے والی چیز ہے جس نے اس کے گناہ اور لغزشیں مٹادیں کیونکہ تلوار گناہوں کو مٹادینے والی ہے، ایسا مقتول جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل کردیا جائے گا (۳) تیسرا مقتول وہ منافق ہے جس نے اپنے جان و مال کے ساتھ جہاد کیا، دشمن سے ملاقات ہوئی تو (خوب) جنگ کی یہاں تک کہ مارڈالا گیا لیکن وہ جہنم میں جائے گا اور تلوار نفاق (کے داغ) کو نہ مٹاسکے گی۔

امام دارمی نے کہا: جب کپڑا دھوکر ڈال دیا جائے تو اس کو مصص بولتے ہیں۔ لہٰذا مصمصه کے معنی ہوئے: دھلی ہوئی چیز۔

(**تخریج**) یہ روایت معاویہ بن یحییٰ کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ابن حبان (٤٦٦٣) موارد الظمآن (١٦١٤)۔

تشریح: ......اس حدیث میں مقتولین کی اقسام اوران کے درجات بتائے گئے ہیں۔ پہلے نمبر پر وہ شہید و مقتول ہے جس نے خالصۃ لوجہ اللہ جہاد کیا اور شہید ہوا، ایسا شخص اعلیٰ مقام پر عرش الرحمٰن کے سایہ تلے انبیاء کرام کے درجہ سے تھوڑا سا فاصلے پر ہوگا۔ دوسرا شہید وہ ہے جس نے اچھے کام بھی کئے اور برے کام بھی اس سے سرزد ہوگئے پھر ایسے شخص نے جہاد کیا اور جام شہادت نوش کیا تو اس کو اختیار ہوگا، جنت کے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہوجائے، اور یہ بھی بہت بڑا مرتبہ ہے۔ تیسرا مقتول وہ منافق ہے جس نے منافقت کی اور جہاد تو کیا لیکن دکھانے کے لئے ایسا شخص اپنی جان و مال سب کچھ لٹا کر مار بھی ڈالا جائے تب بھی شہادت کا درجہ حاصل نہ کرسکے گا۔ اور مرنے کے بعد سیدھا جہنم میں جائے گا۔ (اعاذنا الله وایاكم منها)

[21]..... بَاب مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا

جو شخص اجر کی نیت اور صبر کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد کرے اس کی فضیلت کا بیان

2449۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ

عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ الْجِهَادَ فَلَمْ يَدَعْ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنْهُ إِلَّا الْفَرَائِضَ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهَلْ ذٰلِكَ مُكَفِّرٌ عَنْهُ خَطَايَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ إِذَا قُتِلَ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ إِلَّا الدَّيْنَ فَإِنَّهُ مَأْخُوذٌ بِهِ كَمَا زَعَمَ لِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ))۔

(ترجمہ) ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا: اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر جہاد کا تذکرہ کیا تو کوئی ایسی چیز نہ چھوڑی جو جہاد سے افضل ہو (یعنی جہاد کو افضل ترین بتایا) سوائے فرائض کے، ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! بتایئے اگر کوئی شخص اللہ کے راستے میں مارڈالا جائے تو کیا اس کی غلطیاں معاف کردی جائیں گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں جو صبر کے ساتھ اجر کی نیت سے آگے بڑھتے ہوئے مارا گیا پیچھے ہٹتے ہوئے نہیں (اس کی ساری خطائیں معاف کردی جائیں گی) قرض کے علاوہ، اس کا شہید ہونے کے بعد بھی اس سے مواخذہ کیا جائے گا جیسا کہ جبریل (علیہ السلام) نے مجھے ابھی بتایا ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۸۸۵) ترمذی (۱۷۱۲) نسائی (۳۱۵۶) له شاهد عند ابی یعلی (۱۸۵۷) الحمیدی (۴۲۹)۔

تشریح:...... امام نووی نے کہا: اس سے معلوم ہوا کہ نیت خالص ہو (تو شہادت تمام گناہوں کے لئے کفارہ ہے) یعنی خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے لڑے، نہ ملک اور مال اور دولت کے لئے، نہ قوم کی ناموری یا عزت کے واسطے، ہاں اس کا قرض معاف نہ ہوگا اور اسی طرح تمام حقوق العباد بھی معاف نہ ہونگے، پہلے آپ نے قرض کو مستثنیٰ نہیں کیا پھر جبریل علیہ السلام نے آپ کو اسی وقت بتا دیا تو آپ نے بیان کردیا (وحیدی)۔

شہادت ہو مطلوب ومقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

[22]..... بَابُ مَا يُعَدُّ مِنَ الشُّهَدَاءِ
کون شہیدوں میں شمار ہوگا؟

2450۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ هُوَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَامِرِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ وَالْغَرَقُ شَهَادَةٌ وَالْغَزْوُ شَهَادَةٌ وَالْبَطْنُ شَهَادَةٌ وَالنُّفَسَاءُ شَهَادَةٌ))۔

(ترجمہ) صفوان بن امیہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: طاعون (میں مرنا) شہادت ہے، غرق (ہوکر مرنا) بھی شہادت ہے، جنگ کرتے ہوئے مرنا شہادت ہے، پیٹ کی تکلیف (میں مرنا) شہادت اور نفاس والی

عورتوں کی موت شہادت ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند جید ہے۔ دیکھئے: نسائی (۲۰۵۳) احمد (۳/۴۰۱، ۶/۴۶۶) ابن ابی شیبه (۵/۲۳۳) طبرانی ۸/۵۶(۷۳۲۸) نسائی فی الکبری (۲۱۸۱) ۔

توضیح: ......یعنی جو شخص طاعون یا پیٹ کی بیماری کے سبب یا پانی میں غرق ہوکر یا عورت نفاس کی حالت میں یا غازی جنگ کرتے ہوئے مرجائے تو ان سب کو شہادت کا درجہ ملے گا۔ بشرطیکہ اعمال صالحہ سے دامن بھرا ہو، شرک وبدعت سے آدمی دور ہو تو ان کی شہادت کی توقع کی جاسکتی ہے اور ان شہیدوں کے احکام مختلف ہونگے درجہ شہیدوں کا ہوگا۔

2451۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللهِ شَهَادَةٌ وَالطَّاعُونُ شَهَادَةٌ وَالْبَطْنُ شَهَادَةٌ وَالْمَرْأَةُ يَقْتُلُهَا وَلَدُهَا جُمْعًا شَهَادَةٌ)).

(ترجمہ) عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جنگ کرنا شہادت ہے، طاعون شہادت ہے، پیٹ (کی بیماری) شہادت ہے، حاملہ عورت جنین کی وجہ سے فوت ہوجائے تو یہ شہادت ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: احمد (۵/۳۱۷، ۳۲۳) کشف الاستار (۱۷۱۸) و له شاهد عند بخاری (۲۸۴۹) مسلم (۱۹۱۹، ۱۹۲۰) ابن ماجه (۲۸۰۳)۔

تشریح: ......امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: ان کے سوا اور لوگ بھی دوسری حدیثوں میں مذکور ہیں جو ذات الجنب سے مرے، جو عورت زچگی کے عارضہ میں مرے، جو مرد اپنا مال بچانے اور دفاع میں مارا جائے اور اپنے بیوی بچوں کے دفاع کرنے میں مارا جائے اور شہادت سے مراد یہ ہے کہ آخرت میں ان کو ثواب شہیدوں کا سا ملے گا لیکن ان پر شہیدوں کے احکام لاگو نہ ہونگے، ان کو غسل دیا جائے گا اور ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، صرف اللہ کی راہ میں جو لڑتے ہوئے شہید ہوا ان کو غسل نہ دیا جائے گا۔

[23]..... بَاب مَا أَصَابَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَغَازِيهِمْ مِنَ الشِّدَّةِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے غزوات میں جو مشقتیں برداشت کیں اس کا بیان

2452۔ أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا السَّمُرُ وَوَرَقُ الْحُبْلَةِ حَتَّى إِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَا لَهُ خِلْطٌ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ يُعَزِّرُونِي لَقَدْ خِبْتُ إِذَنْ وَضَلَّ عَمَلِي.

(ترجمہ) سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شرکت کرتے تھے، اس وقت ہمارے ساتھ درخت کے پتوں کے سوا کھانے کے لئے کچھ بھی نہ ہوتا تھا، اس سے ہمیں بکریوں کی طرح اجابت ہوتی تھی یعنی مِی ہوئی

نہیں ہوتی تھی (میگنیوں کی طرح اجابت ہوتی) لیکن اب بنو اسد میرے اندر عیب نکالتے ہیں اگر ایسا ہوا تو میں بالکل محروم اور بے نصیب ہی رہا اور میرے سارے کام اعمال صالحہ برباد ہو گئے۔ (سمر اور ورق الحبلہ درخت کے پتوں کو کہتے ہیں)

توضیح: ...... ہوا یہ تھا کہ بنو اسد نے امیر المومنین عمر بن خطاب کے پاس ان کی چغلی کھائی تھی کہ وہ صحیح طرح نماز نہیں پڑھتے، لوگوں کے درمیان صحیح وقت پر فیصلے نہیں کرتے وغیرہ لیکن یہ سب غلط تھا اور جس شخص نے یہ الزامات لگائے تھے اس کے لئے سعد رضی اللہ عنہ نے بددعا کی جو قبول ہوئی اور مرتے دم تک اس شخص کا پیچھا نہ چھوڑا وہ کہا کرتا تھا ہے مجھے سعد کی بددعا لگ گئی، اللہ والوں کو ستانے کا یہی انجام ہوتا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٣٧٢٨) مسلم (٢٩٦٦) ترمذی (٢٣٦٥) ابویعلی (٧٣٢) الحمیدی (٧٨)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام نے ابتدائے اسلام میں کس قدر مشقتیں برداشت کیں ہیں کہ کھانے کے لئے کچھ نہ ہوتا اور پتے چبا کر چھالیں چوس کر زندگی گذارتے تھے (رضی اللہ عنہم وارضاہم)۔

[24]..... بَاب مَنْ غَزَا يَنْوِي شَيْئًا فَلَهُ مَا نَوَى
کوئی آدمی غزوہ کرے لیکن نیت میں کھوٹ ہو

2453- أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ عَطِيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:((مَنْ غَزَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَهُوَ لَا يَنْوِي فِي غَزَاتِهِ إِلَّا عِقَالًا فَلَهُ مَا نَوَى)).

(ترجمہ) عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور نیت نہ رکھے اپنے غزوے میں مگر ایک رسی کی تو اس کو وہی چیز ملے گی۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جید ہے۔ دیکھئے: نسائی (٣١٣٨) ابن حبان (٤٦٣٨) موارد الظمآن (١٦٠٥)۔

توضیح: ......یعنی جہاد کا ثواب اسے نہ ملے گا کیونکہ اس کی نیت خالص نہ تھی گرچہ رسی کوئی بڑی چیز نہیں مگر اتنی ذرا سی غرض اور لالچ رکھنے سے خلوص کو دھبہ لگتا ہے اور ثواب مٹ جاتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اپنے ہر کام میں اس کا خیال رکھے، کیونکہ جیسی نیت ویسی ہی مراد ملے گی۔

[25]..... بَاب الْغَزْوِ غَزْوَانِ
جہاد دو طرح کا ہوتا ہے

2454- أَخْبَرَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي

بَحْرِيَّةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :((الْغَزْوُ غَزْوَانِ فَأَمَّا مَنْ غَزَا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَأَطَاعَ الْإِمَامَ وَأَنْفَقَ الْكَرِيْمَةَ وَيَاسَرَ الشَّرِيكَ وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ فَإِنَّ نَوْمَهُ وَنُبْهَهُ أَجْرٌ كُلُّهُ وَأَمَّا مَنْ غَزَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَسُمْعَةً وَعَصَى الْإِمَامَ وَأَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ فَإِنَّهُ لَا يَرْجِعُ بِالْكَفَافِ)).

(ترجمہ) معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہاد دو ہیں جس شخص نے اللہ کی رضا مندی کے لئے جہاد کیا، امام کی اطاعت کی (یعنی اپنے آفیسر وسردار کی) اور اپنی پسندیدہ چیز خرچ کی، اپنے ساتھی کے ساتھ نرمی برتی اور فتنہ وفساد سے باز رہا تو اس کا سونا جاگنا سب کچھ ثواب ہوگا ،اور جو شخص فخر ومباہات دکھانے اور سنانے کے لئے جہاد کرے، امیر کی نافرمانی کرے، زمین پر فساد برپا کرے،تو وہ برابر سرابر پر نہیں لوٹے گا۔

(یعنی نہ ثواب ہو نہ عذاب ایسا اس کا لوٹنا مشکل ہے بلکہ وہ عذاب میں گرفتار ہوگا۔)

(تخریج) اس روایت کی سند میں مقال ہے لیکن دوسری کتب واسانید سے یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٢٥١٥) نسائی (٣١٣٨) احمد(٢٣٤/٥)طبرانی ٩١/٢٠ (١٧٦) بیہقی فی الشعب (٤٢٦٥) الحاکم (٨٥/٢) سعید بن منصور (٢٣٢٣) وغیرهم.

[26]..... بَاب فِيمَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ

جو شخص بنا جہاد کئے ہوئے فوت ہو جائے اس کا بیان

2455۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:((مَنْ لَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُجَهِّزْ غَازِيًا أَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ أَصَابَهُ اللّٰهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

(ترجمہ) ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو آدمی نہ جہاد کرے، نہ مجاہد کے لئے سامان مہیا کرے اور نہ مجاہد کے پیچھے امانت داری کے ساتھ اس کے اہل وعیال کی نگہبانی کرے، اللہ تعالی اس کو قیامت سے پہلے آفت و پریشانی میں مبتلا کرے گا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند جید ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٢٥٠٣) ابن ماجه (٢٧٦٢) طبرانی (٧٧٤٧) وله شاهد عند مسلم (١٩١٠) البيهقی (٤٨/٩)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی خود جہاد نہ کر سکے تو مجاہدین کی مدد ہی کرے، یہ بھی نہ ہو سکے تو مجاہد جب جہاد کے لئے نکلیں تو ان کے بال بچوں اور گھر بار کی خبر گیری کرے،امانت داری، ایمان اور خدا ترسی کے ساتھ ان تینوں باتوں سے محروم رہے تو بڑی بدبختی ہے۔ (وحیدی)

[27]..... بَاب فِي فَضْلِ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا

جو شخص مجاہد کو تیاری کرائے اس کی فضیلت کا بیان

2456۔ أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ خَلَفَ فِي أَهْلِهِ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ مِثْلَ أَجْرِهِ إِلَّا أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الْغَازِي شَيْئًا)).

(ترجمہ) زید بن خالد الجہنی (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے والے کو ساز وسامان دیا اور غازی کے گھر بار کی اس کے پیچھے خیر خواہانہ طریق پر نگہبانی کی تو اللہ تعالی اس کے لئے بھی مجاہد وغازی کا اجر لکھتا ہے اور غازی کے اجر میں کچھ بھی کمی نہیں ہوتی ہے۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٨٤٣) مسلم (١٨٩٥) ابوداود (٢٥٠٩) ترمذی (١٦٢٨) نسائی (٣١٨٠) ابن حبان (٤٦٣٠) موارد الظمان (١٦١٩) الحمیدی (٨٣٧)۔ لیکن صحیحین اور سنن میں ہے کہ جس نے غازی کو ساز وسامان دیا اس نے جہاد کیا اور جس نے غازی کے گھر کی نگہبانی کی اس نے (گویا) جہاد کیا۔

[28]..... بَاب الْعُذْرِ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجِهَادِ

جہاد سے عذر کے سبب پیچھے رہ جانے کا بیان

2457۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَنْبَأَنَا أَبُو إِسْحَقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [النساء:٩٥] دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْدًا فَجَاءَ بِكَتِفٍ فَكَتَبَهَا وَشَكَا ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ضَرَارَتَهُ فَنَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ ۔[النساء:٩٥].

(ترجمہ) براء بن عازب (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت شریفہ (لایستوی......الخ) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کو بلایا اور وہ کندھے کی چوڑی ہڈی لے کر حاضر ہوئے اور اس آیت کو لکھ لیا پھر عبداللہ ابن ام مکتوم (رضی اللہ عنہ) نے شکایت کی تو پھر پوری آیت نازل ہوئی۔ (آیت: سورہ نساء: ٩٥/٥)۔

توضیح: ...... یہ آیت ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ﴾ اس طرح نازل ہوئی یعنی جہاد سے بیٹھے رہ جانے والے اور جہاد کرنے والے فضیلت میں ایک دوسرے کے برابر نہیں ہو سکتے ۔اس پر ابن ام مکتوم (رضی اللہ عنہ) نے حسرت سے کہا: ہم تو پھر بڑے گھاٹے میں رہیں گے کیونکہ وہ نابینا تھے اور جہاد میں نہیں جا سکتے تھے تب پھر یہ آیت استثناء کے ساتھ یوں نازل ہوئی۔ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ.....﴾ اور اس سے لنگڑے، اندھے، اپاہج لوگوں کو نکال دیا کیونکہ وہ معذور ہیں۔

(**تخريج**) اس روایت کی سند صحیح حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۸۳۱) مسلم (۱۸۹۸) ابو یعلی (۱۷۲۵)۔

تشریح: ......امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ دلیل ہے کہ معذورین سے جہاد معاف ہے لیکن ان کو مجاہدین کا ثواب نہیں بلکہ نیک نیتی اور ثواب کی امید کا ثواب ملے گا بشرطیکہ وہ نیت صالحہ رکھتے ہوں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاد اور نیت جہاد قیامت تک کے لیے باقی ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جہاد فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے اور ہمیشہ سے فرض کفایہ ہی رہا ہے۔ اس حدیث میں ہڈی پر لکھنے کا تذکرہ ہے یہ اس لئے کہ اس زمانے میں کاغذ زیادہ نہیں تھا اس لئے ہڈی چمڑے اور دوسری چیزوں پر لکھا جاتا تھا جو سالہا سال تک باقی رہتا تھا۔ اس آیت وحدیث سے نابینا وغیرہ معذورین سے استثنیٰ ہو گیا اسی طرح جس دور میں بھی جیسے کہ آج کل ہے شرائط جہاد پورے نہ ہوں اس دور کے اہل اسلام بھی معذور ہی شمار ہوں گے۔

[29]..... بَاب فِي فَضْلِ غُزَاةِ الْبَحْرِ
سمندر کے غازیوں کی فضیلت کا بیان

2458۔ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ حَرَامٍ بِنْتُ مِلْحَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي بَيْتِهَا يَوْمًا فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَضْحَكَكَ قَالَ:((أُرِيتُ قَوْمًا مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ ظَهْرَ هَذَا الْبَحْرِ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ)) . قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ:((أَنْتِ مِنْهُمْ)) ثُمَّ نَامَ أَيْضًا فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَضْحَكَكَ ؟قَالَ: ((أُرِيتُ قَوْمًا مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ هَذَا الْبَحْرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ)) . قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ:((أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ)) . قَالَ فَتَزَوَّجَهَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَغَزَا فِي الْبَحْرِ فَحَمَلَهَا مَعَهُ فَلَمَّا قَدِمُوا قُرِّبَتْ لَهَا بَغْلَةٌ لِتَرْكَبَهَا فَصَرَعَتْهَا فَدُقَّتْ عُنُقُهَا فَمَاتَتْ .

(ترجمہ) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ (ان کی خالہ) ام حرام بنت ملحان (رضی اللہ عنہا) نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ان کے گھر میں قیلولہ فرمایا، جب آپ بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے، ام حرام نے کہا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے پیغمبر آپ کو کس چیز نے ہنسا دیا؟ فرمایا: میں نے (خواب میں) دیکھا میری امت کے کچھ لوگ اس سمندر پر سوار ہو کر (جہاد کے لئے) جا رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر سوار ہوتے ہیں (چڑھتے ہیں)۔ میں نے عرض کیا: آپ میرے لئے بھی دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہیں میں سے بنا دے آپ نے فرمایا: تم انہیں میں ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر سو گئے اور جب بیدار ہوئے تو پھر ہنس رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپ کس واسطے ہنس رہے ہیں؟ فرمایا:

میں نے اپنی قوم کے کچھ لوگوں کو دیکھا جو اس سمندر پر سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول دعا کر دیجئے ، اللہ تعالی مجھے بھی ان میں سے بنا دے؟ آپ نے فرمایا: تم پہلی والی جماعت میں سے ہوگی۔

راوی نے کہا: ان (ام حرام رضی اللہ عنہا) سے عبادہ بن صامت نے نکاح کرلیا اور انہیں لے کر سمندر کے بحری بیڑے میں شریک ہوئے اور واپسی میں ان کے لئے سواری قریب لائی گئی تا کہ اس پر سوار ہو جائیں لیکن اس نے ام حرام کو گرا دیا اور گردن کچل ڈالی اور وہ انتقال کر گئیں۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۷۸۸) مسلم (۱۹۱۲) ابو داود (۲٤۹۲) نسائی (۳۱۷۲) ابن ماجه (۲۷۷٦) ابویعلی (۳٦۷۵) ابن حبان (٤٦۰۸)۔

تشریح: ......انبیاء کے خواب بھی وحی اور الہام ہی ہوتے ہیں۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کی امت کے کچھ لوگ بڑی شان اور شوکت کے ساتھ بادشاہوں کی طرح سمندر پر سوار ہو رہے ہیں آخر آپ کا یہ خواب پورا ہوا اور مسلمانوں نے معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی سرداری میں روم سے جنگ کے لئے بحری بیڑہ تیار کر کے جہاد کیا۔ ام حرام بھی اپنے شوہر کے ساتھ اس لڑائی میں شریک تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے بحری بیڑے میں شریک ہو کر واپسی کے سفر میں سواری سے گر کر شہید ہو گئیں اور قرآن وحدیث کی رو سے جو ٹولی جہاد کے لئے نکلے اور راستے میں اپنی طبعی موت مر جائے تب بھی وہ شہید ہے اس سے عورتوں کا جہاد کے لئے نکلنا ثابت ہوا ، ام حرام رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں اس لئے آپ ان کے پاس آیا کرتے تھے، وہ ماں کی طرح نہایت درجہ آپ پر شفیق و مہربان تھیں اور آپ کی خدمت کیا کرتی تھیں (رضی اللہ عنہا وارضاہا)

[30]..... بَاب فِي النِّسَاءِ يَغْزُونَ مَعَ الرِّجَالِ
خواتین کا مردوں کے ساتھ جہاد کرنے کا بیان

2459۔ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ أُدَاوِي الْجَرِيحَ أَوِ الْجَرْحَى وَأَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَأَخْلُفُهُمْ فِي رِحَالِهِمْ.

(ترجمہ) ام عطیہ (نسیبہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا) نے کہا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی، میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی، ان کے لئے کھانا بناتی اور ان کے سامان کی حفاظت کرتی تھی۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۸۱۲) ابن ماجه (۲۸۵٦) احمد (۸٤/۵، ٤۰۷/٦) ابن ابی شیبه (۱۵٤۹۷)۔

تشریح: ......اس حدیث سے عورت کا مجاہدین کے ساتھ جہاد میں نکلنا مریضوں کی تیمارداری مجاہدین کی خدمت اوران کے سامان کی نگرانی کرنا ثابت ہوا یعنی وقت ضرورت عورت جہاد میں شریک ہوسکتی ہے۔ واللہ اعلم

[31]..... بَاب فِي خُرُوجِ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ بَعْضِ نِسَائِهِ فِي الْغَزْوِ

رسول اللہ ﷺ کا اپنی بعض بیویوں کے ساتھ جہاد کے لئے نکلنے کا بیان

2460۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ عَلَى عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ فَخَرَجَتَا مَعَهُ جَمِيعًا .

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب نکلتے تو اپنی بیویوں کے نام کی قرعہ اندازی کرتے تھے، ایک بار عائشہ اور حفصہ دونوں کا قرعہ نکل آیا تو وہ دونوں ایک ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئیں۔

(**تخریج**) یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٢١١) مسلم (٢٧٧٠) ابویعلی (٤٣٩٧) ابن حبان (٤٢٢١).

[32]..... بَاب فَضْلِ مَنْ رَابَطَ يَوْمًا وَلَيْلَةً

جو شخص ایک دن یا ایک رات پہرہ دے اس کی فضیلت

2461۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ إِنِّي كُنْتُ كَتَمْتُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَرَاهِيَةَ تَفَرُّقِكُمْ عَنِّي ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ أُحَدِّثَكُمُوهُ لِيَخْتَارَ امْرُؤٌ لِنَفْسِهِ مَا بَدَا لَهُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ)) .

(ترجمہ) عثمان (رضی اللہ عنہ) کے آزاد کردہ غلام ابوصالح نے کہا: میں نے امیر المومنین عثمان (رضی اللہ عنہ) کو منبر پر کہتے ہوئے سنا: میں نے تم سے ایک حدیث چھپائی جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی، یہ اس وجہ سے کہ تم مجھ کو چھوڑ کر نہ چلے جاؤ پھر مجھے خیال آیا کہ وہ حدیث میں تمہارے سامنے بیان کردوں تاکہ آدمی اپنے لئے جو مناسب سمجھے وہ اختیار کرلے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے: اللہ کے راستے میں ایک دن پہرہ دینا ہزار سال سے بہتر ہے اور گھروں میں پہرہ دینے سے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے۔ دیکھئے: ترمذی (١٦٦٧) نسائی (٣١٦٩) ابن حبان (٤٦٠٩) موارد الظمآن (١٥٩٢) اس حدیث سے اللہ کے راستے میں پہرہ دینے کی فضیلت معلوم ہوئی اور پیچھے گذر چکا ہے کہ جو آنکھ اللہ کے راستے میں پہرہ دے وہ جہنم میں نہ جائے گی۔

[33]..... بَاب فِي فَضْلِ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا
جو شخص پہرے داری کرتے ہوئے مرجائے اس کی فضیلت

2462- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ مِشْرَحٍ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الْمُرَابِطَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَإِنَّهُ يُجْرَى لَهُ عَمَلُهُ حَتّٰى يُبْعَثَ)).

(ترجمہ)عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: ہر مرنے والے کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے سوائے اللہ کے راستے میں پہرہ دینے والے کے، اس کے عمل کا سلسلہ جاری رہتا ہے یہاں تک کہ وہ دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

(**تخریج**) اس روایت میں عبداللہ بن لہیعہ ہیں۔ جو ضعیف ہیں۔ دیکھئے: احمد (٤/ ١٥٠، ١٥٧) طبرانی ١٧/ ٣٠٨ (٤٤٨٠) مستدرك (٢/ ١٤٤) اس کا شاہد بھی ہے دیکھئے: ابن حبان (٤٦٢٤) موارد الظمآن (١٦٢٤)۔

[34]..... بَاب فَضْلِ الْخَيْلِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ
جہاد میں گھوڑے کی فضیلت کا بیان

2463- أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ:الأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ)).

(ترجمہ)عروہ البارقی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیر و برکت قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں کے ساتھ بندھی رہے گی یعنی یہ آخرت میں ثواب اور دنیا میں مال غنیمت کا سبب ہونگے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٨٥٢) مسلم (١٨٧٣) ابویعلی (٦٨٢٨) ابن منصور (٢٨٢٦).

2464- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ)).

(ترجمہ)اس روایت کا ترجمہ اور تخریج اوپر ذکر کی جا چکی ہے۔

تشریح: ......مولانا داود راز رحمہ اللہ شرح البخاری میں لکھتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ بتانا چاہتے ہیں کہ گھوڑے میں خیر و برکت سے متعلق جو حدیث ہے وہ اس کے آلہ جہاد ہونے کی وجہ سے ہے اور جب قیامت تک اس میں خیر باقی رہے گی تو اس سے نکلا کہ جہاد کا حکم بھی قیامت تک باقی رہے گا اور چونکہ قیامت تک آنے والا دور ہر اچھا اور برا دونوں ہوگا اس لئے مسلمانوں کے امراء بھی اسلامی شریعت کے پوری طرح پابند ہونگے اور کبھی ایسے نہ ہونگے لیکن جہاد کا سلسلہ کبھی

بند نہ ہوگا کیونکہ یہ اعلاء کلمۃ اللہ اور دنیا و آخرت میں سربلندی کا ذریعہ ہے اس لئے اسلامی مفاد کے پیش نظر ظالم حکمرانوں کی قیادت میں بھی جہاد کیا جاتا رہے گا۔ (انتہی) "والاسلام يعلو ولا يعلى عليه" اسلام کفر و شرک کی تمام طاقتوں کے اجتماع کے باوجود باذن اللہ سربلند ہی رہے گا جس کا آج ہم نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

[35]..... بَاب مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْخَيْلِ وَمَا يُكْرَهُ

کونسا گھوڑا پسندیدہ اور کون سا ناپسندیدہ ہوتا ہے

2465- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عُلَيِّ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَشْتَرِيَ فَرَسًا فَأَيَّهَا أَشْتَرِيْ قَالَ:((اشْتَرِ أَدْهَمَ أَرْثَمَ مُحَجَّلَ طَلْقَ الْيَدِ الْيُمْنَى أَوْ مِنَ الْكُمْتِ عَلَى هَذِهِ الشِّيَةِ تَغْنَمْ وَتَسْلَمْ)).

(ترجمہ) ابوقتادہ انصاری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول میں گھوڑا خریدنا چاہتا ہوں سو کون سا گھوڑا خریدوں؟ آپ نے فرمایا: کالا گھوڑا خریدو جس کی ناک اور اوپر کے ہونٹ پر سفیدی ہو اور ہاتھ پاؤں پر بھی سفیدی ہو، صرف دایاں ہاتھ پر سفیدی نہ ہو یا پھر کالا سرخی مائل ان علامتوں والا گھوڑا خریدو تم کو غنیمت بھی ملے گی اور (باذن اللہ) محفوظ بھی رہو گے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف لیکن حدیث دوسری سند سے صحیح ہے۔ دیکھئے: ابن حبان (٤٦٧٦) موارد الظمآن (١٦٣٣)۔

[36]..... بَاب فِي السَّبْقِ

گھوڑ دوڑ کا بیان

2466- حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَابِقُ بَيْنَ الْخَيْلِ الْمُضَمَّرَةِ مِنَ الْحَفْيَا إِلَى الثَّنِيَّةِ وَالَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَأَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ فِيمَنْ سَابَقَ بِهَا.

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مضمر گھوڑوں کی حفیا سے ثنیہ تک دوڑ کراتے تھے اور غیر مضمر گھوڑوں کی ثنیہ سے مسجد بنی زریق تک کی دوڑ کراتے تھے۔ اور ابن عمر بھی اس گھوڑ دوڑ میں شریک ہونے والوں میں سے تھے۔

توضیح: ...... مضمر اس گھوڑے کو کہتے ہیں کہ پہلے اس کو خوب کھلایا جاتا ہے تاکہ خوب موٹا ہو جائے پھر اس کا دانہ چارہ کم کر دیا جاتا ہے اور اصطبل میں جھول ڈال کر بند رکھا جاتا ہے تاکہ گرمی سے چربی پگھلتی رہے اور پسینہ آ کر گوشت کم ہو جائے ایسا گھوڑا دوڑنے میں بہت تیز ہوتا ہے اور طاقتور بھی ہوتا ہے اور حفیا اور ثنیہ مدینہ طیبہ میں دو مشہور مقامات

کے نام ہیں جن کا درمیانی فاصلہ چھ یا سات کیلومیٹر کے قریب تھا۔ مضمر اور مدرب گھوڑوں کی دوڑ اتنی مسافت کی ہوتی تھی لیکن غیر مضمر گھوڑے صرف ثنیہ اور مسجد بنی زریق تک دوڑائے جاتے تھے جس کا فاصلہ تقریباً ایک میل ہوتا تھا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند قوی اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٤٢٠، ٢٨٦٨) مسلم (١٨٧٠) ابوداود (١٨٢٠) نسائی (٣٥٨٦) ابن حبان (٤٦٨٦) وغیرهم۔

تشریح: ......گھوڑا بڑا بابرکت جانور ہے۔ آج کے مشینی دور میں بھی ایک متمدن حکومت کے لئے گھوڑے کی بڑی اہمیت اور شان وشوکت ہے۔ عربی نسل کے گھوڑے جو فوقیت رکھتے ہیں وہ محتاج بیان نہیں، زمانہ رسالت میں بھی گھوڑوں کو سدھانے کے لئے یہ مقابلے کی دوڑ ہوا کرتی تھی مگر آج کل ریس کے نام سے جو دوڑ شہروں میں کرائی جاتی ہے اور اس پر بڑی بڑی رقوم بطور جوئے بازی کے لگائی جاتی ہیں یہ کھلا ہوا جوا ہے جو شرعاً قطعاً حرام ہے۔ (راز رحمہ اللہ)۔

[37]..... بَاب فِي رِهَانِ الْخَيْلِ
گھوڑے پر شرط لگانے کا بیان

2467۔ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنِي الزُّبَيْرُ بْنُ الْخِرِّيتِ عَنْ أَبِي لَبِيدٍ قَالَ أُجْرِيَتْ الْخَيْلُ فِي زَمَنِ الْحَجَّاجِ وَالْحَكَمُ بْنُ أَيُّوبَ عَلَى الْبَصْرَةِ فَأَتَيْنَا الرِّهَانَ فَلَمَّا جَاءَتْ الْخَيْلُ قَالَ قُلْنَا لَوْ مِلْنَا إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَسَأَلْنَاهُ أَكَانُوا يُرَاهِنُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَأَتَيْنَاهُ وَهُوَ فِي قَصْرِهِ فِي الزَّاوِيَةِ فَسَأَلْنَاهُ فَقُلْنَا يَا أَبَا حَمْزَةَ أَكُنْتُمْ تُرَاهِنُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُرَاهِنُ قَالَ نَعَمْ لَقَدْ رَاهَنَ وَاللَّهِ عَلَى فَرَسٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ سَبْحَةُ فَسَبَقَ النَّاسَ فَانْهَشَّ لِذَلِكَ وَأَعْجَبَهُ.

قَالَ عَبْدُاللَّهِ انْهَشَّهُ يَعْنِي أَعْجَبَهُ.

(ترجمہ) ابولبید نے کہا: حجاج اور حکم بن ایوب کی بصرہ پر گورنری کے دوران گھوڑ دوڑ ہوئی ہم اس کے مقام پر پہنچے اور گھوڑے آ گئے تو خیال آیا کہ اس بارے میں خادم رسول اللہ ﷺ انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے پوچھنا چاہیے، کیا صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں گھوڑوں پر شرط لگاتے تھے؟ چنانچہ ہم ان سے ملنے گئے وہ اس وقت زاویہ میں اپنے محل میں تھے، ہم نے ان سے پوچھا اور کہا: اے ابوحمزہ کیا آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں گھوڑوں پر شرط لگاتے تھے؟ اور کہا: رسول اللہ ﷺ بھی شرط لگاتے تھے؟ انس (رضی اللہ) نے جواب دیا، ہاں اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھوڑے پر شرط لگائی جس کو سبحہ کہا جاتا تھا وہ سب پر بازی لے گیا اس پر آپ ﷺ بہت خوش ہوئے اور آپ کو یہ بہت اچھا لگا۔

امام دارمی نے کہا: انہشہ کے معنی اعجبہ کے ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے، ابولبید کا نام لمازہ بن زبار ہے۔ تخریج کے لئے دیکھئے: احمد (٣/ ١٦٠،

۲۵٦) طبرانی فی الاوسط (٨٨٤٥) البیهقی (١٠/ ٢١)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہار جیت کی شرط لگانا جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس پر رقم اور کرنسی نہ لگائی جائے اور جوا نہ کھیلا جائے جیسا کہ پہلے باب میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

[38]..... بَاب فِي جِهَادِ الْمُشْرِكِينَ بِاللِّسَانِ وَالْيَدِ
مشرکین کے ساتھ زبان اور ہاتھ سے جہاد کرنے کا بیان

2468۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ)).

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی جان و مال اور زبانوں کے ساتھ مشرکین سے جہاد کرو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٢٥٠٤) نسائی (٣٠٩٦، ٣١٩٢) ابویعلی (٣٨٧٥) ابن حبان (٤٧٠٨) موارد الظمان (١٦١٨)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مال اور زبان سے بھی جہاد ہوتا ہے جس طرح جان کے ساتھ جہاد کیا جاتا ہے، جان کے ساتھ جہاد کرنے سے مراد ہے دشمن کے ساتھ لڑنا، اپنی جان اللہ کے سپرد کر دینا، زخمی ہونا یا شہادت سے سرفراز ہونا، زبانوں کا جہاد یہ ہے کہ جہاد کی فضیلت بیان کی جائے کفر اور کفار کے شر سے آگاہ کیا جائے کافروں کے لئے بددعا اور مسلمان کے لئے دعا کی جائے اور مال کا جہاد معروف ہے کہ اللہ کے راستے میں اپنا مال خرچ کیا جائے، جہاد کی تیاری میں شرکت کی جائے جن کے پاس سازوسامان نہیں انہیں سازوسامان سے لیس کیا جائے۔ پیچھے گذر چکا ہے ہر مسلمان پر جہاد فرض عین نہیں لیکن زبانی اور مالی جہاد سے کسی کو پیچھے نہیں رہنا چاہیے۔

[39]..... بَاب لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ
اس امت کا ایک گروہ ہر زمانے میں حق پر رہ کر جہاد کرے گا

2469۔ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ)).

(ترجمہ) مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ اور لوگوں پر غالب رہے گی یہاں تک کہ اللہ کا امر آ جائے (یعنی موت یا قیامت) اور اس وقت بھی وہی غالب ہوں گے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٣٦٤٠) مسلم (١٩٢١)۔

2470۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ)).

(ترجمہ) امیر المومنین عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: میری امت کے کچھ لوگ ہمیشہ حق پر قائم رہیں گے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جید ہے۔ دیکھئے: منحة المعبود (٢٦٩٦) المختارة للضياء المقدسی (١٢٠) التاريخ الكبير للبخاری (١٢١٤) مسند الشهاب للقضاعی (٩١٣).

تشریح: ......ان دونوں احادیث سے ثابت ہوا کہ ہر دور ہر زمانے میں ایک جماعت ضرور ایسی حق پر رہے گی اللہ کی شریعت پر قائم رہے گی انہیں ذلیل کرنے کی کوشش کرنے والے اوران کی مخالفت کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے جیسا کہ بخاری شریف کی روایت نمبر (٣٦٤١) میں ہے۔ اس گروہ اور جماعت سے مراد اہل حدیثوں کی جماعت ہے جن کا طرز عمل ہمیشہ (ما انا علیہ واصحابی) رہا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر اس حدیث (لا یزال قوم......) سے مراد اہل حدیث نہیں تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ اور کون لوگ مراد ہو سکتے ہیں دیگر بہت سے علماء نے بھی یہی کہا ہے، اہل حدیث پر طعن و تشنیع کرنے والے اور اس کو قادیانیت جیسا فتنہ قرار دینے والے ان احادیث پر ذرا غور کریں اور مذموم حرکات سے باز آئیں۔ واضح رہے کہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ کرام و دیگر تمام اسلاف کرام سب بھی اسی حدیث کے ضمن میں آتے ہیں جن کی مساعی جمیلہ سے سنت کے چراغ روشن ہیں اور جن کے حضور قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند رہتی ہیں۔ (جعلنا اللّٰه وایاکم منهم) آمین۔

[40]..... بَاب فِي قِتَالِ الْخَوَارِجِ
خوارج سے لڑائی کا بیان

2471۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ هُوَ ابْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَلَاقِيمَهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَخْرُجُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ)). قَالَ: سُلَيْمَانُ قَالَ: حُمَيْدٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّامِتِ فَلَقِيتُ رَافِعًا أَخَا الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ فَحَدَّثْتُهُ هٰذَا الْحَدِيثَ قَالَ: رَافِعٌ وَأَنَا أَيْضًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

(ترجمہ) ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں میرے بعد ایک ایسی قوم ہوگی جو قرآن پڑھے گی اور وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا (یعنی بے عمل ہونگے) وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان

سے نکل جاتا ہے، اور وہ پھر دین کی طرف لوٹ کر نہ آئیں گے وہ لوگ ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔

سلیمان نے کہا: حمید نے کہا: عبداللہ بن صامت نے کہا: پھر میں رافع بن عمرو الغفاری، حکم بن عمرو الغفاری کے بھائی سے ملا اور یہ حدیث بیان کی، رافع نے کہا: اور میں نے بھی یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے، دیکھئے: مسلم (١٠٦٧) فی الزکاة، باب الخوارج شرالخلیقه نیز دیکھئے: ابن حبان (٦٧٣٨).

تشریح: ......اس صحیح حدیث سے رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی حرف بحرف ثابت ہوئی اور خلافت راشدہ میں ہی ایسے بے دین لوگ پیدا ہوئے جو دین سے نکل گئے اور وہ خوارج کی جماعت ہے، آج بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں قرآن پڑھتے ہیں لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا ہے۔ بے عمل بے دین اور نام کے مسلمان ہیں۔ أُولَـٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ یقیناً ایسے لوگ ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِ ضَالَّ الْمُسْلِمِيْنَ ایسے گمراہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

سیر کے مسائل

[1]..... بَاب بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا
اللہ برکت دے میری امت کے صبح کے وقت میں

2472- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ ، عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ حَدِيدٍ عَنْ صَخْرٍ الْغَامِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:((اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا)) وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً بَعَثَهَا مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ ، قَالَ: فَكَانَ هَذَا الرَّجُلُ رَجُلًا تَاجِرًا ، فَكَانَ يَبْعَثُ غِلْمَانَهُ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ فَكَثُرَ مَالُهُ .

(ترجمہ) صخر الغامدی (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ برکت دے میری امت کو صبح سویرے کے وقت میں، اور رسول اللہ ﷺ جب کسی فوجی دستہ کو روانہ کرتے تو صبح کے وقت ہی روانہ کرتے۔
راوی نے کہا اور یہ شخص (راوی حدیث صخر رضی اللہ عنہ) تاجر تھے اور اپنے نوکروں کو (تجارت کے لئے) صبح کے وقت ہی روانہ کرتے

تھے۔جس سے ان کے مال میں بڑی برکت ہوئی اوران کی دولت بہت زیادہ ہوگئی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے۔دیکھئے: ابوداود (٢٦٠٦) ترمذی (١٢١٢) ابن ماجه (٢٦٣٦) ابن حبان (٤٧٥٤) وغیرهم۔

تشریح: ......اس باب سے امام دارمی رحمہ اللہ نے سریہ اورغزوات میں نکلنے کا ذکر کیا ہے،بعض شارحین حدیث نے کتاب السیر سے مراد سیرت اوربعض نے السیر سے مراد سفر کے لئے نکلنا لیا ہے۔واللہ اعلم بالصواب۔اس کتاب میں کچھ ابواب سفر سے متعلق ہیں لیکن اکثر جنگ وجدال اور تقسیم مغانم سے تعلق رکھتے ہیں۔اس حدیث میں اول النہار سے مراد صبح کا وقت ہے جو بعد نماز فجر ہوتا ہے اس کی بڑی فضیلت ہے،رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا بھی ہے اور صبح سویرے اٹھ کر نماز واذکار سے فارغ ہوکر اپنے کام دھندے میں لگنے کی ترغیب بھی ہے۔آج کل دن چڑھے تک سونا،نماز سے غفلت برتنا،عدم برکت کا موجب بنا ہوا ہے جولوگ شریعت کے احکام کی پابندی کریں وہ دیکھیں گے کس طرح ان کی روزی روٹی میں قلت کے باوجود اللہ تعالیٰ کیسی برکت دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو عامل شریعت بنائے۔

[2]..... بَاب فِي الْخُرُوجِ يَوْمَ الْخَمِيسِ

جمعرات کے دن سفر پر نکلنے کا بیان

2473۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَنْبَأَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَقَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا إِلَّا يَوْمَ الْخَمِيسِ .

(ترجمہ) کعب (بن مالک رضی اللہ عنہ) نے کہا: کم ایسا ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو جمعرات کے علاوہ کسی اور دن میں نکلتے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔دیکھئے: بخاری (٢٩٤٩، ٢٩٥٠) ابوداود (٢٦٠٥) ابن منصور (٢٣٨٠) طبرانی (٦٠/١٩) (١١٠) ابن خزيمه (٢٥١٧) احمد (٤٥٦/٣، ٣٩٠/٦).

تشریح: ......اس حدیث سے جمعرات کے دن سفر کرنا ثابت ہوا جو سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

[3]..... بَاب فِي حُسْنِ الصَّحَابَةِ

سفر میں اچھی صحبت اختیار کرنے کا بیان

2474۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَابْنُ لَهِيعَةَ قَالَا حَدَّثَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ شَرِيكٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ ، وَخَيْرُ الْجِيرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ)) .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین ساتھی

(رفقائے سفر) وہ ہیں جو اپنے ساتھی کے لئے اچھے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لئے بہتر ہو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں ابن لہیعہ ضعیف ہیں لیکن دوسری سند سے یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (١٩٤٤) ابن حبان (٥١٨) الموارد (٢٠٥١)۔

تشریح: ......اس حدیث میں سفر کے لئے اچھے رفقاء اختیار کرنے اور اپنے ہم سفر ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب ہے۔ اسی طرح پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم ہے اور وہ پڑوسی اللہ کے نزدیک بہت پیارا ہے جو اپنے پڑوسی کا خیال رکھے، اسے ایذا نہ پہنچائے، اس کے دکھ سکھ میں شریک ہو۔

[4]..... بَاب فِي خَيْرِ الْأَصْحَابِ وَالسَّرَايَا وَالْجُيُوشِ

بہترین ساتھی اور بہترین فوجی دستہ اور بہترین فوج کا بیان

2475۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ يُونُسَ وَعُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((خَيْرُ الْأَصْحَابِ أَرْبَعَةٌ ، وَخَيْرُ الْجُيُوشِ أَرْبَعَةُ آلَافٍ ، وَخَيْرُ السَّرَايَا أَرْبَعُ مِائَةٍ ، وَمَا بَلَغَ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا فَصَبَرُوا وَصَدَقُوا فَغُلِبُوا مِنْ قِلَّةٍ)).

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین ساتھی چار ہوتے ہیں، اور بہتر لشکر وہ ہے جس میں چار ہزار آدمی ہوں، اور بہتر سریہ (فوجی دستہ) وہ ہے جس میں چار سو آدمی ہوں، اور بارہ ہزار تعداد ہو جائے اور وہ صبر و سچائی سے کام لیں تو قلت کی وجہ سے مغلوب نہ ہوں گے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے، دوسری سند سے صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٢٦١١) ترمذی (١٥٥٥) ابن ماجہ (٢٨٢٧) ابویعلی (٢٥٨٧) ابن حبان (٤٧١٧) موارد الظمآن (١٦٦٣) **ابوداود و ابن ماجہ میں ہے**: "لَنْ يَغْلِبَ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا مِنْ قِلَّةٍ".

تشریح: ......سفر کے لئے چار رفیق اور ساتھی اس لئے بہتر ہیں کہ اگر کوئی بیمار ہو اور وصیت کرنا چاہے کسی رفیق کو تو وہ گواہ ہو جائیں اور علماء نے لکھا ہے کہ چار سے پانچ بھی بہتر ہیں بلکہ اس سے زیادہ بھی کیونکہ حدیث میں اقل درجہ بیان کیا گیا ہے، اور بارہ ہزار ہوں تو ہرگز مغلوب نہ ہوں گے اگر مغلوب ہوئے بھی تو کمی کی وجہ سے نہیں بلکہ کسی اور وجہ سے، عدم صبر، عدم خلوص، بزدلی یا عجب و غرور کی وجہ سے مغلوب ہوں گے۔ (وحیدی بتصرف)

[5]..... بَاب وَصِيَّةِ الْإِمَامِ فِي السَّرَايَا

امام کا فوجی دستے کو رخصت کرتے وقت وصیت کرنے کا بیان

2476۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَمَّرَ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ أَوْصَاهُ فِي خَاصَّةِ نَفْسِهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَبِمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا وَقَالَ:((اغْزُوا بِسْمِ اللّٰهِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ اغْزُوْا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تُمَثِّلُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا)).

(ترجمہ) سلمان بن بریدہ نے اپنے والد بریدہ سے روایت کیا: انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب کسی پلٹن کا امیر مقرر فرماتے تو اسے وصیت کرتے تھے کہ وہ خود اللہ کا تقویٰ اختیار کریں اور جو مسلمان ان کے ساتھ ہیں ان کے ساتھ بھی اللہ سے ڈرتے ہوئے اچھا سلوک کریں نیز آپ فرماتے: اللہ کا نام لے کر اللہ کے راستے میں جہاد کرو جو اللہ کا انکار کرے اس سے جنگ کرو، جہاد کرو لیکن غداری نہ کرو، اور نہ خیانت کرو، نہ مثلہ کرو، اور نہ بچے کو مارو۔

توضیح: ...... ناک کان، دل، جگر ہاتھ پاؤں کاٹ کر الگ الگ کر دینے کو مثلہ کہتے ہیں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۷۳۱) ابوداود (۲۶۱۳) ترمذی (۱۶۱۷) ابن ماجه (۲۸۵۸) ابویعلی (۱۴۱۳) ابن حبان (۴۷۳۹)۔

تشریح: ...... اس حدیث سے لشکر کشی ثابت ہوئی اور روانگی کے وقت نصیحت کرنا بھی ثابت ہوا نیز یہ کہ امیر اور مجاہدین راہ جہاد میں تقویٰ وخلوص اختیار کریں، اور بدعہدی، غداری، خیانت سے رسول اللہ ﷺ نے دور رہنے کی تلقین کی ہے نیز جوش وغضب میں آ کر میت کی بے حرمتی سے یعنی مثلہ کرنے سے بھی منع کیا اور نابالغ بچوں کے قتل سے بھی دوسری احادیث میں عورتوں اور بوڑھوں کا بھی اضافہ ہے۔ یہ اسلام کے وہ زریں اصول حرب ہیں جو اسلام کو معتدل، حقیقت پسندانہ مذہب بتاتے ہیں۔

[6]..... بَاب لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ
دشمن سے مڈبھیڑ کی تمنا نہ کرنے کا بیان

2477۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَإِنْ لَقِيتُمُوْهُمْ فَاثْبُتُوْا وَأَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ فَإِنْ أَجْلَبُوْا وَضَجُّوْا فَعَلَيْكُمْ بِالصَّمْتِ)).

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دشمن سے لڑائی کرنے کی آرزو نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ سے امن وعافیت کی دعا کرو، اور جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو ہی جائے تو پھر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو اور جب وہ چیخ وپکار کریں تو تم خاموش رہو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن دوسرے طرق سے اس کی متعدد جملے صحیح ہیں۔ دیکھئے: بخاری (۲۸۱۸، ۲۸۳۳، ۲۹۶۶) مسلم (۱۷۴۸) ابوداود (۲۶۳۱) ابن منصور (۲۴۲/۲)، البیهقی (۱۵۳/۹) وغیرهم۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاں تک ہو سکے لڑائی سے بچنا، اس کو ٹالنا اور عافیت کی دعا کرنی چاہیے کیونکہ اسلام فتنہ وفساد کے سخت خلاف ہے۔ جب صلح صفائی کی کوئی صورت نہ بن سکے اور دشمن مقابلہ ہی پر آمادہ ہو تو بزدلی نہیں دکھانی چاہیے بلکہ جم کر اور ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے اور صبر واستقامت اور پوری قوت سے دشمن کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ بزدلی اور فرار مومن کی شان سے بعید تر ہے اور ہر حال میں اللہ کو یاد کرنا چاہیے۔ فتح ونصرت اسی کے ہاتھ میں ہے اور موت سے ڈرنا نہیں چاہیے اگر شہادت لکھی ہے تو یہ بڑی سعادت ہے اور کوئی طاقت اس سے بچا نہیں سکتی اور موت مقدر نہیں تو یقیناً سلامتی کے ساتھ واپسی ہوگی۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

کامیابی وناکامی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اس کی مشیت کے سامنے سارے آلات حرب توپ وتفنگ بم اور دھماکے رکھے رہ جاتے ہیں۔ (وَهُوَ غَالِبٌ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ)

[7]..... بَاب فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الْقِتَالِ
جنگ کے وقت دعا کا بیان

2478۔ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ صُهَيْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو أَيَّامَ حُنَيْنٍ:((اللَّهُمَّ بِكَ أُحَاوِلُ، وَبِكَ أُصَاوِلُ، وَبِكَ أُقَاتِلُ)).

(ترجمہ) صہیب (رومی رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین کے ایام میں یہ دعا کیا کرتے تھے (**اللهم بك** ....الخ) اے اللہ میں تیری مدد سے کوشش کرتا ہوں، اور تیری مدد سے حملہ کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے جنگ کرتا ہوں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسند احمد (٣٣٢/٤ و ١٦/٦) الطبرانی ٤٨/٨ (٧٣١٨) وسنن بیهقی (١٥٣/٩) ابن حبان (١٩٧٥)۔

تشریح: ......جنگ کے وقت اس طرح کی دعا کرنا مستحب ہے۔ اس کے علاوہ بھی ایسے وقت میں نبی کریم ﷺ سے دعائیں مذکور ہیں جیسے: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الأَحْزَابِ اِهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ . (بخاری (٢٩٦٥)، مسلم (١٧٤٨) نیز اس سے ثابت ہوا کہ بندے کو ہر وقت مالک الملک اللہ رب العالمین سے دعا کرتے رہنا چاہیے، فتح ونصرت دینے والا وہی ہے صرف اسی کو پکارنا چاہیے۔

[8]..... بَاب فِي الدَّعْوَةِ إِلَى الْإِسْلَامِ قَبْلَ الْقِتَالِ
جنگ کرنے سے پہلے اسلام کی دعوت دینے کا بیان

2479۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَمَّرَ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ أَوْصَاهُ:((إِذَا لَقِيتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَادْعُهُمْ إِلَى إِحْدَى ثَلَاثِ خِلَالٍ أَوْ خِصَالٍ فَأَيَّتُهُمْ مَا أَجَابُوكَ إِلَيْهَا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَإِنْ هُمْ أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ وَأَخْبِرْهُمْ إِنْ هُمْ فَعَلُوا أَنَّ لَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ وَأَنَّ عَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ يَجْرِي عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللّٰهِ الَّذِي يَجْرِي عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَلَيْسَ لَهُمْ فِي الْفَيْءِ وَالْغَنِيمَةِ نَصِيبٌ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنْ هُمْ أَبَوْا أَنْ يَدْخُلُوا فِي الْإِسْلَامِ فَسَلْهُمْ إِعْطَاءَ الْجِزْيَةِ فَإِنْ فَعَلُوا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَقَاتِلْهُمْ . وَإِنْ حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَإِنْ أَرَادُوكَ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهِ فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَلَا ذِمَّةَ نَبِيِّهِ وَلَكِنِ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ أَبِيكَ وَذِمَّةَ أَصْحَابِكَ فَإِنَّكُمْ إِنْ تُخْفِرُوا بِذِمَّتِكُمْ وَذِمَّةِ آبَائِكُمْ أَهْوَنُ عَلَيْكُمْ مِنْ أَنْ تُخْفِرُوا ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ رَسُولِهِ وَإِنْ حَاصَرْتَ حِصْنًا فَأَرَادُوكَ أَنْ يَنْزِلُوا عَلَى حُكْمِ اللّٰهِ فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِ اللّٰهِ وَلَكِنْ أَنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَتُصِيبُ حُكْمَ اللّٰهِ فِيهِمْ أَمْ لَا ثُمَّ اقْضِ فِيهِمْ بِمَا شِئْتَ)).

(ترجمہ) سلیمان بن بریدہ نے اپنے باپ سے روایت کیا انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب کسی کو کسی پلٹن کا سردار بناتے تو اسے وصیت کرتے تھے کہ جب تمہاری مشرک دشمن سے ملاقات ہو تو انہیں تین میں سے ایک بات کی دعوت دو ان تینوں خصلتوں میں سے وہ جو بھی مان لیں اس کو قبول کرلو اور ان سے لڑائی نہ کرو، وہ تین باتیں یہ ہیں: ان کو اسلام کی دعوت دو، اگر وہ اس پر راضی ہوں تو تم قبول کرلو اور ان سے باز رہو (یعنی ان کے جان و مال کو تلف نہ کرو) پھر ان سے کہو کہ وہ اپنے ملک سے مہاجرین کے ملک میں منتقل ہو جائیں اور انہیں بتاؤ کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو جو (حق فائدہ) مہاجرین کے لئے ہے وہ ان کو بھی ملے گا جو سزائیں (قصور کے بدلے) مہاجرین کو دی جاتی ہیں وہی ان کو بھی دی جائیں گی، اور اگر وہ ہجرت کرنے سے انکار کر دیں تو ان کا حکم مسلم دیہاتیوں کا سا ہوگا اور اللہ کا حکم جو مسلمانوں پر جاری ہوتا ہے وہ ان پر جاری ہوگا اور ان کو مال غنیمت یا بلا جنگ کے حاصل شدہ مال میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا سوائے اس حالت کے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد کریں، اور اگر وہ اسلام لانے سے انکار کریں تو ان سے کہو کہ جزیہ ادا کریں اگر وہ جزیہ دینے پر راضی ہوں تو قبول کرلو اور ان سے باز رہو (ان کے قتل یا مال سے کیونکہ وہ ذمی ہو گئے اور ان کا جان و مال محفوظ ہو گیا) اور اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کریں تو اللہ سے مدد طلب کر کے ان سے لڑائی کرو اور اگر تم کسی قلعہ کا محاصرہ کرو اور قلعہ کے لوگ تم سے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ طلب کریں (یعنی امان مانگیں) تو اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ نہ دو بلکہ اپنا، اپنے باپ اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ دیدو اس لئے کہ اگر تم اپنا ذمہ یا اپنے باپ دادوں کا ذمہ توڑ ڈالو تو یہ اس سے آسان ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ توڑ ڈالو اور اگر تم کسی قلعہ کا محاصرہ کرو پھر قلعہ والے یہ چاہیں کہ اللہ کے حکم پر وہ قلعہ سے نکل آئیں گے تو اس شرط پر انہیں نہ نکالو بلکہ اپنے حکم پر ہی انہیں نکلنے کو کہو اس لئے کہ تم

نہیں جانتے تم اللہ کے حکم پر چل سکو گے یا نہیں پھر اس کے بعد جس طرح چاہو ان کا فیصلہ کرلو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۷۳۱) ابوداود (۲۶۱۲) ترمذی (۱۶۱۷) ابن ماجه (۲۸۵۸)۔

تشریح: ......اس حدیث سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جنگ کرنے سے پہلے اسلام کی دعوت دی جائے، انکار کریں تو جزیہ طلب کیا جائے۔ اس سے بھی انکار کریں تو پھر قتال کیا جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مال فیئ اور غنیمت میں دیہاتیوں کا حصہ نہیں ہے سوائے ان کے جو جہاد میں شہریوں کے ساتھ شریک ہوں نیز یہ کہ اگر دشمن پہلی دو شرطوں میں سے کوئی ایک کو مان لے تو پھر ان سے جنگ نہیں کی جائے گی۔

2480- قَالَ عَلْقَمَةُ فَحَدَّثْتُ بِهِ مُقَاتِلَ بْنَ حَيَّانَ فَقَالَ حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ هَيْصَمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ .

(ترجمہ) علقمہ نے کہا: میں نے اس حدیث کو مقاتل بن حیان سے بیان کیا تو انہوں نے کہا: یہی حدیث مجھ سے مسلم بن ہیصم نے نعمان بن مقرن سے بیان کی اور انہوں نے ایسے ہی رسول اللہ ﷺ سے روایت کی۔

(**تخریج**) اس روایت کی تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

2481- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا قَاتَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَوْمًا حَتَّى دَعَاهُمْ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: سُفْيَانُ لَمْ يَسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ يَعْنِي: هٰذَا الْحَدِيثَ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی بھی قوم سے دعوت (اسلام) دینے سے پہلے قتال نہیں کیا۔

امام دارمی نے کہا: اس حدیث کو سفیان نے ابن ابی نجیح سے نہیں سنا۔ (یعنی یہ روایت منقطع ہے)۔

(**تخریج**) اس سند سے یہ روایت منقطع ہے لیکن دوسری صحیح سند سے موجود ہے۔ دیکھئے: احمد (۲۳۶/۱)، ابویعلی (۲۵۹۱) طبرانی ۱۳۲/۱۱ (۱۱۲۷۰) بیهقی (۱۰۷/۹)، الحاکم (۳۸).

[9]..... بَابُ الْإِغَارَةِ عَلَى الْعَدُوِّ
دشمن پر حملہ کرنے کے وقت کا بیان

2482- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُغِيرُ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَكَانَ يَسْتَمِعُ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ .

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز فجر کے وقت (دشمن پر) حملہ کرتے تھے اور سننے کی کوشش کرتے تھے، اگر (فجر کی) اذان سن لیتے تو پھر حملہ نہ کرتے اور اذان سنائی نہ دیتی تو پھر حملہ کر دیتے تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۶۱۰) مسلم (۳۸۲) ابوداود (۲۶۳۴)

ترمذی (١٦١٨) ابویعلی (٣٣٠٧)۔

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس بستی میں مسلم اور غیر مسلم ایک ساتھ رہتے ہوں اس پر حملہ کرنا درست نہیں۔

[10]..... بَاب فِي الْقِتَالِ عَلَى قَوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

لا الہ الا اللہ کے لئے جنگ کرنے کا بیان

2483۔ أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَوْسَ بْنَ أَبِي أَوْسٍ الثَّقَفِيَّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ قَالَ وَكُنْتُ فِي أَسْفَلِ الْقُبَّةِ لَيْسَ فِيهَا أَحَدٌ إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ نَائِمٌ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَسَارَّهُ فَقَالَ :((اذْهَبْ فَاقْتُلْهُ)) . ثُمَّ قَالَ:((أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ؟)) قَالَ شُعْبَةُ وَأَشُكُّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ بَلَى قَالَ:((إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَإِذَا قَالُوهَا حَرُمَتْ عَلَيَّ دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا)). وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ قَالَ وَهُوَ الَّذِي قَتَلَ أَبَا مَسْعُودٍ قَالَ وَمَا مَاتَ حَتَّى قَتَلَ خَيْرَ إِنْسَانٍ بِالطَّائِفِ .

(ترجمہ) اوس بن ابی اوس ثقفی نے کہا: میں بنوثقیف کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں اس قبہ کے ایک کونے میں تھا جس میں رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی نہیں تھا آپ سوئے ہوئے تھے اچانک ایک صحابی آپ کے پاس آئے اور سرگوشی کی۔آپ نے فرمایا: جاؤ اسے قتل کردو۔اس نے کہا: پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ اس کی گواہی نہیں دیتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟ شعبہ نے کہا: مجھے اس میں شک ہے کہ محمد ﷺ کی شہادت کے بارے میں کہا یا نہیں۔ انہوں نے کہا: جی ہاں (اس کی گواہی دیتا ہے) فرمایا: مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جہاد کروں جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ دیں اور جب وہ یہ کہہ دیں تو پھر میرے اوپر ان کا خون ان کے مال حرام ہیں سوائے حق اسلام کے (یعنی حد یا قصاص کے) اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔راوی نے کہا: اس شخص نے ابومسعود کو قتل کیا تھا اور اس وقت تک اس کو موت نہ آئی جب تک کہ طائف کے سب سے اچھے انسان فوت نہ ہوئے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔دیکھئے: طیالسی (٣٧) طبرانی ٢١٨/١ (٥٩٤) ابن ماجه (٣٩٢٩) ابویعلی (٦٨٦٢) وغيرهم واصله في الصحيحين ۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ دے اس کا مال اور اس کی جان محفوظ ہو جائے گی، اب اس کو دشمن اسلام ہونے کے سبب نہ قتل کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کا مال ومتاع زبردستی لیا جا سکتا ہے سوائے حق اسلام کے یعنی حد یا قصاص میں جان کا بدلہ جان اور مال میں سے زکاۃ وصدقات وغیرہ کیونکہ یہ کلمہ کہہ کر وہ مسلمانوں کے زمرے میں داخل ہو گیا اور ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو مارنا یا اس کا مال ہڑپ کرنا حرام ہے۔جیسا کہ: أَلَا إِنَّ دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا ......(اوکما قال علیہ

السلام) مروی ہے۔

[11]..... بَاب لَا يَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ يَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
جو شخص لا الہ الا اللہ کی گواہی دے اس کا خوں بہانا جائز نہیں

2484۔ أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِلَّا ثَلَاثَةِ نَفَرٍ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِي وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ)).

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کا خون جو کلمہ لا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ) کا ماننے والا ہو حلال نہیں ہے البتہ تین آدمیوں کا خون حلال ہے۔ جان کے بدلے جان لینے والا، شادی شدہ ہو کر زنا کرنے والا، اور دین چھوڑ کر اسلام سے نکل جانے والا (مرتد) جماعت کو چھوڑ دینے والا۔

(تخریج) یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٨٧٨) مسلم (١٦٧٦)۔

[12]..... بَاب فِي بَيَانِ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ
نبی کریم ﷺ کے فرمان "الصلاۃ جامعۃ" کا بیان

2485۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ خَالِدِ بْنِ سُمَيْرٍ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَبَاحٍ الْأَنْصَارِيُّ وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ تُفَقِّهُهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ جَيْشَ الْأُمَرَاءِ. قَالَ: فَانْطَلَقُوا فَلَبِثُوا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمِنْبَرَ فَأَمَرَ فَنُودِيَ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ.

(ترجمہ) خالد بن سمیر نے کہا: عبداللہ بن رباح انصاری ہمارے پاس تشریف لائے۔ انصار ان کو فقیہ جانتے تھے انہوں نے کہا: ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ہم سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے امراء کا لشکر روانہ کیا، وہ چلے اور جتنا اللہ نے چاہا ٹھہرے رہے پھر رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور حکم دیا چنانچہ اعلان کیا گیا۔ الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ یعنی نماز تیار ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: احمد (٢٩٩/٥)، النسائی فی الکبری (٨٢٤٩) البیهقی فی دلائل النبوة (٣٦٧/٤)۔

فائدہ:...... الصلاة جامعة یہ کہنا صلاۃ الکسوف والخسوف یا ہنگامی حالت کے لئے خاص ہے پنج وقتہ نمازوں کے لئے اذان اور اقامت ہے۔

[13]..... بَاب الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ
صاحب مشورہ کے امانت دار ہونے کا بیان

2486۔ أَخْبَرَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ

الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ)).

(ترجمہ) ابومسعود انصاری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس سے مشورہ لیا جائے اس کا امانت دار ہونا ضروری ہے۔

توضیح: ......یعنی اس مشیر کو افشائے راز نہ کرنا چاہیے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۲۸۲۳) ابوداؤد (۵۱۲۸) ابن ماجه (۳۷۴۵) الحاکم (۱۲۱/۴)، شرح السنه (۵۲۱/۴)، موارد الظمآن (۱۹۹۱)۔

[14]..... بَاب فِي الْحَرْبِ خُدْعَةٌ

لڑائی میں چالبازی کا بیان

2487۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ غَزْوَةً وَرَّى بِغَيْرِهَا.

(ترجمہ) کعب بن مالک (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب کہیں لڑائی کا ارادہ کرتے تو توریہ (غیر سے چھپاتے) کرتے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۲۶۳۶) احمد (۴۵۶/۳)، ابن ابی شیبه (۱۸۸۵۱)۔

توضیح: ......توریہ سے مراد یہ ہے کہ جانا کسی طرف ہوتا لیکن اشارہ اور توجہ کسی اور طرف کرتے تا کہ کسی جاسوس کو معلوم نہ ہو سکے کہ کس طرف جانے کا پروگرام ہے اور دشمن محتاط نہ ہو جائے مثلاً جانا جنوب کی طرف ہو اور دریافت احوال یا پیش قدمی شمال یا مشرق کی طرف ہوتا کہ دشمن کو بے خبری اور غفلت میں جالیں یہ حربی اور جنگی حکمت عملی ہے اس کو دھوکہ نہیں کہا جا سکتا ہے اور الحرب خدعۃ کا مطلب چالبازی، حیلہ سازی ہے یعنی جو فریق جنگ میں چستی و چالاکی سے کام لے گا جنگ کا پانسہ اس کے ہاتھ میں ہوگا۔

[15]..... بَاب الشِّعَارِ

جنگ میں خاص علامت کے اختیار کرنے کا بیان

2488۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَارَزْتُ رَجُلًا فَقَتَلْتُهُ فَنَفَّلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَلَبَهُ فَكَانَ شِعَارُنَا مَعَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ أَمِتْ يَعْنِي اقْتُلْ.

(ترجمہ) سلمہ بن اکوع (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے ایک شخص سے مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کا مال و متاع دے دیا اور اس دن خالد بن الولید (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہمارا کوڈ ورڈ تھا امت یعنی اقتل (قتل کر ڈالو)۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابوداود (۲۵۹۶) ابن حبان (۴۸۳۹)۔

تشریح: ......اس حدیث میں شعار کا مطلب وہ علامت یا کلمہ ہے جس سے فوجی ایک دوسرے کو پہچان لیں اور اشتباہ

نہ ہو اور بھائی بھائی کو قتل نہ کر ڈالے۔ شب خون کے وقت ایسا ہوسکتا ہے اس لئے کوڈ ورڈ مقرر کر لیا جاتا ہے جیسا کہ مذکور بالا حدیث میں امت کا لفظ ہے۔ دوسری احادیث میں حم لا ینصرون اور دیگر الفاظ آتے ہیں۔

[16]..... بَاب فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ شَاهَتِ الْوُجُوهُ

نبی کریم ﷺ کے فرمان ''شاہت الوجوہ'' کا بیان

2489۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ وَعَفَّانُ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَسَارٍ أَبِي هَمَّامٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْفِهْرِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ حُنَيْنٍ فَكُنَّا فِي يَوْمٍ قَائِظٍ شَدِيدِ الْحَرِّ فَنَزَلْنَا تَحْتَ ظِلَالِ الشَّجَرِ فَذَكَرَ الْقِصَّةَ ثُمَّ أَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ قَالَ فَحَدَّثَنِي الَّذِي هُوَ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنِّي أَنَّهُ ضَرَبَ بِهِ وُجُوهَهُمْ وَقَالَ:((شَاهَتِ الْوُجُوهُ))فَهَزَمَ اللّٰهُ الْمُشْرِكِينَ قَالَ يَعْلَى فَحَدَّثَنِي أَبْنَاؤُهُمْ أَنَّ آبَائَهُمْ قَالُوا فَمَا بَقِيَ مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا امْتَلَأَتْ عَيْنَاهُ وَفَمُهُ تُرَابًا .

(ترجمہ) ابوعبدالرحمٰن الفہری نے کہا: میں سخت گرمی کے دن جنگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا اور ہم نے درختوں کے سایے میں پڑاؤ ڈالا۔ اس کے بعد پورا قصہ بیان کیا اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مٹھی میں مٹی بھری اور مجھے اس شخص نے خبر دی جو آپ کے بالکل قریب تھا کہ اس مٹی کو آپ ﷺ نے دشمنوں کی طرف پھینکا اور فرمایا: ان کے منہ خراب ہوں، پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست دی۔

یعلی نے کہا: ان کے بیٹوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے آباء نے کہا کہ ہم میں سے اس وقت کوئی ایسا نہ بچا کہ اس کی آنکھیں اور منہ مٹی سے نہ بھر گئے ہوں۔

(تخریج) اس روایت کی سند قوی ہے۔ دیکھئے: احمد (٥/٢٨٦)، ابن ابی شیبہ (١٨٨٤٤) ابویعلی (٦٧٠٨) ابن حبان (٧٠٤٩) الحمیدی (٤٦٤).

تشریح: ...... جنگ حنین ہوازن وثقیف کے قبائل سے فتح مکہ کے بعد ۸ھ میں وقوع پذیر ہوئی جس میں مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار کے لگ بھگ تھی اور کافروں کی تعداد ۴ ہزار کے قریب تھی مسلمانوں کو اپنی طاقت پر بھروسہ ہو گیا اور سوچنے لگے کہ ہماری تھوڑی سی تعداد بڑی سے بڑی تعداد پر غالب آجاتی ہے تو اس بڑے لشکر کو کون شکست دے سکے گا لیکن فتح ونصرت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تنبیہ اور آزمائش ڈال دی، شروع میں مسلمان پسپا ہو گئے پھر نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اور کہا شاہت الوجوہ یعنی بددعا کی، اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور دشمن کو ہزیمت وشکست ہوئی۔

[17]..... بَاب فِي بَيْعَةِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی کریم ﷺ کی بیعت کا بیان

2490۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ

قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ مَعَهُ فِي مَجْلِسٍ: ((بَايِعُوْنِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ)). قَالَ: فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذٰلِكَ.

(ترجمہ) عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مجلس میں تھے کہ آپ نے ہم سے فرمایا: مجھ سے بیعت کرو اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے، نہ چوری کرو گے، نہ زنا کرو گے، نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے، اور نہ عمداً کسی پر کوئی بہتان باندھو گے پس جو کوئی تم میں سے (اس عہد کو) پورا کرے گا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور کوئی ان میں سے کسی بات میں مبتلا ہو گیا (یعنی زنا چوری وغیرہ سرزد ہو گئی) اور اللہ نے اس کے (گناہ) کو چھپا لیا تو پھر اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اگر چاہے تو سزا دے اور اگر چاہے تو اس کو معاف کر دے اور جو کوئی اُن (بری باتوں) میں سے کسی کا ارتکاب کرے اور اسے دنیا میں سزا دی گئی تو یہ سزا اس کے گناہ کا کفارہ ہے، چنانچہ ہم نے آپ سے ان باتوں پر بیعت کر لی۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۸) مسلم (۱۷۰۹) ترمذی (۱۴۳۹) نسائی (۴۲۲۱) ابن حبان (۴۴۰۵) موارد الظمآن (۱۵۰۶) الحمیدی (۳۹۱)۔

تشریح: ...... یہ اسلامی بیعت تھی جس میں رسول اللہ ﷺ نے شرک سے بچنے اور دیگر اخلاقی برائیوں سے دور رہنے اور اولاد کو قتل نہ کرنے کا وعدہ لیا کیونکہ یہ برائیاں عربوں میں عام تھیں۔ اس حدیث سے حاکم یا امیر کا بیعت لینا ثابت ہوا ہر ایک ایرا غیرا بیعت نہیں کر سکتا نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلامی قانون کے مطابق اگر کسی کو سزا مل جائے تو وہ سزا آخرت میں اس کے لئے کفارہ ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح یہ ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ کی سزا دے اسی طرح اللہ تعالیٰ پر ہر نیکی کا ثواب دینا بھی ضروری نہیں اگر وہ ہر گناہ پر سزا دے تو یہ اس کا عین انصاف اور گناہ معاف کر دے تو اس کی عین رحمت ہے۔ نیکی پر اگر ثواب نہ دے تو یہ اس کی شان بے نیازی ہے اور ثواب عطا فرما دے تو یہ اس کا عین کرم ہے لیکن وہ ہر نیکی پر ثواب ضرور دیتا ہے ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾ (الزلزال: ۳۰/ ۷) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرتکب کبیرہ اگر بلا توبہ کئے مر جائے تو اللہ کی مرضی پر موقوف ہے چاہے تو اس کے ایمان کی برکت سے بلا سزا دیئے ہوئے جنت میں داخل کر دے اور چاہے تو سزا دے کر پھر جنت میں داخل کرے مگر شرک اس سے مستثنیٰ ہے ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ﴾ (النساء: ۵/ ۱۱۶) کسی مومن کا خون ناحق بھی نص قرآنی سے یہی حکم رکھتا ہے اور حقوق العباد کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے جب تک وہ بندے ہی (جن پر ظلم ہوا) معاف نہ کر دیں معافی نہیں ملے گی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی عام آدمی کے بارے میں قطعی جنتی یا قطعی دوزخی کہنا جائز نہیں یہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ایمان دل میں ہے تو محض گناہوں کے ارتکاب سے انسان کافر نہیں ہوتا مگر ایمان قلبی کے لئے زبان سے اقرار کرنا اور عمل سے ثبوت ایمان دینا بھی ضروری ہے اس

سے واضح ہو گیا کہ نیکی و بدی یقیناً ایمان کی کمی وبیشی پر اثر انداز ہوتی ہے جو لوگ ایمان میں کمی وبیشی نہیں مانتے وہ غلطی پر ہیں اس حدیث میں ان لوگوں کی بھی تردید ہے جو گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر یا ہمیشہ کے لئے دوزخی بتلاتے ہیں (راز رحمہ اللہ)۔

[18]..... بَاب فِي بَيْعَةِ أَنْ لَا يَفِرُّوا

اس بات پر بیعت کا بیان کہ نہیں بھاگیں گے

2491- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ فَبَايَعْنَاهُ وَعُمَرُ آخِذٌ بِيَدِهِ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَهِيَ سَمُرَةٌ وَقَالَ بَايَعْنَاهُ عَلَى أَنْ لَا نَفِرَّ وَلَمْ نُبَايِعْهُ عَلَى الْمَوْتِ.

(ترجمہ) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) نے کہا: حدیبیہ کے موقع پر ہم ایک ہزار چار سو آدمی تھے۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور عمر (رضی اللہ عنہ) آپ کا ہاتھ تھامے ہوئے درخت کے (سایہ) تلے تھے۔ وہ سمرہ تھا (جنگلی درخت جو ریگستان میں ہوتا ہے اور غالباً اس کو کیکر کا درخت کہتے ہیں) ہم نے آپ کے پاس سے نہ بھاگنے کی بیعت کی ہے، مرنے کی بیعت نہیں کی ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٨٥٦) بخاری جزء منه (٤١٥٤) ابویعلی (١٨٣٨) ابن حبان (٤٨٧٥) الحمیدی (١٣١٢)۔

[19]..... بَاب فِي حَفْرِ الْخَنْدَقِ

خندق کھودنے کا بیان

2492- أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ وَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا إِنَّ الْأُولَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا وَإِنْ أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا وَيَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ.

(ترجمہ) براء بن عازب (رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں: جنگ احزاب (خندق) کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مٹی ڈھوتے تھے اور مٹی کی وجہ سے آپ کی بغلوں کی سفیدی چھپ گئی تھی اور آپ یہ اشعار گنگناتے جاتے تھے:

(یعنی اے اللہ اگر تیری ہدایت نہ ہوتی تو ہم کبھی سیدھا راستہ نہ پاتے نہ صدقہ کرسکتے اور نہ نماز پڑھتے اب تو اے اللہ ہمارے دلوں کو سکون دے اور دشمن سے مڈبھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔

دشمنوں نے ہمارے اوپر زیادتی کی جب بھی وہ ہم کو فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں ہم انکار کرتے ہیں آپ یہ اشعار بآواز بلند پڑھ رہے تھے۔)

فائدہ:......ان اشعار کا ترجمہ مولانا وحید الزماں رحمہ اللہ نے اشعار ہی میں اس طرح کیا ہے:

تو ہدایت گر نہ ہوتا تو کہاں ملتی نجات
کیسے پڑھتے ہم نمازیں کیسے دیتے ہم زکاۃ
اب اتار ہم پر تسلی اے شیر عالی صفات
پاؤں جمادے ہمارے دے لڑائی میں ثبات
بے سبب ہم پہ یہ کافر ظلم سے چڑھ آئے ہیں
جب وہ بہکائیں ہمیں سنتے نہیں ہم ان کی بات

توضیح: ......حدیث میں ذکر کردہ آخری الفاظ (ان الاولی قد بغوا علینا) کا مطلب یہ ہے کہ یا اللہ! دشمنوں نے خواہ مخواہ ہمارے خلاف قدم اٹھایا اور ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے اس لئے مجبوراً ہم کو ان کے جواب میں میدان میں آنا پڑا اس سے ظاہر ہے کہ اسلامی جنگ مدافعانہ ہوتی ہے جس کا مقصد فتنہ وفساد کو فرو کر کے امن وامان کی فضا پیدا کرنا ہوتا ہے۔ جو لوگ اسلام پر قتل وغارت گری کا الزام لگاتے ہیں وہ حق سے سراسر ناواقفیت کا ثبوت دیتے ہیں۔ (راز رحمہ اللہ)

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۸۳۶) مسلم (۱۸۰۳) ابو یعلی (۱۷۱٦)۔

تشریح: ......اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کی تواضع اور رحمت وشفقت ثابت ہوتی ہے کہ دوسروں کو کام میں لگا کر خود چین سے بیٹھ نہیں گئے بلکہ خندق میں کدال اور پھاوڑا چلاتے، مٹی ڈھوتے اور جسد مبارک غبار آلود ہو جاتا نیز کام کے وقت اسلامی رجز یہ اشعار پڑھنا بھی اس حدیث سے ثابت ہوا اور با آواز بلند اشعار پڑھنا بھی ثابت ہوا۔

[20]..... بَاب كَيْفَ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ
نبی کریم ﷺ کس طرح مکہ میں داخل ہوئے

2493۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خَالِدِ بْنِ حَازِمٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ مِغْفَرٌ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَذَا ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اقْتُلُوهُ)).

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے سال جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر خود تھا جب آپ اسے اتار رہے تھے تو ایک صحابی (ابوبرزہ اسلمی) آپ کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ یہ ابن خطل ہے جو کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو مار ڈالو۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۳۰٤٤) مسلم (۱۳۵۷) ابوداود (۲٦۸۵) ترمذی (۱٦۹۳) نسائی (۲۸٦۷) ابن ماجہ (۲۸۰۵)۔

توضیح: ...... یہ ابن خطل جس کا نام عبداللہ تھا اسلام اور مسلمانوں کا دشمن تھا مرتد ہو کر بھاگا اور ایک صحابی کو قتل کر کے کافروں میں مل گیا تھا اور رسول اللہ ﷺ و ازواج مطہرات اور مسلمانوں کی ہجو کرتا اور رنڈیوں سے گواتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسا سنگین مجرم اگر کعبہ میں بھی پناہ لے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ خود لوہے کا ٹوپ ہے جو جنگ میں سر بچانے کے لئے استعمال ہوتا تھا جس پر لوہے کا کرتہ زرہ نامی سے جنگ میں باقی بدن کو بچایا جاتا تھا۔

[21]..... بَاب فِي قَبِيعَةِ سَيْفِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

نبی کریم ﷺ کی تلوار کے قبضہ (ہتھے) کا بیان

2494۔ أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ قَبِيعَةُ سَيْفِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ فِضَّةٍ. قَالَ عَبْد اللّٰهِ: هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ خَالَفَهُ قَالَ قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَزَعَمَ النَّاسُ أَنَّهُ هُوَ الْمَحْفُوظُ.

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تلوار کا قبضہ چاندی کا تھا۔

امام دارمی نے کہا: ہشام الدستوائی نے اس کی مخالفت کی، قتادہ سے انہوں نے سعید بن ابی الحسن سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے اور لوگوں نے سمجھ لیا کہ یہی محفوظ ہے۔

تخریج اس روایت کی سند معلول ہے لیکن دیگر متعدد طرق سے مروی ہے جو اس کو تقویت دیتے ہیں۔ ہشام الدستوائی نے قتادہ کے طریق سے سعید بن ابی الحسن سے مرسلا روایت کی ہے اور امام ابوداود نے کہا: اقوی ہذہ الاحادیث حدیث سعید بن ابی الحسن دیکھئے: ابوداود (۲۵۸۳) ترمذی (۱۶۹۱) نسائی (۵۳۸۹) مشکل الآثار للطحاوی (۲/۱۶۶)۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تلوار کو چاندی سے مزین کرنا درست ہے۔

[22]..... بَاب أَنَّ النَّبِيَّ إِذَا ظَهَرَ عَلَىٰ قَوْمٍ ﷺ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَةً

نبی کریم ﷺ کو کسی قوم پر فتح حاصل ہوتی تو تین دن تک وہیں قیام کرتے تھے

2495۔ أَخْبَرَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَحَبَّ أَنْ يُقِيمَ بِعَرْصَتِهِمْ ثَلَاثًا.

(ترجمہ) ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) نے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ کو جب کسی قوم پر غلبہ حاصل ہو جاتا تو ان کی سرزمین پر تین دن تک قیام کرنا پسند فرماتے۔

تخریج یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۳۰۶۵) مسلم (۲۸۷۵) ابوداود (۲۶۹۵) ترمذی (۱۵۵۱) ابویعلی (۱۴۱۵) ابن حبان (۴۷۷۶)۔

تشریح: ...... تین دن تک اس لئے قیام فرماتے کہ وہاں کا انتظام و انصرام صحیح طریقے سے ذمہ دار حضرات کے

سپرد کر دیں اور دوبارہ دشمن سے حملے کا خطرہ نہ رہے۔ واللہ اعلم۔

[23]..... بَاب فِي تَحْرِيقِ النَّبِيِّ ﷺ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ
رسول اللہ ﷺ کا بنونضیر کے نخلستانوں کو جلا دینے کا بیان

2496۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَرَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ.

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کے باغوں کو جلا دیا تھا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٣٢٦) مسلم (١٧٤٦) ابوداود (٢٦١٥) ترمذی (١٥٥٢) ابن ماجه (٢٨٤٤) ابویعلی (٥٨٣٧) سعید بن منصور (٢٦٤٢)۔

تشریح: ...... جنگ کی حالت میں بہت سے امور سامنے آتے ہیں جن میں قیادت کرنے والوں کو بہت سوچنا پڑتا ہے۔ بعض شارحین نے کہا: آپ نے یہ درخت اس لئے جلوائے تھے کہ جنگ کے لئے میدان صاف ہو جائے جس کی ضرورت تھی تا کہ دشمنوں کو چھپ کر رہنے کا اور کمین گاہ سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا موقع نہ مل سکے۔

آج کی نام نہاد مہذب دنیا میں دیکھئے کہ جنگ کے دنوں میں وہ کیا کیا حرکات کرتے ہیں۔ جنگ عظیم میں پوری اقوام نے کیا کیا حرکتیں کیں (ناگاساکی اور ہیروشیما ان کی بربریت کے جاگتے نمونے ہیں) جن کے تصور سے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔

[24]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ التَّعْذِيبِ بِعَذَابِ اللّٰهِ
اللہ تعالیٰ کی طرح عذاب دینے سے ممانعت کا بیان

2497۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ الدَّوْسِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيِّ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ فَقَالَ: ((إِنْ ظَفِرْتُمْ بِفُلَانٍ وَفُلَانٍ فَحَرِّقُوهُمَا بِالنَّارِ)) حَتّٰى إِذَا كَانَ الْغَدُ بَعَثَ إِلَيْنَا فَقَالَ ((إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ بِتَحْرِيقِ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ ثُمَّ رَأَيْتُ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا اللّٰهُ فَإِنْ ظَفِرْتُمْ بِهِمَا فَاقْتُلُوهُمَا)).

(ترجمہ) ابوہریرہ الدوسی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک مہم پر روانہ فرمایا تو کہا: اگر تم فلاں اور فلاں کو پکڑنے میں کامیاب ہو جاؤ تو ان دونوں کو آگ میں جلا دینا جب دوسرا دن تھا تو آپ نے ہمارے پاس قاصد بھیجا کہ میں نے تم کو ان دو آدمیوں کو جلا دینے کا حکم دیا تھا لیکن میرا خیال ہے کہ اللہ کے سوا کسی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ آگ کے عذاب میں (کسی کو) مبتلا کرے، اگر تم ان دونوں کو پکڑ لو تو قتل کر دینا۔

(تخریج) اس روایت کے رجال ثقہ ہیں اور حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (۳۰۱۶) ابوداود (۲۶۷۴) ترمذی (۱۵۷۱) ابن حبان (۵۶۱۱) ابن منصور (۲۶۴۵) ۔مذکورہ بالا دونوں آدمی هبار بن الاسود بن عبدالمطلب اور نافع بن عبدالقیس الفهری هیں۔

تشریح: ......آگ میں جلانے کی ممانعت کو بعض صحابہ نے مطلق جانا اور اس سے منع کیا گو بطور قصاص کے ہو، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کے بعض لوگوں کو زندہ جلانے کے بارے میں سنا تو کہا: میں انہیں آگ میں نہیں جلاتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، ہاں انہیں قتل کرادیتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مرتد ہو جائے اس کو قتل کردو، جب علی رضی اللہ عنہ کو ابن عباس کی بات کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا: 'صَدَقَ ابْنُ عَبَّاسٍ' اور ایک روایت ہے: 'لِلّٰهِ دَرُّ ابْنِ عَبَّاسٍ' یعنی ابن عباس نے ٹھیک کہا۔ دیکھئے: ترمذی (۱۴۵۸) بعض صحابہ نے جائز رکھا جیسے علی اور خالد بن الولید (رضی اللہ عنہما)۔ مہلب نے کہا: یہ ممانعت تحریمی نہیں بلکہ بطور تواضع کے ہے آج کے زمانے میں آلات حرب توپ بندوق ڈائنامنٹ وغیرہ سب انگار ہی انگار ہیں اور چونکہ کافروں نے ان کا استعمال شروع کر دیا ہے لہٰذا مسلمانوں کو بھی اس کا استعمال درست ہے (وحیدی)۔

لیکن آگ میں جلانا اور ان ہتھیاروں سے کسی کو مارنا الگ الگ امر ہیں۔ بندوق وغیرہ سے مارا جاسکتا ہے لیکن آگ میں کسی بھی مخلوق کو زندہ جلانا درست نہیں چاہے وہ انسان ہو یا حیوان۔

[25]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ

عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت کا بیان

2498۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ عُمَرَ بْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وُجِدَ فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ امْرَأَةٌ مَقْتُولَةٌ فَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض غزوات میں ایک عورت ملی جس کو قتل کیا گیا تھا چنانچہ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے منع فرمادیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند جید اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۳۰۱۴،۳۰۱۵) مسلم (۱۷۴۴) ابوداود (۲۶۶۸) ترمذی (۱۵۶۹) ابن ماجه (۲۸۴۱) احمد (۱۲۲،۷٦،۲۳/۲)، طبرانی ۳۸۳/۱۲ (۱۳٤۱٦) شرح معانی الآثار (۲۲۱/۳)۔

تشریح: ...... یہ اسلام کا نظام رحمت اور پیغمبر اسلام محسن انسانیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت وشفقت ہے کہ عورت کی اتنی تکریم کی کہ مد مقابل ہونے کے باوجود اس کے قتل سے منع فرمادیا اسی طرح بے قصور بچوں کو قتل کرنے سے منع کیا۔

2499۔ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سَرِيعٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَظَفِرَ بِالْمُشْرِكِينَ فَأَسْرَعَ النَّاسُ فِي الْقَتْلِ حَتّٰى قَتَلُوا الذُّرِّيَّةَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ:((مَا بَالُ أَقْوَامٍ ذَهَبَ بِهِمُ الْقَتْلُ حَتّٰى قَتَلُوا الذُّرِّيَّةَ أَلَا لَا تُقْتَلَنَّ ذُرِّيَّةٌ ثَلَاثًا)).

(ترجمہ)اسود بن سریع (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں نکلے اور مشرکین کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گئے ،لوگوں نے انہیں قتل کرنے میں جلد بازی کی یہاں تک کہ ان کے بچے تک مارنے شروع کر دیئے جب نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر لگی تو آپ نے فرمایا: کیا بات ہے کچھ لوگوں کو قتل وغارتگری اس حد تک لے گئی کہ وہ بچوں کو بھی قتل کرنے لگے؟ خبردار بچوں کو قتل نہ کرو تین بار آپ نے یہ حکم دہرایا۔بعض روایات میں ''لَا تَقْتُلُنَّ'' کا لفظ ہے یعنی ہرگز ہرگز بچوں کو قتل نہ کرو۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔دیکھئے:ابن حبان (۱۳۲) موارد الظمآن (۱٦۵۸)۔

فائدہ :......ان دونوں احادیث سے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت ثابت ہوئی حقوق نسواں اور بچوں کے استحصال کی دہائی دینے والے ذرا ان تعلیمات پر غور کریں۔

[26]..... بَاب حَدِّ الصَّبِيِّ مَتَى يُقْتَلُ
کتنی عمر کا بچہ قتل کیا جا سکتا ہے؟

2500۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ قَالَ عُرِضْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَئِذٍ فَمَنْ أَنْبَتَ الشَّعْرَ قُتِلَ وَمَنْ لَمْ يُنْبِتْ تُرِكَ فَكُنْتُ أَنَا مِمَّنْ لَمْ يُنْبِتْ الشَّعْرَ فَلَمْ يَقْتُلُونِي يَعْنِي يَوْمَ قُرَيْظَةَ.

(ترجمہ)عطیہ القرظی نے کہا: (جس دن بنی قریظہ کے لوگ مارے گئے) اس دن ہمیں رسول اللہ ﷺ کے روبرو پیش کیا گیا تو جس کے بال اگ آئے تھے اس کو قتل کر دیا گیا اور جس کے بال نہیں نکلے تھے اسے چھوڑ دیا گیا اور میں بھی ان میں سے تھا جس کے بال نہیں آئے تھے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح علی شرط البخاری ہے۔دیکھئے:ابوداود (٤٤٠٤) نسائی (٣٤٣٠) ابن ماجه (٢٥٤١) ابن حبان (٤٧٨٠) الحمیدی (٩١٢)۔

فائدہ :......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ بچے کو مارنا منع ہے اور بلوغت کی کئی نشانیاں ہیں۔داڑھی ،مونچھ اور زیر ناف کے بال آنا، احتلام ہونا یا پندرہ سال کی عمر کا ہونا۔

[27]..... بَاب فِي فِكَاكِ الْأَسِيرِ

قیدی کو رہائی دلانے کا بیان

2501۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فُكُّوا الْعَانِيَ وَأَطْعِمُوا الْجَائِعَ)).

(ترجمہ) ابوموسی (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیدی کو چھڑایا کرو، بھوکے کو کھانا کھلایا کرو۔

(تخريج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔دیکھئے: بخاری (٣٠٤٦) ابویعلی (٧٣٢٥) ابن حبان (٣٣٢٤)۔

تشریح: ...... بخاری شریف میں مزید یہ ہے کہ مریض کی عیادت کرو۔ یہ امور حقوق انسانیت اور ایمان واخلاق سے تعلق رکھتے ہیں اور دنیا میں ان کی بڑی اہمیت ہے۔ مظلوم قیدی کو آزاد کرانا اتنی بڑی نیکی ہے جس کے ثواب کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا، اسی طرح بھوکوں کو کھانا کھلانا وہ عمل ہے جس کی تعریف بہت سی آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں ہے اور عیادت مریض حقوق مسلم میں مسنون ہے حقوق انساں کا ڈھنڈورا پیٹنے والے ذرا ان تعلیمات پر غور کریں۔

[28]..... بَاب فِي فِدَاءِ الْأُسَارَى

قیدیوں کا فدیہ لینے اور دینے کا بیان

2502۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَادَى رَجُلًا بِرَجُلَيْنِ.

(ترجمہ) عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دو آدمی کے بدلے فدیہ لے کر چھوڑ دیا (یعنی ایک کافر کو دو مسلمان قیدیوں کے عوض چھوڑ دیا)۔

(تخريج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔دیکھئے: ابن حبان (٤٣٩١) الحمیدی (٨٥١) امام مسلم نے اپنی صحیح میں اس قیدی کا قصہ مفصل بیان کیا ہے۔دیکھئے: (١٦٤١)۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسیران جنگ کا تبادلہ درست ہے اور جمہور علماء کی یہی رائے ہے لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تبادلہ درست نہیں ان کی رائے میں قیدی کو مار ڈالنا یا غلام بنالینا چاہیے۔

[29]..... بَاب الْغَنِيمَةِ لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ قَبْلَنَا

مال غنیمت ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھا

2503۔ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي بُعِثْتُ إِلَى الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ شَهْرًا يُرْعَبُ مِنِّي

الْعَدُوُّ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَقِيلَ لِي سَلْ تُعْطَهْ فَاخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي وَهِيَ نَائِلَةٌ مِنْكُمْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى مَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا)).

(ترجمہ) ابوذر (غفاری رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں، مجھے سرخ وسیاہ ہر شخص کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے، اور میرے لئے ساری زمین سجدہ گاہ اور پاک کر دی گئی، اور میرے لئے غنائم (مال غنیمت) حلال کر دیئے گئے جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھے۔ اور مجھے مدد دی گئی رعب سے ایک ماہ کی مسافت تک دشمن مجھ سے ایک مہینے کی مسافت تک ڈرتا ہے، اور مجھ سے کہا گیا مانگئے آپ کو عطا کیا جائے گا لیکن میں نے اپنی اس دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لئے چھپا کر رکھ لیا ہے جو ان شاء اللہ تم میں سے ہر اس شخص کو حاصل ہوگی جو اللہ کے ساتھ شرک نہ کرے گا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح اور اس حدیث کا شاہد متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٣٣٥) مسلم (٥٢١) عن جابر رضی اللہ عنہما، ابن حبان (٦٤٦٢) احمد (٥/ ١٤٨، ٦١) الحمیدی (٩٧٥) البزار (٣٤٦١) وغیرهم۔

تشریح: ......اس حدیث میں پانچ خصوصیات ذکر کی گئی ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی پیغمبر کو نہیں ملیں (١) پہلے نبی ہر قوم کے لئے خاص ہوتا تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سب اقوام جن وانسان کے لئے عام ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ﴾ (سبا: ٢٢/ ٢٨) احمر اور اسود سے مراد روئے زمین کے تمام افراد ہیں چاہے گورے ہوں یا کالے سرد ملکوں کے لوگ سرخ گورے اور گرم ملکوں کے باشندے کالے ہوتے ہیں یعنی آپ کی نبوت سب کے لئے عام ہے (٢) ساری زمین آپ کے لئے سجدہ گاہ بنا دی گئی اب جہاں کہیں بھی نماز کا وقت ہو جائے پانی بھی نہ ملے تو تیمّم کر کے ہر پاک زمین پر نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ (٣) مال غنیمت پہلی امتوں کے لئے حلال نہ تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے لئے حلال کر دیا گیا (٤) ایک ایک ماہ کی مسافت تک دشمن کے دلوں میں خوف ڈال دیا گیا (٥) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت عطا کی گئی جو روز محشر کے لئے آپ نے بچا کر اپنی امت کے لئے رکھ لی ہے جس وقت سارا عالم پریشانی میں مبتلا ہوگا نفسی نفسی اور اللھم سلم سلم ہر فرد پکار رہا ہوگا اور کسی بھی رسول یا نبی کو شفاعت کی جرأت نہ ہوگی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی اجازت سے سفارش کریں گے اور وہ قبول کی جائے گی۔

[30]..... بَاب قِسْمَةِ الْغَنَائِمِ فِي بِلَادِ الْعَدُوِّ
دشمن کی سرزمین پر مال غنیمت کی تقسیم کا بیان

2504۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ بِالْجِعْرَانَةِ قَالَ عَبْد اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ فِي الْإِسْنَادِ.

(ترجمہ) ابووائل (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے مال غنیمت کو جعرانہ میں تقسیم کیا۔ امام دارمی نے فرمایا: اس کی

اسناد میں عبداللہ بن مسعود ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔دیکھئے:احمد(١/٤٢٧)، ابویعلی (٤٩٩٢) ابن حبان (٦٥٧٦) دیکھئے: فتح الباری (٦/٥٢١)۔

تشریح: ......غزوہ حنین طائف کی وادیوں میں تھا اور جعرانہ طائف اور مکہ کے درمیان ایک مقام ہے اس جگہ تقسیم غنائم سے یہ نکلا کہ دشمن کی سرزمین پر بھی غنائم کی تقسیم کی جا سکتی ہے ضروری نہیں کہ اپنے مستقر پر پہنچ کر غنائم تقسیم کئے جائیں۔

[31]..... بَاب فِي قِسْمَةِ الْغَنَائِمِ كَيْفَ تُقْسَمُ

مال غنیمت کس طرح تقسیم کیا جائے؟

2505۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ شَهِدْتُ فَتْحَ خَيْبَرَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُونَ فَوَقَعْنَا فِي رِحَالِهِمْ فَابْتَدَرَ النَّاسُ مَا وَجَدُوا مِنْ جُزُورٍ قَالَ: فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ بِأَسْرَعَ مِنْ أَنْ فَارَتِ الْقُدُورُ فَأَمَرَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأُكْفِئَتْ قَالَ ثُمَّ قَسَمَ بَيْنَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلَ لِكُلِّ عَشَرَةٍ شَاةً قَالَ: وَكَانَ بَنُو فُلَانٍ مَعَهُ تِسْعَةً وَكُنْتُ وَحْدِي فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِمْ فَكُنَّا عَشَرَةً بَيْنَنَا شَاةٌ قَالَ: عَبْد اللَّهِ بَلَغَنِي أَنَّ صَاحِبَكُمْ يَقُولُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ كَأَنَّهُ يَقُولُ إِنَّهُ لَمْ يَحْفَظْهُ.

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن ابی لیلی نے اپنے والد سے روایت کیا۔انہوں نے کہا: میں خیبر کی فتح کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھا۔مشرکین کو شکست ہوئی۔ہم ان کی قیام گاہوں پر قابض ہو گئے تو لوگوں نے جو اونٹ پائے ان کی طرف جلد بازی کی اور فوراً ہی ہانڈیوں میں ابالنے لگے لیکن رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور تمام ہانڈیاں الٹ دی گئیں پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمارے درمیان (گوشت کی) تقسیم کی اور ہر دس آدمی میں ایک بکری عطا کی، ابولیلی نے کہا: بنوفلاں صرف نو تھے اور میں اکیلا تھا چنانچہ میں ان کی طرف متوجہ ہوا اور ہم دس افراد ہو گئے ہمارے لئے بھی (تناول کرنے کو) ایک بکری تھی۔

امام دارمی نے کہا: مجھے خبر لگی ہے کہ زید بن ابی انیسہ نے یہ روایت قیس بن مسلم سے روایت کی ان کا مقصد تھا کہ زید کو یاد نہ رہا (یہ روایت حکم سے ہے) (لیکن امام دارمی کا یہ استغراب محل نظر ہے کیوں کہ ہو سکتا ہے زید نے حکم سے بھی سنا ہو اور قیس بن مسلم سے بھی سنا ہو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے لیکن امام دارمی نے اسے معلول گردانا ہے۔

2506۔ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَيْدٍ هُوَ ابْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ قَالَ فَأُلْفِتُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَبُو مُحَمَّد الصَّوَابُ عِنْدِي مَا قَالَ زَكَرِيَّا فِي الْإِسْنَادِ.

(ترجمہ) زید بن ابی انیسہ نے قیس بن مسلم سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلی سے انہوں نے اپنے والد سے ایسے ہی روایت کیا اور فرمایا: میں ان کی طرف متوجہ ہو گیا (یعنی ۱۹ افراد کی طرف)

امام دارمی نے کہا: زکریا بن عدی والی سند میرے نزدیک درست ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: احمد (۴/ ۳۴۸)، طبرانی فی الاوسط (۵۰۹) ابویعلی (۹۳۰)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا جب تک مال غنیمت تقسیم نہ ہو جائے اس سے کچھ بھی لینا درست نہیں اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ان ہانڈیوں کو الٹنے کا حکم دیا تھا کہ بلا اجازت تقسیم سے پہلے اونٹ یا اور کوئی جانور ذبح کئے گئے۔ پھر آپ ﷺ نے ہر دس آدمی پر ایک بکری تقسیم کی تا کہ اسے ذبح کریں اور کھائیں۔

[32]...... بَاب سَهْمِ ذِي الْقُرْبَى

جنگ میں قرابت داروں کے حصے کا بیان

2507۔ أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ كَتَبَ نَجْدَةُ بْنُ عَامِرٍ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنْ أَشْيَاءَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ إِنَّكَ سَأَلْتَ عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبَى الَّذِي ذَكَرَهُ اللَّهُ وَإِنَّا كُنَّا نَرَى أَنَّ قَرَابَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ هُمْ فَأَبَى ذَلِكَ عَلَيْنَا قَوْمُنَا.

(ترجمہ) یزید بن ہرمز نے کہا: نجدہ بن عامر نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کے پاس لکھ کر کچھ چیزوں کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا چنانچہ ابن عباس نے جواب میں لکھا کہ تم نے قرابت داروں کے حصے کے بارے میں دریافت کیا ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے (قرآن میں) کیا ہے؟ ہم سمجھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے قرابت دار وہی رشتہ دار ہیں (یعنی ہم لوگ) لیکن ہماری قوم نے اس کا انکار کر دیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۸۱۲) ابوداود (۲۷۲۷) ترمذی (۱۵۵۶) ابویعلی (۲۵۵۰) ابن حبان، (۴۸۲۴) الحمیدی (۵۴۲)۔

توضیح: ......مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ اللہ، اور اس کے رسول اور ان کے قرابت داروں کا ہے اور باقی چار حصے مجاہدین کے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ﴾ (توبہ: ۱۰/ ۴۱) اس آیت میں ذی القربی سے مراد رسول اللہ ﷺ کے ناطے دار عباس اور ابن عباس وغیرہم ہیں لیکن نسائی شریف میں مزید وضاحت ہے: ((كَتَبْتَ تَسْأَلُنِي عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبَى لِمَنْ هُوَ؟ وَهُوَ لَنَا أَهْلُ الْبَيْتِ ......)) نیز اس میں تفصیل ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت کے لئے ہمیں بلایا اور ہمارے حق سے کم دینا چاہا تو ہم نے (اہل بیت نے) اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کا سہم خلیفہ اور بیت المال کے لئے ہے۔ لیکن ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے اس کے لینے سے انکار کر دیا تھا۔

[33].....بَاب فِي سُهْمَانِ الْخَيْلِ
گھوڑے کے حصے کا بیان

2508۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَازِمٍ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَسْهَمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لِلْفَارِسِ ثَلَاثَةَ أَسْهُمٍ وَلِلرَّاجِلِ سَهْمًا.

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن گھوڑ سوار کو تین اور پیدل کو ایک حصہ (غنیمت میں سے) دیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۸۶۳) مسلم (۱۷۶۲) ابوداود (۲۷۳۳) ترمذی (۱۵۵٤) ابن ماجه (۲۸۵٤) ابن حبان (٤۸۱۰)۔

2509۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَازِمٍ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ.

اس طریق سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔ ترجمہ وتخریج اوپر گذر چکی ہے۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوار کے تین حصے اور پیدل کا ایک حصہ ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ دو حصے گھوڑے کے اور ایک حصہ گھوڑے کے مالک کا۔ اگر کئی گھوڑے اس کے پاس ہوں تب بھی تین ہی حصے مال غنیمت سے ملیں گے۔ اور گھوڑے کا حصہ زیادہ اس لئے رکھا گیا کہ اس کی دیکھ بھال اور خوراک پر کافی خرچ کرنا پڑتا ہے۔

[34]..... بَاب فِي الَّذِي يَقْدَمُ بَعْدَ الْفَتْحِ هَلْ يُسْهَمُ لَهُ
کوئی شخص فتح حاصل ہونے کے بعد شریک ہو کیا اس کو حصہ دیا جائے گا؟

2510۔ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَغْنَمًا إِلَّا قَسَمَ لِي إِلَّا يَوْمَ خَيْبَرَ فَإِنَّهَا كَانَتْ لِأَهْلِ الْحُدَيْبِيَةِ خَاصَّةً وَكَانَ أَبُو مُوسَى وَأَبُو هُرَيْرَةَ جَاءَا بَيْنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَخَيْبَرَ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جس مال غنیمت کی تقسیم کے وقت بھی حاضر ہوا آپ نے مجھے حصہ دیا سوائے یوم خیبر کے جو صرف حدیبیہ والوں کے لئے خاص تھا اور ابوموسی وابوہریرہ حدیبیہ اور خیبر کے درمیان آئے تھے۔

(**تخریج**) یہ روایت علی بن زید بن جدعان کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھئے: احمد (۲/۵۳۵)، والمعرفة والتاريخ للفسوی (۳/۱٦۰) نیز یہ روایت خلاف واقع ہے کیونکہ ابوموسی اور ابوہریرہ خیبر فتح ہونے کے بعد خیبر میں پہنچے تھے۔ اسی طرح جعفر بن ابی طالب بھی حبشہ سے آئے تھے اور ان سب کے لئے رسول اللہ ﷺ نے حصہ دیا تھا۔ بعض علماء نے کہا: ان

سب کو حصہ اس لئے دیا تھا کیونکہ اس وقت تک مال غنیمت تقسیم نہیں ہوا تھا اور بعض نے کہا کہ اس خمس میں سے دیا تھا جو اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے اور بعض نے کہا کیونکہ یہ حضرات بڑی مشقت و مصیبتیں برداشت کر کے خیبر آئے تھے اس لئے ان کو حصہ دیا گیا۔ (وحیدی ۔شرح سنن ابی داود: ۲۷۲۵)۔

[35]..... بَاب فِي سِهَامِ الْعَبِيدِ وَالصِّبْيَانِ
مال غنیمت میں غلام اور بچوں کے سہم (حصے) کا بیان

2511۔ أَخْبَرَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا حَفْصٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى أَبِي اللَّحْمِ قَالَ شَهِدْتُ خَيْبَرَ وَأَنَا عَبْدٌ مَمْلُوكٌ فَأَعْطَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ خُرْثِيِّ الْمَتَاعِ وَأَعْطَانِي سَيْفًا فَقَالَ:((تَقَلَّدْ بِهَذَا)).

(ترجمہ) عمیر ابواللحم کے آزاد کردہ غلام نے کہا: میں جب (جنگ) خیبر میں حاضر ہوا اس وقت (اپنے مالک کا) غلام تھا چنانچہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے خانگی اسباب میں سے ایک تلوار عطا فرمائی اور فرمایا: اسے لٹکا لو۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۲۷۳۰) ترمذی (۱۵۵۷) ابن ماجه (۲۸۵۵) ابن حبان (۴۸۳۱) موارد الظمآن (۱۶۶۹)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مال غنیمت میں سے غلاموں کا کوئی حصہ نہیں۔ ہاں انعام کے طور پر انہیں کچھ دیا جا سکتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمیر کو تلوار عطا فرمائی اسی طرح بچے اور عورتوں کا بھی مال غنیمت میں سے کوئی حصہ نہیں ہے، انہیں انعام کے طور پر کچھ دیا جائے گا۔ جمہور علماء اور اہل حدیث کا یہی مسلک ہے۔ جیسا کہ ابوداود میں تشریح ہے۔ واللہ اعلم

[36]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْمَغَانِمِ حَتّٰى تُقْسَمَ
غنیمت کے مال کو تقسیم سے پہلے بیچنے کی ممانعت کا بیان

2512۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنِ الْقَاسِمِ وَمَكْحُولٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى أَنْ تُبَاعَ السِّهَامُ حَتّٰى تُقْسَمَ.

(ترجمہ) ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حصوں کو تقسیم سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: طبرانی (۷۵۹۴، ۷۷۷۴) ابن منصور (۷۷۵۹) مجمع الزوائد (۶۵۶۹)۔

تشریح: ...... حصے تقسیم ہونے سے پہلے بیچنے سے غالباً اس لئے منع فرمایا کہ بیع مجہول ہے، نہ تعداد کا پتہ، نہ جنس و سامان کا علم، پھر بیع و شراء کیسے درست ہو سکتی ہے؟

[37]..... بَاب فِي اسْتِبْرَاءِ الْأَمَةِ
لونڈی کے استبراء رحم کا بیان

2513۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي مَرْزُوقٍ مَوْلَى لِتُجِيبَ قَالَ حَدَّثَنِي حَنَشٌ الصَّنْعَانِيُّ قَالَ غَزَوْنَا الْمَغْرِبَ وَعَلَيْنَا رُوَيْفِعُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ فَافْتَتَحْنَا قَرْيَةً يُقَالُ لَهَا جَرْبَةُ فَقَامَ فِينَا رُوَيْفِعُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ خَطِيبًا فَقَالَ إِنِّي لَا أَقُومُ فِيكُمْ إِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِينَا يَوْمَ خَيْبَرَ حِينَ افْتَتَحْنَاهَا فَقَالَ:((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَأْتِي شَيْئًا مِنَ السَّبْيِ حَتّٰى يَسْتَبْرِئَهَا)).

(ترجمہ)حنش الصنعانی نے بیان کیا: ہم نے مغرب کا جہاد کیا اور ہمارے امیر لشکر رویفع بن ثابت انصاری (رضی اللہ عنہ) تھے۔ہم نے ایک گاؤں فتح کیا جس کو جربہ کہا جاتا تھا، پس رویفع بن ثابت انصاری ہمارے درمیان خطیب بن کر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہارے درمیان اس واسطے کھڑا ہوا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: جب ہم نے خیبر فتح کیا تو آپ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ قیدی عورتوں سے صحبت نہ کرے جب تک کہ استبراء نہ کرلے۔

توضیح: ......استبراء سے مراد رحم کی صفائی ہے، مطلب یہ کہ شادی شدہ عورت سے اس وقت تک جماع کرنا درست نہیں جب تک کہ اسے ایک حیض نہ آجائے اس کے بعد جماع کرسکتا ہے۔مبادا وہ قیدی عورت حاملہ نہ ہو کیونکہ حاملہ سے وطی وصحبت جائز نہیں ابوداود میں ہے۔((لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْقِيَ مَاءَهُ زَرْعَ غَيْرِهِ)) (يعنى إتيان الحبلى) (ابوداود فى النكاح باب وطى السبايا)

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح ہے۔دیکھئے:مسلم (١٤٤١) ابوداود (٢١٥٦) ابن حبان (٤٨٥٠) الموارد (١٦٧٥)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنگ میں جو عورتیں گرفتار ہوں ان کی گرفتاری سے پہلا نکاح ٹوٹ جاتا ہے حمل سے ہوں تو وضع حمل کے بعد اور حاملہ نہ ہوں تو ایک ماہواری کے بعد لطف صحبت اٹھایا جاسکتا ہے، یہ کوئی ضروری نہیں کہ وہ مسلمان بھی ہوں باقاعدہ سرکاری تقسیم کے بعد جو لونڈی جس کے حصہ میں آئے وہ اس سے بعینہ اسی طرح لطف اٹھاسکتا ہے جس طرح اپنی منکوحہ بیوی سے لطف اندوز ہوسکتا ہے۔(مبارکپوری رحمہ اللہ)

[38]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ وَطْءِ الْحُبَالَى
حاملہ قیدی عورتوں سے وطی کی ممانعت کا بیان

2514۔ أَخْبَرَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ أَبِي عُمَرَ الشَّامِيِّ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ

عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى امْرَأَةً مُجِحَّةً يَعْنِي حُبْلَى عَلَى بَابِ فُسْطَاطٍ فَقَالَ: ((لَعَلَّهُ قَدْ أَلَمَّ بِهَا؟)). قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَلْعَنَهُ لَعْنَةً تَدْخُلُ مَعَهُ قَبْرَهُ كَيْفَ يُوَرِّثُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ وَكَيْفَ يَسْتَخْدِمُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ)).

(ترجمہ) ابوالدرداء (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک حاملہ عورت کو خیمے کے دروازے پر پڑے دیکھا تو فرمایا: شاید اس کے مالک نے اس سے جماع کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے چاہا اس پر ایسی لعنت کروں جو قبر تک اس کے ساتھ جائے، بھلا اس کا لڑکا کیوں کر اس کا وارث ہوگا جب کہ وہ اس کے لئے حلال ہی نہیں اور کس طرح وہ اس سے خدمت لے گا اور وہ اس کے لئے حلال ہی نہیں۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٤١٤) ابوداود (٢١٥٦) الطیالسی (١١٧٢)۔

تشریح: ......رسول اللہ ﷺ کا حاملہ سے وطی کرنے والے پر لعنت کا ارادہ کرنا شدید کراہت پر دلالت کرتا ہے اور اس سے حاملہ سے صحبت و جماع کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اسی طرح غزوہ اوطاس کی لونڈیوں کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ دیکھئے: (مسلم کتاب النکاح، باب وطی الحامل و کتاب النکاح، باب وطی السبایا (٢١٥٤)۔ کیف یورثہ کا مطلب یہ ہے کہ جب اس کا وہ بچہ ہے ہی نہیں تو وارث کیسے بنے گا اور احتمال ہے کہ وہ لڑکا پہلے وطی کرنے والے کا ہو تو اس کو غلام بنانا حرام ہوگا۔ تفصیل مسلم شریف میں دیکھئے۔

[39]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ التَّفْرِيقِ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا

قیدی عورتوں میں ماں بیٹے میں جدائی کی ممانعت کا بیان

2515۔ أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قِرَاءَةً عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُنَادَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ كَانَ فِي جَيْشٍ فَفُرِّقَ بَيْنَ الصِّبْيَانِ وَبَيْنَ أُمَّهَاتِهِمْ فَرَآهُمْ يَبْكُونَ فَجَعَلَ يَرُدُّ الصَّبِيَّ إِلَى أُمِّهِ وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا فَرَّقَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأَحِبَّاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

(ترجمہ) ابوعبدالرحمٰن حبلی سے روایت ہے کہ ابوایوب (انصاری رضی اللہ عنہ) ایک لشکر میں تھے کہ بچوں اور ان کی ماؤں کو جدا کر دیا گیا، انہوں نے بچوں کو دیکھا تو وہ رو رہے تھے لہٰذا ہر بچے کو اس کی ماں کے پاس واپس لوٹا دیا اور وہ کہتے تھے: بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جدا کر دیا ماں کو اس کی اولاد سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اس کے دوستوں سے الگ کر دے گا۔

تخریج اس روایت کی سند جید ہے۔ دیکھئے: ترمذی (١٢٨٣، ١٥٦٦) احمد (٤١٢/٥)، الحاکم (٥٥/٢)۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ماں بیٹوں کے درمیان جدائی کی ممانعت ثابت ہوئی خواہ وہ غلام ہوں یا قیدی نہ قید میں

انہیں ایک دوسرے سے الگ کرنا چاہیے اور نہ بیع وشراء میں حدیث کا منطوق اسی پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ اعلم

[40]..... بَاب فِي الْحَرْبِيِّ إِذَا قَدِمَ مُسْلِمًا

حربی اگر مسلمان ہو کر آئے

2516۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ صَخْرِ بْنِ الْعَيْلَةِ قَالَ أَبُو مُحَمَّد وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ الْغِيلَةِ قَالَ أَخَذْتُ عَمَّةَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ فَقَدِمْتُ بِهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَمَّتَهُ فَقَالَ:((يَا صَخْرُ إِنَّ الْقَوْمَ إِذَا أَسْلَمُوا أَحْرَزُوا أَمْوَالَهُمْ وَدِمَائَهُمْ فَادْفَعْهَا إِلَيْهِ)) . وَكَانَ مَاءٌ لِبَنِي سُلَيْمٍ فَأَسْلَمُوا فَأَتَوْهُ فَسَأَلُوهُ ذٰلِكَ فَدَعَانِي فَقَالَ:((يَا صَخْرُ إِنَّ الْقَوْمَ إِذَا أَسْلَمُوا أَحْرَزُوا أَمْوَالَهُمْ وَدِمَائَهُمْ فَادْفَعْهُ إِلَيْهِمْ)) فَدَفَعْتُهُ .

(ترجمہ) صخر بن عیلہ اور بعض نے غیلہ کہا (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے مغیرہ بن شعبہ کی پھوپھی کو گرفتار کر لیا اور انہیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مغیرہ نے نبی کریم ﷺ سے اپنی پھوپھی کا مطالبہ کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے صخر! جب لوگ مسلمان ہو جائیں تو ان کے مال ان کا خون محفوظ ہو جاتا ہے ان کو مغیرہ کے حوالے کر دو۔

اور بنی سلیم کا پانی کا چشمہ تھا۔ جب وہ اسلام لے آئے تو آپ کے پاس آئے اور اس کی واپسی کا مطالبہ کیا، آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: اے صخر! جب لوگ اسلام قبول کر لیتے ہیں تو اپنے مال اور خون کو محفوظ کر لیتے ہیں اس (چشمے) کو انہیں لوٹا دو چنانچہ میں نے اسے واپس کر دیا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: معجم الصحابة لابن قانع (٤٦٢)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی غیر مسلم مسلمان ہو جائے تو اس کا خون بہانا اور مال ومتاع لوٹنا حرام ہے گویا حربی اپنی آزادانہ مرضی سے اور بغیر کسی بیرونی دباؤ کے اسلام میں داخل ہو جائے تو پھر اس کا مال منقول یا غیر منقول کسی بھی صورت میں لینا حرام ہے۔

[41]..... بَاب فِي أَنَّ النَّفْلَ إِلَى الْإِمَامِ

امام یا سربراہ کی طرف سے حصے سے زیادہ دینے کا بیان

2517۔ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَرِيَّةً فِيهَا ابْنُ عُمَرَ فَغَنِمُوا إِبِلًا كَثِيرَةً فَكَانَتْ سِهَامُهُمْ اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا أَوْ أَحَدَ عَشَرَ بَعِيرًا وَنُفِّلُوا بَعِيرًا بَعِيرًا .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا جس میں خود ابن عمر بھی تھے ان کو مال غنیمت میں بہت سارے اونٹ ہاتھ آئے اس لئے اس لشکر کے ہر سپاہی کو بارہ بارہ یا گیارہ گیارہ اونٹ ملے تھے پھر ایک ایک اونٹ اور انعام میں ملا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند قوی اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٣١٣٤) مسلم (١٧٤٩) الموطا فی الجهاد (١٥) ابویعلی (٥٨٢٦) ابن حبان (٤٨٣٢)۔

تشریح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غازی کو مال غنیمت میں سے مقرر حصے کے علاوہ زائد مال بھی دیا جا سکتا ہے مذکورہ بالا حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ سردار لشکر نے یہ انعام خمس میں سے دیا ہوگا اور یہ تقسیم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہوئی اور آپ ﷺ نے اس پر سکوت فرمایا اس لئے حجت ہے لہٰذا غازی کو حصے سے کچھ زیادہ بھی دیا جا سکتا ہے۔

[42]..... بَاب فِي أَنْ يُنَفَّلَ فِي الْبُدْأَةِ الرُّبُعُ وَفِي الرَّجْعَةِ الثُّلُثُ

لشکر کشی کی ابتداء میں ربع اور دوبارہ پھر حملہ کرنے پر ثلث کا بیان

2518۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِي سَلَّامٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَغَارَ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ نَفَّلَ الرُّبُعَ وَإِذَا أَقْبَلَ رَاجِعًا وَكَلَّ النَّاسُ نَفَّلَ الثُّلُثَ.

(ترجمہ) عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) نے کہا: کہ نبی کریم ﷺ جب دشمن کی سرزمین پر حملہ آور ہوتے تو ربع یعنی چوتھائی مال غنیمت کا انعام دیتے اور جب تمام لوگ لوٹتے (اور دوبارہ جنگ کی ضرورت واقع ہوتی) تو ایک تہائی مال غنیمت کا انعام دیتے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ترمذی (١٥٦١) ابن ماجه (٢٨٥٢) ابن حبان (٤٨٥٥) موارد الظمآن (١٦٩٣)۔

تشریح: ...... جب مال غنیمت ہاتھ آوے تو اس میں پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا ہے وہ امام و سربراہ نکال لے اور باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کئے جائیں اور امام کو اختیار ہے کہ ان باقی چار حصوں میں سے جتنا چاہے انعام کسی خاص شخص یا خاص جماعت کے لئے تجویز کرے۔ امام احمد و اسحاق کا یہی قول ہے۔ بعض فقہاء نے کہا کہ امام انعام کا وعدہ کرے تو خمس میں سے کرے جو اللہ اور رسول کا حصہ ہے۔ علامہ وحید الزماں رحمہ اللہ لکھتے ہیں: بعد خمس نکالنے جب لڑائی شروع ہونے لگے اس وقت چوتھائی مال غنیمت ایک خاص فرقے کو جو کوئی بہادری کا کام کرتا انعام مقرر کرے اور جنگ سے لوٹنے کے بعد پھر اگر کوئی دشمن سے لڑتا تو اس کو تہائی نفل دیتے اس واسطے کہ اس نے دوبار محنت و مشقت برداشت کی۔

[43]..... بَاب فِي النَّفْلِ بَعْدَ الْخُمُسِ

خمس نکالنے کے بعد انعام دینے کا بیان

2519۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ جَارِيَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ مَسْلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَفَّلَ الثُّلُثَ بَعْدَ الْخُمُسِ.

(ترجمہ) حبیب بن مسلمہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تہائی کا اضافی انعام خمس کے بعد دیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابو داؤد (۲۷۴۸) ابن ماجه (۲۸۵۱) ابن حبان (۴۸۳۵) موارد الظمآن (۱۶۷۲) وغیرهم۔

تشریح: ...... یہاں دو مسائل قابل غور ہیں ایک یہ کہ اضافی و زائد حصہ یا انعام مال غنیمت میں سے دیا جائے گا یا خمس میں سے؟ حدیث میں اس کی صراحت نہیں نیز یہ انعام یا اضافی حصہ اس حدیث کے مطابق خمس نکالنے کے بعد دیا جائے گا۔

[44]..... بَاب مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلَبُهُ

جو شخص کسی کو قتل کرے تو مقتول کا سامان اسی کو دیا جائے

2520۔ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ كَافِرًا فَلَهُ سَلَبُهُ)) فَقَتَلَ أَبُو طَلْحَةَ يَوْمَئِذٍ عِشْرِينَ وَأَخَذَ أَسْلَابَهُمْ.

(ترجمہ) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی کافر کو مارے گا تو اس مقتول کا سامان (قاتل) مارنے والے کو ملے گا۔ ابوطلحہ نے اس دن (جنگ حنین میں) بیس آدمیوں (کافروں) کو مارا اور ان کا سامان و اسباب بھی لے لیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابو داؤد (۲۷۱۸) ابن حبان (۴۸۳۶) موارد الظمآن (۱۶۷۱، ۱۷۰۵)۔

2521۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ هُوَ عُمَرُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ بَارَزْتُ رَجُلًا فَقَتَلْتُهُ فَنَفَّلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ سَلَبَهُ.

(ترجمہ) ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے ایک کافر مرد سے مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سامان مجھے عطا فرما دیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۳۱۴۲) مسلم (۱۷۵۱) ابو داود (۲۷۱۷) ترمذی (۱۵۶۲) ابن ماجه (۲۸۳۶) ابن حبان (۴۸۰۵) الحمیدی (۴۲۷)۔

تشریح: ......مقتول کے سامان سے مراد اس کے کپڑے ہتھیار، سواری وغیرہ ہیں۔ امام کو اختیار ہے کہ حالت جنگ میں رغبت دلانے کے لئے ایسا انعام مقرر کرے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو کوئی بھی کسی کافر کا کام تمام کرے گا اس کا سامان بھی اسی کو ملے گا اور یہ مال غنیمت کے علاوہ ہے۔ بعض فقہاء نے کہا: یہ حکم دائمی ہے۔ امام ابوحنیفہ نے کہا: یہ حکم دائمی نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

[45]..... بَاب فِي كَرَاهِيَةِ الْأَنْفَالِ وَقَالَ لِيَرُدَّ قَوِيُّ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى ضَعِيفِهِمْ

اضافی انعام کی کراہت کا بیان

2522۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِي سَلَّامٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَكْرَهُ الْأَنْفَالَ وَيَقُولُ:((لِيَرُدَّ قَوِيُّ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَى ضَعِيفِهِمْ)).

(ترجمہ) عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ انعامات کو ناپسند کرتے تھے اور فرماتے تھے: قوی (طاقت ور) مسلمان کو مال غنیمت ضعیف مسلمان کے لئے پھیر دینا چاہیے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابن ماجه (٢٨٥٣)۔

تشریح: ......اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مال غنیمت میں سب مسلمان برابر کے شریک ہوں گے اور برابر حصہ پائیں گے جو لوگ قوی ہوں اور زیادہ جنگ کریں وہ دوسرے ضعیف لوگوں سے زیادہ کچھ نہ پائیں گے اور رسول اللہ ﷺ اس کو ناپسند فرماتے تھے گرچہ آپ نے بعض اوقات خاص افراد اور جماعت کو انعامات سے بھی نوازا ہے۔

[46]..... بَاب مَا جَاءَ أَنَّهُ قَالَ أَدُّوا الْخِيَاطَ وَالْمَخِيطَ

سوئی اور دھاگہ تک مال غنیمت کا ادا کر دینے کا بیان

2523۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِي سَلَّامٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عُبَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((أَدُّوا الْخِيَاطَ وَالْمَخِيْطَ وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوْلَ فَإِنَّهُ عَارٌ عَلَى أَهْلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

(ترجمہ) عبادہ (رضی اللہ عنہ) سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سوئی اور دھاگے کو بھی ادا کر دو اور خیانت سے بچو جو کہ قیامت کے دن خیانت کرنے والوں کے لئے عار ہوگی۔

(تخریج) اس حدیث کی سند حسن ہے اور امام بخاری نے التاریخ الکبیر (٨/٥٧) میں اس روایت کو تعلیقاً ذکر کیا ہے۔

تشریح: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مال غنیمت میں خیانت کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ مال غنیمت پانے والے چاہیے کہ وہ ہر چھوٹی بڑی چیز جمع کر دے چاہے وہ دھاگہ اور سوئی کیوں نہ ہو، اور بالکل خیانت نہ کرے۔ مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

[47]..... بَاب النَّهْيِ عَنْ رُكُوبِ الدَّابَّةِ مِنَ الْمَغْنَمِ وَلُبْسِ الثَّوْبِ مِنْهُ

غنیمت کے جانور پر سوار ہونے اور غنیمت کے کپڑے پہننے کی ممانعت کا بیان

2524۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ إِسْحٰقَ عَنْ يَزِيدَ هُوَ ابْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي

مَـرْزُوْقٍ مَوْلَى لِتُجِيبَ قَالَ حَـدَّثَـنِـي حَـنَشٌ الصَّنْعَانِيُّ قَالَ غَزَوْنَا الْـمَـغْـرِبَ وَعَلَيْنَا رُوَيْفِعُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ فَافْتَتَحْنَا قَرْيَةً يُقَالُ لَهَا جَرْبَةُ فَقَامَ فِينَا رُوَيْفِعُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ خَطِيبًا فَقَالَ إِنِّيْ لَا أَقُوْمُ فِيْكُمْ إِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِينَا يَوْمَ خَيْبَرَ حِينَ افْتَتَحْنَاهَا:((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَـرْكَبَنَّ دَابَّةً مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى إِذَا أَجْحَفَهَا أَوْ قَالَ أَعْجَفَهَا قَالَ أَبُوْ مُحَمَّد أَنَا أَشُكُّ فِيهِ رَدَّهَا . وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَلْبَسْ ثَوْبًا مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ حَتّٰى إِذَا أَخْلَقَهُ رَدَّهُ فِيهِ)) .

(ترجمہ) حنش صنعانی نے کہا: ہم نے رویفع بن ثابت انصاری (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مغرب میں جہاد کیا تو ہم نے ایک گاؤں کو فتح کیا جس کو جربہ کہا جاتا تھا اس وقت رویفع بن ثابت انصاری ہمارے درمیان خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو کہا میں تمہارے درمیان اس لئے اس وقت کھڑا ہوا ہوں کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا جب آپ فتح خیبر کے بعد ہمارے درمیان کھڑے ہوئے تو فرمایا: جو کوئی اللہ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے تو وہ مسلمانوں کے مال غنیمت کے گھوڑے پر سوار نہ ہو اور جب وہ کمزور ہو جائے گا تو اسے واپس کر دے۔

امام دارمی نے فرمایا: ردھا کے بارے میں مجھے شبہ ہے۔

پھر فرمایا: اور جو کوئی اللہ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے وہ مسلمانوں کے مال غنیمت سے کوئی کپڑا نہ پہنے حتی کہ جب وہ بوسیدہ و پرانا ہو جائے تو اسے واپس بیت المال میں جمع کرا دے۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٤٤١) ابوداود (٢١٥٦) ابن حبان (٤٨٥٠) الموارد (١٦٧٥)۔

تشریح: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ غنیمت میں حاصل شدہ کپڑوں اور گھوڑوں کو میدان جنگ میں ضرورت کے وقت استعمال میں لایا جا سکتا ہے بعد میں ان کو استعمال کرنا ممنوع ہے۔ بعض علماء نے وقتی طور پر استعمال کرنے کے لئے بھی سپہ سالار کی اجازت کو شرط قرار دیا ہے۔ (مبارکپوری رحمہ اللہ)۔

[48]..... بَاب مَا جَاءَ فِي الْغُلُوْلِ مِنَ الشِّدَّةِ

غنیمت کے مال میں خیانت کرنا بہت بڑا گناہ ہے

2525۔ حَـدَّثَـنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي أَبُو زُمَيْلٍ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْـنُ الْـخَطَّابِ قَالَ قُتِلَ نَفَرٌ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالُوْا فُلَانٌ شَهِيدٌ فُلَانٌ شَهِيدٌ حَتّٰى ذَكَرُوْا رَجُلًا فَقَالُوْا فُلَانٌ شَهِيدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((كَلَّا إِنِّي رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِي عَبَاءَةٍ أَوْ فِي بُرْدَةٍ غَلَّهَا)) قَالَ لِي:((يَا ابْنَ الْخَطَّابِ قُمْ فَنَادِ فِي النَّاسِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ)) فَقُمْتُ فَنَادَيْتُ فِي النَّاسِ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: مجھ سے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے حدیث بیان کی کہ خیبر کے دن کتنے ہی صحابی شہید

ہو گئے۔ لوگ کہنے لگے: فلاں اور فلاں شہید ہے یہاں تک کہ انہوں نے ایک آدمی کا ذکر کیا کہ وہ شہید ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں میں نے اس کو جہنم میں دیکھا ایک عباءۃ یا چادر میں جس کو اس نے مال غنیمت سے چرایا تھا پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے اٹھو اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ جنت میں وہی جائیں گے جو ایمان دار ہیں چنانچہ میں اٹھا اور جا کر لوگوں میں اعلان کر دیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن ہے، لیکن حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۱۴) ترمذی (۱۵۷٤) ابن حبان (٤۸٤۹) ابو عوانہ (۱/٤۸)۔

تشریح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مال غنیمت سے ادنیٰ سی چیز بھی چرانا بہت بڑا جرم اور گناہ ہے جو حرام ہے اور اس میں قلیل و کثیر کی کوئی قید نہیں نیز جس نے غلول کیا خیانت و چوری کی اسے شہید نہ کہیں گے بلکہ یہ غلول کفر کے مرادف ہے اور جس نے کفر کیا جنت میں نہ جائے گا اس پر تمام علماء کا اجماع ہے اور جنت میں صرف امانت دار جائیں گے خیانت کرنے والے نہیں۔

[49]..... بَاب فِي عُقُوبَةِ الْغَالِّ

مال غنیمت سے چوری کرنے والے کی سزا کا بیان

2526۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَائِدَةَ عَنْ سَالِمِ عَنْ عَبْدَ اللّٰهِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ وَجَدْتُمُوْهُ غَلَّ فَاضْرِبُوْهُ وَأَحْرِقُوْا مَتَاعَهُ)).

(ترجمہ) سالم بن عبداللہ نے اپنے باپ انہوں نے ان کے دادا عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی کو پاؤ کہ اس نے مال غنیمت میں سے چوری کی ہے تو اس کی ٹھکائی کرو اور اس کا سامان جلا دو۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے کیوں کہ اس کے راوی صالح بن محمد بن زائدہ ضعیف ہیں دیکھئے: ابوداود (۲۷۱۳) ترمذی (۱٤٦۱) نسائی (٤۹۹٤) احمد (۱/۲۱) بن منصور (۲۷۲۹) وغیرهم۔

تشریح: ...... جو شخص مال غنیمت سے کچھ چرائے اسے واپس کرنا ضروری ہے اس حدیث میں مارنے اور جلانے کا ذکر ہے لیکن ضعیف ہے اس لئے چوری کا مال جمع کرا دینا واجب ہے جلانا درست نہیں ابن عبدالبر نے کہا اگر یہ حدیث صحیح بھی مان لی جائے تب بھی منسوخ ماننی پڑے گی رسول اللہ ﷺ نے ایک تسمہ بھی واپس لے لیا تھا جلایا نہیں تھا۔

[50]..... بَاب فِي الْغَالِّ إِذَا جَاءَ بِمَا غَلَّ بِهِ

چوری کرنے والا چوری کا مال لے کر آئے گا

2527۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُكْتِبُ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا نَهْبَ وَلَا إِغْلَالَ وَلَا إِسْلَالَ وَمَنْ يَغْلُلْ

يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) . قَالَ أَبُو مُحَمَّد الْإِسْلَالُ السَّرِقَةُ .

(ترجمہ) کثیر بن عبداللہ بن عمر بن عوف مزنی نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا عمرو بن عوف (رضی اللہ عنہ) سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ لوٹ مار جائز ہے نہ خیانت اور نہ چوری جائز ہے اور جو چوری کرے گا وہ قیامت کے دن جو چرایا ہے اس کو اپنے ساتھ لے کر آئے گا۔

امام ابومحمد دارمی نے کہا: اسلال کے معنی چوری کے ہیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند کثیر بن عبداللہ کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن حدیث کا معنی صحیح ہے۔ دیکھئے: طبرانی (۱۷/۱۷۔۱۸)(۱٦) والکامل لابن عدی(٦/۲۰۸۰)۔

[51]..... بَاب فِي أَنْ لَا تُقْطَعَ الْأَيْدِي فِي الْغَزْوِ

جہاد کے دوران ہاتھ نہ کاٹنے کا بیان

2528۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ هُوَ ابْنُ لَهِيعَةَ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ عَنْ شُيَيْمِ بْنِ بَيْتَانَ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ ابْنَ أَرْطَاةَ يَقُولُ قَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تُقْطَعُ الْأَيْدِي فِي الْغَزْوِ)) لَقَطَعْتُهَا .

(ترجمہ) جنادہ بن ابی امیہ نے کہا: کہ اگر میں نے بسر بن ارطاۃ کو نہ سنا ہوتا تو میں ہاتھ کاٹ دیتا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ فرماتے تھے۔ غزوے اور جہاد میں (چور کے) ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے دیکھئے: ابوداود (٤٤٠٨) ترمذی (١٤٥٠) نسائی (٤٩٩٤) احمد (١٨١/٤) وغیرھم۔

تشریح: ......مذکورہ بالا روایت کی اگر سند صحیح بھی ہو تو اس حدیث کا مطلب جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ کوئی شخص مال غنیمت سے چوری کرے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے تاکہ مجاہدین میں بددلی نہ پھیلے اور مجاہدین کی قلت نہ ہو جائے۔ واللہ اعلم۔

[52]..... بَاب فِي الْعَامِلِ إِذَا أَصَابَ فِيعَمَلِهِ شَيْئًا

کسی عامل کو عمل کے دوران کچھ ہدیہ تحفہ ملے تو کیا کرے؟

2529۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَعْمَلَ عَامِلًا عَلَى الصَّدَقَةِ فَجَاءَهُ الْعَامِلُ حِينَ فَرَغَ مِنْ عَمَلِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا الَّذِي لَكُمْ وَهَذَا أُهْدِيَ لِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ :((فَهَلَّا قَعَدْتَ فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَأُمِّكَ فَنَظَرْتَ أَيُهْدَى لَكَ أَمْ لَا))ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلَاةِ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ:((أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ الْعَامِلِ نَسْتَعْمِلُهُ فَيَأْتِينَا فَيَقُولُ هَذَا مِنْ عَمَلِكُمْ وَهَذَا أُهْدِيَ

لِـيْ فَهَلَّا قَـعَـدَ فِي بَيْتِ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ فَيَنْظُرَ أَيُهْدَى لَهُ أَمْ لَا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَغُلُّ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْهَا شَيْـئًـا إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى عُنُقِهِ إِنْ كَانَ بَعِيرًا جَاءَ بِهِ لَهُ رُغَاءٌ وَإِنْ كَانَتْ بَقَرَةً جَاءَ بِهَا لَهَا خُـوَارٌ وَإِنْ كَـانَـتْ شَاةً جَاءَ بِهَا تَيْعِرُ فَقَدْ بَلَّغْتُ)). قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ ثُمَّ رَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَيْهِ حَتّٰى إِنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى عُفْرَةِ إِبِطَيْهِ . قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ وَقَدْ سَمِعَ ذٰلِكَ مَعِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَسَلُوْهُ.

(ترجمہ) ابوحمید ساعدی (رضی اللہ عنہ) نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عامل کو صدقہ وصول کرنے کی ذمہ داری سونپی وہ اپنے کام سے فارغ ہوئے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ آپ کے لئے ہے (یعنی بیت المال کی رقم ہے) اور یہ مجھے تحفہ دیا گیا (مال ہے)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اپنے باپ اور ماں کے گھر میں کیوں نہ بیٹھے رہے پھر دیکھتے تمہیں وہاں بھی ہدیہ ملتا ہے یا نہیں، پھر شام کو نبی کریم ﷺ نماز کے بعد منبر پر کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا جتنا ہوسکا اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا: اما بعد (یعنی حمد وصلاۃ کے بعد) ایسے عامل کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم اسے عامل بناتے ہیں (جزیہ وٹیکس یا صدقات کی وصولی کے لئے) پھر وہ ہمارے پاس آ کر کہتا ہے یہ تو آپ کا ٹیکس ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے پھر وہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہیں بیٹھا رہا پھر دیکھتا کہ اسے تحفہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی بھی اس مال میں سے کچھ خیانت کرے گا تو قیامت کے دن اسے اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے آئے گا اگر اونٹ کی اس نے خیانت کی ہوگی تو اس حال میں لے کر آئے گا کہ اس کی آواز نکل رہی ہوگی، اگر گائے کی خیانت کی ہوگی تو اس حال میں اسے لے کر آئے گا کہ گائے کی آواز آ رہی ہوگی اگر بکری کی خیانت کی ہوگی تو اس حال میں آئے گا کہ بکری کی آواز آ رہی ہوگی، بس میں نے تم کو پہنچا دیا۔

ابوحمید (رضی اللہ عنہ) نے کہا: پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اتنے اوپر اٹھائے کہ ہم آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھنے لگے، ابوحمید نے (مزید) کہا: میرے ساتھ یہ حدیث زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) نے بھی نبی کریم ﷺ سے سنی ان سے پوچھ لو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٦٣٦) مسلم (١٨٣٢) ابوداود (٢٩٤٦)۔

تشریح: ...... یہ حدیث امام بخاری نے متعدد مقامات پر ذکر کی ہے۔ امام دارمی نے بھی کتاب الزکاۃ حدیث (١٧٠٧) میں اسے ذکر کیا ہے۔ ہوا یہ تھا کہ رسول اکرم ﷺ نے ابن لتبیہ نامی ایک صحابی کو زکاۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا وہ جب زکاۃ کا مال لے کر آئے تو بعض چیزوں کی نسبت کہنے لگے کہ یہ مجھ کو بطور تحفہ ملی ہیں۔ اس وقت آپ نے بعد نماز عشاء یہ خطبہ دیا اور بتایا کہ اس طرح سرکاری سفر وعمل میں تم کو ذاتی تحائف لینے کا حق نہیں ہے جو بھی ملا ہے سب بیت المال میں داخل کرنا ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے کارندوں اور صدقہ وجزیہ وصول کرنے والوں سے حاکم حساب لے گا تا کہ معاملہ صاف رہے کسی کو بدگمانی کا موقع نہ ملے۔ اس احتساب اور سب کچھ بیت المال میں جمع کر دینے سے رشوت کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

کوئی افسر جب یہ سمجھ لے گا کہ اس کے ہدیہ وتحفہ میں اس کا کچھ حق نہیں تو وہ ایسا ہدیہ تحفہ قبول ہی نہ کرے گا یا پھر اپنے آفیسر کے ذریعہ بیت المال میں جمع کرادے گا۔ اس حدیث سے وقت ضرورت خطبہ دینا اور لوگوں کے سامنے احکام وحقیقت بیان کرنا ثابت ہوا، نیز یہ کہ کسی کا نام لے کرا ٹیک نہ کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مابال العامل اوران کا نام نہیں لیا اس میں قسم کھانے کا بھی جواز ملتا ہے، نیز یہ کہ جو آدمی بھی خیانت کرے گا اس کو لے کر قیامت کے دن آئے گا، نیز اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ہاتھ اٹھانے کے ذکر میں راوی کا مقصود یہ ہے کہ انہوں نے بذات خود یہ حدیث سنی اور آپ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے بچشم خود دیکھا تھا، مزید تاکید کے لئے ابوحمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے ساتھ زید بن ثابت نے بھی یہ حدیث سنی تھی۔ واللہ اعلم

[53]..... بَاب فِي قَبُولِ هَدَايَا الْمُشْرِكِيْنَ
مشرکین کے تحفے قبول کرنے کا بیان

2530۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَنْبَأَنَا عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ مَلِكَ ذِي يَزَنٍ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حُلَّةً أَخَذَهَا بِثَلَاثَةٍ وَثَلَاثِيْنَ بَعِيرًا أَوْ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِيْنَ نَاقَةً فَقَبِلَهَا.

(ترجمہ) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ذی یزن کے بادشاہ نے نبی کریم ﷺ کے لئے ایک حلہ ۳۳ اونٹوں کے عوض یا ۳۳ اونٹنیوں کے عوض خرید کر ہدیہ بھیجا جس کو آپ ﷺ نے قبول فرمالیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٤٠٣٤) ابویعلی (٣٤١٨) شرح مشکل الآثار للطحاوی (٤٣٤٤)۔

2531۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ بَعَثَ صَاحِبُ أَيْلَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِكِتَابٍ وَأَهْدَى لَهُ بَغْلَةً بَيْضَاءَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَهْدَى لَهُ بُرْدًا.

(ترجمہ) ابوحمید ساعدی (رضی اللہ عنہ) نے کہا ایلہ کے حاکم نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک خط بھیجا اور سفید خچر کا تحفہ بھیجا رسول اللہ ﷺ نے بھی جواب میں اس کو خط لکھا اور چادر ہدیہ میں بھیجی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٤٨١) مسلم (١٣٩٢) احمد (٤٢٤/٥) ابوداود (٣٠٧٩) وغیرهم۔

فائدہ: ......شاہ ذی یزن اور حاکم ایلہ یوحنا بن روبہ کا نبی کریم ﷺ کے لئے تحفہ بھیجنا اور آپ کا ان تحائف کو قبول کرنا ان احادیث سے ثابت ہوا لہٰذا مشرکین حکام کے تحفے سربراہ مملکت قبول کرسکتا ہے۔

[54]..... بَاب فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّا لَا نَسْتَعِينُ بِالْمُشْرِكِينَ
نبی کریم ﷺ کے فرمان کہ: ''ہم مشرکین سے مدد نہیں لیتے'' کا بیان

2532ـ أَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نِيَارٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّا لَا نَسْتَعِينُ بِمُشْرِكٍ)).

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم مشرک سے مدد نہیں لیتے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۸۱۷) ابوداود (۲۷۳۲) ترمذی (۱۵۵۸) ابن ماجه (۲۸۳۲) ابن حبان (٤٧٢٦)۔

2533ـ أَخْبَرَنَا إِسْحٰقُ عَنْ رَوْحٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ فُضَيْلٍ هُوَ ابْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَطْوَلُ مِنْهُ.

(ترجمہ) اس سند سے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسے ہی اس سیاق میں مروی ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی تخریج پہلے گذر چکی ہے۔

تشریح: ......اس حدیث کے مطابق مشرک سے جہاد میں مدد لینا درست نہیں۔ مسلم شریف میں ہے کہ ایک مشرک نے آپ کے ساتھ جہاد کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا: لوٹ جاؤ میں مشرک سے مدد نہیں چاہتا جب وہ اسلام لایا تو اس سے مدد لی لیکن بعض علماء کے نزدیک مشرکین سے مدد لینا بوقت ضرورت جائز ہے۔ سیر کی کتابوں میں ہے کہ جنگ احد میں آپ نے فرمان نامی مشرک سے مدد لی اور اس نے جھنڈا اٹھانے والے تین مشرکوں کو تہہ تیغ کیا اور خیبر و حنین میں بھی آپ نے غیر مسلمین ومنافقین سے مدد لی اس لئے وقت ضرورت ان سے مدد لینا جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

[55]..... بَاب إِخْرَاجِ الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ
جزیرۃ العرب سے مشرکین کے اخراج کا بیان

2534ـ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْمُونٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنْ أَبِيهِ سَمُرَةَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ كَانَ فِي آخِرِ مَا تَكَلَّمَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَخْرِجُوا يَهُودَ الْحِجَازِ وَأَهْلَ نَجْرَانَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ)).

(ترجمہ) ابوعبیدہ بن الجراح (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جو آخری بات کہی وہ یہ تھی کہ: یہود کو حجاز سے اور اہل نجران کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابویعلی (۸۷۲) الحمیدی (۸۵) مشکل الآثار للطحاوی (۲۷٦۰) مجمع الزوائد (۲۰۹۱) وغیرهم۔

تشریح:...... یہود ایسی قوم ہے جس نے اپنی کتابوں میں تحریف کی۔ انبیاء کو قتل کیا۔ شریعتوں کا مذاق اڑایا۔ خیانت وبدعہدی کے مرتکب ہوئے۔ اس لئے اس قوم سے بچنے، دور رہنے اور جزیرۃ العرب سے نکال دینے کا حکم دیا گیا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں ان کے کرتوت کی نشاندہی کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں انہیں جزیرہ عرب سے نہ نکال سکے تھے لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں نکال دیا تھا۔

[56]..... بَاب فِي الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الْمُشْرِكِينَ
مشرکین کے برتنوں میں کھانے پینے کا بیان

2535۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ حَدَّثَنِي أَبُو ثَعْلَبَةَ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا بِأَرْضِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَنَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنْ كُنْتَ بِأَرْضٍ كَمَا ذَكَرْتَ فَلَا تَأْكُلُوا فِي آنِيَتِهِمْ إِلَّا أَنْ لَا تَجِدُوا مِنْهَا بُدًّا فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مِنْهَا بُدًّا فَاغْسِلُوهَا ثُمَّ كُلُوا فِيهَا)).

(ترجمہ) ابوثعلبہ خشنی (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم اہل کتاب کی سرزمین پر رہتے ہیں تو کیا ہم ان کے برتن میں کھا سکتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم ایسی سرزمین پر رہتے ہو جیسا کہ تم نے بیان کیا تو بھی ان کے برتن میں کھانا نہ کھاؤ، سوائے اس کے کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہو (یعنی مجبوری ہو اور کوئی برتن نہ ملے) اگر اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو اس برتن کو دھو لو پھر اس میں کھانا کھالو۔

تخریج یہ روایت صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٤٧٨) مسلم (١٩٣٠) ابوداؤد (٢٨٥٥) ترمذی (١٥٦٠) نسائی (٤٢٧٧) ابن ماجہ (٣٢٠٧) ابن حبان (٥٨٧٩) وغیرھم۔

تشریح:...... غیر مسلم کے برتنوں میں کھانا درست نہیں اگر مجبوری آپڑے اور دوسرے برتن نہ ملیں تو خوب اچھی طرح دھو کر پاک صاف کر لینا ضروری ہے تب ہی وہ برتن مسلمانوں کے استعمال کے لئے جائز ہو سکتا ہے ورنہ ان کے برتنوں کو کام میں لانا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ پاکی وصفائی میں عدم احتیاط اور غیر حلال چیزوں کا ان کے یہاں استعمال ہوتا ہے۔

[57]..... بَاب أَكْلِ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ تُقْسَمَ الْغَنِيمَةُ
مال غنیمت تقسیم سے پہلے اس میں سے کچھ کھانے کا بیان

2536۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ هُوَ ابْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ دُلِّيَ جِرَابٌ مِنْ شَحْمٍ يَوْمَ خَيْبَرَ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَالْتَزَمْتُهُ قَالَ ثُمَّ قُلْتُ لَا أُعْطِي مِنْ هَذَا أَحَدًا الْيَوْمَ شَيْئًا فَالْتَفَتُّ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَبْتَسِمُ إِلَيَّ. قَالَ عَبْد اللَّهِ أَرْجُو أَنْ يَكُونَ حُمَيْدٌ سَمِعَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن مغفل (رضی اللہ عنہ) نے کہا: خیبر کے دن چربی کی ایک کپی پھینکی گئی میں آیا اور اسے جھپٹ لیا اور میں نے کہا: آج

اس میں سے کسی کو کچھ نہ دوں گا پیچھے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ امام دارمی نے کہا: امید ہے کہ حمید (بن ہلال) نے عبداللہ بن مغفل سے یہ سنا ہوگا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٣١٥٣، ٤٢١٤) مسلم (١٧٧٢) ابوداود (٢٧٠٢) احمد (٥٦/٥) وغیرهم۔

تشریح: ...... جمہور علماء کا یہی فتوی ہے کہ صرف کھانے پینے کی معمولی چیزوں کی غنیمت پانے والے قبل از تقسیم لے اور کھا سکتے ہیں، اسی طرح چارا ہے، اسے بھی اپنے جانوروں کو کھلا سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا مسکرانا اور ان کو اس کپی پر قبضہ کر لینے سے نہ روکنا اس کی دلیل ہے کہ کھانے پینے کی چیز تقسیم سے قبل لی جا سکتی ہے۔ واللہ اعلم

[58]..... بَاب فِي أَخْذِ الْجِزْيَةِ مِنَ الْمَجُوسِ

مجوس سے جزیہ لینے کا بیان

2537۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بَجَالَةَ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ لَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوسِ حَتَّى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسِ هَجَرَ .

(ترجمہ) بجالہ نے کہا: عمر (رضی اللہ عنہ) نے مجوس سے جزیہ نہیں لیا تھا یہاں تک کہ عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہ) نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجر کے مجوس سے جزیہ لیا تھا۔

توضیح: ...... مجوس وہ لوگ ہیں جو آگ کی عبادت و پوجا کرتے ہیں اور ہجر بحرین کا بہت بڑا شہر تھا جو احساء کے قریب تھا اور جزیہ وہ معاوضہ ہے جو اہل ذمہ سے ان کے دار السلام میں رہنے اور ان کی جان و مال کی حفاظت کے بدلے میں لیا جاتا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٣١٥٦) ابوداود (٣٠٤٣) ترمذی (١٥٨٦) ابویعلی (٨٦٠) الحمیدی (٦٤)۔

تشریح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجوسی مشرکین سے جزیہ وصول کیا جائے گا اور یہ صرف اہل کتاب پر نہیں جیسا کہ بعض علماء کا خیال ہے بلکہ دیگر مشرکین سے بھی جزیہ وصول کیا جائے گا۔ (عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ)

[59]..... بَاب يُجِيرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَدْنَاهُمْ

مسلمانوں کا ادنی فرد بھی پناہ (امان) دے سکتا ہے

2538۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تُحَدِّثُ أَنَّهَا ذَهَبَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّي أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا أَجَرْتُهُ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ)) .

(ترجمہ) عقیل بن ابی طالب کے آزاد کردہ غلام ابومرہ نے کہا: انہوں نے ام ہانی بنت ابی طالب (رضی اللہ عنہا) سے سنا وہ بیان کرتی ہیں کہ وہ فتح مکہ کے سال میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئیں۔ عرض کیا: یا رسول اللہ میرے ماں جائے بھائی (علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کا خیال ہے کہ وہ اس شخص ہبیرہ کے فلاں بیٹے کو قتل کر ڈالیں گے جس کو میں نے پناہ دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام ہانی جس کو تم نے پناہ دی ہے اس کو ہم نے بھی پناہ دی۔ (یعنی علی (رضی اللہ عنہ) اسے قتل کرنے کے مجاز نہیں)۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (۳۵۷) مسلم (۳۳۶) ابوداود (۲۷۶۲) ترمذی (۱۵۷۹) نسائی (۲۲۵) ابن حبان (۱۱۸۸) الموارد (۶۳۱) الحمیدی (۳۳۳)۔

تشریح: ......اجارہ: امان دینے کو کہتے ہیں۔ ام ہانی رسول اللہ ﷺ کی چچا زاد بہن اور علی رضی اللہ عنہ کی سگی بہن تھیں۔ انہوں نے اپنے شوہر ہبیرہ ابن ابی وہب جو حالت کفر میں انتقال کر گئے تھے۔ ان کے کسی عزیز کو شوہر سے وفاداری کے تحت پناہ دی تھی لیکن علی رضی اللہ عنہ اس کو قتل کر دینا چاہتے تھے کیونکہ وہ مشرک تھا لیکن ام ہانی نے اسے فتح مکہ کے بعد پناہ دیدی تھی اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کی پناہ کا حکم دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا ادنی فرد مرد ہو یا عورت غیر مسلم کو پناہ دے سکتا ہے اور سب کو یہ حکم ماننا ہوگا۔

[60]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ الرُّسُلِ
قاصدین کو قتل کرنے کی ممانعت کا بیان

2539۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مُعَيْزٍ السَّعْدِيِّ قَالَ خَرَجْتُ أَسْفِرُ فَرَسًا لِي مِنَ السَّحَرِ فَمَرَرْتُ عَلَى مَسْجِدٍ مِنْ مَسَاجِدِ بَنِي حَنِيفَةَ فَسَمِعْتُهُمْ يَشْهَدُونَ أَنَّ مُسَيْلَمَةَ رَسُولُ اللّٰهِ فَرَجَعْتُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَأَخْبَرْتُهُ فَبَعَثَ إِلَيْهِمُ الشُّرَطَ فَأَخَذُوهُمْ فَجِيءَ بِهِمْ إِلَيْهِ فَتَابَ الْقَوْمُ وَرَجَعُوا عَنْ قَوْلِهِمْ فَخَلَّى سَبِيلَهُمْ وَقَدَّمَ رَجُلًا مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ النَّوَاحَةِ فَضَرَبَ عُنُقَهُ فَقَالُوا لَهُ تَرَكْتَ الْقَوْمَ وَقَتَلْتَ هَذَا فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا إِذْ دَخَلَ هٰذَا وَرَجُلٌ وَافِدَيْنِ مِنْ عِنْدِ مُسَيْلَمَةَ فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَشْهَدَانِ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ؟)) فَقَالَا لَا نَشْهَدُ أَنَّ مُسَيْلَمَةَ رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ: ((آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ لَوْ كُنْتُ قَاتِلًا وَفْدًا لَقَتَلْتُكُمَا)) فَلِذٰلِكَ قَتَلْتُهُ وَأَمَرَ بِمَسْجِدِهِمْ فَهُدِمَ.

(ترجمہ) ابن معیز سعدی نے کہا: میں اپنے گھوڑے کو چارہ لینے کے لئے نکلا تو بنوحنیفہ کی مساجد میں سے ایک مسجد کے پاس سے گزرہوا میں نے وہاں لوگوں سے سنا کہ وہ شہادت دے رہے ہیں کہ مسیلمۃ اللہ کا رسول ہے میں عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کے پاس لوٹ کر آیا اور ان کو اس کی اطلاع دی چنانچہ ابن مسعود نے پولیس کو ان لوگوں کے پاس بھیجا ان لوگوں نے اس کو پکڑا، ان کو وہ لے آئے۔ لوگوں نے توبہ کی اور اپنے قول سے رجوع کیا ابن مسعود نے ان کا راستہ خالی کر دیا (یعنی انہیں چھوڑ دیا)۔ ان میں

سے ایک آدمی آیا جس کو عبداللہ بن نواحہ کہا جاتا تھا اس کو ابن مسعود نے مار ڈالا، لوگوں نے ان سے کہا: آپ نے سب لوگوں کو چھوڑ دیا اور اس کو قتل کر دیا؟ ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ یہ اور ایک اور شخص مسیلمہ کی طرف سے وفد کی صورت میں آئے تو ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم دونوں اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ان دونوں نے کہا: کیا آپ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں اگر میں وفد (قاصدین) کو قتل کرنے والا ہوتا تو تمہیں ضرور قتل کر دیتا، ابن مسعود نے کہا: اس لئے میں نے اس شخص کو قتل کیا اور ان کی مسجد کو مسمار کرنے کا حکم دیا جو مسمار کر دی گئی۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن اور دوسری سند سے حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٢٧٦١) ابویعلی (٥٠٩٧) ابن حبان (٤٨٧٨) الموارد (١٦٢٩)۔

تشریح: ......سعودی عرب میں ریاض کے پاس ایک جگہ ہے جس کا نام یمامہ ہے یہاں بنوحنیفہ کے لوگ آباد تھے انہیں میں سے ایک جھوٹا شخص مسیلمہ تھا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور یمامہ کے لوگوں کو گمراہ کیا لوگ اس کے پھندے میں پھنس گئے اس کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جس کا اشارہ مذکورہ بالا حدیث میں ہے۔ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے عہد میں اس شخص سے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں بنوحنیفہ پر لشکر کشی کی گئی اور وحشی بن حرب (قاتل حمزہ رضی اللہ عنہ) نے بمشکل تمام اس کذاب ودجال کو قتل کر دیا اس طرح یہ فتنہ ختم ہوا۔ مذکورہ بالا حدیث میں وضاحت ہے کہ پیغام رسانی کرنے والے قاصدین کو قتل کرنا درست نہیں اس لئے رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن نواحہ اور اس کے ساتھی کی بدتمیزی اور بے ہودگی کے باوجود انہیں قتل نہیں کیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس لئے قتل کر دیا کہ اس وقت وہ قاصد نہیں بلکہ قیدی تھا اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت سے منکر تھا اور مسیلمہ کذاب کا پیرو کار تھا۔

[61]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ الْمُعَاهَدِ
ذمی کو قتل کرنے کی ممانعت کا بیان

2540۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا عُيَيْنَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَوْشَنٍ الْغَطْفَانِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) .

(ترجمہ) ابوبکرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے بلاوجہ کسی عہد والے (ذمی) کو مار ڈالا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کو حرام کر دے گا۔ (یعنی وہ قاتل جنت میں نہ جائے گا)۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٢٧٦٠) نسائی (٤٧٦١) ابن حبان (٤٨٨١) موارد الظمان (١٥٣٠)۔

تشریح: ......معاہد اس عہد والے کو کہتے ہیں جو جزیہ دے کر دار الاسلام میں رہتا ہے اس کو ذمی بھی کہا جاتا ہے ایسے

غیر مسلم کے جان ومال کی حفاظت مسلم حکومت کی ذمے داری ہوتی ہے، اگر جان بوجھ کر کوئی مسلمان اس کو قتل کر دے تو اس کی اتنی بڑی سزا ہے کہ اس پر جنت حرام ہوگی اور وہ جہنم میں جائے گا۔

[62]..... بَاب إِذَا أَحْرَزَ الْعَدُوُّ مِنْ مَالِ الْمُسْلِمِينَ
دشمن مسلمانوں کے مال پر قبضہ کر لیں اس کا بیان

2541ـ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَتِ الْعَضْبَاءُ لِرَجُلٍ مِنْ بَنِي عُقَيْلٍ فَأُسِرَ وَأُخِذَتِ الْعَضْبَاءُ فَمَرَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي وَثَاقٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ عَلَى مَا تَأْخُذُونِي وَتَأْخُذُونَ سَابِقَةَ الْحَاجِّ وَقَدْ أَسْلَمْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ قُلْتَهَا وَأَنْتَ تَمْلِكُ أَمْرَكَ أَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ)) . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((نَأْخُذُكَ بِجَرِيرَةِ حُلَفَائِكَ)) وَكَانَتْ ثَقِيفٌ قَدْ أَسَرُوا رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى حِمَارٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِي وَظَمْآنُ فَاسْقِنِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((هَذِهِ حَاجَتُكَ)) ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ فُدِيَ بِرَجُلَيْنِ فَحَبَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْعَضْبَاءَ لِرَحْلِهِ وَكَانَتْ مِنْ سَوَابِقِ الْحَاجِّ ثُمَّ إِنَّ الْمُشْرِكِينَ أَغَارُوا عَلَى سَرْحِ الْمَدِينَةِ فَذَهَبُوا بِهِ فِيهَا الْعَضْبَاءُ وَأَسَرُوا امْرَأَةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَكَانُوا إِذَا نَزَلُوا قَالَ أَبُو مُحَمَّد ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً إِبِلُهُمْ فِي أَفْنِيَتِهِمْ فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ قَامَتِ الْمَرْأَةُ وَقَدْ نُوِّمُوا فَجَعَلَتْ لَا تَضَعُ يَدَيْهَا عَلَى بَعِيرٍ إِلَّا رَغَا حَتَّى أَتَتِ الْعَضْبَاءَ فَأَتَتْ عَلَى نَاقَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ذَلُولٍ مُجَرَّسَةٍ فَرَكِبَتْهَا ثُمَّ تَوَجَّهَتْ قِبَلَ الْمَدِينَةِ وَنَذَرَتْ لَئِنِ اللّٰهُ نَجَّاهَا لَتَنْحَرَنَّهَا قَالَ فَلَمَّا قَدِمَتْ عُرِفَتِ النَّاقَةُ فَقِيلَ نَاقَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَوْا بِهَا النَّبِيَّ ﷺ وَأَخْبَرَتِ الْمَرْأَةُ بِنَذْرِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِئْسَمَا جَزَيْتِهَا أَوْ بِئْسَمَا جَزَتْهَا إِنِ اللّٰهُ نَجَّاهَا لَتَنْحَرَنَّهَا لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ .

(ترجمہ) عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) نے کہا: عضباء اونٹنی بنو عقیل کے ایک شخص کی تھی جس کو قید کر لیا گیا اور اونٹنی کو پکڑ لیا گیا: رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے گزرے جبکہ وہ بند تھا اس شخص نے کہا: اے محمد! آپ لوگوں نے مجھے اور حاجیوں کے آگے چلنے والی اونٹنی کو کس جرم میں پکڑ لیا ہے حالانکہ میں مسلمان ہو گیا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے مسلمان ہونے کا اقرار اس وقت کیا ہوتا جب تم آزاد تھے تو تم بالکل کامیاب رہتے (یعنی تمہیں گرفتار نہ کیا جاتا اور ہم نے تمہیں تمہارے حلیف ثقیف کی پاداش میں پکڑا ہے، کیونکہ ثقیف نے رسول اللہ کے دو صحابہ کو پکڑ لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ گدھے پر بیٹھ کر ایک چادر اوڑھے ہوئے آئے تھے۔ بنو عقیل کے اس شخص نے کہا: اے محمد! میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلایئے۔ پیاسا ہوں پانی پلایئے، رسول اللہ ﷺ نے کہا: یہ تمہاری ضرورت ہے (جو پوری کی جائے گی) پھر اس آدمی کو (ان) دو صحابی کے بدلے چھوڑ دیا گیا اور عضباء کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری کے لئے روک لیا (یعنی اسے نہیں چھوڑا) بعض رواۃ نے برحلہ کہا (یعنی اپنے قدم کے لئے) اور یہ

عضباء حجاج کے قافلے میں (طاقت ور و تیز رو ہونے کے سبب) آگے آگے چلتی تھی اس کے کچھ دن بعد مشرکین نے مدینہ کے مویشی (جانوروں) پر ڈاکہ ڈالا اور جانوروں کو جن میں عضباء بھی تھی ہنکا لے گئے ان میں ایک مسلمان عورت کو بھی (جو ابوذر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں) پکڑ کر لے گئے۔

وہ لوگ جب رات ہوتی ۔امام دارمی نے ایک لفظ کہا: تو وہ لوگ اپنے جانوروں کو گھروں کے سامنے آزاد چھوڑ دیتے ایک رات وہ مسلمان قیدی عورت (ابوذر کی بیوی) جب وہ سو گئے تو اٹھی اور (اونٹوں کے پاس آئی) جس اونٹ پر ہاتھ رکھتی وہ آواز نکالنے لگتا یہاں تک کہ عضباء کے پاس آئی جو اونٹنی رسول اللہ ﷺ کی ہو چکی تھی اور وہ مطیع چلنے میں مشاق تھی (اس نے آواز نہ کی) وہ عورت اس پر سوار ہوگئی اور مدینہ منورہ کا رخ کیا اور نذر مانی کہ اگر اللہ تعالی نے (اس کے ساتھ) اس اونٹنی کو نجات دیدی (اور وہ اسے بچالے گئی) تو وہ اسے قربان کردے گی، جب وہ مدینہ پہنچی تو اونٹنی کو پہچان لیا گیا اور کہا گیا کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی ہے۔صحابہ کرام اس کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس عورت نے بتایا کہ میں نے اس کو ذبح کردینے کی منت مانی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے بڑا برا اس کو بدلہ دیا اللہ تعالی نے اس لئے اس کو نجات دی کہ تم اسے ذبح کرڈالو؟ سنو ایسی منت (نذر) پوری کرنا ضروری نہیں ۔جس میں اللہ تعالی کی نافرمانی ہو نہ ایسی نذر پوری کی جائے جس پر ابن آدم کا اختیار نہ ہو۔

توضیح: ......یعنی تم نے بری نذر مانی اس اونٹنی کو جس کی پشت پر اللہ تعالی نے تجھے نجات دی اسی کو ذبح کرنے کی نذر و منت مان لی کیا اس کا یہی بدلہ ہے؟ جو نذر گناہ کے لئے ہو یا جس کا آدمی مالک نہ ہو وہ نذر پوری نہ کی جائے گی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔اور امام مسلم (۱۶۴۱) وابوداود (۳۳۱۶) نے اسی سیاق سے اور امام نسائی (۳۸۲۱) وابن ماجہ (۲۱۲۴) نے آخری جملہ روایت کیا ہے۔نیز دیکھئے: ابن حبان (٤٣٩١) الحمیدی (٨٥١)۔

تشریح: ......امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کافر قید ہو اور پھر مسلمان ہو جائے تو اس کو قتل نہ کریں گے لیکن اس کو غلام بنانا اس کے بدلے روپیہ لینا یا کسی مسلمان کو رہا کرانا یا مفت چھوڑ دینا درست ہے اور جو قید ہونے سے پہلے مسلمان ہو جائے وہ مسلمانوں کی طرح آزاد ہوگا قید نہ کیا جائے گا۔ نیز یہ کہ جانور کا نحر (ذبح) کرنا گناہ نہیں پر یہ اخلاق سے بعید ہے کہ وہ جانور سواری کا ہو اور عمدہ سواری دیتا ہو اور وقت پر کام آیا ہو اسی کی قربانی کی جائے، اس کے علاوہ عضباء رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی تھی وہ اس عورت کی ملکیت نہ تھی پھر پرائے جانور کو قربان کرنا گناہ میں داخل ہے۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ جو شخص گناہ کرنے کی نذر مانے جیسے شراب پیئے گا تو ایسی نذر باطل ہے اور اس میں کفارہ نہیں ہے۔امام، مالک شافعی، ابوحنیفہ اور داود ظاہری اور جمہور علماء کا یہی قول ہے۔امام احمد کے نزدیک اس میں قسم کا کفارہ ہے۔

واضح رہے کہ ثقیف ایک قبیلہ تھا جو طائف کے قرب وجوار میں رہائش پذیر تھا اور بنو عقیل بھی وہیں رہتے تھے اور یہ دونوں

قبیلے ایک دوسرے کے حلیف تھے ثقیف کے لوگوں نے مسلمانوں کے دو آدمیوں کو پکڑ لیا اور ادھر مسلمانوں نے بنوعقیل کے ایک آدمی کو پکڑ لیا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے بنوعقیل کے اس شخص کے بدلے میں ثقیف سے اپنے دونوں صحابی کو رہا کرایا اور عضباء اونٹنی کو ضبط کر کے اپنے لئے خاص کر لیا۔

[63]..... بَاب فِي الْوَفَاءِ لِلْمُشْرِكِينَ بِالْعَهْدِ
مشرکین سے کیا ہوا عہد پورا کرنے کا بیان

2542۔ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مُحَرَّرِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَنَادَى بِأَرْبَعٍ حَتَّى صَحِلَ صَوْتُهُ أَلَا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَلَا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَهْدٌ فَإِنَّ أَجَلَهُ إِلَى أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِذَا مَضَتْ الْأَرْبَعَةُ فَإِنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں اس وقت علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ تھا جب کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے (مکہ) بھیجا تھا، انہوں نے چار باتوں کا اعلان کیا یہاں تک کہ ان کی آواز بھرا گئی: سنو لوگو! جنت میں صرف نفس مسلم داخل ہوگا، اور اس سال کے بعد کوئی مشرک ہرگز حج نہ کرے گا۔ نہ کوئی برہنہ بیت اللہ کا طواف کرے گا، اور کسی شخص اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی عہد ہے اس کی مدت چار مہینے تک ہے چار ماہ گذرنے کے بعد اللہ اور رسول کا وہ عہد ختم ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند جید ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۳۶۹) مسلم (۱۳۴۷) ابن حبان (۳۸۲۰) ابویعلی (۷۶) الحمیدی (۴۷) اس کی تشریح و تفصیل حدیث رقم (۱۹۵۷) میں گزر چکی ہے۔

[64]..... بَاب فِي صُلْحِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ
نبی کریم ﷺ کی صلح حدیبیہ کا بیان

2543۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ إِسْرَائِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ حَتَّى قَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يُقِيمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالُوا لَا نُقِرُّ بِهٰذَا لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ مَا مَنَعْنَاكَ شَيْئًا وَلَكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ: ((أَنَا رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ)) فَقَالَ لِعَلِيٍّ ((امْحُ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ)) فَقَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أَمْحُوهُ أَبَدًا فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْكِتَابَ وَلَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ فَكَتَبَ مَكَانَ رَسُولِ اللَّهِ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنْ لَا يَدْخُلَ مَكَّةَ بِسِلَاحٍ إِلَّا السَّيْفَ فِي الْقِرَابِ وَأَنْ لَا يُخْرِجَ مِنْ أَهْلِهَا أَحَدًا أَرَادَ أَنْ يَتْبَعَهُ وَلَا يَمْنَعَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ

بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا قُلْ لِصَاحِبِكَ فَلْيَخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْأَجَلُ .

(ترجمہ) براء بن عازب (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ذی قعدہ کے مہینے میں عمرہ کا احرام باندھا لیکن مکہ والوں نے آپ کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیا آخر صلح اس پر ہوئی کہ آئندہ سال آپ مکہ میں تین روز قیام کریں گے جب صلح نامہ لکھا جانے لگا تو اس میں لکھا کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا لیکن مشرکین نے کہا ہم تو اس کو نہیں مانتے اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو بالکل نہ روکیں گے آپ صرف عبداللہ کے بیٹے محمد ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی پھر آپ نے علی (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ محمد رسول اللہ کا لفظ مٹا دو انہوں نے کہا نہیں اللہ کی قسم میں اس کو نہیں مٹاؤں گا آخر آپ نے خود وہ دستاویز لی آپ اچھی طرح لکھنا بھی نہ جانتے تھے آپ نے رسول اللہ کی جگہ لکھا: یہ وہ دستاویز ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے اس شرط پر صلح کی ہے کہ مکہ میں وہ تلوار کو میان میں اٹھائے بنا داخل نہ ہوں گے، اور مکے کا کوئی شخص ان کے ساتھ جانا چاہے گا تو وہ اسے ساتھ نہ لے جائیں گے، لیکن اگر ان کے اصحاب میں سے کوئی شخص مکہ میں رہنا چاہے گا تو وہ اسے نہ روکیں گے، جب اگلے سال آپ مکہ تشریف لے گئے اور تین دن کی مدت پوری ہوگئی تو مشرکین مکہ علی (رضی اللہ عنہ) کے پاس آئے اور کہا اپنے صاحب سے کہیے مدت پوری ہوگئی اور اب مکہ سے نکل جائیں...... چنانچہ رسول اللہ ﷺ وہاں سے روانہ ہو گئے......

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٦٩٩) مسلم (١٧٨٣) ابو یعلی (١٧٠٣) ابن حبان (٤٨٦٩)۔

تشریح: ......اس طویل حدیث سے متعدد مسائل معلوم ہوئے۔ ذوالقعدہ حج کے مہینوں میں سے ہے اور رسول اللہ ﷺ اسی مہینے میں عمرے کے لئے تشریف لے گئے۔ معلوم ہوا کہ حج کے مہینوں میں صرف عمرہ کرنا جائز ہے نیز یہ کہ مصلحت کے پیش نظر کافروں سے صلح کرنا ثابت ہوا اور اسلام نے صلح سے متعلق خاص ہدایات اسی لئے دی ہیں کہ اسلام سراسر امن اور صلح کا علمبردار ہے اسلام نے جنگ و جدال کو کبھی پسند نہیں کیا۔ قرآن پاک میں ہے: ﴿وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا﴾ (انفال: ٨/ ٦١) اگر دشمن صلح کرنا چاہے تو آپ ضرور صلح کے لئے جھک جائیے پھر یہ صلح حدیبیہ ظاہری طور پر مسلمانوں کے خلاف تھی اور مشرکین نے جو شرطیں رکھیں وہ بالکل نامناسب تھیں مگر رحمۃ للعالمین ﷺ نے بہت سے مصالح کے پیش نظر ان کو تسلیم فرمالیا پس مصلحتاً دب کر بھی بعض مواقع پر صلح کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ علی رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اسی لئے کبیدہ خاطر تھے اور جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے محمد رسول اللہ ﷺ مٹا دینے کے لئے کہا تو فرط جذبات اور جوش ایمان میں ایسا کہا کہ میں نہیں مٹاؤں گا یہ حکم عدولی نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ کا خود سے لکھنا بھی بطور معجزہ تھا ورنہ درحقیقت آپ نبی امی تھے اور لکھنے پڑھنے سے آپ کا کوئی تعلق نہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم اولین و آخرین سے نوازا تھا اور یہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے جو پندرہ سو سال سے اعلان کر رہا ہے کہ اس جیسی ایک ہی آیت لے آؤ لہٰذا نبی کریم ﷺ کا امی ہونا معجزہ تھا۔ آپ کی شان میں گستاخی

نہیں بلکہ عین حقیقت ہے جو آپ کے امی ہونے کا انکار کرے وہ غلطی پر ہے فرمان الٰہی ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ﴾ (الاعراف: ۹/۱۵۷)۔ ترجمہ: ''یہ لوگ ایسے اُمی (بے پڑھے لکھے) رسول کی اتباع کرتے ہیں جن کی صفت وہ لوگ توریت وانجیل میں لکھی ہوئی پاتے ہیں.....'' اس آیت کے بعد دوسری آیت میں فرمایا: ''پس تم ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے اُمی رسول پر.....'' (۱۵۸)

[65]..... بَاب فِي عَبِيدِ الْمُشْرِكِينَ يَفِرُّونَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ

مشرکین کے غلام بھاگ کر مسلمانوں کے پاس آ جائیں اس کا بیان

2544۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ عَبْدَانِ مِنَ الطَّائِفِ فَأَعْتَقَهُمَا أَحَدُهُمَا أَبُو بَكْرَةَ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: نبی کریم ﷺ کے پاس طائف سے دو غلام بھاگ کر آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا ان میں سے ایک ابوبکرہ (رضی اللہ عنہ) تھے۔

(**تخریج**) حجاج بن ارطاۃ کی وجہ سے اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ دیکھئے: ابویعلی (۲۵٦٤) ابن ابی شیبه (۱۵٤٤٤) سعيد بن منصور (۲۸۰۷) البيهقي (۳۰۱۹) مجمع الزوائد (۷۳۵۹)۔

تشریح: ......اگر اس حدیث کی سند صحیح مان لی جائے تو اس سے نبی رحمت فخر دو عالم ﷺ کی رحمت وشفقت اور نوع انسان سے الفت ومحبت ثابت ہوتی ہے کہ غلام بھاگ کر آئے تو انہیں پھر ذلت ورسوائی کی جہنم میں نہیں ڈھکیل دیا بلکہ آزاد فرمایا اور اہل طائف سے ایسا کوئی معاہدہ نہیں تھا کہ ان میں سے کوئی آدمی مسلمانوں کے پاس آئے تو آپ اسے واپس لوٹا دیں گے۔

[66]..... بَاب نُزُولِ أَهْلِ قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

اہل قریظہ کا سعد بن معاذ کے حکم پر ہتھیار ڈالنے کا بیان

2545۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ رُمِيَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَطَعُوْا أَبْجَلَهُ فَحَسَمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّارِ فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ فَنَزَفَهُ فَحَسَمَهُ أُخْرَى فَانْتَفَخَتْ يَدُهُ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَا تُخْرِجْ نَفْسِي حَتّٰى تُقِرَّ عَيْنِي مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ فَاسْتَمْسَكَ عِرْقُهُ فَمَا قَطَرَ قَطْرَةً حَتّٰى نَزَلُوْا عَلَى حُكْمِ سَعْدٍ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَحَكَمَ أَنْ تُقْتَلَ رِجَالُهُمْ وَتُسْتَحْيَى نِسَاؤُهُمْ وَذَرَارِيُّهُمْ يَسْتَعِينُ بِهِمُ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَصَبْتَ حُكْمَ اللّٰهِ فِيهِمْ)) وَكَانُوْا أَرْبَعَ مِائَةٍ فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ قَتْلِهِمْ انْفَتَقَ عِرْقُهُ فَمَاتَ.

(ترجمہ) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) نے کہا: جنگ احزاب میں سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) کے تیر لگ گیا اور ان کی رگ (اَبجل نامی)

کٹ گئی جس کو رسول اللہ ﷺ نے آگ سے داغ دیا ان کا ہاتھ سوج گیا اور پھر سے خون بہنے لگا آپ نے پھر دوبارہ داغا پھر ہاتھ سوج گیا۔ جب سعد نے یہ حال دیکھا (اور موت کا یقین ہوگیا) تو کہا: اے اللہ اس وقت تک میری جان نہ نکالنا جب تک کہ بنی قریظہ سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں (یعنی ان کی ہلاکت دیکھ لوں اللہ کی مشیت سے) ان کی رگ رک گئی اور اس سے ایک قطرہ بھی خون نہ ٹپکا یہاں تک کہ بنو قریظہ سعد بن معاذ کے حکم پر اتر آئے (یعنی انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے سعد کے پاس پیغام بھیجا (یعنی انہیں بلایا وہ آئے) اور سعد (رضی اللہ عنہ) نے فیصلہ کیا ان کے مرد قتل کر دیئے جائیں اور عورتیں زندہ رکھی جائیں تا کہ مسلمانوں کو ان سے مدد ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا اس وقت بنو قریظہ کے چار سو افراد تھے جب ان کے قتل سے فارغ ہوئے تو پھر سعد کی رگ کھل گئی اور وہ انتقال کر گئے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ مسلم نے مختصراً اس کو روایت کیا ہے۔ دیکھئے: كتاب السلام، باب لكل داء دواء ،اور ترمذی نے اسی سیاق سے روایت کیا ہے۔(١٥٨٢) نیز دیکھئے: ابن حبان (٤٧٨٤) مشكل الآثار للطحاوی (٣٥٧٩) دلائل النبوه للبيهقی (٤/ ٢٨)۔

تشریح: ......بنو قریظہ قباء میں بسنے والے یہود تھے مسلمانوں اور ان کے درمیان عہد تھا لیکن جنگ احزاب میں انہوں نے بدعہدی کی اور مشرکین کا ساتھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ و دیگر صحابہ کے وفد کے ذریعہ انہیں اپنا عہد یاد دلایا لیکن انہوں نے بدتمیزی کی، کون محمد؟ کیسے مسلمان؟ ہمارا کوئی ان سے عہد نہیں، گالیاں دیں، جس سے بڑی پریشان کن صورت حال پیدا ہوگئی تھی اسی لئے جنگ احزاب کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے آ کر کہا کہ ابھی جنگ ختم نہیں ہوئی۔ ہم بنو قریظہ کی طرف جا رہے ہیں آپ بھی مسلمانوں کے ساتھ آیئے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا وہ قلعہ بند ہو گئے جب محاصرے نے طول پکڑا تو پھر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم بنایا گیا اور ان کے حکم سے بنو قریظہ قلعوں سے باہر آئے جس کا ذکر مذکورہ بالا حدیث میں ہے۔

اس حدیث سے سعد رضی اللہ عنہ کی فضیلت، ان کی بصیرت اور مستجاب الدعوات ہونے کی دلیل ملتی ہے ایسا زخم جو داغنے سے بھی اچھا نہیں ہوتا، خون گرتا رہتا ہے، دعا کی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے بلا دوا خون روک دیا اور پھر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ بدعہدی کرنے والے مسلمانوں کو گالیاں دینے اور ان کے بیوی بچوں کے مال و دولت سے کھلواڑ کرنے والے کو کیفر کردار تک پہنچایا گیا اور اور پھر ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کرتی ہے۔ سبحان اللہ العظیم! اللہ کی شان کتنی نرالی، اس کے وعدے کتنے سچے ہیں۔ وهو على كل شئی قدير۔

[67]..... بَاب فِي إِخْرَاجِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ مَكَّةَ

رسول اللہ ﷺ کے مکہ سے اخراج کا بیان

2546۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُوسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْحَمْرَاءِ الزُّهْرِيَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَاقِفًا بِالْحَزْوَرَةِ يَقُولُ وَاللّٰهِ إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللّٰهِ وَأَحَبُّ أَرْضِ اللّٰهِ إِلَى اللّٰهِ وَلَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ.

(ترجمہ) عبداللہ بن عدی بن حمراء زہری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حزورہ (مکہ میں ایک مقام کا نام) میں اپنی سواری پر دیکھا آپ فرما رہے تھے: اللہ کی قسم (اے مکہ) تو اللہ کی ساری زمین سے بہتر ہے اور اللہ کی ساری زمین سے زیادہ تو اللہ کو محبوب ہے اگر میں تجھ سے نکالا نہ جاتا تو میں نکلتا نہیں (بلکہ مکہ ہی میں رہتا)۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۳۹۲۵) ابن ماجہ (۳۱۰۸) ابویعلی (۵۹۵۴) ابن حبان (۳۷۰۸) موارد الظمآن (۱۰۲۵)۔

تشریح: ...... ہر انسان کو اپنے وطن اپنی جائے پیدائش سے محبت اور لگن ہوتی ہے۔ یہ ایک فطری امر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو بھی مکہ سے بڑی انسیت و محبت تھی لیکن مشرکین مکہ کے ظلم وستم اور جبر و اکراہ کے ساتھ آپ کو ہجرت کرنی پڑی اور مکہ چھوڑنا پڑا اسی کا اظہار آپ ﷺ نے مذکورہ بالا حدیث میں کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مکہ اور بیت اللہ الحرام زمین کا افضل ترین حصہ ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ پسند بھی ہے اسی لئے مسجد حرام کی ایک نماز دیگر مساجد سے لاکھ گنا زیادہ ہے۔

[68]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الْأَمْوَاتِ

مُردوں کو برا کہنے کی ممانعت کا بیان

2547۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا)).

(ترجمہ) ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مُردوں کو برا مت کہو کیونکہ انہوں نے جیسا عمل کیا اس کا بدلہ پالیا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۳۹۳) نسائی (۱۹۳۵) ابن حبان (۳۰۲۱) موارد الظمآن (۱۹۸۵)۔

تشریح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں ان کی برائی نہیں کرنی چاہیے مرنے کے بعد انہیں برا کہنا ان کے عیب بیان کرنا ان کے عزیزوں کو ایذا دینا ہے، جبکہ حدیث رسول میں یہ حکم ہے: ''اَلْمُسْلِمُ مَنْ

سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔ ''یعنی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے اس کے مسلمان بھائی محفوظ ہیں۔ یہ حدیث آگے (۲۷۵۱) نمبر پر آ رہی ہے۔

[69]..... بَاب لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ
فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے

2548۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ)).

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس فتح کے بعد (مکہ سے) ہجرت نہیں ہے لیکن (اچھی) نیت اور جہاد اب بھی باقی ہے (اس لئے) جب تم کو جہاد کے لئے بلایا جائے تو نکل پڑو۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۸۳٤) مسلم (۱۳۵۳) ابوداود (۲۰۱۸) ترمذی (۱۵۹۰) نسائی (۲۸۷٤) ابویعلی (٤۹۵۲) ابن حبان (٤۵۹۲) شرح السنة للبغوی (۲٦۳٦)۔

تشریح: ......عہد رسالت میں ہجرت کا سلسلہ فتح مکہ پر ختم ہو گیا تھا کیونکہ مکۃ المکرّمہ اب دارالاسلام بن گیا اور مسلمانوں کو آزادی کیساتھ وہاں رہنا نصیب ہو گیا لیکن یہ حکم قیامت تک کے لئے باقی ہے کہ کسی زمانہ میں کسی بھی دارالحرب سے بوقت ضرورت مسلمان دارالاسلام کی طرف ہجرت کر سکتے ہیں اس لئے فرمایا اپنے دین وایمان کو بہر حال محفوظ رکھنے کے لئے حسن نیت رکھنا ہر زمانہ میں ہر جگہ ہر وقت باقی ہے ساتھ ہی سلسلہ جہاد بھی قیامت تک کے لئے باقی ہے جب بھی کسی جگہ کفر اور اسلام کی معرکہ آرائی ہو اور سربراہ جہاد کے لئے اعلان کرے تو ہر مسلمان کے لئے اس کے اعلان پر لبیک کہنا فرض ہو جاتا ہے جب مکہ المکرّمہ فتح ہوا تھوڑی دیر کے لئے مدافعانہ جنگ کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ملی تھی جو وہاں استحکام امن کے لئے ضروری تھی بعد میں وہ اجازت جلد ہی ختم ہو گئی اور اب مکہ شریف میں جنگ کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ مکہ ہمیشہ کے لئے دار الامن ہے۔ قیامت تک اسی حیثیت میں رہے گا (راز رحمہ اللہ)۔

[70]..... بَاب إِنَّ الْهِجْرَةَ لَا تَنْقَطِعُ
ہجرت کبھی منقطع نہ ہوگی

2549۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ حَرِيزِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَوْفٍ وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هِنْدٍ الْبَجَلِيِّ وَكَانَ مِنَ السَّلَفِ قَالَ تَذَاكَرُوا الْهِجْرَةَ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتّٰى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ ثَلَاثًا وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا)).

(ترجمہ) ابو ہند بجلی نے کہا جو سلف صالحین میں سے تھے کہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس لوگوں نے ہجرت کا تذکرہ کیا وہ اپنے تخت

شاہی پر تھے انہوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ہجرت اس وقت تک منقطع نہ ہوگی جب تک کہ توبہ منقطع ہو جائے تین بار آپ نے یہ فرمایا: اور توبہ اس وقت تک منقطع نہ ہوگی جب تک کہ سورج مغرب سے نکل آئے گا۔ (یعنی قیامت آجائے گی)

(تخریج) یہ حدیث حسن ہے۔دیکھئے: ابوداود (۲٤۷۹) ابویعلی (۷۳۷۱) النسائی فی الکبری (۸۷۱۱) مشکل الآثار للطحاوی (۲٤۳٤) طبرانی (۳۸۷/۱۹) (۹۰۷) ابن حبان (٤۸٦٦) موارد الظمآن (۱۵۷۹)

توضیح: ......اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح توبہ کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے ہجرت کا بھی دروازہ کھلا ہے کہ آدمی دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف قیامت تک کسی بھی اضطراری حالت میں ہجرت کر سکتا ہے تا کہ آزادانہ طور پر اسلامی قوانین اور عبادات کی تعمیل کر سکے۔

[71]..... بَاب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ

نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا

2550۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْأَنْصَارِ)).

(ترجمہ) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن اور حدیث صحیح ہے۔دیکھئے: بخاری (۳۷۷۹) ابویعلی (٦۳۱۸) ابن حبان (۷۳٦۹) الموارد (۲۲۹۲)۔

تشریح: ......اس حدیث سے انصار کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اسی حدیث میں ہے کہ اگر سارے لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی میں تو میں انصار ہی کی وادی میں چلوں گا۔

[72]..... بَاب فِي التَّشْدِيدِ فِي الْإِمَارَةِ

حکومت میں سختی کا بیان

2551۔ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ أَمِيرِ عَشَرَةٍ إِلَّا يُؤْتَى بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَغْلُولَةً يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ أَطْلَقَهُ الْحَقُّ أَوْ أَوْبَقَهُ.

(ترجمہ) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کوئی بھی دس آدمی پر امیر و حاکم ہے اس کو قیامت کے دن اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کے ہاتھ گردن پر بندھے ہوں گے حق اس کو چھوڑ دے یا ہلاکت میں ڈال دے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند حسن ہے۔دیکھئے: ابویعلی (٦۵۷۰) مجمع الزوائد (۷۰۷۹)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حکومت اور افسر شاہی بڑی خطرناک چیز ہے۔ کوئی بھی عہدہ ملنے کے بعد اگر وہ عہدے دار حق وانصاف کے ساتھ اپنی ذمہ داری پوری کرے تو خیر ورنہ وہی حال ہوگا جو اوپر حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

[73]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ الظُّلْمِ

ظلم کی ممانعت کا بیان

2552۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو (بن العاص رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ظلم کرنے سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن بہت سی تاریکیوں اور اندھیروں کا باعث ہوگا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٤٤٧) مسلم (٢٥٧٩) ابن حبان (٥١٧٦) موارد الظمآن (١٥٨٠)۔

تشریح: ......اس حدیث میں ظلم سے بچنے کا حکم ہے اور خبردار کیا گیا ہے کہ اس دنیا میں جو ظلم کرے گا وہ قیامت کے روز بہت سے اندھیروں میں بھٹکتا پھرے گا اور یہ ظلم اپنی تمام اقسام پر مشتمل ہے یعنی ظلم جان پر ہو مال میں ہو، کسی کی عزت آبرو پر ہو، حقوق اللہ میں ہو یا حقوق العباد میں ہو، ہر نوع ظلم ہے اور حرام ہے (مبارکپوری رحمہ اللہ)۔

[74]..... بَاب إِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ

اللہ تعالیٰ فاجر آدمی سے اس دین کی تائید کرائے گا

2553۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ (کبھی) اس دین کی تائید وحمایت فاجر شخص سے کرالیتا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٣٠٦٢) مسلم (١١١) ابن حبان (٤٥١٩) ابو عوانه (٤٦/١) وغیرهم۔

تشریح: ......اس سے معلوم ہوا کہ ضروری نہیں نیک وصالح اور عالم وفاضل ہی سے دین کی تائید ونصرت ہو بلکہ عام آدمی بھی اسلام کے لئے باعث خیر وبرکت ہوسکتا ہے اور اس کی تازہ مثال کمپیوٹر اور انٹرنیٹ موبائیل وغیرہ ہیں جو ایک طرف شر وفساد پھیلاتے ہیں، دوسری طرف ان میں قرآن وحدیث کے سارے علوم بھرے پڑے ہیں جو راہ مستقیم کی طرف رہنمائی

کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ عام مسلمانوں کو اس سے استفادے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ واللہ اعلم۔

[75]..... بَاب فِي افْتِرَاقِ هَذِهِ الْأُمَّةِ

اس امت کے فرقوں میں بٹ جانے کا بیان

2554۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ حَدَّثَنِي أَزْهَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَرَازِيُّ عَنْ أَبِي عَامِرٍ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ لُحَيٍّ الْهَوْزَنِيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِينَا فَقَالَ:((أَلَا إِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوا عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَإِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ اثْنَتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ)) . [قَالَ عَبْد اللّٰهِ الْحَرَازُ قَبِيلَةٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ] .

(ترجمہ) معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں میں خطیب کی صورت میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: سنو تم سے پہلے اہل کتاب (یہود ونصاری) بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور اس ملت کے لوگ قریب ہے کہ تہتر فرقے ہو جائیں ان میں سے (۷۲) بہتر جہنم میں جائیں گے اور صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ امام دارمی نے کہا: حراز اہل یمن میں ایک قبیلہ ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۴۵۹۷) احمد (۱۰۲/۴)، الشريعة للاجرى (ص: ۲۷) طبرانی: ۳۷۶/۱۹ (۸۸۴) وغیرهم۔

توضیح:...... یہ جماعت حقہ اور طائفہ منصورہ ہے جو جنت میں جائے گی اس کا ذکر دوسری صحیح روایت میں ہے جو اللہ کی کتاب پر اور رسول اللہ کی سنت پر قائم رہے گی، افراط وتفریط سے دور رہے گی اور وہ اہل الحدیث ہیں۔ ان شاء اللہ، جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: گروہ اہل الحدیث نہیں تو مجھے علم نہیں کہ وہ کون سا گروہ ہے؟ اس کی تفصیل (۲۴۶۹) کے ضمن میں گذر چکی ہے۔

[76]..... بَاب فِي لُزُومِ الطَّاعَةِ وَالْجَمَاعَةِ

اطاعت اور جماعت پکڑے رہنے کا بیان

2555۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَرْوِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوتُ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً)) .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے امیر سے ناپسندیدہ چیز دیکھی اسے چاہیے کہ صبر کرے اس لئے کہ جو کوئی بھی جماعت سے بالشت بھر بھی جدائی اختیار کرے گا اور اسی حال میں مرے گا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔دیکھئے: بخاری (۷۰۵٤) مسلم (۱۸٤۹) طبرانی (۱٦۱/۲) (۱۲۷٥۹)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امیر کی اطاعت ضروری اور جماعت کے ساتھ رہنا واجب ہے۔مسلمانوں کے درمیان تفریق ڈالنا حرام ہے۔ابن حبان اور احمد کی روایت میں ہے گویہ حاکم وامیر تمہارا مال کھائے تمہاری پیٹھ پر کوڑے برسائے جب بھی صبر کرو۔جب علانیہ کفر کرے اسی وقت اس کو معزول کرنا یا اس کی اطاعت سے کنارہ کشی یا اس کے خلاف خروج کرنا درست ہوگا۔ایک روایت میں ہے کہ جب تک وہ امیر یا حاکم تم کو صاف اور صریح گناہ کا حکم نہ دے اور ایک روایت میں ہے کہ جو حاکم اللہ کی نافرمانی کرے،اس کی اطاعت نہیں کرنی چاہیئے۔بہر حال جب تک کفر صریح کا ارتکاب نہ ہو امیر و حاکم پر خروج اور اس کی مخالفت جائز نہیں۔سماحۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کے پاس کچھ جوشیلے نوجوان حاضر ہوئے اور کہا کہ امراء و حکام بڑے بے عمل ہیں،برائیاں بڑھ رہی ہیں،ہمیں ان امراء و حکام کے خلاف نکل پڑنا چاہیئے۔شیخ رحمہ اللہ نے بڑی متانت و سنجیدگی سے فرمایا: کیا تم ان امراء و حکام کے اندر کفیر صریح پاتے ہو؟ کہنے لگے نہیں،شیخ نے فرمایا: تو پھر خاموش رہو خلفشار نہ پھیلاؤ۔

[77]..... بَاب مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا
جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے

2556۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا)).

(ترجمہ) ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے روایت کیا انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ہمارے اوپر اسلحہ تان لیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔دیکھئے: بخاری (۷۰۵۳) مسلم (۹۹) ابو عوانہ (۱/۵۸) طبرانی (۷/۱٦) (٦۳٤٤) احمد (٤/٤٦) ابو یعلی (۷۲٦۱) وغیرهم۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا ایک دوسرے پر اسلحہ اٹھانا یا نکالنا جائز نہیں۔امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: جو شخص مسلمان پر ناحق ہتھیار اٹھادے اور اسے حلال نہ جانے تو گنہگار ہے اور جو حلال جانے تو وہ کافر ہے اور یہ حدیث حلال جاننے والے پر محمول ہے یا اس سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔

[78]..... بَاب الْإِمَارَةُ فِي قُرَيْشٍ
حکومت قریش میں رہے گی

2557۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّهُ قَالَ وَهُوَ عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:((إِنَّ

هَذَا الْأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ لا يُعَادِيهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللهُ عَلَى وَجْهِهِ مَا أَقَامُوا الدِّينَ)).

(ترجمہ)امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: محمد بن جبیر بن مطعم حدیث بیان کرتے تھے معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے اس وقت محمد قریش کے وفد میں ان کے پاس تھے۔انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ یہ خلافت قریش میں رہے گی اور جو بھی ان سے دشمنی کرے گا۔اللہ تعالی اس کو سرنگوں اوندھا کردے گا جب تک وہ (قریش) دین پر قائم رہیں گے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔دیکھئے: بخاری (۳۵۰۰) احمد (۹٤/٤)، طبرانی (۳۳۸/۹) (۷۸۰) البیهقی(۱٤۱/۸) ودلائل النبوة(٥۲۱/٥)۔

تشریح: ......قریش کے لوگ جب دین اور شریعت کو چھوڑ دیں گے تو ان میں سے خلافت وحکومت جاتی رہے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے جیسی پیشین گوئی کی تھی ویسا ہی ہوا۔ پانچ چھ سو برس تک خلافت بنوامیہ اور بنوعباسیہ قائم رہی جو قریشی تھے جب انہوں نے شریعت پر چلنا چھوڑ دیا تو ان کی خلافت چھن گئی اس وقت سے آج تک پھر قریش کو خلافت اور سرداری نہیں ملی۔

[79]..... بَاب فِي فَضْلِ قُرَيْشٍ
قریش کی فضیلت کا بیان

2558۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَأَشْجَعُ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُونَ اللهِ وَرَسُولِهِ)).

(ترجمہ)ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریش اور انصار مزینہ، جہینہ، اسلم اور غفار واشجع ان تمام قبائل کا مولی اللہ اور اس کے رسول کے سوا کوئی نہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔دیکھئے: بخاری (۳٥۰٤) مسلم (۲٥۲۰) ابویعلی (۸٦۷) احمد (۲۹۱/۲) وغيرهم۔

2559۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارٌ خَيْرًا مِنَ الْحَلِيفَيْنِ أَسَدٍ وَغَطَفَانَ أَتَرَوْنَهُمْ خَسِرُوا؟)) قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: ((فَإِنَّهُمْ خَيْرٌ مِنْهُمْ)). قَالَ: ((أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَتْ مُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِنْ تَمِيمٍ وَعَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ أَتَرَوْنَهُمْ خَسِرُوا)) قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: ((فَإِنَّهُمْ خَيْرٌ مِنْهُمْ)).

(ترجمہ)ابوبکرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بتاؤ اگر (قبیلہ) اسلم وغفار دونوں حلیف اسد وغطفان سے

بہتر ہو تو کیا تمہارا خیال ہے کہ یہ آخر الذکر ٹوٹے وخسارے میں رہے؟ (یعنی اسد وغطفان کے لوگ) صحابہ نے عرض کیا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک وہ (اسلم وغفار) ان سے بہتر ہیں۔، پھر فرمایا: بتاؤ اگر مزینہ وجہینہ بنوتمیم وبنو عامر بن صعصعہ سے بہتر ہوں تو آپ کی آواز بلند ہوگئی۔ کیا یہ آخر الذکر خسارے میں ہوں گے عرض کیا: یقیناً برباد ہوں گے فرمایا: یہ ان سے بہتر ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح اور متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٣٥١٥) مسلم (٢٥٢٢) ابن حبان (٧٣٩٠) وغیرهم۔

تشریح: ......دور جاہلیت میں جہینہ، مزینہ، اسلم اور غفار کے قبیلے بنوتمیم، بنوغطفان اور بنوعامر بن صعصعہ وغیرہ قبیلوں کے مقابلے میں کم درجہ سمجھے جاتے تھے پھر جب اسلام آیا تو پہلے چاروں قبیلوں نے اسلام قبول کرنے میں پیش قدمی کی اس لئے شرف وفضیلت میں بنوتمیم وغیرہ قبائل سے یہ لوگ بڑھ گئے۔ اس حدیث سے ان قبائل کی فضیلت ومنزلت ثابت ہوئی۔

[80]..... بَاب فَضْلِ أَسْلَمَ وَغِفَارٍ
قبیلہ اسلم وغفار کی فضیلت کا بیان

2560۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ هُوَ ابْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ)) .

(ترجمہ) ابوذر (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبیلہ غفار اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور قبیلہ اسلم اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٣٥١٤) مسلم (٢٥١٤) ابن حبان (٧١٣٣)۔

تشریح: ......اس حدیث میں غفار اور اسلم کی فضیلت رسول اللہ ﷺ نے ان کے نام سے بطور نیک فال لی۔

2561۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ)) .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غفار اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اسلم اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے اور قبیلہ عصیہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (٣٥١٣) مسلم (٢٥١٨) ترمذی (٣٩٤١) ابن حبان (٧٢٨٩) شرح السنه للبغوی (٣٨٥٢،٣٨٥١)۔

تشریح: ......قبیلہ غفار کے لوگ زمانہ جاہلیت میں حاجیوں کا مال چراتے، چوری کرتے تھے، اسلام لانیکے بعد اللہ تعالی نے ان کے گناہوں کو معاف کر دیا اور قبیلہ عصیہ والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عہد کر کے غداری کی اور بئر معونہ والوں کو شہید کر دیا تھا۔ اسلم، غفار، مزینہ، جہینہ اور اشجع بڑے قبائل تھے، ان کے اسلام لانے کی وجہ سے چھوٹے چھوٹے قبیلے خود بخود مشرف با اسلام ہوئے اس لئے بھی ان کی فضیلت بڑھ جاتی ہے۔

[81]..... بَاب لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ

اسلام میں ظلم وستم کا عہد و پیمان نہیں ہے

2562۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قِيلَ لِشَرِيكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ نَعَمْ:((لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ وَالْحِلْفُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَمْ يَزِدْهُ الْإِسْلَامُ إِلَّا شِدَّةً وَحِدَّةً)).

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے، شریک سے کہا گیا کیا انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی؟ کہا ہاں، اسلام میں عہد و پیمان نہیں ہے (یعنی ایسا معاہدہ کہ ظلم وستم اور حق بات ہر دو حالت میں مدد کریں گے) اور جاہلیت میں جو عہد و پیمان ہوتے تھے اسلام نے اس میں سختی و سنجیدگی زیادہ کی ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن دیگر اسانید سے یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ابو یعلی (٢٣٣٦) ابن حبان (٤٣٧٠) الموارد (٢٠٦١)۔

تشریح: ......اپنا حق لینے یا اپنی جان و مال کا دفاع کرنے پر عہد و پیمان درست ہے لیکن کوئی ظلم کرے، زبردستی کسی کا مال ہڑپ کرے، قتل و غارتگری کرے تو اس طرح کا عہد و پیمان اور معاہدہ اسلام میں جائز نہیں۔

[82]..... بَاب فِي مَوْلَى الْقَوْمِ وَابْنُ أُخْتِهِمْ مِنْهُمْ

کسی قوم کا مولیٰ اور بھانجا اسی قوم کا فرد ہے

2563۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ قُلْتُ لِمُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ أَكَانَ أَنَسٌ يَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلنُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ ((ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ قَالَ نَعَمْ)).

(ترجمہ) شعبہ نے کہا: میں نے معاویہ بن قرہ سے پوچھا: کیا انس (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نعمان بن مقرن کے لئے فرمایا: قوم کی بہن کا بیٹا قوم کا ہی فرد ہے۔ کہا: ہاں۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٣٥٢٨) مسلم (١٠٥٩) ابو یعلی (٣٠٠٢) ابن حبان (٤٥٠١)۔

2564۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ وَحَلِيفُ الْقَوْمِ مِنْهُمْ وَابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ)) .

(ترجمہ) کثیر بن عبداللہ نے اپنے والد انہوں نے ان کے دادا سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قوم کا مولی انہیں میں سے ہے اور قوم کا حلیف بھی انہیں میں سے ہے اور بہن کا بیٹا بھی انہیں میں سے ہے۔

(**تخریج**) کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: طبرانی (١٢/١٧)(٢) مجمع الزوائد (٩٥٧) نصب الرایہ (٤/١٤٨) تلخیص الحبیر (٤/٢١٤)۔

تشریح: ...... یعنی کسی قوم کا آزاد کردہ غلام اسی قوم کا فرد ہے اور بھانجا بھی قوم کا ہی فرد، بخاری ومسلم شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے انصار کو جمع کیا اور کہا تم میں غیر قوم کا کوئی آدمی تو نہیں ہے؟ عرض کیا کہ ہماری بہن کا بیٹا ہے، فرمایا: بھانجا تو قوم کا ہی ایک فرد ہے۔

[83]..... بَاب فِي الَّذِي يَنْتَمِي إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ
جو شخص اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرے

2565۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ قَالَ كُنْتُ تَحْتَ نَاقَةِ النَّبِيِّ ﷺ :((فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوِ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ رَغْبَةً عَنْهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ)) .

(ترجمہ) عمرو بن خارجہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کے پاس تھا میں نے آپ کو کہتے ہوئے سنا: جو شخص کراہت کی وجہ سے اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا بنے یا اپنے مالک کے سوا دوسرے کا غلام بنے تو اس پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی، نہ اس کا نفل قبول ہوگا نہ فرض۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند شہر بن حوشب کی وجہ سے حسن ہے۔ دیکھئے: ترمذی (٢١٢١) نسائی (٣٦٤٣) ابن ماجہ (٢٧١٢) ابویعلی (١٥٠٨) طبرانی (١٢/٣٣-٣٣) (٦٠) سعیدبن منصور (٤٢٨) ابن ابی شیبہ (١٠٧٦٦) عبدالرزاق (١٦٣٠٦) دارقطنی (٤/١٥٣) وغیرھم۔ اس حدیث کا طرف اول اس طرح ہے: ((إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ لِكُلِّ وَارِثٍ نَصِيبَهُ مِنَ الْمِيرَاثِ ، وَلَا يَجُوزُ لِوَارِثٍ وَصِيَّةٌ))

2566۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ سَعْدٍ وَأَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُمَا حَدَّثَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ)) .

(ترجمہ) سعد اور ابوبکرہ (رضی اللہ عنہما) نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کی

طرف اپنی نسبت کا دعویٰ کرے جنت اس پر حرام ہے۔ (یعنی جو شخص غیر کو اپنا باپ بتائے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٤٣٢٦، ٤٣٢٧) مسلم (٢٩٠٢) ابو داؤد (٥١١٣) ابن حبان (٤١٥)۔

تشریح: ...... اپنے حقیقی باپ کو چھوڑ کر کسی دوسرے فرد کی طرف نسبت کرنا اور اسے اپنا باپ بنانا انتہائی گھناونا امر ہے اور یہ بہت بڑا گناہ ہے، ایسے شخص پر جنت حرام ہے اور اللہ اور فرشتوں کی اس پر لعنت ہے اور اس کا کوئی عمل اللہ کے نزدیک قابل قبول نہ ہوگا۔

خرید وفروخت کے ابواب

[1]..... بَاب فِي الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ
حلال اور حرام کے واضح ہونے کا بیان

2567- أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُتَشَابِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِعِرْضِهِ وَدِينِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى فَيُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللَّهِ مَحَارِمُهُ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ)).

(ترجمہ) نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح

ہے، ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں (اس کی حلت وحرمت سے سب لوگ واقف نہیں) ان کو بہت سے لوگ نہیں جانتے (حلال ہیں یا حرام) پھر جو کوئی مشتبہ چیزوں سے بچے اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا اور جو کوئی مشتبہ کام میں پڑا وہ حرام میں پڑ جائے گا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو (شاہی محفوظ) چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چرائے تو قریب ہے کہ کبھی وہ اس چراگاہ کے اندر گھس جائے (اور شاہی مجرم قرار پائے) سنو، ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے، اللہ کی چراگاہ اس کی زمین پر حرام چیزیں ہیں (پس ان سے بچو) سن لو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوگا سارا بدن درست ہوگا اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے سنو وہ ٹکڑا (آدمی کا) دل ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٢) مسلم (١٥٩٩) ابوداود (٣٣٢٩) ترمذی (١٢٠٥) نسائی (٤٤٦٥) ابن ماجه (٣٩٨٤) ابن حبان (٧٢١) الحمیدی (٩٤٣)۔

تشریح: ......اس حدیث کی عظمت پر علماء کا اتفاق ہے اور یہ ان چار احادیث میں سے ایک ہے جن پر اسلام کا مدار ہے دین سے متعلق ارشادات نبوی کے یہ چند کلمات ہمارے نزدیک دین کی بنیاد ہیں، شبہ کی چیزوں سے بچو، دنیا سے بے رغبتی اختیار کرو، فضولیات سے بچو، اور نیت کے مطابق عمل کرو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ورع پرہیز گاری بھی ایمان کو کامل کرنے والے اعمال میں سے ہے اور معلوم ہوا کہ قلب ہی عقل کا مقام ہے، اسی کے ہاتھ میں عمل ارادے کی لگام ہے۔ جب تک قلب صحیح، جسم صحیح، دل بیمار ہوا تو سارا جسم ہی بیمار ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حلال اور حرام تو واضح ہیں لیکن کچھ امور کچھ لوگوں پر مشتبہ ہو سکتے ہیں اس لئے ان مشتبہ امور سے بچنا لازم ہے اللہ نہ کرے کہ کوئی چوک کر ان مشتبہ امور کے ذریعہ حرام میں پڑ جائے۔ اس کی رسول اکرم ﷺ نے بڑی بہترین مثال چراگاہ سے دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ﴾ (آل عمران: ٧/٣) جن کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کی تلاش میں رہتے ہیں............ اس حدیث میں خرید وفروخت اور تجارت کرنے والوں کے لئے بڑی تنبیہ ہے کہ وہ صرف ایسے طریقے اختیار کریں جو واضح طور پر حلال ہوں اور مشتبہ امور ومعاملات سے اجتناب کریں، یہی اس حدیث کا محل الشاہد ہے۔ واللہ اعلم۔

[2]..... بَاب دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ

شک وشبہ کی چیز کو چھوڑ دو

2568۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ السَّعْدِيِّ قَالَ قُلْتُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ مَا تَحْفَظُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ مَسْأَلَةٍ لَا أَدْرِي مَا هِيَ فَقَالَ: ((دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ))۔

(ترجمہ) ابوحوراء سعدی نے کہا: میں نے حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) سے پوچھا: آپ کو رسول اللہ ﷺ سے کیا چیز یاد ہے؟ فرمایا: ایک آدمی نے آپ سے کسی مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا جو مجھے معلوم نہیں۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: چھوڑ دے اس

چیز کو جس میں شبہ ہے اس چیز کی طرف جس میں شبہ نہیں ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔دیکھئے: ترمذی (٢٥١٨) نسائی (٥٧٤٧) ابویعلی (٦٧٦٢) ابن حبان (٧٢٢) موارد الظمآن (٥١٢) ابوالجوزاء یا ابوالحوراء کا نام ربیعہ بن شیبان ھے۔

توضیح: ......یعنی جس طرح محرمات کو چھوڑ دیا جن میں شک وشبہ نہیں ایسے ہی شبہ والی چیز کو چھوڑ دے اور شک کو چھوڑ کر وہ کر جس میں شک وشبہ نہ ہو۔

2569۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الزُّبَيْرِ أَبِى عَبْدِ السَّلَامِ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مِكْرَزٍ الْفِهْرِيِّ عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ الْأَسَدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِوَابِصَةَ ((جِئْتَ تَسْأَلُ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ؟)) قَالَ قُلْتُ: نَعَمْ . قَالَ فَجَمَعَ أَصَابِعَهُ فَضَرَبَ بِهَا صَدْرَهُ وَقَالَ ((اسْتَفْتِ نَفْسَكَ اسْتَفْتِ قَلْبَكَ يَا وَابِصَةُ ثَلَاثًا الْبِرُّ مَا اطْمَأَنَّتْ إِلَيْهِ النَّفْسُ وَاطْمَأَنَّ إِلَيْهِ الْقَلْبُ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِى النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِى الصَّدْرِ وَإِنْ أَفْتَاكَ النَّاسُ وَأَفْتَوْكَ)).

(ترجمہ) وابصہ بن معبد اسدی (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وابصہ سے فرمایا: تم نیکی وبدی کی بابت پوچھنے آئے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔کہا: آپ نے اپنی انگلیاں جمع کر کے (یعنی مٹھی باندھ کر) ان کے سینے پر ماری اور فرمایا: اپنے نفس اور اپنے دل سے پوچھو نیکی وہ ہے جس پر مطمئن ہو اور دل میں کوئی کھٹک نہ ہو اور گناہ وہ ہے جو نفس میں کھٹکے اور دل میں وہ متردد ہو گرچہ لوگ تمہیں (اس کے جواز کا) فتوی دے دیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں انقطاع ہے لیکن حدیث بشواہد صحیح ہے۔دیکھئے: مسلم (٢٥٥٣) احمد (٢٢٨/٤) ابویعلی (١٥٨٦) مجمع الزوائد (٨٢٤۔٨٢٥) مسلم شریف میں صرف اثم کی تعریف مذکور ہے والاثم ماحاك...... الخ۔

تشریح: ......اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ نیکی وہ ہے جس پر دل مطمئن ہو اور کسی کا ڈر یا خوف اس کے کرنے میں نہ ہو اسی طرح گناہ وبرائی یہ ہے کہ اس کے کرنے میں دل میں کھٹک پیدا ہو۔یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ انسانی فطرت اگر برے ماحول اور صحبت بد کی وجہ سے مسخ نہ ہوگئی ہو تو انسان کی صحیح بات کی طرف رہنمائی کرتی اور برائیوں سے روکتی ہے۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کا معجزہ اور نبی صادق ہونے کی دلیل ہے کہ سوال سے پہلے ہی سمجھ لیا کہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں نیز یہ کہ انسان کا دل سب سے بڑا مفتی ہے۔انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے دل کو ایمان کے نور سے منور رکھے تاکہ وہ اس کی صحیح رہنمائی کرتا رہے۔

[3]..... بَاب فِى الرِّبَا الَّذِى كَانَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ
اس سود کا بیان جو زمانہ جاہلیت میں تھا

2570۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِى حُرَّةَ الرَّقَاشِيِّ عَنْ

عَـمِّهِ قَالَ كُنْتُ آخِذًا بِزِمَامِ نَاقَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ أَذُوْدُ النَّاسَ عَنْهُ فَقَالَ:((أَلَا إِنَّ كُلَّ رِبًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ أَلَا وَإِنَّ اللهَ قَدْ قَضَى أَنَّ أَوَّلَ رِبًا يُوضَعُ رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَكُمْ رُءُوْسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ)) .

(ترجمہ)ابوحرۃ رقاشی نے اپنے چچا سے روایت کیا وہ کہتے ہیں میں ایام تشریق میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی نکیل تھامے ہوئے تھا اور لوگوں کو آپ سے دور ہٹا رہا تھا آپ ﷺ فرمار ہے تھے: سنو لوگو! جاہلیت کا ہر قسم کا سود لغو اور معاف ہے۔ سنو بیشک اللہ تعالیٰ نے فیصلہ صادر فرمایا ہے کہ پہلا سود عباس بن عبدالمطلب کا معاف کیا جاتا ہے۔ تمہارے لئے تمہارے اصل مال ہیں (یعنی اصل مال لے لو) نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن صحیح شواہد کے پیش نظر حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٣٣٣٤) ترمذی (٣٠٨٧) ابن ماجه (٣٠٥٥) ابویعلی (١٥٦٩) مجمع الزوائد (٥٦٩٢، ٦٦٦٠)۔

تشریح: ......زمانہ جاہلیت میں سود کا لین دین کیا جاتا تھا جس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں حرام قرار دے دیا۔ انسان اگر کسی کو قرض دے تو اپنا اصل مال اس سے واپس لے اس کے ساتھ سود نہ لے کیوں کہ سود حرام ہے۔ اس کی تفصیل آگے احادیث میں آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (بقرة : ٢٧٨/٣) اور یہ آخری آیات میں سے ہے جو آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں نازل ہوئی۔ اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً﴾ اے مومنو! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ۔ (آل عمران : ٤/ ١٣٠)۔

[4]..... بَابٌ فِي آكِلِ الرِّبَا وَمُؤْكِلِهِ
سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت کا بیان

2571۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ

(ترجمہ)عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت کی ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٥٩٧) ابوداود (٣٣٣٣) ترمذی (١٢٠٦) ابن ماجه (٢٢٧٧) ابویعلی (٤٩٨١) ابوقیس کا نام عبدالرحمٰن بن مروان ہے۔

تشریح: ......ربا اردو زبان میں سود کو کہتے ہیں یعنی اصل مال سے زیادہ لینا جو معروف و مشہور ہے اور آکل الربا میں سود لینے اور دینے والا دونوں شامل ہیں۔ یہاں آکل الربا سے مراد سود خور اور موکلہ سے مراد سود دینے والا ہے۔

اس حدیث سے سود لینے اور دینے کی حرمت ثابت ہوئی جس پر تمام علماء کا اجماع ہے اور یہ نص قرآنی سے حرام ہے جس کا

ذکر پچھلی حدیث کی شرح میں کیا جا چکا ہے۔ یہ ایسی لعنت ہے جس میں دنیا بھر کے بہت سے لوگ گرفتار اور مبتلا ہیں اس لعنت سے بچنے اور چھٹکارا پانے کے لئے ہر مسلمان کو کوشش اور دعا کرنی چاہیے اللہ تعالی ہم کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین

[5]..... بَاب فِي التَّشْدِيدِ فِي آكُلِ الرِّبَا

سودخوری کی سخت سزا کا بیان

2572۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ : ((قَالَ لَيَأْتِيَنَّ زَمَانٌ لا يُبَالِي الْمَرْءُ بِمَا أَخَذَ الْمَالَ بِحَلَالٍ أَمْ بِحَرَامٍ)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ انسان اس کی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے مال کہاں سے حاصل کیا ہے؟ حلال طریقے سے یا حرام طریقے سے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٠٨٣) نسائی (٤٤٦٦) ابن حبان (٦٧٢٦) دلائل النبوة للبيهقی (٦/٢٦٤) شرح السنة (٢٠٣٢)۔

توضیح: ......یعنی انسان کو ہر طرح سے پیسہ جوڑنے کی فکر ہوگی کہ کہیں سے بھی مل جائے اور کسی طرح بھی ملے خواہ شرعا وہ جائز ہو یا نا جائز۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جو سود نہ کھائے گا اس پر بھی سود کا غبار پڑ جائے گا۔ آج کے دور میں یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہو رہی ہے اور یہ بلا عام ہوگئی ہے۔ بنک کے معاملات کے بنا چارہ نہیں سود نہ بھی لیں تو غبار تو پہنچ رہا ہے۔ العیاذ باللہ

[6]..... بَاب فِي الْكَسْبِ وَعَمَلِ الرَّجُلِ بِيَدِهِ

روزی اور آدمی کی ہاتھ کی کمائی کا بیان

2573۔ أَخْبَرَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمَّتِهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ :((إِنَّ أَحَقَّ مَا يَأْكُلُ الرَّجُلُ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِهِ وَإِنَّ وَلَدَهُ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِهِ)).

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر تو یہ ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے اور آدمی کی اولاد اس کی بہترین کمائی ہے۔

(ابن ماجہ میں ہے سو تم ان کے مال سے کھاؤ۔)

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ابو داود (٣٥٢٨) ترمذی (١٣٥٨) نسائی (٤٤٦١) ابن ماجه (٢٢٩٠) ابن حبان (٤٢٥٩) موارد الظمآن (١٠٩١)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باپ اپنے بیٹے کے مال میں ضرورت کے مطابق تصرف کر سکتا ہے اگر ماں باپ بیٹے کا مال اڑا بھی دیں تو بھی بیٹے کو لازم ہے کہ ماں باپ سے مقابلہ نہ کرے اور نہ ان سے سخت کلامی کرے۔ اس وقت کو

یاد کرے جب ماں باپ نے محبت سے پالا پوسا، پیشاب پائخانہ دھویا، کھلایا پلایا، لکھایا پڑھایا۔ یہ سب احسانات ایسے ہیں کہ اگر ماں باپ کے کام میں بیٹے کا چمڑہ بھی آوے تو ان کا احسان ادا نہ ہو سکے اور یہ سمجھ لے کہ ماں باپ ہی کی رضا مندی پر اس کی نجات منحصر ہے۔ اگر ماں باپ ناراض ہوئے تو دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہوں گی، تجربہ سے معلوم ہوا کہ جن لڑکوں نے ماں باپ کو راضی رکھا ان کو بڑی برکت حاصل ہوئی اور انہوں نے چین سے زندگی بسر کی اور جنہوں نے ماں باپ کے ساتھ بدسلوکی کی وہ ہمیشہ دنیا میں جلتے اور کڑھتے ہی رہے۔ اگر ماں باپ بیٹے کا روپیہ اڑا دیں تو کمال خوشی کرنا چاہیے کہ ہماری یہ قسمت کہاں تھی کہ ہمارا روپیہ ماں باپ کے کام آوے یا روپیہ اپنے موقع پر صرف ہو اور ماں باپ سے یوں کہنا چاہیے کہ روپیہ تو کیا میرا بدن میری جان بھی آپ ہی کی ہے آپ اگر چاہیں تو مجھ کو بھی بازار میں بیچ لیں میں آپ کا غلام ہوں یہی سعادت مندی اور راہ نجات ہے وفلاح وکامرانی ہے۔ (وحیدی)۔

[7]..... بَاب فِي التُّجَّارِ

تجار کا بیان

2574- أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ هُوَ ابْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْبَقِيعِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ حَتَّى إِذَا اشْرَأَبُّوا قَالَ: ((التُّجَّارُ يُحْشَرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا إِلَّا مَنِ اتَّقَى وَبَرَّ وَصَدَقَ)). قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: كَانَ أَبُو نُعَيْمٍ يَقُولُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ رِفَاعَةَ وَإِنَّمَا هُوَ إِسْمَعِيلُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ.

(ترجمہ) اسماعیل بن عبید بن رفاعہ نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا (رفاعۃ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ بقیع کی طرف تشریف لے گئے فرمایا: اے تاجروں کی جماعت! جب وہ سب آپ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ تو آپ نے فرمایا: تجار قیامت کے دن فجار کی صورت میں لائے جائیں گے سوائے اس تاجر کے جو اللہ تعالی سے ڈرا، نیکی اور سچائی اختیار کی۔

امام دارمی نے کہا: ابونعیم کہتے تھے: عبیداللہ بن رفاعہ حالانکہ وہ اسماعیل بن عبید بن رفاعہ ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے۔ دیکھئے: ابن حبان (٤٩١٠) طبرانی (٤٤/٥) (٤٥٤٠) تهذيب الآثار مسندعلی (٩٣) شعب الايمان للبيهقی (٤٨٤٩)۔

تشریح: ......اس حدیث میں ایسے تاجروں کے لئے وعید شدید ہے جو ہر حلال وحرام طریقے سے جھوٹ سچ بول کر اپنی دولت میں اضافہ کرتے ہیں۔ ان کا حشر فساق وفجار اور گنہگاروں کے ساتھ ہوگا اور جو تقوی و پرہیز گاری، ایمان داری وسچائی سے تجارت کرے وہ قیامت کے دن اچھے لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ یہاں رسول اکرم ﷺ نے تجارت کے تین نہایت زرین بنیادی اصول بیان کئے ہیں اور وہ ہے، پرہیز گاری، سچائی، اور امانت داری جو بھی ان اصولوں کو اپنائے گا اس کی تجارت میں دوسروں کو اعتماد، بھروسہ اور اطمینان ہوگا، اور دن دونی رات چوگنی برکتیں نازل ہونگی۔

بھوپال میں ایک بزرگ کو دیکھا جو مونگ پھلی کا بڑا سا تھیلا لٹکائے بازار سے نکلتے اور آواز لگاتے: ٹھنڈی مونگ پھلی نہ ہاتھ جلائے نہ منہ، کوئی کوئی خراب بھی نکل جائے۔ یقین جانئے سچی بات پر لوگ خوب خوب ان سے مونگ پھلی خریدتے اور بہت جلدی ان کا تھیلا خالی ہو جایا کرتا تھا۔

[8]..... بَاب فِي التَّاجِرِ الصَّدُوْقِ

سچے سوداگر کا بیان

2575۔ أَخْبَرَنَا قَبِيصَةُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((التَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ)) قَالَ: عَبْد اللّٰهِ لا عِلْمَ لِي بِهِ إِنَّ الْحَسَنَ سَمِعَ مِنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ وَقَالَ: أَبُو حَمْزَةَ هَذَا هُوَ صَاحِبُ إِبْرَاهِيمَ وَهُوَ مَيْمُونٌ الْأَعْوَرُ.

(ترجمہ) ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سچا، امانت دار تاجر (قیامت کے دن) انبیاء، صدیقین (سچے لوگ) اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

امام دارمی نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں کہ حسن نے یہ حدیث ابوسعید سے سنی یا نہیں اور فرمایا کہ سند میں جو ابوحمزہ ہیں وہ ابراہیم کے شاگرد میمون الاعور ہیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن اور ابوسعید کے درمیان انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن اس کے شواہد صحیحہ موجود ہیں دیکھئے: ترمذی (۱۲۰۹) ابن ماجه (۲۱۳۹) شرح السنة للبغوی (۲۰۲۵) دارقطنی (۳/۷) الحاكم (۲/۶) والطبرانی فی الاوسط (۷۳۹۰)۔

تشریح: ..... تجارت کے ساتھ سچائی وامانت داری بہت مشکل ہے اگر تاجر اور سوداگر جھوٹ بولتے ہیں تو جو تاجر سچا، امانت دار، متقی اور پرہیز گار ہوگا اس کو انبیاء، صدیقین وشہدا کی مصاحبت ملے گی اور وہ آخرت میں بلند پایہ لوگوں کے ساتھ ہوں گے اور جو جھوٹے، فریبی، دھوکے باز ہوں گے ان کا حشر فساق وفجار کے ساتھ ہوگا۔ کما مر آنفا

[9]..... بَاب فِي النَّصِيحَةِ

خیر خواہی کا بیان

2576۔ حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

(ترجمہ) جریر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز پڑھنے، زکاۃ دینے، اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۷) مسلم (۵۶) ابویعلی (۷۵۰۳) ابن

حبان (٤٥٤٥) الحمیدی (٨١٣)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھنا اور صاحب نصاب ہونے پر زکاۃ دینا اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنا ہر مسلمان کے واجبات میں سے ہے، خصوصا بیع وشراء کے معاملے میں خرید وفروخت کے وقت اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ خیر خواہی کا ثبوت دینا چاہیے دھوکے اور فریب سے ناجائز تجارت نہیں کرنی چاہیے۔ اس حدیث کو کتاب البیوع میں ذکر کرنے کا یہی مقصد ہے۔ اس سے امام دارمی رحمہ اللہ کی بصیرت اور فہم دفقہ پر روشنی پڑتی ہے۔

[10]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ الْغِشِّ

دھوکہ دہی کی ممانعت کا بیان

2577۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَقِيلٍ يَحْيَى بْنُ الْمُتَوَكِّلِ قَالَ أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِطَعَامٍ بِسُوقِ الْمَدِينَةِ فَأَعْجَبَهُ حُسْنُهُ فَأَدْخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ فِي جَوْفِهِ فَأَخْرَجَ شَيْئًا لَيْسَ كَالظَّاهِرِ فَأَفَّفَ بِصَاحِبِ الطَّعَامِ ثُمَّ قَالَ: ((لَا غِشَّ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا)).

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گذر مدینہ کے بازار میں غلے (طعام) کے ایک ڈھیر پر ہوا آپ کو وہ اچھا لگا سو آپ نے اس میں اپنا ہاتھ داخل کر دیا تو اس کے اندر سے ایسی چیز نکلی جو ظاہر میں (ڈھیر کے اوپر) نہ تھی۔ آپ نے اف اف کیا پھر اس غلہ فروش سے فرمایا: مسلمانوں کے درمیان دھوکہ بازی نہیں ہے جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند یحییٰ بن متوکل کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٠٢) ابوداود (٣٤٥٢) ترمذی (١٣١٥) ابن ماجه (٢٢٢٤) ابویعلی (٦٥٢٠) ابن حبان (٤٩٠٥) الحمیدی (١٠٦٣) مجمع الزوائد (٦٤٢٣)۔

تشریح: ......لیس منا سے مراد یہ ہے کہ وہ مسلمان جو دھوکہ بازی کرے، مسلمانوں کو فریب دے، وہ ہمارے طریقے یا راستے پر نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے کہا: وہ مسلمان نہیں ہے یعنی دھوکہ دیا تو اسلام کے دائرے سے خارج ہو گیا۔ یہ بہت بڑی وعید ہے اس سے دغا بازی، دھوکہ اور فریب کی مذمت ثابت ہوئی اور اس سے بچنے کی ترغیب وترہیب بھی، لہٰذا بیع و شراء میں دھوکہ دہی سے بچنا چاہیئے۔

[11]..... بَاب فِي الْغَدْرِ

دغا بازی وغداری کا بیان

2578۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

قَالَ: ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ)).

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ہر دغاباز کے لئے ایک جھنڈا ہوگا۔ کہا جائے گا یہ فلاں کی دغابازی ہے۔ (تا کہ لوگ اس کی دغابازی کو جان لیں)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٣١٨٦) مسلم (١٧٣٦) احمد (٤١١/١)، بویعلی (١١٠١)۔

تشریح: ......دغابازی، غداری اور دھوکہ دہی یہ سب بری عادتیں ہیں ان سے خرید وفروخت اور ہر معاملے میں بچنا چاہیے۔ اس طرح کے لوگ قیامت کے دن اپنے اعمال سے صاف پہچانے جائیں گے، دغاباز کے مقعد پر یہ جھنڈا لگایا جائے گا جو انتہائی ذلت ورسوائی کا سبب ہوگا۔ (اعاذنا الله منه)۔

[12]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ الاحْتِكَارِ
ذخیرہ اندوزی کی ممانعت کا بیان

2579۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَافِعِ بْنِ نَضْلَةَ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِءٌ مَرَّتَيْنِ)).

(ترجمہ) معمر بن عبداللہ بن نافع بن نضلہ عدوی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے دو مرتبہ فرمایا: خطاء کار کے سوا ذخیرہ اندوزی کوئی نہیں کرتا۔

توضیح: ...... لا یحتکر :احتکار سے ماخوذ ہے یعنی غلے کو روک لینا، فروخت نہ کرنا، اس انتظار میں کہ بھاؤ چڑھے تب بیچیں گے اور عوام کو اس کی شدید ضرورت ہو، فروخت کرنے والا اس سے مستغنی ہو، اور خاطی سے مراد نافرمان، گناہ گار، خطار کار ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کے رواۃ ثقات ہیں صرف محمد بن اسحاق مدلس ہیں اور ''عن'' سے روایت کیا ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٦٠٥) ابن ماجه (٢١٥٤) ابن حبان (٤٩٣٦) عبدالرزاق (١٤٨٨٩) ابن قانع فی معجم الصحابه رقم(١٠٦٥)۔

تشریح: ......اس حدیث میں ذخیرہ اندوزی کی ممانعت ہے وہ اس طرح سے کہ ایک آدمی کوئی چیز خرید کرلے کہ جب نرخ بڑھیں گے تو اس وقت اسے فروخت کروں گا حالانکہ عوام میں اس کی بہت مانگ ہو۔ حدیث کے الفاظ عام ہیں مگر جمہور نے اس سے مراد صرف انسانوں اور حیوانوں کے خورد ونوش کی چیزیں لی ہیں، دوسری اشیاء اس نہی سے مستثنیٰ ہیں۔ احتکار ایسی شکل میں بلاشبہ حرام ہے کہ روزمرہ کی استعمال کی قلت پیدا ہوجائے اور جن کے پاس یہ چیزیں ہوں وہ انہیں چھپا کر رکھ

لیں، احتکار تجارت پیشہ حضرات کے لئے حرام ہے۔ زمیندار اپنی پیداوار کو روک لے تو اس کے لئے گنجائش ہے مگر جب غلے کی قلت شدت اختیار کر جائے تو پھر اس کے لئے بھی غلہ کو روک لینا جائز نہ ہوگا۔

2580- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْجَالِبُ مَرْزُوقٌ وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ)) .

(ترجمہ) عمر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: باہر سے مال لانے والا روزی دیا جائے گا اور ذخیرہ کر کے رکھنے والے پر لعنت کی جائے گی۔

(تخریج) اس حدیث کی سند علی بن زید بن جدعان کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھئے: ابن ماجه (۲۱۵۳) عبد بن حميد (۳۳) البيهقي (۶/ ۳۰) الحاكم (۲/ ۱۱)۔

تشریح: ...... ذخیرہ اندوزی کرنے کی ممانعت اور بھی دیگر کئی احادیث صحیحہ میں آئی ہے اور مذکورہ بالا حدیث میں احتکار کرنے والے پر لعنت ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا جو احتکار حرام ہے وہ غلہ واناج کا احتکار ہے ان شروط کے ساتھ جو اوپر ذکر کی گئی ہیں یعنی غلہ کی قلت ہو یا ملتا ہی نہ ہو اور لوگوں کو اس کی ضرورت ہو اور پھر بند کر کے رکھے کہ اور گرانی ہو جائے گی تب بیچیں گے تو یہ حرام ہے کیونکہ اپنے ذرا سے فائدے کے لئے لوگوں کو تکلیف وایذ ا دیتا ہے اور لوگوں کو تکلیف دینا بہت بڑا گناہ ہے۔

[13]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ أَنْ يُسَعَّرَ فِي الْمُسْلِمِينَ
مسلمانوں کے درمیان قیمتیں مقرر کرنے کی ممانعت

2581- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ وَثَابِتٍ وَقَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ غَلَا السِّعْرُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّاسُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ غَلَا السِّعْرُ فَسَعِّرْ لَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْخَالِقُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّزَّاقُ الْمُسَعِّرُ وَإِنِّي أَرْجُو أَنْ أَلْقَى ـي وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يَطْلُبُنِي بِمَظْلَمَةٍ ظَلَمْتُهَا إِيَّاهُ بِدَمٍ وَلَا مَالٍ)) .

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) نے کہا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قیمتیں بہت بڑھ گئیں تو لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول بھاؤ بڑھ گئے ہیں آپ ہمارے لئے قیمتیں (نرخ) متعین کر دیجئے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے، تنگی دینے والا، اور کشادگی عطا کرنے والا (یعنی کبھی روک لیتا ہے، کبھی چھوڑ دیتا ہے) اور نرخ مقرر کرنے والا ہے اور میں یہ امید کرتا ہوں کہ میں جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں تو کوئی مجھ سے جان یا مال میں ظلم کا مطالبہ کرنے والا نہ ہو۔

توضیح: ...... یعنی جانی و مالی کسی طرح کا بھی اس میں ظلم مجھ سے سرزد نہ ہوا ہو، اس میں نرخ مقرر کرنے کو گویا نبی

کریم ﷺ نے ظلم سے تعبیر کیا اور ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

دراصل زمانہ جاہلیت میں ایسا ہوتا تھا کہ جب غلہ کی گرانی ہو جاتی تو ناعاقبت اندیش حکام بیوپاریوں کو بلا کر مارتے پیٹتے سزائیں دیتے اور مجبور کرتے تھے کہ اس بھاؤ پر غلہ بیچو نتیجہ میں وہ غلہ منگانا ہی چھوڑ دیتے جس سے قلت اور قحط کی مصیبت آپڑتی اس لئے رسول اللہ ﷺ نے نرخ اور بھاؤ مقرر کرنے سے سختی سے انکار کر دیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابوداود (٣٤٥١) ترمذی (١٣١٤) ابن ماجه (٢٢٠٠) ابويعلى (٢٧٧٤) ابن حبان (٤٩٣٥)۔

تشریح: ...... غلے کی قیمتوں پر کنٹرول ریٹ لاگو کرنا اگر بیوپاری کا حق ریٹ نہیں بڑھاتے ہیں تو یہ ان کے ساتھ ناانصافی اور ظلم ہے۔

ہدایہ میں ہے: بادشاہ وقت کو نرخ مقرر نہ کرنا چاہیے البتہ اگر غلہ کے بیوپاری عمداً بلاوجہ نرخ کو بہت گراں کر دیں تو قاضی اہل الرائے کے مشورے سے نرخ مقرر کر سکتا ہے۔

[14]..... بَاب فِي السَّمَاحَةِ

نرمی برتنے کا بیان

2582۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ أَنَّ حُذَيْفَةَ حَدَّثَهُمْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوحَ رَجُلٍ مِمَّنْ قَبْلَكُمْ فَقَالُوا عَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا ؟فَقَالَ لَا قَالُوا تَذَكَّرْ قَالَ كُنْتُ أُدَايِنُ النَّاسَ فَآمُرُ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظِرُوا الْمُعْسِرَ وَيَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُوْسِرِ)). قَالَ:((قَالَ اللهُ تَجَاوَزُوا عَنْهُ)).

(ترجمہ) حذیفہ ابن الیمان (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے گذشتہ امتوں کے کسی شخص کی روح کے پاس (موت کے وقت) فرشتے آئے اور پوچھا کہ تو نے کچھ اچھے کام بھی کئے؟ روح نے جواب دیا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا: یاد کرو۔ اس نے کہا: میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے نوکروں کو کہہ دیتا تھا کہ وہ تنگ حال کو مہلت دیا کریں اور مال دار سے نرمی کریں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم فرمایا: کہ اس سے نرمی برتیں سختی نہ کریں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٠٧٧) ابويعلى (٢٧٧٤) ابن حبان (٤٩٣٥)۔

تشریح: ...... موسر کھاتے پیتے اور مالدار شخص کو کہتے ہیں۔ اس حدیث سے معاملات میں درگذر اور نرمی برتنے کی فضیلت معلوم ہوئی کہ تجارت میں صرف اس نرمی اور درگذر کی نیکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس سے تجاوز فرمایا اور نرمی برتی۔

[15]..... بَاب فِي الْبُيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتفَرَّقَا

خرید وفروخت کرنے والوں کو جب تک جدا نہ ہوں اختیار ہے

2583۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:((الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتفَرَّقَا فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا)) .

(ترجمہ) حکیم بن حزام (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خریدنے اور بیچنے والوں کو اس وقت تک (بیع ختم کردینے کا) اختیار ہے جب کہ دونوں جدا نہ ہوں پھر اگر دونوں نے سچائی سے کام لیا اور ہر بات صاف صاف بتادی تو ان کی تجارت (بیع وشراء) میں برکت ہوگی لیکن اگر دونوں نے جھوٹ بولی اور کوئی بات چھپا رکھی تو ان کی خرید وفروخت میں برکت ختم کردی جائے گی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند سعید بن عامر کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن دوسری صحیح اسانید سے بھی مروی ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۰۷۹) مسلم (۱۵۳۲) ابوداود (۳۴۵۹) ابن حبان (۴۹۰۴) معرفة السنن والآثار للبیهقی (۱۰۹۶۵)۔

تشریح: ......اس حدیث میں تجارت کے بہترین اصول بیان کئے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ سوداگروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مال کا حسن وقبح سب ظاہر کردیں تاکہ خریدنے والے کو بعد میں شکایت کا موقع نہ ملے اور بائع ومشتری نہ جھوٹ بولیں نہ جھوٹی قسم کھائیں کیونکہ اس سے ان کی برکت جاتی رہے گی۔ اس سے سچائی کی فضیلت اور جھوٹ کی برائی بھی معلوم ہوئی۔ اس حدیث میں خیار یا اختیار کی بات ذکر کی گئی ہے اور اس کی دو صورتیں یہاں ظاہر ہوتی ہیں ایک تو خیار مجلس یعنی جب تک جدا نہ ہوں بائع اور مشتری دونوں کو خریدنے یا بیچنے کا، یا اس بیع کو توڑ دینے کا حق حاصل ہوگا۔ دوسرا اختیار شرط ہے اور وہ یہ کہ دونوں یہ شرط کرلیں کہ اتنی مدت تک سودے کا باقی رکھنے یا واپس کرنے کا اختیار رہے گا۔ اگر خریدار اس کو واپس کرنا چاہے تو فروخت کرنے والے کو بغیر کسی حیلہ وحجت کے واپس لینا ہوگا۔ اس کے علاوہ بھی خیار کی اور کئی صورتیں ہیں جو بائع اور مشتری کے درمیان طے ہوجائیں مثلاً یہ کہ سامان میں کوئی عیب ہوا تو واپس کرنا ہوگا یا یہ کہ جو چیز یا جانور پسند ہوگا لے لوں گا باقی واپس کردوں گا تو ان صورتوں میں ان شروط کو پورا کرنا ہوگا۔

2584۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ .

اس سند سے بھی مثل سابق حدیث مروی ہے۔ تخریج اور شرح اوپر گذر چکی ہے۔

[16]..... بَاب إِذَا اخْتَلَفَ الْمُتَبَايِعَان

جب خرید وفروخت کرنے والوں میں اختلاف ہوجائے تو کیا کریں؟

2585۔ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((الْبَيِّعَانِ إِذَا اخْتَلَفَا وَالْبَيْعُ قَائِمٌ بِعَيْنِهِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَالْقَوْلُ مَا قَالَ الْبَائِعُ أَوْ يَتَرَادَّانِ الْبَيْعَ)).

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: جب بائع اور مشتری (خریدنے اور فروخت کرنے والے) میں اختلاف ہو جائے اور مبیع (یعنی سامان) بعینہ موجود ہو اور دونوں کے درمیان کوئی دلیل (یا گواہ) نہ ہو تو (صاحب مال) بائع کا قول معتبر مانا جائے گا یا پھر دونوں اس (سودے) کو چھوڑ دیں گے۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح ہے دیکھئے: ابوداود (٣٥١١) نسائی (٤٦٦٢) ابویعلی (٤٩٨٤)۔

تشریح: ...... قیمت یا سامان کی نوعیت میں بائع اور مشتری کے درمیان جھگڑا ہو جائے اور دونوں میں سے کسی کے پاس واضح دلیل یا گواہ نہ ہو تو بائع کی بات مانی جائے گی یا پھر یہ سودا دونوں منسوخ کر دیں گے۔

[17]..... بَاب لَا يَبِيعُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ
بھائی کے سودے پر سودا جائز نہیں

2586۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ إِسْحٰقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شِمَاسَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((لَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَبِيعَ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ حَتّٰى يَتْرُكَهُ)).

(ترجمہ) عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو آدمی اللہ تعالیٰ پر ایمان اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے سودے (بیع) پر سودا (بیع) کرے یہاں تک کہ وہ (دوسرا بھائی) اس سودے کو ترک کر دے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٤١٤) ابویعلی (١٧٦٢) وغیرهما۔

تشریح: ......بیع پر بیع نہ کرے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص مشتری (خریدنے والے) سے کہے تو نے یہ چیز جو خریدی ہے اس کو واپس کر دے اس سے بہتر میں تجھ کو اسی قیمت پر دے دوں گا اور یہ مدت خیار کے اندر ہو تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے ہاں اگر کوئی خریدنے والا از خود اس سامان اور سودے کو چھوڑ دے تو پھر اسے خریدنے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح شراء پر شراء بھی جائز نہیں ہے وہ بایں صورت کہ فروخت کرنے والے (بائع) سے مدت خیار کے دوران یوں کہے کہ تو یہ بیع فسخ کر دے میں تجھ سے یہی چیز اس سے زیادہ قیمت پر خرید لوں گا یہ بھی جائز نہیں۔

امام اوزاعی نے کہا: ایسی بیع مسلمانوں کے درمیان جائز نہیں لیکن جمہور علماء نے تمام انسانوں کے ساتھ عام رکھا ہے کیونکہ یہ چیز اخلاق سے بعید ہے کہ کوئی شخص اپنا سامان بیچ رہا ہے اور بیچ میں مداخلت کر دیں اور اس کا فائدہ نہ ہونے دیں۔

[18]..... بَابٌ فِي الْخِيَارِ وَالْعُهْدَةِ

غلام کے بارے میں خیار اور ضمان کا بیان

2587۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((عُهْدَةُ الرَّقِيقِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ)).

(ترجمہ) عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: غلام کو اختیار (یعنی ضمانت) تین دن کا ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٣٥٠٦) ابن ماجه (٢٢٤٤) نیز دیکھئے: مجمع الزوائد (٦٦٠٤)۔

2588۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عُهْدَةُ الرَّقِيقِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ)) فَفَسَّرَهُ قَتَادَةُ إِنْ وَجَدَ فِي الثَّلَاثِ عَيْبًا رَدَّهُ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ وَإِنْ وَجَدَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ لَمْ يَرُدَّهُ إِلَّا بِبَيِّنَةٍ.

(ترجمہ) عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: غلام کی ضمانت تین دن تک ہے۔

قتادۃ (رحمہ اللہ) نے اس کی تفسیر یوں بیان کی کہ تیسرے دن غلام میں کوئی عیب پائے تو مشتری کو اختیار ہے کہ بلا دلیل اس کو واپس کر دے اور اگر چار دن کے بعد کوئی عیب اس میں دیکھے تو بغیر دلیل کے واپس نہیں کر سکتا ہے۔

تخریج:...... اس حدیث کی سند بھی مثل سابق ضعیف ہے۔

[19]..... بَابٌ فِي الْمُحَفَّلَاتِ

دودھ جمع کئے ہوئے جانور کی بیع کا بیان

2589۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ هُوَ ابْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنِ اشْتَرَى شَاةً مُصَرَّاةً أَوْ لِقْحَةً مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ طَعَامٍ لَا سَمْرَاءَ)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دودھ جمع کی ہوئی بکری یا اونٹنی خریدے اس کو تین دن کا اختیار ہے (چاہے تو اس بکری یا اونٹنی گائے وغیرہ کو واپس کر دے) اگر اس کو واپس کرے تو اس کے ساتھ ایک صاع کھانے کی چیز گیہوں کے علاوہ واپس کرے۔

توضیح:...... لقحہ و مصراۃ وہ بکری بھیڑ اونٹنی گائے یا بھینس ہے جس کا دودھ نہ نکالا جائے تاکہ وہ تھنوں میں جمع ہوتا رہے اور کثیر مقدار میں معلوم ہو، خریدار کو دھوکہ ہو جائے وہ سمجھے کہ یہ تو بڑا دودھیل جانور ہے اور خریدار جھانسے میں آ کر زیادہ قیمت دینے پر آمادہ ہو جائے۔ ایسی صورت میں خریدار کو اختیار ہے تین دن تک چاہے تو اس جانور کو اپنے پاس رکھے اور

چاہے تو بیچنے والے کو واپس کر دے لیکن ساتھ میں ایک صاع کھجور وغیرہ بھی دے گا جو اس ملک کی عام خوراک ہو، گیہوں کے علاوہ تا کہ جانور سے حاصل شدہ دودھ کا معاوضہ ہو جائے اور فریقین میں جھگڑا نہ رہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢١٥٠) مسلم (١٥٢٤) ترمذی (١٢٥٢) ابویعلی (٦٠٤٩) ابن حبان (٤٩٧٠) الحمیدی (١٠٥٨)۔

تشریح: ......جمہور علماء کے نزدیک یہ مسئلہ ایسے ہی ہے جس طرح حدیث میں بیان کیا گیا ہے لیکن احناف نے اس میں اختلاف کیا۔ اور قیاس سے حدیث کو نا قابل عمل ٹھہرایا ہے کہ خریدار کو دھوکہ دیا گیا وہ مزید جرمانہ ایک صاع کیوں ادا کرے اور انہوں نے اس بارے میں اتنی شدت اختیار کی کہ راوی حدیث صحابی رسول ﷺ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر پھبتی کسا اور طعن وتشنیع کر ڈالا کہ وہ فقیہ تو تھے نہیں اس لئے ایسی حدیث روایت کر ڈالی۔ نعوذ باللہ من ذلك۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فتاوی: ۴/ ۵۳۸، ۵۳۹ میں اس سے متعلق ایک عبرت آمیز واقعہ نقل کیا ہے کہ کچھ طالب علم اس حدیث کا مذاکرہ ومراجعہ کر رہے تھے۔ کسی نے کہا: مشتری ایک صاع تمر وغیرہ کیوں واپس کرے؟ یہ تو اس پر ظلم ہے ایک طالب علم نے کہا۔ ارے یہ ابوھریرہ کی حدیث ہے جو فقیہ تو تھے نہیں بس حدیث روایت کر دی گویا اس نے صحابی رسول کی شان میں گستاخی کی اسی وقت چھت سے ایک زہریلا سانپ گرا اور اس طالب علم کو ڈسا جس نے حقارت آمیز طریقے سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام لیا تھا اور وہ طالب علم اسی وقت فوت ہو گیا۔ اللہ تعالی ہمارے دلوں میں صحابہ کرام کی محبت جاگزیں فرمائے اور گستاخی سے بچائے (آمین) مزے کی بات یہ ہے کہ یہ حضرات عبداللہ بن مسعود کو سب سے بڑا فقیہ مانتے ہیں جبکہ ان سے بھی اسی طرح مروی ہے کہ ایک صاع غلہ دینا ہوگا۔ لیکن احناف اُن کی اس بات کو نہیں مانتے۔

[20]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ
دھوکے کی بیع کی ممانعت کا بیان

2590۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا يَحْيَى الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ.

(ترجمہ) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا بیع غرر (دھوکے کی بیع) سے۔

توضیح: ......دھوکے کی بیع یہ ہے کہ اس کے ملنے یا نہ ملنے میں تردد ہو جیسے مچھلی پانی میں، پرندہ ہوا میں ہو۔ اور اس کی خرید وفروخت کی جائے۔ اسی طرح بھاگا ہوا غلام بیع الحمل بیع المصراۃ جس کا ذکر ابھی گذرا اور دیگر اسی طرح کی بیوع جن میں دھوکہ ہو۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٥١٣) ابوداود (٣٣٧٦) ترمذی (١٢٣٠) نسائی (٤٥٣٠) ابن ماجہ (٢١٩٤) ابن حبان (٤٩٥١) معرفة السنن والآثار للبیهقی (١٠٩٥٢)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس سودے اور بیع میں دھوکہ ہو وہ جائز نہیں ہے، اس کی مختلف صورتیں ہیں جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

عہد جاہلیت میں بیوع مثلاً محاقلہ، مزابنہ اور پھل پکنے سے پہلے پھل بیچنے کے یہ جملہ مذموم طریقے جاری تھے اور اس میں نفع ونقصان ہر دو کا قوی احتمال ہوتا تھا۔ بعض دفعہ لینے والے کے وارے نیارے ہو جاتے اور بعض دفعہ وہ اصل پونجی بھی گنوا بیٹھتا۔ اسلام نے ان بیوع سے روک دیا۔ آج کل ایسے دھوکے کے طریقوں کی جگہ لاٹری، سٹہ، ریس وغیرہ نے لے لی ہے جو اسلامی احکام کی روشنی میں نہ صرف ناجائز بلکہ سود وبیاج کے دائرے میں داخل ہیں، خرید وفروخت میں دھوکہ کرنے والے کے حق میں شدید وعید آئی ہے۔ فرمایا: ((مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا)) اس کا ذکر حدیث رقم (۲۵۷۷) پر گذر چکا ہے۔

[21]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا
پکنے سے پہلے پھلوں کو بیچنے کا بیان

2591۔ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے پکنے سے پہلے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا: بیچنے اور خریدنے والے دونوں کو اس بیع سے منع فرمایا:

توضیح: ......پھلوں کے پکنے کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سرخی یا زردی پیدا ہو جائے اور پکنے کی صلاحیت نمایاں ہونے لگے اس وقت ان کی خرید وفروخت جائز ہے اس سے پہلے نہیں قسطلانی نے کہا: ہر چیز میں اس کے پکنے کی صلاحیت کے ظہور (حتی یبدو صلاحہا) سے مراد اس میں وہ صفت پیدا ہو جائے جو غالب طور پر مطلوب ہوتی ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند قوی اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (۲۱۹٤) مسلم (۱۵۳٤) ابویعلی (٥٤۱٥) ابن حبان (٤۹۸۱) وغیرهم۔

تشریح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کچے پھل اور میوے بیچنا منع ہے جب پکنے کے آثار پیدا ہو جائیں تب ہی پھلوں کا بیچنا درست ہے کیوں کہ ہوسکتا ہے کچے میوے میں یا پھل میں کوئی بیماری پیدا ہو جائے اور مشتری کو نقصان اٹھانا پڑے۔

[22]..... بَاب فِي الْجَائِحَةِ
پھلوں پر آفات کا بیان

2592۔ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ابْتَاعَ ثَمَرَةً فَأَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْهُ شَيْئًا بِمَ تَأْخُذُ مَالَ أَخِيكَ بِغَيْرِ حَقٍّ)) .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص پھل بیچے (خریدے) پھر اس (پھل) پر آفت آجائے تو وہ ہرگز (مشتری) کا مال نہ لے، آخر کس بات پر تم اپنے مسلمان بھائی کا مال لے رہے ہو؟

توضیح: ...... واضح رہے کہ جائحۃ سے مراد حدیث میں وہ آفت ہے جو پھلوں کو برباد کر کے رکھ دے جیسے شدید بارش، ژالہ باری، ٹڈی دل، آندھی طوفان، آگ وغیرہ۔

تخریج: اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: مسلم (١٥٥٤) ابوداود (٣٤٧٠) نسائی (٤٥٤١) ابن ماجه (٢٢١٩) ابن حبان (٥٠٣٤)۔

تشریح: ......امام احمد اور اہل حدیث نے اسی حدیث پر عمل کیا ہے اور کہا ہے کہ میوے پر اگر آفت آجائے ایسی کہ کل میوہ تلف ہو جائے تو ساری قیمت بائع سے مشتری کو واپس دلائی جائے گی اگر چہ یہ آفت مشتری کا قبضہ ہو جانے کے بعد آئے حنفیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ مشتری نے قبضہ کر لیا پھلوں پر اب کوئی آفت آئی تو مشتری کا نقصان ہوگا وہ اس صورت میں بائع کو قیمت واپس کرنی ہوگی کیوں کہ یہ بیع جائز نہیں تھی۔ (وحیدی)۔

[23]..... بَاب فِي الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ

محاقلہ اور مزابنہ کا بیان

2593۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو ح و حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ قَالَ عَبْد اللّٰهِ الْمُحَاقَلَةُ بَيْعُ الزَّرْعِ بِالْبُرِّ وَقَالُوا كَذٰلِكَ يَقُولُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ.

(ترجمہ) ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔

امام دارمی نے کہا: محاقلہ بالیوں میں کھڑی کھیتی کو گندم کے عوض فروخت کرنے کو کہتے ہیں۔ ابن المسیب نے بھی ایسے ہی کہا۔

تخریج: اس روایت کی سند حسن ہے لیکن حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢١٨٦) مسلم (١٥٤٦) ترمذی (١٣٠٠) نسائی (٤٥٤٦) ابن ماجه (٢٢٦) ابویعلی (١١٩١)۔

تشریح: ......محاقلہ کی تعریف امام دارمی نے یہ کی ہے کہ بالی میں لگے دانوں کو پرانے اناج کے عوض بیچا جائے اور مزابنہ اس بیع کو کہتے ہیں کہ پیڑ پر لگے ہوئے پھل کی اسی جیسے پھل یعنی خشک میوے (جیسے انگور، کھجور وغیرہ) کے بدلے بیع کی جائے یعنی محاقلہ اناج وغیرہ کی بیع اور مزابنہ پھلوں کی بیع سے تعلق رکھتی ہے اور یہ دونوں بیع حرام ہیں اور تحریم کی وجہ یہ ہے کہ بالیوں میں کھڑی کھیتی اور درخت پر لگے پھلوں کی صحیح مقدار کا علم نہیں ہو سکتا کہ تر میوہ خشک ہو کر کتنا رہ جائے گا زیادہ کا بھی امکان ہے اور کمی کا بھی اور دونوں صورتوں میں بائع یا مشتری میں سے کسی کو بھی نقصان ہو سکتا ہے۔

[24]..... بَاب فِي الْعَرَايَا

بیع عرایا کا بیان

2594۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِالتَّمْرِ وَالرُّطَبِ وَلَمْ يُرَخِّصْ فِي غَيْرِ ذٰلِكَ.

(ترجمہ) زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بیع عرایا کی تر یا خشک کھجور کے بدلے اجازت دی تھی اور اس کے سوا کسی (صورت) کی اجازت نہیں دی تھی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند قوی ہے اور حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔دیکھئے: بخاری (۲۱۸٤) مسلم (۱۵۳۹) ترمذی (۱۳۰۰) نسائی (٤٥٤٦) ابن ماجه (۲۲٦۸) ابویعلی (۵۷۹۸) ابن حبان (٤۹۸۱)۔

تشریح: ......عرایا عریہ کی جمع ہے اور یہ ایسی بیع ہے کہ کوئی آدمی اپنے باغ میں سے دو تین درخت کسی مسکین کو دیوے پھر اس کا باغ میں بار بار آنا مناسب خیال نہ کرے ان درختوں کا میوہ خشک میوے کے بدلے اس سے خرید لے اور ضروری ہے کہ یہ میوہ پانچ وسق سے کم ہو (وحیدی)

مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔یاد رہے کہ اہل عرب قحط کے دنوں میں اور خشک سالی کے ایام میں اپنے باغات میں سے فقیروں اور مسکینوں کے درختوں کو چھوڑ کر ان کے پھل صدقات کی صورت میں دیا کرتے تھے کہ فلاں درخت کی کھجوریں تمہاری ہیں اس طرح عطیہ میں دی گئی کھجور کو عریہ کہتے ہیں اور ان کھجور کے درختوں کا پھل کھانے کے لئے مساکین ان باغات میں جایا کرتے تھے جس سے مالک باغ کو تکلیف ہوئی تھی اور یہ بھی ہوتا کہ اپنی محتاجی وغریبی کی وجہ سے مساکین ان کے پکنے کا انتظار نہ کرسکتے تھے تو اپنے حصے کی پھل وہ فروحت کر دیتے تھے اور پھل ابھی درخت ہی پر ہوتے اور اس کے بدلے خشک کھجور یعنی تر کے بدلے خشک) لے لیتے اور مالک باغات کو روزمرہ کی آمد ورفت کی تکلیف سے نجات مل جاتی یہ بعینہ بیع مزابنہ ہی کی صورت ہے جب رسول اللہ ﷺ نے بیع مزابنہ کو حرام قرار دیا تو ضرورت اور حاجت رفع کرنے کی غرض سے بیع عرایا کی اجازت مرحمت فرمادی اس شرط پر کہ کھجور کے اندر درختوں پر پھل کا تخمینہ لگا کر ان کے بدلے ناپ کر اتنی کھجور دے دیں جو پانچ وسق سے کم ہو۔اس کی اور بھی صورتیں ہیں جو شروح کی کتابوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

بہر حال اس حدیث سے اسلام کی غربا پروری، مساکین کی دل بستگی اور سب کے ساتھ ہمدردی کی بہترین مثال سامنے آئی، احناف نے بیع عریہ کو مزابنہ پر قیاس کر کے اس کی حلت وجواز سے انکار کیا ہے جو صحیح احادیث کا انکار ہے۔کتب احادیث میں اکثر جگہ جہاں مزابنہ کی حرمت کا ذکر ہے اس سے ملے ہوئے ابواب میں عرایا کی حلت کا بھی ذکر موجود ہے اس لئے عریہ ایک خاص مقدار میں غریبوں، مسکینوں کے لئے جائز ہے۔ واللہ اعلم

[25]..... بَاب النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ الْقَبْضِ
اناج کو قبضہ میں لینے سے پہلے بیچنے کی ممانعت کا بیان

2595۔ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((مَنْ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ)).

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی قسم کا اناج (غلہ) خریدے تو اس کو اپنے قبضہ میں لینے سے پہلے فروخت نہ کرے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢١٢٦) مسلم (١٥٢٥) ابو داود (٣٤٩٢) نسائی (٤٦٠٩) ابن ماجه (٢٢٢٦) ابو یعلی (٥٧٩٨) ابن حبان (٤٩٨١)۔

تشریح: ......اس حدیث میں کھانے پینے کی چیزیں گندم، جو، جوار، باجرہ، چاول وغیرہ اپنے قبضے میں لینے سے پہلے بیچنے کی ممانعت ہے۔ ایک روایت میں ((حتی یقبضه)) کی جگہ ((حتی یکتاله)) اور ایک روایت میں ((حتی یستوفیه)) ہے اس سے مراد ناپ تول کر اپنے قبضہ میں لینا ہے۔ بعض علماء وفقہا نے اس قبضہ کو صرف اناج غلے وغیرہ تک محدود رکھا ہے اور بعض نے ہر منقول چیز تک اور بعض علماء نے کہا کہ کوئی بھی چیز منقول ہو یا غیر منقول زمین جائداد وغیرہ کچھ بھی اس پر قبضہ کئے بغیر مشتری کو بیچنے کی اجازت نہیں۔ آج کل رجسٹری اور سرکاری کاغذات میں اندراج یا کاغذات کے استلام سے یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

[26]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ شَرْطَيْنِ فِي بَيْعٍ
ایک بیع میں دو شرطیں لگانے کی ممانعت کا بیان

2596۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ سَلَفٍ وَبَيْعٍ وَعَنْ شَرْطَيْنِ فِي بَيْعٍ وَعَنْ رِبْحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ.

(ترجمہ) عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ ﷺ نے قرض اور بیع اور ایک بیع میں دو شرطوں سے اور کسی چیز کو اپنے قبضہ میں لینے سے پہلے اس کا فائدہ حاصل کرنے سے منع فرمایا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابو داود (٣٥٠٤) ترمذی (١٢٣٤) نسائی (٤٦٤٥) ابن ماجه (٢١٨٨) نیز دیکھئے: ابن حبان (٤٣٢١) موارد الظمآن (١١٠٨) شرح معانی الآثار (٤٦/٤)، دارقطنی (٧٥/٣)۔

توضیح: ......اس حدیث میں تین قسم کی بیع سے منع کیا گیا ہے (١) سلف اور بیع یعنی قرض کے ساتھ سودا کرنا اس کی مثال اس طرح ہے کہ بائع مشتری سے کہے میں یہ کپڑا تیرے ہاتھ دس روپئے میں فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے دس روپئے قرض دے یا یوں کہے کہ میں تجھے دس روپئے قرض دیتا ہوں بشرطیکہ تم اپنا سامان مجھے فروخت کرو اور میرے سوا کسی اور کو نہ بیچو۔

(۲) ((شرطین فی بیع)) ایک بیع میں دوشرطیں لگانا اس سے متعلق ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد ایک بیع میں دو بیع ہیں اور امام احمد نے فرمایا: اس کی شکل یہ ہے کہ میں یہ کپڑا تیرے ہاتھ فروخت کرتا ہوں اس شرط پر کہ میں ہی اسے درزی سے سلواؤں گا اور میں ہی اس کی کٹائی کروں گا ((کما رواہ الترمذی)) (۳) ((ربح مالم یضمن)) یعنی قبضہ میں لینے سے پہلے منافع حاصل کرنا، اس کی صورت یہ ہے کہ مشتری نے کوئی سامان خریدا، اس کو اپنے قبضہ میں لینے سے پہلے ہی بیچ دیا اور اس کو فائدہ مل گیا نہ پیسے لگانے پڑے نہ اپنے قبضہ میں لینا پڑا۔ ان تینوں قسم کے لین دین سے حدیث مذکور میں منع کیا گیا ہے لہٰذا یہ ممنوعہ بیوع میں داخل ہیں۔

[27]..... بَاب فِيمَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ

کوئی آدمی کسی غلام کو فروخت کرے جس کے پاس مال بھی ہو

2597۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اشْتَرَى عَبْدًا وَلَمْ يَشْتَرِطْ مَالَهُ فَلَا شَيْءَ لَهُ)).

(ترجمہ) سالم نے روایت کیا اپنے والد ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کوئی غلام خریدے اور اس کے مال کی شرط نہ لگائے تو اس مشتری کے لئے غلام کے مال میں سے کچھ نہیں ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۳۷۹) مسلم (۱۵۴۳) ابویعلی (۵۴۲۷) ابن حبان (۴۹۲۱)۔

بخاری شریف کی روایت میں ہے: اگر کسی شخص نے کوئی مال والا غلام بیچا تو اس کا مال بیچنے والے کا ہوگا ہاں اگر مشتری اس کی شرط لگائے (کہ غلام کے ساتھ اس کا مال بھی خریدتا ہوں) تب غلام کا مال مشتری کے لئے ہوگا۔

[28]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ

منابذة اور ملامسة کی بیع کا بیان

2598۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ لِبْسَتَيْنِ عَنْ بَيْعِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ . قَالَ عَبْد اللّٰهِ الْمُنَابَذَةُ يَرْمِي هَذَا إِلَى ذَاكَ وَيَرْمِي ذَاكَ إِلَى ذَا قَالَ كَانَ هَذَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ .

(ترجمہ) ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کی بیع سے اور دو قسم کے پہناوے سے اور منابذہ و ملامسہ سے منع فرمایا۔

امام دارمی نے فرمایا: بیع منابذہ یہ ہے کہ بائع مشتری کی طرف اور مشتری بائع کی طرف (کپڑا وغیرہ) پھینکے۔ (اور اسی سے بیع تمام ہو جائے) یہ دور جاہلیت کی خرید وفروخت تھی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٣٦٧) مسلم (١٥١٢) ابوداود (٣٣٧٧) نسائی (٤٥٢٤) ابن ماجہ (٢١٦٩) ابویعلی (٩٧٦) ابن حبان (٤٩٧٦) الحمیدی (٧٤٧)۔

تشریح: ......اس حدیث میں دو بیع اور دو لباس کے پہننے سے منع کیا گیا ہے۔ منابذہ یہ ہے کہ مشتری بائع کی طرف کپڑا پھینکے اور بدلے میں بائع مشتری کی طرف کپڑا پھینکے جو اس کی قیمت کے بدلے میں ہو جب ایسا کریں تو بیع واجب ہو جائے۔ ملامسۃ یہ ہے کہ ایک دوسرے سے کہے کہ تم نے میرا کپڑا چھولیا، میں نے تمہارا کپڑا چھولیا تو بیع مکمل و واجب ہو جائے گی اور اس کے بعد تمہیں فسخ کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔

بخاری و مسلم میں ان دونوں بیع کی تفسیر اسی طرح ہے کہ خریدار دن ہو یا رات دوسرے کے کپڑے کو بنا دیکھے اور الٹ پلٹ کئے ہاتھ لگا دے اور اسی پر سودا کر لے، یہ ملامسۃ ہے اور منابذہ یہ ہے کہ بائع اور مشتری ایکدوسرے کی جانب اپنا کپڑا پھینکیں اور پھینکنا ہی دونوں کے درمیان بغیر دیکھے اور باہمی رضامندی کے ساتھ بیع قرار پائے اور محض ہاتھ لگانا اور کپڑا پھینکنا ہی دیکھنے اور ملاحظہ کرنے کے قائم مقام ہو اس کے بعد پھر کسی کو دیکھنے کا اختیار باقی نہ رہے یا اسے ایجاب وقبول کے قائم مقام سمجھا جائے یا مجلس کے اختیار کے لئے یہ قطعی اور حتمی ہو ان دونوں بیعوں سے منع کیا کیونکہ ان میں دھوکہ ہے اور یہ شرط فاسد ہے کہ دیکھنے پر کسی کو اختیار نہ ہوگا، بیع کو فسخ کرنے کا، اس حدیث میں لبستین سے مراد اشتمال الصماء اور احتباء ہے۔ اول الذکر یہ ہے کہ ایک کپڑا لے کر اس کو سارے بدن پر اس طرح سے لپیٹ لے کہ ہاتھ ہلانے اور پاؤں نکالنے کی گنجائش نہ رہے اور اس میں بڑی تکلیف ہوتی ہے اور کبھی کپڑا چھوٹا ہوتا ہے تو سامنے سے ستر کھل جاتا ہے اس لئے اس سے منع کیا گیا۔ احتباء ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھنے کو کہتے ہیں کہ شرمگاہ پر کچھ نہ ہو کیونکہ اس طرح اونکڑو بیٹھنے سے ستر کھلا رہ جائے گا اور بے ادبی ہوتی ہے اس لئے اس سے بھی منع کیا گیا۔

[29]..... بَاب فِي بَيْعِ الْحَصَاةِ
کنکری کی بیع کا بیان

2599۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَعَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ. قَالَ عَبْد اللهِ إِذَا رَمٰى بِحَصًا وَجَبَ الْبَيْعُ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھوکے والی بیع اور حصاۃ (کنکری) کی بیع سے منع کیا ہے۔

امام دارمی نے کہا: بیع الحصاۃ یہ ہے کہ جب کنکری پھینکے تو بیع مکمل ہو جائے گی۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٥١٣) ابوداود (٣٣٧٦) ترمذی (١٢٣٠) نسائی (٤٥٣٠) ابن ماجہ (٢١٩٤)۔

تشریح: ......بیع حصاۃ کی ایک صورت یہ ہے کہ آدمی کنکری پھینکے اور جس چیز پر وہ کنکری گرے اس کی بیع ہو جائے۔

یہ بیع جاہلیت میں مروج تھی۔اور بیع غرر یہ ہے کہ جس چیز کے ملنے یا نہ ملنے میں تردد ہو جیسے مچھلی دریا میں، پرندہ ہوا میں اس کی بیع کرے دونوں میں دھوکہ اور احتمالات ہیں جن کے سبب یہ بیع حرام وناجائز ہے۔اس کی اور بھی صورتیں ہیں جو شرح بلوغ المرام للشیخ صفی الرحمٰن میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

[30]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ
حیوان کے بدلے حیوان بیچنے کی ممانعت کا بیان

2600۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ وَجَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً ثُمَّ إِنَّ الْحَسَنَ نَسِيَ هَذَا الْحَدِيثَ وَلَمْ يَقُلْ جَعْفَرٌ ثُمَّ إِنَّ الْحَسَنَ نَسِيَ هَذَا الْحَدِيثَ.

(ترجمہ) سمرہ بن جندب (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچنے سے منع کیا۔پھر حسن اس حدیث کو بھول گئے۔اور جعفر (رحمہ اللہ) نے یہ نہیں کہا کہ حسن (رحمہ اللہ) اس حدیث کو بھول گئے۔

(تخریج) یہ حدیث سند میں انقطاع کے سبب ضعیف ہے۔دیکھئے: ابوداود (٣٣٥٦) ترمذی (١٢٣٧) نسائی (٤٦٣٤) ابن ماجه (٢٢٧٠) احمد (٥/ ١٢)، طبرانی ٢٠٥/٧ (٦٨٥١) شرح معانی الآثار للطحاوی (٦٠/٤) وغيرهم وبمجموع طرقه يتقوى الحديث انظر شواهده فی ابن حبان (٥٠٣٨)۔

تشریح: ......اس حدیث سے ادلے بدلے میں ایک جنس کا جانور ادھار بیچنے کی ممانعت ہے جیسے اونٹ کو اونٹ کے بدلے اور غلام کو غلام کے بدلے لیکن اگر جنس مختلف ہو تو ادھار بھی درست ہے۔امام شافعی اور اکثر علماء کے نزدیک ہر طرح درست ہے ادھار ہو یا نقد ایک طرف زیادہ ہو تو بھی درست ہے جیسے ایک اونٹ دو اونٹ کے بدلے اور امام شافعی نے مذکورہ بالا حدیث کا یہ معنی لیا ہے کہ دونوں طرف ادھار ہو تو یہ منع ہے۔

[31]..... بَاب فِي الرُّخْصَةِ فِي اسْتِقْرَاضِ الْحَيَوَانِ
جانور قرض کے طور پر دینے کی اجازت کا بیان

2601۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَالِكٍ قِرَاءَةً عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ اسْتَسْلَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَكْرًا فَجَاءَتْ إِبِلٌ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ قَالَ أَبُو رَافِعٍ فَأَمَرَنِي أَنْ أَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ فَقُلْتُ لَمْ أَجِدْ فِي الْإِبِلِ إِلَّا جَمَلًا خِيَارًا رَبَاعِيًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَعْطِهِ إِيَّاهُ فَإِنَّ خَيْرَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً [قَالَ عَبْد اللَّهِ هَذَا يُقَوِّي قَوْلَ مَنْ يَقُولُ الْحَيَوَانُ بِالْحَيَوَانِ].

(ترجمہ) ابورافع (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک جوان اونٹ بطور قرض لیا پس جب صدقہ کے اونٹ آئے تو ابورافع نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں اس شخص کا اونٹ واپس کردوں میں نے

عرض کیا کہ مجھے ان اونٹوں میں بہترین رباعی (چار دانت والے) اونٹ کے علاوہ اور دوسرا اونٹ نہیں ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہی بہترین رباعی اونٹ اسے دے دو بہتر ہیں وہ لوگ جو قرض کو اچھا ادا کرتے ہیں۔

امام دارمی نے کہا: اس حدیث سے ان کے قول کو تقویت ملتی ہے جو حیوان (جانور) کے بدلے جانور کی بیع کو جائز کہتے ہیں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٦٠٠) ابوداود (٣٣٤٦) ترمذی (١٣١٨) نسائی (٤٦٣١) ابن ماجه (٢٢٨٥) وغیرهم۔

تشریح: ......اس حدیث میں اچھا ادا کرنے سے مراد یہ ہے کہ جو مال قرض لیا تھا اس سے افضل ادا کرے بنا کسی شرط کے اگر قرض سے بہتر یا زیادہ مال دیا جائے تو مستحب ہے اور اس کا لینا درست ہے لیکن شرط کے ساتھ درست نہیں کیونکہ وہ سراسر سود ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جانور کا قرض لینا درست ہے۔ بہت سے ائمہ وتابعین کا یہی قول ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ جائز نہیں اور مذکورہ بالا حدیث ان کے خلاف حجت ہے۔

[32]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ تَلَقِّي الْبُيُوعِ

سامان خریدنے کی غرض سے قافلوں سے شہر میں آنے سے پہلے ملنے کی ممانعت

2602۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَلَقَّوا الْجَلَبَ مَنْ تَلَقَّاهُ فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَيْئًا فَهُوَ بِالْخِيَارِ إِذَا دَخَلَ السُّوقَ)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باہر سے شہر میں غلہ لانے والوں کو آگے جا کر نہ ملو اور جو شخص اس (قافلے) سے جا کر ملا اور اس سے کچھ سامان خرید بھی لیا تو اس بیچنے والے مالک کو منڈی میں پہنچنے کے بعد اختیار ہے (چاہے تو سودا باقی رکھے یا منسوخ کر دے)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند قوی اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢١٦٢) مسلم (١٥١٩) نسائی (٤٥١٣) أبويعلى (٦٠٧٣) ابن حبان (٤٩٦١)۔

تشریح: ......اس حدیث میں دیہات سے سامان لے کر بیچنے کی غرض سے شہر آنے والوں سے ملنے اور ان سے بے خبری کی وجہ سے سستے داموں اشیاء خریدنے کی ممانعت ہے۔ مسلمان مسلمان کا خیر خواہ، ہمدرد وغمگسار ہونا چاہیے اس طرح کے عمل سے خود غرض اور مفاد پرستی کو ہوا ملتی ہے اور تقویت ہوتی ہے کہ اپنا مفاد سامنے رکھا جائے اور بے خبر لوگوں کی بے خبری سے ناجائز فائدہ اٹھایا جائے۔ اور شہر آنے والے قافلوں سے ملاقات نہ کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ فروخت کرنے والا دھوکہ وہی اور ضرر رسانی سے بچ جائے، غبن اور خدع سے محفوظ ہو جائے اور اسی طرح جو لوگ منڈی میں سامان خریدنے کے لئے آتے ہیں وہ لوگ فائدہ اور منافع حاصل کر لیتے ہیں یہ تو معمول کا رواج ہے کہ قافلے اپنا سامان منڈی کے عام بھاؤ سے قدرے

سستا فروخت کرتے ہیں۔ بہرحال اسلام نے دھوکہ دہی سے منع کیا اور قافلوں سے جا کر ملنے سے منع کیا تا کہ سیدھے سادے لوگ دھوکے میں خسارہ نہ اٹھائیں اگر ایسی بیع وفروخت ہو بھی جائے تو مالک سلع کو منڈی میں پہنچے پر اس بیع کو باقی رکھنے یا فسخ کر دینے کا اختیار ہے۔ واللہ اعلم۔

[33]..... بَاب لَا يَبِيعُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ
کوئی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے

2603۔ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :((لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَلَقَّوا السِّلَعَ حَتَّى يُهْبَطَ بِهَا الْأَسْوَاقَ وَلَا تَنَاجَشُوْا)) .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی کسی کی خرید وفروخت میں دخل اندازی نہ کرے، اور نہ قافلوں سے جا کر ملے یہاں تک کہ وہ منڈی میں پہنچ جائیں، اور خریدنے کا ارادہ نہیں تو بھاؤ نہ بڑھائے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند قوی ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۱۳۹) مسلم (۱۴۱۲) ابوداود (۳۴۳۶) ترمذی (۱۲۹۲) نسائی (۳۲۳۸) ابن ماجه (۲۱۷۱) ، ابویعلی (۵۸۰۱) ابن حبان (۴۹۵۹) اس حدیث کی کچھ شرح حدیث رقم (۲۵۸۶) میں گذر چکی ہے۔

تشریح: ......اس حدیث میں تین امور سے منع کیا گیا ہے۔ کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے ہاں پہلا بائع اگر اجازت دے کہ تم اگر چاہو تو خرید سکتے ہو تو پھر کوئی حرج نہیں یہ بیع علی بیع اخیہ میں شامل نہ ہوگی یا پہلا بائع یا مشتری چھوڑ کر چلا جائے تو بھی بیع کرنا درست ہے، ورنہ حرام ہے بعض لوگوں نے اس کو مسلمان کے ساتھ خاص رکھا ہے جو مناسب نہیں ہے، جمہور کے نزدیک کوئی مسلمان کسی بھی آدمی کی بیع پر بیع نہ کرے۔

(۲) دوسرا مسئلہ تلقی الرکبان یا تلقی الجلب کا ہے جس کی تشریح اوپر گذر چکی ہے یعنی دیہات سے سازوسامان لانے والوں سے سامان خریدنا، ملنا اور یہ بھی ممنوع اور ناجائز ہے جب وہ منڈی میں آ جائیں تب ہی ان سے سامان خریدا جائے تا کہ بازار کے بھاؤ انہیں معلوم ہو جائیں۔

(۳) تیسرا مسئلہ نجش کا ہے اور وہ یہ ہے کہ سامان خریدنے کی نیت نہ ہو لیکن دام بڑھانے کی غرض سے اصل خریدار سے بڑھ کر بولی لگائیں اور بھاؤ تاؤ کریں اس طرح محض بھاؤ بگاڑنے کے لئے بولی چڑھانا سخت گناہ ہے اور اپنے بھائی کو نقصان پہنچانا ہے اور اس طرح دلالی کرنا حرام ہے۔ واللہ اعلم

[34]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ
کتے کی قیمت لینے کی ممانعت کا بیان

2604۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي

مَسْعُودٍ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ قَالَ عَبْد اللّٰهِ حُلْوَانُ الْكَاهِنِ مَا يُعْطَى عَلَى كَهَانَتِهِ.

(ترجمہ) ابومسعود انصاری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، بدکار و فاحشہ عورت کی اجرت و کمائی، اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا۔

امام دارمی نے کہا: کاہن کی شیرینی سے مراد وہ اجرت ہے جو وہ غیب کی باتیں بتا کر لیتا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٢٣٧) مسلم (١٥٦٧) ابوداود (٣٤٢٨) ترمذی (١١٣٣) نسائی (٤٣٠٣) ابن ماجه (٢١٥٩) ابن حبان (٥١٥٧) الحمیدی (٤٥٥)۔

تشریح: ......اس حدیث میں (مہر البغی) سے مراد وہ کمائی ہے جو زنا کاری کے عوض زانیہ عورت حاصل کرتی ہے اسے مجازاً مہر کہا گیا۔ کاہن اس کو کہتے ہیں جو مخفی اور پوشیدہ رازوں کے جاننے اور مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کے متعلق پیشین گوئی کرنے کا دعویدار ہو اور عراف نجومی وغیرہ سب اس میں شامل ہیں۔ ((حلوان الکاهن)) سے مراد وہ معاوضہ اور اجرت ہے جو کاہن کو اس کے عمل کہانت کے بدلے میں دی جاتی ہے یہ حلاوت کے لفظ سے ماخوذ ہے جس کے معنی شیرینی ومٹھاس کے ہیں جو بلا مشقت نجومی و کاہن کو حاصل ہو جاتی ہے اور ''الکلب'' میں الف لام تعریف کا ہے جو جنس کلاب پر دلالت کرتا ہے یعنی کسی بھی کتے کی قیمت دینا اور لینا جائز نہیں خواہ وہ کتا شکار کے لئے ہو یا رکھوالی کے لئے۔

مذکورہ بالا تینوں چیز اسلام میں نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق ناجائز ہیں بلکہ کتے کی قیمت، زانیہ کی کمائی اور کاہن کی اجرت لینا اور دینا سب ہی حرام ہیں کیونکہ کتا بذات خود نجس ہونے کی بنا پر حرام ہے لہٰذا حرام چیز کی قیمت لینا بھی حرام، زنا بھی اسلام میں قطعی حرام، لہٰذا اس کی کمائی بھی حرام، پیشہ کہانت حرام ہے تو اس کی اجرت بھی حرام ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک شکاری اور فائدے مند کتے کی بیع درست ہے۔

[35]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْخَمْرِ

شراب بیچنے کی ممانعت کا بیان

2605۔ أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ الْآيَةُ فِي آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَتَلَاهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: جب سورہ بقرہ کے آخر میں ''سود'' کی آیت اتری تو رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور اس کو صحابہ کرام کو پڑھ کر سنایا۔ پھر شراب کی تجارت کو حرام کر دیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٤٥٩، ٢٢٢٦) مسلم (١٥٨٠) ابوداود (٣٤٩٠) نسائی (٤٦٧٩) ابن ماجه (٣٣٨٢) ابویعلی (٤٤٦٧)۔

تشـــریح: ......خمر (شراب) کی تعریف اس کا حکم اور حد کا بیان کتاب الاشربہ اور کتاب الحدود میں گذر چکا ہے یہاں اس باب میں شراب کی تجارت کا بیان ہے جب شراب حرام ہے تو اس کی تجارت بھی حرام ہے۔ سورہ بقرہ کی آیات میں ﴿أَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ﴾ (۳/۲۷۵۔ ۲۸۰) کا ذکر ہے یعنی تجارت وسوداگری حلال ہے لیکن سودی لین دین اور حرام چیز کی تجارت جیسے شراب وخنزیر وغیرہ حرام ہے اور شراب کی حرمت کا ذکر سورہ مائدہ میں ہے جو بہت پہلے نازل ہوئی لیکن نبی کریم ﷺ نے آخر عمر میں ربا کی آیات کا ذکر کرتے ہوئے پھر شراب کی حرمت کو دہرایا تا کہ سب کو معلوم ہو جائے۔

2606- أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتِ الْآيَاتُ مِنْ أَوَاخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَلَاهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ نَهَى عَنِ التِّجَارَةِ فِي الْخَمْرِ .

اس حدیث کا ترجمہ اور تخریج اوپر گزر چکی ہے۔

2607- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ إِسْحَقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ وَعْلَةَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ جُلُودِ الْمَيْتَةِ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((دِبَاغُهَا طَهُورُهَا)) . وَسَأَلْتُهُ عَنْ بَيْعِ الْخَمْرِ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ لَنَا أَعْنَابًا وَإِنَّا نَتَّخِذُ مِنْهَا هَذِهِ الْخُمُورَ فَنَبِيعُهَا مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَهْدَى رَجُلٌ مِنْ ثَقِيفٍ أَوْ دَوْسٍ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَاوِيَةً مِنْ خَمْرٍ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَمَا عَلِمْتَ يَا أَبَا فُلَانٍ أَنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَهَا قَالَ لَا وَاللَّهِ قَالَ: ((فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَهَا)) فَالْتَفَتَ إِلَى غُلَامِهِ فَقَالَ اخْرُجْ بِهَا إِلَى الْحَزْوَرَةِ فَبِعْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :((أَوَ مَا عَلِمْتَ يَا أَبَا فُلَانٍ أَنَّ الَّذِي حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا)) . قَالَ فَأَمَرَ بِهَا فَأُفْرِغَتْ فِي الْبَطْحَاءِ .

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن وعلہ نے کہا میں نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مردار کے چمڑے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو دباغت دینے سے وہ پاک ہو جاتی ہے، اور میں نے ذمی لوگوں کے ساتھ شراب کی خرید و فروخت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے (ابن عباس) نے کہا: بنو ثقیف یا دوس قبیلے کے ایک آدمی نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کو شراب کی ایک مشک ہدیہ کی تو آپ نے اس سے فرمایا: اے ابوفلاں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کر دیا ہے؟ عرض کیا: نہیں اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم، فرمایا: تو سن لو اللہ تعالیٰ نے اسے (شراب کو) حرام کر دیا ہے چنانچہ وہ شخص اپنے نوکر کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کہا: جاؤ اسے حزورہ (جگہ کا نام) لے جاؤ اور بیچ دو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوفلاں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جس ذات پاک نے اس کا پینا حرام کیا اسی نے اس کو بیچنا بھی حرام کر دیا ہے۔ راوی نے کہا: چنانچہ اس نے حکم دیا اور وہ شراب کی مشک میدان میں بہا دی گئی۔

(**تخریج**) اس حدیث کے رجال ثقات ہیں اور حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۵۷۹) مالك فی الموطا فی الاشربه

(۱۲) ابویعلی (۲٤٦۸) ابن حبان (٤۹٤۲) نیز اس کی تخریج کتاب الاضاحی ،باب الاستماع بجلود المیة میں گزر چکی ہے۔

تشریح: ......اس حدیث سے شراب کی خرید وفروخت کی حرمت ثابت ہوئی اگر بیچنا جائز ہوتا تو زمین پر کیوں بہایا جاتا۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شراب کا سرکہ بنانا بھی جائز نہیں۔نیز یہ کہ مردہ جانور کا چمڑا نکال کر اسے دباغت دینے سے وہ پاک ہو جاتا ہے۔تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

[36]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ
غلام یا لونڈی کا ترکہ بیچنے کی ممانعت

2608۔ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ . قَالَ عَبْد اللّٰهِ: الْأَمْرُ عَلَى هٰذَا لَا يُبَاعُ وَلَا يُوْهَبُ .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ولاء کے بیچنے اور اس کے ہبہ کرنے سے منع فرمایا: امام دارمی نے کہا: اس پر عمل ہے کہ ولاء نہ بیچا جا سکتا ہے نا ہبہ کیا جا سکتا ہے۔

توضیح: ......ولاء غلام یا لونڈی کے ترکہ کو کہتے ہیں اور جب غلام یا لونڈی مر جائے تو اس کا آزاد کرنے والا اس کا وارث بنے گا۔عرب میں غلام اور آقا کے اس تعلق کو بیع کرنے یا ہبہ کرنے کا رواج تھا جس سے اسلام میں منع کر دیا گیا اس لئے کہ ولاء نسب کی طرح ہے جو کسی طور پر بھی زائل نہیں ہو سکتا۔اس پر تمام فقہاء عراق وحجاز کا اتفاق ہے۔

(**تخریج**) یہ روایت صحیح اور دوسرے طرق سے متفق علیہ ہے۔دیکھئے: بخاری (۲۵۳۵) مسلم (۱۵۰٦) ابوداود (۲۹۱٦) ترمذی (۱۲۳٦) نسائی (٤٦۷۳) ابن ماجه (۲۷٤۷) ابن حبان (٤۹٤۸) الحمیدی (٦۵۳) وغیرهم۔

تشریح: ......ولاء کے بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع کیا گیا کیونکہ یہ ایک حق ہے جو آزاد کرنے والے کو غلام پر حاصل ہوتا ہے۔ایسے حقوق کی بیع نہیں ہو سکتی کیونکہ بیع مجہول ہے پتہ نہیں غلام کے مرتے وقت اس کے پاس کچھ ہوتا ہے یا نہیں۔

[37]..... بَاب فِي بَيْعِ الْمُدَبَّرِ
مدبر غلام کی بیع کا بیان

2609۔ أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنَّا عَبْدًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ قَالَ فَدَعَا بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَبَاعَهُ قَالَ جَابِرٌ وَإِنَّمَا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ [قِيلَ لِعَبدِ اللّٰه: تَقُولُ بِهِ؟ قَالَ: قَوْمٌ يَقُولُونَ] .

(ترجمہ) جابر بن عبد اللہ انصاری (رضی اللہ عنہما) نے کہا: ہم میں سے ایک شخص نے اپنے غلام کو اپنے مرنے کے بعد آزاد کرنے کے

لئے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس غلام کو بلایا اور اسے فروخت کر دیا۔

جابر نے کہا: وہ پہلے سال میں مر گیا۔ امام دارمی سے کہا گیا: آپ غلام مدبر کی بیع کے قائل ہیں؟ انہوں نے کہا: علماء یہی کہتے ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢١٤١) مسلم (٩٩٧/ ٥٩) ابو داود (٣٩٥٧) نسائی (٥٤٥ ٢) ابویعلی (١٨٢٥) ابن حبان (٣٣٤٢) الحمیدی (١٢٥٦)۔

توضیح: ......((عن دبر)) کا مطلب یہ ہے اس غلام کی آزادی اپنی موت پر موقوف رکھی اور کہا: جس دن میں مروں تم آزاد ہو۔ لہٰذا غلام مدبر وہ ہے جس کو مالک کہہ دے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔ شافعی اور اہل حدیث کے یہاں اس کی بیع جائز ہے جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے وہ شخص مر گیا تھا اس کی کچھ جائیداد نہ تھی صرف یہی غلام مدبر تھا اور وہ شخص قرضدار تھا آپ ﷺ نے وہی مدبر غلام آٹھ سو درہم میں بیچ کر اس کا قرض ادا کر دیا۔ اکثر روایات میں ہے کہ اس شخص کی زندگی ہی میں رسول اللہ ﷺ نے ان کا قرض ادا کرنے کے لئے ان کے اس مدبر غلام کو نیلام فرمایا اور ان کے قرض خواہوں کو فارغ کر دیا تھا اور یہ شخص ابن الزبیر کے دور امارت کے آغاز میں فوت ہوا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ قرض کا معاملہ کتنا خطرناک ہے کہ اس کے لئے غلام مدبر کو بھی نیلام کیا جا سکتا ہے حالانکہ وہ غلام اپنے مالک کے مرنے کے بعد آزاد ہو جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور دیگر علماء کے نزدیک مدبر کی بیع جائز نہیں۔

[38]..... بَاب فِي بَيْعِ أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ

ام ولد لونڈیوں کی بیع کا بیان

2610- أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ :((قَالَ إِذَا وَلَدَتْ أَمَةُ الرَّجُلِ مِنْهُ فَهِيَ مُعْتَقَةٌ عَنْ دُبُرٍ مِنْهُ أَوْ بَعْدَهُ)).

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کسی آدمی کی لونڈی اپنے مالک کا بچہ جنے تو وہ اس مالک کے مرنے کے بعد آزاد ہے۔

توضیح: ......ام ولد اس لونڈی کو کہتے ہیں جس کی مالک سے اولاد ہو ایسی لونڈی مالک کے مرنے کے بعد آزاد ہو جائے گی۔ ایک حدیث میں ہے اس کا بیچنا اور ہبہ کرنا جائز نہیں اپنی زندگی میں مالک اس سے استمتاع کرے گا اور اس کے مرنے کے بعد وہ آزاد ہو گی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسین بن عبداللہ کی وجہ سے ضعیف ہے دیکھئے: ابن ماجه (٢٥١٥) ابن ابی شیبه (١٦٣٠) عبدالرزاق (١٣٢١٩) دارقطنی (٣/ ١٣٠-١٣١) الحاکم (٢/ ١٩)، البیهقی (١٠/ ٣٤٦) وانظر تلخیص الحبیر (٤/ ٢١٧) بمجموع الطرق ینهض للاستدلال)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ لونڈی جس نے اپنے مالک کے بچے کو جنم دیا ہو اس کے مرنے کے بعد آزاد ہے لہٰذا اس کی بیع اور ہبہ جائز نہیں جیسا کہ توضیح میں گذر چکا ہے اور اکثر علماء کا یہی فتوی ہے کہ ام ولد کی خرید وفروخت حرام ہے خواہ بچہ زندہ ہو یا نہ ہو مگر امام داؤد ظاہری کے نزدیک ام ولد کی بیع جائز ہے کیونکہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ام ولد لونڈیوں کو بیچا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی قباحت نہیں سمجھتے تھے لیکن اس روایت میں احتمال ہے کہ ایسا اس وقت تک کیا گیا ہو جب تک کہ بیع ام الولد سے منع نہ کیا گیا ہو۔ واللہ اعلم

[39]..... بَاب فِي صَاعِ الْمَدِينَةِ وَمُدِّهَا

مدینہ کے صاع اور مد (پیمانوں) کا بیان

2611- أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَنَفِيُّ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ :((قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ يَعْنِي الْمَدِينَةَ)).

(ترجمہ) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! ان کے پیمانوں میں برکت دے، ان کے صاع اور مد میں برکت دے، آپ کی مراد اہل مدینہ تھے۔

(**تخریج**) یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢١٣٠) مسلم (١٣٦٨) ابن حبان (٣٧٤٦) مشکل الآثار (٩٧/٢) التمهيد لابن عبدالبر (٢٧٨/١)۔

تشریح: ......صاع اور مد اناج غلے کو ماپنے کے پیمانے ہیں جو آج بھی سعودی عرب میں معروف ومشہور ہیں۔ اس دعا کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالی اہل مدینہ کی تجارت میں برکت دے اور خوشحالی نصیب فرما اور بھی متعدد دعائیں مدینہ اور اہل مدینہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیں جو قبول ہوئیں اور آج مدینہ منورہ، مکہ مکرمۃ ہی کی طرح منبع اسلام اور خیر وبرکت کا نمونہ بنا ہوا ہے اور اللہ تعالی حرمین شریفین کو ہمیشہ قائم دائم رکھے اور اپنی برکتوں رحمتوں کا یہاں نزول فرماتا رہے اور ہمیشہ یہاں امن وامان رہے، سب کو مامون ومحفوظ رکھے آمین۔

[40]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ

طعام کی بیع کمی اور زیادتی کے ساتھ منع ہے

2612- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَنْبَأَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ بِلَالٍ قَالَ كَانَ عِنْدِي مُدُّ تَمْرٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَوَجَدْتُ أَطْيَبَ مِنْهُ صَاعًا بِصَاعَيْنِ فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ لَكَ هَذَا يَا بِلَالُ قُلْتُ اشْتَرَيْتُ صَاعًا بِصَاعَيْنِ قَالَ: ((رُدَّهُ وَرُدَّ عَلَيْنَا تَمْرَنَا)).

(ترجمہ) بلال (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مد کھجوریں تھیں مجھ اس سے اچھی کھجور ایک صاع دو صاع

کے بدلے میں ملیں اور میں نے وہ خرید لیں اور انہیں لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا: یہ کھجور تمہارے پاس کہاں سے آ گئیں؟ میں نے عرض کیا کہ دو صاع دیکر ایک صاع میں نے خرید لی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو واپس کردو اور ہماری کھجور ہمیں لوٹا دو۔

(**تخریج**) اگر مسروق نے بلال سے سنا ہے تو یہ سند صحیح ہے۔ تخریج کے لئے دیکھئے: شرح معانی الآثار (٦٨/٤) طبرانی (٣٥٩/١) (١٠٩٧) التمهيد لابن عبدالبر (١٣٤/٥)، وله شاهد في مجمع الزوائد (٦٦٣٨)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنس اگر ایک ہو تو اس کی بیع وشراء میں کمی یا زیادتی جائز نہیں کیونکہ یہ عین ربا (سود) ہے اسی لئے جب بلال رضی اللہ عنہ نے اپنی دو صاع کھجور دے کر ایک صاع کھجور خریدی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے واپس کرا دیا اس کی مزید وضاحت آگے آ رہی ہے۔

2613- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ هُوَ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ أَخَابَنِيْ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيَّ فَاسْتَعْمَلَهُ عَلَى خَيْبَرَ فَقَدِمَ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ قَالَ ابْنُ مَسْلَمَةَ يَعْنِي جَيِّدًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا؟)) قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَشْتَرِي الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَفْعَلُوا وَلَكِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ أَوْ بِيعُوْا هٰذَا وَاشْتَرُوْا بِثَمَنِهِ مِنْ هٰذَا وَكَذٰلِكَ الْمِيزَانُ)).

(ترجمہ) ابوسعید خدری اور ابوہریرہ (رضی اللہ عنہما) نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے بنوعدی کے بھائی کو خیبر کے لئے عامل (آفیسر یا تحصیل دار) بنا کر بھیجا تو وہ وہاں سے جنیب (نامی اچھی کھجور) لے کر آئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہی (عمدہ) ہوتی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول سب ایسی نہیں ہوتی تھیں ہم جمع (نامی ردی کھجور) کے دو صاع دے کر اس (جنیب) کا ایک صاع خریدتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کیا کرو بلکہ اسی کے مثل برابر (تول وناپ میں) خرید وفروخت کرو یا پھر اس کو بیچ دو اور اس کی قیمت سے جنیب (اچھی کھجور) خرید لو اور تولنے والی اشیاء میں بھی اسی طرح سے کرو۔

توضیح: ......یعنی یا تو اپنی جمع کھجور برابر برابر بیچ دو یا اس کے مقابل دوسری جنس کی تول کر بیچی جانے والی چیز لے لو پھر اس سے اچھی قسم کی کھجور خرید و اس طرح سود اور بیاج کا شبہ نہ رہے گا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٢٠١، ٧٣٥٠) مسلم (١٥٩٣) نسائی (٤٥٦٨) ابن حبان (٥٠٢١) مشكل الآثار (١٢٢/٢)۔

تشریح: ......[illegible] ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: خیبر پر جس کو عامل مقرر کیا تھا اس کا نام سواد بن غزیہ تھا۔ اس حدیث سے

معلوم ہوا کہ کوئی جنس خواہ گھٹیا ہی کیوں نہ ہو وزن میں اسے بڑھیا کے برابر ہی وزن کرنا ہوگا یا پھر وہ گھٹیا چیز الگ بیچ کر اس کے پیسوں سے بڑھیا جنس خرید لی جائے اور ایک ہی جنس کو (تفاضل) کمی اور زیادتی کے ساتھ بیچنے میں سود اور بیاج کی صورت ہے جو قطعاً حرام ہے۔ واللہ اعلم

[41]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ الصَّرْفِ

بیع صرف کی ممانعت کا بیان

2614۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ :((يَقُولُ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ هَاءَ وَهَاءَ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ هَاءَ وَهَاءَ وَلَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا)).

(ترجمہ) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: سونے کے بدلے سونا (بیچو تو) نقدا ہو (ادھار نہ ہو اسی طرح) چاندی کے بدلے چاندی (کی بیع) نقدا ہو اور کھجور کے بدلے کھجور نقدا ہو اور گندم کے بدلے گندم نقدا ہو جو کے بدلے جو بھی نقدا ہو اور ان (تمام اجناس) کے درمیان کمی بیشی نہ ہو۔

توضیح: ......ھاء وھاء کا مطلب ہے: بائع اور مشتری سامان اور قیمت کا تبادلہ اسی وقت کر لیں یعنی یہ سودا دست بدستی اس ہاتھ سے لیں اس ہاتھ سے دیں خریدار روپے دے اور تاجر مال ادا کر دے اور کسی ایک جنس میں کمی یا بیشی نہ ہو۔

(**تخریج**) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢١٣٤) مسلم (١٥٨٦) ابوداؤد (٣٣٤٨) ترمذی (١٢٤٣) نسائی (٤٥٧٢) ابن ماجه (٢٢٥٣) ابویعلی (١٤٩) ابن حبان (٥٠١٣) الحمیدی (١٢)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک جنس کی کوئی بھی چیز خرید وفروخت میں ایک مجلس میں نقداً نقداً گر ادا کی جائے اور اس میں کمی بیشی بھی نہ ہو تو یہ بیع صرف ہے سونے و چاندی کو سونے چاندی کے عوض خرید وفروخت کرنا جائز ہے بشرطیکہ ادھار نہ بیچی جائے اور کمی بیشی بھی نہ ہو سونا اگر سونے کے بدلے خریدنا ہو تو ایک مجلس میں ایک ہی وزن کے ساتھ تبادلہ کر سکتے ہیں اگر بائع سونا دے اور مشتری ادھار لے کر بعد میں قیمت ادا کرے یا بائع دس گرام سونا دے اور مشتری ۱۱ گرام ادا کرے تو یہ تفاضل ہے اور یہ ہی سود ہے جو حرام ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں پانچ اجناس ذکر کی گئی ہیں دیگر احادیث میں نمک کا بھی ذکر ہے نیز یہ کہ دیگر روایات میں ہے کہ جس نے ان اجناس میں زیادہ دیا یا زیادہ لیا اس نے سود دیا، یا لیا اور لینے و دینے والا دونوں برابر ہوں۔

یہ کل چھ اجناس ہیں جن کے بارے میں کہا گیا کہ ان میں کمی و زیادتی ربا اور حرام ہے اور تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے، سب علمائے کرام کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ ان چھ چیزوں (سونا، چاندی، کھجور، گندم جو، اور نمک) کے علاوہ اجناس میں اگر ایک چیز کی بیع و شراء ہو تو ادھار اور تفاضل جائز ہے یا نہیں جیسے جوار، باجرہ، چاول، چنا وغیرہ۔

جمہور علماء اس بات کے قائل ہیں کہ سود کی علت جہاں پائی جائے گی وہ بھی سود ہی ہوگا اور اہل ظاہر و امام شوکانی وغیرہ نے سود کو انہی چھ اجناس میں محصور مانا ہے باقی دیگر اشیاء میں نہیں۔ واللہ اعلم

2615۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَنْبَأَ نَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ قَالَ قَامَ نَاسٌ فِي إِمَارَةِ مُعَاوِيَةَ يَبِيعُونَ آنِيَةَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ إِلَى الْعَطَاءِ فَقَامَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ وَالشَّعِيرِ بِالشَّعِيرِ وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ فَمَنْ زَادَ أَوْ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى .

(ترجمہ) ابواشعث صنعانی نے کہا: معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے دور حکومت میں لوگ سونے اور چاندی کے برتن تنخواہ ملنے کے وقت تک فروخت کرنے لگے (یعنی سونے یا چاندی کے برتن دراہم اور دنانیر سے ادھار کے طور پر خرید وفروخت کرنے لگے) تو عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور کہا رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا: سونے کو سونے کے بدلے بیچنے سے، چاندی کو چاندی کے بدلے، گندم کو گندم کے عوض، کھجور کو کھجور کے بدلے، جو کو جو کے بدلے، نمک کو نمک کے بدلے بیچنے سے مگر برابر برابر اور نقداً نقداً پس جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا تو ربیٰ (سود) ہوگیا۔

توضیح: ......الی العطاء سے مقصود یہ ہے کہ جب صدقات میں سے حصہ ملے گا تو اس کی قیمت لے لیں گے یعنی ادھار بیچنے کا حکم کیا جیسے کہ مسلم شریف کی روایت میں بھی تصریح ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٥٨٧) مثله ابوداود (٣٣٥٠) ترمذی (١٢٤٠) ابن ماجه (٢٢٥٤) ابن حبان (٥٠١٥) مسند الحمیدی (٣٩٤)۔

تشریح: ......اس حدیث میں بھی وضاحت ہے کہ مذکورہ چھ اجناس میں سے کوئی بھی ایک جنس خرید وفروخت میں ادھار یا کم وبیش نہ دی جائے نہ لی جائے ورنہ یہ ربا ہو جائے گا اسی لئے جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے سونے کے برتن دینار (جو سونے کا ہوتا تھا) کے عوض اور چاندی کے برتن درہم کے بدلے جو چاندی کا ہوتا تھا ادھار بیچنے کا حکم دیا کہ اس کی قیمت تنخواہ ملنے پر ادا کر دی جائے تو عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اس کا سخت نوٹس لیا اور بتایا کہ یہ حرام اور سود ہے بلکہ مسلم شریف میں تفصیل ہے کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے تو ایسا رسول اللہ ﷺ سے سنا نہیں تو اور سخت الفاظ میں عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا قسم اللہ کی میں یہ ضرور بیان کروں گا چاہے معاویہ پسند کریں یا نہ کریں، چاہے میرے ساتھ کیسا ہی برتاؤ کریں اور عبادہ کا کہنا ہی درست تھا ان کے نہ سننے سے یہ ضروری نہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہی نہ ہو۔

[42]..... بَابُ لَا رِبَا إِلَّا فِي النَّسِيئَةِ

سود صرف ادھار دینے میں ہے

2616۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ

زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا الرِّبَا فِي الدَّيْنِ . قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَعْنَاهُ دِرْهَمٌ بِدِرْهَمَيْنِ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے کہا: مجھے اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہما) نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود صرف قرض کی صورت میں ہے۔ امام دارمی نے کہا: یعنی (ایک) درہم کے بدلے دو درہم ادا کرے۔ (تو سود ہے)۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۱۷۸، ۲۱۷۹) مسلم (۱۵۹۶) نسائی (٤٥٩٤) ابن ماجه (۲۲۵۷) ابن حبان (۵۰۲۳) الحمیدی (۵۵۵)۔

توضیح: ......اس کی صورت یہ ہے کہ ایک درہم کسی کو ادھار دے اور کہے کہ ایک ماہ بعد دو درہم ادا کرنے ہوں گے۔ سو یہ عین سود ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما صرف اسی کو ربا (سود) سمجھتے تھے کہ ایک جنس ادھار فروخت کی جائے تب ہی ربا ہوگی، اگر تفاصل کے ساتھ ایک درہم دو درہم کے بدلے نقد بیچے تو جائز و درست ہے اس پر ابوسعید رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اعتراض کیا تو انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور تمام صحابہ کا اجماع اس پر ہو گیا کہ ادھار اور تفاضل ایک جنس میں سود و بیاج کا سبب ہے۔ بعض علماء نے کہا: ((لا ربا الا فی النسئية)) منسوخ ہے اور بعض نے کہا: ابن عباس نے اس قول سے رجوع کر لیا تھا۔

[43]..... بَاب الرُّخْصَةِ فِي اقْتِضَاءِ الْوَرِقِ مِنَ الذَّهَبِ

سونے کے بدلے چاندی لینے کی اجازت کا بیان

2617۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ أَبِيعُ الْإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ وَأَبِيعُ بِالدَّرَاهِمِ وَآخُذُ الدَّنَانِيرَ وَرُبَّمَا قَالَ أَقْبِضُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رُوَيْدَكَ أَسْأَلُكَ إِنِّي أَبِيعُ الْإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ وَأَبِيعُ بِالدَّرَاهِمِ وَآخُذُ الدَّنَانِيرَ قَالَ:((لَا بَأْسَ أَنْ تَأْخُذَ بِسِعْرِ يَوْمِكَ مَا لَمْ تَفْتَرِقَا وَبَيْنَكُمَا شَيْءٌ)).

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: میں بقیع کے پاس اونٹ بیچا کرتا تھا دنانیر کے حساب سے بیچتا اور پھر دراہم لے لیتا اور دراہم کے حساب سے بیچتا تو دنانیر لے لیتا (بعض روایات میں اخذ کی جگہ اقبض ہے معنی دونوں کا ایک ہی ہے) پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ذرا ٹھہریئے مجھے آپ سے سوال پوچھنا ہے۔ میں دنانیر کے عوض بقیع کے پاس اونٹ بیچتا ہوں اور درہم لے لیتا ہوں اور کبھی دراہم کے حساب سے اونٹ بیچتا ہوں اور دنانیر لے لیتا ہوں، آپ نے فرمایا: کوئی قباحت نہیں اگر تم اسی دن کے نرخ (قیمت) سے لے لو جب تک کہ جدا نہ ہو ایک دوسرے پر باقی چھوڑ کر (یعنی حساب بے باق کر کے جدا ہو)

توضیح: ......واضح رہے کہ دینار سونے کا اور درہم چاندی کا ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں سونے کے بدلے چاندی لینا یا چاندی کے بدلے سونا لینا جائز قرار دیا گیا ہے جبکہ ایک ہی مجلس میں اسی دن کی قیمت کے حساب سے لیا جائے۔

تخریج اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابو داود (۳۳۵٤) ترمذی (۱۲٤۲) نسائی (٤٥٩٦) ابن ماجه

(٢٢٦٢) ابن حبان (٤٩٢٠) الموارد (١١٢٨) ۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے کی قیمت کے برابر دراہم لینا یا دراہم کی قیمت کے برابر دنانیر لینے میں کوئی حرج نہیں جبکہ جدا ہونے سے پہلے ادائیگی ہو جائے ۔خلاصہ یہ کہ سونے چاندی کا ایک دوسرے کی جگہ وصول کرنا اس صورت میں جائز ہے کہ دست بدست ہو اور پوری ادائیگی موقع پر ہو ادھار نہ ہو۔

[44]..... بَاب فِي الرَّهْنِ
گروی رکھنے کا بیان

2618۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَإِنَّ دِرْعَهُ لَمَرْهُونَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ بِثَلَاثِيْنَ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جب وفات پائی (اس وقت) آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس ۳۰ صاع جو کے بدلے گروی رکھی ہوئی تھی۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (١٢١٤) نسائی (٤٦٦٥) ابن ماجه (٣٢٣٩)، احمد (١/٢٣٦) ابویعلی (٢٦٩٥) ۔

تشریح: ......رہن کہتے ہیں گروی رکھنے کو یعنی کوئی چیز کسی کے پاس رکھ کر اس سے قرض لینا اور قرض ادا کرنے کے بعد اپنی چیز واپس لے لینا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو خریدی اور اس کے عوض اپنی زرہ رہن رکھدی جیسا کہ بخاری (۲۲۰۰) اور مسلم (۱۶۰۳) میں ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گروی رکھنا جائز ہے اور ادھار غلہ لینا بھی جائز ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس قسم کے دنیاوی معاملات غیر مسلموں سے بھی کئے جاسکتے ہیں۔ آپ نے ایک یہودی سے غلہ ادھار لیا اور آپ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ ان کے یہاں ہر قسم کا کاروبار ہوتا ہے۔

[45]..... بَاب فِي السَّلَفِ
بیع سلف کا بیان

2619۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِي الثِّمَارِ فِي سَنَتَيْنِ وَثَلَاثٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَسْلِفُوْا فِي الثِّمَارِ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ. وَقَدْ كَانَ سُفْيَانُ يَذْكُرُهُ زَمَانًا إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ ثُمَّ شَكَّكَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَثِيرٍ))

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے اس وقت اہل مدینہ پھلوں میں دو اور تین سال کی قیمت پیشگی ادا کرتے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھلوں کی پیشگی قیمت دیتے وقت ماپ تول اور وزن معلوم ومتعین

کرلو۔

سفیان (رحمہ اللہ) ایک زمانے تک الی اجل معلوم (یعنی مدت بھی متعین ہو) زمانے کی بھی قید کا ذکر کیا کرتے تھے پھر عبداللہ بن کثیر نے ان کو شک میں ڈال دیا۔

توضیح: ......بیع سلف اور سلم کا مادہ اور معنی ایک ہی ہے۔ سلف اس بیع کو کہتے ہیں کہ ایک شخص دوسرے شخص کو نقد روپیہ دے اور کہے کہ اتنی مدت کے بعد مجھ کو تم ان روپیوں کے عوض میں اتنا غلہ یا چاول فلاں قسم والے دینا، عام بول چال میں اسے بدھنی بولتے ہیں اور یہ بیع بالا جماع جائز ہے بعض لوگوں نے کہا لفظ سلف اہل عراق کی لغت ہے اور سلم اہل حجاز کی معنی دونوں کے ایک ہی ہیں اور کیل وزن سے ماپ اور تول مراد ہیں۔

تخریج اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۲۴۰) مسلم (۱۶۰٤) ابوداود (۳٤٦۳) ترمذی (۱۳۱۱) نسائی (٤٦۳۰) ابن ماجه (۲۲۸۰) ابویعلی (۲٤۰۷) ابن حبان (٤۹۲۵) الحمیدی (۵۲۰)۔

تشریح: ......اس حدیث میں سلف کی صورت یہ سامنے آئی جیسے کوئی کہے سو روپے کا اتنے وزن کا غلہ آج سے ٹھیک ایک یا دو سال بعد تم سے وصول کروں گا یہ طے کر کے خریدار نے سو روپیہ اسی وقت ادا کر دیا یہ بیع سلم یا سلف ہے۔ اب مدت پوری ہونے پر وزن مقرر کا غلہ اسے خریدار کو ادا کرنا ہوگا یہ جائز ہے (راز رحمہ اللہ)۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: اس امر پر اجماع ہے کہ بیع سلم میں جو چیزیں ماپ یا وزن کے قابل ہیں ان کا وزن مقرر ہونا ضروری ہے اور جو چیزیں محض عدد سے تعلق رکھتی ہیں ان کی تعداد کا مقرر ہونا ضروری ہے حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ مدینہ میں اس قسم کے لین دین کا عام رواج تھا اور فی الحقیقت کاشتکاروں اور صناعوں کو پیشگی سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے جو اگر نہ ہو تو وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

[46]..... بَاب فِي حُسْنِ الْقَضَاءِ
قرض اچھی طرح سے ادا کرنے کا بیان

2620۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَزَنَ لَهُ دَرَاهِمَ فَأَرْجَحَهَا .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو قرض ادا کیا اور زیادہ دیا۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح اور یہ حدیث طویل کا ایک جزء ہے جو متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٤٤۳، ۲۰۹۷) مسلم (۷۱۵) ابوداود (۳۳٤۷) نسائی (٤٦۰۵) ابویعلی (۱۷۹۳) ابن حبان (٤۹۱۱) الحمیدی (۱۳۲۲) نیز ایک مفصل حدیث اس بارے میں (۲٦۰۱) نمبر پر گذر چکی ہے۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرض دار اپنی خوشی سے بغیر شرط کے زیادہ دے تو لے لینے میں کوئی

قباحت نہیں اور قرض اچھی طرح ادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اچھا مال ادا کرے یا کچھ زائد بھی دیدے اور قرض خواہ کا شکر بھی ادا کرے۔

[47]..... بَاب الرُّجْحَانِ فِي الْوَزْنِ
جھکا کر زیادہ تولنے کا بیان

2621۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَمَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنَ الْبَحْرَيْنِ إِلَى مَكَّةَ فَأَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْشِي فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيلَ أَوْ اشْتَرَى مِنَّا سَرَاوِيلَ وَثَمَّ وَزَّانٌ يَزِنُ بِالْأَجْرِ فَقَالَ لِلْوَزَّانِ:((زِنْ وَأَرْجِحْ)) . فَلَمَّا ذَهَبَ يَمْشِي قَالُوا هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ .

(ترجمہ) سوید بن قیس سے مروی ہے کہ میں اور مخرمہ عبدی بحرین سے مکہ کی طرف کپڑا لائے۔ رسول اللہ ﷺ پیدل چلتے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے پائجاموں کا بھاؤ کیا یا ہم سے پائجامے خریدے وہیں ایک تولنے والا تھا جو اجرت لے کر تولتا تھا آپ نے اس سے کہا: تولو اور جھکا کر تولو (یعنی کم نہ تولو) جب آپ واپس چلے گئے تو لوگوں نے کہا: یہ اللہ کے رسول ﷺ تھے۔

(تخریج) اس روایت کی سند قوی ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٣٣٣٦) ترمذی (١٣٠٥) نسائی (٤٦٠٦) ابن ماجه (٢٢٢٠) ابن حبان (٥١٤٧) الموارد (١٤٤٤) ۔

تشریح: ......اس حدیث سے پیغمبر اسلام محمد ﷺ کی تواضع آپ کا بازار میں جانا، پیدل چلنا، خرید وفروخت کرنا اور اچھی باتیں بتانا ثابت ہوا نیز یہ کہ پائجامہ کپڑے خریدنا بھی ثابت ہوا اور یہ کہ تولنے میں کمی نہیں کرنی چاہیے بلکہ زیادہ دینا باعث برکت ہے کم تولنا باعث عذاب ہے۔﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ﴾ (المطففين : ٣٠/١،٢)

ترجمہ: بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی جو لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم کر دیتے ہیں۔ یعنی لینے اور دینے کے ان کے پاس الگ الگ پیمانے ہیں اور ناپ تول میں ڈنڈی مارتے ہیں یہ بڑی بری اخلاقی بیماری ہے جس کا نتیجہ دنیا و آخرت میں تباہی ہے ایک حدیث ہے جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اس پر قحط سالی سخت محنت اور حکمرانوں کا ظلم مسلط کر دیا جاتا ہے۔

[48]..... بَاب فِي مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ
مال دار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے

2622۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللّٰهِ ﷺ :((مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرض ادا کرنے میں مال دار کی طرف سے ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور اگر تم میں سے کسی کا قرض کسی مال دار کے حوالے کیا جائے تو وہ اسے قبول کرلے۔

تخریج اس روایت کی سند قوی اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۲۸۷) مسلم (۱۵٦٤) ترمذی (۱۳۰۸) نسائی (٤۷۰۲) ابن ماجه (۲٤۰۳) ابویعلی (٦۲۸۳) ابن حبان (۵۰۵۳) الحمیدی (۱۰٦۲)۔

توضیح: ......مطلب یہ ہے کہ کسی مال دار نے کسی کا قرض اپنے ذمے لے لیا تو اس کو ادا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لینا ظلم ہوگا اس کو چاہیے کہ فوراً ادا کر دے نیز جس کا قرض اس کے حوالے کیا گیا ہے اسے بھی چاہیے کہ اس کو قبول کر کے اس مالدار سے اپنا قرض وصول کرلے اور اسے حوالہ کرنے سے انکار نہ کرے ورنہ اس میں وہ خود نقصان اٹھائے گا۔

[49]..... بَاب فِي إِنْظَارِ الْمُعْسِرِ

محتاج قرض دار کو مہلت دینے کا بیان

2623۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ أَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمَا فَنَادٰى يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ: ((ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ الشَّطْرَ)). قَالَ قَدْ فَعَلْتُ قَالَ:((قُمْ فَاقْضِهِ)).

(ترجمہ) عبداللہ بن کعب نے اپنے والد کعب بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ انہوں نے عبداللہ بن ابی حدرد سے مسجد نبوی میں اپنے قرض کا تقاضہ کیا دونوں کی آوازیں کچھ اونچی ہوگئیں یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ جو اپنے حجرے میں تھے انہوں نے بھی سن لیا آپ ان کے پاس باہر تشریف لائے اور آواز دی۔ اے کعب عرض کیا: حاضر ہوں یا رسول اللہ! اشارہ فرمایا کہ آدھا قرض معاف کردو۔ کعب نے عرض کیا: میں نے آدھا قرض معاف کر دیا۔ فرمایا ابن ابی حدرد اٹھو اور آدھا قرض ادا کردو۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٤۵۷) مسلم (۱۵۵۸/ ۲۱) ابوداود (۳۵۹۵) نسائی (۵٤۲۳) ابن ماجه (۲٤۲۹) احمد(٦/ ۳۹۰) طبرانی(۱۹/ ٦۷) (۱۲۷)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر قرض دار تنگی اور محتاجی میں ہے تو اس کے ساتھ نرمی برتی جائے اور جتنی رعایت دے سکتے ہوں دے دیں یہ رضائے الٰہی کا باعث ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

[50]..... بَاب فِيمَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا

جو آدمی محتاج کو مہلت دے اس کا بیان

2624۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ أَبِي الْيَسَرِ قَالَ

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ عَنْهُ أَظَلَّهُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ)).
قَالَ فَبَزَقَ فِي صَحِيفَتِهِ فَقَالَ اذْهَبْ فَهِيَ لَكَ لِغَرِيمِهِ وَذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ مُعْسِرًا.

(ترجمہ) ابوالیسر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: جوکوئی محتاج (قرض دار) کومہلت (ڈھیل) دے گا یا یہ کہا کہ جوکوئی محتاج سے قرض معاف کردے گا اس کو اللہ تعالی اس دن میں سایہ عطا کرے گا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

راوی نے کہا: ابوالیسر نے وہ عہد نامہ منگایا جس میں قرض کی بابت لکھا تھا اور اس کو مٹا دیا اور اپنے قرض دار سے کہا کہ جاؤ میں نے معاف کیا اور بتایا کہ وہ بھی کبھی محتاج وتنگ دست تھے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح اور حدیث بھی صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۲۰۰۶) ابن ماجه (۲٤۱۹) مختصراء، وابن حبان (٥٠٤٤) ابن ابی شیبه (۲۲۱۱) عبدبن حمید (۳۷۸) شرح السنه (۲۱٤۲) مجمع الزوائد (٦٧٥٣)

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غریب محتاج قرض دار سے رعایت برتنا یا قرض معاف کر دینے کی کتنی فضیلت ہے۔ ایسا شخص قیامت کے دن عرش کے سایہ تلے ہوگا۔ امام مسلم نے اس حدیث کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور کتاب الزہد میں قصہ ابوالیسر کے عنوان سے یہ حدیث مفصلا موجود ہے مختصراً یہ کہ ابوالیسر کا ایک شخص کے ذمے کچھ قرض تھا وہ اپنا حق لینے کے لئے آئے تو وہ شخص چھپ گیا آپ نے اسے بلایا اور صحیفہ منگا کر اپنے قرض کے دستاویز کو مٹا دیا اور پھر یہ حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا......الخ۔

2625- حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ جَعْفَرٍ الْخَطْمِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((مَنْ نَفَّسَ عَنْ غَرِيْمِهِ أَوْ مَحَا عَنْهُ كَانَ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

(ترجمہ) ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو اپنے قرض دار کو مہلت دے یا اس کا قرض مٹا کر معاف کر دے تو وہ قیامت کے دن عرش کے سایہ تلے ہوگا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسند احمد(٥/۳۰۰) وابن ابی شیبه (۲۲۱٦، ۳۰٥۹)۔

فائدہ: ......اس حدیث سے بھی قرض دار کے ساتھ نرمی برتنے اور قرض معاف کرنے کی فضیلت ثابت ہوئی۔

[51]..... فِي الْمُفْلِسِ إِذَا وُجِدَ الْمَتَاعُ عِنْدَهُ

کوئی آدمی اپنا سامان بعینہ مفلس شخص کے پاس پائے وہی اس کا حقدار ہے

2626- أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا يَحْيَى أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ

اللّٰهِ ﷺ :((مَنْ أَدْرَكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ إِنْسَانٍ قَدْ أَفْلَسَ أَوْ عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جو اپنا مال کسی شخص کے پاس پائے جب کہ وہ مفلس قرار دیا جا چکا ہو تو صاحب مال ہی اس کا دوسروں کے مقابلے میں زیادہ مستحق ہوگا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۴۰۲) مسلم (۱۵۵۹) ابوداود (۳۵۱۹) ترمذی (۱۲۶۲) نسائی (۴۶۹۰) ابن ماجه (۲۳۵۸) ابویعلی (۶۴۷۰) ابن حبان (۵۰۳۶) الحمیدی (۱۰۶۵)۔

تشریح: ...... جب کوئی آدمی کسی سے کوئی چیز خریدے یا قرض لے اور ادائیگی سے پہلے ہی اس کا دیوالیہ ہو جائے اور وہ محتاج ہو جائے اور وہ چیز بعینہ ہو بہو اس کے پاس موجود ہو تو اصل مالک ہی اس کا زیادہ حقدار ہوگا اور دوسرے قرض خواہوں کا اس میں کوئی حق نہ ہوگا اور اگر وہ چیز بدل گئی ہو مثلاً سونا خریدا تھا اس کا زیور بنا ڈالا تو اب سب قرض خواہوں کا حق اس میں برابر ہوگا۔ امام بخاری و امام شافعی کا یہی مسلک ہے لیکن احناف نے اس کے خلاف کہا ہے جو صحیح نہیں۔

[52]..... بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي الدَّيْنِ

قرض پر سخت سزا کا بیان

2627۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ مَا كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی جان جب تک اس پر قرض ہے معلق رہے گی۔
یعنی: جنت میں داخل نہ ہونے پائے گی یا یہ کہ اس کو آرام نہ ملے گا لٹکی رہے گی۔

(**تخریج**) عمر بن ابی سلمہ کی وجہ سے اس روایت کی سند حسن ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۱۰۷۸) ابن ماجه (۲۴۱۳) ابویعلی (۵۸۹۸) ابن حبان (۳۰۶۱) موارد الظمآن (۱۱۵۸)

2628۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ فَارَقَ الرُّوحُ الْجَسَدَ وَهُوَ بَرِيءٌ مِنْ ثَلَاثٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ مِنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُولِ وَالدَّيْنِ)).

(ترجمہ) ثوبان رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی روح بدن سے جدا ہوا اور وہ تین چیزوں سے پاک ہو تو جنت میں جائے گا، تکبر، چوری، اور قرض سے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۱۵۷۳) ابن ماجه (۲۴۱۲) نسائی فی الکبری (۸۷۶۴) احمد (۲۸۱/۵) الحاکم (۲۶/۲)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تکبر کرنے والا، خیانت یا چوری کرنے والا، اور قرض دار جنت میں نہ جائے گا اور اگر کسی بندے میں یہ تین چیزیں نہ ہوں تو وہ جنت میں ضرور جائے گا بشرطیکہ شرک میں مبتلا نہ ہوا ہو کیونکہ شرک ایسا گناہ ہے جو بلا توبہ کبھی معاف نہ ہوگا اور جس شخص کے اعمال میں کبائر کا ارتکاب ہو وہ جہنم میں اپنی سزا پانے کے بعد ضرور جنت میں جائے گا جیسا کہ حدیث میں ہے:((مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَوْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ))

[53]..... بَاب فِي الصَّلَاةِ عَلَى مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ

جس میت پر قرض ہو اس پر نماز پڑھنے کا بیان

2629۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ وَأَبُو الْوَلِيدِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أُتِيَ بِرَجُلٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ((صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ فَإِنَّ عَلَيْهِ دَيْنًا)). قَالَ أَبُو قَتَادَةَ هُوَ عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بِالْوَفَاءِ قَالَ بِالْوَفَاءِ قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ.

(ترجمہ) ابوقتادہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا تا کہ آپ اس پر نماز پڑھ دیں۔ آپ نے فرمایا: اپنے ساتھی پر تم نماز پڑھ لو کیونکہ اس پر قرض ہے۔ ابوقتادہ نے کہا: وہ قرض یا رسول اللہ میرے ذمے ہے (یعنی میں ادا کردوں گا۔ فرمایا: پورا ادا کرو گے۔ عرض کیا پورا ادا کروں گا۔ پھر آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (١٠٦٩) نسائی (١٩٥٩) ابن ماجه (٢٤٠٧) ابن حبان (٣٠٥٨) موارد الظمآن (١١٥٩)۔

تشریح: ......معلوم ہوا قرض بہت بری بلا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی وجہ سے نماز پڑھنے میں تامل کیا حالانکہ آپ اپنے صحابہ کے ساتھ بہت ہی رحم دل اور خیر خواہ تھے۔ بعض علماء نے کہا: آپ نے تنبیہ کے طور پر ایسا کیا تا کہ دوسرے لوگ قرض کی ادائیگی کا خوب خیال رکھیں اور یہ قرض ایسی بلا ہے کہ شہدا کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے لیکن قرض معاف نہ ہوگا کیونکہ یہ حقوق العباد میں سے ہے۔ علماء نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلا کہ امام کو جائز ہے بعض مردوں پر جن سے گناہ سرزد ہوا ہو نماز نہ پڑھے دوسرے لوگوں کو ڈرانے کے لئے لیکن دوسرے لوگ نماز پڑھ لیں جیسا کہ آپ نے حکم دیا تم لوگ اس پر نماز پڑھ لو۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ میت کی طرف سے ضمانت درست ہے۔ اور اس کی طرف سے قرض کی ادائیگی بڑا کار ثواب ہے۔

[54]..... بَاب فِي الرُّخْصَةِ فِي الصَّلَاةِ عَلَيْهِ

مقروض پر نماز ادا کرنے کی اجازت کا بیان

2630۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللّٰهِ ﷺ :((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ إِلَّا أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِهِ فَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَلْأُدْعَ لَهُ فَأَنَا مَوْلَاهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِعَصَبَتِهِ مَنْ كَانَ)) . قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ضَيَاعًا يَعْنِي عِيَالًا وَقَالَ فَلْأُدْعَ لَهُ يَعْنِي ادْعُونِي لَهُ أَقْضِ عَنْهُ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روئے زمین پر جو بھی مومن ہے میں اس کے سب سے زیادہ قریب ہوں (یعنی اس کا والی اور ذمے دار ہوں) پس جس شخص نے کوئی قرض یا اولاد چھوڑی میں اس کے لئے پکارا جاؤں میں اس کا ذمہ دار ہوں اور جو کوئی مال چھوڑ کر جائے تو وہ مال اس کے وارثین کا ہے جو باحیات ہوں۔

امام دارمی نے کہا: ضیاعا سے مراد بچے ہیں اور 'فلأدع لہ' سے مراد ہے کہ مجھے بلایا جائے تا کہ میں اس کا قرض ادا کروں۔

توضیح: ...... بخاری ومسلم اور ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ اوائل اسلام میں جب مال کم تھا کوئی قرض دار فوت ہو جاتا تو رسول اللہ ﷺ اس پر نماز نہ پڑھتے۔ صحابہ کرام سے فرماتے تم نماز پڑھ لو پھر جب اللہ تعالی نے فتوحات کا دروازہ کھولا اور مال ہاتھ آیا تو آپ نے حکم دیا کہ جو کوئی مسلمان قرض دار مرے میں اس کا قرضہ ادا کروں گا اور بے سہارا بچے چھوڑے ان کی پرورش کا ذمہ بھی لوں گا اور قربان جایئے ایسے نبی رحمت مجسم پیکر لطف وعنایت کے کہ جو مال چھوڑ جاوے وہ تو وارثوں کا ہے اور جو قرض چھوڑ جاوے اس کو آپ ﷺ ادا کریں (اللهم آت نبينا محمدا الوسيله والفضيله وابعثه مقامامحمودا)۔

تخریج اس حدیث کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٢٩٨) مسلم (١٦١٩) ترمذی (١٠٦٩) نسائی (١٩٥٩) ابن ماجه (٢٤١٥) ابویعلی (٥٩٤٨) ابن حبان (٣٠٦٣)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلامی ریاست اپنے شہریوں کی ضروریات فراہم کرنے کی ذمہ دار ہے حتی کہ اگر اس کا کوئی مسلمان شہری مقروض حالت میں فوت ہو گیا اور قرض کی ادائیگی کے لئے کوئی ترکہ نہ چھوڑ گیا ہو اور کوئی عزیز رشتے دار ادائیگی قرض کی ضمانت نہ دے تو اس صورت میں اس کا قرض اسلامی ریاست کے بیت المال سے ادا کیا جائے گا۔

اس حدیث سے نبی کریم ﷺ کی اپنی امت کے معذوروں، مجبوروں اور قرض داروں کے ساتھ محبت وشفقت کا پتہ چلتا ہے کہ آپ ان کے حق میں کتنے مہربان، ہمدرد اور غم خوار تھے۔ سربراہان مملکت کو اپنی رعایا کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے (مبارکپوری رحمہ اللہ)۔

[55]..... بَابٌ فِي الدَّائِنُ مُعَانٌ
قرض دار کا بیان کہ اس کی مدد کی جاتی ہے

2631۔ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي فُدَيْكٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ

سُفْيَانَ مَوْلَى الْأَسْلَمِيِّيْنَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الدَّائِنِ حَتّٰى يُقْضٰى دَيْنُهُ مَا لَمْ يَكُنْ فِيمَا يَكْرَهُ اللّٰهُ)) . قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ يَقُولُ لِخَازِنِهِ اذْهَبْ فَخُذْ لِي بِدَيْنٍ فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَبِيتَ لَيْلَةً إِلَّا وَاللّٰهُ مَعِي بَعْدَمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .

(ترجمہ) عبداللہ بن جعفر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قرض دار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ وہ اپنا قرض ادا کردے جب تک کہ یہ قرض ایسے کام کے لئے نہ ہو جس کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ راوی نے کہا: عبداللہ بن جعفر اپنے خزانچی سے کہتے تھے: جاؤ اور میرے لئے قرض لے آؤ کیونکہ مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ ایک رات بھی ایسی گذاروں کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ نہ ہو اس کے بعد کہ یہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن لیا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے۔ دیکھئے: ابن ماجه (٢٤٠٩) حلية الاولياء (٢٠٤/٣)، البخاري في الكبير (٤٧٦/٣) ويشهد له مافي مسند أبي يعلى (٧٠٨٣) وابن حبان (٥٠٤١) مواردالظمآن (١١٥٧)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص اچھے کام کے لئے قرض لے۔ جیسے مسکینوں، طالب علموں، مسافروں کی مدد اور کھلانے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی بھرپور عنایت ومہربانی اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جس شخص کا قرض ادا کرنے کا ارادہ ہو اللہ تعالیٰ اس کی ادائیگی میں آسانی پیدا فرماتا ہے گو اس میں قرض لینے کی ترغیب ہے اور جیسا کہ عبداللہ بن جعفر قرض لے لیا کرتے تھے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال رہے تاہم حتی المقدور قرض سے دور رہنا اور نہ لینا ہی بہتر ہے۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں قرض کے سلسلے میں وعید شدید پچھلے صفحات میں گذر چکی ہے۔

نیز یہ کہ اس حدیث میں اللہ کی معیت سے مراد ایسے ہی ہے جیسے فرمایا: ان اللہ مع الصابرین اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے یعنی اس کی عنایت اور توجہ اس نیک بندے کے ساتھ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات قرض دار یا صابرین یا دیگر نیک بندے کے ساتھ ہوتی ہے۔ یہ صوفیہ کا وہم ہے۔ اللہ تعالیٰ عرش بریں پر ہے اور وہیں سے سارے عالم اور ساری کائنات کا نظام چلا رہا ہے وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے، سنتا ہے، جانتا ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشورى: ١١/٢٥) والله أعلمُ وَعِلمُهُ أتم۔

[56]..... بَاب فِي الْعَارِيَّةُ مُؤَدَّاةٌ
مانگی ہوئی چیز ادا کرنے کا بیان

2632۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتّٰى تُؤَدِّيَهُ)) .

(ترجمہ) سمرہ بن جندب (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاتھ پر واجب ہے کہ جو لے اسے واپس کردے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے حسن کا لقاء بھی سمرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٣٥٦١) ترمذی

(١٢٦٦)ابن ماجه (٢٤٠٠) طبرانی (٢٠٨/٧)(٢٨٦٢) المنتقی (١٠٢٤) وغیرهم۔

تشریح: ...... یہ حدیث گرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن معنیً صحیح ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الأَمَانَاتِ إِلٰى أَهْلِهَا﴾ (النساء: ٥٨/٥) اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ امانات کو ان کے مالک کے سپرد کرو یعنی جب کسی سے امانت لو تو اسے ہو بہو ویسے ہی واپس کرو۔امانت میں خیانت کبیرہ گناہ ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔اس باب سے مراد غالباً مولف رحمہ اللہ کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہے۔((الْعَارِيَه رَادَّةٌ)) کہ عاریتاً لی ہوئی چیز پھیر دی جائے۔اس کو ابن ماجہ(٢٣٩٨) وغیرہ نے روایت کیا ہے لیکن اس میں ایک راوی متکلم فیہ ہے۔

[57]..... بَاب فِي أَدَاءِ الْأَمَانَةِ وَاجْتِنَابِ الْخِيَانَةِ

امانت ادا کرنے اور خیانت سے بچنے کا بیان

2633۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ عَنْ شَرِيكٍ وَقَيْسٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ)).

(ترجمہ)ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو تمہارے پاس امانت رکھے اس کی امانت ادا کر دو اور جو تمہارے ساتھ خیانت کرے اس سے تم خیانت نہ کرو۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے۔دیکھئے:ابوداود (٣٥٣٥) ترمذی (١٢٦٤) دارقطنی (٣٥/٣) مشکل الآثار للطحاوی(٣٣٨/٢) وغیرهم۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کی امانت ہے اسے واپس کرنا واجب ہے چاہے،اس کا مالک تمہارے ساتھ خیانت ہی کیوں نہ کرے، یہ حسن اخلاق،اوراعلیٰ کردار کی مثالی تعلیم اور ترغیب ہے جو عامل اپنے کفیل یا مالک کی دکان میں کام کرتا ہے اس کو کبھی خیانت نہیں کرنی چاہیے۔بعض علماء نے کہا ہے: اگر معاہدے کے مطابق مالک پوری تنخواہ نہ دے تو وہ دوکان سے صرف اپنے حق کا پیسہ لے سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں جیسا کہ ام معاویہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے جب کہا کہ ابوسفیان بخیل ہیں اتنا خرچ نہیں دیتے کہ بچوں کے لئے کافی ہو،آپ نے فرمایا: جتنا خرچ کافی ہو تم اپنے شوہر کے مال سے لے سکتی ہو۔واللہ اعلم

[58]..... بَاب مَنْ كَسَرَ شَيْئًا فَعَلَيْهِ مِثْلُهُ

اگر کسی سے کوئی چیز ٹوٹ جائے تو اسی کے مثل ادائیگی کرنے کا بیان

2634۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَهْدَى بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَيْهِ قَصْعَةً فِيهَا ثَرِيدٌ وَهُوَ فِي بَيْتِ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ فَضَرَبَتِ الْقَصْعَةَ فَانْكَسَرَتْ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْخُذُ الثَّرِيدَ فَيَرُدُّهُ فِي الصَّحْفَةِ وَهُوَ يَقُولُ كُلُوا غَارَتْ أُمُّكُمْ ثُمَّ انْتَظَرَ حَتَّى جَاءَتْ بِقَصْعَةٍ صَحِيحَةٍ فَأَخَذَهَا فَأَعْطَاهَا صَاحِبَةَ

الْقَصْعَةِ الْمَكْسُورَةِ . قَالَ عَبْدُ اللهِ نَقُولُ بِهَذَا .

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نبی کریم ﷺ کی کسی بیوی نے ایک پیالہ بھیجا جس میں ثرید تھا اور آپ دوسری کسی بیوی کے گھر میں تھے اس گھر والی نے پیالے پر ہاتھ مارا اور وہ پیالہ ٹوٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو جوڑا اور ثرید اس میں ڈالنے لگے۔ آپ فرماتے جا رہے تھے: کھاؤ تمہاری امی کو غیرت آ گئی پھر آپ نے انتظار کیا یہاں تک کہ صحیح سالم پیالہ آ گیا تو آپ نے اس پیالے کو اس بیوی کو دے دیا جس کا پیالہ ٹوٹ گیا تھا۔

امام دارمی نے کہا: ہمارا بھی یہی قول ہے (یعنی کسی کا کوئی پیالہ توڑ دے تو اس کو اس کی جگہ دوسرا صحیح سالم پیالہ واپس کرنا چاہیے)۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲٤٨١، ٥٢٢٥) ابوداود (٣٥٦٧) ترمذی (١٣٥٩) ابویعلی (٣٣٣٩، ٣٧٧٤)۔

تشریح: ...... ہوا یہ تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی اور آپ ﷺ ان کے حجرے میں قیام فرماتے وہ آپ کے لئے کھانا تیار کر رہی تھیں۔ کہ دوسری بیوی نے ثرید کا ایک پیالہ آپ کے لئے بھیجا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ ناگوار گذرا۔ اور طیش میں آ کر ایک ہاتھ رسید کر دیا، پیالہ گرا اور ٹوٹ گیا اور ثرید بھی گر گیا۔ یہ ایک فطری امر تھا اس لئے آپ نے مواخذہ نہیں فرمایا لیکن نبی کریم ﷺ کا حسن اخلاق دیکھئے کہ ناراضگی کا اظہار کیا نہ ڈانٹا نہ ڈپٹا بلکہ گرے ہوئے کھانے کو خود سمیٹا اور گھر والوں سے کہا کھاؤ تمہاری ماں کو غیرت آ گئی۔ اس میں رزق کی قدر ہے، حسن تصرف ہے اور ایک بیوی کے پاس دوسری بیوی کا ہدیہ آئے تو اسے قبول کرنے کی تعلیم ہے اور پھر اگر کسی کا نقصان ہو جائے تو اس کی تلافی کا حکم ہے۔ سبحان اللہ کتنی پاکیزہ سیرت اور تعلیم ہے ہمارے پیارے نبی محمد ﷺ کی۔

[59]..... بَاب فِي اللُّقَطَةِ
گری پڑی چیز کو اٹھانے کا بیان

2635۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ عَمْرٍو وَعَاصِمٍ ابْنَيْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبِيعَةَ الثَّقَفِيِّ أَنَّ سُفْيَانَ بْنَ عَبْدِ اللهِ وَجَدَ عَيْبَةً فَأَتَى بِهَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ عُرِفَتْ فَذَاكَ وَإِلَّا فَهِيَ لَكَ فَلَمْ تُعْرَفْ فَلَقِيَهُ بِهَا فِي الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِي الْمَوْسِمِ فَذَكَرَهَا لَهُ فَقَالَ عُمَرُ هِيَ لَكَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَنَا بِذَلِكَ قَالَ لَا حَاجَةَ لِي بِهَا فَقَبَضَهَا عُمَرُ فَجَعَلَهَا فِي بَيْتِ الْمَالِ .

(ترجمہ) سفیان بن عبداللہ ثقفی کے بیٹے عمرو اور عاصم سے مروی ہے کہ ان کے والد سفیان بن عبداللہ کو چمڑے کی ایک تھیلی ملی وہ اسے لے کر (امیر المومنین) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: ایک سال تک اس کا اعلان کرو اور پہچان لی

جائے تو ٹھیک ہے (یعنی اس کا مالک اسے پہچان لے تو اسے دے دو) نہ پہچانی جائے تو یہ تمہارے لئے ہے۔ اگلے سال اس کو لے کر پھر سفیان نے عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور اس کا تذکرہ کیا تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: وہ تمہاری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گری پڑی چیز کے بارے میں یہی حکم دیا ہے۔ سفیان نے کہا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے لے کر بیت المال میں داخل کرا دیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے۔ ابواسامہ کا نام حماد بن اسامہ ہے۔ دیکھئے: شرح معانی الآثار (٤/١٣٧)، نسائی فی الکبری (٥٨١٨) مشکل الآثار (٤٦٩٨) بیهقی (٦/١٨٧) عمر رضی اللہ عنہ نے جس حدیث کا حوالہ دیا اس کے لئے دیکھئے بخاری (٢٤٣٧) ۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گری پڑی چیز ایک سال تک رکھی جائے اور جہاں ملی ہے وہیں ایک سال تک اعلان کیا جائے۔ اس کا مالک آ جائے۔ تو اس کو دیدی جائے ایک سال کے بعد پانے والا تصرف کرسکتا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ روپے پیسے وغیرہ ہوں تو اس کو استعمال کرے اور جب بھی اس کا مالک آ جائے وہ قیمت اسے ادا کردے جیسا کہ بخاری شریف میں وضاحت ہے۔ دیکھئے: (۲۴۲۷)۔

[60]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ لُقَطَةِ الْحَاجِّ
حاجی کی گری پڑی چیز اٹھانے کی ممانعت کا بیان

2636۔ أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّهُ عَامَ فُتِحَتْ مَكَّةُ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :((فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَالْمُؤْمِنِينَ أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِي هَذِهِ حَرَامٌ لَا يُخْتَلَى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ)) .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہاتھیوں کو مکہ سے روک دیا تھا لیکن اپنے رسول اور مسلمانوں کے لئے اس کو فتح کرا دیا۔ دیکھو! یہ مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا تھا (یعنی مکہ میں لڑائی کرنا) اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہوگا۔ سنو اس وقت سے پھر مکہ (میں لڑائی) حرام ہے نہ یہاں کے کانٹے کاٹے جائیں، نہ درخت کاٹے جائیں، نہ یہاں کی کوئی گری پڑی چیز اٹھائی جائے سوائے اس شخص کے جو اس کا اعلان کرے یعنی جس کا ارادہ اس چیز کو اس کے مالک تک پہنچانے کا ہو صرف وہی گری پڑی چیز اٹھا سکتا ہے۔

(**تخریج**) یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٤٣٤،١١٢) مسلم (١٣٥٥) ابوداود (٢٠١٧) ترمذی (١٤٠٥) ابویعلی (٥٩٥٤) ابن حبان (٣٧١٥)۔

تشریح: ......اس حدیث میں ہاتھیوں سے مراد یمن کے حکمراں ابرہہ کا لشکر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے

سال ہاتھی لیکر کعبہ کو ڈھانے آئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ابابیل کے ذریعہ انہیں ہلاک کر دیا۔ پورا قصہ سورہ الفیل کی تفسیر میں دیکھئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکہ میں قتل وغارتگری منع ہے حتی کہ وہاں کا کانٹا اور خودرو پیڑ پودے بھی نہیں کاٹے جا سکتے ہیں۔ ہاں جو گھاس اور پیڑ پودے انسان کے لگائے ہوئے ہوں انہیں کاٹنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح وہاں حاجی (اور غیر حاجی) کسی کی بھی گری پڑی چیز اٹھانا بھی حرام ہے حتی کہ چپل وغیرہ بھی نہیں ہاں اٹھا کر پولیس یا مکتب خاص بالمفقودات کے حوالے کرنا درست ہے۔ بعض لوگ گری پڑی چیز کیا حجاج کرام کے سامان کی چوری کر لیتے ہیں یہ بہت بڑا گناہ ہے جس کی بڑی کڑی سزا ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ہدایت دے اور مسلمانوں کی جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت کی توفیق بخشے آمین۔

[61]..... بَاب فِي الضَّالَّةِ

گم شدہ چیز کا بیان

2637۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ عَنِ الْجَارُودِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ)).

(ترجمہ) جارود نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کی گمشدہ چیز (کو لینا) آگ کی جلن ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابو یعلی (١٥٣٩) ابن حبان (٤٨٨٧) موارد الظمآن (١١٧٠) طبرانی (٢/٢٦٥) (٢١٠٩، ٢١١٦) بیھقی (٦/١٩١) ابن قانع فی معجم الصحابہ (١٦٤) عبدالرزاق (١٨٦٠٣)۔

توضیح: ......یعنی کوئی اگر کسی مسلمان کی گم شدہ چیز بھی لے لے تو وہ جہنم کی آگ لینے کے مرادف ہے۔ واللہ اعلم۔

2638۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْجَذْمِيِّ عَنِ الْجَارُودِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ لَا تَقْرَبَنَّهَا)). قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ اللُّقَطَةُ نَجِدُهَا قَالَ أَنْشِدْهَا وَلَا تَكْتُمْ وَلَا تُغَيِّبْ فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَادْفَعْهَا إِلَيْهِ وَإِلَّا فَمَالُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ.

(ترجمہ) جارود نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلم کی گم شدہ چیز آگ کی جلن ہے، مسلمان کی گم شدہ چیز آگ کی جلن ہے، مسلمان کی گم شدہ چیز آگ کی جلن ہے۔ تم اس کے قریب نہ جانا۔ جارود نے کہا: ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں گری پڑی چیز ملے تو؟ فرمایا: اس کا اعلان کرو چھپاؤ نہیں نہ اسے غائب کرو اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کے حوالے کر دو ورنہ پھر یہ اللہ کا مال ہے جس کو وہ چاہتا ہے دیدیتا ہے (یعنی کوئی لینے نہ آئے تو تم لے سکتے ہو اللہ نے تمہیں دیا ہے)

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ تخریج اوپر گذر چکی ہے۔ مزید دیکھئے: طبرانی (٢١١٩-٢١٢٢) مجمع الزوائد (٦٩٢٨-٦٩٢٩)۔

فائدہ:......اس حدیث میں بھی مسلمان کی گم شدہ کوئی بھی چیز لینے کی ممانعت ثابت ہوئی اور گری پڑی چیز کو بھی اس کے مالک تک پہنچانے کے لئے اٹھا سکتے ہیں۔

[62]..... بَاب فِيمَنْ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ

جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا مال مار لینے کا بیان

2639- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكُوفِيُّ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ السَّلَمِيِّ عَنْ أَخِيهِ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) . فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: ((وَإِنْ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ)) .

(ترجمہ) ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص (جھوٹی) قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق لے لے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے دوزخ واجب کر دی اور جنت اس پر حرام کر دی، اس صحابی نے عرض کیا چاہے تھوڑی سی چیز ہو تب بھی؟ فرمایا: چاہے پیلو کے درخت کی ایک ٹہنی ہی ہو۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٣٧) نسائی (٥٤٣٤) ابن ماجه (٢٣٢٤) ابویعلی (٥١١٤) ابن حبان (٥٠٨٧) الحمیدی (٩٥)۔

تشریح: ......جھوٹی قسم کھانا بذات خود سخت گناہ ہے۔ پھر جھوٹی قسم کھا کر کسی کا مال غصب کرنا یہ اور بھی بڑا گناہ ہے اور مسلمان وغیر مسلمان کی اس میں کوئی قید نہیں گرچہ اس حدیث میں جہنم کے واجب ہونے اور جنت کے حرام ہونے کو مسلمان کے مال کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے لیکن یہ حکم عام ہے کسی کا بھی مال ہڑپ کرنا بلا حق وجواز کے حرام ہے اور اپنے مسلمان بھائی کا مال ہڑپ کرنا اور زیادہ بڑا گناہ ہے اور اس مال کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی بلکہ تھوڑی سی بھی وہ چیز ہو تب بھی لینا، قبضہ کرنا حرام ہے۔ واللہ اعلم

2640- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَخَاهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ الْحَارِثِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

ابوامامہ حارثی سے اس سند سے بھی مثل سابق حدیث مروی ہے۔

ترجمہ اور تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

[63]..... بَاب فِي الْيَمِينِ الْكَاذِبَةِ

جھوٹی قسم کھانے کی سزا کا بیان

2641- أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ وَحَجَّاجٌ قَالَا ثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ

يُحَدِّثُ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ)). فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ خَابُوا وَخَسِرُوا فَأَعَادَهَا فَقُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ:((الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ كَاذِبًا)).

(ترجمہ) ابوذر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے نہ کلام کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ایسے خائب وخاسر لوگ کون ہیں؟ فرمایا: اپنے ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا، احسان جتانے والا، اور اپنے مال کو جھوٹی قسم کھا کر فروخت کرنے والا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم(١٠٦) ابوداود (٤٠٨٧) ترمذی (١٢١١) ابن ماجه (٢٢٠٨) احمد (١٧٧/٥) وغیرهم۔

تشریح: ...... ٹخنے سے نیچے ازار لٹکانا، پائجامہ، پینٹ، کیسا ہی لباس ہو تکبر کی علامت ہے اور منع ہے۔ اسی طرح کسی پر احسان کر کے مال دے کر جتانا یہ بھی بڑے پن کی علامت ہے گناہ ہے اور منع ہے کہ کسی کو کچھ دے کر احسان جتائے اسی طرح جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنا، دھوکہ دینا اور ذات باری تعالیٰ کی بے ادبی ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے چار سزائیں مقرر کی ہیں۔ نہ قیامت کے دن ان کی طرف دیکھے گا، نا ان سے کلام کرے گا اور نہ ان کے گناہوں سے درگذر کرے گا بلکہ ان لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہوگا (اعاذنا اللہ وایاکم منہ) یہ بڑی سزائیں ہیں اس لئے اسبال ازار، احسان جتانے اور جھوٹی قسمیں کھا کر مال فروخت کرنے سے سخت پرہیز کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

[64]..... بَابٌ مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ

ایک بالشت زمین پر ناحق قبضہ کرنا باعث عذاب ہے

2642۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَهْلٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْأَرْضِ شِبْرًا فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ)).

(ترجمہ) سعید بن زید (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کی ایک بالشت زمین ظلم سے لے لی تو سات زمینوں کا طوق (قیامت کے دن) اس کو پہنایا جائے گا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٤٥٢) مسلم (١٦١٠) ابویعلی (٩٤٩) ابن حبان (٣١٩٤) الحمیدی (٨٣)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کی زمین پر غاصبانہ قبضہ کرنا بڑا بھیانک جرم ہے اور اس کی سزا یہ ہے کہ

قیامت کے دن اس کو زمین کے ساتوں طبق کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔ بعض علماء نے کہا کہ سات طبقوں تک اسے دھنسا دیا جائے گا اور بعض نے کہا کہ سات زمینوں کی مٹی ڈھونے کا اس کو حکم دیا جائے اس دن جب کہ سورج کی حدت وتمازت سے لوگ ویسے ہی پسینوں میں شرابور ہوں گے اور یہ مصیبت جس کے گلے پڑے گی اس کا کیا حشر ہوگا۔

اس حدیث سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ زمین کے بھی آسمان کی طرح سات طبق ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں بھی ہے: ﴿اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ....﴾ (الطلاق: ۱۲/۲۸) یعنی اللہ تعالی نے سات آسمان بنائے اور اسی کی طرح سے سات زمین بھی پیدا فرمائیں۔ جو لوگ سات زمینوں کا انکار کرتے ہیں یا یہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد ہفت اقلیم سات براعظم ہیں وہ غلطی پر ہیں اور قرآن وحدیث کے خلاف وہ ظن وتخمین لگاتے ہیں۔

[65]..... بَاب مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ

جو خالی زمین کو آباد کرے وہ اسی کی ہے

2643۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَلَهُ فِيهَا أَجْرٌ وَمَا أَكَلَتِ الْعَافِيَةُ مِنْهَا فَلَهُ فِيهَا صَدَقَةٌ)). قَالَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ الْعَافِيَةُ الطَّيْرُ وَغَيْرُ ذٰلِكَ.

(ترجمہ) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص خالی غیر آباد زمین کو آباد کرے اس کے لئے اس میں اجر وثواب ہے اور اس کی زراعت سے جو کوئی بھی کچھ کھائے تو یہ اس کے لئے صدقہ ہے۔ امام دارمی نے کہا: عافیہ سے مراد پرندے وغیرہ ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن اور حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۱۳۷۹) ابویعلی (۱۸۰۵) ابن حبان (۵۲۰۲) موارد الظمان (۱۱۳۶)۔

توضیح: ......عافیہ عافی کا مونث ہے اور اس سے مراد لغت میں ہر وہ ذونفس ہے جو رزق کی تلاش میں ہو، خواہ وہ انسان ہو، چوپایہ یا پرندہ مطلب یہ ہوا کہ غیر آباد زمین پر کھیتی کرنے سے اجر بھی ہے اور مذکورہ اجناس میں سے کوئی تھوڑا بہت کھالے تو یہ اس آباد کرنے والے کی طرف سے صدقہ ہے۔ ترمذی میں ہے جو ایسی زمین کو آباد کرے وہ اسی کی ہے، اس سے یہ معلوم ہوا کہ بنجر زمین آباد کرنے کے لئے حاکم کی اجازت کی ضرورت نہیں اور بعض علماء نے کہا کہ بلا اجازت کسی زمین پر قبضہ کرنا درست نہیں۔ اور ارض میتہ سے مراد وہ زمین ہے جس میں نہ زراعت ہو نہ مکان ہو اور نہ وہ کسی کی ملک ہو اور آباد کرنے سے مراد مکان بنانا، زراعت کرنا یا درخت و باغ لگانا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام میں بے کار زمین پڑے رہنے کا تصور نہیں ہے اس کو آباد ہونا چاہیے۔ کسی ملک کے استحکام کا بھی یہی تقاضا ہے اور اس سے انفرادی ملکیت کا بھی ثبوت ملتا ہے۔

[66]..... بَاب فِي الْقَطَائِعِ

قطع اراضی جاگیر میں دینے کا بیان

2644- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْفَرَجُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَلْقَمَةَ بْنِ سَعِيدِ ابْنِ أَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ السَّبَائِيُّ الْمَأْرِبِيُّ حَدَّثَنِي عَمِّي ثَابِتُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبْيَضَ أَنَّ أَبَاهُ سَعِيدَ ابْنَ أَبْيَضَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ أَنَّهُ اسْتَقْطَعَ الْمِلْحَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّذِي يُقَالُ لَهُ مِلْحُ سُدِّ مَأْرِبَ فَأَقْطَعَهُ ثُمَّ إِنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ التَّمِيمِيَّ قَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي قَدْ وَرَدْتُ الْمِلْحَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ لَهَا مَاءٌ وَمَنْ وَرَدَهُ أَخَذَهُ وَهُوَ مِثْلُ مَاءِ الْعِدِّ فَاسْتَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ الْأَبْيَضَ فِي قَطِيعَتِهِ فِي الْمِلْحِ فَقُلْتُ قَدْ أَقَلْتُهُ عَلَى أَنْ تَجْعَلَهُ مِنِّي صَدَقَةً . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هُوَ مِنْكَ صَدَقَةٌ وَهُوَ مِثْلُ مَاءِ الْعِدِّ مَنْ وَرَدَهُ أَخَذَهُ)). قَالَ وَقَطَعَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرْضًا وَنَخْلًا وَكَذَا بِالْجَوْفِ جَوْفِ مُرَادٍ مَكَانَهُ حِينَ أَقَالَهُ مِنْهُ قَالَ الْفَرَجُ فَهُوَ عَلَى ذَلِكَ مَنْ وَرَدَهُ أَخَذَهُ.

(ترجمہ) ابیض بن حمال (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نمک کی کان جاگیر میں مانگی جس کو نمک کی شذ مآرب یا سد مآرب کی وادی یا کان کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں وہ نمک کی وادی عطا فرما دی پھر اقرع بن حابس تمیمی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: یا نبی اللہ دور جاہلیت میں میرا گذر اس کے پاس سے ہوا وہ ایسی زمین ہے جس میں پانی نہیں اور جو کوئی وہاں جاتا ہے نمک لے آتا ہے وہ ٹھہرے ہوئے گہرے پانی کی طرح ختم نہیں ہوتا لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ابیض سے نمک کی اس جاگیر کی منسوخی کے لئے کہا: انہوں نے عرض کیا: میں اس شرط پر اس کو واپس کروں گا کہ اس کو میری طرف سے صدقہ مانا جائے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ تمہاری طرف سے صدقہ ہی ہے اور اس باقی رہنے والے پانی کی طرح سے کہ جو بھی وہاں آئے اسے لے جائے۔ یعنی ہر آدمی اس سے مستفید ہو اور وہ کبھی ختم نہ ہو۔ ابیض نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس منسوخی کے بدلے خوف یا جوف مراد میں زمین اور کھجور کے درختوں کی جاگیر عطا کی راوی حدیث فرج بن سعید نے کہا: وہ نمک کی کان آج تک ویسے ہی ہے جو وہاں جاتا ہے اس سے کچھ نہ کچھ لے لیتا ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابو داود (۳۰۵۸) ترمذی (۱۳۸۰) ابن ماجه (۲٤۷۵) ابن حبان (٤٤۹۹) الموارد (۱۱٤۰) وغیرهم۔

تشریح: ......نمک آگ اور پانی گھاس اگر کسی کی ملکیت میں نہ ہو تو تمام لوگ اس سے انتفاع میں شریک ہیں جیسا کہ آگے آرہا ہے اس لئے ہادی برحق محمد ﷺ نے نمک کی اس کان کو کسی ایک کی ملکیت میں دینے سے رجوع کر لیا اس سے معلوم ہوا کہ حکمراں کو اختیار ہے جس کو چاہے جو عطا کر دے نیز یہ کہ وہ دے کر واپس بھی لے سکتا ہے اور اس کا یہ عطیہ، دے کر واپس لینے کی وعید میں داخل نہ ہوگا۔ لیکن جس کو عطیہ دیا گیا اس سے پوچھنا ضروری ہے نیز یہ کہ ارباب حکومت کو صحیح مشورہ دینا واجب

ہے جیسا کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے کیا۔ واللہ اعلم

2645۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَقْطَعَهُ أَرْضًا قَالَ فَأَرْسَلَ مَعِي مُعَاوِيَةَ قَالَ أَعْطِهَا إِيَّاهُ . قَالَ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ بِهٰذَا الْحَدِيثِ .

(ترجمہ) علقمہ بن وائل نے اپنے والد وائل (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا: انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جاگیر میں ایک زمین عطا کی اور میرے ساتھ معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو بھیجا کہ وہ زمین ان کے حوالے کردیں۔

یحییٰ نے کہا: ہم سے محمد بن بشار نے یہ حدیث بیان کی غندر سے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح علی شرط مسلم ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۳۰۵۸) ترمذی (۱۳۸۱) ابن حبان (۷۲۰۵)

فائدہ: ...... اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ امام جس کو مناسب سمجھے جاگیر دے سکتا ہے بشرطیکہ کسی کی ملکیت نہ ہو۔

[67] ..... بَاب فِي فَضْلِ الْغَرْسِ

درخت لگانے کی فضیلت کا بیان

2646۔ أَخْبَرَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو سُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ حَدَّثَتْنِي أُمُّ مُبَشِّرٍ امْرَأَةُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَائِطٍ لِي فَقَالَ يَا أُمَّ مُبَشِّرٍ أَمُسْلِمٌ غَرَسَ هٰذَا أَمْ كَافِرٌ قُلْتُ مُسْلِمٌ فَقَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ أَوْ طَيْرٌ إِلَّا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةٌ)) .

(ترجمہ) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: مجھ سے زید بن حارثہ (رضی اللہ عنہما) کی بیوی ام مبشر (رضی اللہ عنہا) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس میرے باغ میں تشریف لائے اور فرمایا: اے ام مبشر یہ (کھجور کے) درخت کس نے لگائے؟ مسلمان نے یا کافر نے؟ میں نے عرض کیا: مسلمان نے۔ آپ نے فرمایا: جو مسلمان درخت لگائے پھر اس میں سے کوئی آدمی، جانور، یا پرندہ کھائے تو یہ اس کے لئے صدقہ ہے (یعنی درخت لگانے والے مسلمان کو صدقہ کرنے کا اجر وثواب ہے)

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۵۵۲) احمد (۳۶۲/۶)، ابویعلی (۲۲۱۳) ابن حبان (۳۳۶۸) الحمیدی (۱۳۱۱)۔

تشریح: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ درخت لگانا اور دیگر روایات میں کھیتی کرنے کا بھی بڑا اجر وثواب ہے جو مسلمان درخت لگائے یا کھیتی باڑی کرے اور اس سے جو بھی کوئی کھائے گا اس کے لئے صدقہ ہے۔ امام مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ (یہ صدقہ جاریہ ہے اور قیامت تک اس کو اس کا ثواب ملتا رہے گا جب تک کہ وہ درخت موجود رہے اور پھل دیتا رہے۔

[68]..... بَاب فِي الْحِمَى

احاطہ بندی کا بیان

2647۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا الْفَرَجُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمِّي ثَابِتُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدٍ عَنْ جَدِّهِ أَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ حِمَى الْأَرَاكِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لا حِمَى فِي الْأَرَاكِ فَقَالَ أَرَاكَةٌ فِي حِظَارِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ :((لا حِمَى فِي الْأَرَاكِ)) . قَالَ فَرَجٌ يَعْنِي أَبْيَضَ بِحِظَارِي الْأَرْضَ الَّتِي فِيهَا الزَّرْعُ الْمُحَاطُ عَلَيْهَا .

(ترجمہ) ابیض بن حمال سے مروی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پیلو کی حد بندی کی اجازت چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیلو میں روک (حد بندی) نہیں ہوسکتی۔ انہوں نے عرض کیا: یہ پیلو وہ ہیں جو میرے کھیت کے اندر ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پیلو میں احاطہ بندی نہیں ہے۔

فرج (ابن سعید) بن ابیض نے کہا: حظاری سے مراد وہ زمین ہے جس میں کھیتی کو گھیر دیا گیا ہو (یعنی باڑھ یا کھائی وغیرہ بنا کر روک لگادی گئی ہو)۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابو داود (٣٠٦٦) الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم (٢٤٧٢)۔

تشریح: ...... پیلو کی گھیرا بندی سے اس لئے منع کیا کہ مسواک وغیرہ کے لئے لوگوں کو اس کی ضرورت پڑتی ہے اور اس سے مراد وہ درخت ہیں جو پہلے سے کھیت میں موجود ہوں، احاطہ بندی سے مقصود یہ تھا کہ ایسی روک لگ جائے جس سے لوگ آ کر نہ کاٹیں اور اپنے مویشی نہ چرائیں غالباً نمک، پانی، گھاس اور آگ کی طرح اس کو بھی عام مسلمانوں کی ملکیت میں شمار کیا گیا۔ واللہ اعلم

[69]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ

پانی بیچنے کی ممانعت کا بیان

2648۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ سَمِعْتُ إِيَاسَ بْنَ عَبْدٍ الْمُزَنِيَّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لا تَبِيعُوا الْمَاءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهَى عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ لا نَدْرِي أَيَّ مَاءٍ قَالَ يَقُولُ لا أَدْرِي مَاءً جَارِيًا أَوِ الْمَاءَ الْمُسْتَقَى .

(ترجمہ) ایاس بن عبد مزنی نے کہا جو کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے تھے۔ پانی نہ بیچو کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے پانی کے بیچنے سے منع فرمایا۔

عمرو بن دینار نے کہا: پتہ نہیں کون سا پانی بیچنے سے منع فرمایا۔ انہوں نے کہا: کہتے ہیں پتہ نہیں بہنے والے پانی سے یا پینے والے پانی سے منع فرمایا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے ابوالمنہال کا نام عبدالرحمٰن بن مطعم ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٣٤٧٨) ترمذی (١٢٧١) نسائی (٤٦٧٥) ابن ماجه (٢٤٧٦) ابن حبان (٤٩٥٢) موارد الظمآن (١١١٧) الحمیدی (٩٣٦)۔

تشریح: ......اس حدیث میں پانی مطلقاً بیچنے کی ممانعت آئی ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ پینے کا پانی بیچنا درست نہیں، کھیتی کے لئے سینچائی کا پانی یا کنویں سے بھر کر لے جانے والے مشک وغیرہ کا پانی بیچنا اور خریدنا درست ہے اور کنویں سے یا حوض وچشمے کا پانی پینے یا جانوروں کے پلانے کے لئے بیچنا درست نہیں بلکہ صاحب کنواں کو اجازت دینی چاہیے کہ لوگ پئیں اور جانوروں کو پلائیں نیز بوتلوں میں پیک صاف کیا ہوا پانی بیچنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ فلٹر کرنے بوتلوں میں بھرنے اور سپلائی میں اخراجات ہوتے ہیں اس کے عوض اس پر پیسہ لینا درست ہے۔

اس حدیث میں نہی سے مراد بعض علماء کے نزدیک تنزیہی ہے اور بعض نے نہی تحریمی کہا ہے یعنی ہر حال میں پانی بیچنا حرام ہے۔

[70]..... بَاب فِي الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ
جس چیز سے روکنا جائز نہیں ہے

2649۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ عَنْ سَيَّارٍ رَجُلٍ مِنْ فَزَارَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بُهَيْسَةَ عَنْ أَبِيهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَأْذَنَهُ فَدَخَلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَمِيصِهِ وَقَدْ قَالَ عُثْمَانُ فَالْتَزَمَهُ فَقَالَ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ فَقَالَ: ((الْمِلْحُ وَالْمَاءُ)) قَالَ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ قَالَ: ((إِنْ تَفْعَلِ الْخَيْرَ خَيْرٌ لَكَ)). قَالَ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ قَالَ: ((إِنْ تَفْعَلِ الْخَيْرَ خَيْرٌ لَكَ)) وَانْتَهَى إِلَى الْمِلْحِ وَالْمَاءِ قِيلَ لِعَبْدِ اللَّهِ تَقُولُ بِهِ فَأَوْمَأَ بِرَأْسِهِ.

(ترجمہ) بہیسہ نے اپنے والد سے روایت کیا: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اجازت چاہی پھر اپنا منہ کرتے کے اندر ڈالا اور لپٹنے (چومنے) لگے پھر عرض کیا کون سی چیز سے روکنا جائز نہیں ہے؟ فرمایا: نمک اور پانی سے۔ پھر عرض کیا: وہ کونسی چیز ہے جس سے روکنا جائز نہیں ہے؟ فرمایا: جتنی زیادہ نیکی کرو بہتر ہے۔ پھر عرض کیا: کونسی چیز سے روکنا جائز نہیں ہے؟ فرمایا: جتنی نیکی کرو بہتر ہے اور صرف نمک اور پانی ہی پر اکتفا کیا۔ امام دارمی سے پوچھا گیا: آپ بھی یہی کہتے ہیں؟ سر سے اثبات میں اشارہ کیا۔

توضیح: ......یعنی پانی اور نمک لینے سے کسی طرح روکنا جائز نہیں ہے اور کوئی چیز جتنی اجر وثواب کے لئے خرچ کی جائے گی اتنا ہی ثواب ہوگا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جید ہے۔ دیکھئے: ابوداود (١٦٦٩،٣٤٧٦) ابویعلی (٧١٧٧) ابن حزم فی المحلی (٥٤/٩)۔

فائدہ:......اس حدیث سے نمک اور پانی بیچنا یا اس سے روکنا ممنوع ثابت ہوا۔ تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔

[71]..... بَاب إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَامَلَ خَيْبَرَ

نبی کریم ﷺ کا خیبر کی زمین کو بٹائی پر دینے کا بیان

2650- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَامَلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ أَوْ زَرْعٍ .

(ترجمہ) عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر سے کاشت اور کھجور کی آدھی (نصف حصہ) بٹائی پر معاہدہ کیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۳۲۹) مسلم (۱۵۵۱) ابوداود (۳۰۰۸) احمد (۱۷/۲)، وغیرهم۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے زمین کی بٹائی کا ٹھیکہ طے فرمایا جو عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے شروع تک جاری ہی رہا لیکن یہودیوں کی مسلسل شرارتوں کی وجہ سے انہوں نے اہل خیبر کو وہاں سے جلاوطن کر دیا۔ اس حدیث سے غیر مسلمین سے معاملہ کرنے، تجارت وکھیتی باڑی میں شراکت کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔

[72]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُخَابَرَةِ

مخابرہ کی ممانعت کا بیان

2651- أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ كُنَّا نُخَابِرُ قَبْلَ أَنْ يَنْهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْخِبْرِ بِسَنَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ عَلَى الثُّلُثِ وَالشَّطْرِ وَشَيْءٍ مِنْ تِبْنٍ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَحْرُثْهَا فَإِنْ كَرِهَ أَنْ يَحْرُثَهَا فَلْيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ كَرِهَ أَنْ يَمْنَحَهَا أَخَاهُ فَلْيَدَعْهَا)) .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے مخابرہ سے منع کرنے سے پہلے ہم زمین کو کاشت کے لئے دو اور تین سال تک ایک تہائی یا آدھے ساجھے پر دیا کرتے تھے بھوسے کے عوض بٹائی پر دیتے تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس زمین ہو وہ خود اس میں کاشتکاری کرے اگر اس کو کھیتی کرنا پسند نہ ہو تو اس زمین کو اپنے بھائی کو دے دے اور اگر اپنے بھائی کو بھی دینا پسند نہ ہو تو اسے پڑا رہنے دے (یعنی کرائے پر نہ چلائے)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے ابوالحسن کا نام احمد بن عبداللہ بن مسلم حرانی ہے اور یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۳٤۰) مسلم (۸۹/۱۵۳٦) ابویعلی (۱۸٤٤) ابن حبان (٤۹۹۵) الحمیدی (۱۳۱۸)۔

تشریح:......مخابرہ: زمین بٹائی پر دینے کو کہتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ مزارع اور مالک زمین کے درمیان پیداوار

کے نصف ثلث یا ربع پر معاملہ طے کیا جائے کہ مزارع اپنی خدمت کے بدلے میں پیداوار کا نصف، تہائی یا چوتھائی حصہ وصول کرے گا باقی مالک زمین کا ہوگا اسی طرح مزارعہ ہے اور بعض علماء نے کہا جب تخم زمین کا مالک دے تو وہ مزارعت ہے اور جب کام کرنے والا تخم اپنے پاس سے ڈالے تو وہ مخابرہ ہے۔ بہر حال مزارعہ اور مخابرہ دونوں سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا لیکن اس ممانعت کے باوجود علمائے کرام کے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں بعض نے اس کو جائز کہا اور بعض نے ناجائز کہا ہے اور اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ بیع مخابرہ مطلقاً ممنوع نہیں بلکہ لوگ زمین کے کسی حصے کی پیداوار کو مزارع کے لئے اور کسی حصے کی پیداوار کو مالک زمین کے لئے مخصوص کر لیتے تھے بسا اوقات مزارع والا حصہ صحیح سلامت رہ جاتا اور مالک والا تباہ ہو جاتا اور کبھی اس کے برعکس ہو جاتا اس طرح معاملہ باہمی نزاع اور جھگڑے تک پہنچ جاتا اس لئے نبی کریم ﷺ نے اس طرح کے امر سے منع فرمایا: اس طرح کا طے شدہ معاملہ کہ زمین سے جو پیداوار حاصل ہو اس کو طے شدہ حصہ یا مقدار میں مالک زمین اور مزارع تقسیم کریں گے مثلاً چوتھایا تیسرا حصہ پیداوار کا شتکار کا اور بقیہ سارا مالک زمین کا تو اس میں کوئی نہ مضائقہ ہے، نہ حرج نبی کریم ﷺ نے بذات خود اہل خیبر سے اسی اصول پر معاملہ طے فرمایا تھا اور امام ابوحنیفہ کے علاوہ ائمہ ثلاثہ بٹائی پر زمین دینے کے قائل ہیں۔ اس حدیث میں خود زراعت کرنے کی ترغیب ہے یا پھر اپنے بھائی کو دیدیں اور آخری جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ بٹائی پر نہ دیں لیکن دوسری بہت سی احادیث میں زمین کرائے یا بٹائی پر دینے کی اجازت آئی ہے اور ممانعت صرف اسی حالت میں ہے کہ جگہ مخصوص کر دی جائے کہ اس جگہ کی کاشت کو کاشتکار لے گا اور اس کے بہہ جانے یا خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو تو مبیع مجہول ہونے کے سبب یہ ناجائز ہوگا۔ مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔ اور مسلم شریف (۳۹۳۵) میں صراحت ہے کہ اپنی زمین بٹائی پر دینے میں کوئی حرج نہیں، ہاں بھائی کو دینا اگر خود کاشتکاری نہ کرے تو افضل ہے۔

[73]..... بَاب فِي النَّهيِ عَنِ الْمُزَارَعَةِ فِي الثُّلُثِ و الرُّبُعِ
تہائی اور چوتھائی پر مزارعت کی ممانعت کا بیان

2652۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَعْقِلٍ عَنِ الْمُزَارَعَةِ فَقَالَ أَخْبَرَنِي ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُزَارَعَةِ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ تَقُولُ بِهِ قَالَ لَا . أَقُولُ بِالْأَوَّلِ .

(ترجمہ) عبداللہ بن سائب نے کہا: میں نے عبداللہ بن مغفل (رضی اللہ عنہ) سے مزارعت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: ثابت بن ضحاک انصاری نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مزارعت سے (یعنی بٹائی پر زمین دینے سے) منع فرمایا: راوی نے امام دارمی سے پوچھا: آپ بھی یہی کہتے ہیں؟ فرمایا: نہیں، میں پہلے قول کا قائل ہوں۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے ابواسحاق کا نام سلیمان بن ابی سلیمان ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۵۴۹) شرح معانی الآثار (۱۰۷/٤)، البیهقی (۱۳۳/٦)، ابن حزم فی المحلی (۱۸۲/۸)۔

تشریح: ...... یہ حدیث مزارعت کی ممانعت پر دلالت کرتی ہے اور بظاہر ان احادیث کے معارض ومخالف ہے جن میں اس کی اجازت دی گئی ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے لیکن ابوداود میں عروۃ کی روایت سے یہ اشکال بھی رفع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ زید بن ثابت نے کہا: اللہ تعالی رافع بن خدیج کو معاف فرمائے۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس حدیث کا مجھے ان سے زیادہ علم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دو انصاری آئے دونوں جھگڑ رہے تھے۔ یہ صورت حال دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہاری یہ حالت ہے تو پھر کھیتی باڑی ٹھیکے پر نہ دیا کرو۔ رافع نے حدیث کا پہلا حصہ نہیں سنا اور صرف لاتکروا المزارع سن لیا، اس لئے صحیح صورت حال ان کو سمجھ نہ آسکی، ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع تو نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا تھا کہ تم میں سے کسی ایک کا اپنی زمین کو فائدہ اٹھانے کے لئے دینا اس سے بہتر ہے کہ وہ اس کے بدلے میں معلوم و معین محصول لے اور یہ بھی کہا گیا کہ اس حدیث میں جو نہی ہے وہ قبل از اسلام رائج طریقہ کی ہے نیز یہ بھی کہا گیا کہ یہ نہی تنزیہی پر محمول ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آغاز اسلام میں مہاجرین ضرورت مند تھے ان کے پاس زمین نہیں تھی۔ انصار کے پاس زمینیں کافی تھی تو نبی کریم ﷺ نے جس طرح ان کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا اسی طرح انصار کو اپنے بے وطن مہاجرین کو بطور احسان زمین دلانے کے لئے حکمت کے طور پر مزارعہ سے منع فرمایا تا کہ بغیر کسی محصول کے اپنے بھائیوں کو زمین عطا کر دیں۔ (واللہ اعلم)۔

[74]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الْأَرْضِ سَنَتَيْنِ

دو یا تین سال کے لئے زمین بیچنے کی ممانعت کا بیان

2653۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ سَنَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے خالی زمین دو یا تین سال کے لئے بیچنے سے منع فرمایا۔

تخریج اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٥٣٦) احمد (٣/٣٣٨-٣٩٥)، ابویعلی (١٨٠٦) ابن حبان (٤٩٩٢)، الحمیدی (١٢٩٢)۔

توضیح: ......اس کا مطلب یہ ہے کوئی شخص خالی زمین یا درختوں کے پھل دو یا تین برس کے لئے بیچے جیسا کہ مسلم شریف کی روایت میں جابر رضی اللہ عنہ سے اس کی وضاحت موجود ہے نیز اس کو بیع معاومہ بھی کہتے ہیں جو بالا جماع باطل ہے اس لئے کہ اس میں دھوکہ ہے شاید وہ درخت پھل نہ دے یا کھیتی کی پیداوار نہ ہو یا ہو سکتا ہے اور کوئی آفت آجائے۔

[75]..... بَاب فِي الرُّخْصَةِ فِي كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

سونے اور چاندی کے بدلے زمین کرائے پر دینے کا بیان

2654۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِكْرِمَةَ

بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَبِيبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ كُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَا عَلَى السَّوَاقِي مِنَ الزَّرْعِ وَبِمَا سَعِدَ مِنَ الْمَاءِ مِنْهَا فَنَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ وَأَذِنَ لَنَا أَوْ قَالَ رَخَّصَ لَنَا فِي أَنْ نُكْرِيَهَا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ .

(ترجمہ)سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زمین کو کرائے پر دیا کرتے تھے اس قدر پیدا وار کے بدلے جو نالیوں کے کنارے پر ہو اور جس پر خود بخود پانی پہنچ جائے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے روک دیا اور ہم کو سونے یا چاندی کے بدلے (یعنی درہم و دینار کے بدلے) زمین کرایہ پر دینے کی اجازت دی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن دراہم ودنانیر کے بدلے میں کرایہ پر دینے کے بارے میں صحیح احادیث موجود ہیں۔یہ حدیث ابوداؤد (۳۳۹۱) نسائی (۳۹۳۷) ابن ماجه (۲٤٦۱) ابویعلی (۸۱۱) ابن حبان (۵۲۰۱)موارد الظمآن (۱۱۳۳) میں موجود ہے۔

تشریح:......السواقی اور بعض روایات میں ماذیانات اور اقبال الجداول کا ذکر ہے۔مطلب ان سب روایتوں کا یہ ہے کہ پانی بہنے کی جگہیں یا پگڈنڈیوں کے دونوں جانب اگنے والی چیزیں یہ حدیث مساقات ومزارعت کی جس صورت کو ممنوع قرار دے رہی ہے وہ نامعلوم پیداوار اور اس کی نامعلوم مقدار ہے اس وجہ سے اس سے منع کیا گیا۔ہاں اگر درہم و دینار سونے یا چاندی کے عوض زمین کو کرایے پر دیا جائے تو اس میں بالاتفاق کوئی حرج نہیں جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں اجازت دی گئی ہے۔واللہ اعلم۔

[76]..... بَاب فِي الْخَرْصِ
درخت پر پھلوں کے اندازے اور تخمینے کا بیان

2655۔ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ مَسْعُودِ بْنِ نِيَارٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ سَهْلُ بْنُ أَبِي حَثْمَةَ إِلَى مَجْلِسِنَا فَحَدَّثَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ :((قَالَ إِذَا خَرَصْتُمْ فَخُذُوا وَدَعُوا دَعُوا الثُّلُثَ فَإِنْ لَمْ تَدَعُوا الثُّلُثَ فَدَعُوا الرُّبُعَ)) .

(ترجمہ)عبدالرحمٰن بن مسعود بن نیار سے مروی ہے کہ سہل بن ابی حثمہ ہماری بیٹھک پر آئے اور حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم (پھلوں کا درختوں پر) اندازہ کرو تو (دو تہائی) لیا کرو اور ایک تہائی چھوڑ دیا کرو اگر ایک تہائی نہیں تو ایک چوتھائی چھوڑ دیا کرو۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جید ہے۔دیکھئے:ابوداود (۱٦۰۵) ترمذی (٦٤۳) نسائی (۲٤۹۰) ابن حبان (۳۲۸۰) الموارد (۷۹۸)۔

توضیح: ......معمول یہ تھا کہ زکاۃ کے لئے جب پھل درخت پر ہوتے تو ان کا اندازہ کرلیا جاتا اور اترنے کے بعد اس کا دسواں حصہ مالک سے زکاۃ میں لیا جاتا، تیسرا حصہ یا کم از کم چوتھا حصہ چھوڑ دینے کو اس لئے کہا گیا تا کہ مالک کو گنجائش رہے اور وہ ہمسایوں اور دوستوں کو کھلا سکے۔ بعض روایات میں فجد وا ہے جس کے معنی کھجور توڑنے کے ہیں۔

[77]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ كَسْبِ الْأَمَةِ
لونڈی کی کمائی سے باز رہنے کا بیان

2656۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ.

(ترجمہ) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے لونڈیوں کی (زنا کی) کمائی سے منع فرمایا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ ابوحازم کا نام سلمان اشجعی (مولی عزہ) ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۲۸۳) ابوداود (۳٤۲۵) ابن حبان (٥١٥٨) حلية الاولياء (۷/۱٦۳)۔

تشریح: ......عہد جاہلیت میں لوگ اپنی لونڈیوں سے حرام کمائی حاصل کرتے اور ان سے بالجبر پیشہ کراتے۔ اسلام نے نہایت سختی کے ساتھ اس سے روکا اور ایسی کمائی کو لقمہ حرام قرار دیا ہے قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا.....﴾ (نور: ۳۳/۱۸) ترجمہ: تمہاری جو لونڈیاں پاک دامن رہنا چاہتی ہیں انہیں دنیاوی فائدے کی غرض سے زنا کاری پر مجبور نہ کرو۔

[78]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ
سینگی یا پچھنے لگانے کی اجرت سے ممانعت کا بیان

2657۔ أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَارِظٍ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ كَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيثٌ وَثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ)).

(ترجمہ) رافع بن خدیج (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سینگی لگانے والے کی کمائی بری ہے (یعنی سینگی لگانے کی اجرت لینا برا ہے) اور فاحشہ عورت کی کمائی خبیث ہے اور کتے کی قیمت لینا برا ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۲۸۲) مسلم (١٥٦٨) وليس فيه ذكر كسب الحجام، ابوداود (۳٤۲۱) ترمذی (۱۲۷۵) ابن حبان (٥١٥٢) شرح معانی الآثار (٥٢/٤)، الحاكم (٤٢/٢)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پچھنا لگوانے کی اجرت خبیث اور زانیہ عورت اور کتے کی قیمت بھی خبیث ہے یعنی حرام ہے جس کا ذکر حدیث رقم (۲٦۰٤) میں گذر چکا ہے۔ البتہ سینگی یا پچھنے کی اجرت لینے کے بارے میں تفصیل ہے۔

وہ یہ کہ یہاں خبیث سے مراد حرام نہیں بلکہ صرف کراہیت محسوس ہوتی ہے اور اگر حرام ہوتی تو خود رسول اللہ ﷺ کیوں پچھنا لگوانے کی اجرت دیتے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

[79]..... بَاب فِي الرُّخْصَةِ فِي كَسْبِ الْحَجَّامِ
سینگی لگوانے پر اجرت لینے کی اجازت کا بیان

2658- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَجَمَهُ أَبُو طَيْبَةَ وَأَمَرَ لَهُ بِصَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ.

(ترجمہ) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ابوطیبہ (نافع یا میسرہ) نے رسول اللہ ﷺ کو سینگی لگائی اور آپ نے ان کو دو صاع غلہ اجرت دینے کا حکم دیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۱۰۲، ۵۶۹۶) مسلم (۱۵۷۷) ترمذی (۱۲۷۸) ابویعلی (۲۸۳۵) ابن حبان (۵۱۵۱) مسند الحمیدی (۱۲۵۱)۔

تشریح: ......اس حدیث سے پچھنا لگوانا اور اس پر اجرت دینا ثابت ہوا۔ پچھنا یا سینگی لگوانا بہت سی بیماریوں سے چھٹکارے کا سبب ہے۔ بخاری شریف (۵۷۰۰) میں ہے کہ خون کے دباؤ کا بہترین علاج پچھنا لگوانا ہے (۵۶۹۶) اور سر درد و شقیقہ کا بہترین علاج بھی سینگی ہے۔

[80]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ
جفتی کرانے پر اجرت لینے کی ممانعت کا بیان

2659- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ عَسْبِ الْفَحْلِ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نر (جانور) کے پانی (منی) کی قیمت لینے سے منع فرمایا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۳۴۲۹) ترمذی (۱۲۷۳) نسائی (۴۶۸۹) ابن ماجه (۲۱۶۰) ابویعلی (۶۳۷۱)۔

تشریح: ......نر گھوڑا اونٹ یا گدھا بیل یا بکرا وغیرہ سے ان کی مادہ کا جفتی کرانے پر اجرت لینا منع ہے۔ البتہ اگر بلا شرط مادہ کا مالک کچھ دے بطور سلوک کے تو اس کا لینا درست ہے نیز نر کا عاریتاً دینا بھی مستحب ہے اور علماء کی ایک جماعت نے اجرت کی بھی اجازت دی ہے تاکہ نسل منقطع نہ ہو، ان احادیث کی رو سے فقہاء اس کی حرمت کے قائل ہیں۔ (وحیدی فی شرح ابن ماجه)

2660- أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْمَهْرِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ وَأَجْرِ الْمُومِسَةِ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے نر کے پانی پر اجرت لینے سے منع فرمایا اور زانیہ عورت کی اجرت (لینے) سے بھی منع فرمایا۔

(تخریج) اس روایت کی سند جید ہے۔ دیکھئے: احمد (۲/۳۳۲،۴۱۵) اور امام بخاری نے اس کو تاریخ کبیر (۷/۱۱۵) میں تعلیقاً ذکر کیا ہے اور مومسہ (یعنی زانیہ) کا اس میں ذکر نہیں۔

[81]..... بَاب فِيمَنْ بَاعَ دَارًا فَلَمْ يَجْعَلْ ثَمَنَهَا فِي مِثْلِهَا

جو آدمی گھر بیچے اور اس کی قیمت گھر میں نہ لگائے اس کا بیان

2661۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ هُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عُمَيْرٍ يُحَدِّثُ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ عَنْ أَخِيهِ سَعِيدِ بْنِ حُرَيْثٍ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ بَاعَ مِنْكُمْ دَارًا أَوْ عَقَارًا قَمِنٌ أَنْ لَا يُبَارَكَ لَهُ إِلَّا أَنْ يَجْعَلَهُ فِي مِثْلِهِ)).

(ترجمہ) سعید بن حریث (رضی اللہ عنہ) جن کو شرف صحبت رسول ﷺ حاصل تھا انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: تم میں سے جو کوئی گھر یا زمین بیچے تو ممکن ہے اس کے پیسے میں برکت نہ ہو الا یہ کہ وہ اس قیمت کو دوسرے گھر میں لگا دے۔

(تخریج) اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر کی وجہ سے یہ سند ضعیف ہے لیکن دوسرے طرق سے بھی مروی ہے۔ دیکھئے: ابن ماجه (۲۴۹۰) ابویعلی (۱۴۵۸) المعرفة والتاريخ للفسوی (۱/۲۹۴)، طبرانی (۶/۶۵) (۵۵۲۶) ابن قانع فی معجم الصحابه (۳۰۸) مجمع الزوائد (۶۶۲۷-۶۶۳۲)۔

تشریح: ......اگر یہ حدیث صحیح ہو تو دنیا داروں کے لئے بڑی نصیحت ہے نقد رکھا ہوا پیسہ اکثر صرف ہو جاتا یا کبھی ضائع ہو جاتا ہے برخلاف جائداد غیر منقولہ یعنی زمین جائیداد کے اسی لئے جائداد بیچنے کو ناپسند کیا۔ جب تک اس کے بدلے دوسری جائداد نہ خریدے کیوں کہ نقد پیسہ رکھنے سے تو یہی بہتر تھا کہ جائداد اپنے پاس رہنے دیتا۔ (وحیدی)

[82]..... بَاب فِي حَرِيمِ الْبِئْرِ

کنویں کے اردگرد احاطے کا بیان

2662۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَرْعَرَةُ بْنُ الْبِرِنْدِ السَّامِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ احْتَفَرَ بِئْرًا فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَحْفِرَ حَوْلَهُ أَرْبَعِينَ ذِرَاعًا عَطَنًا لِمَاشِيَتِهِ)).

(ترجمہ) عبداللہ بن مغفل (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی کنواں کھودے تو کسی اور کے لئے

جائز نہیں کہ چالیس ہاتھ اردگرد تک کنواں کھودے اپنے جانوروں کو پانی پلانے اور بٹھانے کے لئے (یعنی: چالیس ہاتھ بھر اردگرد کا احاطہ اس کنواں کھودنے والے کے لئے چھوڑ دیا جائے)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں اسماعیل بن مسلم ضعیف ہیں اور حسن کا عنعنہ ہے لیکن اس کا شاہد موجود ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: ابن ماجه (٢٤٨٦) مجمع الزوائد (٦٧٠٥) نصب الرايه (٤/ ٢٩١) تلخيص الحبير (٣/ ٦٣)، البيهقي (١٥٥/٦)، المستدرك (٤/ ٩٧)۔

تشریح: ...... باب کے عنوان حریم البیر سے مراد یہ ہے کہ کوئی کنواں کھودے تو جانور بٹھلانے اور پانی پلانے کے لئے کتنی دور تک کا احاطہ چھوڑنا ہوگا مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ اردگرد چالیس چالیس ہاتھ چھوڑنا ہوگا۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ اس وقت ہے جب کنویں کی گہرائی چالیس ہاتھ ہو۔ علامہ وحید الزماں شرح ابن ماجہ میں لکھتے ہیں کہ بعض جاہل حنفیوں نے جن کو علم حدیث میں بالکل دخل نہیں ہے اس حدیث سے نکالا ہے دہ دردہ حوض نجس نہ ہوگا جب اس میں نجاست پڑ جائے حالانکہ یہ مضمون بالکل حدیث سے معلوم نہیں ہوتا اگر کوئی اس کو دھینگا مشتی سے نکالے بھی تو لازم آتا ہے کہ حنفیہ چہل درچہل حوض کی شرط کریں نہ کہ دہ دردہ کی کیونکہ اس حدیث میں ہر طرف چالیس ہاتھ بیان ہوئے ہیں۔

دہ دردہ کا مطلب ۱۰/۱۰ ہاتھ ہے۔

[83]..... بَاب فِي الشُّفْعَةِ
حق شفعہ کا بیان

2663۔ أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الشُّفْعَةِ إِذَا كَانَ طَرِيقُهُمَا وَاحِدًا قَالَ يُنْظَرُ بِهَا وَإِنْ كَانَ صَاحِبُهَا غَائِبًا.

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شفعہ کے بارے میں فرمایا: جب کہ دونوں ہمسایوں کا راستہ ایک ہو اس (ہمسائے) کا انتظار بسبب شفعہ کیا جائے گا گرچہ وہ غائب ہو۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (١٦٠٨) ابوداود (٣٥١٨) ترمذی (١٣٦٩) نسائی (٤٦٦٠) ابن ماجه (٢٤٩٤) طيالسي (١٤٠٤) احمد (٣/ ٣٠٣)، شرح معاني الآثار (٤/ ١٢٠)، شرح السنه للبغوي (٢٤٢/٨) بيهقي (١٠٦/٦)، فتح الباري (٤/ ٤٣٨)۔

توضیح: ...... شفعہ اس حق کو کہتے ہیں جو جائیداد بیچتے وقت شریک کو حاصل ہوتا ہے اور وہ حق یہ ہے کہ جو قیمت دوسرا خریدار دیتا ہے وہ قیمت دے کر اس جائیداد کو خود لے لے اور یہ حق شریک اور ہمسایہ دونوں کو حاصل ہے جب کہ پڑوسی اور بیچنے والے کا راستہ ایک ہو جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے اور یہی صحیح ہے۔

2664۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ

قَضٰی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِی كُلِّ شِرْكٍ لَمْ يُقْسَمْ رَبْعَةٍ أَوْ حَائِطٍ لا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَبِيعَ حَتّٰى يُؤْذِنَ شَرِيكَهُ فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ فَإِنْ بَاعَ فَلَمْ يُؤْذِنْهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ. قِيلَ لِأَبِی مُحَمَّدٍ تَقُولُ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ.

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہر مشترک چیز میں جو تقسیم نہ ہو شفعہ کا فیصلہ کیا۔ خواہ وہ زمین ہو یا باغ ایک شریک کے لئے اس کا بیچنا اچھا نہیں جب تک کہ دوسرے شریک کی اجازت نہ ہو اس شریک کو اختیار ہے چاہے تو لے اور چاہے تو نہ لے اور جو ایک شریک اپنا حصہ بیچے اور دوسرے شریک کو خبر نہ کرے تو وہ (دوسرا شریک) ہی اس کا زیادہ حق دار ہے۔

امام دارمی سے پوچھا گیا آپ بھی یہی کہتے ہیں؟ فرمایا: ہاں (یعنی اس کو حق شفعہ حاصل ہے وہ اتنی رقم جتنی شریک نے لی ہے دے کر غیر شخص سے اپنا حصہ چھین سکتا ہے)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۲۱۳) مسلم (۱۶۰۸) ابویعلی (۱۸۳۵) ابن حبان (۵۱۷۹)۔

فائدہ :......اس حدیث سے حق شفعہ تقسیم سے پہلے ثابت ہوا جب تقسیم ہو جائے اور ہر شریک کو اس کا حصہ الگ مل جائے تو پھر حق شفعہ ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں صراحت سے مذکور ہے۔

19- کتاب الاستئذان

کتاب الاستئذان کے بارے میں

[1]..... بَاب الِاسْتِئْذَانِ ثَلَاثٌ

تین مرتبہ اجازت لینے کا بیان

2665۔ أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ اسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَرَجَعَ فَقَالَ مَا رَجَعَكَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا اسْتَأْذَنَ الْمُسْتَأْذِنُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنْ أُذِنَ لَهُ وَإِلَّا فَلْيَرْجِعْ فَقَالَ لَتَأْتِيَنَّ بِمَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ أَوْ لَأَفْعَلَنَّ وَلَأَفْعَلَنَّ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَتَانَا وَأَنَا فِي قَوْمٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَهُوَ فَزِعٌ مِنْ وَعِيدِ عُمَرَ إِيَّاهُ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ أَنْشُدُ اللَّهَ مِنْكُمْ رَجُلًا سَمِعَ ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَّا شَهِدَ لِي بِهِ قَالَ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَقُلْتُ أَخْبِرْهُ أَنِّي مَعَكَ عَلَى هَذَا وَقَالَ ذَاكَ آخَرُونَ فَسُرِّيَ

عَنْ أَبِي مُوسَى .

(ترجمہ) ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ابوموسی اشعری (رضی اللہ عنہ) نے عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس داخل ہونے کی اجازت مانگی لیکن انہیں اجازت نہ ملی چنانچہ وہ واپس ہوگئے۔ عمر (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا تم واپس کیوں چلے گئے؟ عرض کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اجازت طلب کرنے والا داخلے کی تین بار اجازت مانگے اگر اجازت مل جائے تو داخل ہو جائے ورنہ واپس لوٹ جائے۔ عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: تم کو اس بات پر گواہ لانا ہوگا ورنہ میں تمہارے ساتھ بہت برا سلوک کروں گا۔ ابوسعید نے کہا: ابوموسی ہمارے پاس آئے اور میں بھی اس جماعت میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے ساتھ مسجد میں موجود تھا۔ ابوموسی عمر کی انہیں تنبیہ کی وجہ سے بہت گھبرائے ہوئے تھے۔ وہ ہمارے پاس کھڑے ہوئے اور کہا: کہ میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کسی آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہو تو میرے ساتھ اس کی گواہی دے، ابوسعید نے کہا: میں نے سر اٹھایا اور کہا کہ عمر کو بتا دو کہ میں نے بھی تمہارے ساتھ یہ سنا ہے اور دیگر صحابہ کرام نے بھی ان کی تائید کی چنانچہ یہ سن کر ابوموسی خوش ہو گئے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ ابونعمان کا نام محمد بن الفضل ہے اور داود: ابن ابی ہند ہیں اور ابونضرۃ کا نام منذر بن کعب ہے اور یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٢٤٥) مسلم (٢١٥٣) ابوداود (٥١٨٠) ترمذی (٢٦٩٠) ابن ماجه (٣٧٠٦) ابویعلی (٩٨١) ابن حبان (٥٨٠٦) الحمیدی (٧٥١)۔

تشریح: ......اس حدیث میں آداب ملاقات واستیذان کا بہترین اصول بیان کیا گیا ہے۔ کسی بھی گھر، مکتب، آفس وغیرہ میں داخل ہونے سے پہلے تین بار اجازت طلب کرنی چاہیے۔ طریقہ خواہ کیسا ہی ہو اگر صاحب خانہ اجازت دے تو داخل ہو جائے ورنہ واپس لوٹ جائے، بغیر اجازت اندر گھسنا درست نہیں کیونکہ ہر آدمی کے ساتھ اسرار و حالات ہیں جن کی وجہ سے وہ کسی کی دخل اندازی پسند نہ کرے گا اور جو لوگ ہر وقت گھر میں آتے جاتے رہتے ہیں ان کو ہر وقت نہیں ہاں فجر سے پہلے دوپہر کے وقت جب قیلولے کا وقت ہوتا ہے اور بعد نماز عشاء ضرور اجازت لینی چاہیے جیسا کہ آیت شریفہ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ﴾ (نور: ١٨/٨٨) میں ذکر ہے۔

ترجمہ: ''اے مومنو! تم سے تمہارے مملوک غلاموں کو اور انہیں بھی جو تم میں سے بلوغت کو نہ پہنچے ہوں اپنے آنے کی تین وقتوں میں اجازت حاصل کرنی ضروری ہے، نماز فجر سے پہلے، ظہر کے وقت، جب کہ تم اپنے کپڑے اتار کر رکھتے ہو، اور عشاء کی نماز کے بعد......''

اس حدیث میں امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا رعب ودبدبہ، بصیرت اور روایت وقبول حدیث میں شدت احتیاط ثابت ہوتا ہے تا کہ ہر کوئی رسول ہدی محمد ﷺ کی طرف کسی بھی بات کو منسوب کرنے میں احتیاط سے کام لے۔ اس میں نہ ابوموسی کی عدالت میں شک وشبہ کی گنجائش ہے اور نہ خبر واحد کے قبول کرنے سے انکار ہے جیسا کہ علمائے کرام نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

[2]..... بَاب كَيْفَ الِاسْتِئْذَانُ

اجازت طلب کرنے کے طریقے کا بیان

2666ـ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَضَرَبْتُ بَابَهُ فَقَالَ ((مَنْ ذَا؟)) . فَقُلْتُ أَنَا قَالَ:((أَنَا أَنَا !)) فَكَرِهَ ذَاكَ .

(ترجمہ) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کا دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے کہا: میں ہوں فرمایا: میں، میں یعنی اس کو آپ نے ناپسند فرمایا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٢٥٠) مسلم (٢١٥٥) ابوداود (٥١٨٧) ترمذی (٢٧١١) ابن ماجه (٣٧٠٩) ابن حبان (٥٨٠٨)۔

تشریح: ......انا انا یا میں میں یہ رسول اللہ ﷺ کے سوال کا جواب نہیں تھا۔ انہیں کہنا چاہیے تھا کہ میں جابر ہوں، نام نہیں بتایا، اس لئے آپ نے میں میں کو ناپسند فرمایا۔ ہم نے اس دور کے محدث ومفتی سماحۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کو دیکھا اور سنا تھا ٹیلیفون پر کوئی پوچھتا آپ کون ہیں تو بلا تردد کہتے: میں عبدالعزیز ابن باز ہوں، نہ آپ کے چہرے پر شکن آتی اور نہ ہی کبھی ناگواری دیکھنے میں آتی۔ بعض لوگ اپنا "اسم گرامی" بتانا کسر شان سمجھتے ہیں۔

[3]..... بَاب فِي النَّهْيِ أَنْ يَطْرُقَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ لَيْلًا

رات میں اپنے گھر میں داخل ہونے کا بیان

2667ـ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ مُحَارِبَ بْنَ دِثَارٍ يَذْكُرُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَطْرُقَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ لَيْلًا أَوْ يُخَوِّنَهُمْ أَوْ يَلْتَمِسَ عَثَرَاتِهِمْ قَالَ سُفْيَانُ قَوْلُهُ أَوْ يُخَوِّنَهُمْ أَوْ يَلْتَمِسَ عَثَرَاتِهِمْ مَا أَدْرِي شَيْءٌ قَالَهُ مُحَارِبٌ أَوْ شَيْءٌ هُوَ فِي الْحَدِيثِ .

(ترجمہ) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا: اس سے کہ کوئی آدمی رات میں اپنے گھر میں آئے گھر والوں کی خیانت یا چوری پکڑنے کو یا ان کا قصور ڈھونڈنے کو۔

سفیان نے کہا، مجھے معلوم نہیں کہ: یخونھم اور یلتمس عثراتھم یہ محارب نے اپنی طرف سے کہا یا یہ حدیث کے الفاظ ہیں؟

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٢٤٣) مسلم (٧١٥/ ١٨٤) ابوداود (٢٧٧٨) ترمذی (٢٧١٢) ابویعلی (١٨٤٣) ابن حبان (٢٧١٣) الحمیدی (١٣٣٤)۔

تشریح: ......اس حدیث میں شوہر کو بدگمانی اور ٹوہ لگانے سے روکا گیا ہے حالانکہ زوجین ایک دوسرے کی طبیعت ومزاج اور عادت سے بھی واقف ہوتے ہیں پھر بھی اچانک رات میں آ دھمکنے سے روکا گیا ہے کیونکہ ہوسکتا ہے بیوی ایسی حالت میں ہو جو شوہر کو ناگوار گذرے۔ دوسرے یہ کہ اطلاع دے کر گھر آنے میں یہ حکمت ہے کہ دن میں عورت بناؤ سنگھار صفائی

ستھرائی کرلے جس سے شوہر کو راحت ملے نہ کہ دل شکنی ہو اور بہت سی حکمتیں ہیں جن کی وجہ سے رات میں اچانک گھر میں آنے سے روکا گیا ہے۔ ہاں گھر والوں کو رات میں آنے کا علم ہو تو کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم

[4]..... بَاب فِي إِفْشَاءِ السَّلَامِ

سلام کو عام کرنے کا بیان

2668۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ عَوْفٍ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ اسْتَشْرَفَهُ النَّاسُ فَقَالُوْا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَخَرَجْتُ فِيمَنْ خَرَجَ فَلَمَّا رَأَيْتُ وَجْهَهُ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ فَكَانَ أَوَّلَ مَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْأَرْحَامَ وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)).

(ترجمہ) عبداللہ بن سلام (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لا رہے تھے تو لوگ آپ کی راہ تک رہے تھے جب آپ تشریف لے آئے تو لوگ باہر نکل کر آئے۔ میں ان میں تھا اور جب میں نے آپ کا چہرہ مبارک دیکھا تو (دل میں) کہا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا، اس وقت سب سے پہلی بات جو میں نے آپ سے سنی یہ تھی: لوگو! سلام پھیلاؤ (یعنی آپس میں بھی سلام کیا کرو)، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، اور جب لوگ سوتے ہوں تو تم نماز پڑھو، جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

تخریج اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (٢٤٨٥) ابن ماجه (١٣٣٤) ابن سنی فی عمل الیوم واللیله (٢١٥) شرح السنه (٤/٤٠)، الحاکم (٣/١٣)، ابویعلی (١١/١٠٨) وغیرھم۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ افشاء اسلام، کھانا کھلانے، صلہ رحمی، اور رات میں نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے کیونکہ یہ اعمال جنت میں لیجانے والے ہیں۔ آپس میں محبت پیدا کرتے اور مخلوق کا ناطہ خالق سے جوڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو ان اعمال صالحہ کی توفیق بخشے آمین۔

[5]..... بَاب فِي حَقِّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ

مسلمان کے مسلمان پر حق کا بیان

2669۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ وَيَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ وَيَشْهَدُهُ إِذَا تُوُفِّيَ وَيُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ وَيَنْصَحُ لَهُ بِالْغَيْبِ)).

(ترجمہ) امیر المومنین علی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں: جب ملے تو اسے سلام کرے۔ جب اسے چھینک آئے تو جواب دے (یعنی چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہے) بیمار ہو جائے تو اس

کی بیمار پرسی کرے، جب اسے دعوت دے تو قبول کرلے، جب فوت ہو جائے تو (تجہیز و تکفین و تدفین میں) حاضری دے۔ جو اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے مسلمان بھائی کے لئے پسند کرے اور اس کی غیر حاضری میں اس کی خیر خواہی کرے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۲۷۳۶) ابن ماجه (۱۴۳۳) ابویعلی (۴۳۵) وغیرهم و له شاهد عند مسلم (۲۱۶۲)۔

تشریح: ......سلام کرنا، چھینک آنے پر جو الحمد للہ کہے اسے جواب دینا، بیمار پرسی کرنا، دعوت قبول کرنا، جنازے میں شریک ہونا، جو اپنے لئے پسند کرے وہی اس کے لئے پسند کرنا اور پیٹھ پیچھے اس کے ساتھ بھلائی کرنا یہ تمام حسن اخلاق اور اعمال صالحہ ہیں جن پر سب کو عمل کرنا چاہیے۔ آج کے دور میں پیٹھ پیچھے بھلائی کرنا بہت کم دیکھنے میں آتا ہے۔ اکثر مسلمان ایک دوسرے کی غیبت اور عیب جوئی کرتے ہیں جو بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالی سب کو ہدایت دے آمین۔

[6]..... بَاب فِي تَسْلِيمِ الرَّاكِبِ عَلَى الْمَاشِي

سوار کا پیدل چلنے والے کو سلام کرنے کا بیان

2670- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ أَخْبَرَنَا أَبُو هَانِيءٍ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ أَبَا عَلِيٍّ الْجَنْبِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْقَائِمُ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)).

(ترجمہ) فضالہ بن عبید (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوار پیدل چلنے والے کو، اور کھڑا شخص بیٹھے ہوئے کو، تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۲۷۰۵) ابن حبان (۴۹۷) موارد الظمآن (۱۹۳۶) ابوہانی کا نام حمید بن ہانی اور ابوعلی کا نام عمرو بن مالک ہے۔

فائدہ: ...... یہ سلام کرنے کے درجے اور مراتب ہیں۔ اس میں کسی آدمی کے رتبے اور مرتبے کا اعتبار نہ ہوگا۔

[7]..... بَاب فِي رَدِّ السَّلَامِ عَلَى أَهْلِ الْكِتَابِ

اہل کتاب کے سلام کا جواب دینے کا بیان

2671- أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ الْيَهُودَ إِذَا سَلَّمَ أَحَدُهُمْ فَإِنَّمَا يَقُولُ السَّامُ عَلَيْكَ قُلْ عَلَيْكَ)).

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہودیوں میں سے کوئی جب سلام کرتا ہے تو کہتا ہے "السام علیک" تمہیں موت آئے (سو) تم جواب میں کہو علیک یعنی تمہارے ہی اوپر موت پڑے۔

(تخریج) اس روایت کی سند بہت قوی ہے۔ دیکھئے: بخاری (۶۲۵۷) مسلم (۲۱۶۴) ابوداود (۵۲۰۶) ابن

حبان (۵۰۲) ۔

تشریح: ...... بخاری شریف (۶۲۵۶) میں عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: السام علیکم (تمہیں موت آئے) میں سمجھ گئی اور میں نے جواب دیا: علیکم السام واللعنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ صبر سے کام لو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا: آپ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا تھا؟ فرمایا: میں نے ان کا جواب دے دیا تھا کہ "علیکم" اور تمہیں بھی۔ یعنی جو تم نے کہا وہی تمہیں بھی نصیب ہوا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ کوئی غیر مسلم اس طرح کہے تو اس کا جواب علیک یا علیکم سے دینا چاہیے کہ تمہارے لئے بھی وہی جس کے تم مستحق ہو یا جو تم ہمارے لئے چاہتے ہو۔ علماء نے کہا ہے کہ علیکم کہنا "وعلیکم" سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے اور السام واللعنۃ کہنے سے روکا اس لئے کہ اس میں سخت کلامی اور خشونت ہے۔ واللہ اعلم

[8]..... بَاب فِي التَّسْلِيمِ عَلَى الصِّبْيَانِ

بچوں کو سلام کرنے کا بیان

2672۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَحَدَّثَ ثَابِتٌ أَنَّهُ كَانَ مَعَ أَنَسٍ فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَحَدَّثَ أَنَسٌ أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَمَرَّ بِصِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ.

(ترجمہ) سیار نے کہا: میں ثابت البنانی کے ہمراہ چل رہا تھا وہ بچوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں سلام کرتے، پھر حدیث بیان کی کہ وہ انس (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ تھے جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں سلام کرتے اور انس (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ بچوں کے پاس سے گذرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سلام کیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے۔ اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (۶۲۴۷) مسلم (۲۱۶۸) ابوداود (۵۲۰۲) ۔ ترمذی (۲۶۹۶) ابن ماجه (۳۷۰۰) احمد ۱۸۳/۳ ابویعلی (۳۷۹۹) شرح السنه (۳۳۰۵) عمل الیوم واللیله لابن السنی (۲۲۶)۔

تشریح: ...... بچوں کو سلام کرنے میں تواضع جھلکتی ہے اور اس میں ان کی دلجوئی کا اہتمام اور ان کے لئے سلامتی کی دعا ہے۔ اس کے علاوہ ان پر سلام کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے۔ اس لئے بچوں کو سلام کرنا سنت اور اسوہ پیغمبر ہے۔

[9]..... بَاب فِي التَّسْلِيمِ عَلَى النِّسَاءِ

عورتوں کو سلام کرنے کا بیان

2673۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنِي شَهْرٌ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ إِحْدَى نِسَاءِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ أَنَّهَا بَيْنَا هِيَ فِي نِسْوَةٍ مَرَّ عَلَيْهِنَّ النَّبِيُّ ﷺ فَسَلَّمَ

عَلَيْهِنَّ .

(ترجمہ) بنوعبدالاشہل کی ایک خاتون اسماء بنت یزید بن سکن (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ وہ کچھ عورتوں کے ساتھ تھیں جن کے پاس سے رسول اللہ ﷺ گزرے تو انہیں سلام کیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٥٢٠٤) ترمذی (٢٦٩٨) ابن ماجه (٣٧٠١) احمد (٤٥٢/٦) الادب المفرد (١٠٤٧)۔

تشریح: ......اس حدیث سے اجنبی مرد کا اجنبی عورتوں سے سلام کرنا ثابت ہوا۔ علمائے کرام نے کہا: اگر فتنے کا ڈر نہ ہوتو مرد عورت کو اور عورت مرد کو سلام کرسکتی ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے اور یہی صحیح ہے صحابہ کرام بھی ازواج مطہرات کو سلام کیا کرتے تھے۔ ہاں اجنبی عورت سے مصافحہ کرنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ سلام کرنے میں کوئی قباحت نہیں اور نہ جواب دینے میں کوئی حرج ہے۔ واللہ اعلم

[10]..... بَاب إِذَا قُرِءَ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامُ كَيْفَ يَرُدُّ

جب کسی کو سلام کیا جائے تو جواب کس طرح دے؟

2674- أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا عَائِشُ هَذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ)). قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرَى مَا لَا أَرَى .

(ترجمہ) نبی ﷺ کی زوجہ مبارکہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے کہا: اے عائش یہ جبریل علیہ السلام ہیں جو تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

انہوں نے کہا: اور آپ ﷺ وہ دیکھ رہے تھے جو میں نہ دیکھتی تھی۔ (یعنی جبریل علیہ السلام کو)

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٢٤٩) مسلم (٢٤٤٧/ ٩١) ابوداود (٥٢٣٢) ترمذی (٢٦٩٣) نسائی (٣٩٥٨) ابن ماجه (٣٦٩٦) ابويعلى (٤٧٨١) ابن حبان (٧٠٩٨) الحميدى (٢٧٩)۔

تشریح: ......اس حدیث سے کسی اجنبی کا اجنبی عورت کو سلام کرنا اور عورت کا اسے جواب دینا ثابت ہوا نیز یہ کہ اس کا جواب وعلیکم السلام نہیں بلکہ وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سے دینا چاہیے۔ اس حدیث سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ روح القدس انہیں سلام کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک اور لطف وکرم بھی معلوم ہوا اور یہ کہ لاڈ و پیار میں شوہر اپنی بیوی کا نام بدل کر کسی پیارے نام سے پکار سکتا ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائش، عائشہ نہیں کہا ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (احزاب: ٢١/٢١)۔ ترجمہ: ''یقیناً تمہارے لئے

اللہ کے رسول میں عمدہ نمونہ موجود ہے"۔

[11]..... بَاب فِي رَدِّ السَّلَامِ

سلام کا جواب دینے کا بیان

2675۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ هُوَ ابْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ حِينَ قَضَى صَلَاتَهُ فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ حَيَّا بِتَحِيَّةِ الْإِسْلَامِ قَالَ((عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ مِمَّنْ أَنْتَ)) . قَالَ قُلْتُ مِنْ غِفَارٍ قَالَ فَأَهْوَى بِيَدِهِ قُلْتُ فِي نَفْسِي كَرِهَ أَنِّي انْتَمَيْتُ إِلَى غِفَارٍ .

(ترجمہ) ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نماز پڑھ چکے تو میں آپ کے پاس آیا اور میں وہ پہلا شخص تھا جس نے اسلامی سلام کیا۔ آپ ﷺ نے جواب میں کہا: علیک السلام ورحمۃ اللہ۔ تم کون سے قبیلے سے ہو؟ میں نے کہا: غفار سے، آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا (یا جھکالیا) میں نے اپنے دل میں کہا: شاید آپ کو غفار کی طرف میری نسبت اچھی نہیں لگی۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (٢٤٧٣) ابن حبان (٧١٣٣) ابن ابی شیبه (١٧٤٤٧) مشکل الآثار (٦/٢)۔

تشریح:...... مسلم شریف کی مفصل وطویل روایت ہے کہ میں نے کہا اور میں پہلا شخص تھا جس نے کہا: السلام علیک آپ نے جواب میں وعلیک السلام ورحمۃ اللہ کہا۔ اس سے سلام کرنے اور جواب دینے کا طریقہ معلوم ہوا ناپسندیدگی کا اظہار ہوسکتا ہے، ابوذر کا گمان ہو یا ہوسکتا ہے قوم غفار کی شرارت یا حرام مہینے کو حلال سمجھنے کی وجہ سے ہو جیسا کہ مسلم کی روایت کے شروع میں ہے، یا یہ نام ہی ناپسند ہو کیونکہ غفار کے معنی ہیں داغ دار چہرے والا۔ واللہ اعلم

[12]..... بَاب فِي فَضْلِ التَّسْلِيمِ وَرَدِّهِ

سلام کرنے اور جواب دینے کی فضیلت کا بیان

2676۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ وَقَالَ عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ وَقَالَ((عِشْرُونَ)) ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ فَرَدَّ عَلَيْهِ وَقَالَ: ((ثَلَاثُونَ)).

(ترجمہ) عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ایک صحابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: السلام علیکم، آپ نے جواب دیا اور فرمایا: دس۔ پھر دوسرے صحابی آئے اور اس طرح سلام کیا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ نے اس کا بھی جواب دیا اور

فرمایا: بیس پھر ایک اور صحابی حاضر ہوئے۔ سلام کیا: اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ نے جواب دیا اور فرمایا: تیس (یعنی ان کے لئے تین کلموں پر تیس نیکیاں ہیں)۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۵۱۹۵) ترمذی (۲۶۹۰) طبرانی (۱۸/ ۱۳۴) (۲۸۰) ویشهد له مافی صحیح ابن حبان (۴۹۳)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف السلام علیکم کہنے پر دس نیکیاں ورحمۃ اللہ کے اضافے پر بیس نیکیاں اور برکاتہ کے اضافہ پر تیس نیکیاں ہیں اور اسی طرح جواب دینے والے کے لئے نیکیاں ہیں۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے ترجمہ: ''جب تم سے سلام کیا جائے تو اس سے اچھا جواب دو یا کم از کم جیسا کسی نے سلام کیا ویسا ہی جواب دو......'' (نساء: ۵/۸۶)۔

[13]..... بَاب إِذَا سُلِّمَ عَلَى الرَّجُلِ وَهُوَ يَبُولُ
پیشاب کرتے ہوئے اگر کوئی سلام کرے تو جواب دینا چاہیے؟

2677۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْحُضَيْنِ عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ أَنَّهُ سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ حَتَّى تَوَضَّأَ فَلَمَّا تَوَضَّأَ رَدَّهُ عَلَيْهِ.

(ترجمہ) مہاجر بن قنفذ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سلام کیا۔ اس وقت آپ پیشاب کر رہے تھے تو آپ نے ان کے سلام کا جواب نہیں دیا پھر آپ نے وضو کیا۔ تب سلام کا جواب دیا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۱۷) نسائی (۳۸) ابن ماجه (۳۵۰) بسند ضعیف عن ابی هریره نیز دیکھئے: احمد (۵/ ۸۰)، ابن حبان (۸۰۳) موارد الظمآن (۱۸۹) طبرانی (۲۰/۳۲۹) (۷۸۰) وغیرهم۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب کرنے والے کو نہ سلام کرنا چاہیے اور نہ وہ ایسی حالت میں جواب دے اور جواب دینے کے لئے وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔ ابن ماجہ میں ہے کہ آپ نے تیمّم کیا پھر جواب دیا لیکن وہ روایت بہت ضعیف ہے۔ کما مر آنفا۔

[14]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ الدُّخُولِ عَلَى النِّسَاءِ
عورتوں کے پاس داخل ہونے کی ممانعت کا بیان

2678۔ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ بِسْطَامَ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَدْخُلُوا عَلَى النِّسَاءِ)). قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا الْحَمْوُ قَالَ: ((الْحَمْوُ الْمَوْتُ)). قَالَ يَحْيَى الْحَمْوُ يَعْنِي قَرَابَةَ الزَّوْجِ.

(ترجمہ) عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کے پاس (تنہائی میں) نہ جاؤ صحابہ نے عرض کیا: یا

رسول اللہ حمو کے سوا (یعنی حمو کو اس سے مستثنیٰ کر دیجئے) فرمایا: حمو ہی تو موت ہے۔

یحییٰ بن بسطام نے کہا: حمو سے مراد شوہر کے عزیز و اقارب بھائی وغیرہ ہیں یعنی عورت کے جیٹھ دیور وغیرہ)

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۵۲۳۲) مسلم (۲۱۷۲) ترمذی (۱۱۷۱) ابن حبان (۵۵۸۸) ۔ اسی طرح کی حدیث آگے (۲۸۱۷) نمبر پر آ رہی ہے۔

تشریح: ......اس حدیث کو شیخین نے الخلوۃ بالاجنبیہ کے باب میں ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبی عورت کے ساتھ خلوت کرنا حرام ہے اور اجنبی سے مراد ہر وہ شخص ہے جس کا اس عورت سے نکاح ہو سکتا ہو اور حمو سے بھی مراد خاوند کے وہ رشتے دار ہیں جن کا نکاح اس عورت سے جائز ہو جیسے شوہر کا بھائی اس کا بھتیجا، بھانجا، چچازاد بھائی، ماموں زاد بھائی وغیرہ جن سے کسی جائز صورت میں اس عورت کا نکاح ہو سکتا ہو لیکن وہ رشتے دار مراد نہیں ہیں جو محرم ہیں جیسے خاوند کا باپ اور اس کا بیٹا ان کا تنہائی میں جانا جائز ہے کیونکہ بیٹے کی بہوان پر حرام ہے۔ ﴿وَحَلَائِلُ أَبْنَاءِ كُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ﴾ (نساء: ۲۳/٤)۔ یعنی: تمہارے بیٹوں کی بیویاں تمہارے اوپر حرام کی گئی ہیں۔

[15]..... بَاب فِي نَظْرَةِ الْفُجَأَةِ

اچانک کسی عورت پر نظر پڑ جانے کا بیان

2679۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ يُونُسَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَرِيرٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ نَظْرَةِ الْفَجْأَةِ فَقَالَ:((اصْرِفْ بَصَرَكَ)) .

(ترجمہ) جریر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ناگاہ (اچانک) نظر پڑنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: اپنی نظر پھیر لو۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۲۱۵۹) ابوداود (۲۱٤۸) ترمذی (۲۷۷٦) ابن حبان (۵۵۷۱)

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر اجنبی عورت پر اچانک نظر پڑ جائے تو گناہ نہ ہوگا لیکن اسی وقت نگاہ پھیر لینا واجب ہے۔ پھر اگر عمداً دیکھے گا تو گنہگار ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ پہلی نظر میں کچھ نہیں اور دوسری بار دیکھنا جائز نہیں۔ دیکھئے حدیث (۲۷۴۴)

[16]..... بَاب فِي ذُيُولِ النِّسَاءِ

عورتوں کے دامن لٹکانے کا بیان

2680۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ إِسْحٰقَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَيْلِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ ((شِبْرًا)) فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِذَنْ تَبْدُو أَقْدَامُهُنَّ قَالَ:((فَذِرَاعًا لَا يَزِدْنَ عَلَيْهِ)) . قَالَ عَبْد اللّٰهِ النَّاسُ يَقُولُونَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ .

(ترجمہ) ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) نبی کریم ﷺ کی زوجہ نے کہا: نبی کریم ﷺ سے عورتوں کے دامن کے بارے میں پوچھا گیا؟ (یعنی کتنا لٹکائیں) فرمایا: ایک بالشت (بڑا رکھیں)۔ ام سلمہ نے کہا: یا رسول اللہ پھر تو چلتے میں قدم کھل جائیں گے؟ فرمایا: پھر ایک ہاتھ لٹکا لیں اس سے زیادہ نہیں۔

امام دارمی نے کہا: کہتے ہیں نافع نے سلیمان بن یسار سے روایت کیا ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند ابن اسحاق کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن اس کی متابع موجود ہے۔ دیکھئے: ابو داود (٤١١٧) ترمذی (١٧٣٢) نسائی (٥٣٥٣) ابویعلی (٦٨٩١) ابن حبان (٥٤٥١) موارد الظمآن (١٤٥١)

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو اپنا دامن یا عباء نیچی رکھنی چاہیے تاکہ اس کے قدم پر بھی کسی کی نظر نہ پڑے۔

[17]..... بَاب فِي كَرَاهِيَةِ إِظْهَارِ الزِّينَةِ

عورت کا اپنی زیب وزینت ظاہر کرنے کی کراہت کا بیان

2681- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ حَدَّثَنِي رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ عَنِ امْرَأَتِهِ عَنْ أُخْتٍ لِحُذَيْفَةَ قَالَتْ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ:((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ أَمَا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحَلَّيْنَ بِهِ أَمَا إِنَّهُ لَيْسَتْ مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تَحَلَّى الذَّهَبَ فَتُظْهِرَهُ إِلَّا عُذِّبَتْ بِهِ)).

(ترجمہ) حذیفہ (رضی اللہ عنہ) کی بہن نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو فرمایا: اے عورتو! کیا تم چاندی کے زیور نہیں پہن سکتیں؟ دیکھو: تم میں سے جو عورت بھی سونے کا زیور پہن کر اس کو دکھلائے گی (یعنی اپنی زینت ظاہر کرے گی مردوں پر فخر وغرور اور بے غیرتی سے) تو وہ اس کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کی جائے گی۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ تمام روایات میں امراۃ مجہول عورت ہے۔ دیکھئے: ابو داود (٤٢٣٧) نسائی (٥١٥٢) احمد (٣٥٧/٦) ،نسائی فی الکبری (٩٤٣٧) طبرانی (٦٢٤) نیز دیکھئے: المحلی لابن حزم (٨٣/١٠)

تشریح: ......حدیث ضعیف ہے۔ اس لئے سونے کے زیور کے استعمال سے ممانعت کی دلیل نہیں بن سکتی۔ عورت کے لئے سونے وچاندی کے زیور پہننے کی اجازت ہے۔ رہا مسئلہ زیب وزینت دکھانے کا تو یہ سونے چاندی اور کپڑے ومیک اپ سب کو داخل ہے اور کسی بھی مسلمان عورت کے لئے اپنی زینت کا اظہار کرنا جائز نہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ ترجمہ: ''اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرو......'' (الاحزاب: ٣٣/٢٢)۔

[18]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ الطِّيبِ إِذَا خَرَجَتْ

عورت جب باہر نکلے تو خوشبو نہ لگائے

2682- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُمَارَةَ عَنْ غُنَيْمِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي مُوسَى أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ

ثُمَّ خَرَجَتْ لِيُوْجَدَ رِيحُهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ وَكُلُّ عَيْنٍ زَانٍ وَقَالَ أَبُو عَاصِمٍ يَرْفَعُهُ بَعْضُ أَصْحَابِنَا .

(ترجمہ) ابوموسی اشعری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے: جو عورت عطر لگا کر باہر نکلے کہ لوگ اس کی خوشبو سونگھیں تو وہ زانیہ ہے، اور ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے۔

ابوعاصم نے کہا: ہمارے بعض مشائخ نے اس کو مرفوعا روایت کیا ہے۔

(**تخریج**) مذکورہ بالا حدیث کی سند مرسل ہے لیکن دیگر کتب حدیث میں مرفوعا نبی کریم ﷺ سے صحیح سند سے مروی ہے۔ دیکھئے: ترمذی (٢٧٨٦) نسائی (٥١٤١) ابن حبان (٤٤٢٤) موارد الظمان (١٤٧٤) اور اس میں ہے کل عین زانية بدل زانی اور زانیہ ہی صحیح ہے۔

تشریح: ......عورت کا خوشبو لگا کر باہر نکلنا حرام ہے۔ چاہے وہ پرفیوم ہو، سینٹ ہو یا اور کوئی خوشبو، بلکہ نسائی شریف (۵۱۴۲) میں ہے کہ جو عورت خوشبو لگالے اور اسے مسجد میں آنا ہو تو غسل کرلے غسل جنابت کی طرح، اور ایسی عورت کے لئے بڑی توہین اور گناہ کی وعید سنائی کہ وہ زانیہ عورت کی طرح سے ہے لہٰذا عورتوں کو سینٹ وغیرہ لگا کر گھر سے باہر نکلنے سے بچنا چاہیے۔

[19]..... بَاب فِي الْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ
نقلی بالوں کا جوڑ لگانے اور بدن کو گودنے کا بیان

2683۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ فَجَاءَتْ فَقَالَتْ بَلَغَنِي أَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيهِ مَا تَقُولُ قَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ أَمَا قَرَأْتِ: ﴿مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ [الحشر: ٧] فَقَالَتْ بَلَى قَالَ فَإِنَّهُ قَدْ نَهَى عَنْهُ . فَقَالَتْ فَإِنِّي أَرَى أَهْلَكَ يَفْعَلُونَهُ . قَالَ فَادْخُلِي فَانْظُرِي فَدَخَلَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا فَقَالَ لَوْ كَانَتْ كَذٰلِكِ مَا جَامَعْتُهَا .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: اللہ نے لعنت کی گودنے والیوں پر اور گودوانے والیوں پر، بال اکھاڑنے والیوں پر، اور دانتوں میں شگاف خوبصورتی کے لئے کشادہ کروانے والیوں پر، اللہ کی خلقت کو بدلنے والیوں پر، یہ حدیث بنی اسد کی ایک عورت کو پہنچی جس کو ام یعقوب کہا جاتا تھا وہ (عبداللہ کے پاس) آئی اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم نے ایسا ایسا کہا ہے؟ انہوں نے کہا تجھے کیا ہوا کہ میں لعنت نہ کروں اس پر جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی اور یہ بات تو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھی موجود ہے۔ وہ بولی: میں نے تو پورا قرآن پاک پڑھا ہے لیکن جو تم کہتے ہو اس میں نہیں پایا؟ عبداللہ نے کہا: اگر تم نے (غور

سے) قرآن پڑھا ہوتا تو اس میں ضرور پاتی کیا تم نے پڑھا نہیں: ''جو حکم رسول تمہیں دیں اس پر عمل کرو اور جس سے تم کو منع کر دیں اس سے رک جاؤ......'' (حشر: ۷/۵۹) کہا: ہاں یہ تو پڑھا ہے عبداللہ نے کہا: تو آپ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔ اس خاتون نے کہا: میں دیکھتی ہوں کہ تمہاری گھر والی تو ایسا کرتی ہے کہا: جاؤ دیکھ لو چنانچہ وہ گھر میں داخل ہوئی اور اس نے غور سے دیکھا لیکن ایسی کوئی بات نہیں دیکھی۔ عبداللہ نے کہا: اگر میری بیوی ایسی خلاف ورزی کرتی تو میں اس سے جماع ہی نہ کرتا۔

توضیح: ......یعنی میری بیوی اگر ایسا کام کرتی جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے تو میں اسے رکھتا ہی نہیں بلکہ طلاق دے کر بھگا دیتا۔ سبحان اللہ صحابہ کرام سنت کے کیسے شیدائی اور پیروکار تھے (رضی اللہ عنہم وارضاہم)

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٤٨٨٦) مسلم (٢١٢٥) ابوداود (٤١٦٩) ترمذی (٢٧٨٢) نسائی (٥٢٦٧) ابن ماجه (١٩٨٩) ابويعلى (٥١٤١) ابن حبان (٥٥٠٤) الحميدى(٩٧)۔

تشریح: ......اس حدیث سے بدن کو گودوانے، چہرے اور بھنووں کے بال اکھاڑنے، دانتوں میں کشادگی کروانے، اور اللہ کی بنائی ہوئی صورت و شکل کو بگاڑنے کی ممانعت اور ایسی عورت پر لعنت کی گئی ہے۔ جو ان کاموں کو کرائے نیز معلوم ہوا کہ جس طرح قرآن پاک کی پیروی ضروری ہے اسی طرح حدیث رسول پر بھی عمل ضروری ہے۔ صرف قرآن کریم پر ایمان و عمل کافی نہیں۔ اور جو قرآن و حدیث کی پیروی نہ کرے اس کے ساتھ رہن سہن بھی درست نہیں۔

[20]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ مُكَامَعَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ وَالْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ

آدمی کا آدمی کے ساتھ اور عورت کا عورت کے ساتھ لیٹنے کی ممانعت کا بیان

2684- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ الْحَضْرَمِيُّ أَخْبَرَنِي عَيَّاشُ بْنُ عَبَّاسٍ الْحِمْيَرِيُّ عَنْ أَبِي الْحُصَيْنِ الْحَجْرِيِّ عَنْ أَبِي عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا رَيْحَانَةَ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ عَشْرِ خِصَالٍ مُكَامَعَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ فِي شِعَارٍ وَاحِدٍ لَيْسَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ وَمُكَامَعَةِ الْمَرْأَةِ الْمَرْأَةَ فِي شِعَارٍ وَاحِدٍ لَيْسَ بَيْنَهُمَا شَيْءٌ وَالنَّتْفِ وَالْوَشْمِ وَالنُّهْبَةِ وَرُكُوبِ النُّمُورِ وَاتِّخَاذِ الدِّيبَاجِ هَا هُنَا عَلَى الْعَاتِقَيْنِ وَفِي أَسْفَلِ الثِّيَابِ . قَالَ عَبْد اللَّهِ أَبُو عَامِرٍ شَيْخٌ لَهُمْ وَالْمُكَامَعَةُ الْمُضَاجَعَةُ .

(ترجمہ) ابوعامر نے کہا: میں نے صحابی رسول ﷺ ابوریحانہ شمعون بن زید (رضی اللہ عنہ) سے سنا وہ کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ دس باتوں سے منع فرماتے تھے۔ دو مردوں کے ایک ساتھ بغیر لباس کے (ننگے) سونے سے، اور دو عورتوں کے ایک ساتھ بغیر لباس کے سونے سے، بال اکھاڑنے سے (یعنی زینت کے لئے سر یا داڑھی کے سفید یا پلکوں کے بال اکھاڑنے سے) اور نیلا گودنے سے، لوٹنے سے (یعنی پرایا مال لوٹنے، ڈاکہ زنی سے) اور چیتوں کی سواری کرنے سے، یا ریشمی کپڑا کندھوں پر ڈالنے

سے، یا کپڑوں کے نیچے ریشم لگانے سے۔

امام دارمی نے کہا: ابوعامر (الحجری) ان کے شیخ ہیں اور مکامعہ کے معنی ہیں مضاجعہ (یعنی ایک ساتھ لیٹنا)

(**تخریج**) اس حدیث کی سند میں ابوعامر الحجری الازدی المعافری جن کا نام عبداللہ بن جابر ہے جو حجر الأزد قبیلہ سے تھے اور یہ مقبول ہیں، باقی رجال الحدیث ثقہ ہیں دیکھئے: ابوداود (٤٠٤٩) ونسائی (٥١٢٦) وابن ماجہ (٣٦٥٥) مختصرا واحمد (١٣٤/٤) وابن ابی شیبہ (٥٢٩٥)۔

تشریح: ......اس حدیث میں بال اکھاڑنے، گودنے، گوودوانے، لوٹ، مار، ڈاکہ زنی سے منع کیا گیا ہے اور چیتوں کی سواری کرنے، مردوں کے لیے ریشم وحریر کے رول رکھنے یا اس کے گوٹہ کناری لگانے سے بھی منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ دنیا دار متکبرین و گھمنڈی لوگوں کے افعال ہیں۔ اسی طرح مرد کا مرد کے ساتھ اور عورت کا عورت کے ساتھ ایک چادر میں برہنہ سونا منع ہے۔ یہ بہت ہی برا فعل قبیح ہے، جو حرام کاری کی طرف لے جاتا ہے اور یہ تمام افعال واعمال حرام ہیں ان سے بچنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

[21]..... بَاب: لَعْنِ الْمُخَنَّثِينَ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ

عورتوں کی مشابہت کرنے والے مخنث اور مردوں کے مشابہہ بننے والی عورتوں کا بیان

2685۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامٌ هُوَ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ قَالَ فَأَخْرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فُلَانًا وَأَخْرَجَ عُمَرُ فُلَانًا أَوْ فُلَانَةَ . قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَأَشُكُّ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مخنث مردوں پر اور مردوں کی چال ڈھال اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی اور فرمایا: ان زنانے مردوں کو اپنے گھروں سے باہر نکال دو۔

ابن عباس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فلاں ہیجڑے کو نکال باہر کیا تھا اور عمر (رضی اللہ عنہ) نے فلاں یا فلانہ (مرد یا عورت) کو نکال دیا تھا۔ امام دارمی نے کہا: یہ شک مجھے ہوا ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٨٨٥، ٥٨٨٦) ترمذی (٢٧٨٥) ابویعلی (٢٤٣٣) شرح السنة (٣٢٠٧)۔

تشریح: ......"مخنث" مرد وعورت کی درمیانی مخلوق ہے جو نہ مرد ہوتے ہیں اور نہ عورت۔ عرف عام میں ان کو ہیجڑے کہا جاتا ہے۔ مردوں کا زنانی حرکات اختیار کرنا، بال، کپڑے، چال چلن میں عورتوں کی مشابہت اور عورتوں کا اسی طرح مردوں کی مشابہت اختیار کرنا نہایت مذموم فعل ہے اور ایسے لوگ بڑے منہ پھٹ، بے غیرت، بے حیاء ہوتے ہیں اس لئے ان کو گھروں سے باہر نکال دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ آج کل فیشن کے طور پر اسکول کالج کے لڑکے اور لڑکیاں ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔

شریعت اسلامیہ ان مذموم حرکات سے روکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس جنس کو جیسا بنایا ہے اس کو ویسے ہی رہنا چاہیے۔ واللہ اعلم

[22]..... بَاب فِي أَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ

اس کا بیان کہ ران عورۃ ہے

2686۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ زُرْعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ قَالَ جَلَسَ عِنْدَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَفَخِذِي مُنْكَشِفَةٌ فَقَالَ خَمِّرْ عَلَيْكَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ .

(ترجمہ) زرعہ بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد عبدالرحمٰن (بن جرہد رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا جو اصحاب صفہ میں سے تھے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس بیٹھے اور میری ران کھلی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا: اس کو ڈھک لو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ران عورۃ ہے (یعنی چھپانے کی چیز ہے)۔

(تخریج) اس حدیث کی اسناد جید ہے۔ دیکھئے: ابو داود (٤٠١٤) ترمذی (٢٧٩٥) ابن حبان (١٧١٠) موارد الظمآن (٣٥٣) الحمیدی (٨٨٠)۔ سنن ابی داود میں ہے کہ جرہد اصحاب صفہ میں سے تھے، نیز عبدالرحمٰن بن جرہد کا شمار صحابہ میں نہیں ہے۔

تشریح: ......امام اوزاعی سے مروی ہے کہ مسجد میں ران جانگھ عورۃ ہے۔ حمام میں نہیں۔ اکثر علماء اور مجتہدین کا قول یہی ہے کہ ران عورۃ ہے اس کو چھپانا چاہیے اس سے معلوم ہوا کہ جانگھیا نیکر پہننا درست نہیں کیونکہ ران اس سے کھلی رہتی ہے بلکہ شرم گاہ تک کھل جاتی ہے اور لڑکی تو سر سے پیر تک عورت ہے اس لئے مسلمان لڑکیوں کا اسکول میں فراک نیکر اسکرٹ وغیرہ پہننا بالکل حرام ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

[23]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ دُخُولِ الْمَرْأَةِ الْحَمَّامَ

عورت کو اس حمام میں جانے کی ممانعت جہاں مرد نہاتے ہوں

2687۔ أَخْبَرَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ نِسْوَةٌ مِنْ أَهْلِ حِمْصَ يَسْتَفْتِينَهَا فَقَالَتْ لَعَلَّكُنَّ مِنَ النِّسْوَةِ اللَّاتِي يَدْخُلْنَ الْحَمَّامَاتِ قُلْنَ نَعَمْ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنْ امْرَأَةٍ تَضَعُ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا هَتَكَتْ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ . قَالَ أَبُو مُحَمَّد أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ عَائِشَةَ هَذَا الْحَدِيثَ .

(ترجمہ) سالم بن ابی الجعد نے کہا ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی خدمت میں کچھ حمص (شام) کی عورتیں حاضر ہوئیں ان سے کچھ پوچھنا چاہتی تھیں۔ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: شاید تم ان عورتوں میں سے ہو جو حمام میں جاتی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں،

عائشہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے۔ جس عورت نے اپنے خاوند کے گھر کے سوا کسی اور جگہ اپنے کپڑے اتارے تو اس نے وہ پردہ پھاڑ ڈالا جو اس کے اور اللہ کے درمیان ہے۔

امام دارمی نے کہا: ہمیں عبیداللہ نے خبر دی اسرائیل سے، انہوں نے منصور سے، انہوں نے سالم سے انہوں نے ابوالملیح سے، انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث روایت کی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں انقطاع ہے کیونکہ سالم بن ابوالجعد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنا لیکن امام دارمی نے دوسری سند میں سالم اور عائشہ کے درمیان ابوالملیح کا ذکر کیا ہے جنہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے لہٰذا سند صحیح ہے اور ابوداود وترمذی وابن ماجہ میں اسی طرح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٤٠١٠) ترمذی (٢٨٠٣) ابن ماجه (٣٧٥٠) ابويعلى (٤٣٩٠) المستدرك للحاكم (٤/٢٨٩)۔

تشریح: ...... پہلے زمانے میں گھروں میں غسل خانوں کا رواج نہ تھا اور مرد وعورت باہر جا کر حمامات میں نہایا کرتے تھے جہاں مالش بھی ہوتی، گرم پانی ملتا اور اکثر عورت مرد یکجا ہو جاتے، عریانیت وفحاشی فسق وفجور تک نوبت پہنچ جاتی۔ آج تک ہندوستان و پاکستان میں بعض مقامات میں ایسے حمام پائے جاتے ہیں کیونکہ اس میں اختلاط مرد وزن اور بے حیائی ہوتی ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان حمامات میں جانے سے منع فرمایا۔ ہاں مرد کے لئے کامل ستر پوشی کے ساتھ جہاں اختلاط نہ ہو نہانا جائز ہے اور مرد کا مرد کے سامنے بھی کشف ستر جائز نہیں چہ جائے کہ مرد عورت کے سامنے یا عورت مرد کے سامنے برہنہ ہو۔ یہ اللہ کے پردے کو چاک کرنا ہے یعنی شرم وحیا تقوی و پرہیز گاری اور عصمت وعفت کا پردہ ایسا کرنے سے پھٹ جاتا ہے کیونکہ عورت جب اپنے گھر کے علاوہ کہیں کپڑے اتارے گی تو اس کا فسق وفجور میں مبتلا ہونا یقینی ہے۔

[24]..... بَاب لَا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ مِنْ مَجْلِسِهِ

کوئی آدمی اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے ہرگز نہ اٹھائے

2688۔ أَخْبَرَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ يَعْنِي أَخَاهُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَقْعُدُ فِيهِ وَلَكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا۔

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے تا کہ خود وہاں بیٹھ جائے ہاں جگہ دے دو یا مجلس میں کشادگی رکھو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٢٦٩، ٦٢٧٠) مسلم (٢١٧٧) ابوداود (٤٨٢٨) ترمذی (٢٧٤٩) ابن حبان (٥٨٦) الحميدی (٦٧٩)۔

تشریح: ...... آداب مجلس میں سے ہے کہ جو شخص پہلے جہاں آ کر بیٹھ گیا اسے کسی امیر کبیر کے لئے اس کی جگہ سے نہ اٹھایا جائے کیونکہ اس میں بیٹھنے والے کی اہانت وحقارت ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ یہ حکم خاص مجالس کے لئے ہے مگر صحیح یہ ہے

کہ یہ حکم عام ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے کہ ان کے لئے کوئی شخص اپنی جگہ چھوڑ دیتا تو وہ کبھی وہاں نہیں بیٹھتے تھے۔

[25]..... بَاب إِذَا قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ

کوئی آدمی اپنی جگہ سے اٹھ کر جائے واپس آ کر وہی اس جگہ بیٹھنے کا زیادہ مستحق ہے

2689۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ أَوِ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی یا یہ کہا جب کوئی آدمی اپنی جگہ سے اٹھ جائے (کسی حاجت سے) پھر لوٹ کر آئے تو وہی زیادہ حقدار ہے اس جگہ بیٹھنے کا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۲۱۷۹) ابوداود (۴۸۵۳) ابن ماجه (۳۷۱۷) ابن حبان (۵۸۸) موارد الظمآن (۱۹۵۷)۔

فائدہ:...... جو آدمی واپس آنے کی نیت سے کسی حاجت کے لئے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہیں جائے واپس آ کر اس جگہ بیٹھنے کا وہی زیادہ حقدار ہے۔ کوئی دوسرا شخص بیٹھ بھی جائے تو اس کو وہاں سے ہٹ جانا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

[26]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ الْجُلُوسِ فِي الطُّرُقَاتِ

راستوں میں بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

2690۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِنَاسٍ جُلُوسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ إِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ فَاعِلِينَ فَاهْدُوا السَّبِيلَ وَأَفْشُوا السَّلَامَ وَأَعِينُوا الْمَظْلُومَ قَالَ شُعْبَةُ لَمْ يَسْمَعْ هَذَا الْحَدِيثَ أَبُو إِسْحٰقَ مِنَ الْبَرَاءِ.

(ترجمہ) براء (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انصار کے کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے جو راستے میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: اگر تمہارا یہاں بیٹھنا ضروری ہی ہے تو (بھولے بھٹکے کو) راستہ بتاؤ، سلام کا جواب دو، اور مظلوم کی مدد کرو۔ شعبہ نے کہا: ابواسحاق نے اس حدیث کو براء سے نہیں سنا۔

(تخریج) اس روایت کی سند میں انقطاع ہے لیکن دیگر اسانید سے یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۲۷۲۶) ابویعلی (۱۷۱۷) مشکل الآثار للطحاوی (۱/ ۶۰) اور بخاری و مسلم میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اس کا شاہد موجود ہے: ایاکم والجلوس فی الطرقات...... دیکھئے: بخاری (۶۲۲۹) مسلم (۲۱۲۱) ابویعلی (۱۲۴۷) ابن حبان (۵۹۵) موارد الظمآن (۱۹۵۴)۔

تشریح:...... بازار اور راستے ایسی جگہیں ہیں کہ انسان وہاں بیٹھ کر ذکر الٰہی سے غافل، غیبت و چغلی میں ملوث عورتوں کو دیکھنے اور کئی فتنوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اسی لئے حکم ہوا کہ اگر بیٹھنا ضروری ہو تو مذکورہ بالا افعال و اعمال سے گریز کیا جائے

جیسا کہ صحیحین میں ہے کہ بیٹھنا اتنا ضروری ہی ہو تو راستے کو اس کا حق ادا کرو اور وہ یہ ہے کہ نظر نیچی رکھو، راستے سے رکاوٹ ہٹادو، سلام کا جواب دو اور اچھی بات کا حکم دو، بری بات یا برے کام سے روکو، اگر یہ کام کوئی نہ کر سکے تو راستے میں نہ بیٹھنا ہی بہتر ہے۔ واللہ اعلم

[27]..... بَاب فِي وَضْعِ إِحْدَى الرِّجْلَيْنِ عَلَى الْأُخْرَى

ایک پیر دوسرے پر رکھنے کا بیان

2691۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى.

(ترجمہ) عباد بن تمیم نے اپنے چچا عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا اور آپ اپنا ایک پاؤں دوسرے پر رکھے ہوئے تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث بھی متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٤٧٥) مسلم (٢١٠٠) ابوداود (٤٨٦٦) ترمذی (٢٧٦٥) نسائی (٧٢٠) ابن حبان (٥٥٥٢) الحمیدی (٤١٨)۔

تشریح: ......اس حدیث سے وقت ضرورت مسجد میں لیٹنا، چت لیٹنا پیر پر پیر رکھ لینا ثابت ہوا۔ بعض روایت میں چت لیٹ کر ایک پاؤں دوسرے پر رکھنے کی ممانعت بھی آئی ہے لیکن اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا اس طرح لیٹنا ثابت ہے عمر و عثمان رضی اللہ عنہما سے بھی ایسے لیٹنا ثابت ہے اس لئے کہا جائے گا کہ ممانعت اس صورت میں ہے کہ جب شرم گاہ بے پردہ ہونے کا خطرہ ہو جو شخص ستر پوشی کا پورا خیال رکھے اس کے اس طرح لیٹنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

[28]..... بَاب لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ صَاحِبِهِمَا

دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر کانا پھوسی نہ کریں

2692۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ صَاحِبِهِمَا فَإِنَّ ذَلِكَ يُحْزِنُهُ.

(توجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم تین آدمی ہو تو تم دو آدمی تیسرے کو اکیلا چھوڑ کر کانا پھوسی نہ کرو کیونکہ اس سے اس (تیسرے) کو رنج ہوگا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٢٩٠) مسلم (٣٨/٢١٨٤) ابوداود (٤٨٥٢) ترمذی (٢٨٢٥) ابن ماجہ (٣٧٧٥) ابویعلی (٥١١٤) ابن حبان (٥٨٣)۔

تشریح: ......تیسرے کی موجودگی میں دو آدمی کا الگ ایک دوسرے سے سرگوشی کرنا منع ہے کیونکہ اس سے تیسرے آدمی کو وہم ہو سکتا ہے کہ اس کی برائی یا اس کے خلاف تو کوئی پلان یا سازش نہیں کر رہے ہیں یا اس کو قابل اعتماد نہ سمجھا اور اس

سے اس کے دل کو ٹھیس لگے گی ہاں تین سے زیادہ آدمی ہو تو چپکے چپکے کانا پھوسی کرنے میں حرج نہیں لیکن انسان کو مظان الریب والشک سے بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ﴾ کانا پھوسی شیطانی کام ہے۔

(مجادلہ: ۲۸/ ۱۰)

[29]..... بَاب فِي كَفَّارَةِ الْمَجْلِسِ
مجلس کے کفارے کا بیان

2693۔ حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ يَعْنِي ابْنَ دِينَارٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ رُفَيْعٍ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ لَمَّا كَانَ بِأَخَرَةٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا جَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ فَأَرَادَ أَنْ يَقُومَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ لَتَقُولُ الْآنَ كَلَامًا مَا كُنْتَ تَقُولُهُ فِيمَا خَلَا فَقَالَ هَذَا كَفَّارَةٌ لِمَا يَكُونُ فِي الْمَجَالِسِ.

(ترجمہ) ابو برزہ اسلمی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: آخر (عمر) میں رسول اللہ ﷺ جب کسی مجلس میں بیٹھے ہوتے اور کھڑے ہونے کا ارادہ فرماتے تو کہتے (سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ ...... أَتُوبُ إِلَيْكَ) اے اللہ میں تیری حمد کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ پہلے تو آپ یہ نہ کہتے تھے جواب کہتے ہیں؟ فرمایا: یہ مجلس میں جو باتیں ہوئیں اس کا کفارہ ہے۔

توضیح: ......یعنی ذکر الٰہی کے سوا یا کسی اور سے متعلق کوئی بات ہوئی ہو تو یہ دعا اس کا کفارہ ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابوداود (٤٨٥٩) ابویعلی (٧٤٢٦) ابن حبان (٥٩٤) موارد الظمآن (٢٣٦٦)۔

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان کسی بھی مجلس سے اٹھے تو یہ دعا پڑھ لے اس کے لئے کفارہ ہو جائے گا اللہ تعالیٰ کا بھی فرمان ہے: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ﴾ (الطور: ٤٨/٢٧) یعنی جب تم کھڑے ہو تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو۔

[30]..... بَاب إِذَا عَطَسَ الرَّجُلُ مَا يَقُولُ
جب آدمی کو چھینک آئے تو کیا کہے؟

2694۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَخِيهِ عِيسَى عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْعَاطِسُ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَيَقُولُ الَّذِي يُشَمِّتُهُ يَرْحَمُكُمُ اللَّهُ وَيَرُدُّ عَلَيْهِ يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ.

(ترجمہ) ابوایوب انصاری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چھینکنے والا کہے گا: الحمد للہ علی کل حال (اللہ کا بہت

بہت شکر ہے ہر حال میں) اور سننے والا جواب میں کہے گا: يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ (اللہ تم پر رحم کرے) پھر چھینکنے والا کہے گا: يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ یعنی اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارا حال سدھار دے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن اس کا شاہد موجود ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٢٢٤) ابوداود (٥٠٣٣) ترمذی (٢٧٤٢) الطیالسی (١٨٦٤) ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة (٢٥٥) طبرانی (١٦١/٤) (٤٠٠٩) الحاکم فی المستدرک (٢٦٦/٤)۔

[31]..... بَاب إِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ لَا يُشَمِّتُهُ
چھینکنے والا الحمد للہ نہ کہے تو یرحمک اللہ نہ کہا جائے

2695۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَشَمَّتَ أَوْ سَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ شَمَّتَّ هَذَا وَلَمْ تُشَمِّتِ الْآخَرَ فَقَالَ إِنَّ هَذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَإِنَّ هَذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ. قَالَ عَبْد اللّٰهِ سُلَيْمَانُ هُوَ التَّيْمِيُّ.

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) نے کہا: دو آدمیوں نے نبی کریم ﷺ کے پاس چھینکا تو آپ نے جواب دیا، یا یہ کہا کہ آپ نے ان میں سے ایک کو یرحمک اللہ کہا اور دوسرے کو جواب نہیں دیا آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ نے اس کو جواب دیا اور دوسرے کو جواب نہیں دیا؟ فرمایا: اس نے الحمد للہ کہا اور اس نے الحمد للہ نہیں کہا: امام دارمی نے کہا: سلیمان تیمی ہیں۔

توضیح: ......یعنی جس نے الحمد للہ کہا اس کا جواب یرحمک اللہ سے دیا اور جس نے الحمد للہ نہیں کہا تھا اس کو یہ دعا نہ دی اس لئے چھینکنے والے کو الحمد للہ ضرور کہنا چاہیے کیونکہ چھینک چستی لاتی اور دماغ صاف کرتی ہے لہٰذا اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا واجب ہوا، اور جو الحمد للہ نہ کہے اس کیلئے یرحمک اللہ کہنا درست نہیں۔ واللہ علم

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٢٢١) مسلم (٢٩٩١) ابوداود (٥٠٣٩) ترمذی (٢٧٤٢) ابن ماجه (٣٧١٣) ابویعلی (٤٠٦٠) ابن حبان (٦٠٠) الحمیدی (١٢٤٢)۔

[32]..... بَاب كَمْ يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ
چھینکنے والے کو کتنی بار جواب دیا جائے

2696۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ هُوَ ابْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ثُمَّ عَطَسَ أُخْرَى فَقَالَ الرَّجُلُ مَزْكُومٌ.

(ترجمہ) ایاس بن سلمہ نے کہا میرے والد نے حدیث بیان کی کہا: ایک آدمی کو نبی کریم ﷺ کے پاس چھینک آئی۔ آپ نے اس کو یرحمک اللہ کہا دوبارہ پھر اسے چھینک آئی تو آپ نے فرمایا: بندے کو زکام ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند قوی ہے۔ دیکھئے: مسلم (٢٩٩٣) ابوداود (٥٠٣٧) ترمذی (٢٧٤٣) ابن

ماجه(٣٧١٤) ابن حبان (٦٠٣) طبرانی (١٣/٧) (٦٢٣٤) ابن السنی (٢٤٥) ۔

تشریح: ......اس حدیث میں ہے کہ ایک سے زیادہ بار چھینکے تو جواب دینا ضروری نہیں۔ابن ماجہ میں ہے کہ تین بار جواب دیا جائے، اس سے زیادہ چھینک آئے تو یرحمک اللہ کہنا ضروری نہیں ہے بلکہ چھینکنے والا مزکوم ہے یعنی ایک بار سے زیادہ چھینکنے پر جواب مستحب ہے واجب نہیں۔

[33]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ التَّصَاوِيرِ
تصویریں آویزاں کرنے کی ممانعت کا بیان

2697۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ لَنَا ثَوْبٌ فِيهِ تَصَاوِيرُ فَجَعَلْتُهُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَنَهَانِي أَوْ قَالَتْ فَكَرِهَهُ قَالَتْ فَجَعَلْتُهُ وَسَائِدَ.

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: ہمارے پاس ایک چادر تھی جس میں تصویریں بنی تھیں، میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھا: جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے تو مجھے آپ نے روک دیا یا یہ کہا کہ آپ نے ناپسند کیا۔ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا لہٰذا میں نے اس کو کاٹ کر اس کے تکیے بنا دیئے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔دیکھئے: مسلم (٢١٠٧) نسائی (٥٣٦١) ابویعلی (٤٤٠٣) ابن حبان (٥٨٤٣) الحمیدی (٢٥٣) ۔

تشریح: ......انسان یا حیوان یا اور کسی جاندار کی تصویر بنانا یا لٹکانا حرام ہے، آج کل کپڑوں اور لباس اور دیواروں پر تصویریں آویزاں کرنا عام بات ہے جو اسلامی احکامات کے سراسر خلاف ہے ان تصاویر کو لٹکا کر ان کی عزت و تکریم کرنا، اگر بتی جلانا، اس پر ہار پھول چڑھانا یہ سب مشرکانہ رسوم ہیں۔ شریعت اسلامیہ نے اس سے روکا ہے، اگر کسی کپڑے پر تصویر ہو تو اسے کاٹ کر اس کا تکیہ وغیرہ بنا لینا جائز ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

[34]..... بَاب لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ تَصَاوِيرُ
فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصاویر ہوں

2698۔ أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ الْعُكْلِيُّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُجَيٍّ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنَّ الْمَلَكَ لَا يَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ وَلَا جُنُبٌ.

(ترجمہ) علی (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جہاں کتا ہو یا تصویر یا جنبی ہو۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جید ہے۔دیکھئے:ابوداود (٤١٥٢،٢٢٧) نسائی (٤٢٩٢،٢٦١) ابن ماجه (٣٦٥٠) ابویعلی (٣١٣) ابن حبان (١٢٠٥) موارد الظمآن (١٤٨٤)۔

تشریح: ...... یہاں اس حدیث میں رحمت کے فرشتے مراد ہیں جن کو ان چیزوں سے نفرت ہے جو مسلمان اور سچے مومنوں کے پاس شوق اور محبت سے اپنی مرضی سے آتے جاتے ہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہو تو ہر جگہ پہنچیں گے: ﴿لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ (تحريم: ٦/٢٨) ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ جو حکم ان کو دیتا ہے وہ اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے ہیں بلکہ جو حکم ان کو دیا جاتا اس کو بجالاتے ہیں'' ورنہ لازم آئے گا کہ جس کمرے میں کتا یا تصویر ہو وہاں ملک الموت بھی داخل نہ ہو۔ایک ملحد نے اسی قسم کا اعتراض کیا تو کسی عامی نے جواب دیا کہ آپ ہر وقت کتا اپنے ساتھ رکھیں گے تو آپ کی روح قبض کرنے کے لئے وہ فرشتہ نہ آئے گا جو مومنین اور صالحین کی روح قبض کرتا ہے بلکہ وہ فرشتہ آئے گا جو کتوں اور سوروں کی روح قبض کیا کرتا ہے۔(وحیدی باختصار)۔

[35]..... بَاب فِي النَّفَقَةِ عَلَى الْعِيَالِ

اہل وعیال پر نان ونفقہ خرچ کرنے کا بیان

2699 حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ أَخْبَرَنِي قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيدَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ الْمُسْلِمُ إِذَا أَنْفَقَ نَفَقَةً عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا فَهِيَ لَهُ صَدَقَةٌ.

(ترجمہ) ابومسعود بدری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب مسلمان اپنے اہل وعیال (بیوی بچوں) پر اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید میں خرچ کرتا ہے تو وہ (خرچ) اس کے لئے صدقہ ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔دیکھئے: بخاری (٥٥، ٥٣٥١) مسلم (١٠٠٢) ترمذی (١٩٦٥) نسائی (٢٥٤٤) ابن حبان (٤٢٣٨) الطیالسی (١٦٣٨) معرفة السنن والآثار (٨٥٠٨)۔

تشریح: ......جو شخص اپنے بیوی بچوں پر احتساب کی نیت سے جو کچھ بھی خرچ کرے گا اس کو صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی پر اپنے بیوی بچوں کا نان ونفقہ فرض ہے۔حدیث ام معاویہ میں ہے کہ جتنے خرچ کی ضرورت ہو اگر شوہر نہ دے تو عورت معروف کے ساتھ خاوند کی لاعلمی میں اس کے مال سے اپنا اور بچوں کا خرچ لے سکتی ہے۔

[36]..... بَاب فِي الدَّابَّةِ يَرْكَبُ عَلَيْهَا ثَلَاثَةٌ

تین آدمی کا ایک جانور پر سوار ہونے کا بیان

2700۔ أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ مُوَرِّقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَفَلَ تُلُقِّيَ بِي وَبِالْحَسَنِ أَوْ بِالْحُسَيْنِ قَالَ وَأُرَاهُ قَالَ الْحَسَنَ فَحَمَلَنِي

بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْحَسَنَ وَرَائَهُ قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ عَلَى الدَّابَّةِ الَّتِي عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ .

(ترجمہ) عبداللہ بن جعفر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب سفر سے لوٹ کر آتے تو مجھے اور حسن کو یا حسین کو استقبال کے لئے کھڑا پاتے۔ راوی نے کہا: میرا خیال ہے کہ وہ حسن تھے پس آپ نے مجھے اپنے آگے اور حسن کو اپنے پیچھے سوار کر لیا یہاں تک کہ ہم مدینہ میں داخل ہوئے اور ہم اسی جانور پر سوار تھے جس پر رسول اللہ ﷺ سوار تھے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (٢٤٢٨) ابوداود (٢٥٦٦) ابن ماجه (٣٧٧٣) ابويعلى (٦٧٩١) الحميدى (٥٤٨) ۔

تشریح: ......دابہ سواری کے جانور کو کہتے ہیں جس میں اونٹ، گھوڑا، خچر سب شامل ہیں اونٹ اور گھوڑے پر تین آدمی سوار ہو جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن خچر اور گدھے پر تین آدمیوں کا سوار ہونا اس کو تکلیف دے گا اور رسول اکرم ﷺ جو سراپا رحمت تھے ان سے اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے کہ آپ کسی حیوان کو بھی اذیت میں مبتلا کریں گے اس لئے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ وہ سواری اونٹ کی تھی نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عبداللہ اور حسن بچے ہی تھے اور ان کا وزن زیادہ نہ رہا ہو گا اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کا بچوں اور یتیموں سے محبت والفت، شفقت ومہربانی کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ آپ کے بھتیجے جعفر بن ابی طالب کے بیٹے ہیں جن کے والد جعفر شہید ہو گئے تھے اور آپ ان کو بہت محبت اور پیار دیتے تھے۔ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سے آپ کی محبت معروف ومشہور ہے۔

[37]..... بَاب فِي صَاحِبُ الدَّابَّةِ أَحَقُّ بِصَدْرِهَا
جانور کا مالک آگے بیٹھنے کا زیادہ مستحق ہے

2701۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ وَمَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ وَكَانَ أَمِيرًا عَلَى الْكُوفَةِ قَالَ أَتَيْنَا قَيْسَ بْنَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِي بَيْتِهِ فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلصَّلَاةِ وَقُلْنَا لِقَيْسٍ قُمْ فَصَلِّ لَنَا فَقَالَ لَمْ أَكُنْ لِأُصَلِّيَ بِقَوْمٍ لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِأَمِيرٍ فَقَالَ رَجُلٌ لَيْسَ بِدُونِهِ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ حَنْظَلَةَ بْنِ الْغَسِيلِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الرَّجُلُ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِهِ وَصَدْرِ فِرَاشِهِ وَأَنْ يَؤُمَّ فِي رَحْلِهِ قَالَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ عِنْدَ ذَاكَ يَا فُلَانُ لِمَوْلًى لَهُ قُمْ فَصَلِّ لَهُمْ .

(ترجمہ) عبداللہ بن یزید الخطمی سے مروی ہے جو کوفہ کے گورنر تھے انہوں نے کہا: ہم قیس بن سعد بن عبادہ کے گھر گئے موذن نے نماز کے لئے اذان دی، ہم نے قیس سے کہا: اٹھئے ہمیں نماز پڑھایئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ جس قوم کا میں امیر نہیں ہوں اسے نماز نہیں پڑھا سکتا۔ یہ سن کر ایک شخص جو کم مرتبہ نہ تھے ان کو عبداللہ بن حنظلہ ابن الغسیل کہا جاتا تھا انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مالک اپنی سواری کا زیادہ حق دار ہے اور اسی طرح بستر پر بیٹھنے کا (صاحب بستر زیادہ حق دار ہے) اور اس کا کہ آدمی اپنے مکان پر امامت کرائے یہ سن کر قیس بن سعد نے اپنے غلام سے کہا: اٹھو اور ان کو نماز پڑھا دو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن شواہد کے پیش نظر اس روایت کو تقویت ملتی ہے۔ دیکھئے: مجمع الزوائد (۶۵/۲) (۲۳۶۳) واحال الی احمد وذکرہ البخاری معلقا فی اللباس قبل حدیث (۵۹۶۶) صاحب الدابہ احق بصدرہ فقط۔

تشریح: ......اس حدیث سے اسلاف کی آپس میں ایک دوسرے کی عزت واحترام اور زیارت وملاقات ثابت ہے یہ کہ سواری پر صاحب سواری آگے بیٹھنے کا زیادہ حقدار ہے الا یہ کہ صاحب سواری خود کسی کو آگے بٹھائے یا آگے بیٹھنے کی اجازت دے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے قثم بن عباس کو اپنے آگے بٹھایا (بخاری (۵۹۶۶) اور عبداللہ بن جعفر کو بھی جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے اور جانور وسواری میں موٹر کار وغیرہ سب شامل ہیں اسی طرح صاحب دار کے بیٹھنے کی جگہ پر صاحب دار ہی بیٹھنے کا زیادہ حق دار ہے اور اپنی مسجد یا نماز کی جگہ گھر وخیمہ وغیرہ میں پڑھانے کا زیادہ حقدار صاحب دار ہی ہے۔ صحیح حدیث ہے: ((لَا يُؤَمُّ (يَؤُمَّنَّ) الرَّجُلُ فِيْ سُلْطَانَهُ وَلَا يُقْعَدُ فِيْ بَيْتِهِ عَلَى تَكْرُمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ)) (رواہ مسلم: ۶۷۳) واصحاب السنن وغیرھم۔ ایک بار امام حرم شیخ محمد السبیل ہماری مسجد میں تشریف لائے سماحۃ الشیخ ابن باز (رحمہ اللہ) بھی موجود تھے، خاکسار نے امام حرم سے درخواست کی کہ نماز آپ پڑھایئے انہوں نے انکار کیا تو میں نے شیخ محترم سے عرض کیا آپ سفارش کر دیجئے کہ وہ نماز پڑھائیں، جواب دیا کہ میں کیوں کہوں تمہارا حق ہے نماز پڑھانے کا ہاں تم خود کہو قبول کر لیں تو بہتر نہ قبول کریں تو ان کی مرضی۔ یہ سب کچھ اس حدیث کے پیش نظر تھا ((أَنْ يَؤُمَّ فِيْ رَحْلِهِ)) تغمدہ اللہ بواسع رحمتہ اس طرح ایک بار امام مسجد نبوی شیخ علی الحذیفی تشریف لائے تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا اور شیخ محترم نے سفارش کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

[38]..... بَاب مَا جَاءَ أَنَّ عَلَى ذِرْوَةِ كُلِّ بَعِيرٍ شَيْطَانًا

اونٹ کے کوہان پر شیطان کے بیٹھنے کا بیان

2702۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ قَالَ وَقَدْ صَحِبَ أَبُوهُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى ذِرْوَةِ كُلِّ بَعِيرٍ شَيْطَانٌ فَإِذَا رَكِبْتُمُوهَا فَسَمُّوا اللهَ وَلَا تُقَصِّرُوا عَنْ حَاجَاتِكُمْ.

(ترجمہ) محمد بن حمزہ بن عمرو اسلمی نے کہا اور ان کے والد حمزہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں تھے انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد سے سنا وہ کہتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر اونٹ کے کوہان پر شیطان ہوتا ہے اس لئے جب تم اونٹ پر سوار ہو تو اللہ کا نام لو (یعنی بسم اللہ کہو) اور اپنی ضروریات میں کمی نہ کرو۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابن حبان (۱۷۰۳، ۲۶۹۴) موارد الظمآن (۲۰۰۰) ابن ابی شیبہ (۹۷۷۲) طبرانی فی الاوسط (۱۹۴۵) مجمع الزوائد (۳۶۷/۱)۔

تشریح:......اس سے ثابت ہوا کہ کسی بھی سواری پر بیٹھنے سے پہلے بسم اللہ ضرور پڑھنی چاہیے تا کہ ہر شر سے محفوظ رہے۔

[39]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ أَنْ تُتَّخَذَ الدَّوَابُّ كَرَاسِيَّ

جانوروں کو کرسی بنانے کی ممانعت کا بیان

2703۔ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ارْكَبُوا هَذِهِ الدَّوَابَّ سَالِمَةً وَلَا تَتَّخِذُوهَا كَرَاسِيَّ.

(ترجمہ) سہل بن انس سے مروی ہے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا جو نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان جانوروں پر سوار رہو جب تک کہ وہ تھکے اور مجروح نہ ہوں اور انہیں کرسی نہ بناؤ۔

(تخریج) اس حدیث کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: مسند احمد (٤٣٩/٣) ابن حبان (٥٦١٩) موارد الظمآن (٢٠٠٢) ابن قانع فی معجم الصحابه (٩٧٣) اور مناوی نے اس کو ابویعلی وطبرانی اور حاکم کی طرف منسوب کیا ہے لیکن مسند میں ہے کہ سہل بن معاذ بن انس یعنی سہل کے والد معاذ ہیں نہ کہ انس۔

2704۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ إِلَّا أَنَّهُ يُخَالِفُ شَبَابَةَ فِي شَيْءٍ.

(ترجمہ) امام دارمی نے کہا عبداللہ بن صالح نے ہم کو خبر دی لیث سے لیکن ان کی روایت شبابہ بن سوار سے کچھ مختلف ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

تشریح:......اسلامی شریعت نے جانوروں پر بھی رحم کرنے کی تعلیم دی ہے اور اس بارے میں متعدد احادیث مروی ہیں جن میں سے ایک مذکورہ بالا روایت ہے جس میں حکم دیا گیا ہے کہ بے جان کرسی کی طرح وقت بے وقت انسان اس پر بیٹھا نہ رہے ایک روایت ہے ارکبوھا غیر مقروحۃ مسند احمد میں مفصل روایت یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ پر سوار لوگوں کو بازار میں دیکھا جو گپ شپ میں لگے ہوئے تھے تب آپ نے فرمایا: ((اِرْكَبُوْهَا، سَالِمَةً وَدَعُوْهَا سَالِمَةً وَلَا تَتَّخِذُوْهَا كَرَاسِيّ)) دیکھئے: مسند احمد (٤٣٩/٢) (١٥٧١٤، ١٥٧٣٥)

[40]..... بَاب السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ

سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے

2705۔ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ فَإِذَا قَضَى نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ فَلْيُعَجِّلِ الرَّجْعَةَ إِلَى أَهْلِهِ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے آدمی کو سونے کھانے اور پینے

سے روک دیتا ہے اس لئے جب کوئی اپنی ضرورت پوری کر چکے تو اپنے گھر کی طرف واپس ہونے میں جلدی کرے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند قوی ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۸۰٤) مسلم (۱۹۲۷) المؤطا في كتاب الاستيذان (۳۹) باب مايؤمر به من العمل في السفر، ابن حبان (۲۷۰۸)۔

تشریح: ......کام پورا کرنے کے بعد جلدی گھر لوٹنے کا حکم اس وقت دیا گیا جب سفر میں بے حد تکالیف اور خطرات کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور واقعی سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہوا کرتا ہے گرچہ آج کل سفر میں بہت آسانیاں ہوگئیں ہیں لیکن پھر بھی فرمان رسول اپنی جگہ پر برحق ہے ریل، موٹر، ہوائی جہاز جس میں بھی سفر ہو بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بہت سے ناموافق حالات سامنے آتے ہیں جن میں کھانے پینے اور سونے کا ہوش نہیں رہتا اور بے ساختہ منہ سے نکل پڑتا ہے: سفر بالواقع عذاب کا ایک ٹکڑا ہے بہرحال حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کو کام ختم کر کے جلد از جلد اپنے گھر لوٹ آنا چاہیے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۶۲۲/۳) میں کہا کہ اس سے بلاضرورت اہل وعیال سے دور رہنے کی کراہت معلوم ہوئی اور ثابت ہوا کہ اہل وعیال کی طرف جلدی واپس ہونا مستحب ہے خصوصا ایسے وقت میں جب آدمی کے غائب رہنے کی وجہ سے بال بچوں کے ضیاع کا اندیشہ ہو اور آدمی کے اپنے اہل وعیال کے ساتھ رہنے میں بڑی مصلحت اور حکمت ہے......الخ۔

[41]..... بَاب مَا يَقُولُ إِذَا وَدَّعَ رَجُلًا

جب کوئی آدمی کسی کو رخصت کرے تو کیا کہے؟

2706۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي كَعْبٍ أَبُو الْحَسَنِ الْعَبْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ مَيْسَرَةَ الْعَبْدِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّي أُرِيدُ السَّفَرَ فَقَالَ لَهُ مَتَى قَالَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ فَأَتَاهُ فَأَخَذَ بِيَدِهِ فَقَالَ لَهُ فِي حِفْظِ اللّٰهِ وَفِي كَنَفِهِ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوَى وَغَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ وَوَجَّهَكَ لِلْخَيْرِ أَيْنَمَا تَوَخَّيْتَ أَوْ أَيْنَمَا تَوَجَّهْتَ شَكَّ سَعِيدٌ فِي إِحْدَى الْكَلِمَتَيْنِ .

(ترجمہ) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ایک صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: کب؟ عرض کیا: اللہ نے چاہا تو کل۔ راوی نے کہا (دوسرے دن) رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے ان کا ہاتھ پکڑا اور دعا دی: تم اللہ کی حفظ وامان میں رہو، اللہ تعالیٰ تمہیں تقوی کا زادراہ عطا فرمائے۔ تمہارے گناہ کو معاف کرے اور تم جہاں کہیں بھی رہو بھلائی کی طرف تمہیں پھیر دے۔

سعید بن ابی کعب نے شک کیا کہ اینما توخیت کہا یا اینما توجهت کہا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جید ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۳٤٤٤) ابن سنی فی عمل اليوم والليلة (۵۰۳) الحاكم (۹۷/۲)۔

تشریح: ......کسی کو رخصت کرتے ہوئے یہ دعا دینا مستحب ہے دیگر احادیث میں یہ دعا بھی مذکور ہے: ((أَسْتَوْدِعُ

اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ أَعْمَالِكَ)) ۔میں تیرے دین تیری امانت اور تیرے اعمال کے خاتموں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں احمد (۲/۷) ترمذی (۳۴۴۳)۔یا یہ کہے:((فِيْ حِفْظِ اللّٰهِ وَفِي كَنَفِهِ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوَى، وَغَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ وَوَجَّهَكَ لِلْخَيْرِ أَيْنَمَا تَوَجَّهْتَ))۔

[42]..... بَاب فِي الدُّعَاءِ إِذَا سَافَرَ وَإِذَا قَدِمَ

دعائے سفر کا بیان

2707۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ هُوَ الْأَحْوَلُ قَالَ وَثَبَّتَنِي شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَافَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن سرجس نے کہا: نبی کریم ﷺ سفر کرتے وقت یہ دعا کرتے تھے: اللهم......الخ) اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں سفر کی تکلیف سے، اور لوٹنے کی رنج سے، ترقی کے بعد تنزلی سے، مظلوم کی بددعا سے اور گھر والوں یا مال میں برا حال دیکھنے سے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے۔دیکھئے: مسلم (۱۳۴۳/۴۲۷) ترمذی (۳۴۳۹) نسائی (۵۵۱۳) ابن ماجه (۳۸۸۸) احمد (۸۲/۵ ۱) بن السنی (۴۹۲) وغیرهم۔

2708۔ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَارِقِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ كَبَّرَ ثَلَاثًا وَيَقُولُ سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِي سَفَرِيْ هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ وَاطْوِ لَنَا بُعْدَ الْأَرْضِ اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِي سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِي أَهْلِنَا بِخَيْرٍ.

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر نکلتے اور سواری پر بیٹھ جاتے تو تین بار اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا کرتے تھے (سبحان الذی......الی آخرہ) پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اس سواری کو مسخر کر دیا ہے حالانکہ ہم اس کو قابو میں لانے والے نہ تھے اور ہم اپنے رب کی ہی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔اے اللہ! ہم اپنے اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقوی کا سوال کرتے ہیں اور اس عمل کا سوال کرتے ہیں جس کو تو پسند کرے، اے اللہ ہمارا سفر آسان فرما دے اور زمین کی دوری ہمارے لئے لپیٹ دے۔اے اللہ سفر میں تو ہی (ہمارا) ساتھی ہے اور گھر والوں میں (ہمارا) نائب ہے۔اے اللہ ہمارے سفر میں ہمارے ساتھ رہ اور ہماری غیر موجودگی میں ہمارے اہل کے ساتھ بھی رہ۔

توضیح:...... ہر حال میں ہماری اور اہل وعیال کی حفاظت فرما اور اپنے حفظ وامان میں رکھ۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح ہے۔دیکھئے:مسلم (١٣٤٢) ابوداود (٢٥٩٩) ترمذی (٣٤٤٧) ابن حبان (٢٦٩٥)۔

فائدہ :......سفر کرتے وقت یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔بعض روایات کے الفاظ کچھ مختلف ہیں اور دیگر ادعیہ صحیحہ بھی منقول ہیں جنہیں پڑھنا باعث خیر و برکت ہے۔

[43]..... بَاب مَا يَقُولُ عِنْدَ الصُّعُودِ وَالْهُبُوطِ
مسافر اوپر چڑھتے اور نیچے اترتے وقت کیا کہے؟

2709۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُو زُبَيْدٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَإِذَا هَبَطْنَا سَبَّحْنَا .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے۔انہوں نے کہا: ہم جب اونچائی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب نیچے اترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

تخریج اس حدیث کی سند صحیح ہے۔دیکھئے:بخاری (٢٩٩٣،٢٩٩٤) ابن خزیمه (٢٥٦٢) واحمد بسند ضعيف (٣٣٣/٣) اور ابوزبيد كانام عبثربن القاسم هے۔

فائدہ :......کسی بھی صحابی کا یہ کہنا کہ ہم ایسا کرتے تھے مرفوع کا درجہ رکھتا ہےلہٰذا چڑھائی چڑھتے ہوئے اللہ اکبر کہنا اور اترتے ہوئے سبحان اللہ کہنا ثابت ہوا۔

[43]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ الْجَرَسِ
گھنٹی رکھنے کی ممانعت کا بیان

2710۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِي الْجَرَّاحِ مَوْلَى أُمِّ حَبِيبَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْعِيرُ الَّتِي فِيهَا الْجَرَسُ لَا تَصْحَبُهَا الْمَلَائِكَةُ .

(ترجمہ) ام حبیبہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس قافلے میں گھنٹی ہو اس کے ساتھ فرشتے نہیں رہتے۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح ہے۔دیکھئے:ابوداود (٢٥٥٤) ابویعلی (٧١٢٥) ابن حبان (٤٧٠٠) مواردالظمآن (١٤٩٢)۔

2711۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رِفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ أَوْ جَرَسٌ .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فرشتے ان مسافروں کے ساتھ نہیں رہتے جن کے ساتھ کتا ہو یا گھنٹی ہو۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔دیکھئے:مسلم (٢١١٤) ابوداود(٢٥٥٥) ابویعلی (٦٥١٩) ابن حبان (٤٧٠٤)۔

تشریح: ......اس حدیث میں بھی فرشتوں کے قریب نہ ہونے سے مراد رحمت کے فرشتے ہیں جو گانے باجے گھنٹی اور لہو ولعب کی دیگر چیزوں سے دور رہتے ہیں۔ پیچھے گذر چکا ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں بھی رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔......

[45]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ لَعْنِ الدَّوَابِّ

چوپائے پر لعنت کی ممانعت کا بیان

2712۔ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ فَسَمِعَ لَعْنَةً فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا فُلَانَةُ لَعَنَتْ رَاحِلَتَهَا فَقَالَ ضَعُوا عَنْهَا فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ قَالَ فَوَضَعُوا عَنْهَا قَالَ عِمْرَانُ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهَا نَاقَةً وَرْقَاءَ .

(ترجمہ) عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سفر میں تھے کہ کسی کو لعنت کرتے سنا تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ فلاں عورت ہے اس نے اپنی سواری پر لعنت کی ہے۔فرمایا: اس سے سامان اتار لو کیوں کہ اس پر لعنت کی گئی ہے۔پس لوگوں نے اس سے سامان اُتار لیا ہے۔عمران نے کہا: گویا کہ میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ خاکستری رنگ کی اونٹنی تھی۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔دیکھئے:مسلم (٢٥٩٥) ابوداود (٢٥٦١) ابن حبان (٥٧٤٠) ابن ابی شیبه (٥٩٨٣) طبرانی (١٨٩/١٨) (٤٥٠) وغیرهم۔

توضیح: ...... مسلم شریف کی روایت میں ہے ((خُذُوْا مَا عَلَيْهَا)) یعنی اس پر جو کچھ ہے سب اُتار لو۔ چنانچہ سوار اور سامان سب کچھ اس سے اُتار لیا گیا۔ یہ اس عورت کے لئے تنبیہ اور ڈانٹ تھی کہ جب تم نے اس سواری پر لعنت کی تو اس پر سوار ہونا ضروری نہیں لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ اونٹ گھوڑا گدھا اور کسی بھی سواری پر لعنت نہیں کرنی چاہیے اور لعنت کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی پھٹکار اور اس کی رحمت سے دوری اور جو اللہ کی رحمت سے دور ہو اس میں کوئی خیر نہیں۔ نیز مومن کی صفت یہ ہے کہ (لا یکون لعانا) وہ لعنت نہیں کرتا ہے۔واللہ اعلم

[46]..... بَاب لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ

عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے

2713۔ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ سَفَرًا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوهَا أَوْ أَخُوهَا أَوْ زَوْجُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ مِنْهَا .

(ترجمہ)ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت تین دن یا تین دن سے زیادہ کا سفر بغیر اپنے باپ، بھائی، شوہر اور ذورحم کے نہ کرے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (۱۱۹۷) مسلم (۱۳۴۰) ابویعلی (۱۱۶۱) ابن حبان (۱۶۱۷) الحمیدی (۷۶۷) ۔

تشریح: ......عورت کا بنا محرم کے مطلق سفر کرنا منع ہے حتی کہ یہ سفر حج ہی کیوں نہ ہو ایک دو یا تین دن کے سفر کا ذکر سائل کے سوال کے مطابق ہے اور یہ شرط نہیں کہ اس سے کم مسافت میں عورت سفر کر سکتی ہے بلکہ مطلق سفر کرنا ہی بنا محرم کے ناجائز ہے اور محرم کا مطلب یہ ہے کہ اس کا حقیقی بھائی یا باپ وغیرہ جس سے نکاح جائز نہ ہو یا پھر شوہر ساتھ میں ہو۔

[47]..... بَاب إِنَّ الْوَاحِدَ فِي السَّفَرِ شَيْطَانٌ
سفر میں اکیلا آدمی شیطان ہے

2714ـ أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ لَمْ يَسْرِ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ أَبَدًا.

(ترجمہ)ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگ جان لیں تنہائی میں جو خرابی ہے تو کوئی سوار رات میں اکیلے کبھی سفر نہ کرے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (۲۹۹۸) ترمذی (۱۶۷۳) ابن ماجه (۳۷۶۸) ابن حبان (۲۷۰۴) موارد الظمآن (۱۹۷۰) الحمیدی(۶۷۶) ۔

تشریح: ......اکثر علماء نے اکیلے سفر کرنے کو مکروہ خیال کیا ہے کیونکہ حدیث میں ہے اکیلا مسافر شیطان ہے اور دو مسافر بھی شیطان ہیں۔ اور تین جماعت ہیں بعض علماء نے کہا کہ اگر راہ میں کوئی ڈر نہ ہو تو اکیلے سفر کرنے میں کوئی قباحت نہیں اور ممانعت کی احادیث اسی پر محمول ہیں جب راہ پر خطر ہو (وحیدی) آج کل بس ٹرین ہوائی جہاز کے سفر بھی اگر بصورت جماعت ہی کئے جائیں تو اس کے بہت سے فوائد ہیں جو تنہائی کی حالت میں نہیں ہیں سفر میں اکیلے ہونا فی الواقع بے حد تکلیف کا موجب ہے۔ (راز رحمہ اللہ)

[48]..... بَاب مَا يَقُولُ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا
جب کسی جگہ پڑاؤ ڈالیں تو کیا کہیں؟

2715ـ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحٰقَ وَعَفَّانُ قَالَا حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ يَعْقُوبَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا قَالَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهُ فِي

ذٰلِكَ الْمَنْزِلِ شَیْءٌ حَتّٰی يَرْتَحِلَ مِنْهُ .

(ترجمہ) خولہ بنت حکیم (رضی اللہ عنہا) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی (سفر میں) کسی جگہ میں اترے اور یہ کہہ لے ((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) تو اس منزل کی کوئی چیز اسے نقصان نہ پہنچائے گی یہاں تک کہ اس جگہ سے کوچ کرے۔

ترجمہ دعا: میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند محمد بن عجلان کی وجہ سے حسن ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۲۷۰۸) ترمذی (۳۴۳۷) ابن ماجہ (۳۵۴۷) احمد (۴۰۹/۶) طبرانی (۲۳۷/۲۴) (۶۰۳) ابن خزیمہ (۲۵۶۷) شرح السنہ (۱۴۵/۵) (۱۳۴۷)۔

[49]..... بَاب فِي الرَّكْعَتَيْنِ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا
جب کسی جگہ پڑاؤ ڈالیں تو دو رکعت نماز پڑھ لیں

2716- أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا لَمْ يَرْتَحِلْ مِنْهُ حَتّٰی يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ أَوْ يُوَدِّعَ الْمَنْزِلَ بِرَكْعَتَيْنِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ عُثْمَانُ بْنُ سَعْدٍ ضَعِيفٌ .

(ترجمہ) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سفر میں کسی مقام پر اترتے تو وہاں سے کوچ نہ کرتے جب تک کہ دو رکعت نماز نہ پڑھ لیتے یا اس مقام سے دو رکعت نماز پڑھ کر رخصت ہوتے۔

امام دارمی نے کہا: اس کی سند میں عثمان بن سعد ضعیف ہیں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جیسا کہ امام دارمی نے کہا: عثمان بن سعد کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھئے: ابو داود (۱۲۰۵) نسائی (۴۹۷) وفیہ: لم يرتحل حتى يصلي الظهر- طبرانی فی الاوسط (۳۴۶۵) کشف الاستار (۷۴۷) ابن عدی (۱۸۱۷/۵)، العقیلی (۲۰۵/۳)، ابویعلی (۴۳۱۵) مجمع الزوائد (۳۷۲۵)۔

[50]..... بَاب مَا يَقُولُ إِذَا قَفَلَ مِنَ السَّفَرِ
مسافر جب سفر سے لوٹے تو کیا کہے؟

2717- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَارِقِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَجَعَ مِنْ سَفَرِهِ قَالَ آيِبُونَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے سفر سے واپس لوٹتے تو یہ دعا کرتے تھے۔ (آئبون ...... حامدون) یعنی ہم واپس لوٹنے والے، اگر اللہ نے چاہا تو توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، اپنے رب کی حمد کرنے

والے ہیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔دیکھئے: بخاری (۱۷۹۷) مسلم (۱۳٤٤) ابوداود (۲۷۷۰) ترمذی (۹٥۰) ابویعلی (٥٥۱۳) ابن حبان (۲۷۰۷) الحمیدی (٦٥۷)۔

تشریح: ......بخاری شریف میں پوری دعا اس طرح ہے: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر، آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ))۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ)) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ملک اسی کا ہے اور حمد اسی کے لئے ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم واپس ہو رہے ہیں توبہ کرتے ہوئے عبادت کرتے ہوئے اپنے رب کو سجدہ کرتے ہوئے اور اس کی حمد کرتے ہوئے اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اپنے بندے کی مدد کی اور سارے لشکر کو تنہا شکست دے دی (یہ فتح مکہ کی طرف اشارہ ہے)۔

[51]..... بَاب الدُّعَاءِ عِنْدَ النَّوْمِ
سونے کے وقت کی دعا کا بیان

2718۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ أَنْ يَقُولَ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنْ مَاتَ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ.

(ترجمہ) براء بن عازب (رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو حکم فرمایا کہ جب وہ بستر پر پہنچ جائے تو یہ دعا پڑھے ((اللهم اسلمت......ونبيك الذى ارسلت)) ترجمہ: اے اللہ میں نے اپنے نفس کو تیرے حوالے کر دیا اور اپنا چہرہ تیری طرف پھیر لیا اور اپنے معاملے کو تیرے سپرد کر دیا، میں نے تیرے ثواب کی توقع اور تیرے عذاب کے ڈر سے تجھے ہی پشت پناہ بنا لیا تیرے سوا کہیں پناہ اور نجات کی جگہ نہیں، میں ایمان لایا اس کتاب پر جو تو نے نازل فرمائی اور اس نبی پر جس کو تو نے بھیجا۔ پھر اگر وہ اسی رات مر گیا تو فطرت پر مرے گا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔دیکھئے: بخاری (۲٤۷) مسلم (۲۷۱۰) ابوداود (٥۰٤٦) ترمذی (۳۳۹٤) ابن ماجہ (۳۸۷٦) ابویعلی (۱٦٦۸) ابن حبان (٥٥۲۷) الحمیدی (۷٤۰)۔

2719۔ أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ فِيهِ وَلْيَقُلْ اللّٰهُمَّ بِكَ وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ اللّٰهُمَّ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَاغْفِرْ لَهَا وَإِنْ

أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص بستر پر لیٹے تو اپنا بستر اپنے ازار کے کنارے سے جھاڑ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی بے خبری میں کیا چیز اس (بستر) پر آ گئی ہے؟ پھر یہ دعا پڑھے: (اللّٰهُمَّ بِكَ وَضَعْتُ ......الخ) اے اللہ تیرے نام کے ساتھ میں نے اپنا پہلو (بستر پر) رکھا اور تیرے ہی نام سے اٹھاؤں گا اگر تو نے میری روح کو روک لیا تو اس کو بخش دینا اور اگر اس کو چھوڑ دیا (زندگی باقی رکھی) تو اس کی اس طرح حفاظت کرنا جس طرح تو صالحین کی حفاظت کرتا ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٣٢٠) مسلم (٢٧١٤) ابوداود (٥٠٥٠) ابن حبان (٥٥٣٤) عمل اليوم والليلة (٧١٠) شرح السنه (١٣١٣)۔

تشریح: ......ان احادیث میں سونے کے آداب وادعیہ کا تذکرہ ہے۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ جب سونے کا ارادہ کرو تو نماز کا سا وضو کر لو پھر بستر کو جھاڑ لو مبادا کوئی کیڑا وغیرہ اس پر نہ پھر گیا ہو، دیگر روایت میں ہے کہ آیت الکرسی ، سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں، ایک بار اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾، ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾، ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾، تین تین بار پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک ماریں اور سارے بدن پر جہاں تک ہاتھ جائے پھیریں اور مذکورہ بالا دعائیں پڑھیں اور تسبیح وتہلیل کریں باذن اللہ رب کائنات کی طرف سے حفاظت ہوگی اور پڑھنے والا ہر مصیبت وپریشانی سے محفوظ رہے گا یہ سچے آداب اور پکے اذکار ہیں جن پر یقین کامل ہونا چاہیے۔ ان شاء اللہ آدمی ان اذکار کی برکت سے بدخوابی اور ڈراؤنے خوابوں سے بھی محفوظ رہے گا۔

[52]..... بَاب فِي التَّسْبِيحِ عِنْدَ النَّوْمِ
سوتے وقت تسبیح کرنے کا بیان

2720۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى وَضَعَ قَدَمَهُ بَيْنِي وَبَيْنَ فَاطِمَةَ فَعَلَّمَنَا مَا نَقُولُ إِذَا أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَسْبِيحَةً وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَحْمِيدَةً وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ تَكْبِيرَةً قَالَ عَلِيٌّ فَمَا تَرَكْتُهَا بَعْدُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ قَالَ وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ .

(ترجمہ) امیر المومنین علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے یہاں تک کہ اپنا قدم (مبارک) میرے اور فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے درمیان رکھا اور ہم کو سکھایا کہ جب ہم بستر پر جائیں تو ٣٣ بار سبحان الله ٣٣ بار الحمد لله ٣٤ بار الله اكبر کہیں۔

علی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے یہ اذکار کبھی نہیں چھوڑے تو ایک شخص نے کہا: صفین کی رات بھی نہیں؟ کہا: ہاں صفین کی رات بھی

نہیں چھوڑے۔

توضیح: ...... صفین وہ جگہ ہے جہاں علی اور معاویہ (رضی اللہ عنہما) کے درمیان جنگ برپا ہوئی تھی حالت جنگ میں بھی انہوں نے اس اہم ترین وظیفہ کو ترک نہیں فرمایا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔دیکھئے: بخاری (۳۱۱۳) مسلم (۲۷۲۷) ابویعلی (۲۷۴) ابن حبان (۵۵۲۴) الحمیدی (۴۳)۔

تشریح: ...... بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ فاطمہ الزہراء (رضی اللہ عنہا) نے خادم مانگا تھا جس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری لخت جگر سے کہا میں تمہیں ایسی چیز بتلائے دیتا ہوں جو خادم سے بہتر ہے اور پھر یہ وظیفہ بتلایا لہٰذا اس سے تسبیح وتہلیل اور تکبیر سونے سے پہلے کہنے کی فضیلت معلوم ہوئی، مولانا صفی الرحمٰن صاحب مبارکپوری رحمہ اللہ نے ایک بار اس حدیث کے ضمن میں فرمایا تھا کہ جو شخص اس وظیفے پر عمل کرے گا اس کو اللہ ایسی قوت وہمت عطا فرمائے گا کہ خادم کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوگی۔اور تکان وتھکاوٹ بھی دور ہو جائے گی۔ان شاء اللہ۔

[53]..... بَاب مَا يَقُولُ إِذَا انْتَبَهَ مِنْ نَوْمِهِ
جاگنے کے وقت کیا دعا کرنی چاہیے؟

2721۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ.

(ترجمہ) حذیفہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا فرماتے تھے: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ))۔

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہم کو سونے کے بعد اٹھایا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔دیکھئے: بخاری (۶۳۱۲) ابوداود (۵۰۴۹) ترمذی (۳۴۱۷) ابن ماجہ (۳۸۸۰) الادب المفرد (۱۲۰۵) ابن حبان (۵۵۳۲) عمل اليوم والليلة (۷۰۷)۔

2722۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ الْعَنْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي جُنَادَةُ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي أَوْ قَالَ ثُمَّ دَعَا اسْتُجِيبَ لَهُ فَإِنْ عَزَمَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى قُبِلَتْ صَلَاتُهُ.

(ترجمہ) عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رات کو بیدار ہو کر یہ پڑھے ((لا

الـه الا الـلّٰه .... ولا حول ولا قوة الا باللّٰه)) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ملک اسی کے لئے ہے اور تمام تعریفیں بھی اسی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اس کی ذات پاک ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کی مدد کے بغیر نہ کسی کو گناہوں سے بچنے کی طاقت ہے نہ نیکی کرنے کی ہمت پھر یہ کہے: اے اللہ میری مغفرت فرما یا یہ کہا کہ کوئی دعا کرے تو اس کی دعا قبول ہوگی پھر اگر اس نے وضو کیا اور نماز پڑھی تو اس کی نماز بھی قبول ہوگی۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (١١٥٤) ابوداود (٥٠٦٠) ترمذی (٣٤١٤) ابن ماجه (٣٨٧٨) ابن حبان (٢٥٩٦)۔

تشریح: ......ان احادیث سے سوکر اٹھنے یا رات کو بیدار ہونے کے وقت ان ادعیہ واذکار کو پڑھنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔ ابن بطال نے اس حدیث کے ضمن میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ جو مسلمان بھی رات میں اس طرح بیدار ہو کہ اس کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان ویقین، اس کی کبریائی اور سلطنت کے سامنے تسلیم اور بندگی، اس کی نعمتوں کا اعتراف اور اس پر اس کا شکر وحمد اور اس کی ذات پاک کی تنزیہ وتقدیس سے بھرپور کلمات زبان پر جاری ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا بھی قبول کرتا ہے اور اس کی نماز بھی بارگاہ رب العزت میں مقبول ہوتی ہے اس لئے جس شخص تک بھی یہ حدیث پہنچے اسے اس حدیث پر عمل کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور اپنے رب کے لئے تمام اعمال میں نیت خالص پیدا کرنی چاہیے کہ سب سے پہلی شرط قبولیت یہی خلوص ہے۔ (تفہیم البخاری)۔

[54]..... بَاب مَا يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ

جب صبح ہو تو کیا دعا کریں

2723۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَصْبَحَ قَالَ أَصْبَحْنَا عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ وَدِينِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَمِلَّةِ أَبِينَا إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا مُسْلِمًا .

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن ابزی نے اپنے والد ابزیٰ (رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے کہا: نبی کریم ﷺ جب صبح کرتے تو یہ کہتے: (اصبحنا......مسلما) (ترجمہ) ہم نے فطرت اسلام اور کلمۂ اخلاص اور اپنے نبی ﷺ کے دین اور اپنے باپ ابراہیم حنیف ومسلم کی ملت پر صبح کی۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: احمد (٤٠٧/٣)، ابن ابی شیبه (٦٥٩١) ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة (٣٤)۔

توضیح: ......حنیف کے معنی سیدھے اسلامی احکام پر عمل پیرا، مخلص کے ہیں۔

2724۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مُرْنِي بِشَيْءٍ أَقُولُهُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكَهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ قَالَ قُلْهُ إِذَا أَصْبَحْتَ وَإِذَا أَمْسَيْتَ وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ .

(ترجمہ) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے بتایئے جب صبح یا شام ہو تو میں کیا کہوں؟ فرمایا: کہو: (اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ......مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ) اے اللہ آسمان وزمین کو پیدا کرنے والے، غیب وحاضر کو جاننے والے، ہر چیز کے پروردگار اور مالک، میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اس کے شرک سے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جب صبح اور شام ہو تو تم اس دعا کو پڑھو اور جب بستر پر جاؤ تب پڑھو۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (۳۵۲۹) ابویعلی (۷۷) ابن حبان (۹۶۲) موارد الظمآن (۲۳٤۹)

فائدہ :...... ان احادیث سے ان دعاؤں کا صبح وشام اور سوتے وقت پڑھنے کا ثبوت ملا جو بہت ہی باعث خیر و برکت ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں پڑھنے کی توفیق بخشے۔

[55]..... بَاب مَا يَقُولُ إِذَا لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا
جب نیا کپڑا پہنے تو کیا دعا کرے؟

2725۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي مَرْحُومٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي هٰذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

(ترجمہ) معاذ بن انس سے مروی ہے ان کے والد نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص نیا کپڑا پہنتے وقت یہ کہے: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي هٰذَا وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ)) تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

توضیح: ......ابوداود میں ہے جو شخص یہ دعا پڑھے (ترجمہ) سب خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور میری محنت وقوت کے بنا مجھے یہ کپڑا عطا فرمایا، تو اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخشے جاتے ہیں۔

(تخریج) اس حدیث کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ابوداود (۴۰۲۳) ترمذی (۳٤٥٤) احمد (۳/ ٤٣٩) الحاکم (۱/ ٥٠٧) ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ (۲۷۱)۔

تشریح: ...... نیا کپڑا پہنتے وقت یہ دعا پڑھنا مسنون و مستحب ہے، اس میں اللہ کا شکر وحمد وثنا ہے اور اس حدیث میں گناہ صغیرہ کی معافی کی نوید ہے۔ واضح رہے کہ کبیرہ گناہ سے توبہ کرنا ضروری ہے۔

[56]..... بَاب مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَإِذَا خَرَجَ
مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت کیا دعا کریں؟

2724۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ أَوْ أَبِي أُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ .

(ترجمہ) ابوحمید یا ابواسید (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو کہے۔ ((اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ)) (اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اور جب مسجد سے باہر نکلے تو یہ کہے: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسَأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ)) (اے اللہ میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں)۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (٧١٣) ابوداود (٤٦٥) نسائی (٧٢٨) ابن ماجه (٧٧٢) احمد (٤٩٧/٣)۔

تشریح: ...... ابن ماجہ وغیرہ میں صحیح سند سے ثابت ہے کہ جو شخص مسجد میں داخل ہو تو نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجے پھر کہے، ((اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ)) ، اسی طرح جب مسجد سے باہر نکلے تو پہلے درود وسلام بھیجے پھر کہے: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسَأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ)) بعض روایات میں یہ بھی اضافہ ہے۔ ((اَللّٰهُمَّ اعصمني من الشيطان الرجيم)) (اے اللہ مجھے شیطان مردود سے بچا) ابن ماجہ (۷۷۳)۔

[57]..... بَاب مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ السُّوقَ
جب بازار میں داخل ہوں تو کیا کہیں؟

2727۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ بْنُ سِنَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ وَاسِعٍ قَالَ قَدِمْتُ مَكَّةَ فَلَقِيتُ بِهَا أَخِي سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ دَخَلَ السُّوقَ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ دَرَجَةٍ قَالَ فَقَدِمْتُ خُرَاسَانَ فَلَقِيتُ قُتَيْبَةَ بْنَ مُسْلِمٍ فَقُلْتُ إِنِّي أَتَيْتُكَ بِهَدِيَّةٍ فَحَدَّثْتُهُ فَكَانَ يَرْكَبُ فِي مَوْكِبِهِ فَيَأْتِي السُّوقَ فَيَقُومُ فَيَقُولُهَا ثُمَّ يَرْجِعُ .

(ترجمہ) محمد بن واسع نے کہا: میں مکہ آیا وہاں اپنے (دینی) بھائی سالم بن عبداللہ بن عمر سے ملاقات کی تو انہوں نے مجھے اپنے

والد عبداللہ سے انہوں نے ان کے دادا عمر (رضی اللہ عنہ) سے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص بازار میں جاتے ہوئے یہ کہے: ((لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـه وَحْدَهُ ...... وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْر)) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ملک اس کے لئے ہے تمام تعریفیں بھی اسی کے لئے لیے ہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے تمام بھلائیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

فرمایا جو یہ کہے گا: اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہزار ہزار نیکیاں لکھے گا اور ہزار ہزار (یعنی دس لاکھ) برائیاں مٹا دے گا اور اس کے ہزار ہا ہزار درجات بلند فرمائے گا۔

راوی نے کہا: میں خراسان گیا اور قتیبہ بن مسلم سے ملاقات کی اور میں نے کہا کہ میں آپ کے لئے ایک تحفہ لے کر آیا ہوں پس میں نے یہ حدیث انہیں بیان کی اس کے بعد وہ اپنی سواری پر سوار ہو کر بازار جاتے وہاں کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھتے اور واپس آجاتے تھے (تاکہ یہ عظیم ثواب حاصل ہو جائے)۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند میں اختلاف اور بعض رواۃ میں کلام ہے لیکن بہت سے ائمہ نے اسے روایت کیا ہے۔ دیکھئے: ترمذی (٣٤٢٤) ابن ماجه (٢٢٣٥) ابن السني في عمل اليوم والليلة(١٨٢) شرح السنه (١٣٣٨) احمد(١/٤٧)وغيرهم۔

تشریح: ......اگر اس حدیث کی سند صحیح یا حسن مان لی جائے تو یہ بہت بڑا اجر و ثواب ہے اور یہ اس لئے کہ آدمی بازار میں بیع و شراء اور دیگر امور میں مشغول ہوتا ہے اور بازار کی مصروفیات میں اللہ کا ذکر بڑے نیک لوگوں کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (نور: ٣٧/١٨) ایسے لوگ جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی ہے۔

اس حدیث میں قتیبہ بن مسلم رحمہ اللہ کی فضیلت ہے کہ صرف یہ اجر و ثواب حاصل کرنے کے لئے بازار جاتے اور واپس آجاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ذکر الٰہی سے ایسا ہی لگاؤ اور انس ہمیں بھی عطا فرمائے آمین۔

[58]..... بَاب تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي

میرے نام پر نام رکھو میری کنیت پر کنیت نہ رکھو

2728۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ نے فرمایا: میرے نام پر نام رکھو، میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١١٠، ٣٥٣٩) مسلم (٢١٣٤) ابوداود (٤٩٦٥) ابن ماجه (٣٧٣٥) ابويعلى (٦١٠٢) ابن حبان (٥٨١٢) الحميدى (١١٧٨)۔

توضیح: ......آپ ﷺ کی کنیت ابوالقاسم تھی اور نام محمد واحمد تھا۔اس حدیث میں کنیت ابوالقاسم رکھنے کی ممانعت ہے جس میں کئی حکمتیں ہیں۔ایک یہ کہ آپ جیسا نام اور کنیت رکھنے میں پیغامات الٰہیہ کے خلط ملط ہونے اور جو حکم آپ کا نہ ہو اس کا آپ کی طرف منسوب ہونے کا اندیشہ وامکان تھا۔اس لئے آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا:بعض علماء کے نزدیک یہ ممانعت اب تک برقرار ہے بعض علماء نے کہا کہ اب ایسا اندیشہ نہیں اس لئے آپ کا نام اور کنیت ایک ساتھ بھی رکھی جاسکتی ہے اور بعض نے کہا کہ کنیت اور نام جمع کرنا منع ہے دوسرا قول راجح ہے۔

[59]..... بَاب فِي حُسْنِ الْأَسْمَاءِ

اچھے ناموں کا بیان

2729۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي زَكَرِيَّا الْخُزَاعِيِّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ فَأَحْسِنُوا أَسْمَائَكُمْ.

(ترجمہ)ابودرداء(رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم قیامت کے دن اپنے اور اپنے آباء کے ناموں سے پکارے جاؤ گے لہٰذا اپنے نام اچھے رکھو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے۔دیکھئے:ابوداود(٤٩٤٨) ابن حبان (٥٨١٨) موارد الظمآن (١٩٤٤)

[60]..... بَاب مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْأَسْمَاءِ

جو نام رکھنے مستحب ہیں

2730۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ عَبْدُ اللهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ.

(ترجمہ)ابن عمر(رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔

(**تخریج**) یہ حدیث صحیح ہے۔دیکھئے:مسلم (٢١٣٢) ابوداود(٤٩٤٩)ترمذی (٢٨٣٥) ابن ماجہ (٣٧٢٨)، احمد(٢٤/٢) شرح السنہ (٣٣٦٧) طبرانی ٣٧٠/١٢ (١٣٣٧٤) الحاکم(٢٧٤/٤)۔

تشریح: ......عبداللہ عبدالرحمٰن اسی طرح عبدالقدوس وعبدالسلام وغیرہ نام رکھنا مستحب ہے کیونکہ اس قسم کے ناموں میں عبودیت وبندگی ظاہر ہوتی ہے اس کے بعد انبیاء کرام کے نام رکھنا بھی بہتر ہے لیکن وہ نام جن کے معانی اچھے نہ ہوں یا برے لوگوں کے نام ہو جیسے فرعون، ہامان، شداد، شیطان وغیرہ رکھنا مکروہ ہیں اور جن ناموں سے شرک ظاہر ہو ایسے نام رکھنا بالاتفاق منع ہے جیسے عبدالنبی، عبدالحسین وغیرہ۔بعض علماء نے غلام محمد یا غلام علی اور غلام حسین کا نام رکھنا مکروہ کہا ہے۔یہ شاید اس لئے کہ بندہ وغلام ہر انسان اللہ تعالیٰ کا ہے، بندگی اور غلامی کی نسبت کسی مخلوق کی طرف مناسب نہیں۔واللہ اعلم

[61]..... بَاب مَا يُكْرَهُ مِنَ الْأَسْمَاءِ
وہ نام جن کا رکھنا مکروہ ہے

2731۔ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنِ الرُّكَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ نُسَمِّيَ أَرِقَّائَنَا أَرْبَعَةَ أَسْمَاءٍ أَفْلَحُ وَنَافِعٌ وَرَبَاحٌ وَيَسَارٌ .

(ترجمہ) سمرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں اپنے غلاموں کے یہ چار نام رکھنے سے منع فرمایا: افلح، نافع، رباح، اور نجاح۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۲۱۳۶) ابوداود (۴۹۵۸) ترمذی (۲۸۳۶) ابن ماجہ (۳۷۲۹) ابن حبان (۵۸۳۷)۔

تشریح:...... افلح اور نجاح کے معنی کامیابی، نافع اور رباح کے معانی فائدہ مند کے ہیں گو یہ معانی اچھے ہیں لیکن اس سے بدفالی کا پہلو نکلتا ہے شاید اس لئے کہ کراہت ظاہر کی گئی مثلاً کوئی پوچھے یہاں رباح یا نجاح ہے تو جواب یہ دیا جائے کہ نہیں ہے تو اس سے بدفالی مراد ہو سکتی ہے۔ (واللہ اعلم)

[62]..... بَاب فِي تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ
نام تبدیل کرنے کا بیان

2732۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ أُمَّ عَاصِمٍ كَانَ يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ فَسَمَّاهَا النَّبِيُّ ﷺ جَمِيلَةَ .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ ام عاصم (رضی اللہ عنہا) جن کا نام عاصیہ (نافرمان) تھا نبی کریم ﷺ نے اس کا نام (بدل کر) جمیلہ رکھ دیا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (۲۱۳۹) ابن ماجہ (۳۷۳۳) ابن حبان (۵۸۱۹)۔

2733۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ اسْمُ زَيْنَبَ بَرَّةَ فَسَمَّاهَا النَّبِيُّ ﷺ زَيْنَبَ .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: زینب (رضی اللہ عنہا) کا نام برہ (بہت نیکوکار) تھا نبی کریم ﷺ نے (بدل کر) زینب رکھ دیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (۶۱۹۲) مسلم (۲۱۴۱) ابن ماجہ (۳۷۳۲) ابن حبان (۵۸۳۰)۔

تشریح:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ وہ نام جن کے معانی اچھے نہ ہوں انہیں بدل دینا چاہیے جیسے عاصیہ حزن وغیرہ نام ہیں اسی طرح وہ نام جن میں تزکیہ یا خودنمائی پائی جائے وہ بھی بدل دیئے جائیں۔ جیسے برہ ہے لوگ کہتے تھے کہ وہ

اپنے آپ کو نیک واچھی سمجھتی ہیں اس لئے آپ ﷺ نے ان کا نام برہ کے بجائے زینب رکھ دیا۔

[63]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنْ أَنْ يَقُولَ مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ فُلَانٌ

یہ کہنے کی ممانعت کہ جو اللہ اور فلان چاہے

2734۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنِ الطُّفَيْلِ أَخِي عَائِشَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ لِرَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُولُونَ مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَلَكِنْ قُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ.

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے بھائی طفیل سے مروی ہے کہ مشرکین میں سے ایک شخص نے مسلمانوں کے ایک شخص سے کہا: تم لوگ بہت اچھے ہو اگر ماشاء اللہ وشاء محمد نہ کہو یعنی یہ نہ کہو کہ جو اللہ چاہے اور محمد چاہیں۔ نبی کریم ﷺ نے جب سنا تو فرمایا: یہ نہ کہو جو اللہ چاہے اور محمد چاہیں اس کے بجائے یہ کہو: جو اللہ چاہے پھر محمد بھی چاہیں۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابن ماجه (۲۱۱۷، ۲۱۱۸) احمد (۱/ ۲۱٤)، ابویعلی (٤٦٥٥) ابن حبان (٥٧٢٥) الموارد (۱۹۹۸)۔

توضیح:...... بعض روایات میں ہے کہ صرف یہ کہو (ماشاء اللہ)، اللہ جو چاہے۔ دنیا کا ہر کام مشیت الٰہی سے ہوتا ہے اس میں کسی بھی فرد و بشر کی مشیت کا کوئی دخل نہیں اس لئے خالق اور مخلوق کے لئے مشیت کو جمع کرنا خلاف توحید ہے یعنی شاء اللہ وشاء فلاں کہنا کسی بھی طرح جائز نہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے کہا: تم لوگ شرک کرتے ہو، یوں کہتے ہو جو اللہ چاہے اور آپ ﷺ چاہیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے کہا: ((ماشاء اللہ وشئت)) ''جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں'' آپ نے فرمایا: تم نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا۔ صرف اتنا کہو: ماشاء الله وحده (جو اکیلا اللہ چاہے): ابن ماجه (۲۱۱۸)

[64]..... بَاب لَا يُقَالُ لِلْعِنَبِ الْكَرْمُ

عنب (انگور) کو کرم نہ کہا جائے

2735۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ إِسْحَقَ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقُولُوا لِحَائِطِ الْعِنَبِ الْكَرْمُ إِنَّمَا الْكَرْمُ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انگوروں کے باغ کو کرم نہ کہو کیونکہ کرم تو مسلمان مرد ہوتا ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن دوسری سند سے حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦١٨٢) مسلم (٢٢٤٧) ابویعلی (٥٩٢٩) ابن حبان (٥٨٣٢) الحمیدی (١١٣٠)۔

تشریح:...... انگور کو کرم کہنے سے اس لئے روکا کیونکہ اس سے شراب بنتی ہے اور عرب کے لوگ اسے کرم اس لئے کہتے کہ ان کے خیال میں شراب نوشی سے سخاوت اور بزرگی پیدا ہوتی تھی۔ ان کے خیال کے رد میں اس نام سے پکارنے سے منع فرمایا: نیز بتایا کہ کرم تو مسلم کی صفت ہے جو مجسم کرم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

[65]..... بَاب فِي الْمُزَاحِ
مذاق کرنے کا بیان

2736۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ غُلَامٌ يَسُوْقُ بِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدًا سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: ایک غلام نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات (کی سواری) کو لے کر چل رہا تھا کہ آپ نے فرمایا: اے انجشہ آبگینوں (شیشوں) کو آہستہ لے کر چلو۔

(تخریج) اس سند کی کوئی حیثیت نہیں ہے لیکن یہ حدیث دوسری سند سے متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦١٤٩) مسلم (٢٣٢٣) ابویعلی (٢٨٠٩) ابن حبان (٥٨٠٠) الحمیدی (١٢٤٣)۔

تشریح:...... قواریر شیشے یا شیشے کی بوتل کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد عورتیں (امہات المومنین) تھیں جو فی الواقع شیشے کی طرح نازک ہوتی ہیں۔ انجشہ نامی غلام اونٹوں کا چلانے والا بڑا خوش آواز تھا اور اس کے گانے سے اونٹ مست ہو کر خوب بھاگ رہے تھے۔ آپ کو ڈر ہوا کہ کہیں عورتیں گر نہ جائیں اس لئے فرمایا: آہستہ لے چل اس میں مزاح یا مذاق کا پہلو اس طرح ہے کہ عورتوں کو شیشے سے تشبیہ دی اور انہیں شیشے کی طرح نازک قرار دیا۔ یہ تشبیہ بہت عمدہ تھی۔ عورتیں اسی طرح نازک ہوتی ہیں۔ صنف نازک پر یہ رحمۃ للعالمین کا احسان عظیم ہے کہ آپ نے ان کی کمزوری ونزاکت کا مردوں کو قدم قدم پر احساس دلایا۔ (راز رحمہ اللہ)

[66]..... بَاب فِي الَّذِي يَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ
جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے اس کا بیان

2737۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا بَهْز بن حكيم ، عن أبيه ، عن جدّه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: وَيْلٌ لِلَّذِيْ يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَّهُ! وَيْلٌ لَّهُ!.

(ترجمہ) بہز بن حکیم نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے۔ خرابی ہے اس شخص کے لئے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے، خرابی ہے اس کے لئے، خرابی ہے اس کے لئے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند جید ہے۔دیکھئے:ابوداود (٤٩٩٠) ترمذی (٢٣١٦) احمد(٧/٥)، طبرانی ١٩/٤٠٣ (٩٥١) الحاکم (١٤٤) شرح السنة (٣٤١٧) وغیرھم۔

تشریح: ......ویل کے معنی خرابی اور ہلاکت کے ہیں نیز ویل جہنم میں ایک گڈھے کا نام بھی ہے جو شخص محض لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹی کہانیاں یا افسانے یا لطیفے گڑھے اس کے لئے آخرت میں سخت وعید ہے اور جھوٹ ہر حال میں مذموم ہے اور جھوٹے پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔

[67]..... بابٌ فِي الشِّعْرِ
شعر کا بیان

2738۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَدَّقَ النَّبِيُّ ﷺ أُمَيَّةَ بْنَ أَبِي الصَّلْتِ فِي بَيْتَيْنِ مِنَ الشِّعْرِ فَقَالَ:

رَجُلٌ وَثَوْرٌ تَحْتَ رِجْلِ يَمِينِهِ
وَالنَّسْرُ لِلْأُخْرَى وَلَيْثٌ مُرْصَدُ

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَ ، قَالَ:

وَالشَّمْسُ تَطْلُعُ كُلَّ آخِرِ لَيْلَةٍ
حَمْرَاءَ يُصْبِحُ لَوْنُهَا يَتَوَرَّدُ

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَ ، قَالَ

تَأْبَى فَمَا تَطْلُعُ لَنَا فِي رِسْلِهَا
إِلَّا مُعَذَّبَةً وَإِلَّا تُجْلَدُ

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: نبی کریم ﷺ نے امیہ بن ابی الصلت کے اشعار کی تصدیق کی جس میں اس نے کہا:
زحل اور ثور اس کے داہنے پیر اور نسر بایاں پیر کے نیچے اور لیث ستارہ اس کی نگرانی میں ہے۔
نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سچ کہا (یعنی یہ سب سیارے اللہ تعالیٰ سے نیچے اور باری تعالیٰ سب سے اوپر (عرش پر مستوی ہے) پھر اس نے کہا:
اور سورج ہر رات کے آخر میں طلوع ہوتا ہے تو اس کا رنگ سرخ گلابی ہوتا ہے۔ (یعنی عظمت وجلال کی وجہ سے)۔
آپ نے فرمایا: یہ بھی سچ کہا (حدیث میں ہے کہ سورج روزانہ صبح کے وقت اللہ کو سجدہ کرتا اور طلوع ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے پھر طلوع ہوتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اجازت نہ دے گا اور جہاں غروب ہوا وہیں سے طلوع ہونے

کا حکم ہوگا......((او کما قال علیه السلام))۔

پھر کسی نے کہا:

سورج اپنے آپ سے طلوع ہونے کا انکار کرتا ہے الا یہ کہ عذاب میں گرفتار کر دیا جائے کڑے لگائے جائیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ کہا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے۔دیکھئے: ابن ابی شیبه (٦٠٦٤) ۔ ابن ابی عاصم السنه میں (٥٧٩) طبرانی نے (١١٥٩١) ابن عبدالبر فی التمهید(٨/٤)،ابن کثیر نے البدایه (١/١٢) ابویعلی (٢٤٨٢) نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ......امیہ بن ابی اصلت جاہلی شاعر تھا اور اہل کتاب کا علم رکھتا تھا مسلمان ہونا چاہتا تھا لیکن یہ سعادت اس کے حصے میں نہ آسکی اپنی شاعری میں بہت سی سچی باتیں ذکر کی ہیں جس کی تائید پیغمبر اسلام محمد ﷺ نے کی ہے۔

[68]..... بَاب فِي إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً
شعر میں دانائی ہوتی ہے

2739۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ زِيَادٍ هُوَ ابْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنِي أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً .

(ترجمہ) ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: شعر میں حکمت و دانائی ہے۔

(**تخریج**) یہ حدیث اس سند سے ضعیف ہے لیکن دوسری اسانید سے صحیح ہے۔دیکھئے: بخاری (٦١٤٥) الادب المفرد (٨٦٤) ابوداود (٥٠١٠) ابن ماجه (٣٧٥٥) شرح السنه (٣٣٩٨)۔

تشریح: ......قرآن پاک میں اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ ....﴾ (شعراء : ١٩/ ٢٣٤) نبی کریم ﷺ نے اس کی وضاحت فرما دی کہ اگر شعر میں حقیقت اور سچائی و دانائی ہے تو کوئی حرج نہیں۔

[69]..... بَاب لَأَنْ يَمْتَلِءَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ
اگر تم میں سے کوئی اپنا پیٹ پیپ اور خون سے بھرے

2740۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا أَوْ دَمًا خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص اپنا پیٹ پیپ اور خون سے بھرے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اس کو شعر سے بھرے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦١٥٤) ابوداؤد (٥٠٠٩) ابویعلی (٥٥١٦)۔

تشریح: ......اس وعید سے مقصود ایسے اشعار اور غزلیں ہیں جو عشق وفسق سے بھری ہوں یا جن میں بے جا مدح وذم ہو اچھا شعر کہنا اور یاد کرنا اس وعید میں داخل نہیں، خود رسول اللہ ﷺ نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو شعر کہنے کی اجازت دی اور حدیث کے اس ٹکڑے ((وان من الشعر حكمة)) سے بھی شعر وشاعری کا جواز نکلتا ہے۔ واللہ اعلم۔

20- كتاب الرقاق

دل کو نرم کرنے والے اعمال کا بیان

[1]..... بَاب مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ
جس کے ساتھ اللہ بھلائی چاہتا اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے

2741۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يُرِدْ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کی بہتری چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (٢٦٤٧) طبرانی (١١/٣٩٢)(١٠٧٨٦) شرح السنة (١٣٢)۔ یہی حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٧١) مسلم (١٠٣٧/٩٨)۔

تشریح: ......دین کی سمجھ دیتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ اس کو علم دین عطا فرماتا ہے اور بصیرت کامل فہم راشد ذہن ثاقب اور

حافظہ قوی دیتا ہے اور علوم دینیہ واحکام شرعیہ سے اس کا سینہ نورانی ہو جاتا ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: فقیہ تو وہ ہے جو دنیا سے زاہد ہو، آخرت کی طرف راغب ہو، اور عبادت پر مداوم ہو محدثین سے منقول ہے کہ فقہ الرجل سے مراد اس کی بصیرت ہے۔ (ملخص من وحیدی)۔

[2]..... بَاب فِي الصِّحَّةِ وَالْفَرَاغِ

صحت وفراغت کا بیان

2742۔ أَخْبَرَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الصِّحَّةَ وَالْفَرَاغَ نِعْمَتَانِ مِنْ نِعَمِ اللَّهِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صحت وفراغت اللہ کی نعمتوں میں سے دو ایسی نعمتیں ہیں جن کی اکثر لوگ قدر نہیں کرتے ہیں۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٤١٢) ابن ماجه (٤١٧٠) احمد (١/٢٨٥) طبرانی (١٠/٣٩٢) (١٠٧٨٧)۔

تشریح: ......تندرسی اور فراغت حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتیں ہیں اور ان کو غنیمت سمجھتے ہوئے ان کا صحیح استعمال کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ بیماری آگھیرے یا مصروفیت بڑھ جائے اور پھر انسان اللہ کی یاد سے غافل ہو کر ادائے واجبات میں کوتاہی برتے۔ حدیث میں ہے۔ ((اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ)) اور ان میں سے بتایا گیا کہ ((صِحَّتَكَ قَبْلَ مَرَضِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغُلِكَ)) یعنی انسانی تندرستی کو بیماری سے پہلے فراغت کو مشغولیت سے پہلے غنیمت جانے اور عمل کرلے تا کہ پچھتانا نہ پڑے غالب نے کہا:

تنگدستی گر چہ ہو غالب تندرستی ہزار نعمت ہے

اور علامہ حالی نے کہا:

فراغت سے دنیا میں دم بھر نہ بیٹھو
اگر چاہتے ہو فراغت زیادہ
فرشتوں سے بڑھ کر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ

[3]..... بَاب فِي حِفْظِ السَّمْعِ

کان کی حفاظت کا بیان

2743۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ صُبَّ فِي أُذُنِهِ الْآنُكُ .

(ترجمہ)ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایسے لوگوں کی بات سننے کے لئے کان لگائے جو اسے (سننے کو) پسند نہیں کرتے تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔دیکھئے: بخاری (۷۰۴۲) ابوداود (۵۰۲٤) ترمذی (۱۷۵۱) ابویعلی (۲۵۷۷) ابن حبان (٥٦٨٥) مسند الحمیدی (٥٤١)۔

2744- أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لِي قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ الْأُولَى لَكَ وَالْآخِرَةَ عَلَيْكَ .

(ترجمہ)علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نظر کے پیچھے نظر نہ ڈالو (یعنی پہلی بار نا گہاں بنا قصد کے کسی اجنبی عورت پر نظر پڑ جائے تو دوبارہ اس کی طرف نہ دیکھو) کیونکہ پہلی نظر تو معاف ہے لیکن دوسری تمہارے اوپر گناہ ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جید ہے۔دیکھئے: ابوداود (۲۱٤۹) ترمذی (۲۷۷۷) احمد (۵/۳) الحاکم (۱۲۳/۳) ابن حبان (۵۵۷۰) الترغیب (۳۵/۳)۔

تشریح: ......پہلی حدیث میں اپنے کانوں کو ایسی بات سننے سے بچانے کا حکم ہے جس کا بات کرنے والے سننا پسند نہ کرتے ہوں اور جو شخص ایسا کرے اس کے لئے سخت وعید ہے کہ سیسہ اس کے کانوں میں پگھلا کر ڈالا جائے گا۔

دوسری حدیث نظر سے متعلق ہے اور مومن مرد و عورت کو حکم ہے کہ نگاہیں نیچی رکھیں اور کسی اجنبی کو شہوت و بری نظر سے نہ دیکھیں اور اگر کسی مرد کی نظر بغیر قصد کے کسی اجنبی عورت پر پڑ جائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں لیکن دوبارہ اس کی طرف نہ دیکھے بلکہ نظر پھیر لے اور اگر قصداً دیکھے گا تو گنہگار ہوگا اور یہ قصور و گناہ بلا توبہ کے معاف نہ ہوگا۔ (واللہ اعلم)۔

[4] ..... بَاب فِي حِفْظِ اللِّسَانِ

زبان کی حفاظت کا بیان

2745- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ فِي الْإِسْلَامِ لا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا قَالَ اتَّقِ اللّٰهَ ثُمَّ اسْتَقِمْ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ شَيْءٍ قَالَ فَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ .

(ترجمہ)سفیان بن عبداللہ ثقفی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتائیے کہ میں کسی اور سے اس کے بارے میں نہ پوچھوں۔فرمایا: اللہ سے ڈرو اور استقامت اختیار کرو۔ میں نے کہا: پھر اس کے بعد کون سی چیز ہے؟ تو آپ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا (یعنی اس کو قابو میں رکھو اور اس کی حفاظت کرو)۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔دیکھئے: مسلم (٣٨) ترمذی (٢٤١٠) ابن ماجه (٣٩٧٢) ابن حبان (٥٦٩٨) الموارد (٢٥٤٣)۔

2746۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَعِيلَ بْنِ مُجَمِّعٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مُرْنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ قَالَ قُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا أَكْثَرُ مَا تَخَوَّفُ عَلَيَّ قَالَ فَأَخَذَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ بِلِسَانِهِ ثُمَّ قَالَ هٰذَا .

(ترجمہ) سفیان بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ مجھے ایسی بات بتلایئے جس کو میں مضبوطی سے تھامے رہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا: کہو اللہ میرا رب ہے پھراسی پر جمے رہو، پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ آپ کو زیادہ ڈر میرے اوپر کس چیز کا ہے؟ سفیان نے کہا: نبی ﷺ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا اور فرمایا: اس کا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن حدیث صحیح ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہے۔

2747۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: عرض کیا گیا یارسول اللہ کون سا اسلام افضل ہے؟ (یعنی مسلمانوں میں کون سب سے بہتر ہے؟) فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن بہت سے طریق سے مروی ہے اس لئے حدیث صحیح ہے۔دیکھئے: ترمذی (٢٥٠٣) مسند الشهاب (٣٣٤) الزهد لابن المبارك (٣٨٥) شرح السنة (٤١٢٩) طبرانی فی الاوسط (١٩٥٤) الترغيب (٥٣٦/٣) وغيرهم نیز دیکھئے: حديث رقم (٢٧٥١)۔

تشریح: ......ان تمام احادیث سے زبان کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔حقیقت ہے کہ زبان کے سبب انسان جنت کا مستحق ہوتا ہے اور زبان کی وجہ سے جہنم رسید ہوتا ہے، اس لئے زبان سے اچھی بات نکلنی چاہیے ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔جھوٹ، غیبت، چغلی، بری بات، گالی گلوج، فحش وگندے گانے اور گفتگو سے اپنی زبان کی حفاظت کرنی لازمی ہے۔مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

[5]..... بَاب فِي الصَّمْتِ

خاموش رہنے کا بیان

2748۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ بْنُ عِيسَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَمَتَ نَجَا .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو خاموش رہا نجات پا گیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن اس کے بہت سے شواہد ہیں اور معنی فی الحقیقہ صحیح ہے۔ خاموشی میں نجات ہے۔ دیکھئے: ترمذی (٢٥٠٣) احمد(١٥٩/٢، ١٧٧)مسند الشهاب للقضاعى (٣٣٤) الزهد لابن المبارك (٣٨٥)شرح السنه (٤١٢٩) وغیرھم۔

[6]..... بَاب فِي الْغِيبَةِ

غیبت کا بیان

2749۔ أَخْبَرَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قِيلَ لَهُ مَا الْغِيبَةُ قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيلَ وَإِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ قَالَ فَإِنْ كَانَ فِيهِ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ غیبت کیا ہے؟ فرمایا: غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرو جو اسے ناگوار ہو۔ عرض کیا گیا: اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو؟ آپ نے فرمایا: اگر اس میں جو تم کہہ رہے ہو وہ عیب موجود ہے تم نے اس کی غیبت کی، اور اگر اس میں وہ عیب موجود نہیں تو تم نے اس کو بہتان لگایا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے اور حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (٢٥٨٩) ابوداود (٤٨٧٤) ترمذی (١٩٣٤) ابويعلى (٦٤٩٣) ابن حبان (٥٧٥٨) الموارد (١٨٢٠)۔

تشریح: ......غیبت کرنا حرام ہے۔ حکم الٰہی ہے: ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ....﴾ (الحجرات: ١٢/٢٦) (ترجمہ) اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ معلوم ہوا کہ غیبت کرنا مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ والعیاذ باللہ۔ غیبت اور تہمت و بہتان دونوں ہی بڑے گناہوں میں سے ہیں اس لئے ان سے بچنا چاہیے۔

[7]..... بَاب فِي الْكَذِبِ

جھوٹ کا بیان

2750۔ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ إِدْرِيسَ الْأَوْدِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ شَرَّ الرَّوَايَا رَوَايَا الْكَذِبِ وَلَا يَصْلُحُ مِنَ الْكَذِبِ جِدٌّ وَلَا هَزْلٌ وَلَا يَعِدُ الرَّجُلُ ابْنَهُ ثُمَّ لَا يُنْجِزُ لَهُ إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَإِنَّهُ يُقَالُ لِلصَّادِقِ صَدَقَ وَبَرَّ وَيُقَالُ لِلْكَاذِبِ كَذَبَ وَفَجَرَ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيقًا وَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا وَإِنَّهُ قَالَ لَنَا هَلْ أُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ وَإِنَّ الْعَضْهَ هِيَ النَّمِيمَةُ الَّتِي تُفْسِدُ بَيْنَ النَّاسِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً بیان کیا کہ برے نقل کرنے والے وہ ہیں جو جھوٹ نقل کرتے ہیں، اور جھوٹ سنجیدگی یا مذاق کسی حال میں جائز نہیں، اور آدمی اپنے بیٹے سے جھوٹا وعدہ نہ کرے جو پورا نہ کر پائے، سچ نیکی کی راہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کو لے جاتی ہے، اور جھوٹ برائی کی راہ دکھاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور سچے آدمی کے لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے سچائی اختیار کی اور نیکی کی راہ اپنائی، اور جھوٹے شخص کے لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا اور فجور کیا (یعنی جھوٹ اور فسق وفجور کی راہ اپنائی) اور آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالی کے نزدیک (صادق) سچا لکھ لیا جاتا ہے، اور جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالی کے نزدیک جھوٹا (کذاب) لکھ لیا جاتا ہے، اور آپ نے ہمارے لئے فرمایا: سنو کیا میں تمہیں بتلاؤں کہ عضہ (بہتان قبیح) کیا ہے؟ وہ چغلی ہے جو لوگوں کے درمیان فساد برپا کر دیتی ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (٢٦٠٦) احمد (٤٣٧/١) وغیرھما۔ امام نووی نے کہا) بخاری ومسلم کے جو نسخے متداول ہیں ان میں یہ حدیث (ان الصدق یهدی ...... حتی یکتب عندالله کذابا) پائی جاتی ہے لیکن ابو مسعود دمشقی نے شر الروایا کا پہلا جملہ بھی روایت کیا ہے جس کو امام دارمی نے نقل کیا ہے۔

تشریح: ......سچائی اور سچی بات انسان کو اچھا نیک اور صادق وامین بنا کر جنت میں لے جاتی ہے اور جھوٹ انسان کو ذلیل ورسوا کراتی اور جھوٹا کہلواتی ہے اور پھر جہنم کی طرف لے جاتی ہے اسی طرح چغلی اور چغل خوری فساد برپا کرتی ہے اور دلوں میں کدورت وعداوت ڈال دیتی ہے اور یہ دونوں باتیں جھوٹ اور چغلی بڑے گناہ میں سے ہیں ان سے بچنا بے حد ضروری ہے ورنہ جہنم کی وعید ہے۔

[8]..... بَاب فِي حِفْظِ الْيَدِ
ہاتھ کی حفاظت کا بیان

2751- أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (١٠) مسلم (٤٠) ابن حبان (١٩٦) الحمیدی (٦٠٦)۔

تشریح: ......زبان کو ہاتھ پر اس لئے مقدم کیا گیا کہ یہ ہر وقت قینچی کی طرح چلتی ہے اور پہلے اسی کے وار ہوتے ہیں۔ ہاتھ کی نوبت بعد میں آتی ہے جیسا کہ کہا گیا:

جراحات اللسان لها التيام ولا يلتام ما جرح اللسان

یعنی نیزوں کے زخم بھر جاتے ہیں اور زبان کے زخم عرصہ تک نہیں بھر سکتے۔

اور ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ)) کی قید کا یہ مطلب نہیں کہ غیر مسلموں کو زبان یا ہاتھ سے ایذا رسانی جائز ہے ایک اور روایت میں ہے: مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ یعنی جس سے تمام انسان محفوظ رہیں جس میں ہر انسان کے ساتھ صرف انسانی رشتے کی بنا پر نیک معاملہ واخلاق حسنہ کی تعلیم دی گئی ہے۔ اسلام کا ماخذ سلم ہے جس کے معنی صلح جوئی خیر خواہی مصالحت کے ہیں۔ زبان سے ایذا رسانی میں غیبت، گالی گلوچ، بدگوئی وغیرہ جملہ عادات داخل ہیں اور ہاتھ کی ایذا رسانی میں چوری، ڈکیتی، مار پیٹ، قتل وغارتگری وغیرہ ہیں پس کامل انسان وہ ہے جو اپنی زبان پر اپنے ہاتھ پر پورا کنٹرول رکھے اور کسی انسان کی ایذا رسانی کے لئے اس کی زبان نہ کھلے اس کا ہاتھ نہ اٹھے (مولانا راز رحمہ اللہ)۔

[9]..... بَاب فِي أَكْلِ الطَّيِّبِ
پاکیزہ کمائی کھانے کا بیان

2752۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا الطَّيِّبَ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ قَالَ ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ وَقَالَ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ قَالَ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالی پاک ہے اور پاک مال کو ہی قبول کرتا ہے اور اللہ تعالی نے مومنین کو بھی وہی حکم دیا ہے جو مرسلین کو دیا تھا اللہ تعالی نے فرمایا: اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے عمل کرو میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں (المومنون ۵۱/۱۸) نیز فرمایا: اے مومنو! کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تم کو دی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم خاص اسی کی عبادت کرتے ہو (البقرہ: ۱۷۲/۲)۔ راوی نے کہا: پھر آپ ﷺ نے ایسے آدمی کا ذکر کیا جو لمبے لمبے سفر کرتا ہے بکھرے بال گرد وغبار سے بھرا ہوا پھر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے اور کہتا ہے: اے رب اے رب حالانکہ اس کا کھانا حرام، اس کا لباس حرام، اس کا پینا حرام، اور حرام غذا ہی اس کو دی جاتی ہے پھر کیسے اس کی دعا قبول ہوگی؟

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح علی شرط مسلم ہے۔ دیکھئے: مسلم (۱۰۱۵) ترمذی (۲۹۹۲) عبدالرزاق (۸۸۳۹)

تشریح:...... یہ حدیث ایمان واسلام کی اساسیات میں سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو کھانا کپڑا گھر مکان سب حلال کمائی سے کرنا چاہیے ورنہ اس کا عمل قابل قبول نہ ہوگا۔ اس حدیث میں اللہ تعالی کی صفات ہیں کہ وہ ہر عیب سے اور برائی سے پاک ہے اور وہ عرش پر ہے اور اس کو نیک وبد سب جانتے ہیں اور اسی کی طرف دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں

اور وہی دینے والا دعا کو قبول کرنے والا ہے۔

[10]..... بَاب مَا يَكْفِي مِنَ الدُّنْيَا

دنیا کی کیا چیز کافی ہے؟

2753۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْلَةَ عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكْفِي أَحَدَكُمْ مِنَ الدُّنْيَا خَادِمٌ وَمَرْكَبٌ .

(ترجمہ) بریدہ اسلمی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو دنیا میں خادم اور سواری کافی ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: احمد (٥/٣٦٠) ابویعلی (٢٤٧٨) ابن حبان (٦٦٨)۔

توضیح: ..... یعنی دنیا کا متاع ایک خادم اور سواری ہو تو بس کافی ہے اس سے زیادہ کے لئے انسان کو پریشان نہ ہونا چاہیے۔ ترمذی شریف (١٧٨١) میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ تمہارے لئے مسافر کے زادراہ کے برابر متاع کافی ہے..... الخ

[11]..... بَاب فِي ذَهَابِ الصَّالِحِينَ

صالحین کے گذر جانے کا بیان

2754۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ بَيَانٍ هُوَ ابْنُ بِشْرٍ الْأَحْمَسِيُّ عَنْ قَيْسٍ عَنْ مِرْدَاسٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ أَسْلَافًا وَيَبْقَى حُثَالَةٌ كَحُثَالَةِ الشَّعِيرِ .

(ترجمہ) مرداس اسلمی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھے (صالح) لوگ یکے بعد دیگرے گزرتے جائیں گے اور ان کے بعد جو کے بھوسے کے مانند لوگ باقی رہ جائیں گے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٤٣٤) ابن حبان (٦٨٥٢) الحاکم (٤/ ٤٠١) معجم الصحابہ لابن قانع (١٠٨٦)۔

فائدہ: ..... نبی کریم ﷺ کی یہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوتی جا رہی ہے۔ اچھے لوگ اٹھتے چلے جا رہے ہیں۔ عصر حاضر میں کئی دہائیوں سے یہ منظر صاف نظر آ رہا ہے۔

[12]..... بَاب فِي الْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّوْمِ

روزے پر مداومت کا بیان

2755۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ بْنُ عِيسَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الظَّمَأُ وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کتنے روزے دار ایسے ہوتے ہیں جن کو روزے کا کوئی ثواب نہیں ملتا وہ (بھوکے) پیاسے رہتے ہیں اور کتنے رات میں عبادت کرنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے قیام کا رت جگے (جاگنے) کے سوا کوئی فائدہ نہیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے: ابن ماجه (١٦٩٠) ابويعلى (٦٥٥١) ابن حبان (٣٤٨١) الموارد (٦٥٤)۔

تشریح:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ اور تہجد اس کے شروط، حدود وقیود کے بغیر ادا کئے جائیں تو ان کا فائدہ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ روزے دار پیاسا رہے اور تہجد گذار جاگتا رہے۔ روزے اور نماز کا صحیح ثواب حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ لغو، رفث، فسق وفجور، ریا ونمود سے پرہیز کیا جائے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص بری بات اور برا عمل نہ چھوڑے اللہ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: جب روزہ رکھو تو تمہاری زبان، تمہارے کان، تمہاری آنکھیں بھی روزہ رکھیں اور تمہارے روزے کا دن اور بنا روزے کا دن ایک جیسا نہ ہو۔

[13]..... بَاب فِي الْمُحَافَظَةِ عَلَى الصَّلَاةِ

نماز کی پابندی کا بیان

2756۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي كَعْبُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ عِيسَى بْنِ هِلَالٍ الصَّدَفِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَقَالَ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُورًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُورًا وَلَا نَجَاةً وَلَا بُرْهَانًا وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے: نبی کریم ﷺ نے ایک دن نماز کا ذکر کیا تو فرمایا: جو شخص اس (نماز) کی پابندی کرے گا اس کے لئے قیامت کے دن (نماز) نور و برہان اور جہنم سے نجات کا سبب ہوگی اور جو ان نمازوں کی پابندی نہ کرے گا اس کے لئے وہ نہ نور ہوگی نہ برہان نہ نجات بلکہ وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (جو بدترین انسان اور جہنمی تھے)۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابن حبان (١٤٦٧) موارد الظمآن (٢٥٤) مجمع الزوائد (١٦٣٤)۔

[14]..... بَاب فِي قِيَامِ اللَّيْلِ

نماز تہجد کا بیان

2757۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ حَتّٰى قَالَ وَلَوْ رَكْعَةً .

(ترجمہ) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کی نماز (تہجد) کی ترغیب دیتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا: چاہے ایک رکعت ہی رات میں پڑھو۔

(تخریج) اس روایت کی یہ سند ضعیف ہے لیکن حدیث صحیح لغیرہ ہے۔ دیکھئے: مجمع الزوائد (٣٥٦٥) بتحقیق حسین دارانی۔

تشریح: ......اس حدیث سے تہجد یا قیام اللیل کی اہمیت معلوم ہوئی نیز یہ کہ وتر ایک رکعت بھی پڑھنا درست ہے جیسا کہ دوسری صحیح حدیث میں ہے صبح ہو جانے کا ڈر ہو تو ایک رکعت پڑھ لو اس لئے یہ کہنا کہ ایک رکعت کوئی نماز نہیں، درست نہیں ہے۔ ایک مرتبہ ناچیز نے خواب دیکھا کہ سماحۃ الشیخ ابن باز تہجد کی تاکید کر رہے ہیں، خواب ان سے عرض کیا تو فرمایا: قیام اللیل واجب تو نہیں ہے لیکن رات میں نماز ضرور پڑھنی چاہیئے چاہے دو رکعت ہی کیوں نہ ہو۔ واللہ اعلم

[15]..... بَاب فِي الِاسْتِغْفَارِ

استغفار کا بیان

2758۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عَمْرٍو أَبِي الْمُغِيرَةِ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ فِي لِسَانِي ذَرَبٌ عَلَى أَهْلِي وَلَمْ يَكُنْ يَعْدُهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ أَنْتَ عَنِ الِاسْتِغْفَارِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ . قَالَ أَبُو إِسْحٰقَ فَحَدَّثْتُ أَبَا بُرْدَةَ وَأَبَا بَكْرٍ ابْنَيْ أَبِي مُوسَى قَالَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ .

(ترجمہ) حذیفہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میری زبان گھر والوں کیلئے بے لگام تھی (جو زبان پر آتا بک دیتے) لیکن ان کے علاوہ کسی اور سے بدکلامی نہ کرتے تھے۔ حذیفہ نے کہا: میں نے اس بارے میں (ندامت سے) رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: تم استغفار سے کہاں ہو؟ یعنی استغفار کیوں نہیں کرتے؟ میں تو خود اللہ تعالیٰ سے ہر دن سو بار مغفرت طلب کرتا ہوں۔

ابواسحاق نے کہا: میں نے ابوبردہ اور ابوبکر ابنی ابی موسیٰ سے یہ حدیث بیان کی تو دونوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ہر دن اللہ سے سو مرتبہ مغفرت طلب کرتا ہوں اور کہتا ہوں: استغفر اللہ واتوب الیہ۔

(تخریج) اس حدیث کی سند جید ہے۔ دیکھئے: ابن حبان (٩٢٦) موارد الظمآن (٢٤٥٨) ابن السنی فی عمل الیوم (٣٦٢) منحۃ المعبود للطیالسی (١/٢٥١)(١٢٣٩) دوسرا جملہ بخاری شریف (٦٣٠٧) میں بھی ہے اور اس میں ستر بار کا ذکر ہے۔

تشریح: ......استغفار: مغفرت طلب کرنے کو کہتے ہیں۔توبہ واستغفار ہر شخص کو ہمیشہ کرتے رہنا چاہیے۔یہ ہمارے پیغمبر سید الانبیاء والمرسلین ہیں جن کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف، جو بخشے بخشائے پھر بھی ستر بار اور سو سو بار استغفار کرتے تھے ۔اللہ تعالیٰ کا بھی فرمان ہے:﴿اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ﴾ (نوح: ٢٩/ ١٠) ایک جگہ فرمایا:﴿مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ (انفال : ٩/ ٣٣) ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے گا کہ انہیں آپ کے ہوتے ہوئے عذاب دے اور اللہ تعالیٰ انہیں اس حال میں بھی عذاب نہ دے گا کہ وہ استغفار کرتے ہوں۔یعنی جو لوگ استغفار کرتے رہیں عذاب میں مبتلا نہ ہوں گے۔

[16]..... بَاب فِي تَقْوَى اللّٰهِ

اللہ کے تقویٰ کا بیان

2759۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ سَلْمِ بْنِ قُتَيْبَةَ عَنْ سُهَيْلٍ الْقُطَعِيِّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ ﴿أَهْلُ التَّقْوَى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾ قَالَ قَالَ رَبُّكُمْ أَنَا أَهْلٌ أَنْ أُتَّقَى فَمَنْ اتَّقَانِي فَأَنَا أَهْلٌ أَنْ أَغْفِرَ لَه .

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی:﴿هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾ (مدثر : ٢٩/ ٥٦) پھر فرمایا: تمہارے رب نے فرمایا: میں اس لائق ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے اور جو مجھ سے ڈرے تو میں اس قابل ہوں کہ اس کو بخش دوں۔

(تخریج) سہیل بن ابی حزم کی وجہ سے اس روایت کی سند ضعیف ہے۔دیکھئے: ابن ماجہ (٤٢٩٩) ابویعلی (٣٣١٧)

تشریح: ......گرچہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا تقویٰ جس نے اختیار کیا، رب ذوالجلال سے جو ڈرا اس کو اللہ تعالیٰ یقیناً بخش دے گا اللہ تعالیٰ ہمیں خشیت الٰہی اور تقویٰ عطا فرمائے۔آمین۔

2760۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي السَّلِيلِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي لَأَعْلَمُ آيَةً لَوْ أَخَذَ بِهَا النَّاسُ لَكَفَتْهُمْ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا .

(ترجمہ) ابوذر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ایک ایسی آیت معلوم ہے اگر لوگ اس پر عمل کر لیں تو وہی ان کیلئے کافی ہے:﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا﴾ (الطلاق : ٢٨/ ٢) یعنی جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے۔دیکھئے: ابن حبان (٦٦٦٨) موارد الظمآن (١٥٤٧) کتاب الزهد لأحمد (ص: ١٤٦)۔ بعض نسخ میں مذکورہ آیت کا یہ آخری جملہ ہی مذکور ہے اور بعض نسخ میں پوری آیت مذکور ہے۔ پوری آیت کا ترجمہ یہ ہے: "پس جب یہ عورتیں اپنی عدت پوری کرنے کے قریب پہنچ جائیں تو انہیں یا تو قاعدے کے مطابق

اپنے نکاح میں رہنے دو، یا دستور کے مطابق انہیں الگ کر دو، اور آپس میں دو عادل شخصوں کو گواہ کرلو، اور اللہ کی رضا مندی کے لئے ٹھیک ٹھیک گواہی دو، یہی ہے جس کی نصیحت اسے کی جاتی ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہو اور جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے چھٹکارے کی شکل نکال دیتا ہے۔

تشریح: ......تقوی یہ ہے کہ انسان کا اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان کامل ہو اللہ اور رسول کی اطاعت و فرماں برداری میں وہ اچھے کام کرے اور برے کاموں سے بچا رہے۔ تقوی کا حکم اللہ تعالی نے قرآن پاک میں جگہ جگہ دیا ہے۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ﴾ اور نبی کریم ﷺ وقتاً فوقتاً تقوی کی وصیت کرتے رہتے تھے اور فرماتے: ((أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ)) ۔ تقوی کے بہت سے فوائد ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالی متقی کو ہر ہم و غم اور مصیبت و پریشانی سے نجات دیتا ہے۔ رزق میں کشادگی عطا فرماتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیت سے واضح ہے۔ سورہ طلاق میں ہی دوسری آیت میں ہے۔ ﴿وَمَن يَتَّقِ اللَّهِ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا﴾ (طلاق: ٤/٢٨) جو اللہ تعالی سے ڈرے اللہ تعالی اپنے حکم سے اس کے معاملات کو آسان و درست فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو متقی اور پرہیزگار بنائے۔ آمین۔

[17]..... بَاب فِي الْمُحَقَّرَاتِ

چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچنے کا بیان

2761۔ أَخْبَرَنَا مَنْصُورُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ ابْنُ مُسْلِمِ بْنِ بَانَكَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا عَائِشُ إِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللَّهِ طَالِبًا .

(ترجمہ) ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ اپنے آپ کو چھوٹے سے چھوٹے گناہ سے بچانا اللہ تعالی کا ان کے بارے میں مطالبہ ہوگا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے۔ دیکھئے: ابن حبان (٥٥٦٨) موارد الظمآن (٢٤٩٧) الزهد للامام احمد (ص: ١٤)۔

تشریح: ......اس حدیث میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ پوری امت کیلئے تعلیم ہے کہ صغیرہ کبیرہ ہر قسم کے گناہوں سے انسان کو بچنا چاہیے۔ قیامت کے دن انسان جب اپنے نامہ اعمال میں ہر چھوٹی بڑی اچھائی برائی کا اندراج دیکھے گا تو پکار اٹھے گا: ﴿مَالِهَٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا﴾ (الكهف: ١٥/٤٩) ہائے یہ کیسا نوشتہ (کتاب) ہے جس نے کوئی چھوٹی بڑی چیز چھوڑی ہی نہیں ہے بلکہ اس کو ریکارڈ کر لیا ہے اور وہ اپنا کیا ہوا موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم وستم نہ کرے گا۔

[18]..... بَاب فِي التَّوْبَةِ

توبہ کرنے کا بیان

2762۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ.

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سارے آدمی گنہگار ہیں اور گنہگاروں میں اچھے وبہتر وہ ہیں جو توبہ کر لیتے ہیں۔

(تخریج) اس حدیث کی سند حسن ہے۔ دیکھئے: ترمذی (٢٤٩٩) ابن ماجه (٤٢٥١) ابویعلی (٢٩٢٢) عبدبن حمید (١١٩٧) ابن ابی شیبه (١٦٠٦٣)۔

تشریح: ......اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ہر انسان سے خطا و گناہ ہو سکتا ہے۔ اگر کسی سے گناہ سرزد ہو جائے تو اسے فوراً توبہ کرنی چاہیے کیوں کہ اللہ کے پسندیدہ بندے وہ ہیں جن سے اگر خطا سرزد ہو بھی جائے تو وہ فوراً توبہ کر لیتے ہیں اور جو توبہ کر لے سچے دل سے اللہ تعالیٰ اسے اس طرح معاف فرما دیتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (النور: ٣١/١٨) اے مومنو! تم سب اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو اللہ سے توبہ کرو میں خود دن میں ۷۰ بار ۱۰۰ بار اللہ سے توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ دیکھئے: حدیث نمبر (۲۷۵۸)۔ موت کے وقت کی توبہ قبول نہیں ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان کی توبہ قبول نہیں جو برائیاں کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آ جائے تو وہ (اس وقت) کہیں میں نے توبہ کر لی (نساء: ۴/ ۱۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندے کی توبہ اس وقت تک مقبول ہے جب تک کہ موت کے وقت اس کی سانس نہ اکھڑنے لگے او کما قال علیہ السلام اس لئے ہر وقت توبہ و استغفار کرنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو۔

کہیں دست ندامت اٹھتے اٹھتے — در توبہ مقفل ہو نہ جائے
گناہوں کی ہوائے تندہی میں — چراغ زیست آخر بجھ نہ جائے

[19]..... بَاب لَلَّهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ

اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے

2763۔ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ النُّعْمَانِ هُوَ ابْنُ بَشِيرٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَافَرَ رَجُلٌ فِي أَرْضٍ تَنُوفَةٍ فَقَالَ تَحْتَ شَجَرَةٍ وَمَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا زَادُهُ وَطَعَامُهُ فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهُ فَعَلَا شَرَفًا فَلَمْ يَرَ شَيْئًا ثُمَّ عَلَا شَرَفًا فَلَمْ يَرَ شَيْئًا ثُمَّ عَلَا شَرَفًا فَلَمْ يَرَ شَيْئًا قَالَ فَالْتَفَتَ فَإِذَا هُوَ بِهَا تَجُرُّ خِطَامَهَا فَمَا هُوَ بِأَشَدَّ فَرَحًا بِهَا مِنَ اللَّهِ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ إِذَا تَابَ إِلَيْهِ.

(ترجمہ) نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی اونٹنی لے کر بیابان جنگل کی طرف سفر پر نکلا ایک درخت کے سایہ تلے وہ قیلولہ کر رہا تھا اس کی سواری بھی اس کے ساتھ تھی جس پر اس کا زادراہ اور کھانا لدا ہوا تھا۔ جب بیدار ہوا تو دیکھا اس کی سواری اونٹنی تو جا چکی ہے۔ وہ ایک ٹیلے پر چڑھا کچھ نہ دکھائی دیا، دوسرے ٹیلے پر چڑھا وہاں سے بھی کچھ دکھائی نہ دیا (یعنی اونٹنی وغیرہ) تیسرے ٹیلے پر چڑھا وہاں سے بھی کچھ دکھائی نہ دیا۔ ایک طرف متوجہ ہوا تو اونٹنی نظر آ گئی۔ اس وقت وہ اتنا خوش نہ ہوا ہوگا جتنا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے خوش ہوتا ہے جب وہ توبہ کرے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند جید ہے اور اصل اس کی صحیحین میں موجود ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٣٠٨) مسلم (٢٧٤٥) احمد (٢٧٣/٤)۔ ابویعلی (٦٦٠٠، ٥١٠٠) ابن حبان (٦١٨،٨٢١) وغیرهم۔

تشریح: ......اس حدیث میں بھی توبہ کی ترغیب ہے اور توبہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔ مثال سے نبی کریم ﷺ نے واضح کیا کہ ایک آدمی بیابان جنگل میں ہو کھانے پینے کی کوئی چیز اس کے پاس نہیں، سواری سب کچھ لے کر غائب ہوگئی، ادھر ادھر بھاگ دوڑ کیا ناکام اور مایوس ہو کر بیٹھ گیا اور موت کا یقین ہو گیا ایسے میں اچانک اپنا اونٹ اسے نظر آ جائے تو وہ کتنا خوش ہوگا، اس کا اندازہ کرنا آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے سے توبہ کے وقت اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔

[20]..... بَاب فِي الْأَمَلِ وَالْأَجَلِ

امید اور موت کا بیان

2764۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي يَعْلَى عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَطًّا مُرَبَّعًا ثُمَّ خَطَّ وَسَطَهُ خَطًّا ثُمَّ خَطَّ حَوْلَهُ خُطُوطًا وَخَطَّ خَطًّا خَارِجًا مِنَ الْخَطِّ فَقَالَ هَذَا الْإِنْسَانُ لِلْخَطِّ الْأَوْسَطِ وَهَذَا الْأَجَلُ مُحِيطٌ بِهِ وَهَذِهِ الْأَعْرَاضُ لِلْخُطُوطِ فَإِذَا أَخْطَأَهُ وَاحِدٌ نَهَشَهُ الْآخَرُ وَهَذَا الْأَمَلُ لِلْخَطِّ الْخَارِجِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک مربع (چوکور نقشہ) بنایا اور اس کے بیچ میں ایک خط کھینچا اور اس کے اردگرد خطوط بنائے اور ایک خط کھینچا جو مربع سے باہر نکلا ہوا تھا فرمایا: یہ بیچ کا خط انسان ہے اور جو خطوط مربع کی شکل میں تھے۔ کہا یہ اجل (موت) ہے اور جو چھوٹے چھوٹے خطوط تھے۔ فرمایا یہ حوادث ہیں (انسان کو پیش آنے والی بیماریاں اور آفتیں ہیں) اگر ایک حادثہ اس سے خطا کر جاتا ہے تو دوسرا آ دبوچتا ہے آدمی مر جاتا ہے اور باہر نکلا ہوا خط امید اور آرزو ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٤١٧) ترمذی (٢٤٥٤) ابن ماجه (٤٢٣١) ابویعلی (٥٢٤٣) احمد (٣٨٥/١)۔

توضیح: ......ان خطوط اور مربع کا نقشہ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے بنا کر پیش کیا ہے جو اس طرح ہے:
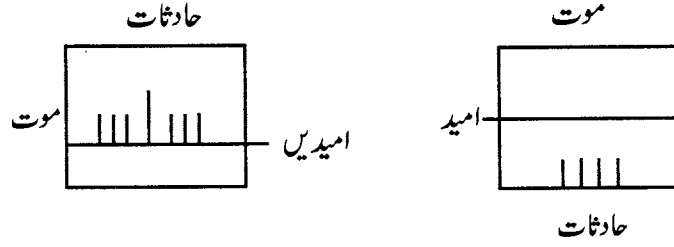
یعنی اس چوکھٹے مربع کے اندر والی لکیر انسان ہے جس کو چاروں طرف سے مشکلات نے گھیر رکھا ہے اور گھیرنے والی لکیر اس کی موت ہے اور باہر نکلنے والی اس کی آرزو ہے جو موت آنے پر دھری رہ جاتی ہے۔

[21]..... بَاب مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ

دو بھوکے بھیڑیوں کا بیان

2765۔ أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَكَرِيَّا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ.

(ترجمہ) کعب بن مالک نے اپنے والد (مالک انصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا: انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو بھوکے بھیڑیئے اگر بکریوں میں چھوڑ دیئے جائیں تو وہ بھی اتنا فساد برپا نہ کریں (خرابی نہ کریں) جتنا مال اور جاہ کی حرص آدمی کے دین کو خراب کرتی ہیں۔

توضیح: ......یعنی مال اور عزت و مرتبہ کی حرص آدمی اور اس کے دین کے لئے بھوکے بھیڑیوں سے زیادہ خطرناک اور دین کو تباہ و برباد کر دینے والی ہیں، اس لئے مال اور جاہ کی حرص و طمع سے بچنا چاہیے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ترمذی (٢٣٧٦) ابن حبان (٣٢٢٨) موارد الظمآن (٢٤٧٢) وله شاهد عند الطبرانی (١٩/٩٦)(١٨٩) وشعب الایمان للبیهقی (١٠٢٦٥) وغیرهم۔

[22]..... بَاب فِي حُسْنِ الظَّنِّ بِاللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن کا بیان

2766۔ أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْغَازِ عَنْ حَيَّانَ أَبِي النَّضْرِ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي فَلْيَظُنَّ بِي مَا شَاءَ.

(ترجمہ) واثلہ بن اسقع (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میں انسان کے حسن ظن کے قریب ہوں پس وہ میرے ساتھ جیسا چاہے گمان رکھے۔

(**تخریج**) مذکورہ بالا حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: ابن حبان (٦٣٣) موارد الظمآن (٧١٧)۔

توضیح: ......یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات عفو ورحمت پر انسان ایمان ویقین رکھے اور اس کو اللہ کے جبار وقہار ہونے کا بھی خیال ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ عفو وکرم، رحمت وشفقت کا معاملہ کرے گا۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿نَبِّئْ عِبَادِيْ أَنِّي أَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ وَأَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيْمُ﴾ (الحجر: ١٤/٤٩، ٥٠) نیز ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (انعام: ٨/١٦٥) اور ﴿إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ○ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ○ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ﴾ (البروج: ٣٠/١٢-١٤) ان تمام آیات میں اللہ تعالیٰ کی دونوں قسم کی صفات ہیں اور مومن بندہ خوف ورجاء دونوں کو ملحوظ رکھتا ہے۔

[23]......تفسیر ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾
اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈرانے کا بیان

2767۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللّٰهِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مَا شِئْتِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ (شعراء: ١٩/٢١٤)، اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈرایئے نازل فرمائی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے قریش کے لوگو! تم اپنی جان کو اللہ تعالیٰ سے (اعمال صالحہ کے بدلے) مول لے لو (بچا لو) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا (یعنی اللہ کی مرضی کے خلاف میں کچھ نہیں کر سکوں گا)۔ عبدمناف کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا، اے عباس (آپ کے چچا) عبدالمطلب کے بیٹے میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ صفیہ (آپ کی پھوپھی) عبدالمطلب کی بیٹی میں اللہ کے سامنے آپ کے کچھ کام نہیں آنے کا، فاطمہ محمد ﷺ کی بیٹی تو چاہے تو میری بیٹی میرا مال مانگ لے میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے۔ دیکھئے: بخاری (٢٧٥٣) مسلم (٢٠٤/٣٥٥) ترمذی (٣١٨٥) نسائی (٣٦٦٤) ابن حبان (٦٤٦)۔

تشریح: ......آیت شریفہ کے عین مطابق آپ ﷺ نے پہلے اپنے خاص کنبہ وقبیلہ کے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا پھر اپنے باپ دادا کے خاص افراد چچا وپھوپھی کو پھر خاص الخاص اپنی بیٹی کو اس حقیقت سے آگاہ کیا دنیا میں تو میں تمہاری

مانگ پوری کرسکتا ہوں لیکن آخرت میں تمہارے بھی کسی کام نہ آسکوں گا اور وہاں تو سب کا عمل اور اللہ کا رحم ہی کام آئے گا:
﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا﴾ (نساء: ٥/ ١٢٤) جو ایمان والا ہو مرد یا عورت اور وہ نیک اعمال کرے تو یقیناً ایسے ہی لوگ جنت میں جائیں گے اور کھجور کے شگاف کے برابر بھی ان کا حق نہ مارا جائے گا۔

[24]..... بَاب لَا يُنْجِي أَحَدَكُمْ عَمَلُهُ
کسی کو اس کا عمل نجات نہ دلائے گا

2768- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَارِبُوا وَسَدِّدُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ لَنْ يُنْجِيَهُ عَمَلُهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَا أَنْتَ قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ.

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریب رہو اللہ کے اور میانہ روی اختیار کرو (یعنی جو نیک کام کرو ٹھیک سے کرو (کمی یا زیادتی نہ کرو) اور یہ یاد رکھو کہ تم میں سے کوئی بھی اپنے عمل کی وجہ سے ہرگز جنت میں نہ جا سکے گا۔ عرض کیا: یا رسول اللہ آپ بھی نہیں؟ فرمایا: میں بھی نہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالی اپنی رحمت و فضل کے سائے میں مجھے ڈھانپ لے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: بخاری (٦٤٦٧) مسلم (٢٨١٧) ابویعلی (١٧٧٥) ابن حبان (٣٥٠)۔

تشریح:...... اس حدیث میں تمام امور میں میانہ روی کی تعلیم اور افراط و تفریط غلو اور تقصیر سے بچنے کا اور اعمال صالحہ کے ذریعہ استقامت و صلاح اختیار کرنے کا حکم ہے نیز یہ کہ آدمی صرف اپنے عمل پر تکیہ و بھروسہ کر کے غرور و گھمنڈ اور ضلالت میں نہ پڑ جائے بلکہ جان لے کہ اللہ کی رحمت اگر شامل حال نہ رہے تو وہ جنت میں بھی داخل نہ ہو سکے گا کیونکہ عمل صالح منجملہ اسباب دخول جنت ایک سبب ہے اور اصلی سبب رحمت اور عنایت الٰہی ہے نیز اس حدیث سے معتزلہ کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ اعمال صالحہ کرنے والے کو جنت میں لے جانا اللہ پر واجب ہے ((معاذ الله و تعالى من ذلك علوا كبيرا)) علامہ وحید الزماں شرح مسلم (۳۷۷/۶) میں لکھتے ہیں۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہ پر کسی بندے کا کوئی زور نہیں، نہ اس کے حکم کے سامنے کسی کو چوں چرا کی مجال ہے خواہ نبی ہو یا ولی فرشتہ یا کوئی اور، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بندہ کو اپنے اعمال کا غرہ نہ ہونا چاہیے جب پیغمبروں کو خصوصاً ہمارے پیغمبر ﷺ جو سید الاولین والآخرین ہیں ان کو اپنے اعمال پر کچھ بھروسہ نہ تھا اور صرف اللہ کے فضل و رحمت پر تکیہ تھا تو اور کسی غوث یا قطب یا ولی یا درویش کی کیا حقیقت ہے جو اپنے اعمال کی وجہ سے اپنے تئیں جنت کا مستحق خیال کرے یا کسی اور کو جنت میں لے جا سکے بقول شخصے:

پیر خود درماندہ تا بہ شفاعت مرید چہ رسد

[25]..... بَاب مَا مِنكُمْ أَحَدٌ إِلَّا وَمَعَهُ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ

ہر ایک کے ساتھ ایک جن ساتھی جنوں میں سے موجود ہے

2769۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَمَعَهُ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِينُهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ قَالُوا وَإِيَّاكَ قَالَ نَعَمْ وَإِيَّايَ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ أَسْلَمَ اسْتَسْلَمَ يَقُولُ ذَلِكَ.

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی نہیں مگر اس کے ساتھ ایک شیطان (جن) اس کا ساتھی نزدیک رہنے والا اور ایک ساتھی فرشتوں میں سے مقرر کر دیا گیا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: کیا آپ کے ساتھ بھی یا رسول اللہ ﷺ ایسا ہی ہے؟ فرمایا: ہاں میرے ساتھ بھی شیطان ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے میری اس پر مدد کی ہے اور وہ میرا مطیع ہو گیا ہے یا میں اس سے محفوظ ہو گیا ہوں۔

امام محمد دارمی نے کہا: اَسلم کہا ہے یعنی وہ تابع فرمان ہو گیا ہے۔

توضیح: ......اور بعض علماء نے ((أُسْلَمَ)) کہا ہے یعنی میں اس کی کارستانی سے محفوظ ہوں اب وہ مجھے نیک بات کے سوا کسی بری بات کا حکم نہیں کرتا ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ دیکھئے: مسلم (٢٨١٤) ابو یعلی (٥١٤٣) ابن حبان (٦٤١٧) دلائل النبوہ (١٢٧)۔

فائدہ: ......پیغمبر اسلام نے بتا دیا کہ ہر انسان کے ساتھ شیطان اور فرشتہ ساتھ لگا ہوا ہے۔ شیطان برے کام پر ابھارتا ہے اور فرشتہ اچھے کام کی طرف بلاتا ہے۔ اب یہ انسان کے اختیار میں ہے کہ کس کا حکم مانتا ہے۔

[26]..... بَاب لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ

جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لیتے تو

2770۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا.

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تمہیں وہ معلوم ہو جائے جو مجھے معلوم ہے تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (٤٦٢١) مسلم (٢٣٥٩) ابن ماجہ (٤١٩١) ابو یعلی (٣١٠٥) ابن حبان (٥٧٩٢)۔

2771۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ هَذَا .

(ترجمہ) اس سند سے بھی انس (رضی اللہ عنہ) سے مثل سابق مروی ہے تخریج وترجمہ اوپر گذر چکا ہے۔

فائدہ: ...... نبی کریم ﷺ نے جنت ودوزخ کا بچشم خود مشاہدہ کیا، اللہ تعالی کے غضب، حساب وجزاء کا آپ کو بخوبی ادراک تھا اس لئے فرمایا اگر تم کو وہ معلوم ہو جائے جو مجھے معلوم ہے تو تم ہنسنا چھوڑ دو ہنسو کم، اور روؤ زیادہ۔

[27]..... بَاب فِي هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللَّهِ
اللہ تعالی کے نزدیک دنیا کی بے وقعتی

2772۔ أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَزِّمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِسَخْلَةٍ جَرْبَاءَ قَدْ أَخْرَجَهَا أَهْلُهَا قَالَ تُرَوْنَ هَذِهِ هَيِّنَةً عَلَى أَهْلِهَا قَالُوا نَعَمْ قَالَ وَاللَّهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ عَلَى أَهْلِهَا .

(ترجمہ) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ایک کھجلیے بکری کے بچے کے پاس سے گذر ہوا جس کو اس کے مالک نے باہر پھینک دیا تھا، فرمایا تم جانتے ہو یہ اپنے مالک کے لئے کتنی بے وقعت (ذلیل یا کم قیمت) ہے؟ عرض کیا جی ہاں، فرمایا: اللہ کی قسم دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جتنا یہ بچہ اپنے مالک کے نزدیک ذلیل وحقیر ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند میں ابوالمہزم متروک ہیں اس لئے ضعیف جدا ہے لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح ہے اور اس کا شاہد مسلم (۲۹۵۷) ترمذی (۲۳۲۱) ابن ماجہ (۴۱۱۱) ابویعلی (۲۵۹۳) احمد (۲۲۹/۴) میں موجود ہے۔

تشریح: ......اس حدیث میں دنیا سے بے رغبتی کی تعلیم ہے جو دنیا اللہ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتی، دنیا صرف دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء دار العمل کو بہت کم مدت میں ختم ہو جانا ہے لیکن آخرت خیر وابقی ہے: ﴿وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ (عنکبوت: ۶۴/۲۱) ''یقیناً سچی زندگی آخرت کا گھر ہے، اگر یہ جانتے ہوتے''۔

[28]..... بَاب أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ
کون سا عمل سب سے اچھا ہے

2773۔ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الْمُرَاوِحِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ .

(ترجمہ) ابوذر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کون سا عمل سب سے اچھا ہے؟ فرمایا: اللہ پر ایمان لانا پھر اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (۲۵۱۸) مسلم (۸۴) نسائی (۳۱۲۹)

ابن حبان (١٥٢) الحمیدی (١٣١)۔

2774۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ عِنْدَ اللَّهِ إِيمَانٌ لَا شَكَّ فِيهِ قَالَ أَبُو مُحَمَّد أَبُو جَعْفَرٍ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ.

(ترجمہ) ابو ہریرۃ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے اچھا عمل اللہ کے نزدیک ایمان ہے اس میں کوئی شک نہیں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جید ہے دیکھئے: بخاری (٢٦) مسلم (٢٤٤) نسائی (٥٠٠) ابن حبان (٤٥٩٧) الموارد (٢٢)۔

تشریح: ......افضل الاعمال کے سلسلے میں مختلف اوقات میں مختلف اشخاص کے لئے مختلف اعمال احادیث میں مذکور ہیں کہیں نماز کو کہیں جہاد کو اور کہیں دوسرے امور کو افضل الاعمال میں ذکر کیا گیا ہے تو یہ سائل کی حیثیت کے مطابق ہے جس کو جس امر کی زیادہ ضرورت تھی رسول ﷺ نے وہی ذکر فرمادیا۔

[29]..... بَاب لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ
اپنے لئے پسند ہو وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرنے کا بیان

2775۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ.

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایمان والا نہ ہوگا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہ نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (١٣) مسلم (٤٥) ترمذی (٢٥١٥) نسائی (٥٠٣٢) ابن ماجہ (٦٦) ابویعلی (٢٨٨٧) ابن حبان (٢٣٤)۔

2776۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَهَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ.

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایمان والا نہ ہوگا جب تک کہ میں اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کا محبوب نہ بن جاؤں۔

توضیح: ......یعنی جب تک رسول اللہ ﷺ کی محبت سب کی محبت پر غالب نہ آجائے ایمان کامل نصیب نہ ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے جو شخص ایمان کے جتنے تقاضے پورے کرے گا اتنا ہی اس کا ایمان کامل ہوگا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (١٥) مسلم (٤٤) نسائی (٥٠٢٨) ابن

ماجه (٦٧) احمد ٥/ ٤٩ وغيرهم۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا ماں باپ، آل اولاد اور تمام جہاں سے زیادہ سنت اور صاحب سنت سے محبت ہوگی تو اتنا ہی ایمان زیادہ اور کامل ہوگا اور جتنی اس محبت میں کمی ہوگی ایمان میں بھی کمی آئے گا۔

اے قمر شیطان کی محفل میں جانا چھوڑ دے
دین میں رخنہ کی آجائے گی ایمان میں

[30]..... بَاب أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ خَيْرٌ
کون سا مومن بندہ بہتر ہے؟

2777۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ قَالَ فَأَيُّ النَّاسِ شَرٌّ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَسَاءَ عَمَلُهُ.

(ترجمہ) ابوبکرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے کہا: یارسول اللہ! لوگوں میں سب سے اچھا کون ہے؟ فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھا ہو عرض کیا اور سب سے برا کون ہے؟ فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور عمل برا ہو۔

(تخریج) اس روایت کی سند علی بن زید بن جدعان کی وجہ سے ضعیف ہے دیکھئے: ترمذی (٢٣٣١) احمد (٥/ ٤٠)، ابن ابی شیبه (١٦٢٧١) لیکن اس کا شاہد صحیح بلفظ: "طُوبٰى لِمَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ" موجود ہے دیکھئے: احمد (٥/ ٤٩) طبرانی فی الصغیر (٢/ ٢٠)، الحاكم (١/ ٣٣٩)، البيهقي (٣/ ١٧١)، ويشهد له حديث عبدالله بن بسرفی صحيح ابن حبان (٢٩٨١) موارد الظمآن (١٩١٩، ٢٤٦٥)۔

2778۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

(ترجمہ) اس سند سے بھی مثل سابق مروی ہے۔

تشریح: ......معلوم ہوا کہ یہ کہنا درست نہیں کہ سب سے اچھا انسان وہ ہے جو عمر رسیدہ ہو اور اچھے کام کرے ہاں یہ صحیح ہے جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھے ہوں تو اس کے لئے اچھائی و بھلائی ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

[31]..... بَاب فِي فَضْلِ آخِرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ
اس امت کے آخر میں آنے والوں کی فضیلت کا بیان

2779۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا أَسِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ خَالِدِ بْنِ دُرَيْكٍ عَنْ

ابْنِ مُحَيْرِيزٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي جُمُعَةَ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ أُحَدِّثُكَ حَدِيثًا جَيِّدًا تَغَدَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَعَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَدٌ خَيْرٌ مِنَّا أَسْلَمْنَا وَجَاهَدْنَا مَعَكَ قَالَ نَعَمْ قَوْمٌ يَكُونُونَ مِنْ بَعْدِكُمْ يُؤْمِنُونَ بِي وَلَمْ يَرَوْنِي.

(ترجمہ) ابن محیریز نے کہا میں نے ابوجمعہ سے عرض کیا جو ایک صحابی تھے۔ ہمیں ایسی حدیث بیان کیجئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، انہوں نے کہا: سنو! میں تمہیں بہت اچھی حدیث سناتا ہوں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دوپہر کو کھانا کھایا، ہمارے ساتھ ابوعبیدہ بن الجراح (رضی اللہ عنہ) بھی تھے انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ہم سے بھی کوئی افضل ہوسکتا ہے؟ ہم مسلمان ہوئے آپ کے ساتھ جہاد کیا؟ فرمایا: ہاں (تم سے افضل) وہ لوگ ہیں جو تمہارے بعد آئیں گے اور میری تصدیق کریں گے حالانکہ انہوں نے مجھ کو دیکھا نہیں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: مسند احمد (٤/١٦٠)، مسند ابی یعلی (١٥٥٩) طبرانی (٤/٢٢)(٣٥٣٨) معجم الصحابه لابن قانع (٢١١) التاریخ الکبیر للبخاری (٢/٣١٠) وغیرهم۔

تشریح: ......علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ بنی نوع انسان میں رسول اکرم ﷺ کے بعد ابوبکر وعمر عثمان وعلی رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد تمام صحابہ وصحابیات قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں سے افضل ہیں صحیح حدیث ہے: ((لَوْ أَنْفَقَ أَحَدُكُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ أَحَدٌ مُدَّهُمْ وَلَا نَصِيفَهُ)) (احمد ٦/٦ مجمع الزوائد ١٠/١٦ عاصم ٢/٤٧٨) یعنی تم میں سے کوئی اگر احد پہاڑ کے مثل سونا صدقہ کردے تب بھی (ان صحابہ کرام) کے مد (ایک پیمانہ ۲ر رطل کے قریب) کے برابر بلکہ اس کا آدھا بھی ثواب حاصل نہ کر پائے گا صحابہ کرام کی فضیلت کے بارے میں بہت سی احادیث اور آیات موجود ہیں یہاں اس حدیث میں بعد میں آنے والے مسلمانوں کی ایک گونہ فضیلت تو ہے لیکن ثواب ودرجات میں صحابہ کرام سے افضل نہیں ہوسکتے ہاں اعمال صالحہ انجام دینے کے عوض بعد میں آنے والوں کو اللہ اور نبی کریم ﷺ کا قرب ضرور حاصل ہوگا۔ اس حدیث سے بھی ایمان میں کمی وزیادتی ہونے کا ثبوت ملا نیز یہ کہ بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لئے بھی اس میں خوشخبری وتسلی ہے وہ مایوس نہ ہوں ان کے لئے بھی اعلیٰ درجات ہیں۔ واللہ اعلم

[32]..... بَابٌ فِي تَعَاهُدِ الْقُرْآنِ

قرآن پاک پڑھتے رہنے کا بیان

2780۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بِئْسَمَا لِأَحَدِكُمْ أَنْ يَقُولَ نَسِيتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ فَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَسْرَعُ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُورِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عُقُلِهَا.

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بہت برا ہے تم میں سے کسی شخص کا یہ کہنا کہ میں فلاں

فلاں آیت بھول گیا بلکہ (یوں کہنا چاہیے) وہ بھلا دیا گیا اور قرآن مجید کا پڑھنا جاری رکھو، کیونکہ انسانوں کے دلوں سے دور ہو جانے میں وہ اونٹ کے بھاگنے سے زیادہ تیز ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٥٠٣٢) مسلم (٧٩٠) ترمذی (٢٩٤٢) نسائی (٩٤٢) ابویعلی (٥١٣٦) ابن حبان (٧٦١) الحمیدی (٩١) شعب الایمان (١٩٦٤) سعید بن منصور (١٧٠١٦)۔

تشریح: ......اس حدیث میں حفاظ قرآن کے لئے برابر قرآن کریم پڑھتے رہنے کی ترغیب مثال دے کر سمجھائی گئی ہے جولسان نبوت کا بہت ہی بلیغانہ انداز ہے اگر قرآن پاک کو پڑھنا ترک کیا تو جلد ہی بھول جائے گا، میں بھول گیا کہنے سے اس لئے روکا گیا کیونکہ اللہ ہی بندے کے تمام افعال کا خالق ہے گو بندے کی طرف بھی افعال کی نسبت کی جاتی ہے مقصود یہ ہے کہ اپنی طرف نسبت دینے میں گویا اپنا اختیار رہتا ہے کہ میں بھول گیا۔

[33]..... بَاب لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى

کسی کے لئے یہ کہنا مناسب نہیں کہ میں یونس بن متیٰ (علیہ السلام) سے بہتر ہوں

2781- أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى .

(ترجمہ) عبداللہ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی ہرگز نہ کہے کہ میں یونس بن متی (علیہ السلام) سے بہتر ہوں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٣٤١٢) ابویعلی (٥٢٧٨) وله شاهد عند البخاری (٤٦٣١) ومسلم (٢٣٧٦) وابویعلی (٦٧٩٣)۔

تشریح: ......یونس علیہ السلام ایک نبی تھے جن کا ذکر قرآن پاک میں کئی جگہ آیا ہے اور آپ کو ذوالنون (مچھلی والا) بھی کہا گیا ہے: ﴿وَ إِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ﴾ (الصافات: ١٣٩/٢٣) اور نبی کریم ﷺ سے متعلق احادیث میں صراحت ہے کہ آپ سب انبیاء کے سردار ہیں اور آپ کو سب سے بہتر کہنا جائز تو ہو لیکن اس طرح کہا جائے کہ کسی بھی نبی کی تحقیر و تنقیص نہ ہو سب کا ادب ملحوظ خاطر رہے یہ رسول گرامی ﷺ کی تواضع تھی کہ آپ نے یونس علیہ السلام پر فضیلت دیئے جانے سے منع فرمایا۔

[34]..... بَاب عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ

ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے

2782- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَائِنِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ

قَالَ يَعْتَمِلُ بِيَدَيْهِ فَيَأْكُلُ مِنْهُ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوا أَفَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ قَالُوا أَفَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ يَأْمُرُ بِالْخَيْرِ قَالُوا أَفَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا لَهُ صَدَقَةٌ .

(ترجمہ) ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان پر صدقہ کرنا لازمی ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کوئی اس کی استطاعت نہ رکھے یا صدقہ نہ کر سکے تو؟ فرمایا: پھر اپنے ہاتھ سے کمائے اور اس کمائی سے خود کھائے اور صدقہ کرے، راوی نے کہا: پھر بھی صدقہ نہ کرے تو؟ فرمایا: پھر کسی حاجت مند فریادی کی مدد کرے، کہا بتایئے اگر یہ بھی نہ کر سکے تو؟ فرمایا: اچھی بات کا حکم کرے عرض کیا اگر یہ بھی نہ کر سکے تو؟ فرمایا: برے کام سے باز رہے اس کا یہی صدقہ ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (١٤٤٥) مسلم (١٠٠٨) نسائی (٢٥٣٧) احمد (٣٩٥/٤)، الطیالسی (١٨٠/١) (٨٥٧) شرح السنه (١٦٤٣) الادب المفرد (٣٠٦) ۔

تشریح: ...... بخاری میں ہے اچھا کام کرے اور مسند الطیالسی میں ہے، اچھی بات کا حکم کرے اور برے کام سے باز رہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا امام بخاری نے اس حدیث کو باب علی کل مسلم صدقہ کے تحت لا کر صدقہ کرنے کی ترغیب دلائی ہے جب مالی صدقہ کی توفیق نہ ہو تو جو بھی کام اس کے قائم مقام ہو سکے وہی صدقہ ہے مثلاً اچھے کام کرنا اور دوسروں کو اپنی ذات سے نفع پہنچانا جب اس کی بھی توفیق نہ ہو تو کسی مصیبت زدہ کی فریاد رسی کر دینا اور یہ بھی نہ ہو سکے تو کوئی اور نیک کام کر دینا مثلاً یہ کہ راستے سے تکلیف دینے والی چیزوں کو دور کر دیا جائے، آخری درجہ یہ کہ برائی کو ترک کر دینا جس سے شریعت نے منع کیا ہے یہ بھی ثواب کے کام ہیں اور اس میں اس شخص کے لئے تسلی دلانا ہے جو افعال خیر سے بالکل عاجز ہو۔

[35]..... بَاب مَنْ رَائَى رَائَى اللَّهُ بِهِ
جس نے دکھاوا کیا اللہ تعالیٰ بھی اس سے دکھاوا کرے گا

2783۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو صَخْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ مَكْحُولًا يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو هِنْدٍ الدَّارِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ قَامَ مَقَامَ رِيَاءٍ وَسُمْعَةٍ رَائَى اللَّهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَسَمَّعَ .

(ترجمہ) ابوہند داری (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: جس نے ریاء وسمعہ کا مقام اختیار کیا اللہ بھی قیامت کے دن اس سے ویسا ہی ریا وسمعہ کا سلوک کرے گا۔ (یعنی قیامت کے دن اس کے کرتوت مخلوق کے سامنے ظاہر کر دے گا اور اس کی ریاکاری لوگوں کو سنا دے گا۔)

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: مسند احمد (٢٧٠/٥) طبرانی (٣١٩/٢٢) (٨٠٣) الدولابی فی الکنی (٦٠/١) والبزار فی کشف الأستار (٢٠٢٦) والفسوی فی المعرفه والتاریخ (٤٤٠/٢)۔

تشریح: ...... ہر عمل صالح کے لئے ضروری ہے کہ وہ خالص اللہ کے لئے ہو اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو اگر دکھاوے اور سنانے کے لئے کوئی عمل کیا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ ویسا ہی عمل کرے گا یعنی دنیا میں دکھاوا اور سمعہ ایسے عامل کو

حاصل ہوگا لوگ کہیں گے فلاں نمازی ہے مجاہد ہے یا قاری قرآن ہے اور آخر میں اللہ تعالیٰ خلائق کے سامنے رسوا کر کے اس کے دکھلاوے کا بھانڈا پھوڑ کر جہنم رسید فرمائے گا۔ کیونکہ اس نے الجزاء من جنس العمل کا قاعدہ بنا دیا ہے جیسا کرنا ویسا بھرنا اسی طرح ﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ﴾ ہے واللہ اعلم۔

[36]..... بَاب مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّرْعِ
مومن کی مثال تنے جیسی ہے

2784- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفَيِّئُهَا الرِّيَاحُ تُعَدِّلُهَا مَرَّةً وَتُضْجِعُهَا أُخْرَى حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمَوْتُ وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْأَرْزَةِ الْمُجْذِيَةِ عَلَى أَصْلِهَا لَا يُصِيبُهَا شَيْءٌ حَتّٰى يَكُونَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً. قَالَ أَبُو مُحَمَّد عَلَى أَصْلِهَا لَا يُصِيبُهَا شَيْءٌ حَتّٰى يَكُونَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً قَالَ أَبُو مُحَمَّد الْخَامَةُ الضَّعِيف.

(ترجمہ) کعب بن مالک (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کی مثال پودے کی سب سے پہلی نکلی ہوئی ہری نازک شاخ جیسی ہے کہ ہوا اس کو جھونکے دیتی ہے کبھی اس کو گرا دیتی ہے اور کبھی سیدھا کر دیتی ہے یہاں تک کہ اس کو موت آجاتی ہے (یعنی سوکھ جاتا ہے) اور کافر کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے جو اپنی جڑ پر سیدھا کھڑا رہتا ہے اس کو کوئی چیز نہیں جھکاتی اور آخر ایک ہی جھونکے میں جڑ سے اکھڑ جاتا ہے۔ امام دارمی نے کہا خامۃ سے مراد ضعیف ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٥٦٤٣) مسلم (٢٨١٠) واللفظ له وفی البخاری مثل المنافق والفاجر نیز دیکھئے: احمد (٤٥٤/٣) رامهرمزی فی امثال الحدیث (٢٧) ابن ابی شیبه (١٠٣٩٤)۔

تشریح: ......اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں پر شاخ نازک کی طرح قسم قسم کی تکالیف و پریشانیاں آتی رہتی ہیں لیکن وہ صبر کر کے جھیلتا ہے ناشکری کا کوئی کلمہ زبان سے نہیں نکالتا گو کتنی ہی تکلیف ہو مگر صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتا ان سب سے اس کے گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں اس کے برعکس کافر و منافق کو ایک ہی جھونکا زمین بوس کر دیتا ہے اور آنا فانا اس کی زندگی کا سورج غروب ہو جاتا ہے صنوبر کے درخت سے اسی لئے مثال دی کیونکہ وہ سخت ہوتا ہے ہوا سے کم جھکتا ہے اور سخت ہوا چلے تو جڑ سے اکھڑ جاتا ہے جیسے تاڑ اور کھجور کا درخت ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مومن ہمیشہ بلا و مصیبت میں گرفتار رہتا ہے تو اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے کافر و منافق کو مصیبت و پریشانی کم ہوتی ہے اور یکبارگی موت اسے آلیتی ہے۔ مومن کو چاہیے کہ رنج و غم اور مصیبت سے نہ گھبرائے اس کو اللہ تعالیٰ کا احسان و رحمت سمجھے اور یقین رکھے کہ یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

[37]..... بَاب الدُّنيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ

دنیا بڑی سرسبز وشیریں ہے

2785۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا حَكِيمُ إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى.

(ترجمہ)حکیم بن حزام (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا آپ نے عطا فرمایا، میں نے پھر مانگا اور آپ نے پھر عطا فرمادیا میں نے پھر مانگا آپ نے پھر بھی عطا فرمایا میں نے پھر سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے حکیم! یہ دولت بڑی سرسبز اور بہت ہی شیریں ہے لیکن جو شخص اسے اپنے دل کو سخی رکھ کر لے تو اس کی دولت میں برکت ہوتی ہے اور جو اسے لالچ کے ساتھ لیتا ہے تو اس کی دولت میں کوئی برکت نہ ہوگی اس کا حال اس شخص جیسا ہوگا جو کھاتا ہے لیکن آسودہ نہیں ہوتا اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔(یعنی دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے)

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (١٤٧٢) مسلم (١٠٣٥) ترمذی (٢٤٦٣) نسائی (٢٥٣٠) ابویعلی (٤٨٧/١١) ،ابن حبان (٣٢٢٠) الحمیدی (٥٦٣) وغیرهم۔

تشریح: ......حکیم بن حزام بڑے ہی فاضل، متقی، زیرک صحابہ میں سے تھے لمبی عمر پائی عہد معاویہ تک حیات تھے اور حبیب کائنات محمد ﷺ کے بعد مرتے دم تک کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کیا یہاں تک کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے کہا لوگو گواہ رہنا میں حکیم کو دیتا ہوں لیکن وہ ہمیشہ مال و دولت لینے سے انکار کر دیتے ہیں۔

اس حدیث میں حکیم انسانیت رسول اکرم ﷺ نے قانع اور حریص کی مثال بیان فرمائی کہ جو بھی کوئی دنیاوی دولت کے سلسلے میں صبر وقناعت سے کام لے گا اور حرص ولالچ کی بیماری سے بچے گا اس کے لئے برکتوں کے دروازے کھلیں گے اور تھوڑا مال بھی اس کے لئے کافی ہوگا۔ اس کا پیٹ بھر ہی نہیں سکتا خواہ اس کو ساری دنیا کی دولت حاصل ہو جائے وہ پھر بھی اسی چکر میں رہے گا کہ کسی طرح بھی مزید دولت حاصل ہو جائے ایسے طماع لوگ نہ اللہ کے نام پر خرچ کرتے ہیں نہ مخلوق کو فائدہ پہنچانے کا جذبہ رکھتے ہیں نہ کشادگی کے ساتھ اپنے اہل وعیال ہی پر خرچ کرتے ہیں۔ اگر سرمایہ داروں کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو ایک بہت ہی بھیانک تصویر نظر آتی ہے (مولانا راز رحمہ اللہ)

[38]..... بَاب إِنَّ اللّٰهَ كَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے قیل وقال کو ناپسند فرمایا ہے

2786۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ وَرَّادٍ

مَوْلَى الْمُغِيرَةِ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ وَأْدِ الْبَنَاتِ وَعُقُوقِ الْأُمَّهَاتِ وَعَنْ مَنْعٍ وَهَاتِ وَعَنْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ .

(ترجمہ) مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے، ماؤں کی نافرمانی کرنے، واجب حقوق کی ادائیگی نہ کرنے، اور دوسروں کا مال ناجائز طور پر دبا لینے، فضول بکواس کرنے، کثرت سے سوالات کرنے اور مال ضائع کرنے سے منع فرمایا۔

توضیح: ...... منع وہات کا ترجمہ بعض علماء نے یوں کیا ہے اپنے اوپر جو حق واجب ہے جیسے زکاۃ، بال بچوں کی پرورش پر خرچ نہ کرنا اور جس کا لینا واپس نہ دینا حرام ہے یعنی پرایا مال بلا جواز لے لینا، اور قیل وقال کا مطلب خوامخواہ اپنا علم جتانے کے لئے لوگوں سے سوالات کرنا یا بے ضرورت حالات پوچھنا وغیرہ (مولانا راز رحمہ اللہ)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (١٤٧٧) مسلم (٥٩٣) ابن حبان (٥٥٥٥)

تشریح: ...... اس حدیث میں چھ چیزوں سے روکا گیا ہے بخاری شریف میں ہے: ﴿ان الله حرم عليكم﴾ یعنی مذکورہ چھ چیزیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر حرام کر دی ہیں۔

(۱) زندہ لڑکی دفن کرنا یہ رسوم جاہلیہ میں سے ہے اور نہایت مہلک گناہ ہے۔

(۲) ماں کی نافرمانی اس میں باپ بھی داخل ہے اور ماں باپ کی نافرمانی حرام اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(۳) اپنا فرض ادا نہ کرنا اور دوسرے کا حق زبردستی چھین لینا یہ بھی ظلم ہے اور حرام و کبائر میں سے ہے۔

(۴) فضول بکواس کرنا، فلاں نے یہ کہا یہ بات ایسے کہی گئی یہ بھی نامناسب اور اسلامی آداب کے خلاف ہے۔

(۵) سوالات کی کثرت بلا ضرورت فرضی باتیں اور سوالات یہ بھی ممنوع ہے۔

(٦) مال کو ضائع کرنا بے ضرورت چیزوں میں کھانے پینے اور لباس میں اسراف وتبذیر سے کام لینا برے کاموں میں پیسہ لگانا جیسے ناچ گانا فلم بینی پتنگ بازی، آتش بازی جو آج کل شادیوں میں بہت ہوتی ہے غرضیکہ فضول خرچی ہر کام میں شرعاً ممنوع ہے جو لوگ ایسا کریں وہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور اللہ کی نعمت کی ناقدری کرتے ہیں۔

[39]..... بَاب فِي الْأَئِمَّةِ الْمُضِلِّينَ

گمراہ کرنے والے اماموں کا بیان

2787۔ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ .

(ترجمہ) ثوبان (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک میں ڈرتا ہوں اپنی امت پر گمراہ کرنے والے

اماموں سے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: ترمذی (۲۲۲۹) ابن ماجه (۳۹۵۲) وغیرهما یه حدیث رقم ۲۱۵ پر گذر چکی ہے۔

توضیح: ......گمراہ اماموں میں داخل ہے وہ حاکم جو قرآن کے خلاف حکم دے، اور قانون عقلی پر چلے، اور انفصال مقدمات میں قواعد عقلیہ کو ضوابط تقلید پر مقدم رکھے اور ترویج بدعات وتشہیر سیئات اور احداث فی الدین اور تادیہ مبتدعین اعزاز فاسقین کا مرتکب ہو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے اور اپنی رعایا کو کتاب وسنت کے مطابق نہ کھینچے معاذ الله من ذلك (وحیدی).

[40]..... بَاب انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا
اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم

2788۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِيَنْصُرِ الرَّجُلُ أَخَاهُ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا فَإِنْ كَانَ ظَالِمًا فَلْيَنْهَهُ فَإِنَّهُ لَهُ نُصْرَةٌ وَإِنْ كَانَ مَظْلُومًا فَلْيَنْصُرْهُ .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کو اپنے بھائی کی مدد کرنی چاہیے چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم اگر وہ ظالم ہے تو (اس کی مدد یہ ہے کہ) اس کو ظلم سے روکے اور اگر مظلوم ہے تو (اس کی مدد یہ ہے کہ) اس کی مدد کرے اور ظالم کے پنجے سے چھڑا دے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے اور یہ صحیح مسلم کی طویل حدیث کا ایک جملہ ہے جس میں ہے کہ مہاجر وانصار کے دولڑکے آپس میں لڑ پڑے اور دونوں نے اپنے اہل قبیلہ کو دہائی دی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تو جاہلیت کی پکار ہے پھر آپ نے یہ فرمایا: کہ اپنے بھائی کی مدد کرو......دیکھئے: بخاری (۲٤٤۳) مسلم (۲۵۸٤) ابویعلی (۱۸۲٤) ابن حبان (۵۱٦٦) الموارد (۱۸٤۷) ۔

[41]..... بَاب الدِّينُ النَّصِيحَةُ
خیر خواہی کرنے کا بیان

2789۔ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ وَنَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الدِّينُ النَّصِيحَةُ قَالَ قُلْنَا لِمَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی (کرنے کا نام) ہے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کس کی خیر خواہی؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی، اس کے رسول کی، اس کی کتاب کی، مسلمانوں کے حکمرانوں کی اور عام

مسلمانوں کی۔

(تخریج) اس سند سے یہ حدیث حسن لیکن دوسری اسانید سے صحیح ہے دیکھئے: مسلم عن تمیم الداری (٥٥) ابوداود (٤٩٤٤) نسائی (٤٢٠٨) ابویعلی عن ابن عباس (٢٣٧٢) مجمع الزوائد (٢٩٣)۔

تشریح: ...... یہ حدیث جوامع الکلم اوران چاراحادیث میں سے ہے جو اسلام کی تمام باتوں کو جامع ہیں۔اور نصیحت ایسا جامع لفظ ہے جو سچائی، خلوص، خیر خواہی اور سب بھلائیوں پر محیط ہے اللہ کے ساتھ خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس کا صحیح طور پر ایمان رکھا جائے اور اس کی عبادت اخلاص سے کی جائے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے اس کے احکام کی پیروی کی جائے اور مناہی سے اجتناب کیا جائے۔رسول کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کی رسالت کی تصدیق ان کے حکم و فرمان کی اطاعت اور سنت کی پیروی اور بدعت سے پرہیز کیا جائے۔کتاب اللہ کی خیر خواہی: اس کی تصدیق تلاوت کا التزام تحریف و تبدیل لفظی معنوی ہر قسم سے اجتناب اور اس کے احکام پر عمل و تنفیذ کرنا ہے۔مسلمان حکمرانوں کی خیر خواہی کا مطلب ہے حق بات میں ان کی اعانت غیر معصیت میں ان کی اطاعت ہو اگر وہ سیدھے راستے سے انحراف کریں تو انہیں معروف کا حکم دیا جائے اور ان کے خلاف بغاوت و خروج سے گریز کیا جائے الا یہ کہ ان سے کفر صریح کا ارتکاب و اظہار ہو، عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کی دنیا و آخرت کی اصلاح کے لئے ان کی صحیح رہنمائی کی جائے انہیں نیکی کا حکم دیا جائے جائے اور برائی سے روکا جائے اور ان سے محبت رکھے ان کی ایذا رسانی سے بچے (حافظ صلاح الدین ریاض الصالحین)۔

[42]..... بَابُ الْإِسْلَامُ بَدَأَ غَرِيبًا

اسلام غربت کے ساتھ شروع ہوا

2790۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا أَظُنُّ حَفْصًا قَالَ فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ قِيلَ وَمَنْ الْغُرَبَاءُ قَالَ النُّزَّاعُ مِنَ الْقَبَائِلِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام غربت سے شروع ہوا اور پھر غریب ہو جائے گا جس طرح شروع ہوا تھا میرا گمان ہے حفص نے کہا: تو خوشی ہو غرباء کے لئے، کہا گیا غرباء کون ہیں: کہا قبائل سے نکلے ہوئے (غریب و مسافر) لوگ۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: مسلم (١٤٥) ابن ماجه (٣٩٨٦) ابویعلی (٤٩٧٥، ٦١٩٠) ابن ابی شیبه (١٦٧١٣)۔

تشریح: ...... امام دارمی کا خیال ہے طوبی للغرباء سے آخر حدیث تک راوی حدیث حفص بن غیاث کا کلام ہے لیکن مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے۔اور طوبی کے معانی خوشی و سرور اور بعض نے جنت کہا ہے اور بعض نے کہا وہ

درخت ہے جو جنت میں ہے واللہ اعلم۔

اس حدیث سے اشارہ اس طرف ہے کہ اسلام مدینے سے شروع ہوا یعنی ان لوگوں سے شروع ہوا جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے اور وہ غریب ومسافر تھے اپنا وطن چھوڑ کر آئے تھے اور پھر ایسا ہی ہو جائے گا یعنی اخیر زمانے میں اسلام کٹتے سمٹتے پھر مدینہ میں آجائے گا اور ساری دنیا میں کفر کا زور ہوگا جو مسلمان ہونگے کافروں کے ڈر سے بھاگ بھاگ کر مدینہ میں آجائیں گے۔ قاضی عیاض نے کہا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ پہلے اسلام شروع ہوا معدودلوگوں سے پھر آخر زمانے میں بھی اسی طرح گھٹ کر تھوڑے لوگوں میں رہ جائے گا (وحیدی) اور بعض شارحین نے لکھا ہے کہ اسلام غریب ونادار لوگوں سے شروع ہوا جیسے بلال وصہیب رضی اللہ عنہم اور پھر ایسے ہی غریب لوگوں میں لوٹ جائے گا یعنی مال دار اور بڑے لوگ اسے چھوڑ دیں گے اور صرف غریب ہی اپنائیں گے اور یہ قرب قیامت ایسا ہوگا فی الوقت دنیا کے ہر کونے میں اسلام اور مسلمان موجود ہیں اور نام کے ہی سہی ساٹھ سے زائد اسلامی ممالک ہر خطے میں موجود ہیں۔ جن میں امیر بھی ہیں اور غریب بھی۔

[43]..... بَاب فِي حُبِّ لِقَاءِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ سے ملاقات پسند کرنے کا بیان

2791- أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ وَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوبَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ فَكَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ.

(ترجمہ) عبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ سے ملنے کو دوست رکھتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے (ملاقات) کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ سے ملنے کو پسند نہیں کرتا اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔ عائشہ (رضی اللہ عنہا) یا آپ کی کسی بیوی نے عرض کیا کہ مرنا تو ہم بھی پسند نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا: اس ملاقات و ملنے سے مراد موت نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ مومن کی جب موت کا وقت آتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے یہاں اس کی عزت ومنزلت کی خوشخبری دی جاتی ہے اس وقت مومن کو کوئی چیز اس سے زیادہ عزیز نہیں ہوتی جو اس کے آگے (اللہ سے ملاقات اس کی رضا اور جنت کے حصول کے لئے) ہوتی ہے اس لئے وہ اللہ سے ملاقات کا خواہش مند ہو جاتا ہے، اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور جب کافر کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اسے اللہ کے عذاب اور اس کی سزا کی خبر دی جاتی ہے اس وقت کوئی چیز اس کے دل میں اس سے زیادہ ناگوار نہیں ہوتی جو اس کے آگے ہوتی ہے سو وہ اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے، پس اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (٦٥٠٧) مسلم (٢٦٨٤) ترمذی (١٠٦٦) نسائی (١٨٣٥) ابویعلی (٣٢٣٥) ابن حبان (٣٠٠٩)۔

تشریح: ......خوش بختی اور فلاح وکامرانی یہ ہے کہ موت کے وقت اللہ کی ملاقات کا شوق غالب ہو اور ترک دنیا کا غم نہ ہو اللہ تعالی ہر مسلمان کو اس کیفیت کے ساتھ موت نصیب کرے آمین۔ کلمہ طیبہ اس وقت پڑھنے کا بھی مقصد یہی ہے اور مومن کو موت کے وقت جو تکلیف ہوتی ہے اس کا انجام راحت ابدی ہے۔

[44]..... بَاب فِي الْمُتَحَابِّينَ فِي اللَّهِ

اللہ کے لئے آپس میں محبت کرنے والوں کا بیان

2792۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْمَرٍ عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِ الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی قیامت کے دن فرمائے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جو میری بزرگی اور جلالت کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے آج کے دن میں ان کو اپنے سایہ میں رکھوں گا جس دن میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: مسلم (٢٥٦٦) مالك كتاب الشعر (١٣) باب ماجاء فی المتحابین فی الله واحمد (٢٣٧/٢، ٥٣٥) والبیھقی (٢٣٣/١٠)۔

توضیح: ......اللہ کے لئے محبت رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ محبت اللہ جل جلالہ کے تعمیل حکم اور اس کی رضا مندی کے لئے ہو جیسے دین داروں سے محبت، متقی وپرہیز گاروں سے محبت عالموں سے محبت وغیرہ آپس میں باہمی محبت کی فضیلت اور اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔

[45]..... بَاب لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ

تم میں سے کوئی بھی موت کی آرزو نہ کرے

2793۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنِي شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ إِحْسَانًا وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: تم میں سے کوئی شخص ہرگز موت کی آرزو نہ کرے اگر وہ نیک ہے تو ممکن ہے اور زیادہ نیکی کرے اور اگر برا ہے تو ممکن ہے وہ توبہ کر لے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٦٧٣٥،٧٢٣٥) مسلم (٢٦٨٢) نسائی (١٨١٨) ابن حبان (٣٠٠٠) عبدالرزاق (٢٠٦٣٤) یستعتب کا مطلب ہے برائی چھوڑ کر اللہ کی رضامندی طلب کرنا۔

تشریح: ......اس حدیث سے موت کی دعا یا آرزو کرنے کی ممانعت ثابت ہوئی، امام نووی رحمہ اللہ نے کہا اگر دین کی آفت ہو یا فتنہ میں پڑنے کا ڈر ہو تو موت کی آرزو کرنا جائز ہے اور دین میں خرابی کے ڈر سے بعض سلف نے ایسا کیا ہے تاہم افضل یہی ہے کہ صبر کرے اور قضاء الٰہی سے راضی رہے۔

ہر رنگ میں راضی برضا ہو تو مزہ دیکھ
دنیا ہی میں بیٹھے ہوئے جنت کی فضا دیکھ

حدیث میں آیا ہے اگر موت ہی مانگے تو یوں کہے: اے اللہ اگر حیاۃ میرے لئے بہتر ہے تو زندہ رکھ اور وفات میرے لئے بہتر ہو تو مجھے وفات دے دے۔ بعض لوگ ذرا سی پریشانی اور تکلیف سے گھبرا کر یا غصہ میں کہہ دیتے ہیں اس سے بہتر ہے اللہ مجھے موت دے دے یہ کہنا درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں مرجائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے؟

[46]..... بَاب فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ
قیامت کے قریب ہونے کا بیان

2794۔ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَأَشَارَ وَهْبٌ بِالسَّبَّاحَةِ وَالْوُسْطَى.

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اور قیامت ان دونوں کی طرح بھیجے گئے ہیں۔ وہب بن جریر نے اشارہ کیا کلمہ اور بیچ کی انگلی کی طرف۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٦٥٠٤) مسلم (٢٩٥١) ترمذی (٢٢١٤) ابویعلی (٢٩٢٥) ابن حبان (٦٦٦٠) بخاری شریف میں ہے "کَهَاتَيْنِ" کی تشریح میں رسول اللہ ﷺ نے سبابہ اور وسطی کی طرف اشارہ کیا۔

توضیح: ......یعنی جس طرح کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی قریب قریب ہیں قیامت بھی ایسے ہی قریب ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ مجھ میں اور قیامت میں دونوں انگلیوں کی طرح اب کسی نئے پیغمبر و رسول کا فاصلہ نہیں اور میری امت آخری امت ہے اسی پر قیامت قائم ہوگی۔ نیز یہ کہ قیامت قریب ہے اور اس کی مدت کم باقی ہے۔ (مولانا راز رحمہ اللہ)

[47]..... بَاب فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے تم آخری امت ہو

2795- أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّكُمْ وَفَيْتُمْ سَبْعِينَ أُمَّةً أَنْتُمْ آخِرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللَّهِ .

(ترجمہ) بہز بن حکیم نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے روایت کی میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: تم نے ستر امتوں کو پورا کیا تم سب سے آخری امت ہو اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم وعزت والے ہو۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جید ہے دیکھئے: ترمذی (٣٠٠٤) ابن ماجه (٤٢٨٨) احمد (٥/٣،٥)، عبد بن حميد (٤٠٩) ۔

تشریح: ......اس حدیث میں امت محمد ﷺ کی فضیلت بیان کی گئی ہے جو گرچہ سب سے آخر میں ہیں لیکن قیامت کے دن سب سے پیش پیش ہونگے اللہ کے محبوب اور معزز ومکرم ہونگے یہود ونصاری کا دعوی تھا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے حبیب ہیں جس کا انکار قرآن پاک میں اللہ تعالی نے سورہ مائدہ (١٨/٦) میں بڑے ہی محققانہ اور بلیغ انداز میں کیا ہے۔ ترجمہ: یہود ونصاریٰ کہتے ہیں ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں، آپ کہہ دیجئے پھر اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے گناہوں کے باعث کیوں عذاب دیتا ہے، نہیں بلکہ تم بھی اس کی مخلوق میں سے ایک انسان ہو، وہ جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہے عذاب دیتا ہے، زمین وآسمان اور اس کے درمیان کی ہر چیز اللہ کی ملکیت ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

[48]..... بَاب فِي فَضْلِ أَهْلِ بَدْرٍ

جنگ بدر میں شرکت کرنے والے صحابہ کی فضیلت کا بیان

2796- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَيْنَ فُلَانٌ فَغَمَزَهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ إِنَّهُ وَإِنَّهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَلَيْسَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا قَالُوا بَلَى قَالَ فَلَعَلَّ اللَّهَ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ .

(ترجمہ) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا فلاں شخص کہاں ہے؟ حاضرین میں سے ایک نے اس کو برے الفاظ سے ذکر کیا کہ وہ ایسا ہے ویسا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا وہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے؟ عرض کیا بیشک شریک ہوئے؟ فرمایا: اللہ تعالی اہل بدر کے حالات سے باخبر تھا اور فرمایا: تم جیسے چاہو عمل کرو میں نے تم کو بخش دیا ہے۔

توضیح: ......یعنی اگر ان سے گناہ بھی سرزد ہوئے تو بخش دیئے جائیں گے کیونکہ اسلام اور کفر کے درمیان یہ پہلی معرکہ آرائی تھی جس کو یوم الفرقان بھی کہا گیا ہے حق وباطل اس میں واضح ہو گئے تھے اس لئے اس میں شرکت کرنے والے صحابہ کی بڑی فضیلت ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند عاصم بن بہدلہ کی وجہ سے حسن ہے دیکھئے: ابوداؤد (٤٦٥٤) احمد (٢/٢٩٥)، ابویعلی (٣٩٤) ابن حبان (٤٦٩٩) موار دالظمآن (٢٢٢٠) الحمیدی (٤٩)۔

[49]..... بَاب النَّهْيِ أَنْ يَقُولَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا
یہ کہنے کی ممانعت کہ فلاں اور فلاں تارے کی وجہ سے بارش ہوئی

2797۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَتَّابِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَوْ حَبَسَ اللَّهُ الْقَطْرَ عَنْ أُمَّتِي عَشْرَ سِنِينَ ثُمَّ أَنْزَلَهُ لَأَصْبَحَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي بِهَا كَافِرِينَ يَقُولُونَ هُوَ بِنَوْءِ مِجْدَحٍ . قَالَ الْمِجْدَحُ كَوْكَبٌ .

(ترجمہ) ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ دس سال تک میری امت سے بارش کو روک لے پھر بارش برسا دے تو میری امت میں سے ایک گروہ اس کی وجہ سے کافر ہو جائے اور وہ کہنے لگیں کہ: یہ مجدح تارے کی وجہ سے ہے۔

کہا جاتا ہے کہ مجدح ایک کوکب ہے جس کو دبران کہا جاتا ہے۔ (دورِ جاہلیت میں عرب کا عقیدہ تھا کہ مجدح کی وجہ سے بارش ہوتی ہے)

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جید ہے دیکھئے: ابویعلی (١٣١٢) ابن حبان (١٨٨) موارد الظمآن (٦٠٦) الحمیدی (٨٣٢) اور اس کا شاہد صحیح صحیحین میں ہے دیکھئے بخاری (٨٤٦) مسلم (٧١) جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں جب بارش ہوئی تو نماز فجر کے بعد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندوں میں کچھ مومن رہے اور کچھ کافر ہو گئے: جس نے کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی وہ مومن ہے اور جس نے کہا ہم پر یہ بارش تاروں (کواکب) کے اثر سے ہوئی ہے وہ میرا منکر ہوا اور تاروں کی تاثیر پر ایمان لایا (او کما قال علیہ السلام)۔

تشریح:..... اس حدیث میں ایمان کی حقیقت اور نزاکت کا ذکر ہے نیز یہ کہ معمولی بات کہنے سے انسان مومن ہو جاتا ہے یا کافر، یہ کہنا کہ فلاں برج یا فلاں ستارہ مفید ہے اور اس کے اچھے یا برے اثرات ہیں کفر میں داخل ہے سب اللہ کی مخلوق ہیں بذات خود کسی میں تصرف کی طاقت وقوت نہیں ہے سب کچھ اللہ کے حکم سے ہی ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ایمان کی حقیقت سمجھنے کی اور کفر وشرک اور بدعت سے دور رہنے کی توفیق بخشے آمین۔

[50]..... بَاب الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا
ایک نیکی پر دس نیکیوں کا ثواب

2798۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ وَاصِلٍ مَوْلَى أَبِي عُيَيْنَةَ عَنْ بَشَّارِ بْنِ أَبِي سَيْفٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عِيَاضِ بْنِ غُطَيْفٍ قَالَ أَتَيْنَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ نَعُودُهُ فَقَالَ

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا .

(ترجمہ) عیاض بن غطیف نے کہا: ہم عیادت کے لئے ابوعبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنہ) کے پاس گئے تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے نیکی کا ثواب اس جیسی دس نیکیوں کا ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جید ہے۔ دیکھئے: مجمع الزوائد (٣٨٣٠) وقال المناوی فی فیض القدیر رواه البخاری فی الادب المفرد بسند حسن۔

توضیح: ......قرآن پاک میں ہے: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ (انعام: ٨/١٦٠) یعنی جو شخص نیک کام کریگا اس کو اس کے دس گنے ملیں گے یہ اللہ تعالی کا فضل وکرم اور مومنین کے ساتھ کرم گستری ہے کہ ایک نیکی کا بدلہ دس نیکیوں کے برابر عطا فرمائے گا یہ کم سے کم اجر ہے ورنہ قرآن وحدیث میں کئی سو بلکہ بعض نیکیوں کا اجر ہزاروں بلکہ لاکھوں گنا تک ملے گا۔

[51]..... بَاب مَا قِيلَ فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ

دو چہرے والے کا بیان

2799۔ أَخْبَرَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الرُّكَيْنِ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ شَرِيكٌ وَرُبَّمَا قَالَ النُّعْمَانِ بْنِ حَنْظَلَةَ عَنْ عَمَّارٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ ذَا وَجْهَيْنِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ .

(ترجمہ) عمار (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے دنیا میں دو منہ (دو رُخ) ہوں قیامت کے دن اس کے لیے آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے دیکھئے: ابوداود (٤٨٧٣) ابویعلی (١٦٢٠) ابن حبان (٥٧٥٦) الموارد (١٩٧٩)

تشریح: ...... ذوالوجہین سے مراد دورخا دوغلا آدمی ہے جو کچھ لوگوں کے پاس ایک رخ سے اور دوسروں کے پاس دوسرے رخ سے جاتا ہے جیسا کہ بخاری (٦٠٥٨) ومسلم (٢٥٢٦) یعنی ایسا انسان جو ہر جگہ لگی لپٹی منہ دیکھی بات کرے حق ناحق کا لحاظ نہ رکھے اس کو حدیث میں شر الناس بہت برا آدمی کہا گیا ہے اور اس حدیث میں اس کی عقوبت وسزا یہ بیان کی گئی کہ قیامت کے دن اس کی دو زبان ہونگی جس سے وہ منافق اور دوغلے کی حیثیت سے پہچانا جائے گا اور یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔ اللہ تعالی ہمیں حق سمجھنے حق بات کہنے کی توفیق بخشے اور دورخے پن سے بچائے۔ آمین

[52]..... بَاب فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ أَيُّمَا رَجُلٍ لَعَنْتُهُ أَوْ سَبَبْتُهُ

نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا: جس آدمی کو میں نے لعنت کی اور برا بھلا کہا

2800۔ حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اللّٰهُمَّ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ فَأَيُّ الْمُسْلِمِينَ لَعَنْتُهُ أَوْ شَتَمْتُهُ أَوْ جَلَدْتُهُ فَاجْعَلْهَا لَهُ صَلَاةً وَرَحْمَةً وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! میں انسان ہوں تو جس مسلمان کو میں لعنت کروں یا برا کہوں یا ماروں تو اس کو اس کے لئے صلاۃ و رحمت اور قربت بنادے جس کے ذریعہ وہ قیامت کے دن تیرا قرب حاصل کرے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٦٣٦١) مسلم (٢٦٠١) وفيهما فاجعله زكاة ورحمة احمد (٢/٣٩٠)، (٣/٤٠٠) وابن ابی شیبه (٩٦٠٠)۔

2801- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّ فِيهِ زَكَاةً وَرَحْمَةً .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) سے بھی ایسے ہی مروی ہے لیکن اس میں ''زکاۃ ورحمۃ'' ہے یعنی میرے برا بھلا کہنے کو ان کے لئے پاکی اور رحمت بنادے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: مسلم (٢٦٠٢) ابویعلی (٢٢٧١) ابن ابی شیبه (٩٦٠١)۔

تشریح: ......رسول اللہ ﷺ نے اپنی پوری زندگی کسی مومن پر لعنت نہیں کی تو اضعا ایسا کہا کہ بتقاضائے بشریت اگر یہ امر سرزد ہوا ہو تو اللہ تعالی اس کو اس مسلمان کے حق میں رحمت ونعمت اور قربت بنادے۔ اس سے آپ کا بشر ہونا ثابت ہوا نیز یہ کہ ہر انسان بشر سے غلطی سرزد ہو سکتی ہے۔ آپ کی یہ دعا صرف مسلمانوں کے لئے ہے کافروں کے لئے نہیں۔

[53]..... بَاب فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لَوْ أَنَّ لِي مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا

نبی کریم ﷺ کا فرمان اگر میرے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہوتا تو

2802- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ سُوَيْدَ بْنَ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ جَبَلَ أُحُدٍ لِي ذَهَبًا أَمُوتُ يَوْمَ أَمُوتُ عِنْدِي دِينَارٌ أَوْ نِصْفُ دِينَارٍ إِلَّا لِغَرِيمٍ .

(ترجمہ) ابوذر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: مجھے پسند نہیں ہے کہ میرے لئے جبل احد سونے کا ہو اور میں جس دن وفات پاؤں اس میں سے میرے پاس ایک یا آدھا دینار بھی باقی رہے سوائے اس کے جو میں قرض خواہ کے لئے بچائے رکھوں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جید ہے دیکھئے: احمد (١٤٨/٥)، ابن حبان (١٦٩) موارد الظمآن (١٠) وله شاهد عند البخاری (١٤٠٨)۔

تشریح: ...... یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی مال ودولت سے بے رغبتی اور جود وسخاوت پر دلالت کرتی ہے۔ مال جمع کرنا دنیاداروں کا کام ہے ﴿وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا﴾ (الفجر: ۲۰/۳۰) فخر کائنات کیسے اس کو پسند فرماتے، لیکن حوائج ضروریہ کے لئے پس انداز کرنا اور قرض کے لئے اٹھا رکھنا معیوب نہیں جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا﴾ (الاسراء: ۲۹/۱۵) یعنی اتنے بھی ہاتھ کشادہ نہ کرو (یعنی اتنا خرچ نہ کرو) کہ تم خالی ہاتھ ہو کر شرمندہ اور عاجز بن کر بیٹھ جاؤ۔ بلکہ درمیانہ راستہ اختیار کرو مال خرچ کرنے میں افراط وتفریط سے کام نہ لو۔ یہی بہتر طریقہ ہے۔ واللہ اعلم۔

[54]..... بَاب فِي الْمُوبِقَاتِ

ہلاکت میں ڈالنے والی چیزوں کا بیان

2803۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ قُرْطٍ قَالَ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ أُمُورًا هِيَ أَدَقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ كُنَّا نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمُوبِقَاتِ . فَذُكِرَ لِمُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنَ سِيرِينَ فَقَالَ صَدَقَ فَأَرَى جَرَّ الْإِزَارِ مِنْ ذٰلِكَ .

(ترجمہ) عبادہ بن قرط (رضی اللہ عنہ) نے کہا: بیشک تم ایسے امور کا ارتکاب کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے زیادہ باریک ہیں (یعنی انہیں حقیر سمجھتے ہو بڑا گناہ شمار نہیں کرتے) لیکن ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ان کو نہایت مہلک شمار کرتے تھے۔

محمد بن سیرین سے جب اس کا تذکرہ کیا گیا تو انہوں نے کہا: عبادہ نے سچ کہا اور میرا خیال ہے کہ ازار کو لٹکانا انہیں مہلک گناہوں میں سے ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٦٤٩٢) احمد (٤٧٠/٣، ٧٩/٥) معجم الصحابه لابن قانع (٦٩٠) ومجمع الزوائد (٤٠٤) عبادہ بن قرط کو بعض محدثین نے عبادہ بن قرص کہا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے۔

تشریح: ...... چھوٹے سے چھوٹے گناہ کو بھی حقیر نہیں سمجھنا چاہیے صغیرہ بھی بڑھتے بڑھتے کبیرہ ہو جاتا ہے قطرے قطرے سے گڑھا بھر جاتا ہے صغائر کو بھی صحابہ کرام ہلاکت میں ڈال دینے والے گناہ تصور کرتے تھے اور ان سے بچتے تھے۔ آج کبائر کی بھی مسلمان پرواہ نہیں کرتے زنا کاری، چوری، شراب نوشی، جھوٹ غیبت حتی کہ واجبات کی عدم ادائیگی پر بھی انہیں شرم نہیں آتی کتنے ایسے مسلمان ملیں گے جو جمعہ کی جمعہ نماز ادا کرتے ہیں اور کتنے بدنصیب تو صرف عید کی نماز پر اکتفا کرتے ہیں پھر بھی اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔ ٹخنے سے نیچے ازار لٹکانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور ایسے شخص کے لئے احادیث شریفہ میں سخت وعید آئی ہے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ﴿مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ﴾

[55]..... بَاب الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

بخار جہنم کی بھاپ سے ہے

2804۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ أَوْ مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ.

(ترجمہ) رافع بن خدیج (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بخار جہنم کی بھاپ میں سے ہے یا جہنم کے جوش مارنے کی وجہ سے پس اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح علی شرط البخاری ہے۔ دیکھئے: بخاری (٥٧٢٥) مسلم (٨٤/٢٢١٢) ترمذی (٢٠٧٣) ابن ماجه (٣٤٧٣) احمد (١٤١/٤)، طبرانی ٢٧٤/٢ (٤٣٩٧) وغيرهم۔

تشریح: ......اس سے مراد وہ بخار ہے جو صفراء کے جوش سے چڑھ آئے اس میں ٹھنڈے پانی سے نہانا یا ہاتھ پاؤں کا دھونا مفید ہے اسے آج کی ڈاکٹری نے بھی تسلیم کیا ہے شدید بخار میں برف کا استعمال بھی اسی قبیل سے ہے اور مروجہ ڈاکٹری کا ایک شعبہ علاج پانی سے بھی ہے جو کافی ترقی پذیر ہے ہمارے رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالی نے جمیع علوم نافعہ کا خزانہ بنا کر مبعوث فرمایا تھا چنانچہ فن طبابت میں آپ کے پیش کردہ اصول اس قدر جامع ہیں کہ کوئی بھی عقل مند ان کی تردید نہیں کرسکتا (مولانا راز رحمہ اللہ)۔

[56]..... بَاب الْمَرَضُ كَفَّارَةٌ

بیماری کفارہ ہے

2805۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُصَابُ بِبَلَاءٍ فِي جَسَدِهِ إِلَّا أَمَرَ اللَّهُ الْحَفَظَةَ الَّذِينَ يَحْفَظُونَهُ فَقَالَ اكْتُبُوا لِعَبْدِي فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ مِثْلَ مَا كَانَ يَعْمَلُ مِنَ الْخَيْرِ مَا كَانَ مَحْبُوسًا فِي وِثَاقِي.

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں سے جو کوئی بھی مسلمان جسمانی مرض میں مبتلا کیا جاتا ہے اللہ تعالی اس کی حفاظت کے لئے مقرر کئے گئے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ میرے اس بندے کے ہر دن اور رات کا وہ عمل لکھتے رہو جو وہ (صحت کی حالت میں) کیا کرتا تھا جب تک کہ وہ میرے بندھن (مرض) میں قید رہے۔

(تخریج) اگر قاسم نے عبداللہ بن عمرو سے سنا ہے تو اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: احمد (١٩٤/٢، ١٩٨) مجمع الزوائد (٣٨٥١، ٣٨٥٢)۔

تشریح: ......یہ بھی اللہ تعالی کا فضل و کرم اور رحمت و عدل ہے کہ بیماری کی حالت میں اگر نفل نماز یا دیگر کار خیر انجام نہ

دے سکے تو اس کے لئے نماز اور دیگر کار خیر برابر لکھے جاتے رہیں گے جو وہ صحت کی حالت میں انجام دیتا تھا۔﴿ذلك فضل الله يوتيه من يشاء﴾۔اور بخاری شریف (۲۹۹۶) میں ہے جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے لئے اس کے مثل عمل لکھ دیئے جاتے ہیں جو وہ اقامت اور صحت کی حالت میں کیا کرتا تھا سبحان اللہ کیا فضل الٰہی ہے۔واضح رہے کہ اس سے مراد ایسے اعمال صالحہ ہیں جو ایک مسلمان استحباب اور نفل کے طور پر کرتا ہے ورنہ فرائض کی ادائیگی ہر حال میں ضروری ہے۔

[57]..... بَاب أَجْرُ الْمَرِيْضِ

بیمار کے اجر و ثواب کا بیان

2806۔ أَخْبَرَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُوعَكُ فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا فَقَالَ إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ قُلْتُ ذٰلِكَ بِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ أَجَلْ وَمَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حُطَّ عَنْهُ مِنْ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ شدید بخار میں مبتلا تھے میں نے اپنا ہاتھ آپ پر رکھا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو شدید بخار کی تکلیف ہے تو آپ نے فرمایا: مجھے تنہا ایسا بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمی کو ہوتا ہے۔عبداللہ نے کہا: میں نے عرض کیا یہ اس لئے کہ آپ کا اجر بھی دوگنا ہے؟ فرمایا: ہاں (ایسا ہی ہے) اور کسی بھی مسلمان کو کسی مرض کی یا اور کوئی تکلیف ہوتی ہے تو اس کے گناہ ایسے ہی جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (٥٦٤٧) مسلم (٢٥٧١) ابو يعلى (٥١٦٤) ابن حبان (٢٩٣٧) موارد الظمآن (٧٠١)۔

تشریح: ......اس حدیث میں تمام مومنین کے لئے تسلی اور اطمینان کی تعلیم اور بشارت ہے کہ جب سید الانبیاء بھی شدت میں مبتلا ہیں تو کسی بھی مومن کو مصیبت و پریشانی آسکتی ہے اس پر انہیں صبر کرنا چاہیے کیونکہ جتنا قرب الٰہی زیادہ ہوگا تکالیف و مصائب زیادہ آئیں گے اور نیک لوگوں کے درجات بلند ہوتے رہیں گے اور گناہ معاف ہوتے رہیں گے اور بیمار کو بیماری کی حالت میں بھی جو وہ اچھے کام صحت کی حالت میں کیا کرتا تھا ان کا ثواب ملتا رہے گا۔مزید تفصیل رقم (۲۸۱۸) میں آرہی ہے۔

[58]..... بَاب فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

نبی کریم ﷺ پر درود و سلام کی فضیلت کا بیان

2807۔ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَنِيُّ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ایک مرتبہ میرے لئے درود و سلام بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمتیں نازل فرمائے گا۔

توضیح: ...... ''صلاۃ'' کے معنی دعا و سلام، درود، عبادت، رحمتیں، نوازشات وغیرہ ہیں۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: مسلم (۴۰۸) ابوداود (۱۵۳۰) ترمذی (۴۸۵) نسائی (۱۲۹۵) ابویعلی (۶۴۹۵) ابن حبان (۹۰۵) ابن ابی عاصم (۵۳)۔

تشریح: ...... قاضی عیاض کا بیان ہے اللہ تعالیٰ ایک بار درود پڑھنے والے پر دس مرتبہ اپنی رحمتیں نازل کرے گا، یا دس گنا زیادہ اس کو ثواب عنایت کرے گا جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے جو کوئی نیکی کا ایک کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دس گنا سے بھی زیادہ اچھائیاں عنایت کرے گا۔

واضح رہے کہ صلاۃ علی النبی سے مراد وہی درود ہے جو نماز میں پڑھی جاتی ہے یا جو احادیث میں مذکور ہے خود ساختہ بنائی ہو درود اور سلام کہنا یا پڑھنا نماز اور اذان کے وقت اجتماعی طور پر گا گا کر السلام علیک یا رسول اللہ کہنا بدعت قبیحہ ہیں جس کا حکم نہ اللہ نے دیا نہ اللہ کے رسول نے۔ اللہ تعالیٰ سب کو سنت کی پیروی کرنے اور بدعت سے بچنے کی توفیق بخشے۔ آمین

2808۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ سُلَيْمَانَ مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا وَهُوَ يُرَى الْبِشْرُ فِي وَجْهِهِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نَرَى فِي وَجْهِكَ بِشْرًا لَمْ نَكُنْ نَرَاهُ قَالَ أَجَلْ إِنَّ مَلَكًا أَتَانِي فَقَالَ لِي يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ لَكَ أَمَا يُرْضِيكَ أَنْ لَا يُصَلِّيَ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِكَ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَلَا يُسَلِّمَ عَلَيْكَ إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا قَالَ قُلْتُ بَلَى .

(ترجمہ) ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ایک دن نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو آپ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ہم آپ کے چہرے پر خوشی کی دمک دیکھ رہے ہیں؟ جو ہم نے پہلے نہیں دیکھی، فرمایا: ہاں ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا: اے محمد: آپ کا رب فرماتا ہے کیا آپ راضی نہیں ہوتے اس سے کہ جو آپ پر ایک بار درود بھیجے گا میں اس پر دس بار رحمتیں بھیجوں گا اور جو آپ پر (ایک بار) سلام کرے گا میں اس پر دس بار سلامتی نازل کروں گا آپ نے فرمایا: میں نے کہا ہاں (یقیناً میں خوش ہوؤں گا)۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن دوسری سند سے حدیث جید ہے دیکھئے: نسائی (۱۲۸۲، ۱۲۹۴) ابن حبان (۹۱۵) الموارد (۲۳۹۱)۔

2809۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ زَاذَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُونِي عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین پر پھرا کرتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: نسائی (١٢٨١) ابویعلی (٥٢١٣) ابن حبان (٩١٤) موارد الظمآن (٢٣٩٢)۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ خود سے درود وسلام نہیں سنتے بلکہ فرشتے مقرر ہیں جو دنیا کے ہر کونے میں گھومتے رہتے ہیں اور جو بھی نماز میں کہتا ہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو اس کا سلام آپ تک پہنچاتے ہیں۔ سمیع وعلیم صفت صرف اللہ تعالی کے لئے لائق وزیبا ہے کسی بھی نبی یا ولی کو اس میں شریک کرنا کھلا ہوا شرک ہے۔ اللہ تعالی سب کو سمجھنے کی توفیق بخشے آمین۔

[59]..... بَابٌ فِي أَسْمَاءِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی کریم ﷺ کے ناموں کا بیان

2810۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ أَحَدٌ .

(ترجمہ) جبیر بن مطعم (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے۔ میرے کئی نام ہیں میں محمد ہوں، احمد ہوں، میرا نام ماحی ہے کہ میرے ذریعہ اللہ تعالی کفر کو مٹادے گا اور میں حاشر ہوں کہ تمام انسانوں کا (قیامت کے دن) میرے بعد حشر ہوگا اور میں عاقب ہوں (یعنی خاتم النبیین ہوں) اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی (نبی) نہ ہو۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٣٥٣٢) مسلم (٢٣٥٤) ترمذی (٢٨٤٠) ابویعلی (٧٣٩٥) ابن حبان (٦٣١٣) الحمیدی (٥٦٥)۔

تشریح: ......صحیح بخاری کی روایت ہے میرے پانچ نام ہیں اور پھر یہی نام مذکور ہیں جو بالا حدیث میں مذکور ہیں آپ ﷺ کے ذاتی نام محمد اور احمد ہیں صفاتی نام بشیر، نذیر، مبین، امین وغیرہ بہت سے ہیں جو قرآن وحدیث میں مذکور ہیں ننانوے ناموں کی کوئی قید نہیں سو سے بھی زیادہ ہوسکتے ہیں اور محمد اللہ کی بہت حمد وثنا کرنے والے کو کہتے ہیں جو دنیا اور آخرت دونوں میں پورے کمال کے ساتھ آپ ﷺ پر صادق آتے ہیں۔ بعض لوگوں نے ۹۹ ننانویں نام اللہ کے اور اللہ تعالی کی برابری میں ننانویں ہی نام رسول ہدی ﷺ کے بناڈالے ہیں جو سراسر تکلف اور عدم حجت پر مبنی ہیں بیشک اللہ تعالی اور اس کے رسول کے متعدد صفاتی نام ہیں لیکن ان کی تعداد محل نظر ہے۔

[60]..... بَاب فِي أَكْلِ السُّحْتِ
حرام مال کھانے کی ممانعت

2811۔ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَابِطٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ إِنَّهُ لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ .

(ترجمہ) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: اے کعب بن عجرۃ! جنت میں ہرگز داخل نہ ہوگا ایسا گوشت جو حرام سے بنا ہو۔

(تخریج) اس حدیث کی سند قوی ہے دیکھئے: ابویعلی (۱۹۹۹) ابن حبان (۱۷۲۳) موارالظمآن (۱۵۶۹)۔

تشریح: ......یعنی جس کی پرورش حرام سے ہو وہ جنت میں نہ جائے گا اس حدیث میں کعب (رضی اللہ عنہ) کو مخاطب کر کے پیغمبر اسلام نے ساری امت کو حرام کھانے سے روکا ہے اور یہ وعید شدید سنائی ہے کہ جس کی رگوں میں حرام خون دوڑ رہا ہو اس سے جو بھی گوشت پرورش پائے گا وہ جہنمی ہوگا لہٰذا چوری، ظلم، غصب، رشوت یا حرام چیزیں کھانے والا جنت میں نہ جائے گا۔

[61]..... بَاب الْمُؤْمِنِ يُؤْجَرُ فِي كُلِّ شَيْءٍ
مومن کے لئے ہر چیز میں اجر وثواب ہے

2812۔ أَخْبَرَنَا أَبُو حَاتِمٍ الْبَصْرِيُّ هُوَ رَوْحُ بْنُ أَسْلَمَ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ إِذْ ضَحِكَ فَقَالَ أَلَا تَسْأَلُونِي مِمَّا أَضْحَكُ فَقَالُوا مِمَّ تَضْحَكُ قَالَ عَجَبًا مِنْ أَمْرِ الْمُؤْمِنِ كُلُّهُ لَهُ خَيْرٌ إِنْ أَصَابَهُ مَا يُحِبُّ حَمِدَ اللَّهَ عَلَيْهِ فَكَانَ لَهُ خَيْرٌ وَإِنْ أَصَابَهُ مَا يَكْرَهُ فَصَبَرَ كَانَ لَهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ كُلُّ أَحَدٍ أَمْرُهُ لَهُ خَيْرٌ إِلَّا الْمُؤْمِنَ .

(ترجمہ) صہیب (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ اچانک ہنس پڑے اور فرمایا: کیا تم مجھ سے پوچھو گے نہیں کہ میں کیوں ہنسا؟ صحابہ نے عرض کیا: آپ کس چیز سے ہنس رہے ہیں؟ فرمایا: مومن کا ہر کام عجیب (پسندیدہ) ہے، اگر اس کو ایسی چیز ملتی ہے جسے وہ پسند کرتا ہے تو وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے تو اس کے لئے اچھائی ہے یعنی اس کو ثواب ملتا ہے اور اگر اسے ایسی چیز پہنچتی ہے جسے وہ ناپسند کرتا ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور اس کے لئے بھلائی ہوتی ہے۔ اور مومن کے سوا کسی کو یہ چیز حاصل نہیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح ہے دیکھئے: مسلم (۲۹۹۹) ابن حبان (۲۸۹۶) ابویعلی (۴۰۱۹)۔

تشریح: ......اس حدیث میں مومن کی صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ خوشی و ناخوشی ہر حال میں راضی برضائے الٰہی رہتا

ہے خوشی نصیب ہو تو شکر کر کے ثواب کا مستحق ہوتا ہے مصیبت و پریشانی آتی ہے تو صبر کر کے ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور کسی حال میں خسارے میں نہیں رہتا اللہ تعالیٰ ہمیں صبر و شکر کی توفیق بخشے۔ آمین

[62]..... بَاب لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ

اگر ابن آدم کے لئے مال کی دو وادیاں ہو تب بھی

2813- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَلَا أَدْرِي أَشَيْءٌ أُنْزِلَ عَلَيْهِ أَمْ شَيْءٌ يَقُولُهُ وَهُوَ يَقُولُ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى إِلَيْهِمَا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ .

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ سے سنتا تھا اور جانتا نہیں تھا کہ یہ وحی کے الفاظ ہیں جو آپ پر نازل ہوئے یا آپ کے اپنے الفاظ ہیں آپ فرماتے تھے اگر آدمی کے پاس مال سے بھری دو وادیاں ہوں تب بھی وہ تیسری وادی کی تلاش میں رہے گا اور آدمی کا پیٹ نہیں بھرتا مگر مٹی سے اور اللہ تعالیٰ رجوع کرتا ہے اس کی طرف جو توبہ کرے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٦٤٣٩) نحوه مسلم (١٠٤٨) مثله ابويعلى (٢٨٤٩) ابن حبان (٣٢٣٥) و له شواهد۔

تشریح:...... مسلم شریف میں ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے بھی ایسے ہی مروی ہے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ قرآن میں سے ہے یا نہیں اور ابوموسیٰ سے بھی ایسے ہی مروی ہے اس سے اس حدیث کی اہمیت واضح ہوتی ہے اور دنیا کی مذمت و کراہت اور انسان کی فطرت کہ اس کا پیٹ بھرتا ہی نہیں ہے ہمیشہ ہل من مزید کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے تا آنکہ موت اور مٹی سے اس کا پیٹ بھرتا ہے۔

سورۂ تکاثر کے نزول سے پہلے اس عبارت کو قرآن کی طرح تلاوت کیا جاتا رہا پھر جب الهاكم التكاثر نازل ہوئی تو اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی مضمون ایک ہی ہے جس میں انسان کی حرص و طمع کا بیان ہے۔ (مولانا راز رحمہ اللہ)۔

[63]..... بَاب فِي النَّهْيِ عَنِ الْقَصَصِ

قصہ گوئی کی ممانعت کا بیان

2814- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَقُصُّ إِلَّا أَمِيرٌ أَوْ مَأْمُورٌ أَوْ مُرَاءٍ قُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ إِنَّا كُنَّا نَسْمَعُ مُتَكَلِّفٌ فَقَالَ هَذَا مَا سَمِعْتُ .

(ترجمہ) عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا (عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: (وعظ ونصیحت میں) قصے بیان نہیں کرتا ہے مگر حاکم یا جو حاکم کی طرف سے وعظ کہنے پر مقرر ہو یا ریا کار ہو (تا کہ قصہ گوئی سے متاثر ہو کر لوگ اس کی تعریف کریں) عبداللہ بن عامر نے کہا میں نے عمرو بن شعیب سے سنا تکلف کرنے والے کا نام سنا کرتے تھے تو انہوں نے کہا: میں نے یہی سنا ہے۔ (یہ ان کی ایمان داری ہے کہ جیسا سنا ویسے ہی روایت کر دیا)

(تخریج) اس حدیث کی سند عبداللہ بن عامر کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن متابعت موجود ہے دیکھئے: ابن ماجه (٣٧٥٣) احمد (٢/٨٣، ١٧٨)، مجمع الزوائد (٩٢١)۔

تشریح: ......اس حدیث کی تشریح میں علامہ وحید الزماں رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اسلامی حکومتوں میں یہ دستور ہوتا ہے کہ حاکم اور امیر خود لوگوں کو خطبہ سناتا ہے وعظ ونصیحت کرتا ہے یا جن لوگوں کو اس کے لائق سمجھتا ہے ان کو اپنی طرف سے نائب مقرر کرتا ہے وہ خطبہ پڑھتے ہیں، کیونکہ ہر کسی کو خطبہ یا وعظ کا اختیار دیا جائے تو ممکن ہے ایک جاہل عام لوگوں کو بھڑکا دے اور ان کے عقیدے کو خراب کر دے جیسے ہمارے زمانے میں جاہل واعظ کیا کرتے ہیں کہ سوا قصے اور حکایات بیان کرنے کے نہ ان کو امر بالمعروف سے غرض ہوتی ہے نہ نہی عن المنکر سے اور صحیح احادیث کے بجائے موضوع اور ضعیف احادیث لوگوں کو سناتے اور گمراہ کرتے ہیں۔ بعض نے کہا وعظ سے مراد یہاں جمعہ اور عید کا خطبہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ خطیب حاکم یا اس کے نائب کے سوا کوئی نہ ہو اس سے مراد وہ وعظ نہیں جو دیندار عالم اللہ کے لئے بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور اچھی باتوں کا حکم کرتے ہیں نہ ان کو قاص (قصہ خواں) کہہ سکتے ہیں بلکہ ایسے عالم تو انبیاء کے نائب اور پیرو ہیں (انتہی) بہر حال قصہ خوانی اور بے سر و پا حکایات بیانی اس حدیث کی رو سے ممنوع ہوئیں، درس وتدریس اور وعظ ونصیحت میں قرآن پاک اور احادیث نبویہ کا بے پایاں ذخیرہ موجود ہے جن میں مثالیں صحیح واقعات موجود ہیں خطبہ و وعظ میں اسی پر اکتفا کرنا چاہیے۔ (مترجم)

[64]..... بَاب فِي الرُّخْصَةِ

وعظ میں قصہ گوئی کی رخصت کا بیان

2815۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ كُرْدُوسًا وَكَانَ قَاصًّا يَقُولُ أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَأَنْ أَقْعُدَ فِي مِثْلِ هَذَا الْمَجْلِسِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَ رِقَابٍ قَالَ قُلْتُ أَنَا أَيَّ مَجْلِسٍ يَعْنِي قَالَ كَانَ حِينَئِذٍ يَقُصُّ قَالَ أَبُو مُحَمَّد الرَّجُلُ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ هُوَ عَلِيٌّ.

(ترجمہ) عبدالملک بن میسرہ نے کہا میں نے کردوس سے سنا جو قصہ گو تھا کہ اہل بدر کے ایک شخص نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: اگر میں اس جیسی مجلس میں بیٹھوں تو میرے نزدیک زیادہ اچھا ہے کہ چار غلام آزاد کر دوں، راوی نے کہا میں نے پوچھا کون سی مجلس اس سے مراد تھی؟ کہا: اس مجلس میں اس وقت قصہ خوانی ہو رہی تھی۔

امام دارمی رحمہ اللہ نے کہا: اہل بدر کے مذکورہ صحابی علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

(تخریج) اس حدیث کی سند جید ہے تخریج کے لئے دیکھئے: مجمع الزوائد (۹۲۵) بتحقیق حسین سلیم الدارانی۔

تشریح: ......اس حدیث میں حکایات وقصے سننے سے کراہت تو ہے لیکن ممانعت نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام یا تابعین واسلاف کرام کے سچے واقعات اگر وعظ وتقریر میں بیان کر دیئے جائیں تو کوئی حرج نہیں؟ لیکن واقعات سچے ہوں من گھڑت نہ ہو۔ قرآن پاک میں انبیاء ورسل کے قصے ہیں، اصحاب کہف کا قصہ ہے۔ نبی کریم ﷺ سے بھی بہت سے واقعات کتب حدیث میں مذکور ہیں، جیسے اصحاب غار کا واقعہ۔ واللہ اعلم۔

[65]..... بَاب: لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ حُجْرٍ مَرَّتَيْنِ

مومن بندہ ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جا سکتا ہے

2816۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَقِيلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ۔

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کو ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جا سکتا ہے۔

(تخریج) اس سند سے یہ حدیث ضعیف ہے لیکن دوسری اسانید سے صحیح متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (۶۱۳۳)، مسلم (۲۹۹۸)، ابوداود (۴۸۶۲) ابن ماجہ (۳۹۸۲) ابن حبان (۶۶۳) الادب المفرد (۱۲۷۸) مشکل الآثار (۱۹۷/۲)۔

تشریح: ......اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو جب ایک بار کسی چیز کا تجربہ ہو جاتا ہے اور نقصان اٹھاتا ہے تو دوبارہ دھوکا نہیں کھاتا ہوشیار رہتا ہے یعنی دودھ کا جلا چھاچھ کو بھی پھونک کر پیتا ہے۔

امام خطابی نے کہا: یہ جملہ خبریہ ہے لیکن امر کے معنی میں ہے مطلب یہ کہ مومن ہوشیار رہے کوئی غفلت میں اس کو دھوکہ نہ دے جائے اور یہ دھوکہ بازی دین اور دنیا کے کسی بھی معاملے میں ہو سکتی ہے لہٰذا مومن کو ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیے۔

یہ حدیث آپ نے اس وقت فرمائی جب ایک شاعر جو آپ کی ہجو کرتا تھا پکڑا گیا آپ نے اس شرط پر اسے چھوڑ دیا کہ ہجو نہ کرے وہ پھر ایذا پہنچانے لگا پھر پکڑا گیا اور کہنے لگا کہ اب دوبارہ ایسا نہ کروں گا تب آپ نے فرمایا: ((لَا يَلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ))۔

[66]..... الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنِ ابْنِ آدَمَ كَمَجْرَى الدَّمِ

شیطان آدمی کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے

2817۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ وَرُبَّمَا سَكَتَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لا تَدْخُلُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنِ ابْنِ آدَمَ كَمَجْرَى

الدَّمِ)). قَالُوا وَمِنْكَ قَالَ:((نَعَمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمُ)).

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن عورتوں کے شوہر غائب ہوان کے پاس داخل نہ ہو، اس لئے کہ شیطان رواں رہتا ہے۔ بعض اوقات راوی نے کہا: کیوں کہ شیطان آدمی کے جسم میں ایسے ہی چلتا ہے جیسے خون (چلتا ہے) صحابہ نے عرض کیا: اور آپ کے بدن میں بھی؟ فرمایا: ہاں میرے بدن میں بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے میری اس پر مدد کی ہے پس وہ تابع فرمان ہو گیا ہے۔

(تخریج) مجالد بن سعید کی وجہ سے اس حدیث کی سند ضعیف ہے دیکھئے: ترمذی (۱۱۷۲) احمد(۳/ ۳۹۷) مشکل الآثار ۱/ ۳۰، لیکن اس کے شواہد صحیح موجود ہیں دیکھئے: بخاری (۲۰۳۸) مسلم (۲۱۷۵) وابویعلی (۳٤۷۰)۔

تشریح: ......((فأسلم)) اور ((فأُسلم)) دو طرح سے مروی ہے یعنی وہ تابع فرمان ہو گیا ہے یا میں اس سے محفوظ ہو گیا ہوں، اس حدیث کے طرفِ اول میں اجنبی عورتوں کے پاس تنہا جانے اور ان کے ساتھ خلوت کرنے تنہائی میں بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ بعض دوسری صحیح روایات میں ہے: ((إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ)) بخاری (۵۲۳۲) مسلم (۲۱۷۲) نیز ((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ)) بخاری (۵۲۳۳) مسلم (۱۳۴۱) اور حدیث صفیہ (رضی اللہ عنہا) میں شیطان کے رگوں میں خون کی طرح دوڑنے کا ذکر ہے دیکھئے: بخاری (۲۰۳۸) مسلم (۲۱۷۵) ان تمام روایات میں اجنبی عورت سے دور رہنے کا حکم ہے ایک حدیث ہے کوئی اجنبی مرد جب اجنبی عورت سے تنہائی میں ملتا ہے تو شیطان ان میں تیسرا ہوتا ہے یعنی فتنہ وفساد میں مبتلا کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتا ہے اور اسی سے معاشرے میں بہت سے فتنے جنم لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو شیطان اور حبائل الشیطان سے محفوظ رکھے۔ آمین

[67]..... بَاب فِي أَشَدِّ النَّاسِ بَلَاءً

سب سے سخت مصیبت میں مبتلا لوگوں کا بیان

2818۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً قَالَ:((الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ صَلَابَةٌ زِيدَ صَلَابَةً وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ خُفِّفَ عَنْهُ وَلَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَمْشِيَ عَلَى الْأَرْضِ مَا لَهُ خَطِيئَةٌ)).

(ترجمہ) سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کن لوگوں کا امتحان سخت ہوتا ہے؟ (ان پر آفت ومصیبت زیادہ آتی ہے) فرمایا: پیغمبروں پر پھر ان پر جو مرتبے میں ان کے بعد افضل ہیں پھر جو ان کے بعد افضل ہیں اور آدمی پر اس کے دین کے موافق بلا آتی ہے اگر وہ اپنے دین میں قوی اور سخت ہوتا ہے تو اس کی مصیبت بھی شدید وسخت ہوتی ہے اور اگر اس کے دل میں نرمی اور کمی ہوتی ہے تو مصیبت میں اس پر کمی رہتی ہے اور بندے پر اسی انداز میں (دکھ بیماری افلاس رنج کی

)مصیبت پڑتی رہتی ہے جہاں تک کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور کوئی گناہ اس پر نہیں رہتا۔

توضیح: ......یعنی آفات ومصیبتوں پر صبر وشکر کے نتیجہ میں اس کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور وہ آلام ومصائب اس کا کفارہ ہوجاتے ہیں معلوم ہوا کہ اچھے نیک وصالح اللہ کے بندے اکثر مصیبت سختی وتکلیف میں مبتلا رہتے ہیں اوران کو اللہ کا غضب یا ناراضگی نہ سمجھنا چاہیے بلکہ یہ آلام ومصائب تو گناہوں اور خطاؤں کا کفارہ ہیں لہٰذا مومن کو مطمئن ومسرور راضی برضائے الٰہی رہ کر صبر وشکر سے کام لینا چاہیے ایک اور حدیث ہے اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے مصائب وامراض میں مبتلا کردیتا ہے: بخاری (٥٦٤٥)

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن اور دوسری سند سے حدیث صحیح ہے دیکھئے: ترمذی (٢٣٩٨) ابن ماجه (٤٠٢٣) ابویعلی (٨٣٠) طیالسی ٤٤/٢ (٢٠٩١) مشکل الآثار ٦١/٢ شعب الإیمان (٩٧٧٥)۔

تشریح: ......یہ مومن کے لئے بڑی بشارت وخوش خبری ہے کہ دنیا میں مصیبت وپریشانی ڈال کر اللہ تعالیٰ اس کو بالکل پاک وصاف کردیتا ہے اور اس حالت میں وہ اللہ سے جاملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مصیبت وپریشانی میں ہمیں صبر وشکر کی توفیق بخشے آمین۔

[68]..... بَاب فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لَا تُطْرُونِي
نبی کریم ﷺ کا فرمان: مجھے میرے مرتبے سے نہ بڑھاؤ

2819- أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا تُطْرِي النَّصَارَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ وَلَكِنْ قُولُوا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ)).

(ترجمہ) عمر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے میرے مرتبے سے زیادہ نہ بڑھاؤ جیسے عیسیٰ ابن مریم کو نصاریٰ نے ان کے مرتبے سے زیادہ بڑھادیا ہے بلکہ (میرے متعلق یہی) کہا کرو کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے۔ بخاری (٣٤٤٥) ابویعلی (١٥٣) ابن حبان (٤١٣) الحمیدی (٢٧)

تشریح: ......اطراء لغت میں مدح کرتے ہوئے حد سے زیادہ بڑھ جانے کو کہتے ہیں۔

پیغمبر اسلام نے سختی سے منع فرمایا اور بتایا کہ میرا رتبہ اتنا ہی رکھنا جتنا مجھے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے کہ میں اس کا بندہ ہوں اور رسول بھی بس اس سے زیادہ مجھے نہ بڑھانا نہ میری مدح سرائی میں اس حد سے آگے بڑھنا اللہ کے بندے، رسول، اللہ کے حبیب، اللہ کے خلیل، اشرف الانبیاء والمرسلین آپ کی تعریف کی یہ ہی حد ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں متعدد جگہ پر آپ کو اپنا بندہ قرار دیا ﴿لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ﴾ (الجن: ١٩/٢٩) ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ﴾ (الاسراء: ١/١٥)

اور آپ ﷺ اس سے نہایت درجہ خوش تھے۔لیکن آج کے دور میں نعت خوانی میں لوگ اتنے زیادہ آگے بڑھ جاتے ہیں کہ شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں بلکہ بعض تو نصاری سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں انہوں نے اپنے نبی کو اللہ کا بیٹا بنا دیا آج کا نام نہاد مسلمان کہتا ہے۔

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہوکر
اتر پڑا ہے زمیں پر مصطفی ہوکر

((نعوذ باللہ من ذلك)) یہ شرک نہیں تو اور کیا ہے؟ اسی سے ہمارے نبی ﷺ نے روکا تھا۔

خواجہ الطاف حسین (رحمہ اللہ) نے ان تعلیمات کو بڑے دلکش انداز میں ذکر کیا ہے سنئے۔

تم اوروں کی مانند دھوکہ نہ کھانا
کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
مری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا
بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا

☆☆☆☆

سب انسان ہیں واں جس طرح سرفگندہ
اسی طرح ہوں میں بھی اک اس کا بندہ

☆☆☆☆

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم
نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم

☆☆☆☆

مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ ہوں اس کا اور ایلچی بھی

[69]..... بَاب إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ

اللہ کے پاس سو درجہ رحمت ہے

2820- حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُولُ:((جَعَلَ اللَّهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ وَأَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جُزْئًا وَاحِدًا فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ حَتّٰى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَهُ)) .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: بیشک اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے کئے، ناوے حصے اپنے پاس رکھے اور ایک حصہ زمین پر اتارا، پس اسی جزء سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہاں تک کہ گھوڑی اپنے کھر (سم) اپنے بچے سے اٹھالیتی ہے اس خوف سے کہ بچے کو نہ لگ جائے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: (٦٠٠٠، ٦٤٦٩) مسلم (٢٧٥٢) ابن ماجه (٤٢٩٣) ابویعلی (٣٦٧٢) ابن حبان (٦١٤٧)۔

تشریح: ......ابن حبان میں ہے اسی ایک حصہ رحمت سے انسان، حیوان، درندے، حشرات ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اسی رحمت کے باعث نافرمانیوں اور فتنہ وفساد کے باوجود گنہگاروں کو ہر قسم کے دنیاوی لوازمات سے نوازتا ہے اور قیامت کے دن بھی رحم فرمائے گا اور تھوڑے دن عذاب میں مبتلا رکھ کر جس کے دل میں ادنیٰ سا ایمان بھی ہوگا اس کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل فرمائے گا۔

ماں باپ، انسان اور حیوان کی اپنے بچوں کے ساتھ رحمت وشفقت معلوم ومحسوس چیز ہے جو چڑیا اور بندر تک میں دیکھنے کو ملتی ہے یہاں گھوڑی کا اپنے بچہ پر اس درجہ رحم کرنا قدرت کا ایک کرشمہ ہے، لیکن انسانوں میں کتنے ایسے سنگدل ہوتے ہیں کہ مطلق رحم کرنا نہیں جانتے۔ اللہ انہیں ہدایت دے اور وہ جانوروں سے سبق لیں خلق خدا پر رحم کریں نیز مومن بندے کو امید وخوف کی منزل میں رہنا چاہیے۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر   خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

[70]..... بَاب مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ
جو شخص ایک نیکی کرنے کا ارادہ کرے

2821۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا الْجَعْدُ أَبُو عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيَّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :((إِنَّ رَبَّكُمْ رَحِيمٌ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ عَشْرًا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ وَاحِدَةً أَوْ يَمْحُوهَا وَلَا يَهْلِكُ عَلَى اللَّهِ إِلَّا هَالِكٌ)) .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا جو آپ اپنے رب عزوجل سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا رب بہت رحم والا ہے، پس جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا، لیکن اس پر عمل نہ کر سکا تب بھی اس کے لئے

ایک مکمل نیکی لکھی جاتی ہے اور اگر اس نے ارادے کے بعد عمل بھی کر لیا تو اس کے لئے (ایک کے بدلے) دس گنے سے سات سو گنے تک اس سے بھی زیادہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور جس نے برائی کا ارادہ کیا اور عمل نہیں کیا تب بھی اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر اس نے ارادے کے بعد عمل بھی کر لیا تو صرف ایک برائی لکھی جائے گی، اللہ تعالیٰ اسے بھی مٹا دے گا اور اللہ کے پاس کوئی ہلاک و برباد نہ ہوگا سوائے اس کے جو خود ہلاکت میں پڑ جائے (یعنی جس کی قسمت میں ہی ہلاکت و بربادی ہو صرف وہی ہلاک ہوگا)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (٦٤٩١) مسلم (١٣١) احمد (٢٧٩/١) طبرانی (١٢/ ١٦١) (١٢٧٦٠)۔

تشریح: ......اس حدیث میں اللہ کی رحمت و بندوں سے محبت کا ذکر ہے اگر نیکی کا ارادہ کر لیا اور عمل نہیں کیا تب بھی ایک نیکی کا ثواب مل گیا اور اگر عمل بھی کر لیا تو خلوص وللّٰہیت، محبت و چاہت کے مطابق دس سے سات سو گنے یا اس سے بھی زیادہ نیکیاں کرنے کا ثواب ہی ثواب سبحان اللہ کیا شان رحمت ہے پھر یہی نہیں اگر برائی کا ارادہ کرے پھر برائی کا کام نہ کرے تب بھی ایک نیکی کا ثواب، بعض علماء نے کہا ہے کہ برائی کے ارادے سے مراد یہ ہے کہ دل دماغ میں برائی کرنے کی بات آئے اور نکل جائے اس کا مصمم ارادہ نہ کرے، نہ دل میں بری بات گھر کرے تب اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا لیکن اگر ذہن میں بٹھائے رکھے اس کی پلاننگ کرے پھر کسی خارجی سبب سے گناہ نہ کر پائے تو اس کا گناہ ضرور لکھا جائے گا۔ واللہ اعلم وعلمہ أتم

[71]..... بَاب الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ

آدمی جس سے محبت کرے اسی کے ساتھ ہوگا

2822۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَعْمَلَ مِثْلَ عَمَلِهِمْ قَالَ: ((أَنْتَ يَا أَبَا ذَرٍّ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)) قُلْتُ فَإِنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)).

(ترجمہ) ابوذر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک شخص کسی قوم سے محبت کرتا ہے لیکن ان کے جیسا عمل نہیں کر سکتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر: تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے محبت کی ہے، میں نے پھر عرض کیا میں تو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں؟ فرمایا: تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے محبت کی ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابوداود (٥١٢٦) ابن حبان (٥٥٦) موارد الظمآن (٢٥٠٦) وله شاهد عند البخاری (٦١٦٨) ومسلم (٢٦٤٠) وترمذی (٢٣٨٥) وابی یعلی (٢٧٥٨) عن ابن مسعود وانس وصفوان بن عسال (رضی اللہ عنہم) بلفظ: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ"، یعنی آدمی جس سے محبت کرے اسی کے ساتھ ہوگا۔

تشریح: ......اللہ تعالیٰ سے محبت اساس اور اصل ہے نبی اور صحابہ و تابعین وائمہ وفقہاء اور نیک لوگوں کی محبت اسی محبت

الٰہی کے تابع ہیں آدمی اگر ان سے محبت رکھے تو انہیں کے ساتھ آخرت وقیامت کے دن ہوگا اور اگر اشرار وشیاطین وفتنہ وفساد برپا کرنے والوں عاصی وگنہگار، گانے بجانے والے ہیروز سے اگر کوئی لگاؤ رکھے گا اور امور دینیہ سے غفلت برتے گا تو قیامت میں اس کا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی صحبت اوران کی محبت ہمیں نصیب فرمائے۔آمین۔

[72]..... بَاب إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

اللہ تعالیٰ سے قربت کی فضیلت

2823- أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ مَعْدِي كَرِبَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ قَالَ يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ فِيكَ ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ إِنْ تَلْقَانِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا لَقِيتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً بَعْدَ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي شَيْئًا ، ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ إِنْ تُذْنِبْ حَتّٰى يَبْلُغَ ذَنْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ تَسْتَغْفِرُنِي أَغْفِرُ لَكَ وَلَا أُبَالِي)).

(ترجمہ)ابوذر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے انسان جب تک تو مجھ کو پکارتا رہے گا اور مجھ سے (اچھی) امید رکھے گا تو میں تیرے اس سے پہلے کی گناہ معاف کردوں گا۔اے انسان! اگر تو زمین بھر گناہ لے کر میرے پاس آیا تو میں بھی تجھ سے زمین بھر بخشش کے ساتھ ملاقات کروں گا بشرطیکہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا، اے آدم کے بیٹے! اگر تو اتنے گناہ کرے کہ تیرے گناہ آسمان کی بلندی کو چھونے لگیں پھر تو مجھ سے مغفرت وبخشش طلب کرے تب بھی میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کچھ پرواہ نہ ہوگی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے اور یہ حدیث قدسی ہے دیکھئے ترمذی (٣٥٣٤) احمد (٥/ ١٦٧، ١٧٢)، وبعض منه فی مسلم۔

تشریح: ......طاعات ونیکیوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب کوئی حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ بھی رحمت ومحبت بخشش ومغفرت کے ساتھ اس سے قریب ہوجاتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل وکرم ہے اور ڈھیر سارے گناہوں کے باوجود اگر انسان سچے دل سے توبہ استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ نہ صرف اس کے گناہ معاف فرمادیتا ہے بلکہ اس کے لئے یہ خوشخبری ہے: ((التائب من الذنب كمن لا ذنب له)) لیکن اس کا مطلب یہ نہیں انسان گناہوں کو اپنا شیوہ بنالے کیونکہ ایسا شخص توبہ اور انابہ الی اللہ کی توفیق سے محروم رہتا ہے بلکہ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ انسان سے نادانی اور غفلت میں کتنے ہی گناہ سرزد ہوجائیں حتی کہ اس کے گناہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جائیں تو بھی اس کو اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے بلکہ خلوص دل سے توبہ کرنی چاہیے۔﴿ وَيَتُوبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ (الاحزاب: ٧٣/٢٢) ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ مومن مردوعورتوں کی توبہ قبول کرلیتا ہے اور اللہ تو بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

[73]..... بَاب فِي الْبِرِّ وَالْإِثْمِ
نیکی اور بدی کا بیان

2827۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ هُوَ ابْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الْقَاضِي عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ فَقَالَ ((الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَعْلَمَهُ النَّاسُ)).

(ترجمہ) نواس بن سمعان (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور بدی (گناہ) کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور لوگوں کا اس پر مطلع ہونا تمہیں ناگوار گذرے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں انقطاع کے سبب ضعف ہے لیکن یہ حدیث صحیح سند سے بھی مروی ہے دیکھئے: مسلم (٢٥٥٣) ابن حبان (٣٩٧) معجم الصحابہ لابن قانع (١١٣٨) المعرفة والتاريخ للفسوى (٣٣٩/٢)۔

2825۔ أَخْبَرَنَا إِسْحَقُ بْنُ عِيسَى عَنْ مَعْنِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ بِنَحْوِهِ.

(ترجمہ) اس سند سے بھی نواس بن سمعان سے مذکور بالا حدیث مروی ہے ترجمہ اور تخریج وہی ہے جو اوپر مذکور ہے۔

تشریح: ......اسلام میں حسن اخلاق کی بڑی فضیلت ہے یہاں نیکی کی تعریف میں حسن اخلاق کا ذکر کر کے بڑے بلیغ انداز میں اچھے کاموں کی تعلیم دی گئی ہے اور خندہ پیشانی و مسکراہٹ بھرے چہرے سے ملنا لوگوں کو تکلیف نہ پہنچانا بلکہ ان کو آرام و سہولت پہنچانے کی سعی کرنا لوگوں کے کام آنا اور نیکی کے کاموں میں تعاون کرنا، کشادہ دستی سے کام لینا اللہ اور رسول کی اطاعت و پیروی یہ سب نیکیاں اور خوبیاں ہیں جو انسان کی زندگی میں نکھار پیدا کرتی ہیں اور برائی و بدی کی تعریف میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ برائی یہ ہے کہ ایک تو انسان کے دل میں کھٹک پیدا ہو یعنی اطمینان و سرور کے بجائے قلق واضطراب اور گھبراہٹ ہو دوسرے یہ کہ کسی کا اس سے باخبر ہونا وہ پسند نہ کرے یہ برائی کی بہت جامع تعریف ہے جس میں صغیرہ کبیرہ سب گناہ آجاتے ہیں۔ اس حدیث میں اس امر پر بھی دلیل ہے کہ انسانی فطرت (اگر برے ماحول اور صحبت بد کی وجہ سے مسخ نہ ہوگئی ہو تو) انسان کی صحیح بات کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور برائیوں سے روکتی ہے (شرح ریاض الصالحین حافظ صلاح الدین حفظہ اللہ)

[74]..... بَاب فِي حُسْنِ الْخُلُقِ
حسن اخلاق کا بیان

2826۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اتَّقِ اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ)).

(ترجمہ) ابوذر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ سے ڈرو جہاں کہیں بھی ہو، اور برائی سرزد ہونے کے بعد نیکی کرو جو برائی کو مٹا دے گی، اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے ملو۔

(**تخریج**) اس حدیث کے رجال ثقات ہیں دیکھئے: ترمذی (١٩٨٨) وقال: حسن صحيح احمد (١٥٣/٥) طبرانی (١٤٥/٢٠)(٣٩٥) القضاعي (٦٥٢) شعب الايمان (٨٠٢٦)۔

فائدہ: ......اس حدیث میں تقویٰ کی تعلیم ہے اور برائی کے سرزد ہونے کے بعد بطور کفارہ نیکی کرنے کا حکم اور حسن اخلاق کی تعلیم ہے۔

2827۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہیں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے دیکھئے: ابوداود (٤٦٨٢) ترمذی (١١٦٢) ابن حبان (٤٧٩) موارد الظمان (١٩٢٦) وله شواهد عندهم عن ابی الدرداء۔

تشریح: ......اس حدیث میں ایمان اور حسن اخلاق کے درمیان تلازم کا بیان ہے یعنی جو اخلاق میں جتنا کامل ہوگا ایمان میں بھی اتنا ہی کامل ہوگا گویا کمال ایمان کے لئے حسن اخلاق میں کمال ضروری ہے ابوداود اور ترمذی میں یہ اضافہ ہے کہ تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حق میں سب سے اچھا ہو اور میں اپنے اہل کے لئے تم سب سے اچھا ہوں۔

[75]..... بَابٌ فِي الرِّفْقِ

نرمی سے کام لینے کا بیان

2828۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ يُونُسَ وَحُمَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَيْهِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ)).

(ترجمہ) عبداللہ بن مغفل (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند فرماتا ہے اور نرمی پر وہ جو کچھ عطا فرماتا ہے سختی پر عطا نہیں فرماتا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابوداود (٤٨٠٧) الادب المفرد (٤٧٢) ابن ابی شيبه (٥٣٦٣) احمد (٨٧/٤) وله شاهد۔

2829۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ

اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ)).

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (٦٠٢٤) مسلم (٢١٦٥) ابن ماجه (٣٦٨٩) ابويعلى (٤٤٢١) ابن حبان (٥٤٩) الحميدي (٢٥٠)۔

تشریح: ......نرمی، ملائمت اور رحم دلی ایسے اوصاف ہیں کہ آدمی ہر دل عزیز اور مقبول بن جاتا ہے اور عنداللہ بھی محبوب ہوتا ہے اور نرمی پر جو اجر وثواب اور عطیات ربانیہ کا نزول ہوتا ہے وہ سختی وسنگدلی پر نہیں اور جو سختی وسنگدلی اپناتا ہے وہ لوگوں کی نظر میں ناپسندیدہ اور اللہ کے نزدیک بھی ناپسندیدہ ہوتا ہے۔ البتہ دین کے معاملات میں نرمی اور مجاملت سخت ناپسندیدہ ہے۔

[76]..... بَاب فِيمَنْ ذَهَبَ بَصَرُهُ فَصَبَرَ
جس کی بینائی چلی جائے اس کا بیان

2830۔ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِرْمَانِيّ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَذْهَبْتُ حَبِيبَتِهِ فَصَبَرَ وَاحْتَسَبَ لَمْ أَرْضَ لَهُ بِثَوَابٍ دُوْنَ الْجَنَّةِ .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جس کی دو پیاریاں (آنکھیں) چھین لوں اور وہ صبر کرے اور ثواب چاہے میں اس کے لئے جنت کے سوا کسی ثواب پر راضی نہ ہوں گا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: ترمذی (٢٤٠١) وقال: حسن صحيح، ابن حبان (٢٩٣٢) وله شاهد عند البخاری (٥٦٥٣) ابويعلى (٣٧١١) وغيرهم۔

تشریح: ......صبر وشکر کا ثواب جنت ہے وہ شخص جس کی بینائی جاتی رہے پھر وہ صبر کرے ان کے لئے بشارت ہے وہ اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھیں یقیناً انہیں جنت ملے گی، سنت کے شیدائی اللہ ورسول کے مطیع وفرماں بردار مفتی عام المملکۃ سماحۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کی بیس سال کی عمر میں جب بینائی ختم ہوگئی تو کوئی جزع فزع نہیں کی صبر وشکر سے کام لیا اور خود لکھا پہلے روشنی کم ہوئی پھر بالکل جاتی رہی فالحمد للہ علی ذلک اللہ سے امید ہے یقیناً انہیں جنت میں داخل کرے گا۔

راقم حقیر و پر تقصیر سے جناب کو خصوصی محبت ولگاؤ تھا، آخری بار جب عمرے کے لئے روانہ ہوئے تو حسب عادت ناچیز نے درخواست کی کہ دعا میں یاد رکھئے گا، فرمایا اور تم بھی یاد رکھنا یہ پہلا موقع تھا جو آپ نے ناچیز سے ایسی طلب کی اللہ کی مشیت چند ہفتے بعد ہی وہ اللہ سے جا ملے اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے خصوصی اوقات میں ماں باپ کے ساتھ ان کی یاد دعا میں ذہن سے نہیں اترتی، ابھی دو ماہ قبل سماحۃ الشیخ اور فضیلۃ الشیخ محمد صالح العثیمین (رحمہما اللہ) کو خواب میں دیکھا کہ ایک دوسرے کے بال مونڈ رہے ہیں اس عجیب خواب پر حیرانی تھی ایک تعبیر دان عالم سے ذکر کیا تو بتایا کہ دونوں نجوم اللہ کی رحمت کے سایے تلے امن وامان میں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ مُحَلِّقِينَ رُؤُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ﴾ (الفتح: ٢٧/٢٦) اور نبی

کریم ﷺ نے فرمایا: ((رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِينَ رُؤُوسَهُمْ ......الخ)) ناچیز عاصی اور گنہگار ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے دعا والتجا ہے۔((أَنْ يَجْمَعَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاهُمْ فِيْ دَارِ كَرَامَتِهِ مَعَ الصِّدِّيقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ تَحْتَ لِوَاءِ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنِ)) آمین۔

[77]..... بَاب فِي الْعَدْلِ بَيْنَ الرَّعِيَّةِ

رعایا کے درمیان عدل وانصاف کا بیان

2831۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ : جَعْفَرُ بْنُ حَيَّانَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ بِحَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ بِي حَيَاةً مَا حَدَّثْتُكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) .

(ترجمہ) عبیداللہ بن زیاد معقل بن یسار (رضی اللہ عنہ) کی عیادت کے لئے اس بیماری میں آئے جس میں ان کی وفات ہوئی تو معقل (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں آپ کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ابھی میری زندگی باقی ہے تو میں بیان نہ کرتا میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: کوئی بندہ ایسا نہیں جس کو اللہ تعالیٰ رعیت کا حاکم بناتا ہے اور وہ اس حال میں مرے کہ اپنی رعایا کے حقوق میں خیانت کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ جنت کو اس پر حرام کر دے گا۔

(**تخریج**) یہ حدیث صحیح متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (۷۱۵۱) مسلم (۱۴۲) ابن حبان (۴۴۹۵)۔

تشریح: ...... معقل بن یسار جلیل القدر صحابی اصحاب الشجرہ میں سے ہیں اور عبیداللہ بن زیاد ظالم وسفاک حکمراں تھا جس کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے حاکم بنایا تھا اور معقل نے مرتے وقت یہ حدیث ان سے بیان کی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ حدیث اس حاکم کو فائدہ نہ دے گی یا ہو سکتا ہے لوگ یہ حدیث سن کر عبیداللہ کی اطاعت نہ کریں اور فتنہ برپا ہو، یا وہ انہیں ایذا پہنچائے۔ پھر انہوں نے خیال کیا کہ حدیث کا چھپانا بہتر نہیں اور نیک بات کو بتلا دینا ضروری ہے چاہے وہ مانے یا نہ مانے۔ حقوق میں خیانت کرنے سے مراد یہ ہے کہ حاکم کے لئے اپنی رعیت کے دین اور دنیا دونوں کی اصلاح ضروری ہے، پھر اگر اس نے لوگوں کا دین خراب کیا اور حدود شرعیہ کو ترک کیا یا ان کی جان اور مال پر ناحق زیادتی کی یا اور کسی قسم کی ناانصافی کی یا ان کی حق تلفی کی تو اس نے اپنے فرض منصبی میں خیانت کی اب وہ جہنمی ہوا اگر اس کو حلال جانتا تھا تو ہمیشہ کے لئے جنت سے محروم ہوا ورنہ اول وہلہ میں جب سارے دوسرے جنتی جنت میں جائیں گے وہ جنت میں جانے سے محروم رہے گا۔ (نووی) واللہ اعلم۔

[78]..... بَاب فِي الطَّاعَةِ وَلُزُومِ الْجَمَاعَةِ

امیر کی اطاعت اور لزوم جماعت کا بیان

2832۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ

أَخْبَرَنِي زُرَيْقُ بْنُ حَيَّانَ مَوْلَى بَنِي فَزَارَةَ أَنَّهُ سَمِعَ مُسْلِمَ بْنَ قَرَظَةَ الْأَشْجَعِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((خِيَارُ أَئِمَّتِكُمْ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمْ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ)). قُلْنَا أَفَلَا نُنَابِذُهُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عِنْدَ ذٰلِكَ قَالَ ((لَا مَا أَقَامُوا فِيكُمُ الصَّلَاةَ أَلَا مَنْ وُلِّيَ عَلَيْهِ وَالٍ فَرَآهُ يَأْتِي شَيْئًا مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلْيَكْرَهْ مَا يَأْتِي مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ)).
قَالَ ابْنُ جَابِرٍ فَقُلْتُ آللّٰهِ يَا أَبَا الْمِقْدَامِ أَسَمِعْتَ هَذَا مِنْ مُسْلِمِ بْنِ قَرَظَةَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَجَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ آللّٰهِ لَسَمِعْتُ هَذَا مِنْ مُسْلِمِ بْنِ قَرَظَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَمِّي عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُه.

(ترجمہ) عوف بن مالک اشجعی (رضی اللہ عنہ) نے کہا میں نے سنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بہترین حکمراں وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں، تم ان کے حق میں دعائے خیر کرو وہ تمہارے حق میں دعائے خیر کریں، اور تمہارے بدترین حکمراں وہ ہیں جن کو تم ناپسند کرو اور وہ تمہیں ناپسند کریں تم ان پر لعنت کرو، وہ تم پر لعنت کریں، ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ان کی بیعت توڑ کر ان کے خلاف بغاوت نہ کریں؟ آپ نے فرمایا: نہیں جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں، لیکن جب کوئی کسی حاکم کو گناہ کا کام کرتے دیکھے تو اس کو برا جانے اور اس کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچے۔ اس حدیث کے راوی عبدالرحمٰن بن جابر نے کہا: میں نے زریق بن حیان سے کہا اے ابوالمقدام تمہیں اللہ کی قسم کیا تم نے یہ حدیث مسلم بن قرظہ سے سنی؟ زُرَیق یہ سن کر اپنے گھٹنوں کے بل جھکے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے کہا: بے شک قسم اللہ کی میں نے یہ حدیث مسلم بن قرظہ سے سنی وہ کہتے تھے میرے چچا عوف بن مالک اشجعی کہتے تھے میں نے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: مسلم (۱۸۵۵) مثلہ، وابن حبان (۴۵۸۹) طبرانی (۱۸/۶۲) (۱۱۵) وغیرھم۔

تشریح: ......اس حدیث میں دونوں قسم کے حکمرانوں کی نشاندہی کر دی گئی ہے ایک وہ حکمراں جو عوام کے خیرخواہ اور انہیں عدل وانصاف مہیا کرنے والے ہیں یہ بہترین حکمراں ہیں عوام ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور یہ عوام کے لئے دعائیں کرتے ہیں، اور دوسرے بدترین وہ حکمراں ہیں جن کو صرف اپنے اقتدار اور مفادات سے غرض ہوتی ہے، عوام کو عدل وانصاف مہیا کرنے اور ان کی مشکلات حل کرنے سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی سب لوگ ان پر لعنت بھیجتے ہیں اور وہ عوام کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اس میں دراصل حکمرانوں کو عدل وانصاف کرنے کی ترغیب دی گئی ہے کیونکہ عنداللہ وعندالناس محبوب بننے کا یہی طریقہ ہے۔ اور ظالم حکمراں بھی جب تک کفر صریح کا ارتکاب نہ کریں اور شعائر اسلام خصوصاً نماز کی پابندی کریں ان کے

خلاف خروج بغاوت کی اجازت نہیں جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے اور صحابہ کرام نے ایسا ہی کیا، اور امیر و حاکم، عام مسلمانوں کے ساتھ جماعت کے ساتھ رہے نہ بغاوت کی نہ حکم سے سرتابی کی۔ ایک مرتبہ سماحۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کے پاس کچھ نوجوان آئے اور حکمرانوں پر بڑی نکتہ چینی کرتے رہے بلکہ بعض نے سخت لہجہ واسلوب اختیار کیا اور بغاوت پر اتر آنے کی بات کہی تو شیخ محترم (رحمہ اللہ) نے بکمال شفقت وحکمت ان سے کہا: ان میں بہت خرابیاں سہی لیکن کیا تم صریح کفر کا مرتکب کسی کو پاتے ہو؟ سب خاموش ہو گئے اور یہ فتنہ اس وقت دب گیا۔ اللہ تعالیٰ آج کے نوجوانوں کو بصیرت اور سمجھ عطا کرے۔ آمین

[79]..... بَاب فِي نَفْخِ الصُّورِ
صور پھونکنے کا بیان

2833۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَسْلَمَ الْعِجْلِيِّ عَنْ بِشْرِ بْنِ شَغَافٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الصُّورِ فَقَالَ:((قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيهِ)).

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نبی کریم ﷺ سے صور کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ ایک سنکھ ہے جس میں پھونک ماری جائے گی۔

تخریج اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابوداود (٤٧٤٢) ترمذی (٣٢٤٤) ابن حبان (٧٣١٢) موارد الظمآن (٢٥٧٠)۔

تشریح: ......قیامت کے دن صور پھونکا جائے گا جس سے سارے جان دار مر جائیں گے اور پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا جس سے سارے لوگ ابتدائے آفرینش سے قیامت تک مرنے والے سب زندہ ہو جائیں گے اور حشر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سب کا حساب وکتاب ہوگا۔ قرآن پاک میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔ ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ﴾ (الزمر: ٢٤/٦٨) ترجمہ: اور صور پھونک دیا جائے گا، پس آسمانوں اور زمینوں والے سب بے ہوش ہو کر گر جائیں گے مگر جسے اللہ چاہے، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا، جس سے وہ ایک دم کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔

[80]..... بَاب فِي شَأْنِ السَّاعَةِ وَنُزُولِ الرَّبِّ تَعَالَى
قیامت کے احوال اور رب العالمین کے نزول کا بیان

2834۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:((يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ وَيَطْوِي السَّمَوَاتِ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں

لے گا اور آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا: آج صرف میں بادشاہ ہوں دنیا کے بادشاہ (آج) کہاں ہیں؟

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (٤٨١٢) مسلم (٢٧٨٧) ابو یعلی (٥٨٥٠)

2835- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا الصَّعْقُ بْنُ حَزْنٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قِيلَ لَهُ مَا الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ قَالَ:((ذَاكَ يَوْمٌ يَنْزِلُ اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى كُرْسِيِّهِ يَئِطُّ كَمَا يَئِطُّ الرَّحْلُ الْجَدِيدُ مِنْ تَضَايُقِهِ بِهِ وَهُوَ كَسَعَةِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَيُجَاءُ بِكُمْ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا فَيَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُكْسَى إِبْرَاهِيمُ يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى اكْسُوا خَلِيلِي فَيُؤْتَى بِرَيْطَتَيْنِ بَيْضَاوَيْنِ مِنْ رِيَاطِ الْجَنَّةِ ثُمَّ أُكْسَى عَلَى إِثْرِهِ ثُمَّ أَقُومُ عَنْ يَمِينِ اللّٰهِ مَقَامًا يَغْبِطُنِي الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ)).

(ترجمہ) ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ مقام محمود سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ اپنی کرسی پر جلوہ افروز ہوگا اور وہ اس طرح آواز نکالے گی جیسے نئے کجاوے (پالان) پر بیٹھنے سے آواز ہوتی ہے یہ اس کی تنگی کی وجہ سے ہوگی حالانکہ اس کرسی کی وسعت زمین و آسمان کے درمیان جتنی ہوگی اور اس دن تم کو ننگے پیر ننگے بدن غیر مختون لایا جائے گا اور سب سے پہلے جن کو کپڑا پہنایا جائے گا وہ ابراہیم (علیہ السلام) ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے خلیل کو کپڑے پہناؤ، چنانچہ جنت کے دو باریک کپڑے لائے جائیں گے پھر ان کے بعد مجھے کپڑا پہنایا جائے گا پھر میں اللہ (جل جلالہ) کے داہنے جانب کھڑا ہو جاؤں گا اور یہی وہ مقام (محمود) ہے جس پر مجھ سے اگلے پچھلے لوگ رشک کریں گے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے عثمان بن عمیر کو امام بخاری نے منکر الحدیث کہا ہے: دیکھئے: طبرانی (٩٩/١٠) (١٠٠١٨) ابو نعیم فی الحلیہ (٢٣٩/٦) والبخاری تعلیقا فی الکبیر (١٣٧/٤) ابو الشیخ فی العظمة (٢٢٧) و الحاکم (٣٦٤/٢) وغیرھم۔

تشریح: ......اس حدیث کے طرف اول اور یجاء بکم حفاۃ عراۃ کے شواہد موجود ہیں (جیسا کہ آگے ٢٨٣٧ نمبر پر آرہا ہے) جس سے اللہ تعالیٰ کا کرسی پر بیٹھنا ثابت ہوا قرآن پاک میں بھی ہے: ﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ﴾ (البقرة: ٢٥٥/٣) اور کرسی سے بعض علماء نے عرش بعض نے موضع قدمین (جل جلالہ) مراد لیا ہے لیکن محدثین وسلف صالحین نے ان صفات باری تعالیٰ کو جس طرح وارد ہوئیں ان پر بلا تمثیل وتکیف کے ایمان کو واجب کیا ہے اس کی تاویل کرنے سے منع کیا ہے اور یہ ہی صحیح مسلک ہے اس لئے کرسی اور اس پر بیٹھنے پر ایمان رکھنا لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ایمان کی حقیقت سمجھنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

[81].....بَاب النَّظَرِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَىٰ

اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا بیان

2836۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ النَّاسَ قَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ تُمَارُونَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُونَهُ سَحَابٌ)) قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((فَهَلْ تُمَارُونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُونَهَا سَحَابٌ قَالُوا لَا قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذَٰلِكَ)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے خبر دی کہ لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھ سکیں گے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں چودہویں کا چاند دیکھنے میں جب کہ اس کے نزدیک کہیں بادل نہ ہو شبہ ہوتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہرگز نہیں یا رسول اللہ! پھر آپ نے پوچھا اور کیا تمہیں سورج کے دیکھنے میں کوئی شبہ ہوتا ہے جبکہ اس کے نزدیک کہیں بادل نہ ہو عرض کیا: نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: یقیناً تم رب العزت کو اسی طرح دیکھو گے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٨٠٦) مسلم (١٨٢) ابویعلی (٦٣٦٠) ابن حبان (٧٤٢٩) الحمیدی (١٢١٢)۔

توضیح: ......یعنی جس طرح چاند و سورج کو دیکھتے ہو اسی طرح اپنے رب کو دیکھو گے اور اس رویت میں کوئی شک وشبہ نہ ہوگا۔ اس حدیث سے رب کائنات کا قیامت کے دن دیدار ثابت ہوا جس سے اہل جنت کو جنت اور جنت کی نعمتیں دینے کے بعد مشرف کیا جائے گا۔ دیکھئے: تفسیر آیت: ﴿لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ﴾ (یونس: ٢٦/١١)

[82]..... بَاب فِي صِفَةِ الْحَشْرِ

حشر کی کیفیت کا بیان

2837۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ [الأنبياء: ١٠٤].

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: لوگو! بیشک تم حشر میں ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بن ختنہ اٹھائے جاؤ گے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿كما بدأنا ....﴾ (الأنبياء: ١٠٤/١٧)

ترجمہ: جیسا کہ ہم نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا ہم ایسے ہی لوٹائیں گے (یعنی دوبارہ اٹھائیں گے) یہ ہماری طرف سے ایک وعدہ ہے جس کو ہم پورا کر کے رہیں گے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (۳۳۴۹) مسلم (۲۸٦۰) ترمذی (۳۱٦۷) نسائی (۲۰۸۱) ابویعلی (۲۳۹٦) ابن حبان (۷۳۱۷) الحمیدی (۴۸۹)۔

تشریح: ......اس حدیث میں حشر کا ثبوت اور جیسے انسان پیدا ہوئے ویسے ہی اٹھائے جانے اور قیامت کے دن کی ہولنا کی کا ذکر ہے مسلم شریف کی روایت ہے ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے دریافت کیا: یا رسول اللہ ایسی برہنہ حالت میں عورت مرد ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہونگے؟ فرمایا: اے عائشہ: اس وقت کا معاملہ بڑا ہولناک ہے اس لئے وہاں کسی کو کسی کی طرف دیکھنے کی فرصت کہاں ہوگی؟ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی ہولنا کی وشدت میں ہمیں اپنی رحمت کے سایہ تلے جگہ دے۔ آمین

[83]..... بَاب فِي سُجُودِ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
قیامت کے دن صرف ایمان والوں کے سجدہ کرنے کا بیان

2838۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْبَزَّازُ عَنْ يُونُسَ بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ إِسْحٰقَ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْعِبَادَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ نَادَى مُنَادٍ لِيَلْحَقْ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ فَيَلْحَقُ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ وَيَبْقَى النَّاسُ عَلَى حَالِهِمْ فَيَأْتِيهِمْ فَيَقُولُ مَا بَالُ النَّاسِ ذَهَبُوا وَأَنْتُمْ هَا هُنَا فَيَقُولُونَ نَنْتَظِرُ إِلٰهَنَا فَيَقُولُ هَلْ تَعْرِفُونَهُ فَيَقُولُونَ إِذَا تَعَرَّفَ إِلَيْنَا عَرَفْنَاهُ فَيَكْشِفُ لَهُمْ عَنْ سَاقِهِ فَيَقَعُونَ سُجُودًا فَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ﴾ يَبْقَى كُلُّ مُنَافِقٍ فَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْجُدَ ثُمَّ يَقُودُهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا آپ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ بندوں کو جب ایک سرزمین پر جمع کرے گا تو ایک پکارنے والا پکارے گا: ہر قوم جس کی عبادت کرتی تھی اسی کے پیچھے لگ جائے، چنانچہ لوگ جس کی پوجا کرتے تھے (دنیا میں) اس کے پیچھے لگ جائیں گے، اور کچھ لوگ اسی حال میں باقی رہ جائیں گے (یعنی کسی کے پیچھے نہیں جائیں گے) اس وقت اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا: کیا بات ہے اور سب لوگ چلے گئے اور تم یہیں پر ہو؟ وہ کہیں گے ہم اپنے معبود کا انتظار کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم اس کو پہنچانتے ہو؟ وہ کہیں گے اگر تم ہمیں پہچان بتاؤ تو اپنے رب کو پہچان لیں گے، اس وقت اللہ تعالیٰ ان کے لئے اپنی پنڈلی کھولے گا اور وہ سجدے میں گر پڑیں گے یہی بات اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمائی ہے: ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾ (القلم: ۴۲/۲۹) (ترجمہ) جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور سجدے کے لئے بلائے جائیں گے تو سجدہ نہ کرسکیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر منافق کھڑا رہ جائے گا اور سجدہ نہ کرسکے گا پھر مومنین کو جنت کی طرف روانہ کر دیا جائے گا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (۷۴۳۷،٦۵۷۳) مسلم (۱۸۲) ترمذی (۲۵۵۷) ابویعلی

(٦٣٦٠) ابن حبان (٧٤٢٩) الحميدى (١٢١٢) ۔

تشــریح: ......اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کا کلام فرمانا ثابت ہوتا ہے، حشر وجمع رؤیت ودیدار الٰہی پنڈلی کا ثبوت اور صرف ایمان والوں کا سجدہ کرنا ثابت ہوا بخاری شریف میں بہت صراحت سے ہے کہ منافقین سجدہ نہ کرسکیں گے اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت دونوں جہاں میں صرف اپنے لئے سجدے کی ہمیں توفیق بخشے۔آمین پنڈلی کا ہونا اور کھولا جانا اس پر ایمان لازم ہے اوراس کی تاویل وتمثیل جائز نہیں نہ اس سلسلے میں غور وخوض کرنا چاہیے۔

[84]..... بَاب فِي الشَّفَاعَةِ

شفاعت کا بیان

2839۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا دُخَيْنٌ الْحَجْرِيُّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فَقَضَى بَيْنَهُمْ وَفَرَغَ مِنَ الْقَضَاءِ قَالَ الْمُؤْمِنُونَ قَدْ قَضَى بَيْنَنَا رَبُّنَا فَمَنْ يَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّنَا فَيَقُولُونَ انْطَلِقُوا إِلَى آدَمَ فَإِنَّ اللّٰهَ خَلَقَهُ بِيَدِهِ وَكَلَّمَهُ فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُونَ قُمْ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا فَيَقُولُ آدَمُ عَلَيْكُمْ بِنُوحٍ فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَدُلُّهُمْ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَدُلُّهُمْ عَلَى مُوسَى فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَدُلُّهُمْ عَلَى عِيسَى فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ أَدُلُّكُمْ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ قَالَ فَيَأْتُونِي فَيَأْذَنُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِي أَنْ أَقُومَ إِلَيْهِ فَيَثُورُ مَجْلِسِي أَطْيَبَ رِيحٍ شَمَّهَا أَحَدٌ قَطُّ حَتَّى آتِيَ رَبِّي فَيُشَفِّعُنِي وَيَجْعَلَ لِي نُورًا مِنْ شَعْرِ رَأْسِي إِلَى ظُفُرِ قَدَمِي فَيَقُولُ الْكَافِرُونَ عِنْدَ ذٰلِكَ لِإِبْلِيسَ قَدْ وَجَدَ الْمُؤْمِنُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَهُمْ فَقُمْ أَنْتَ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّكَ أَنْتَ أَضْلَلْتَنَا قَالَ فَيَقُومُ فَيَثُورُ مَجْلِسُهُ أَنْتَنَ رِيحٍ شَمَّهَا أَحَدٌ قَطُّ ثُمَّ يَعْظُمُ نَحِيبُهُمْ فَيَقُولُ عِنْدَ ذٰلِكَ ﴿وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ ۔

(ترجمہ) عقبہ بن عامر جہنی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: جب اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اگلے پچھلے تمام لوگوں کو جمع کر کے ان کے درمیان فیصلے کرے گا اور فیصلوں سے فارغ ہوگا تو ایمان والے لوگ کہیں گے ہمارے درمیان ہمارے رب سے ہماری شفارس کون کرے گا؟ چلو آدم (علیہ السلام) کے پاس چلتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے ہاتھ سے تخلیق کیا اوران سے کلام بھی کیا، چنانچہ وہ آدم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اورعرض کریں گے ہمارے رب سے ہماری شفاعت کیجئے، آدم (علیہ السلام) کہیں گے: تم نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ، وہ نوح (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے وہ ان کی ابراہیم (علیہ السلام) کی طرف رہنمائی کریں گے لوگ ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے تو وہ انہیں موسی (علیہ السلام) کی طرف رہنمائی کریں گے لوگ ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے تو وہ انہیں عیسی (علیہ السلام) کے پاس بھیج دیں گے وہ لوگ عیسی (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے میں تمہیں نبی امی کا پتہ دیتا ہوں رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: لوگ میرے پاس آئیں گے اللہ تعالی مجھے اپنے پاس کھڑے ہونے کی اجازت دے گا تو (میرے کھڑے ہونے پر) میری جگہ سے ایسی اچھی خوشبو پھوٹ پڑے گی جو (شاید ہی پہلے) کسی نے سونگھی ہو میں اپنے رب کے پاس پہنچوں گا اور وہ میری شفاعت قبول کرے گا اور میرے اندر سر کے بالوں سے پیروں کے ناخونوں تک نور (ہی نور) بھر دے گا، اس وقت کافر ابلیس سے کہیں گے ایمان والوں کو تو ایسی شخصیت مل گئی جو ان کے لئے سفارش کرے، تو بھی اٹھ اور ہمارے لئے اپنے رب کے پاس سفارش کر کیونکہ تو نے ہی ہم کو گمراہ کیا تھا آپ نے فرمایا: چنانچہ وہ کھڑا ہوگا اور اس کی جگہ سے اتنی زیادہ بدبو چھوٹے گی جو شاید ہی کسی نے پہلے سونگھی ہو، پھر اس کو جہنم کی طرف ہنکا دیا جائے گا اس وقت شیطان کہے گا: ﴿وَقَالَ الشَّيْطَانُ .....﴾ (ابراهيم: ۲۲/۱۳)

ترجمہ: جب فیصلہ ہو جائے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ تعالی نے تو تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا ، میرا تم پر کوئی دباؤ تو تھا نہیں، ہاں میں نے تمہیں پکارا اور تم نے میری بات مان لی، پس تم مجھے الزام نہ لگاؤ بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو نہ میں تمہارا فریاد رس ہو نہ تم فریاد رسی کر سکتے ہو (یعنی نہ میں تمہاری سفارش کر سکتا ہوں اور نہ تم میری سفارش کر کے جہنم سے مجھے نجات دلا سکتے ہو)......الخ

توضیح: ......اس روایت میں ثُمَّ يُعْظِمَ لِجَهَمَ کا لفظ ہے بعض سنن دارمی کے نسخوں میں یعظم نحیبهم ہے یعنی ان کا رونا پیٹنا بڑھ جائے گا، بعض میں یومهم بعض میں یومنهم اور بعض جگہ یوردهم کا لفظ آیا ہے مفہوم سب کا وہی ہے جو اوپر تحریر کیا گیا بلکہ یعطه عربی لغت میں مستعمل نہیں ہاں لغت میں اعتطه الرجل آیا ہے یعنی جب ہلاکت و بربادی میں پڑ جائے تو یہ لفظ اعتظم کا استعمال ہوتا ہے۔

(**تخریج**) عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم کی وجہ سے اس حدیث کی سند ضعیف ہے تخریج کے لئے دیکھئے: طبرانی (۳۲۰/۱۷) (۸۸۷) نعيم بن حماد فى زوائده على زهد ابن المبارك (۳۷٤) وابن كثير والسيوطى فى تفسير آية المذكوره (ابراهيم ۲۲/۱۳) لیکن حدیث شفاعۃ معروف ومشہور صحیح اسانید سے مروی ہے اور کچھ مزید تفصیل کے ساتھ موجود ہے دیکھئے بخاری: (۷۵۱۰) مسلم (۱۹۳) وغیرهما: اس حدیث میں شفاعت کا وقت اور شیطان کا اپنے پیروکاروں سے مکالمے کا وقت محل نظر ہے۔

تشریح: ......اس حدیث شریف سے بہت سارے مسائل معلوم ہوئے: میدان حشر میں جمع ہونا اللہ تعالی کا فیصلے کرنا، نبی کریم ﷺ کی عظمت و سرخروئی جہاں سارے انبیاء ورسل شفاعت سے گریز کریں گے آپ کو اللہ تعالی شفاعت کی اجازت عطا کرے گا ﴿مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ﴾ رسول اللہ ﷺ صرف مومنین کے لئے شفارش کریں گے یا پھر جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا اس کے لئے شفارش کریں گے اور یہ شفاعت جہنمیوں کے جہنم رسید ہونے کے بعد ہوگی سر سے پیر تک نور سے بھر دینے سے ان لوگوں پر رد ہوتا ہے جو آپ ﷺ کو نور کہتے ہیں کیونکہ نور کے اندر نور بھرنا کوئی

معنی نہیں رکھتا ہے۔اس حدیث میں شیطان لعین کی اپنے پیروکاروں سے معذرت اور اللہ کے سامنے شفارس سے عاجز ہونے کا مکالمہ وتصدیق ہے جو قرآن پاک میں مذکور ہے۔اس حدیث سے بھی اللہ تعالی کے کلام کرنے کی تصدیق ہوتی ہے جس کا بعض فرقے انکار کرتے ہیں۔اللہ تعالی ہمیں ایمان کامل اور شفاعت سید الکونین نصیب فرمائے۔آمین یارب العالمین۔

[85]..... بَاب إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةً

ہر نبی کو ایک دعا کا حق تھا

2840- أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ وَأُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

(ترجمہ) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے لئے ایک دعا ہوتی ہے، میرا ارادہ ہے کہ اگر اللہ تعالی چاہے تو میں اپنی دعا کو چھپا رکھوں قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (٦٣٠٤) مسلم (١٩٨) ابن حبان (٦٤٦١)

2841- حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَنْبَأَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ ابْنِ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ مِثْلَ ذَلِكَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

(ترجمہ) اس سند سے بھی ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مثل سابق مروی ہے ترجمہ وتخریج اوپر گذر چکی ہے۔

تشریح: ......ان دونوں حدیثوں سے پیغمبر اسلام محمد ﷺ کی اپنی امت سے رحمت وشفقت اور محبت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ رب العالمین کی طرف سے ایک دعا کا اختیار ملا جو شرف قبولیت حاصل کر چکی ہے اور آپ کو اس کا علم بھی ہے لیکن نہ اپنی ذات کے لئے نہ اپنے اہل وعیال کے لئے کچھ مانگتے ہیں بلکہ اس دعا کا حق بھی امت کے حق میں محفوظ رکھ لیتے ہیں فداہ ابی وامی اللہ تعالی ہمیں آپ کی شفاعت حاصل کرنے کا اہل بنائے۔(آمین)

[85]..... بَاب يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ أُمَّتِي بِغَيْرِ حِسَابٍ

میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے

2842- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ أُمَّتِي بِغَيْرِ حِسَابٍ)). فَقَالَ عُكَّاشَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا فَقَالَ آخَرُ ادْعُ اللَّهَ لِي فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ.

(ترجمہ) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے، عکاشہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا یا رسول اللہ! دعا کر دیجئے اللہ تعالی مجھے ان لوگوں میں سے کر دے، آپ نے

دعا فرمادی، ایک دوسرے شخص نے کہا: میرے لئے بھی دعا فرمادیجئے، آپ نے فرمایا: عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٥٨١١) مسلم (٢١٦) ابن حبان (٧٢٤٤) ابویعلی (٢٨٤٢) وابوعوانہ (١/١٤٠)۔

تشریح: ......دوسرے دعا کی درخواست کرنے والے صحابی سعد بن عبادہ تھے انہوں نے دعا کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے عکاشہ کی دعا قبول ہو چکی مطلب یہ تھا کہ دعا کی قبولیت کی گھڑی نکل چکی یہ کامیابی وسعادت عکاشہ کی قسمت میں تھی جوان کو حاصل ہوگئی ایسا کہنے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یقیناً آپ کو خبر ملی ہوگی۔

[86]..... بَاب فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا

میری امت کے ایک آدمی کی شفاعت سے ستر ہزار جنت میں جائیں گے

2843- أَخْبَرَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْجَدْعَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَكْثَرُ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ)) قَالُوا سِوَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((سِوَايَ)).

(ترجمہ) عبداللہ بن ابی الجدعاء نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: میری امت کے ایک آدمی کی شفاعت سے بنوتمیم سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے، لوگوں نے عرض کیا آپ کے علاوہ یا رسول اللہ! فرمایا: ہاں میرے علاوہ۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: مسند ابی یعلی (٦٨٦٦) ابن حبان (٧٣٧٦) موارد الظمان (٢٥٩٨) معجم الصحابہ (٥٣٠)۔

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ بھی آپ کی امت کے کتنے خوش نصیبوں کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفاعت کی اجازت ہوگی اور ان کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

[88]..... بَاب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ

فرمان الٰہی ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ﴾ کا بیان

2844- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَنْبَأَنَا خَالِدٌ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ أَيْنَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ((عَلَى الصِّرَاطِ)).

(ترجمہ) مسروق (رحمہ اللہ) نے کہا: میں نے ام المؤمنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا آپ کا اللہ کے (اس) فرمان ﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ

الأَرْضُ....﴾ (ابراهيم: ۱۳/ ٤٨) کے بارے میں کیا خیال ہے لوگ اس دن کہاں ہوں گے۔ ترجمہ: جس دن زمین اس زمین کے سوا بدل دی جائے گی اور آسمان بھی اور سب کے سب اللہ واحد وقہار (ایک وزبردست غلبہ والے) کے روبرو ہوں گے عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا: (اس وقت لوگ) پل صراط پر ہوں گے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: مسلم (۲۷۹۱) ترمذی (۳۱۲۱) ابن ماجه (٤٢٧٩) ابن حبان (۷۳۸۰) الحمیدی (۲۷٦)۔

تشریح: ......امام شوکانی رحمہ اللہ نے فرمایا اس آیت شریفہ میں تبدیل ارض سے مراد دو احتمال ہیں ایک یہ کہ یہ تبدیلی صفات کے لحاظ سے واقع ہو یعنی یہ آسمان وزمین اپنی صفات کے اعتبار سے بدل جائیں گے، دوسرے یہ کہ ذاتی طور پر یہ تبدیلی آئے گی نہ یہ زمین رہے گی نہ یہ آسمان، زمین بھی کوئی اور ہوگی اور آسمان بھی کوئی اور حدیث میں ہے قیامت کے دن لوگ سفید بھوری زمین پر اکھٹے ہونگے جو میدہ کی روٹی کی طرح ہوگی۔ واللہ اعلم۔

[89]..... بَاب فِي وُرُودِ النَّارِ
جہنم سے گذرنے کا بیان

2845۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ سَأَلْتُ مُرَّةَ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ فَحَدَّثَنِي أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ يَصْدُرُونَ عَنْهَا بِأَعْمَالِهِمْ فَأَوَّلُهُمْ كَلَمْحِ الْبَرْقِ ثُمَّ كَالرِّيحِ ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ ثُمَّ كَالرَّاكِبِ فِي رَحْلِهِ ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجُلِ ثُمَّ كَمَشْيِهِ)).

(ترجمہ) سدی (رحمہ اللہ) نے کہا میں نے مرہ (ہمدانی) سے اس آیت: ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ....﴾ (مریم: ١٦/ ٧١) کا مطلب پوچھا: (یعنی: تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو دوزخ پر وارد نہ ہو) مرہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے ان سے حدیث بیان کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب لوگ جہنم پر وارد ہوں گے پھر اس سے اپنے اعمال کے موافق نکلیں گے، سو پہلا فرد تو وہ ایسے نکلے گا جیسے بجلی چمکتی ہے پھر دوسرا ہوا کی طرح اور تیسرا تیز گھوڑے کے دوڑنے کی طرح چوتھا اونٹ پر سوار کی طرح اور پانچواں جیسے آدمی دوڑتا ہے، چھٹا جیسے آدمی چلتا ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے سدی کا نام اسماعیل بن عبدالرحمٰن اور مرة: ابن شراحیل ہیں تخریج دیکھئے ترمذی (۳۱۵۹) ابن حبان (۷۳۸۰) الحمیدی (۲۷٦)۔

تشریح: ......اس دن پل صراط کو جہنم کی پیٹھ پر رکھا جائے گا جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے کہیں زیادہ دھار والا ہوگا اور لوگ اپنے اعمال کے بقدر رفتار سے اس پر سے گذریں گے چنانچہ کچھ بجلی کی مانند جھٹ سے گذر جائیں گے اور کچھ لوگ

گھسٹ گھسٹ کر نکلیں گے اس حدیث سے پل صراط کا ثبوت ملا اور یہ کہ ہر ایک کو اس سے گذرنا ہے اچھے لوگ اپنے اعمال کی بدولت اللہ کے رحم وکرم سے اس سے بآسانی گذر جائیں گے اور برے لوگ جہنم کے آنکڑوں میں الجھ کر دوزخ رسید ہوں گے۔(اعاذنا اللہ منه)

[90]..... بَاب فِي ذَبْحِ الْمَوْتِ

موت کے ذبح کئے جانے کا بیان

2846۔ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((يُؤْتَى بِالْمَوْتِ بِكَبْشٍ أَغْبَرَ فَيُوقَفُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقَالُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ وَيُقَالُ يَا أَهْلَ النَّارِ فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ وَيَرَوْنَ أَنْ قَدْ جَاءَ الْفَرَجُ فَيُذْبَحُ وَيُقَالُ خُلُودٌ لَا مَوْتَ)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن موت کو خاکی رنگ کے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور جنت وجہنم کے درمیان اسے کھڑا کر دیا جائے گا، پھر پکارا جائے گا اے جنت والو! تو وہ اونچی گردن کر کے دیکھنے لگیں گے، پھر کہا جائے گا: اے جہنم کے مکینو! چنانچہ وہ بھی گردنیں اونچی کر کے دیکھیں گے اور سمجھیں گے کہ اب چھٹکارے کا وقت آ گیا اس وقت (اس مینڈھے یعنی موت) کو ذبح کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا اب ہمیشہ زندہ رہنا ہے موت نہیں آئے گی۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن ہے لیکن حدیث کی اصل صحیحین میں موجود ہے دیکھئے: بخاری (٦٥٤٨) مسلم (٢٨٥٠) اور وہاں یہ اضافہ بھی ہے کہ موت کو ذبح کر دیئے جانے کے بعد جنتی لوگوں کی خوشی ومسرت میں اور اضافہ ہوگا اور جہنمیوں کے حزن وملال میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ مذکورہ حدیث کے حوالہ کے لئے دیکھئے: ابویعلی (١١٧٥) ابن حبان (٧٤٥٠) الموارد (٢٦١٥)۔

تشریح: ......موت کا مینڈھے کی صورت میں لایا جانا اور اس کا ذبح کیا جانا اس حدیث سے ثابت ہوا جس پر ایمان واجب ہے اور اسی لئے قرآن پاک میں کہا گیا: ﴿وَإِنَّ الدَّارَ الْأَخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ﴾ (عنکبوت: ٦٤/٢١) نیز اہل جنت وجہنم میں جانے والوں کے لئے جگہ جگہ خالدین فیہا آیا ہے جس سے ہمیشہ کی زندگی مراد ہے۔ واللہ اعلم

[91]..... بَاب فِي تَحْذِيرِ النَّارِ

آگ سے ڈرانے کا بیان

2847۔ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ: ((أَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ أَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ أَنْذَرْتُكُمُ النَّارَ)). فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى لَوْ كَانَ فِي مَقَامِي هَذَا لَسَمِعَهُ أَهْلُ السُّوقِ حَتَّى سَقَطَتْ خَمِيصَةٌ كَانَتْ عَلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ.

(ترجمہ)نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے سنا آپ نے فرمایا: میں نے تم کو (جہنم کی) آگ سے آگاہ کردیا ہے، میں نے تم کو آگ سے ڈرایا ہے، میں نے تم کو آگ سے چوکنا کردیا ہے آپ بار بار اس کلمے کو دہراتے رہے یہاں تک کہ اگر میری جگہ پر سارے بازار والے بھی موجود ہوتے تو سن لیتے اور یہ کہتے وقت آپ کی چادر آپ کے پیروں میں گر پڑی۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جید ہے دیکھئے:ابن حبان (٦٤٤) موارد الظمآن (٢٤٩٠) والطيالسی فی منحة المعبود(٦٩٣) مجمع الزوائد (٣١٦٩)۔

تشریح: ...... نبی کریم ﷺ نے عذاب جہنم اور عذاب النار سے ڈرایا کہ لوگ اللہ کی نافرمانی اور کفر وشرک سے دور رہیں ورنہ جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے اسی طرح قرآن پاک میں بھی ہے۔﴿فَأَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى﴾ (اللیل: ١٤/٣٠) یعنی میں نے تمہیں شعلے مارتی ہوئی آگ سے آگاہ کردیا ہے۔(اعاذ نا الله و اياكم منها)۔

[92]..... بَاب فِيمَنْ قَالَ إِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي بِالنَّارِ

ایک آدمی کا یہ کہنا کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے جلادینا

2848۔ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:((كَانَ عَبْدٌ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ وَكَانَ لَا يَدِينُ لِلَّهِ دِينًا وَإِنَّهُ لَبِثَ حَتَّى ذَهَبَ مِنْهُ عُمُرٌ وَبَقِيَ عُمُرٌ فَعَلِمَ أَنَّهُ لَمْ يَبْتَئِرْ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرًا فَدَعَا بَنِيهِ فَقَالَ أَيُّ أَبٍ تَعْلَمُونِي قَالُوا خَيْرُهُ يَا أَبَانَا قَالَ فَإِنِّي لَا أَدَعُ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ مَالًا هُوَ مِنِّي إِلَّا أَخَذْتُهُ مِنْكُمْ أَوْ لَتَفْعَلُنَّ مَا آمُرُكُمْ قَالَ فَأَخَذَ مِنْهُمْ مِيثَاقًا وَرَبِّي قَالَ أَمَّا أَنَا إِذَا مُتُّ فَخُذُونِي فَأَحْرِقُونِي بِالنَّارِ حَتَّى إِذَا كُنْتُ حُمَمًا فَدُقُّونِي ثُمَّ اذْرُونِي فِي الرِّيحِ قَالَ فَفَعَلُوا ذَلِكَ بِهِ وَرَبِّ مُحَمَّدٍ حِينَ مَاتَ فَجِيءَ بِهِ أَحْسَنَ مَا كَانَ قَطُّ فَعُرِضَ عَلَى رَبِّهِ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى النَّارِ قَالَ خَشْيَتُكَ يَا رَبِّ قَالَ إِنِّي أَسْمَعُكَ لَرَاهِبًا قَالَ فَتِيبَ عَلَيْهِ)) قَالَ أَبُو مُحَمَّد يَبْتَئِرْ يَدَّخِرُ .

(ترجمہ) بہز بن حکیم نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کرتے ہوئے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ تھا جس کا کوئی دین ایمان نہ تھا، وہ اسی بے دینی پر رہا یہاں تک کہ اس کی عمر کا اکثر حصہ گذر گیا اور تھوڑی سی عمر باقی رہ گئی تو اسے احساس ہوا کہ اس نے اللہ کے لئے کوئی نیکی نہیں کی، چنانچہ اس نے اپنے لڑکوں کو بلایا اور کہا: تم مجھے کیسا باپ پاتے ہو؟ انہوں نے کہا: بہت اچھا اے ابا جان؟ اس نے کہا: میں تم میں سے کسی کے پاس اپنا مال نہیں چھوڑوں گا میں تم سے سب لے لوں گا، الا یہ کہ میں تمہیں کوئی حکم دوں تو تم عمل کرو گے؟ پھر اس نے ان سے پکا وعدہ لیا، میرے رب کی قسم اس نے کہا: جب میں مرجاؤں تو مجھے لے کر آگ میں جلادینا اور جب میں جل کر کوئلہ ہو جاؤں تو مجھے پیس ڈالنا اور میری راکھ ہوا میں اڑا دینا (بعض روایات میں ہے جب زور کی آندھی آئے تو آدھی راکھ سمندر میں اور آدھی ہوا میں

اڑا دینا) فرمایا: میرے رب کی قسم ان لڑکوں نے اس کے مرنے کے بعد اس کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ اس کو اس کی اصلی حالت میں لایا گیا اور رب العالمین کے حضور پیش کیا گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم کو آگ اختیار کرنے پر کس چیز نے ابھارا؟ عرض کیا: تیری خشیت نے اے میرے رب، اللہ تعالیٰ نے کہا: میں تجھے ڈرتا دیکھ رہا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی توبہ قبول کر لی گئی۔ (یعنی اس کو بخش دیا گیا)۔

امام دارمی نے کہا: یبتئر کا معنی ہے یدخر یعنی آخرت کے لئے ذخیرہ کیا ہو۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جید ہے اور اصل اس کی صحیحین میں ہے دیکھئے: بخاری (۳۴۷۸، ۷۵۰۸) مسلم (۲۷۵۷) احمد (۵/۵) طبرانی (۱۹/۴۲۳) (۱۰۷۶، ۱۰۷۷) ابویعلی (۱۰۰۲، ۵۰۵۶)۔

تشریح: ......اس حدیث میں مذکور شخص بنی اسرائیل میں سے تھا اور ایک روایت بخاری کی ہے کہ کفن چور تھا لیکن اللہ کی خشیت دل میں تھی کہ مجھے ضرور جہنم میں ڈالے گا کیوں کہ کبھی کوئی نیکی کی ہی نہیں، لیکن اس چیز سے جاہل تھا کہ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے، اور اخروی عذاب سے بچنے کے لئے اس نے یہ راستہ سوچا، اللہ تعالیٰ نے بحر و بر سے اس کا ایک ایک ذرہ جمع کیا اور حساب کے لئے کھڑا فرما دیا اور رحمت ربانی دیکھئے کہ اس کی جہالت و نادانی اور بے عملی کے باوجود صرف اتنے سے ایمان اور خشیت الٰہی کے عوض اس کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔

[93]..... بَاب دَخَلَتِ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ
ایک عورت بلی کی وجہ سے جہنم رسید ہوئی

2849۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ أَنْبَأَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَخَلَتْ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ فَقِيلَ لَا أَنْتِ أَطْعَمْتِيهَا وَسَقَيْتِيهَا وَلَا أَنْتِ أَرْسَلْتِهَا فَتَأْكُلَ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عورت ایک بلی کے سبب دوزخ میں گئی، اس سے کہا گیا کہ نہ تو نے اسے کھلایا، نہ پلایا اور نہ چھوڑا (بلکہ باندھے رکھا) کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھا لیتی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (۲۳۶۵) مسلم (۲۲۴۲) احمد (۱۵۹/۲) والبیهقی (۱۳/۸)۔

تشریح: ......اسلام نرم دلی، ہمدردی کی تعلیم دیتا ہے مذکور بالا حدیث میں ایک جانور کو تکلیف دینے کی وجہ سے ایک عورت کو جہنم میں جانا پڑا اس سے یہ نکلا کہ کسی بھی جاندار کو باوجود قدرت اور آسانی کے اگر کوئی شخص دانا پانی نہ دے اور وہ بھوک و پیاس کی وجہ سے مر جائے تو اس شخص کے لئے یہ جرم دوزخ میں لے جانے کا سبب بن سکتا ہے سبحان اللہ کیا تعلیم ہے جانوروں کے ساتھ یہ سلوک اور آدمی کے ساتھ ظلم و ناانصافی تو اور بھی بڑا جرم ہے ایک آدمی کے قتل کو قرآن پاک میں پوری نوع انسان کے قتل کے مترادف گردانا ہے۔ ﴿فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا﴾ (مائدہ: ۳۲/۶) واضح رہے کہ قربانی کے جانور کو بھی دانا

پانی کھلا پلا کر ہی ذبح کرنا چاہیے جیسا کہ حدیث میں:

((فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوْا الذِّبْحَ أَوْكَمَا قَالَ النَّبِى ﷺ .))

اس حدیث کا حوالہ حدیث نمبر (۲۰۰۹) پر گذر چکا ہے۔

[94]..... بَابٌ فِي شِدَّةِ عَذَابِ أَهْلِ النَّارِ

جہنمیوں کے عذاب کی شدت کا بیان

2850۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ بْنِ مِقْلَاصٍ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ وَكُنْيَتُهُ أَبُو يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ دَرَّاجًا أَبَا السَّمْحِ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا الْهَيْثَمِ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُسَلَّطُ عَلَى الْكَافِرِ فِي قَبْرِهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ تِنِّينًا تَنْهَشُهُ وَتَلْدَغُهُ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ وَلَوْ أَنَّ تِنِّينًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الْأَرْضِ مَا أَنْبَتَتْ خَضْرَاءَ)).

(ترجمہ) ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کافر پر اس کی قبر میں ننانوے اژدہے مسلط کر دیئے جائیں گے جو اسے نوچیں گے اور ڈسیں گے یہاں تک کہ قیامت آ جائے، اگر ان میں سے ایک اژدہا زمین میں پھنکار دے تو زمین سے سبزہ نہ اگے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے دیکھئے: ابویعلی (۱۳۲۹) موارد الظمآن (۷۸۳) مجمع الزوائد (۴۳۴۵)۔

[95]..... بَاب فِي أَوْدِيَةِ جَهَنَّمَ

جہنم کی وادیوں کا بیان

2851۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ بْنُ سِنَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ وَاسِعٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى بِلَالِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ فَقُلْتُ إِنَّ أَبَاكَ حَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي جَهَنَّمَ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ هَبْهَبُ يَسْكُنُهُ كُلُّ جَبَّارٍ)). فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ.

(ترجمہ) محمد بن واسع نے کہا: میں بلال بن ابی بردہ کے پاس گیا، میں نے کہا تمہارے والد نے اپنے والد سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جہنم میں ایک وادی ہے جس کو ہبہب کہا جاتا ہے ہر سرکش و مغرور شخص اس میں رہے گا خبردار تم ان لوگوں میں سے نہ ہونا۔ (یعنی اس وادی والے مغرور و سرکش نہ بننا)

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے دیکھئے: ابویعلی (۷۲۴۹) الحاکم (۵۹۶/۴)(۸۷۶۵) ابونعیم فی الحلیہ (۲۵۶/۲) ابن الجوزی فی الموضوعات (۲۶۴/۳)۔

[96]..... بَاب مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِهِ

اللہ تعالیٰ جن کو اپنی رحمت سے جہنم سے نکال لے گا

2852۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ أَبِي مَسْلَمَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِينَ هُمْ أَهْلُ النَّارِ فَإِنَّهُمْ لا يَمُوتُونَ فِي النَّارِ وَأَمَّا نَاسٌ مِنَ النَّاسِ فَإِنَّ النَّارَ تُصِيبُهُمْ عَلَى قَدْرِ ذُنُوبِهِمْ فَيُحْرَقُونَ فِيهَا حَتَّى إِذَا صَارُوا فَحْمًا أُذِنَ فِي الشَّفَاعَةِ فَيَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ ضَبَائِرَ ضَبَائِرَ فَيُنْثَرُونَ عَلَى أَنْهَارِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يُفِيضُوا عَلَيْهِمْ مِنَ الْمَاءِ قَالَ فَيُفِيضُونَ عَلَيْهِمْ فَتَنْبُتُ لُحُومُهُمْ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ))۔

(ترجمہ) ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لیکن وہ لوگ جو جہنم والے ہیں (یعنی ہمیشہ وہیں رہنے کے لئے ہیں جیسے کافر اور مشرک) تو وہ جہنم میں مریں گے نہیں، اور لوگوں میں سے کچھ لوگ ایسے (نافرمان) ہونگے کہ ان کے گناہوں کے بقدر آگ انہیں پکڑے گی اور وہ اس میں جل جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے تو اس وقت ان کی شفاعت کا حکم ہوگا چنانچہ وہ جہنم سے گروہ در گروہ نکلیں گے اور جنت کی نہروں میں پھیل جائیں گے اور جنت کے لوگوں سے کہا جائے گا: ان پر پانی ڈالو، فرمایا: چنانچہ جنتی لوگ ان جہنم سے آنے والوں پر پانی ڈالیں گے جس سے ان کے گوشت ایسے اگیں گے جس طرح دانہ پانی کے بہاؤ میں اگتا اور پنپتا ہے (یعنی بہت جلدی وہ صحت یاب ہو جائیں گے)

تخریج اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: مسلم (۱۸۵) ابن ماجہ (۴۳۰۹) ابویعلی (۱۰۹۷) ابن حبان (۱۸۴)۔

تشریح: ..... امام نووی (رحمہ اللہ) نے کہا: اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو لوگ کافر ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہنے کے مستحق ہیں وہ نہ تو مریں گے نہ جئیں گے اور کسی طرح ان کو عذاب سے چھٹکارا نہ ہوگا نہ راحت حاصل ہوگی جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ تو ان کے قضا ہی آئے گی کہ مر ہی جائیں اور نا ہی دوزخ کا عذاب ان سے ہلکا کیا جائے گا..... (فاطر۲۲/۳۶) نیز فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى﴾ (الاعلی: ۱۳/۳۰) اہل حق کا مسلک یہی ہے کہ جنت کا آرام اور جہنم کا عذاب دونوں ہمیشہ ہمیش کے لئے ہونگے اور یہ لوگ جو گنہگار ہو کر جہنم میں جائیں گے یہ وہ لوگ ہیں جو مومن تھے لیکن گناہوں میں مبتلا ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ ان کو جہنم کی آگ میں جلا کر کوئلہ کر دے گا پھر ان کو جہنم سے نکال لیا جائے گا جیسا کہ حدیث میں وضاحت ہے۔

[97]..... بَاب فِي أَبْوَابِ الْجَنَّةِ

جنت کے دروازوں کا بیان

2853۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ عُثْمَانَ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَبِي صَادِقٍ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِلْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ)).

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔

(تخریج) اس حدیث کی سند حسن ہے دیکھئے: ابويعلى (٥٠١٢) طبراني (١٠/٢٥٤) (١٠٤٧٩) المنذري في الترغيب (٤/٨٩)۔

تشریح: ...... بخاری شریف میں ہے جنت کے آٹھ دروازے ہیں ایک دروازے کا نام ریان ہے جس سے صرف روزے دار داخل ہوں گے دیکھئے: بخاری (٣٢٥٧) مسلم (١١٥٢)۔

[98]..... بَاب مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَا يَبْؤُسُ

جو جنت میں پہنچ گیا عیش کرے گا اسے کوئی غم نہ ہوگا

2854۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ لَا يَبْؤُسُ لَا تَبْلَى ثِيَابُهُ وَلَا يَفْنَى شَبَابُهُ، فِي الْجَنَّةِ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنت میں جائے گا عیش کرے گا اسے کوئی غم نہ ہوگا، نا اس کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے نہ اس کی جوانی کو زوال آئے گا (یعنی سدا جوان رہے گا بوڑھا نہ ہوگا) اور اس کے لئے جنت میں ایسی چیزیں ہوں گی جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور کسی بشر کے دل میں اس کا خیال تک نہ آیا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: مسلم (٢٨٣٦) اور اخير جمله (٢٨٢٤) ابويعلى (٦٤٢٨) ابن حبان (٧٣٨٧) موارد الظمآن (٢٦٢١) وغيرهم۔

[99]..... بَاب لَمَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

جنت میں تمہارے کوڑے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے

2855۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَمَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ الْآيَةَ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت میں تم سے کسی کے کوڑے کی جگہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے، اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ....﴾ (آل عمران: ٤/١٨٥) ''ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے'' اور قیامت کے دن تم اپنے پورے پورے اجر دیئے جاؤ گے، پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا جائے، اور جنت میں داخل کر دیا جائے بیشک وہ کامیاب ہوگیا اور دنیاوی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٢٧٩٦) ترمذی (٣٠١٣) ابن حبان (٧٤١٧) ابویعلی (٧٥١٤،٦٣١٦)۔

تشریح: ......اس حدیث میں جنت کی قدر و قیمت بیان کی گئی ہے اور آیت شریفہ میں ایک تو اس اٹل حقیقت کا بیان ہے کہ موت سے کسی کو مفر نہیں، دوسرے یہ کہ دنیا میں جس نے بھی اچھا یا برا جو کچھ کیا ہوگا اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا جو دنیا سے بہت بڑا اور تصور سے بہت زیادہ ہوگا، تیسرے کامیابی کا معیار اس میں بتلایا گیا کہ کامیاب اصل میں وہ ہے جس نے دنیا میں رہ کر اپنے رب کو راضی کر لیا جس کے نتیجے میں وہ جہنم سے دور اور جنت میں داخل کر دیا گیا چوتھے یہ کہ دنیا کی زندگی سامان فریب ہے جو اس سے دامن بچا کر نکل گیا وہ خوش نصیب اور جو اس کے فریب میں پھنس گیا وہ ناکام و نامراد ہے۔

[100]..... بَاب فِي بِنَاءِ الْجَنَّةِ
جنت کی تعمیر و بنا کا بیان

2856۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ سَعْدَانَ الْجُهَنِيِّ عَنْ أَبِي مُجَاهِدٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُدِلَّةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ مَا بِنَاؤُهَا قَالَ:((لَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ وَلَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ مِلَاطُهَا الْمِسْكُ الْأَذْفَرُ وَحَصْبَاؤُهَا الْيَاقُوتُ وَاللُّؤْلُؤُ وَتُرَابُهَا الزَّعْفَرَانُ مَنْ يَدْخُلْهَا يَخْلُدْ فِيهَا يَنْعَمُ لَا يَبْؤُسُ لَا يَفْنَى شَبَابُهُمْ وَلَا تَبْلَى ثِيَابُهُمْ)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جنت کی تعمیر کس طرح ہے؟ آپ نے فرمایا: ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی، گارا مشک اذفر ہے اور کنکر اس کے موتی اور یاقوت ہے اور اس کی مٹی زعفران، جو بھی اس میں داخل ہوگا عیش کرے گا اس کو کوئی غم اور ملال نہ ہوگا، نہ وہاں ان کی جوانی فنا ہوگی، نہ ان (جنتیوں) کے کپڑے پرانے ہوں گے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جید ہے دیکھئے: ترمذی (٢٥٢٦) اور طرف اخیر مسلم شریف میں بھی ہے (٢٨٣٦) نیز دیکھئے: ابن حبان (٧٣٨٧) موارد الظمآن (٢٦٢١) الحمیدی (١١٨٤) ابو نعیم فی صفة الجنة (١٠٠، ١٣٦)

فائدہ: ......اس حدیث سے جنت میں بنے محلوں کی تعمیر کا بیان ہے جس پر ایمان و یقین لازم ہے۔

[101]..... بَاب فِي جَنَّاتِ الْفِرْدَوْسِ
جنات الفردوس کا بیان

2857۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو قُدَامَةَ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ أَرْبَعٌ ثِنْتَانِ مِنْ ذَهَبٍ حِلْيَتُهُمَا وَآنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَثِنْتَانِ مِنْ فِضَّةٍ حِلْيَتُهُمَا وَآنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَلَيْسَ بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ

الْكِبْرِيَاءِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ وَهَذِهِ الْأَنْهَارُ تَشْخُبُ مِنْ جَنَّاتِ عَدْنٍ فِي جَوْبَةٍ ثُمَّ تَصَدَّعُ بَعْدُ أَنْهَارًا)). قَالَ:عَبْد اللَّهِ جَوْبَةٌ مَا يُجَابُ عَنْهُ الْأَرْضُ.

(ترجمہ) ابوبکر بن عبداللہ بن قیس نے اپنے والد سے روایت کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنات الفردوس چار ہیں، دو جنتیں سونے کی وہ اور اس کے زیور (سامان آرائش) اور برتن اور جو کچھ بھی ان میں ہے سب سونے کا، اور دو جنتیں چاندی کی ان کا سامان آرائش، برتن اور سب کچھ چاندی کا اور وہاں جنات عدن میں قوم اور اللہ کے دیدار کے درمیان اللہ کے چہرے پر صرف چادر کبریائی رکاوٹ ہوگی، اور یہ نہریں جنات عدن سے نکلتی ہیں اور بعد میں گڑھے سے نہروں میں گرتی ہیں۔

امام دارمی نے کہا: جوبہ جس سے زمین کا سفر طے کیا جائے۔

(**تخریج**) ابوقدامہ حارث بن عبید کی وجہ سے اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے بدون ذکر الانہار دیکھئے: بخاری (٧٤٤٤) مسلم (١٨٠) ابویعلی (٧٣٣٦) ابن حبان (٧٣٨٦) والطیالسی (٢/٢٤٣) (٢٨٣٩) وغیرھم۔

فائدہ: ...... جوبة: گھڑے اور کنویں کو کہتے ہیں، اور جاب الأرض سے مراد سفر طے کرنا، جیسا کہ امام دارمی نے شرح کی ہے۔ واللہ اعلم

[102]..... بَاب فِي أَوَّلِ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ
سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے مومنین کا بیان

2858- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ مِنْ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى أَحْسَنِ كَوْكَبٍ إِضَاءَةً فِي السَّمَاءِ)) فَقَامَ عُكَّاشَةُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ: ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چودہویں کے چاند کی طرح روشن ہوں گے پھر جو گروہ اس کے بعد داخل ہوگا وہ آسمان میں سب سے زیادہ روشن ستارے کی طرح ہوں گے اس وقت عکاشہ (رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالی سے دعا فرما دیجئے کہ اللہ مجھے ان میں سے بنا دے، آپ نے فرمایا: اے اللہ عکاشہ کو ان میں سے کر دے، پھر دوسرے صحابی کھڑے ہوئے اور درخواست کی یا رسول اللہ میرے لئے بھی دعا فرما دیجئے اللہ تعالی مجھے بھی ان میں سے کر دے فرمایا عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے لیکن حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (٣٢٤٥) مسلم (٢٨٣٤) ابویعلی

(٦٠٨٤) ابن حبان (٧٤٢٠) الحمیدی (١١٧٧)۔

تشریح: ...... صحیحین میں عکاشہ (رضی اللہ عنہ) کی سبقت کا ذکر نہیں ہے جنتیوں کی دوسری صفات وہاں بیان کی گئی ہے کہ ان کے دلوں میں بغض وحسد نہ ہوگا، نہ بیمار ہوں گے نہ لعاب و بلغم آئے گا وغیرہ وغیرہ۔

عکاشہ (رضی اللہ عنہ) کی سبقت کا ذکر پیچھے (۲۸۴۲) نمبر پر گذر چکا ہے ان جنتیوں میں جو ستر ہزار بلاحساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے یہاں اس حدیث میں بھی ذکر ہے ہوسکتا ہے یہ دو مواقع پر ایسا ذکر رہا ہو یا بعض رواۃ نے کہیں مختصر بیان کیا کہیں مفصل اور یہ عکاشہ بن محصن اسدی بڑے جلیل القدر صحابی ہیں جنگ بدر میں ان کی تلوار ٹوٹ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک چھڑی دی جوان کے ہاتھ میں تلوار ہوگئی، انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۴۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔

[103]..... بَاب مَا يُقَالُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ إِذَا دَخَلُوهَا

اہل جنت جب جنت میں داخل ہوجائیں گے تو ان سے کیا کہا جائے گا؟

2859۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ بْنُ يَعِيشَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْأَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ﴿ وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ ﴾ قَالَ ((نُودُوا صِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا وَانْعَمُوا فَلَا تَبْؤُسُوا وَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا وَاخْلُدُوا فَلَا تَمُوتُوا)).

(ترجمہ) ابوہریرہ اور ابوسعید (رضی اللہ عنہما) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا: ﴿وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا......﴾ (اعراف: ۴۳/۸) ترجمہ: اور ان کو پکارا جائے گا کہ یہ جنت تم کو تمہارے اعمال کے بدلے دی گئی ہے) اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان سے پکار کر کہا جائے گا۔ تمہارے لئے یہ مقرر کیا گیا ہے کہ صحت مند رہو، اور تم کبھی بیمار نہ ہوگے، عیش وچین کرو تمہیں کوئی رنج وغم نہ ہوگا، جوان رہو، بوڑھے بھی نہ ہوگے اور ہمیشہ ہمیش رہوگے مروگے نہیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح ہے دیکھئے: مسلم (٢٨٣٧) ترمذی (٣٢٤١) احمد (٣١٩/٢) و (٣٨/٣، ٩٥)، ابونعیم فی صفة الجنة (٨٧، ٢٩٠) وابن المبارك فی الزهد (٤٢٨) وغیرهم۔

تشریح: ...... جنت میں مومنین کے لئے اللہ تعالی نے جو نعمتیں تیار کر رکھی ہیں ان میں سے یہ چند صفات اس حدیث میں مذکور ہیں کہ وہاں عیش ہی عیش ہوگا کوئی غم بیماری اور موت نہ ہوگی بلکہ وہاں سب ہمیشہ جوان تروتازہ صحت مند اور خوش حال رہیں گے۔ جعلنا الله وایاکم من اهل الجنة۔ آمین۔

[104]..... بَاب فِي أَهْلِ الْجَنَّةِ وَنَعِيمِهَا

اہل الجنۃ اور ان کی آسودگی کا بیان

2860۔ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عُقْبَةَ الْمُحَلِّمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ لَيُعْطَى قُوَّةَ مِائَةِ رَجُلٍ فِي الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ

وَالْجِمَاعِ وَالشَّهْوَةِ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ إِنَّ الَّذِيْ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ تَكُونُ مِنْهُ الْحَاجَةُ قَالَ: ((يَفِيْضُ مِنْ جِلْدِهِ عَرَقٌ فَإِذَا بَطْنُهُ قَدْ ضَمَرَ)).

(ترجمہ) زید بن ارقم (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک آدمی کو کھانے، پینے، جماع اور شہوت میں سو آدمی کی قوت دی جائے گی، یہ سن کر ایک یہودی نے کہا: جو کھاتا اور پیتا ہے اسے قضائے حاجت کی ضرورت پیش آتی ہے؟ آپ نے فرمایا: (بول و براز کے بدلے) اس کی جلد سے پسینہ نکلے گا جس سے اس کا پیٹ سکڑ جائے گا (یعنی قضائے حاجت کی ضرورت نہ رہے گی۔)

تخریج اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: احمد (٣٧١/٤) ابن ابی شیبه (١٠٨/١٣) (١٥٨٤١) طبرانی (١٧٨/٥) (٥٠٠٦) وغیرهم۔ بعض نسخ میں ثمامہ بن عقبہ المحازی مذکور ہے جو غلط ہے۔

مزید تفصیل آگے آ رہی ہے نیز اس کا شاہد ترمذی (٢٥٣٦) میں ہے۔

2861۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَهْلُ الْجَنَّةِ شَبَابٌ جُرْدٌ مُرْدٌ كُحْلٌ لَا تَبْلَى ثِيَابُهُمْ وَلَا يَفْنَى شَبَابُهُمْ)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت کے لوگ جرد مرد سرگیں ہیں نہ ان کے کپڑے پھٹیں گے نہ ان کی جوانی فنا ہوگی۔

تخریج اس حدیث کی سند حسن ہے دیکھئے: ترمذی (٢٥٣٩) ابویعلی (٥٠٨٨) ابو نعيم فی صفة الجنة (٣٥٦) له شاهدني الطبرانی فی الصغير (١٤٠/٢) وعنه غيرهم۔

تشریح: ......جرد اس شخص کو کہتے ہیں جس کے جسم بغل و زیر ناف وغیرہ پر بال نہ ہوں اور مرد جمع ہے امرد کی اور امرد ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کے داڑھی مونچھ نہ آئی ہو عالم عنفوان شباب میں ہو اور ان اماکن پر بالوں کا نہ ہونا جنت میں حسن وخوبصورتی کا باعث ہوگا اور کحل کحیلی کی جمع ہے جس کے معنی اکحل کے ہیں یعنی جس کی پلکیں دراز اور اس کے منبت سیاہ گویا سرمہ لگا ہوا ہے۔ یہ تمام صفات جنتی لوگوں کے حسن وشباب کی ہیں۔ جعلنا الله واياكم من اهلها۔

2862۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا قِيلَ لِأَبِي عَاصِمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ نَعَمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ لَا يَبُولُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَتَمَخَّطُونَ وَيَكُونُ ذٰلِكَ مِنْهُمْ جُشَاءً يَأْكُلُونَ وَيَشْرَبُونَ وَيُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالْحَمْدَ كَمَا يُلْهَمُونَ النَّفَسَ.

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے ابوعاصم سے پوچھا گیا کیا انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا؟ کہا: ہاں جنت کے لوگ نہ پیشاب کریں گے نہ ناک سنکیں گے نہ پاخانہ کریں گے اس کے بجائے انہیں بس ڈکار آئے گی کھائیں گے، پیئں گے

اور تسبیح وتحمید کا انہیں الہام ہوگا جیسے سانس کا الہام ہوتا ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: مسلم (٢٨٣٥) ابو داود (٤٧٤١) ابویعلی (١٩٠٦) ابن حبان (٧٤٣٥) العظمة (٥٨٣)۔

تشریح: ......بہشت وہ عالم پاک ہے وہاں کے کھانے کا فضلہ اس عالم کی طرح نہیں بلکہ وہاں کا فضلہ ڈکار اور خوشبودار پسینہ ہوکر نکل جایا کرے گا اور جیسے اس عالم کی زندگی ہوا کھینچنے اور سانس لینے پر موقوف ہے اسی طرح اس عالم پاک میں سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا دم لینے کے قائم مقام ہوکر روح کا راحت افزا ہوگا۔

امام نووی (رحمہ اللہ) نے کہا: اہل سنت اور اکثر مسلمانوں کا مذہب یہ ہے کہ جنت کے لوگ کھائیں اور پئیں گے اور تمام مزے اٹھائیں گے اور جنت میں یہ نعمتیں ہمیشہ رہیں گی کبھی ختم نہ ہوں گی اور جنت کی نعمتیں دنیا کی نعمتوں کے صرف مشابہ ہیں حقیقت اس کے سوا ہے (وحیدی)۔

[105]..... بَاب مَا أَعَدَّ اللّٰهُ لِعِبَادِهِ الصَّالِحِينَ

اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے لئے (جنت میں) جو تیار کیا ہے اس کا بیان

2863۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لا عَيْنٌ رَأَتْ وَلا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ تیار کیا ہے جو آنکھ نے دیکھا نہیں، کان نے سنا نہیں، اور کسی آدمی کے دل پر گذرا نہیں (یعنی تصور میں بھی نہ آیا ہو) اگر چاہو تو یہ پڑھ لو ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (سجدہ ١٧/٢١) ترجمہ کوئی نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ رکھی ہے جو کچھ وہ عمل کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (٣٢٤٤) مسلم (٢٨٢٤) ابویعلی (٦٢٧٦) ابن حبان (٣٦٩) ابونعیم فی صفة الجنة (١٠٩۔١١٥) والبیھقی فی البعث والنشور (٣٨٩)۔

تشریح: ......قرآن پاک اور حدیث رسول دونوں کا ایک ہی مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کے لئے جنت میں اتنی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جن کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا اس سے جنت اور اس کی نعمتوں کا وجود بھی ثابت ہوا نیز یہ کہ یہ محض خیال اور وہم نہیں۔

[106]..... بَابٌ فِي أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا
سب سے کم درجہ کے جنتی کا بیان

2864۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا مَنْ يَتَمَنَّى عَلَى اللَّهِ فَيُقَالُ لَهُ لَكَ ذَالِكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ 1إِلَّا أَنَّهُ يُلَقَّى سِوَى كَذَا وَكَذَا فَيُقَالُ لَهُ ذَالِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ)) . قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَيُقَالُ لَهُ ذَاكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ)) .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ادنی درجہ کا جنتی وہ ہوگا جو اللہ تعالی سے تمنا کرے گا اور اس سے کہا جائے گا تمہارے لئے اتنا ہے جتنی تم نے آرزو کی اور مزید اسی کے مثل اور اس کو کہا جائے گا (ایک روایت ہے تلقین کی جائے گی) کہ ایسا اور ایسا اور مانگو اور جواب میں اس سے کہا جائے گا یہ جو طلب کیا وہ اور اسی کے مثل مزید اور تمہارے لئے ہے۔

ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس سے کہا جائے گا یہ اور اس جیسا دس گنا اور تمہارے لئے ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے لیکن اس حدیث کی اصل صحیح مسلم میں ہے دیکھئے: مسلم (۱۸۲) احمد (۲/ ۴۵۰) ابن ابی شیبہ (۱۵۸۴۶) شرح السنة (۴۳۷۰) ابویعلی (۶۳۶۰) ابن حبان (۴۶۴۲) الحمیدی (۱۲۱۲) وفی حدیث طویل فی البخاری (۸۰۶)۔

تشریح:...... یہ ادنی درجہ کے جنتی کا حال ہے کہ اس سے کہا جائے گا کسی کی بھی تمنا کرو وہ تمنا کرے گا تو اس کے مثل بلکہ دس گنا اور زیادہ عطا فرمایا جائے گا یہ اللہ تعالی کی رحمت اپنے بندوں سے محبت اور عطاء و بخشش سے کچھ بعید نہیں۔

[107]..... بَابٌ فِي غُرَفِ الْجَنَّةِ
جنت کے بالاخانوں کا بیان

2865۔ أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ فِي السَّمَاءِ الشَّرْقِيُّ وَالْغَرْبِيُّ)) . قَالَ أَبُو حَازِمٍ: مُحَدَّثْتُ بِهَذَا الْحَدِيثِ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ فَحَدَّثَنِي عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: الْكَوْكَبُ الدُّرِّيُّ فِي السَّمَاءِ الشَّرْقِيِّ الْغَرْبِيِّ .

(ترجمہ) سہل بن سعد (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے کہا: جنت کے لوگ ایک بالا خانے والے دوسرے بالا خانے والوں کو ایسے دیکھیں گے جیسے تم کوکب دری (چمکتے ہوئے بڑے تارہ) کو آسمان پر دیکھتے ہو (یعنی ایک دوسرے سے اتنے بلند اور دور ہوں گے درجات کے تفاوت کے سبب) ابوحازم نے کہا: میں نے یہ حدیث نعمان بن ابی عیاش سے بیان کی انہوں نے کہا مجھ سے ابوسعید خدری نے بیان کیا اور انہوں نے کہا: جیسے تم کوکب دری کو آسمان میں پورب یا پچھم کے کنارے پر دیکھتے ہو۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٦٥٥٦) مسلم (٢٨٣١) ابویعلی (١١٣٠) ابن حبان (٧٣٩٣)

تشریح: ...... بخاری شریف میں ہے جنت والے (اپنے اوپر کے درجوں کو) بالا خانوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم آسمان میں ستاروں کو دیکھتے ہو وفی روایہ: جیسے تم مشرقی اور مغربی کناروں میں ڈوبتے ستاروں کو دیکھتے ہو۔ یعنی یہاں لیتراؤن اہل الغرف ہے اور بخاری میں یتراؤن الغرف اور یہاں کوکب دری ہے اور بخاری میں الکوکب الغارب بہر حال مطلب یہ ہے کہ ستارہ بہت دور افق میں چمکتا نظر آتا ہے جنتیوں کے مکانات و بالا خانے دور سے دور نظر آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بالا خانے والوں میں ہمیں بھی شامل فرمادے۔ آمین

[108]..... بَاب فِي صِفَةِ الْحُورِ الْعِينِ

حور عین کی صفت کا بیان

2866- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الْقُرْدُوسِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا فِي الْجَنَّةِ أَحَدٌ إِلَّا لَهُ زَوْجَتَانِ إِنَّهُ لَيَرَى مُخَّ سَاقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ سَبْعِينَ حُلَّةً مَا فِيهَا مِنْ عَزَبٍ)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی بھی جنت میں جائے گا اس کی دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا گودا (ان کے حسن کی وجہ سے) ستر لباسوں کے اندر سے بھی دکھائی دے گا اور جنت میں کوئی بنا بیوی کے نہ ہوگا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٣٢٤٥) مسلم (٢٨٣٤) ابن ماجه (٤٣٣٣) ابویعلی (٦٠٨٤) ابن حبان (٧٤٢٠)۔

تشریح: ...... جنت کی نعمتوں میں سے ایک اور نعمت حور عین جن کا حسن و جمال اور کیفیات قرآن پاک میں بھی مذکور ہیں سورۃ الرحمٰن اور سورہ الواقعہ میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے یہاں اس حدیث میں بھی اس کا ذکر ہے اور یہ کہ ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی یہ دنیاوی بیویوں کے علاوہ ہیں جو نیک بیویاں ہوں گی وہ بھی جنت میں اپنے شوہروں کے ساتھ ہوں گی اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں بھی عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوگی۔

[109]..... بَاب فِي خِيَامِ الْجَنَّةِ

جنت کے خیموں کا بیان

2867- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْخَيْمَةُ دُرَّةٌ مُجَوَّفَةٌ طُولُهَا فِي السَّمَاءِ سِتُّونَ مِيلًا فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ لِلْمُؤْمِنِ لَا يَرَاهُمُ الْآخَرُونَ)).

(ترجمہ) ابوبکر بن عبداللہ بن قیس سے مروی ہے ان کے والد نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں کھوکھلے موتی کا خیمہ

ہوگا اس کی لمبائی ساٹھ میل ہوگی اور اس کے ہر کنارے پر مسلمان کی ایک بیوی ہوگی جس کو دوسرے نہیں دیکھ سکیں گے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٣٢٤٣) مسلم (٢٨٣٨) ابو یعلی (٧٣٣٢) ابن حبان (٧٣٩٥)۔

توضیح: ......ان دوسروں میں بیویاں اور دوسرے لوگ سب داخل ہیں قرآن پاک میں ہے: ﴿حُوْرٌ مَقْصُوْرَاتٌ فِي الْخِيَامِ﴾ (الرحمن: ٧٢/٢٧) اس سے پہلے ہے: ﴿فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ ....﴾ (الرحمن: ٥٦/٢٧) جنت میں شرمیلی نیچی نگاہوں والی حوریں ہیں، حور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول میں کالی آنکھوں (پتلیوں) والی اور مقصورات سے مراد ان کی نگاہ و جان صرف اپنے شوہروں پر رکی ہوں گی اور اپنے خاوندوں کے سوا کسی پر نظر نہ ڈالیں گی اور قاصرات کے بارے میں کہا گیا کہ وہ اپنے شوہروں کے سوا کسی کی خواہش مند نہ ہوں گی فی الخیام یعنی خیموں میں محفوظ ہوں گی ان آیات و حدیث سے جنت اور حور اور جنت کے خیموں کا وجود ثابت ہوا اس حدیث میں ہے ہر کونے پر ایک بیوی ہوگی اور اوپر دو بیویوں کا ذکر ہے تو دو بیویاں بطور حصر نہیں ہیں۔ وہاں بندہ جنتی چاہے گا ازواج ملیں گی اللہ تعالیٰ کی عطاء بخشش کی کوئی حد و حساب نہیں خیمے بھی اتنے لمبے چوڑے ساٹھ میل کی لمبائی یا چوڑائی سبحان اللہ العظیم اس میں شک وشبہ نہیں ہونا چاہیے آیات اور احادیث سے جو ثابت ہوا من وعن تسلیم اور ایمان و یقین لازم ہے اس کی ماہیت و کیفیت میں سر کھپانا ہمارا کام نہیں۔ واللہ اعلم۔

[110]..... بَاب فِي وَلَدِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اہل جنت کی اولاد کا بیان

2868۔ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ وَالْقَوَارِيْرِيُّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْ عَنْ عَامِرٍ الْاَحْوَالِ عَنْ اَبِي الصِّدِّيْقِ النَّاجِيِّ عَنْ اَبِي السَّعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا شْتَهَى الْوَلَدَ فِي الْجَنَّةِ كَانَ حَمْلُهُ وَوَضْعُهُ وَسِنُّهُ فِي سَاعَةٍ كَمَا اشْتَهٰى)).

(ترجمہ) ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن کو جب جنت میں اولاد کی خواہش ہوگی تو اس کا حمل، وضع حمل اور بڑا ہونا (یعنی عمر) سب ایک ساعت میں اس کی خواہش کے مطابق ہو جائے گا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: ترمذی (٢٥٦٣) ابن ماجه (٤٣٣٨) ابو یعلی (١٠٥١) ابن حبان (٧٤٠٤) موارد الظمآن (٢٦٣٦) البیہقی فی البعث والنشور (٥٨٧)۔

تشریح: ......بعض علماء نے کہا جنت میں اولاد کی خواہش ہی نہ ہوگی لہٰذا اولاد بھی نہ ہوگی لیکن اس حدیث میں ہے اگر خواہش کی تو اولاد بھی ہوگی لیکن یہ سب مراحل پلک جھپکتے ہو جائیں گے قرآن پاک میں بھی ہے۔ ﴿وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ﴾ (فصلت: ٣١/٢٤) یعنی جس چیز کو تمہارا جی چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب جنت میں موجود ہے اس طرح فرمایا: ﴿وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ....﴾ (زخرف: ٧١/٢٥) یعنی مومن جس چیز

کی خواہش کریں اور آنکھوں کو لذت ملے وہ سب کچھ جنت میں موجود ہوگا ان آیات واحادیث سے جماع اور اس کی لذتیں سب ثابت ہوئیں جن کی مومن بندہ وہاں خواہش کرے گا اور جماع کی طاقت وقوت سوگنا عطا ہوگی۔ وذلك فضل الله۔

[111]..... بَاب فِي صُفُوفِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اہل جنت کی صفوف کا بیان

2869- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ أُرَاهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :((أَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُونَ وَمِائَةُ صَفٍّ ثَمَانُونَ مِنْهَا أُمَّتِي وَأَرْبَعُونَ سَائِرُ النَّاسِ)) .

(ترجمہ) سلیمان بن بریدہ نے میرا خیال ہے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے لوگوں کی ایک سو بیس صف ہوں گی ان میں اسی صف میری امت کی اور چالیس صف دیگر تمام (امت کے) لوگوں کی ہوں گی۔

(**تخریج**) اس حدث کی سند صحیح ہے دیکھئے: ترمذی (٢٥٤٦) ابن ماجه (٤٢٨٩) ابن حبان (٧٤٥٩) موارد الظمآن (٢٦٣٨) و له شاهد عند ابی یعلی (٥٣٥٨) ۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا امت محمد ﷺ کی تعداد جنت میں بہت زیادہ ہوگی بلکہ دو تہائی مسلمان اور ایک تہائی دیگر امت کے لوگ ہوں گے دنیا میں بھی آپ کے امتی تمام نبیوں کے امت سے زیادہ اور آخرت میں بھی سب سے زیادہ ہوں گے۔

[112]..... بَاب فِي أَنْهَارِ الْجَنَّةِ

جنت کی نہروں کا بیان

2870- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَحْرَ اللَّبَنِ وَبَحْرَ الْعَسَلِ وَبَحْرَ الْخَمْرِ ثُمَّ تَشَقَّقُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ)) .

(ترجمہ) حکیم بن معاویہ نے اپنے والد سے روایت کیا انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک سمندر دودھ کا، ایک سمندر شہد کا، اور ایک سمندر شراب (خمر) کا ہے پھر ان سے نہریں پھوٹتی ہیں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: ترمذی (٢٥٧١) ابن حبان (٧٤٠٩) موارد الظمآن (٢٦٢٣) ابو نعیم فی صفة الجنة (٣٠٧) وغیرهم۔

تشریح: ......ترمذی شریف میں پانی کے سمندر کا بھی ذکر ہے جو صحیح ہے کیوں کہ قرآن پاک میں بھی چار قسم کی نہروں کا بیان ہے: ﴿فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ، وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ ، وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ، وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ....﴾(محمد : ١٥/٢٦) یعنی اس جنت میں پانی کی نہریں ہیں جو بدبو کرنے

والا نہیں، دودھ کی نہریں جن کا مزہ نہیں بدلتا، اور شراب کی نہریں ہیں جن میں پینے والوں کو بڑی لذت ہے اور شہد کی نہریں ہیں جو بہت صاف ہیں...... بعض احادیث میں ان نہروں کے نام بھی مذکور ہیں جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے اور ہر جنتی کے بالا خانوں سے یہ نہریں گذرتی ہوں گی اللہ تعالیٰ ہمیں یہ نعمتیں نصیب فرمائے۔

[113]..... بَاب فِي الْكَوْثَرِ

نہر کوثر کا بیان

2871- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُوَ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ حَافَّتَاهُ مِنْ ذَهَبٍ يَجْرِي عَلَى الدُّرِّ وَالْيَاقُوتِ تُرْبَتُهُ أَطْيَبُ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ وَطَعْمُهُ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَمَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ)).

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: جب انا اعطیناک الکوثر نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ جنت کی نہر ہے جس کے کنارے سونے کے بنے ہوئے ہیں موتی اور یاقوت پر بہتی ہے، اس کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار اور اس کا مزہ شہد سے زیادہ میٹھا اور پانی برف سے زیادہ سفید (وشفاف) ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح ہے دیکھئے: ترمذی (٣٣٦١) ابن ماجه (٤٣٣٤) احمد (١١٢/٢)، الحاكم (٥٢٤/٢) ويشهد له حديث انس المتفق عليه بخاری (٤٩٦٤) مسلم (١٦٢) وابويعلى (٢٨٧٦)۔

تشریح: ...... نہر کوثر جنت میں رسول اکرم ﷺ کو عطا کی جائے گی جس کا وصف مذکور بالا حدیث میں بیان کیا گیا ہے اور حوض کوثر قیامت کے دن آپ کو عطا ہوگا جو ایک بار اس کا پانی پی لے گا پیاسا نہ رہے گا اس کا پانی نہر کوثر سے ہی آ رہا ہوگا اور نبی کریم ﷺ اپنے امتیوں کو بلا بلا کر پانی پلائیں گے کچھ لوگوں کو فرشتے وہاں سے ڈھکیلیں گے اور حوض پر نہ آنے دیں گے اور کہیں گے آپ کو معلوم نہیں آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا بدعتیں ایجاد کر لی تھیں اللہ تعالیٰ ہمیں سنت کا شیدائی بنائے اور بدعت سے دور رکھے تاکہ حوض کوثر سے پانی پینا نصیب ہو۔

[114]..... بَاب فِي أَشْجَارِ الْجَنَّةِ

جنت کے درختوں کا بیان

2872- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَظِلٍّ مَمْدُودٍ﴾ [الواقعة: ٣٠].

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے، جس کے سایے میں سوار سو برس تک چلے تب بھی اس کو طے نہ کر سکے گا، جی چاہے تو پڑھ لو: ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ....﴾ (الواقعه : ۲۷/ ۳۰) یعنی جنت میں لمبے لمبے سایے ہیں۔

تخریج اس روایت کی سند حسن ہے اور حدیث صحیح متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (۳۲۵۲) مسلم (۲۸۲٦) ابویعلی (۵۸۵۳) ابن حبان (۷٤۱۱) الحمیدی (۱۱٦۵) وغیرهم۔

تشریح: ...... مسلم شریف کی ایک اور روایت میں ہے جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ تلے تیار کئے ہوئے (مضمر) تیز گھوڑے کا سوار سو سال تک چلے گا تب بھی اس کو تمام نہ کر سکے گا۔ قرآن پاک میں لمبے لمبے سایوں کا ذکر ہے حدیث نے اس کی شرح کر دی ہے۔ کہ کتنا لمبا سایہ ہوگا۔

2873۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الضَّحَّاكِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا هِيَ شَجَرَةُ الْخُلْدِ)) .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں (گھوڑا) سوار سو سال تک چلے گا پھر بھی سایہ ختم نہ ہوگا یہ شجرہ الخلد کا سایہ ہوگا۔ یعنی ہمیشہ قائم و دائم رہنے والا درخت۔

تخریج اس حدیث کی سند صحیح ہے تخریج اوپر گذر چکی ہے مزید دیکھئے: بخاری (۳۲۵۱) ابویعلی (۱۳۷٤، ۲۹۹۱)

[115]..... بَاب فِي الْعَجْوَةِ
عجوۃ کھجور کا بیان

2874۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا عَبَّادٌ هُوَ ابْنُ مَنْصُورٍ قَالَ سَمِعْتُ شَهْرَ بْنَ حَوْشَبٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهِيَ شِفَاءٌ مِنَ السُّمِّ)) .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عجوہ (کھجور) جنت (کے پھلوں میں) سے ہے اور یہ زہر کا تریاق ہے۔

تخریج اس روایت کی سند ضعیف لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح ہے دیکھئے: ترمذی (۲۰٦٦) ابن ماجه (۳٤۵۵) نسائی فی الکبری (٦۷۲۰، ٦۷۲۱) احمد (۲/ ۳۰۱، ۳۲۱) والطیالسی (/ ۳٤۵)(۱۷٦۱)۔

تشریح: ...... صحیحین میں متفق علیہ حدیث ہے: جو شخص صبح سویرے نہار منہ سات عجوہ کھجور کھائے اس پر اس دن زہر اور جادو اثر نہ کرے گا دیکھئے: بخاری (۵٤٤۵) ومسلم (۲۰٤۷)۔

مستشرقین نے اس حدیث پر اعتراض کیا کہ اس کھجور میں ایسا مادہ تو ہو سکتا ہے جس پر زہر اثر نہ کرے لیکن جادو کا اس سے کیا تعلق ہے اس کے جواب میں شیخ مصطفی السباعی نے السنۃ ومکانتہا میں بڑی قیمتی اور دلچسپ بحث لکھی ہے جس میں ثابت کیا

گیا ہے کہ جدید سائنس نے بھی اس کو تسلیم کیا کہ کھجور میں ایسا مادہ قاتلہ موجود ہے جو زہر کا اثر ختم کر دیتا ہے جہاں تک جادو کا تعلق ہے تو آدمی کا ایمان ویقین اس پر ہوگا کہ یہ رسول الہدیٰ طبیب عالم کا فرمان ہے جو اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے تھے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہے اس یقین وایمان سے جو شخص بھی صبح سویرے سات کھجور (عجوہ) کھائے گا اس پر سو فیصدی زہر اور جادو کا اثر نہ ہوگا سماحۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کا عمل اس حدیث پر بھی تھا فجر کی نماز اور دروس سے فارغ ہو کر جب اپنے گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلے سات کھجور کھا کر اس پر دودھ کا ناشتہ کرتے تھے۔اور موصوف کا کہنا تھا کہ یہ فائدہ مدینہ طیبہ کی ہر قسم کی کھجور میں موجود ہے کیوں کہ بعض روایات میں مدینہ کی عام کھجور کا ذکر ہے۔

[116]..... بَاب فِي سُوقِ الْجَنَّةِ

جنت کے بازار کا بیان

2875۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوقًا)) . قَالُوا وَمَا هِيَ قَالَ: ((كُثْبَانٌ مِنْ مِسْكٍ يَخرُجُوْنَ إِلَيْهَا فَيَجْتَمِعُوْنَ فِيهَا فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ رِيحًا فَتُدْخِلُهُمْ بُيُوتَهُمْ فَيَقُولُ لَهُمْ أَهْلُوْهُمْ لَقَدْ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَيَقُولُونَ لِأَهْلِيهِمْ مِثْلَ ذٰلِكَ)) .

(ترجمہ)انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک جنت میں ایک بازار ہے،صحابہ نے عرض کیا وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ مشک کی خوشبو والے ریت کے دو ٹیلے ہیں،لوگ وہاں جائیں گے اور اس میں جمع ہونگے ، پھر اللہ تعالیٰ ان کے لئے ایک ہوا چلائے گا جو ان کے گھروں میں داخل ہوگی (جب وہ لوٹ کر آئیں گے) تو ان کی بیویاں کہیں گی ہمارے پاس سے جانے کے بعد تمہارے حسن و جمال میں بہت اضافہ ہو گیا اور وہ اپنی بیویوں سے کہیں گے تم بھی ہمارے بعد ایسے ہی ہو گئیں (یعنی حسن و جمال میں مزید نکھار آ گیا)۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: مسلم (۲۸۳۳) شرح السنه (٤٣٨٩) ابن حبان (٧٤٢٥)۔

2876۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ،

(ترجمہ)اس سند سے بھی مذکور بالا حدیث کی طرح روایت ہے تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

تشریح: ...... مسلم شریف میں ہے ہر جمعہ کے دن بہشتی (جنتی) لوگ جمع ہوا کریں گے پھر شمالی ہوا چلے گی اور وہاں کا گرد و غبار (جو مشک اور زعفران ہے) ان کے چہروں اور کپڑوں پر پڑے گا تو ان کا حسن و جمال دوبالا ہو جائے گا......الخ اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں بازار بھی ہوگا۔

[117]..... بَاب حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ

جنت تکالیف کے ساتھ گھیر دی گئی ہے

2877۔ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

((حُفَّتْ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتْ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ)).

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت ایسی چیزوں سے گھیر دی گئی ہے جو نفس کو ناگوار ہیں اور جہنم گھیر دی گئی نفسانی خواہشات سے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: مسلم (۲۸۲۲) ترمذی (۲۵۵۹) ابویعلی (۳۲۷۵) ابن حبان (۷۱٦) ابونعیم فی صفة الجنة (٤٢)۔

تشریح: ......مکارہ سے مراد وہ امور ہیں جن کے بجالانے پر یا ترک کر دینے کا مسلمان کو حکم دیا گیا ہے اور وہ امور نفس انسانی پر سخت ناگوار اور مشکل ہوتے ہیں جیسے عبادت ریاضت، عبادات پر مواظبت ان کی مشقتوں پر صبر غصہ روکنا، عفو وحلم، صدقہ و جہاد یہ سارے امور بجالانا نفس پر شاق ہوتا ہے اور جنت انہیں امور کو بجالانے سے ملتی ہے، اور شہوات سے مراد وہ امور ہیں جن سے شریعت میں منع کیا گیا اور نفس انسانی اس میں لذت محسوس کرے اور اس کی خواہش کرے جیسے شراب خوری، زنا، اجنبی عورت کو گھورنا، غیبت، جھوٹ، کھیل کود جو نماز سے غافل کر دیں اور دیگر لہو ولعب گانے میوزک وغیرہ یہ سب مستلذات وشہوات میں سے ہیں اور نفس انکی طرف بری طرح مائل ہوتا ہے ان امور کے ارتکاب سے جہنم ملتی ہے یعنی عبادات شاقہ کے بجالانے سے جنت اور شہوات نفسانیہ سے جہنم کا آدمی مستحق ہو جاتا ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

[118]..... بَاب فِي دُخُولِ الْفُقَرَاءِ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ

جنت میں فقراء کے اغنیاء سے پہلے داخل ہونے کا بیان

2878- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ جُبَيْرٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ بَيْنَا أَنَا قَاعِدٌ فِي الْمَسْجِدِ وَحَلْقَةٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ قُعُودٌ إِذْ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَعَدَ إِلَيْهِمْ فَقُمْتُ إِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُمْ:((لِيُبْشِرْ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ بِمَا يَسُرُّ وُجُوهَهُمْ فَإِنَّهُمْ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِأَرْبَعِينَ عَامًا)). قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَلْوَانَهُمْ أَسْفَرَتْ، قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ.

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) نے کہا: میں مسجد (نبوی) میں بیٹھا تھا اور مہاجرین میں سے غریب لوگ حلقہ بنائے بیٹھے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کے پاس بیٹھ گئے میں بھی ان کے پاس پہنچ گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: فقراء مہاجرین کو ایسی بشارت دی جائے جس سے (وہ) ان کے چہرے خوش ہو جائیں غریب مہاجرین مالداروں سے چالیس برس پہلے جنت میں جائیں گے۔ عبداللہ بن عمرو نے کہا میں نے دیکھا ان کے چہرے چمکنے لگے تھے یہاں تک کہ میں تمنا وآرزو کرنے لگا کہ میں بھی ان میں سے ہو جاؤں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح ہے دیکھئے: مسلم (۲۹۷۹) ابن حبان (٦٧٧،

٦٧٨) ابو نعیم فی الحلیه (٥/١٣٧)۔

تشریح: ......اس حدیث سے غرباء فقراء اور مساکین کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ وہ اغنیاء سے پہلے جنت میں جائیں گے کیونکہ ان کے پاس مال و دولت ہی نہیں تھی جس کا حساب کتاب دینا پڑے اسی لئے قرآن پاک میں آیا ہے تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے فتنہ ہیں لیکن جو شخص مال دار ہونے کے ساتھ اپنے مال کو صحیح مصرف میں خرچ کرے اسراف و تبذیر سے بچے اور اللہ کے راستے میں خرچ کرے زکاۃ و صدقات ادا کرے اس کا مقام و فضل بھی اپنی جگہ بہت بڑا ہے غنی شاکر کی فقیر صابر پر فضیلت ہے۔ واللہ اعلم۔

[119]..... بَاب فِي نَفَسِ جَهَنَّمَ
جہنم کے سانس لینے کا بیان

2879۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ :((اشْتَكَتْ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا فَقَالَتْ:يَا رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ فَهُوَ أَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الزَّمْهَرِيرِ)).

(ترجمہ) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جہنم نے اپنے رب کے حضور میں شکایت کی اور کہا: اے میرے رب! میرے ہی بعض نے بعض کو کھالیا ہے، سو اللہ تبارک وتعالی نے اسے دو سانسوں کی اجازت دی ہے ایک سانس سردی (کے موسم) میں اور ایک گرمی میں، پس تم انتہائی گرمی اور انتہائی سردی جو پاتے ہو وہ اسی زمہریر کی وجہ سے ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (٣٢٦٠) مسلم (٦١٧) ابو یعلی (٥٨٧١) ابن حبان (٧٤٦٦) الحمیدی (٩٧٢)۔

2880۔ أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

(ترجمہ) اس سند سے بھی ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے ایسے ہی مروی ہے تخریج اوپر مذکور ہے لیکن اس کی سند حسن ہے۔

تشریح: ......گرمی اور سردی کی شدت کا سبب جو حدیث صحیح میں اوپر مذکور ہے۔ یہ اسباب باطنیہ میں سے ہے جس کی خبر ہمیں انہوں نے دی جو اپنی طرف سے کچھ نہ کہتے تھے اور جن کی کوئی بات غلط یا ناقابل یقین نہیں تھی (علیہ الصلاۃ والسلام) اس لئے اس کو تسلیم کرنا تمام مسلمانوں کے لئے واجب و ضروری ہے اور اس میں غور و خوض کرید سے گریز کرنا بھی واجب ہے مومن کی صفت ہے کہ آمنا وصدقنا کہے اور جو لوگ امور باطنیہ وغیبیہ کو اپنی محدود عقل سے ناپتے ہیں ان کو سوائے خسران اور خرابی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا لہٰذا عالم برزخ عالم آخرت عالم دوزخ و عالم جنت اس سب کے لئے جو کوائف جن جن لفظوں میں قرآن و حدیث میں وارد ہوئے ہیں ان کو ان کے ظاہری معنی تک تسلیم کر کے آگے زبان بند رکھنا اہل ایمان کی شان

ہے یہی لوگ راسخین فی العلم اور عنداللہ سمجھ دار ہیں جعلنا اللّٰہ وایاکم منھم آمین (راز رحمہ اللہ)

[120]..... بَاب فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ نَارُكُمْ هَذِهِ جُزْءٌ مِنْ كَذَا جُزْئًا

نبی کریم ﷺ کا فرمان تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا معمولی جزء ہے

2881- أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا الْهَجَرِيُّ عَنْ أَبِيْ عِيَاضٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ نَارَكُمْ هَذِهِ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْئًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری یہ (دنیا کی) آگ جہنم کی آگ کا (اپنی گرمی اور ہلاکت خیزی میں) سترواں حصہ ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند الہجری: ابراہیم بن مسلم کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (٣٢٦٥) مسلم (٢٨٤٣) ابن حبان (٧٤٦٢) موارد الظمآن (٢٦٠٨) مسند الحمیدی (١١٦٣)۔

تشریح: ......صحیحین میں ہے جب نبی کریم ﷺ نے یہ بیان کیا کہ دنیاوی آگ جہنم کی آگ کا سترواں حصہ ہے تو صحابہ میں سے کسی نے پوچھا یارسول اللہ! عذاب کے لئے تو یہ دنیاوی آگ بھی بہت تھی آپ نے فرمایا دنیا کی آگ کے مقابلہ میں جہنم کی آگ انہتر درجہ اور بڑھ کر ہے۔ اس سے معلوم ہوا اس آگ کی ہولناکی اور تمازت اور ہلاکت کا عالم کیا ہوگا۔ (اعاذنا اللہ منہا)۔

[121]..... بَاب فِي أَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا

جہنمیوں میں سے جس کو سب سے کم عذاب ہوگا

2882- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَهْوَنُ النَّاسِ عَذَابًا مَنْ لَهُ نَعْلَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے ہلکا عذاب (جہنم میں) اس کو ہوگا جو دو جوتیاں پہنے ہوگا جن سے اس کا دماغ (گرم پانی کی طرح) کھولتا ہوگا۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن ہے لیکن حدیث صحیح ہے دیکھئے: مسلم (٢١٣) احمد (٤٣٢/٢)، ابن حبان (٧٤٧٢) الموارد (٢٦١٧)۔

تشریح: ......سب سے ہلکے اور کم عذاب والے کا یہ حال ہوگا تو دوسروں کا کیا حال ہوگا مسلم شریف میں ہے اور یہ عذاب ابوطالب کو ہوگا آپ ﷺ کی رفاقت اور مدد کرنے کی وجہ سے۔

[122]..... بَاب قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ ﴾

فرمان الٰہی: ﴿هَلْ مِنْ مَزِيدٍ﴾ کا بیان

2883۔ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:((يُلْقَى فِي النَّارِ أَهْلُهَا وَتَقُولُ: هَلْ مِنْ مَزِيدٍ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ ثَلَاثًا حَتَّى يَأْتِيَهَا رَبُّهَا فَيَضَعَ قَدَمَهُ عَلَيْهَا فَتَزْوَى وَتَقُولُ قَطْ قَطْ قَطْ)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں دوزخیوں کو ڈالا جائے گا اور وہ کہے گی ہل من مزید یعنی کچھ اور بھی ہیں، کچھ اور بھی ہیں؟ تین بار کہے گی یہاں تک کہ اللہ رب العزت اپنا قدم مبارک اس پر رکھے گا تو وہ سکڑ جائے گی اور کہنے لگے گی بس، بس، بس۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (٤٨٤٩، ٤٨٥٠) مسلم (٢٨٤٦) ابویعلی (٣١٤٠) ابن حبان (٧٤٤٧)۔

تشریح: ......اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کا قدم ثابت ہوا جو بعض روایت میں رجل کے لفظ سے وارد ہے علمائے سلف کا عقیدہ وایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قدم ہے لیکن کیفیت ہمیں معلوم نہیں نہ اس کی کرید کرنی جائز ہے، بعض لوگوں نے قدم کی تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ قدم رکھنے سے مراد اس کا ذلیل کرنا ہے، یا کسی اور مخلوق کا قدم ہوسکتا ہے۔ یا قدم سے مراد جگہ بھی ہوسکتی ہے لیکن یہ سب تاویلات باطلہ ہیں، اہل حدیث کا مذہب اس سلسلہ میں وہی ہے جو سلف صالحین نے کہا کہ یہ رب العالمین کی صفت ہے جیسے، سمع، بصر، وجہ، عین، ید، اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔

امام دارمی رحمہ اللہ نے جنت اور جہنم سے متعلق چنیدہ صحیح احادیث اختصار کے ساتھ اس کتاب میں ذکر کی ہیں اس سے ان کے عقیدہ اور مذہب ومسلک کا پتہ چلتا ہے تو دوسری طرف جنت کی تمنا اور جہنم سے خوف پیدا ہوتا ہے، چند ایک احادیث اس باب میں ضعیف ہیں لیکن ان کے شواہد صحیحین اور حدیث کی اہم کتابوں میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولف کو اپنے رحم وکرم سے نوازے اور سنت رسول علی صاحبہ الصلاۃ والسلام کی خدمت پر ان کے درجات بلند فرمائے اور مترجم وپڑھنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ ان کے نقش قدم ومنہج مسلک پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین

وراثت کے مسائل کا بیان

[1]..... بَاب فِي تَعْلِيمِ الْفَرَائِضِ
فرائض کی تعلیم حاصل کرنے کا بیان

2884- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَاللَّحْنَ وَالسُّنَنَ كَمَا تَعَلَّمُونَ الْقُرْآنَ.

(ترجمہ) امیر المومنین عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے کہا: فرائض، اور قواعد، اور سنن سیکھو جس طرح تم قرآن کی تعلیم حاصل کرتے ہو۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے اور یہ قول موقوف علی عمر رضی اللہ عنہ ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے مصنف (۱۰/۴۵۹) (۹۹۷۵) میں اور سعید بن منصور نے السنن (۱) میں اور: البیقهی (۲۰۹/۶) نے ذکر کیا ہے۔

توضیح: ......فرائض سے مراد میراث اور اس کے حصص واحکام، لحن سے مراد علم نحو کے احکام وقواعد تا کہ عربی زبان

کے بولنے اور سمجھنے میں غلطی نہ ہو اور سنن سے مراد احادیث رسول اور علم حدیث مراد ہے حقیقت یہ ہے کہ انسان کو ان تینوں علوم کی اشد ضرورت ہے۔ گرچہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے لیکن ان علوم کی اہمیت سے انکار ممکن ہیں۔

2885۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ: عُمَرُ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ فَإِنَّهَا مِنْ دِينِكُمْ .

(ترجمہ) عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: علم فرائض سیکھو کیونکہ یہ تمہارے دین میں سے ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کے رجال ثقات ہیں لیکن ابراہیم نخعی کا لقاء امیر المومنین عمر (رضی اللہ عنہ) سے ثابت نہیں اس لئے منقطع ہے دیکھئے:

مصنف ابن ابی شیبه (۱۱/۲۳۴) (۱۱۰۸۱) سنن سعید بن منصور (۲) البیهقی فی الفرائض (۶/۲۰۹)

2886۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا يُوسُفُ الْمَاجِشُونُ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَوْ هَلَكَ عُثْمَانُ وَزَيْدٌ فِي بَعْضِ الزَّمَانِ لَهَلَكَ عِلْمُ الْفَرَائِضِ لَقَدْ أَتَى عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ وَمَا يَعْلَمُهَا غَيْرُهُمَا .

(ترجمہ) ابن شہاب (زہری رحمہ اللہ) نے کہا عثمان اور زید کسی وقت فوت ہو گئے، تو علم فرائض ختم ہو جائے گا اور ایک زمانہ ایسا آیا کہ علم فرائض کو ان دونوں کے علاوہ کوئی نہ جانتا تھا۔

(**تخریج**) یہ امام زہری کا قول ہے اس کو بیہقی نے (۶/۲۱۰) فسوی نے المعرفة (۱/۴۸۶) میں صحیح سند سے ذکر کیا ہے۔

2887۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَالْفَرَائِضَ فَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَفْتَقِرَ الرَّجُلُ إِلَى عِلْمٍ كَانَ يَعْلَمُهُ أَوْ يَبْقَى فِي قَوْمٍ لَا يَعْلَمُونَ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: قرآن کریم اور علم الفرائض سیکھو قریب (ممکن) ہے آدمی کو ایسے علم کی حاجت وضرورت پڑ جائے جس کو وہ جانتا تھا یا وہ ایسے لوگوں میں پہنچ جائے جن کو اس (فرائض) کا علم نہیں ہے۔

(**تخریج**) المسعودی: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ کی وجہ سے اس اثر کی سند میں انقطاع ہے لیکن معنی صحیح ہے قرآن اور علم فرائض سیکھنے کی طرف بہت سے آثار سے رہنمائی ملتی ہے۔ تخریج کے لئے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱/۲۳۵) (۱۱۰۸۷) سعید بن منصور من تعلم القرآن فلیتعلم الفرائض بسند صحیح عن ابن مسعود (۳) طبرانی (۹/۲۱۱) (۸۹۲۶) ومجمع الزوائد (۷۲۳۲)۔

2888۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ قَالَ قَالَ أَبُو مُوسَى مَنْ عَلِمَ الْقُرْآنَ وَلَمْ يَعْلَمِ الْفَرَائِضَ فَإِنَّ مَثَلَهُ مَثَلُ الْبُرْنُسِ لَا وَجْهَ لَهُ أَوْ لَيْسَ لَهُ وَجْهٌ .

(ترجمہ) ابوموسی نے کہا: جس نے قرآن کا علم حاصل کیا اور فرائض کی تعلیم نہ لی اس کی مثال ایسے سر کی ہے جس میں چہرہ نہ ہو۔ (ایک نسخہ میں ہے مثلہ مثل البرنس) اس کی مثال اس لباس کی سی ہے جس میں ٹوپی ہوتی ہے چہرہ نہیں ہوتا)۔

(**تخریج**) زیاد بن ابی مسلم کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے ابوالخلیل: صالح بن ابی مریم ہے۔ دیکھئے: ابن ابی شیبه

(۱۱/۲۳۴) (۱۱۰۸۲) اور ابن ابی شیبہ نے امثال الحدیث (۴۹) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس آدمی کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور فرائض نہیں جانتا ایسے ہے کہ آدمی ہو لیکن اس کا سر نہ ہو۔ لیکن اس کی سند میں اسحاق بن نجیح ہیں ابن معین نے کہا: هو : كذاب، عدو الله ، رجل خبيث۔

2889۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِعَلْقَمَةَ مَا أَدْرِيْ مَا أَسْأَلُكَ عَنْهُ قَالَ أَمِتْ جِيرَانَكَ .

(ترجمہ) ابراہیم (نخعی) نے کہا: میں نے علقمہ سے کہا: سمجھ میں نہیں آتا آپ سے کیا پوچھوں؟ انہوں نے کہا: اپنے پڑوسی کو مار دو۔

(تخریج) اس اثر کی سند علقمہ تک صحیح اور یہ علقمہ پر موقوف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱/۲۳۶) (۱۱۰۹۰) البیهقی (۶/۲۰۹) وفيه امت جيرانك وورث بعضهم من بعض ـ

توضیح:......یعنی تصور کرو کہ تمہارا پڑوسی مرگیا پھر اس کا ورثہ تقسیم کرو اس میں علم میراث کی ترغیب ہے۔

2890۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْوَلِيْدِ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَالطَّلَاقَ وَالْحَجَّ فَإِنَّهُ مِنْ دِينِكُمْ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: فرائض، طلاق اور حج کے احکام سیکھو کیونکہ یہ تمہارے دین سے ہیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے دیکھئے: البیهقی : (۶/۲۰۹)

2891۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ كَثِيرٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ كَانُوْا يُرَغِّبُوْنَ فِي تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ وَالْفَرَائِضِ وَالْمَنَاسِكِ .

(ترجمہ) حسن بصری (رحمہ اللہ) نے کہا: سلف صالحین، قرآن کریم، علم فرائض، اور مناسک (عبادات حج کے ارکان) سیکھنے کی ترغیب دیتے تھے۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن تک صحیح ہے اور یہ اثر کسی اور نے روایت نہیں کی۔

2892۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلْيَتَعَلَّمِ الْفَرَائِضَ فَإِنْ لَقِيَهُ أَعْرَابِيٌّ قَالَ يَا مُهَاجِرُ أَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَإِنْ قَالَ نَعَمْ قَالَ تَفْرِضُ فَإِنْ قَالَ نَعَمْ فَهُوَ زِيَادَةٌ وَخَيْرٌ وَإِنْ قَالَ لَا قَالَ فَمَا فَضْلُكَ عَلَيَّ يَا مُهَاجِرُ؟ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جس نے قرآن پڑھا وہ علم فرائض سیکھے کیونکہ اس کو اگر کوئی دیہاتی مل جائے اور کہے: اے مہاجر (بھائی) کیا تم قرآن پڑھتے ہو؟ اگر اس نے کہا: ہاں پڑھتا ہوں تو وہ کہے گا کیا تم میراث تقسیم کر سکتے ہو؟ اگر اس نے کہا کہ ہاں کر سکتا ہوں تو یہ مزید علم اور بہتری ہے اور اگر اس نے کہا میں علم الفرائض نہیں جانتا تو وہ اعرابی کہے گا پھر میرے اور

آپ کے درمیان اے مہاجر بھائی کیا فرق ہے۔ (یعنی میں بھی علم فرائض سے نابلد اور آپ بھی اس سے نادان)۔

(تخریج) اس روایت کے رجال ثقات ہیں لیکن ابوعبیدہ نے اپنے والد ابن مسعود سے سماع نہیں کیا لہٰذا یہ اثر منقطع ہے۔ دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱/۳۳۳) (۱۱۰۸۰) طبرانی فی الکبیر (۹/۱۶۱) (۸۷۴۲) الحاکم (۴/۳۳۳)، البیهقی (۶/۲۰۹) مجمع الزوائد (۷۲۳۱)۔

2893۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ قَالَ سَأَلْنَا مَسْرُوْقًا كَانَتْ عَائِشَةُ تُحْسِنُ الْفَرَائِضَ قَالَ وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ لَقَدْ رَأَيْتُ الْأَكَابِرَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ يَسْأَلُونَهَا عَنِ الْفَرَائِضِ.

(ترجمہ) مسلم نے کہا: ہم نے مسروق سے پوچھا کیا ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) فرائض اچھی طرح جانتی تھیں؟ انہوں نے کہا: قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ کو دیکھا کہ وہ بھی ان سے فرائض کے سلسلے میں سوال کیا کرتے تھے۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: المعرفة والتاريخ الفسوی (۱/۴۸۹)، ابن ابی شیبہ (۱۱/۲۳۴) (۱۱۰۸۴)۔

تشریح: ......علم فرائض یا علم المواریث کے سلسلے میں یہ آثار امام دارمی نے ذکر کئے ہیں جن میں اس علم کو سیکھنے اور حاصل کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے بعض دیگر روایات میں مرفوعاً بھی ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) وغیرہ سے علم الفرائض سیکھنے اور حاصل کرنے کی ترغیب ہے لیکن ساری روایات ضعیفہ ہیں ترمذی وابن ماجہ وغیرہ میں ہے علم فرائض حاصل کرو یہ پہلا علم ہے جو بھلا دیا جائے گا بعض احادیث میں اس کو نصف علم کہا گیا لیکن یہ بھی ضعیف ہے تفصیل کے لئے دیکھئے ارواء الغلیل (۱۶۶۴، ۱۶۶۵) اس کے باوجود اس علم کی ضرورت واہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور اس پر کامل طور پر عبور رکھنے والے علماء خال خال ہی ملتے ہیں۔

[2]..... بَاب مَنُ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ
حقیقی باپ کے بجائے کسی غیر کو باپ بنانا

2894۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ شُعْبَةُ هٰذَا أَوَّلُ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَهٰذَا تَدَلّٰى مِنْ حِصْنِ الطَّائِفِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهُمَا حَدَّثَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ)).

(ترجمہ) سعد بن ابی وقاص اور ابوبکرہ (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے شعبہ نے کہا اور سعد بن ابی وقاص وہ ہیں جنہوں نے اللہ کے راستے میں سب سے پہلے تیر چلایا، اور ابوبکرہ وہ ہیں جو طائف کے قلعہ پر چڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اترے تھے ان دونوں صحابیوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کے بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا یہ جانتے

ہوئے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو جنت اس پر حرام ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (٤٣٢٦، ٤٣٢٧) مسلم (٦٣) ابوداود (٥١١٣) ابن ماجه (٢٦١٠) ابویعلی (٧٠٠، ٧٠٦) ابن رجب (٤١٥، ٤١٦)۔

تشریح: ......فرائض کے ابواب میں یہ حدیث اور بعد والی احادیث ذکر کرنے سے غالباً امام دارمی کا مقصد یہ ہے کہ ترکہ اور میراث حاصل کرنے کے لئے کوئی شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کو اپنا باپ ہونے کا دعویٰ کرے تو یہ بہت بڑا بھیانک گناہ ہے ایسے شخص پر جنت حرام ہوگی، کیوں کہ ایک تو اس نے جھوٹ کا ارتکاب کیا پھر اپنے حقیقی باپ کی باپتا سے انکار کیا اور غیر کا مال غصب کرنا چاہا اس لئے جنت اس پر حرام ہے بخاری شریف کی دوسری روایت (٦٧٦٨) میں ہے: اپنے باپ کا کوئی انکار نہ کرے جس نے اپنے باپ سے منہ موڑا تو یہ کفر ہے یعنی اس نے کفر کا ارتکاب کیا اور کافر کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جیسا کہ اگلی روایت میں آ رہا ہے۔

2895۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ كُفْرٌ بِاللَّهِ ادِّعَاءٌ إِلَى نَسَبٍ لَا يُعْرَفُ وَكُفْرٌ بِاللَّهِ تَبَرُّؤٌ مِنْ نَسَبٍ وَإِنْ دَقَّ .

(ترجمہ) ابوبکر الصدیق (رضی اللہ عنہ) نے کہا: غیر معروف نسب کا دعویٰ کرنا اللہ کے ساتھ کفر ہے، اسی طرح کسی نسب سے براءت ظاہر کرنا چاہے وہ ذرا سا ہی ہو اللہ کے ساتھ کفر ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند علی شرط البخاری ہے پہلے جملے کا شاہد بخاری میں موجود ہے دوسرا جملہ بھی معنی کے لحاظ سے صحیح ہے۔ تخریج کے لئے دیکھئے: ابن ابی شیبه (٦١٦٠) طبرانی فی الاوسط (٨٥٧٠) مجمع الزوائد (٣٥٠، ٣٥٢) والخطیب (١٤٤/٣) وابن عدی فی الکامل ١٧١٠/٧۔

تشریح: ......اپنے آپ کو کسی دوسرے خاندان یا قبیلے کی طرف منسوب کرنا یا کسی قبیلے یا خاندان کا فرد ہونے کے باوجود اس سے انکار کرنا دونوں صورتیں حرام ہیں مثلاً کوئی بزاز، حجام یا حداد قبیلے کا فرد شرم کے مارے اپنے قبیلے سے انکار کرے یا اپنا نام کسی ایسے قبیلے کی طرف منسوب کرے جو اس کا خاندان وقبیلہ ہے ہی نہیں جیسے قریشی ہاشمی یا سید وغیرہ لگا کر لوگ اپنا انتساب ان معزز قبائل کی طرف کرتے ہیں تا کہ عزت ووقار ملے تو ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے جھوٹ اور افتراء ہے اس سے بچنا چاہیے۔

2896۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَكَرِيَّا أَبِي يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ نَحْوًا مِنْهُ .

(ترجمہ) اس سند سے ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے اسی طرح مروی ہے جیسے اوپر بیان کیا گیا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند بھی علی شرط البخاری ہے لیکن طبرانی میں یہ روایت ابومسعود بدری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے دیکھئے:

(۷۱۹)(۲۶۱/۱۷)۔

2897۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ السَّلُولِيُّ عَنْ جَعْفَرٍ الْأَحْمَرِ عَنِ السَّرِيِّ بْنِ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ لِأُبَايِعَهُ فَجِئْتُ وَقَدْ قُبِضَ وَأَبُو بَكْرٍ قَائِمٌ فِي مَقَامِهِ فَأَطَابَ الثَّنَاءَ وَأَكْثَرَ الْبُكَاءَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((كُفْرٌ بِاللّٰهِ انْتِفَاءٌ مِّنْ نَسَبٍ وَّإِنْ دَقَّ وَادِّعَاءُ نَسَبٍ لَا يُعْرَفُ)) .

(ترجمہ) قیس بن ابی حازم نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کی طرف گیا تا کہ آپ سے بیعت کرلوں لیکن جب (مدینہ) پہنچا تو آپ وفات پا چکے تھے اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) آپ کے قائم مقام (خلیفہ) تھے پس انہوں نے بہت مدح سرائی کی اور بہت روئے اور کہا: میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: معمولی سے نسب کا بھی انکار کرنا اللہ کے ساتھ کفر ہے، اور غیر معروف (نامعلوم) نسب کا دعوی کرنا بھی اللہ کے ساتھ کفر ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند بہت ضعیف ہے گرچہ طبرانی نے اوسط (۲۸۳۹) میں اور ہیثمی نے مجمع الزوائد (۳۵۲) میں اسے ذکر کیا ہے۔

2898۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ بَهْرَامٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُّمَا رَجُلٍ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ وَالِدِهٖ اَوْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ الَّذِيْنَ اَعْتَقُوْهُ فَاِنَّ عَلَيْهِ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی اپنے باپ کے بجائے کسی اور (شخص) کے باپ ہونے کا دعوی کرے، یا اپنا مولی (آزاد کرنے والا) بنائے کسی اور کو ایسے لوگوں کے سوا جنھوں نے اسے آزاد کیا تو اس پر قیامت تک اللہ کی اللہ کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اس کا کوئی عمل یا مال قابل قبول نہیں ہوگا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے اور متن حدیث صحیح ہے دیکھئے: ابن ماجه (۲۶۰۹) وليس فيه الجمله الاخيرة ابويعلی (۲۵۴۰) ابن حبان (۴۱۷) موارد الظمآن (۱۲۱۷) ابن ابی شيبه (۷۲۷/۸) (۶۱۶۲)۔

تشریح: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا ہونے کا دعوی کرے اس پر لعنت ہے اسی طرح جو شخص اپنے آپ کو ایسے آقا و سید کی طرف منسوب کرے جس نے اس کو آزاد نہیں کیا اس پر بھی اللہ تعالی اور فرشتے و تمام لوگوں کی طرف سے لعنت ہے اور ایسے شخص کا کوئی بھی عمل نہ عبادت نہ صدقات و خیرات کچھ بھی قبول نہ ہونگے ۔ یہ تمام احادیث و آثار اس لئے ذکر کئے گئے کہ کوئی شخص ترکہ اور میراث حاصل کرنے کے لئے کسی غیر کو اپنا باپ نہ بنائے ورنہ اس پر لعنت ہی لعنت ہے اور وہ جہنم کا ایندھن ہے۔ واللہ اعلم

[3]..... بَابٌ فِي زَوْجٍ وَأَبَوَيْنِ وَامْرَأَةٍ وَأَبَوَيْنِ

شوہر کے ساتھ ماں باپ، اور بیوی کے ساتھ ماں باپ کے حصے کا بیان

2899- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كَانَ عُمَرُ إِذَا سَلَكَ بِنَا طَرِيقًا وَجَدْنَاهُ سَهْلًا وَإِنَّهُ قَالَ فِي زَوْجٍ وَأَبَوَيْنِ لِلزَّوْجِ النِّصْفُ وَلِلْأُمِّ ثُلُثُ مَا بَقِيَ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: عمر (رضی اللہ عنہ) جب کسی راستے میں ہمارے ساتھ ہوتے تو ہم اس کو آسان پاتے تھے، انہوں نے شوہر اور والدین کے حصہ کے بارے میں کہا کہ شوہر کو نصف اور ماں کو باقی مال کا ثلث ملے گا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں ابراہیم کا لقاء عبداللہ بن مسعود سے ثابت نہیں اس لئے منقطع ہے لیکن دیگر طرق سے مروی ہونے کے باعث صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱/۲۳۹)، (۱۱۱۰۰) (۱۱۱۰۴، ۱۱۱۰۸) سعید بن منصور (۸۰۷) عبدالرزاق (۱۹۰۱۵) البیهقی (۶/۲۲۸)، ابن ابی شیبہ وسنن ابن منصور میں ہے واعطی الأب سائر ذلك وللأب الفضل ۔

تشریح: .....صورت مسأ لہ یوں بنی کہ ایک عورت کا انتقال ہوا اس نے اپنا شوہر اور ماں باپ چھوڑے تو کل مال کا نصف شوہر کو اور باقی میں سے ثلث ماں کو اور جو باقی بچے عصبہ کے طور پر باپ کو ملے گا اور مسأ لہ ۶ سے ہوگا۔

شوہر	۳
ماں	۱
باپ	۲

مزید تفصیل اور وراثت کے دیگر مسائل آگے آرہے ہیں۔

2900- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ الرِّشْكُ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ رَجُلٍ تَرَكَ امْرَأَتَهُ وَأَبَوَيْهِ فَقَالَ قَسَّمَهَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مِنْ أَرْبَعَةٍ .

(ترجمہ) یزید الرشک نے کہا: میں نے سعید بن المسیب (رحمہ اللہ) سے پوچھا آدمی اپنے پیچھے اپنی بیوی اور ماں باپ کو چھوڑے (تو میراث کیسے تقسیم ہوگی؟) انہوں نے کہا: زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) نے اس کی تقسیم چار سے کی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: البیهقی (۶/۲۲۸)، ابن ابی شیبه (۱۱۰۹۸) عبدالرزاق (۱۹۰۲۱)۔

توضیح: .....یعنی یہاں مسئلہ چار سے ہوگا جس میں سے ۱/۴ ایک چوتھائی بیوی کا اور باقی تین حصوں میں سے ایک تہائی ۱/۳ یعنی ایک حصہ ماں کا باقی دو حصے عصبہ ہونے کی بنا پر باپ کے ہوں گے۔

بیوی ۱

ماں ۱

باپ ۲

2901۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ فِي امْرَأَةٍ وَأَبَوَيْنِ لِلْمَرْأَةِ الرُّبُعُ وَلِلْأُمِّ ثُلُثُ مَا بَقِيَ .

(ترجمہ) عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) نے بیوی اور ماں باپ کے مسئلے میں کہا: بیوی کو ربع (چوتھائی) اور ماں کو جو بچا اس کا تہائی ملے گا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے ابوالمہلب کا نام عمرو بن معاویہ ہے اور ابوقلابہ عبداللہ بن زید ہیں۔ دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٠٩٧) عبدالرزاق (١٩٠١٤) البیہقی (٢٢٨/٦)۔

تشریح: ......اس اثر سے مذکورہ بالا مسئلہ جو سعید بن المسیب نے زید بن ثابت سے ذکر کیا اس کی تائید ہوتی ہے واضح رہے کہ زید بن ثابت اور امیر المومنین عثمان بن عفان دونوں صحابی (رضی اللہ عنہما) علم الفرائض کے امام تھے۔

2902۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّهُ قَالَ لِلْمَرْأَةِ الرُّبُعُ سَهْمٌ مِنْ أَرْبَعَةٍ وَلِلْأُمِّ ثُلُثُ مَا بَقِيَ سَهْمٌ وَلِلْأَبِ سَهْمَانِ .

(ترجمہ) عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) نے کہا: بیوی کا حصہ چار میں سے چوتھائی ہوگا اور ماں کے لئے چار میں سے جو بچا اس کا ثلث ایک تہائی اور باپ کے دو حصے (یعنی دو تہائی) ہوں گے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: سنن سعید بن منصور (١٠) لیکن اس کی سند میں انقطاع ہے۔

تشریح: ......اس سند سے مذکور بالا ایوب السختیانی کی روایت کی تائید اور مزید توضیح ہوتی ہے۔

2903۔ أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَأَلَ الْحَارِثَ الْأَعْوَرَ عَنِ امْرَأَةٍ وَأَبَوَيْنِ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ عُثْمَانَ .

(ترجمہ) عمر بن سعید نے حارث الاعور سے پوچھا بیوی اور ماں باپ کے ورثے کے بارے میں تو انہوں نے عثمان (رضی اللہ عنہ) کا (مذکورہ بالا) مسئلہ بیان کر دیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حجاج بن ارطاۃ اور حارث الاعور کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن مذکورہ بالا اسانید سے اس کی تائید ہوتی ہے دیکھئے: سعید بن منصور (١٧) البیہقی فی الفرائض (٢٨٨/٦)۔

2904۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ قَالَ فِي امْرَأَةٍ

تَرَكَتْ زَوْجَهَا وَأَبَوَيْهَا لِلزَّوْجِ النِّصْفُ وَلِلْأُمِّ ثُلُثُ مَا بَقِيَ .

(ترجمہ) زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) نے اس عورت کے بارے میں کہا جو اپنا شوہر اور ماں باپ چھوڑ جائے، شوہر کو آدھا ماں کو جو بچا اس کا تہائی ملے گا۔

تخریج اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۰۹۸) تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔

2905۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلِيٍّ فِي امْرَأَةٍ وَأَبَوَيْنِ قَالَ مِنْ أَرْبَعَةٍ لِلْمَرْأَةِ الرُّبُعُ وَلِلْأُمِّ ثُلُثُ مَا بَقِيَ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأَبِ .

(ترجمہ) عامر الشعبی سے مروی ہے علی (رضی اللہ عنہ) نے بیوی اور ماں باپ کے حق وراثت کے بارے میں کہا: بیوی کے لئے کل مال کے چار میں سے چوتھا حصہ اور جو بچے اس کا ایک تہائی ماں کے لئے اس سے جو بچا وہ باپ کا حصہ ہے۔

(یعنی: بیوی کا ا۔ ماں کا ا۔ اور باپ کو دو ملیں گے کما مر آنفا)

تخریج اس روایت کی سند میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی ضعیف ہیں اور شعبی نے بھی امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے سنا نہیں، لیکن مذکورہ بالا طرق و آثار کی اس سے تائید ہوتی ہے۔ دیکھئے: ابن منصور (۱۵) ابن ابی شیبہ (۱۱۰۹۹)

2906۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ عُمَرُ إِذَا سَلَكَ بِنَا طَرِيقًا اتَّبَعْنَاهُ فِيهِ وَجَدْنَاهُ سَهْلًا وَإِنَّهُ قَضَى فِي امْرَأَةٍ وَأَبَوَيْنِ مِنْ أَرْبَعَةٍ فَأَعْطَى الْمَرْأَةَ الرُّبُعَ وَالْأُمَّ ثُلُثَ مَا بَقِيَ وَالْأَبَ سَهْمَيْنِ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: عمر (رضی اللہ عنہ) جس طرف بھی جاتے اور ہم ان کی اتباع کرتے تو اس مسئلہ کو آسان پاتے تھے انہوں نے بیوی اور ماں باپ کے ترکے میں فیصلہ کیا کہ چار سے مسئلہ ہوگا چوتھائی بیوی کو، ماں کو ثلث (تہائی) جو بچا اس سے اور باقی جو بچا دو حصے یہ باپ کے ہوں گے۔

تخریج اس روایت کی سند میں بھی انقطاع ہے لیکن یہ اثر صحیح ہے تفصیل اوپر گذر چکی ہے دیکھئے: ابن منصور (٦) وعبدالرزاق (۱۹۰۱۵) نیز دیکھئے: رقم (۲۹۰۵) جو ابھی گذرا ہے۔

2907۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عِيسَى عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ مِثْلَ ذٰلِكَ .

(ترجمہ) زید بن ثابت سے اس سند سے بھی مثل سابق مروی ہے۔

تخریج اس اثر کی سند صحیح ہے عیسی کا نام ابن ابی عزہ ہے دیکھئے: مصنف عبدالرزاق (۱۹۰۱۷) نیز رقم (۲۹۰٦)۔

2908۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ يَقُولُ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَرَانِي أَنْ أُفَضِّلَ أُمًّا عَلَى أَبٍ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کہتے تھے: اللہ تعالی مجھے نہ دکھائے کہ میں ماں کو باپ پر فوقیت دوں۔

(تخریج) اس سند کے رجال ثقات ہیں لیکن سند میں انقطاع ہے میسّب بن رافع نے ابن مسعود سے سماع نہیں کیا لیکن یہ اثر صحیح ہے جیسا کہ امام حاکم نے کہا ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١١٠٧) عبدالرزاق (١٩٠١٩) الحاکم (٤/٣٣٦) و وافقه الذهبی علی تصحیحه۔

تشریح: ......مطلب اس اثر کا یہ ہے کہ مذکورہ بالا مسئلہ میں باپ کو عصبہ ہونے کی وجہ سے دو حصے ملیں گے اور ماں کو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حصے میں ایک حصہ یعنی ثلث ہی ملے گا اللہ تعالیٰ نہ کرے کہ میں ماں کو باپ پر فضیلت دے کر ماں کو زیادہ حصہ دلاؤں یعنی ماں کو کل مال کا ایک تہائی دینے سے ماں کو دو ملیں گے اور باپ کو ایک حصہ ملے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما یہی کہتے تھے، اس لیے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کا ردّ کیا۔ واللہ اعلم۔

2909۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ أَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَتَجِدُ فِي كِتَابِ اللَّهِ لِلْأُمِّ ثُلُثَ مَا بَقِيَ فَقَالَ زَيْدٌ إِنَّمَا أَنْتَ رَجُلٌ تَقُولُ بِرَأْيِكَ وَأَنَا رَجُلٌ أَقُولُ بِرَأْيِي .

(ترجمہ) عکرمہ نے کہا: ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کے پاس پیغام بھیجا کہ تم اللہ کی کتاب (قرآن پاک) میں ماں کے لئے جو بچ جائے اس کا ثلث پاتے ہو؟ زید نے جواب دیا: آپ بھی آدمی ہیں اپنی رائے سے اس بارے میں فتوی دیتے ہیں اور میں بھی آدمی ہوں اپنی رائے سے کہتا ہوں۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١١١٠) عبدالرزاق (١٩٠٢٠) البیهقی (٦/٢٢٨) والمحلی (٩/٢٦٠)۔

2910۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَحَجَّاجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُمَا قَالَا فِي زَوْجٍ وَأَبَوَيْنِ لِلزَّوْجِ النِّصْفُ وَلِلْأُمِّ ثُلُثُ جَمِيعِ الْمَالِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأَبِ .

(ترجمہ) عطاء (رحمہ اللہ) اور ابن عباس (رضی اللہ عنہما) دونوں نے خاوند کے ساتھ ماں باپ کے مسئلہ میں کہا: خاوند کو نصف اور ماں کے لئے کل مال کا ثلث اور جو بچے وہ باپ کا ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے ابن حزم نے محلی میں (٩/٢٦٠) عبدالرزاق سے صحیح سند سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

توضیح: ......یعنی کل مال کے چھ حصے تین حصے شوہر کے دو ماں کے ایک تہائی، کل مال کا، اور ایک حصہ باپ کا۔

2911۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ أَنْبَأَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لِلْأُمِّ ثُلُثُ جَمِيعِ الْمَالِ فِي امْرَأَةٍ وَأَبَوَيْنِ وَفِي زَوْجٍ وَأَبَوَيْنِ .

(ترجمہ) علی (رضی اللہ عنہ) نے (اس مسئلہ میں) کہا: ماں کے لئے کل مال کا ایک تہائی ہے چاہے بیوی کے ساتھ ماں باپ ہوں یا شوہر کے ساتھ ماں باپ ہوں۔

یعنی: ابن عباس کی انہوں نے اس مسئلہ میں تائید کی ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند منقطع ہے کیوں کہ ابراہیم نخعی نے امیر المومنین علی (رضی اللہ عنہ) کو پایا ہی نہیں دیکھئے: المحلی (۲۶۰/۹)۔

2912۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى ، حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيسَ ، عَنْ اَبِيْهِ ، عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ خَالَفَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَهْلَ الْقِبْلَةِ فِي امْرَأَةٍ وَاَبَوَيْنِ ، جَعَلَ لِلْاُمِّ الثُّلُثَ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ .

(ترجمہ) ابراہیم نخعی (رحمہ اللہ) نے کہا بیوی اور ماں باپ کے مسئلہ میں ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے اہل قبلہ کی مخالفت کی ہے کیوں کہ انہوں نے ماں کے لئے کل مال کا ایک تہائی حصہ قرار دیا۔

(**تخریج**) اس روایت کے رجال ثقات ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۱۰۵) عبدالرزاق (۱۹۰۱۸) الفسوی فی المعرفة (۱۰۹/۳)، البیهقی فی الفرائض (۲۲۸/٦) وابن حزم فی المحلی(۲٦۰/۹) اوراس پرانہوں نے شدید انکار کیا جوابن عباس (رضی اللہ عنہما) کے مخالف ذکر کیا انہوں نے ثوری عن رجل عن فضیل سے اس کو روایت کیا ہے۔

توضیح: ......ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ماں کے لئے کل مال کا ایک تہائی حصہ خاص کیا۔ دیگر تمام صحابہ وتابعین اس مسئلہ میں بیوی یا شوہر کے بعد جو بچے اس میں سے ایک تہائی ماں کے لئے قرار دیتے ہیں: اور جیسا کہ ابن عباس اور زید بن ثابت کا اثر گذرا ہے یہ مسالہ اجتہادی تھا اس لئے کسی نے کل مال کا ایک تہائی ماں کے لئے خاص کیا اور کسی نے دونوں کے حصے کے بعد جو بچے اس میں سے ایک تہائی خاص کیا، اس مسئلہ کو مسئلہ عمریہ کہتے ہیں اور راجح عمر (رضی اللہ عنہ) کا ہی مسلک ہے۔

[4]..... بَاب فِي بِنْتٍ وَأُخْتٍ

بیٹی کے ساتھ حقیقی بہن کو کتنا حصہ ملے گا؟

2913۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قَضَى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِالْيَمَنِ فِي بِنْتٍ وَأُخْتٍ فَأَعْطَى الْبِنْتَ النِّصْفَ وَالْأُخْتَ النِّصْفَ .

(ترجمہ) اسود بن یزید نے کہا: معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) نے یمن میں لڑکی اور بہن کے بارے میں فیصلہ دیا اور بنت کو نصف اور باقی مال (عصبہ کے طور پر) بہن کو دیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند اسود تک امام بخاری کی شرط پر ہے: دیکھئے: بخاری (٦٧٣٤، ٦٧٤١) ابوداود (۲۸۹۳) ابن ابی شیبه (۱۱۱۱۵) عبدالرزاق (۱۹۰۴۰) ابن منصور (۳۰) البیهقی (۲۳۳/٦)۔

2914۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ لَا يُوَرِّثُ الْأُخْتَ مِنَ الْأَبِ وَالْأُمِّ مَعَ الْبِنْتِ حَتّٰى حَدَّثَهُ الْأَسْوَدُ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ جَعَلَ لِلْبِنْتِ النِّصْفَ وَلِلْأُخْتِ النِّصْفَ فَقَالَ أَنْتَ رَسُولِي إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ فَأَخْبِرْهُ بِذَاكَ وَكَانَ قَاضِيَهُ بِالْكُوفَةِ .

(ترجمہ) اسود بن یزید سے مروی ہے کہ (عبداللہ) ابن الزبیر (رضی اللہ عنہ) حقیقی بہن کو بیٹی کے ساتھ وراثت میں حصہ نہ دیتے تھے

یہاں تک کہ اسود نے انہیں بتایا کہ معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) نے بیٹی کو نصف حصہ اور باقی حقیقی بہن کو دیا، ابن زبیر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: تم عبداللہ بن عقبہ کے پاس میرے قاصد کی حیثیت سے جاؤ اس وقت عبداللہ بن عقبہ کوفہ میں ان کے قاضی تھے چنانچہ اسود ان کے پاس گئے اور ان کو اس مسئلہ کا حل بتایا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۱۱۸) ابن منصور (۳۲) الحاکم ۳۳۷/٤ صححهُ و وافقه الذهبی ۔

توضیح: ......یعنی ابن الزبیر (رضی اللہ عنہ) نے معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) کی بات مان لی اور کہا کہ ہمارے قاضی کو بھی کوفہ میں جا کر یہ بات بتا دو۔ سبحان اللہ کیسا ایک دوسرے کا احترام تھا اور اپنی بات منوانے کا انہیں خبط نہ تھا رضی اللہ عنہم وارضاہم۔

2915۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ رَجُلٍ تَرَكَ بِنْتًا وَأُخْتًا فَقَالَ لِابْنَتِهِ النِّصْفُ وَلِأُخْتِهِ مَا بَقِيَ وَقَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ يَجْعَلُ الْأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةً لَا يَجْعَلُ لَهُنَّ إِلَّا مَا بَقِيَ .

(ترجمہ) بشر بن عمر نے کہا: میں نے ابن ابی الزناد سے پوچھا ایک آدمی نے ایک لڑکی اور ایک بہن چھوڑی تقسیم کیسے ہوگی؟ انہوں نے کہا: اس کی بیٹی کو نصف اور جو بچے گا وہ بہن کو ملے گا اور کہا کہ میرے والد خارجہ بن زید نے خبر دی کہ زید بن ثابت بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ قرار دیتے تھے اور ان کو وراثت میں سے وہی دیتے جو وارثین سے باقی بچتا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے امام بخاری نے تعلیقا اس کو روایت کیا ہے کتاب الفرائض باب میراث الولد من ابیه وامه ......الخ وقال : قال زید بن ثابت، حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۱۱/۱۲) میں کہا سعید بن منصور نے اسے موصولا روایت کیا ہے۔

[5]......بَاب فِي الْمُشْرِكَةِ
مشرکہ یعنی بھائیوں کی شرکت کا بیان

2916۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِي زَوْجٍ وَأُمٍّ وَإِخْوَةٍ لِأَبٍ وَأُمٍّ وَإِخْوَةٍ لِأُمٍّ قَالَ كَانَ عُمَرُ وَعَبْدُ اللَّهِ وَزَيْدٌ يُشَرِّكُونَ وَقَالَ عُمَرُ لَمْ يَزِدْهُمْ الْأَبُ إِلَّا قُرْبًا .

(ترجمہ) ابراہیم نخعی (رحمہ اللہ) سے شوہر، ماں اور حقیقی و مادری بھائیوں کے بارے میں مروی ہے انہوں نے کہا عمر، عبداللہ بن مسعود اور زید (رضی اللہ عنہم) سب بھائیوں کو وراثت کے حصہ میں شریک کرتے تھے اور عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: کہ باپ حقیقی بھائیوں کو مادری بھائیوں سے قریب کر دیتا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح علی شرط البخاری ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۱٤٥) عبد الرزاق (۱۹۰۰۹) ابن منصور (۲۰، ۲۱) ۔

تشریح: ......بہن بھائی تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) حقیقی: جن کے ماں باپ ایک ہوں (۲) پدری: جن کے والد ایک اور مائیں مختلف ہوں (۳) مادری: جن کی ماں ایک اور باپ مختلف ہوں۔

اور عصبہ سے مراد وہ رشتے دار ہیں جن کے حصے کتاب وسنت میں مقرر نہیں مختلف حالتوں میں ورثاء سے جو بچے وہ ان کے حصے میں آتا ہے ان ہی عصبہ میں سے بھائی ہیں جو دیگر وارثین کی موجودگی میں جو بچ جائے اس کے وارث ہوتے ہیں بعض علماء کے نزدیک صرف حقیقی بھائی عصبہ ہوکر حصہ لیں گے اور بعض صحابہ وتابعین کے نزدیک حقیقی مادری اور پدری سب بھائی اس مسئلہ میں شریک ہوکر اپنا حصہ لیں گے اسی لئے اسی مسئلہ کا نام مشرکہ رکھا گیا۔ صورت مذکور بالا جو اثر میں بیان ہوئی ہے اس میں ایک عورت نے اپنے پیچھے شوہر اور ماں اور حقیقی بھائی اور مادری بھائی چھوڑے تو تقسیم اس طرح ہوگی۔

شوہر	۳	نصف
ماں	۱	سدس
حقیقی بھائی	۲	ثلث
مادری بھائی		

باقی جو بچا سب بھائیوں کے درمیان مساوی تقسیم ہوگا۔

2917۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ لَا يُشَرِّكُ .

(ترجمہ) حارث نے کہا: علی (رضی اللہ عنہ) سب بھائیوں کو شریک نہ کرتے تھے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند حسن ہے اور حارث: ابن عبداللہ ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١١٥٤)۔

2918۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ أَنَّ عُثْمَانَ كَانَ يُشَرِّكُ وَعَلِيٌّ كَانَ لَا يُشَرِّكُ .

(ترجمہ) ابومجلز نے کہا: عثمان (رضی اللہ عنہ) شریک کرتے تھے اور علی (رضی اللہ عنہ) شریک نہیں کرتے تھے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے ابومجلز کا نام لاحق بن حمید ہے اور محمد: ابن یوسف ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١١٤٧) عبدالرزاق (١٩٠١١) ابن منصور (٢٢) البیهقی (٢٥٥/٦)۔

2919۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ أَنَّ زَيْدًا كَانَ يُشَرِّكُ .

(ترجمہ) ابن ذکوان نے کہا: زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) (سب بھائیوں کو) شریک کرتے تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند علی شرط البخاری صحیح ہے ابن ذکوان کا نام عبداللہ ہے۔ دیکھئے: ابن منصور (٢٧) ابن ابی شیبه (٢٥٤/١١)، عبدالرزاق (١٩٠٦٣) البیهقی (٢٥٦/٦) المحلی (٢٨٦/٩)۔

2920۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ شُرَيْحٍ أَنَّهُ كَانَ يُشَرِّكُ .

(ترجمہ) عبدالملک بن عمیر نے کہا: (قاضی) شریح شریک کرتے تھے۔

(تخریج) اس اثر کی سند جید ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۱٤۸) وابن منصور (۲۵)۔

2921۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ فَيْرُوْزَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ قَالَ فِي الْمُشَرَّكَةِ لَمْ يَزِدْهُمُ الْأَبُ إِلَّا قُرْبًا .

(ترجمہ) سعید بن فیروز نے اپنے والد سے روایت کیا کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے مشرکہ کے مسئلہ میں کہا: تینوں قسم کے بھائیوں میں باپ اور قربت پیدا کر دیتا ہے۔

(تخریج) حجاج بن ارطاۃ کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے لیکن اوپر عمر (رضی اللہ عنہ) کا قول صحیح سند سے گذر چکا ہے دیکھئے: رقم (۲۹۱٦) وابن ابی شیبہ (۱۱/۲۵۵)، عبدالرزاق (۱۹۰۰۹)۔

تشریح:......ان تمام آثار سے معلوم ہوا کہ عمر، عثمان، زید رضی اللہ عنہم اور قاضی شریح وغیرہ حقیقی، علاتی اخیافی یعنی مادری و پدری سب بھائیوں کو شریک کرتے تھے اور علی (رضی اللہ عنہ) شریک نہ کرتے تھے۔ اور صورت مسئلہ اس طرح بنے گی کہ ایک عورت خاوند، ماں (یا دادی) مادری بھائیوں اور ایک یا ایک سے زیادہ حقیقی بھائیوں کو چھوڑ کر فوت ہو جائے تو اس صورت میں مسئلہ ٦ سے ہوگا جن میں سے نصف یعنی ۳ حصے خاوند کے چھٹا یعنی ایک حصہ ماں کا اور ایک تہائی یعنی دو حصے مادری بھائیوں کو اور حقیقی بھائیوں کو کیونکہ وہ عصبہ ہیں کچھ نہ ملے گا اور ترکہ کے اصحاب الفروض میں مکمل ہونے کی صورت میں عصبہ محروم ہوتے ہیں۔

خاوند	نصف	۳
ماں	سدس	۱
مادری بھائی	ثلث	۲
حقیقی بھائی	کچھ نہیں	

لیکن امیر المؤمنین عمر (رضی اللہ عنہ) نے اجتہاد کر کے حقیقی بھائی یا بھائیوں کو مادری بھائیوں کے حصہ تہائی میں شریک قرار دیا لہٰذا سب یہی برابر تقسیم کریں گے اور یہ ایک مخصوص صورت ہے جس میں حقیقی بھائی مادری بھائی کے مانند ہے اور وراثت کے ایک تہائی میں سب شریک ہوں گے اس مسئلہ کو مشترکہ، مشرکہ، حجریہ (اور عمریہ و حماریہ) بھی کہتے ہیں۔

[6]..... بَابٌ فِي ابْنَيْ عَمٍّ أَحَدُهُمَا زَوْجٌ وَالْآخَرُ أَخٌ لِأُمٍّ

دو چچا زاد جن میں سے ایک شوہر یا ایک اخیافی بھائی ہو اس کا حصہ

2922۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ الْأَعْوَرِ قَالَ أُتِيَ عَبْدُ اللّٰهِ فِي فَرِيضَةِ بَنِي عَمٍّ أَحَدُهُمْ أَخٌ لِأُمٍّ فَقَالَ الْمَالُ أَجْمَعُ لِأَخِيهِ لِأُمِّهِ فَأَنْزَلَهُ بِحِسَابِ أَوْ بِمَنْزِلَةِ الْأَخِ مِنَ الْأَبِ وَالْأُمِّ فَلَمَّا قَدِمَ عَلِيٌّ سَأَلْتُهُ عَنْهَا وَأَخْبَرْتُهُ بِقَوْلِ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ إِنْ كَانَ لَفَقِيهًا أَمَّا أَنَا فَلَمْ أَكُنْ

لِأَزِيدَهُ عَلَى مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهُ سَهْمُ السُّدُسُ ثُمَّ يُقَاسِمُهُمْ كَرَجُلٍ مِنْهُمْ .

(ترجمہ) حارث الاعور نے کہا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کے پاس بنوعم (چچازادوں کا) مسئلہ آیا جن میں سے ایک مادری بھائی تھا، انہوں نے کہا: سارا مال اخیافی (مادری) بھائی کا ہوگا گویا انہوں نے مادری بھائی حساب کے یا حقیقی بھائی کے درجے میں رکھا، پھر جب علی (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے تو میں نے یہ مسئلہ ان کے سامنے پیش کیا اور عبداللہ بن مسعود کا فیصلہ انہیں بتایا تو انہوں نے کہا: اللہ ان پر رحم کرے وہ تو سمجھدار (فقیہ) تھے، لیکن میں جتنا اس صورت میں اللہ تعالی نے فرض کیا ہے اس پر زیادہ نہ دوں گا اس کے لئے سدس (چھٹا حصہ) پھر ان میں سے ہی ایک آدمی کی طرح تقسیم ہوگی (تفصیل نیچے تشریح میں دیکھئے)

(**تخريج**) اس حدیث کی سند حسن ہے حارث بن عبداللہ الاعور میں کلام ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۱۳٤) عبدالرزاق (۱۹۱۳۳) ابن منصور (۱۲۸) دارقطنی (۸۷/٤) البیهقی (۲٤٠/٦)۔

2923۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ أُتِيَ فِي ابْنَيْ عَمٍّ أَحَدُهُمَا أَخٌ لِأُمٍّ فَقِيلَ لِعَلِيٍّ إِنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يُعْطِيهِ الْمَالَ كُلَّهُ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنْ كَانَ لَفَقِيهًا وَلَوْ كُنْتُ أَنَا أَعْطَيْتُهُ السُّدُسَ وَمَا بَقِيَ كَانَ بَيْنَهُمْ .

(ترجمہ) حارث الاعور نے روایت کیا کہ علی (رضی اللہ عنہ) کے پاس بنوعم کا مسئلہ لایا گیا جن میں سے ایک اس کا مادری بھائی تھا اور علی (رضی اللہ عنہ) کو بتایا گیا کہ ابن مسعود نے کل مال کا وارث اسی کو بنا دیا ہے علی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: وہ تو فقیہ ہیں لیکن میں ان کی جگہ ہوتا تو اس کو سدس دیتا اور جو بچے گا پھر ان سب بنی عم کے درمیان تقسیم کرتا۔

(**تخريج**) اس روایت کی سند بھی حسن ہے تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

تشریح: ......اس مسئلہ کی صورت اس طرح بنے گی کہ ایک آدمی نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا پھر اس نے دوسری عورت سے شادی کی اس سے بھی ایک لڑکا ہوا پھر اس دوسری کو اس نے طلاق دیدی اور اس نے پہلے شوہر کے بھائی سے شادی کر لی اور اس سے بھی ایک لڑکا پیدا ہوا جو اس کا مادری بھائی بھی ہوا اور چچا کا بیٹا بھی ہوا پھر وہ بنوعم کو چھوڑ کر وفات پا گیا جن میں سے ایک مادری بھائی تھا اس صورت میں علی (رضی اللہ عنہ) نے اس اخیافی بھائی کو صرف ایک سدس کا وارث قرار دیا کیوں کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ..﴾ (النساء: ۱۲/٤) بخاری شریف میں تعلیقا یہ مسئلہ اس طرح ہے کہ شوہر کا حصہ نصف اور مادری بھائی کا سدس اور جو بچے گا وہ ان دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر دیا جائے گا علی (رضی اللہ عنہ) کا یہی فیصلہ تھا جو اقرب الی الصواب اور یہی جمہور کا مسلک ہے، زید بن ثابت نے بھی یہی کہا، عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے جو کہا کہ سارا مال مادری بھائی کا ہے اس کا مطلب یہ کہ شوہر کو آدھا حصہ دینے کے بعد باقی جو بچا سب مادری (ماں جائے) بھائی کا ہے یہ قول مرجوح ہے۔

اور حساب کا مطلب یہ ہے کہ جو حصہ اس کے لئے اللہ نے فرض کیا ہے۔

قاضی شریح سے بھی ابن مسعود کے قول کے مطابق مروی ہے جن سے علی (رضی اللہ عنہ) نے مناظرہ کیا اور ان کو قائل کر لیا اس لئے علی (رضی اللہ عنہ) کا قول ہی راجح اور قابل قبول ہے۔ واللہ اعلم تفصیل کے لئے التعلیق المغنی علی سنن الدار قطنی (۲۴۰/۶،۸۷/۴) ملاحظہ کیجئے۔

[7]..... بَاب فِي بِنْتٍ وَابْنَةِ ابْنٍ وَأُخْتٍ لِأَبٍ وَأُمٍّ
بیٹی، پوتی اور حقیقی بہن کے حصے کا بیان

2924۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي قَيْسٍ الْأَوْدِيِّ عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَإِلَى سَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ فَسَأَلَهُمَا عَنْ بِنْتٍ وَبِنْتِ ابْنٍ وَأُخْتٍ لِأُمٍّ وَأَبٍ فَقَالَا لِلابْنَةِ النِّصْفُ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ وَأْتِ ابْنَ مَسْعُودٍ فَإِنَّهُ سَيُتَابِعُنَا فَجَاءَ الرَّجُلُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ وَإِنِّي أَقْضِي بِمَا قَضَى بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلابْنَةِ النِّصْفُ وَلابْنَةِ الِابْنِ السُّدُسُ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ.

(ترجمہ) ہزیل بن شرحبیل نے کہا: ایک آدمی ابوموسی اشعری اور سلمان بن ربیعہ کے پاس آیا اور ان دونوں سے بیٹی پوتی اور حقیقی بہن کے وراثت میں حصے کے بارے میں پوچھا تو دونوں نے کہا، بیٹی کو نصف ملے گا اور باقی کا سب بہن کے لئے ہے (کیونکہ بیٹی کی موجودگی پوتی کے لئے حاجب ہے) پھر انہوں نے کہا ابن مسعود کے پاس جاؤ امید ہے وہ بھی ہماری تائید کریں گے چنانچہ وہ آدمی عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کے پاس گیا اور اس بارے میں فتوی پوچھا تو انہوں نے کہا: اگر میں ایسا فتوی دوں تو گمراہ ہو جاؤں اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہ ہوں گا میں تو ویسا فیصلہ دیتا ہوں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ دیا کہ بیٹی کا نصف حصہ پوتی کو سدس (چھٹا حصہ) اور جو کچھ بچے گا وہ بہن کا ہوگا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٦٧٣٦) ابوداود (٢٨٩٠) ترمذی (٢٠٩٣) ابن ماجه (٢٧٢١) ابویعلی (٥١٠٨) ابن حبان (٦٠٣٤) البيهقی (٢٣٠/٦)۔

تشریح: ......ابوموسی اور سلمان بن ربیعہ نے بیٹی کی موجودگی میں پوتی کو محروم گردانا لیکن ایسا ہی قضیہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے ﴿فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ﴾ کے تحت دوثلث پورا کرنے کے لئے پوتی کو سدس دیا اور جو بچا وہ حقیقی بہن کو دیا ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے یہ فیصلہ سنا تھا اس لئے وہی فیصلہ دیا۔

صورت مسئلہ اس طرح ہے:

بیٹی	نصف	۳
پوتی	سدس	۱
بہن	مابقی	۲

اس حدیث سے سلف صالحین صحابہ وتابعین کا ایک دوسرے کا احترام کرنا اوران کی رائے ماننا، اپنی رائے مسلط نہ کرنا نیز نزاع اوراختلاف کے وقت سنت رسول کی پیروی اوران کوآپ ﷺ کے فیصلے کو ماننا ثابت ہوا، اللھم ارزقنا اتباع نبیك ﷺ۔

[8]..... بَاب فِي الْإِخْوَةِ وَالْأَخَوَاتِ وَالْوَلَدِ وَوَلَدِ الْوَلَدِ

بھائی، بہن بیٹے اور پوتے کا بیان

2925- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي أَخَوَاتٍ لِأَبٍ وَأُمٍّ وَإِخْوَةٍ وَأَخَوَاتٍ لِأَبٍ لِلْأَخَوَاتِ لِلْأَبِ قَالَ وَالْأُمِّ الثُّلُثَانِ وَمَا بَقِيَ فَلِلذُّكُورِ دُونَ الْإِنَاثِ فَقَدِمَ مَسْرُوقٌ الْمَدِينَةَ فَسَمِعَ قَوْلَ زَيْدٍ فِيهَا فَأَعْجَبَهُ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ أَتَتْرُكُ قَوْلَ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ إِنِّي أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَوَجَدْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ مِنَ الرَّاسِخِينَ فِي الْعِلْمِ قَالَ أَحْمَدُ فَقُلْتُ لِأَبِي شِهَابٍ وَكَيْفَ قَالَ زَيْدٌ فِيهَا قَالَ شَرَّكَ بَيْنَهُمْ.

(ترجمہ) مسروق (رحمہ اللہ) سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے حقیقی بہنوں اور پدری بہنوں کے بارے میں کہا: حقیقی بہنوں کے لئے دوثلث ہوگا اور جو بچے گا وہ صرف مردوں کے لئے ہوگا عورتوں کے لئے نہیں پھر مسروق جب مدینہ آئے تو زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کا قول سنا جو انہیں بہت پسند آیا ان کے بعض شاگردوں نے کہا: آپ (اپنے استاذ) عبداللہ بن مسعود کا قول چھوڑ دیں گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں مدینہ آیا تو زید بن ثابت کو مضبوط اور پختہ علم والوں میں سے پایا۔

احمد بن عبداللہ بن یونس نے کہا میں نے ابن شہاب سے پوچھا زید (رضی اللہ عنہ) نے اس بارے میں کیا کہا؟ تو انہوں نے کہا کہ حقیقی اور پدری سب کو انہوں نے شریک بنایا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے ابوشہاب کا نام عبدربہ بن نافع ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۱۲۹) عبدالرزاق (۱۹۰۱۳) ابن منصور (۱۸) البیھقی (۲۳۰/۶)۔

2926- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ عَنْ إِسْمَعِيلَ قَالَ ذَكَرْنَا عِنْدَ حَكِيمِ بْنِ جَابِرٍ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَ فِي أَخَوَاتٍ لِأَبٍ وَأُمٍّ وَإِخْوَةٍ وَأَخَوَاتٍ لِأَبٍ أَنَّهُ كَانَ يُعْطِي لِلْأَخَوَاتِ مِنَ الْأَبِ وَالْأُمِّ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلذُّكُورِ دُونَ الْإِنَاثِ فَقَالَ حَكِيمٌ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ هَذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَرِثَ الرِّجَالُ دُونَ النِّسَاءِ إِنَّ إِخْوَتَهُنَّ قَدْ رَدُّوا عَلَيْهِنَّ.

(ترجمہ) اسماعیل بن ابی خالد نے کہا ہم نے حکیم بن جابر کے پاس تذکرہ کیا کہ ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) حقیقی بہن اور پدری بھائی بہن کے ساتھ حقیقی بہنوں کو دوثلث دیتے ہیں اور جو بچتا ہے وہ صرف مردوں میں تقسیم کرتے ہیں عورتوں کو کچھ نہیں دیتے حکیم نے کہا: زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) نے کہا یہ تو دور جاہلیت کا عمل ہے کہ عورتوں کے بجائے صرف مرد ہی وارث ہوں ان کی عورتیں

وارث نہ ہوں۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١١٢٧) ابن حزم فی المحلی (٩/٢٧٠)۔

2927۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تُشَرِّكُ بَيْنَ ابْنَتَيْنِ وَابْنَةِ ابْنٍ وَابْنِ ابْنٍ تُعْطِي الِابْنَتَيْنِ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَشَرِيكُهُمْ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يُشَرِّكُ يُعْطِي الذُّكُورَ دُونَ الْإِنَاثِ وَقَالَ الْأَخَوَاتُ بِمَنْزِلَةِ الْبَنَاتِ .

(ترجمہ) مسروق (رحمہ اللہ) سے مروی ہے کہ: عائشہ (رضی اللہ عنہا) دو بیٹیوں اور ایک پوتی و ایک پوتے کو میراث میں شریک کرتی تھیں، چنانچہ وہ دونوں بیٹیوں کو دو ثلث دیتی تھیں اور باقی بچا ایک ثلث میں سب کو شریک کرتی تھیں۔

اور عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) پوتی کو شریک نہیں کرتے تھے جو بچتا وہ صرف مردوں میں تقسیم کرتے اور وہ کہتے تھے: بہنیں بیٹیوں کے درجے میں ہیں۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١١٢٦) المحلی لابن حزم (٩/٢٧٠)، البیهقی (٦/٢٣٠)۔

تشریح: ...... یہ مسئلہ ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی رائے کے مطابق اس طرح ہے کہ ایک آدمی کا انتقال ہوا اور اس نے دو بیٹیاں ایک پوتا اور ایک پوتی چھوڑے تو دونوں بیٹیوں کو دو ثلث اور باقی بچا ایک ثلث میں سے دو حصے للذکر مثل حظ الانثیین کے تحت پوتے کو اور ایک حصہ پوتی کو ملے گا۔ اور مسئلہ ۹ سے ہوگا۔

دو بیٹیاں	ثلثان	٦
ایک پوتا	سہمان	٢
ایک پوتی	سہم	١

علی اور زید بن ثابت (رضی اللہ عنہما) بھی یہی کہتے تھے۔

لیکن ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کے نزدیک بیٹوں سے جو بچتا وہ سب پوتے کا ہوگا اور پوتی محروم کر دی جائے گی۔

2928۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي سَهْلٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ فِي بِنْتٍ وَبَنَاتِ ابْنٍ وَابْنِ ابْنٍ إِنْ كَانَتِ الْمُقَاسَمَةُ بَيْنَهُمْ أَقَلَّ مِنَ السُّدُسِ أَعْطَاهُمُ السُّدُسَ وَإِنْ كَانَ أَكْثَرَ مِنَ السُّدُسِ أَعْطَاهُمُ السُّدُسَ .

(ترجمہ) شعبی (رحمہ اللہ) نے کہا ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) ایک بیٹی اور کئی پوتیوں اور ایک پوتے کے بارے میں کہتے تھے کہ اگر تقسیم میں ان کے لئے سدس سے کم آتا ہو تو بھی انہیں سدس دیدیتے اور اگر سدس سے زیادہ آتا تب بھی انہیں سدس دیتے تھے۔

بیٹی	نصف	۳
پوتا	سہمان	۲
پوتی	سہم	سدس

(**تخریج**) اس اثر کی سند ابوسہل محمد سالم کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن ابن ابی شیبہ میں صحیح سند سے بھی مروی ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۱۳۲) عبدالرزاق (۱۹۰۳۳)۔

توضیح: ......ابن ابی شیبہ نے (۱۱۱۳۲) اس مسئلہ کو اور تفصیل سے روایت کیا ہے کہ ابن مسعود بیٹی کو نصف دیتے تھے اور پوتی کو پوتوں کے بعد اگر سدس سے زیادہ ملتا تو سدس سے زیادہ دیتے اور اگر اس کو سدس سے کم بچتا تو ایسی تقسیم کرتے کہ پوتی کو ضرر نہ پہنچے۔ اور دیگر صحابہ کرام کا فیصلہ اس مسئلہ میں یہ تھا کہ نصف بیٹی کو اور جو بچے وہ للذکر مثل حظ الانثیین کے اصول کے تحت پوتے کو دو اور پوتی کو ایک یعنی سدس ملے گا اصل مسئلہ ۶ سے اس طرح ہوگا:

بیٹی	نصف	۳
پوتا	سہمان	۲
پوتی	سہم	سدس(۱)

2929۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ أَنَّهُ كَانَ يُشَرِّكُ فَقَالَ لَهُ عَلْقَمَةُ هَلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَثْبَتُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ لَا وَلٰكِنِّي رَأَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَأَهْلَ الْمَدِينَةِ يُشَرِّكُونَ فِي ابْنَتَيْنِ وَبِنْتِ ابْنٍ وَابْنِ ابْنٍ وَأُخْتَيْنِ .

(ترجمہ) مسروق (رحمہ اللہ) سے مروی ہے کہ وہ بیٹی، پوتی اور دو بہنوں کو وراثت میں شریک کرتے تھے تو علقمہ نے ان سے کہا کہ ایسا کہنے والوں میں کوئی عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ (پختہ علم والے) تھے؟ مسروق نے کہا: نہیں لیکن میں نے زید بن ثابت اور اہل مدینہ کو دیکھا کہ وہ ان کو شریک کرتے تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے اور یہ مسئلہ رقم (۲۹۲۷) میں گذر چکا ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۱۲۹، ۱۱۱۳۰) عبدالرزاق (۱۹۰۱۳) ابن منصور (۱۸) المحلی لابن حزم (۹/۲۳۹)۔

تشریح: ......اس قول کے مطابق بیٹیاں اور بہنیں دوثلث اور پوتی و پوتے ایک ثلث میں للذکر مثل حظ الانثیین کے تحت تقسیم ہوگی۔ واللہ اعلم۔

2930۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ شُرَيْحٍ فِي امْرَأَةٍ تَرَكَتْ زَوْجَهَا وَأُمَّهَا وَأُخْتَهَا لِأَبِيهَا وَأُمِّهَا وَأُخْتَهَا لِأَبِيهَا وَإِخْوَتَهَا لِأُمِّهَا جَعَلَهَا مِنْ سِتَّةٍ ثُمَّ رَفَعَهَا فَبَلَغَتْ عَشَرَةً لِلزَّوْجِ النِّصْفُ ثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ وَلِلْأُخْتِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ النِّصْفُ ثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ وَلِلْأُمِّ السُّدُسُ

سَهْمٌ وَلِلْاَخْوَةِ مِنَ الْاُمِّ الثُّلُثُ سَهْمَانِ وَلِلْاُخْتِ مِنَ الْاَبِ سَهْمٌ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ .

(ترجمہ) محمد بن سیرین (رحمہ اللہ) نے قاضی شریح سے روایت کیا کہ ایک عورت نے اپنا شوہر، ماں، حقیقی بہن، پدری بہن اور مادری بھائی چھوڑے تو انہوں نے چھ سے تقسیم کی اور اس کو بڑھا کر دس کیا اور شوہر کو تین سہم (یعنی چھ میں سے تین) نصف حصہ دیا حقیقی بہن کو باقی تین سہم یعنی نصف حصہ دیدیا پھر ماں کو سدس (ایک سہم) اور مادری بھائیوں کو ثلث یعنی دو سہم اور پدری بہن کو ثلثین پورا کرتے ہوئے ایک سہم دیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۲۸۳/۱۱)(۱۱۲۳۸) عبدالرزاق (۱۹۰۳٤) البیھقی (۲۵۱/٦)۔

تشریح: ......اس مسئلہ کی صورت یہ ہوگی۔

زوج	۳سہم	۳
ام	سہم	۱
حقیقی بہن	ثلاثۃ اسہم	۳
پدری بہن	سہم	۱
مادری بھائی	سہمان	۲

[9]..... بَاب فِي الْمَمْلُوكِينَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ

غلاموں اور اہل کتاب کا بیان

2931۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ عَلِيًّا وَزَيْدًا كَانَا لَا يَحْجُبَانِ بِالْكُفَّارِ وَلَا بِالْمَمْلُوكِينَ وَلَا يُوَرِّثَانِهِمْ شَيْئًا وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَحْجُبُ بِالْكُفَّارِ وَبِالْمَمْلُوكِينَ وَلَا يُوَرِّثُهُمْ .

(ترجمہ) شعبی نے کہا کہ علی اور زید (رضی اللہ عنہما) کفار اور غلاموں کی وجہ سے کسی وارث کو محروم نہ کرتے تھے اور نہ کفار و غلاموں کو کسی چیز کا وارث بناتے تھے۔ اور عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کفار اور مملوکین کی وجہ سے محروم تو کر دیتے تھے لیکن ان کو ورثہ نہیں دیتے تھے۔

(تخریج) اس اثر کی سند اشعث بن سوار کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن صحیح سند سے بھی مروی ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۱۹۳) عبدالرزاق (۱۹۱۰۲، ۱۹۱۰۳، ۱۹۱۰۸) ابن منصور (۱٤۸)۔

2932۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ: أَنَّ عَلِيًّا وَزَيْدًا قَالَا: الْمَمْلُوكُونَ وَأَهْلُ الْكِتَابِ لَا يَحْجُبُونَ وَلَا يَرِثُونَ ، وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَحْجُبُونَ وَلَا يَرِثُونَ .

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: علی و زید (رضی اللہ عنہما) نے کہا مملوکین اور اہل کتاب نہ محروم کریں گے نہ وارث ہوں گے اور عبداللہ بن مسعود

(رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ محروم تو کر دیں گے لیکن وارث نہ ہوں گے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے نیز دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۱۹۳) ابن منصور (۱۴۸)۔

تشریح: ......مثال کے طور پر ایک آدمی کا انتقال ہوا اور اس نے اپنی ماں چھوڑی جو کہ مملوکہ ہے یا کافرہ اور دادی چھوڑی تو علی وزید (رضی اللہ عنہما) کے قول کے مطابق ماں دادی کو محروم بھی نہیں کرے گی اور نہ خود وراث ہوگی بلکہ دادی کو وراثت میں سے اس کا حصہ ملے گا۔ اور ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کے نزدیک ماں کی موجودگی میں چاہے وہ کافر یا مملوکہ ہی کیوں نہ ہو دادی محروم ہوگی اور وہ ماں وارث نہ ہوگی اور ابن مسعود سے ایک قول یہ مروی ہے کہ اگر وارث ماں اور کوئی بھی اگر مملوک (غلام) ہو تو اسے آزاد کرانے کے بعد وراثت میں سے حصہ دیا جائے گا۔

[10]..... بَاب الْجَدِّ

دادا کا بیان

2933۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ كَانَ كَتَبَ مِيرَاثَ الْجَدِّ حَتَّى إِذَا طُعِنَ دَعَا بِهِ فَمَحَاهُ ثُمَّ قَالَ سَتَرَوْنَ رَأْيَكُمْ فِيهِ .

(ترجمہ) عمر (رضی اللہ عنہ) نے دادا کے میراث پانے کے بارے میں لکھا لیکن جب وہ نیزے سے زخمی ہوئے تو وہ لکھا ہوا منگایا اور اسے مٹا دیا اور فرمایا: تم لوگ اس بارے میں اپنی رائے سے کام لینا۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۳۱۷) عبدالرزاق (۱۹۱۸۳) البیہقی (۲۴۵/۶)۔

تشریح: ......دادا، پوتے، چچا اور بھتیجوں کی وراثت کی تصریح قرآن پاک میں موجود نہیں ہے لیکن رسول اللہ ﷺ سے احادیث صحیحہ میں ان کے لئے وراثت میں حصہ داری موجود ہے اور کئی صورتوں میں دادا کو وراثت میں حصہ ملتا ہے تفصیل کتب الفرائض میں ملاحظہ فرمائیں۔

2934۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا أَشْعَثُ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ قُلْتُ لِعَبِيدَةَ حَدِّثْنِي عَنِ الْجَدِّ فَقَالَ إِنِّي لَأَحْفَظُ فِي الْجَدِّ ثَمَانِينَ قَضِيَّةً مُخْتَلِفَةً .

(ترجمہ) محمد بن سیرین (رحمہ اللہ) نے کہا میں نے عبیدہ سے کہا: مجھے دادا کے بارے میں بتایئے انہوں نے جواب دیا کہ مجھے دادا کے بارے میں اسی مختلف مسائل یاد ہیں۔

(تخریج) اس اثر کی سند اشعث بن سوار کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن صحیح سند سے بھی مروی ہے دیکھئے: عبدالرزاق (۱۹۰۴۳، ۱۹۰۴۴) البیہقی (۲۴۵/۶) بعض روایات میں مائۃ قضیہ کا ذکر ہے۔

2935۔ أَخْبَرَنَا أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عَمْرٍو الْخَارِفِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَتَاهُ رَجُلٌ فَسَأَلَهُ عَنْ فَرِيضَةٍ فَقَالَ إِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهَا جَدٌّ فَهَاتِهَا .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو خارفی نے کہا: علی (رضی اللہ عنہ) کے پاس ایک آدمی آیا اور (میراث کے) فریضہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اگر اس میں دادا کا ذکر نہ ہو تو پوچھو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۳۱۹/۱۱) (۱۱۳۰۳) بعض نسخ میں عبداللہ بن عمرو خارفی کے بجائے عبید بن عمرو مذکور ہے۔

2936۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ مُرَادٍ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَتَقَحَّمَ جَرَاثِيمَ جَهَنَّمَ فَلْيَقْضِ بَيْنَ الْجَدِّ وَالْاِخْوَةِ .

(ترجمہ) مراد کے ایک شخص نے علی (رضی اللہ عنہ) کو سنا وہ کہتے تھے: جس کو جہنم کے جراثیم داخل کرنا اچھا لگے وہ دادا اور بھائیوں کے مسئلہ میں فیصلہ کرے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے کیوں کہ بنی مراد کا شخص مذکور مجہول ہے، دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۳۱۳، ۱۱۳۱۸) عبدالرزاق (۱۹۰۴۸) ابن منصور (۵۶)۔

تشریح :......ان آثار سے، عمر اور علی (رضی اللہ عنہما) وغیرہ کا دادا کے بارے میں تردد ظاہر ہوا اور وہ ان کے بارے میں فیصلہ کرتے ہوئے احتیاط کرتے تھے۔ آگے دیگر صحابہ کرام کے فیصلے مذکور ہیں۔

[11]..... بَاب قَوْلِ أَبِي بَكْرٍ فِي الْجَدِّ
دادا کے بارے میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا بیان

2937۔ أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ جَعَلَ الْجَدَّ أَبًا .

(ترجمہ) ابونضرۃ نے ابوسعید خدری سے اور عکرمہ نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ انہوں نے دادا کو باپ کے درجے میں رکھا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۲۵۰) سعید بن منصور (۴۰) البیہقی (۲۴۶/۶)۔

توضیح: ......اس اثر کا مطلب یہ ہے کہ باپ کی غیر موجودگی میں دادا کو ویسے ہی میراث میں سے حصہ ملے گا جیسے باپ کو ملتا ہے۔

2938۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ كُرْدُوسٍ عَنْ أَبِي مُوسَى ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ جَعَلَ الْجَدَّ أَبًا .

(ترجمہ) ابوموسیٰ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے دادا کو باپ کا درجہ دیا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند جید ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٢٥١) ابن منصور (٤٣) البیھقی (٢٤٦/٦)، المحلی (٢٨٧/٩)

2939۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسٰى عَنْ كُرْدُوسٍ عَنْ أَبِي مُوسٰى أَنَّ أَبَا بَكْرٍ جَعَلَ الْجَدَّ أَبًا .

(ترجمہ) اس سند سے بھی ابوموسی سے مثل سابق مروی ہے ترجمہ وتخریج اوپر ذکر کی جا چکی ہے۔

2940۔ أَخْبَرَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ مَرْوَانَ عَنْ عُثْمَانَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يَجْعَلُ الْجَدَّ أَبًا .

(ترجمہ) عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) نے بھی مثل سابق ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ترجمہ وتخریج اوپر گذر چکی ہے۔

2941۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى وَمُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عُثْمَانَ : أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يَجْعَلُ الْجَدِ أَبًا .

(ترجمہ) اس سند سے بھی عثمان (رضی اللہ عنہ) سے مثل سابق روایت ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) دادا کو باپ کا درجہ دیتے تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے دیکھئے: ابن منصور (٤٣) الدارقطنی (٩٢/٤)۔

2942۔ أَخْبَرَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ لَقِيتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ يَا ابْنَ أَبِي مُوسٰى أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّ الْجَدَّ لا يُنْزَلُ فِيكُمْ مَنْزِلَةَ الْأَبِ وَأَنْتَ لا تُنْكِرُ؟ قَالَ قُلْتُ وَلَوْ كُنْتَ أَنْتَ لَمْ تُنْكِرْ . قَالَ مَرْوَانُ فَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّهُ شَهِدَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ جَعَلَ الْجَدَّ أَبًا إِذَا لَمْ يَكُنْ دُونَهُ أَبٌ .

(ترجمہ) ابوبردہ نے کہا: میں نے مدینہ میں مروان بن الحکم سے ملاقات کی تو انہوں نے کہا اے ابوموسی اشعری (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے کیا میں تمہیں اس کی خبر نہ دوں کہ دادا تمہارے نزدیک باپ کے درجہ میں نہیں ہوتا اور تم اس کی تردید بھی نہیں کرتے ہو؟ ابوبردہ نے کہا میں نے عرض کیا آپ بھی تو ایسا نہیں کرتے، مروان نے جواب دیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) نے گواہی دی کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے باپ کی غیر موجودگی میں دادا کو باپ کے درجہ میں رکھا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

2943۔ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ وَعَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يَجْعَلُ الْجَدَّ أَبًا .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) دادا کو باپ کا درجہ دیتے تھے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن منصور (٤٢) المحلی لابن حزم (٢٨٨/٩)، ابن حزم نے ان تمام صحابہ

وتابعین کے نام ذکر کئے ہیں جو دادا کو باپ کے درجہ میں رکھتے تھے۔

2944۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَعَلَهُ الَّذِى قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا أَحَدًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُهُ خَلِيلًا وَلَكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ)). يَعْنِى أَبَا بَكْرٍ جَعَلَهُ أَبًا يَعْنِى الْجَدَّ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اگر میں کسی کو خلیل (جگری دوست) بناتا تو ان کو ہی (یعنی ابوبکر کو) خلیل بناتا لیکن اسلامی اخوت (بھائی ہونا) زیادہ افضل ہے۔ انہوں نے کہا دادا باپ کی طرح ہے۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٦٧٣٨) ابویعلی (٢٥٨٤) ابن منصور (٤٨) الحاکم ٣٣٩/٤، المحلی لابن حزم ٢٨٧/٩۔

2945۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِى مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ جَعَلَ الْجَدَّ أَبًا

(ترجمہ) عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے دادا کو باپ کا درجہ دیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٣٦٥٨) ابویعلی (٦٨٠٥) ابن منصور (٤٧) ابن ابی شیبہ (١١٢٥٢) عبدالرزاق (١٩٠٤٩) البیہقی (٢٤٦/٦)۔

2946۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْأَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ إِنَّ الْجَدَّ قَدْ مَضَتْ سُنَّتُهُ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ جَعَلَ الْجَدَّ أَبًا وَلَكِنَّ النَّاسَ تَحَيَّرُوا.

(ترجمہ) حسن بصری (رحمہ اللہ) نے کہا: دادا کے بارے میں سنت گذر چکی ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے دادا کو باپ کا درجہ دیا، لیکن (آج) لوگوں نے اور رائے اختیار کی ہے۔

(تخریج) اس اثر کی سند اشعث بن سوار کی وجہ سے ضعیف ہے دیکھئے: ابن منصور (٥٤) اس میں ہے کہ اگر زمام حکومت میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں دادا کو باپ کا درجہ دیتا۔ اور اس کی سند صحیح ہے۔

فائدہ: ......ان تمام آثار اور صحابہ وتابعین رحمہم اللہ کی شہادت سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ جب میت کا باپ زندہ نہ ہو تو باپ کا حصہ دادا کی طرف لوٹ جائے گا یعنی باپ کی جگہ دادا وارث ہوگا۔ آگے اور تفصیل آ رہی ہے۔

[12]..... بَابٌ فِى قَوْلِ عُمَرَ فِى الْجَدِّ

دادا کے بارے میں عمر (رضی اللہ عنہ) کا بیان

2947۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ إِنَّ أَوَّلَ جَدٍّ وَرِثَ فِى الْإِسْلَامِ عُمَرُ.

(ترجمہ) شعبی (رحمہ اللہ) نے کہا: اسلام میں سب سے پہلے عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں جنہوں نے دادا کی حیثیت سے میراث لی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے دیکھئے: مصنف عبدالرزاق (۱۹۰۴۱)۔

توضیح: ......اس کا مطلب یہ ہے کہ عملی طور پر باقاعدہ دادا کی حیثیت سے میراث سب سے پہلے عمر (رضی اللہ عنہ) نے لی۔

2948۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا حَسَنٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ أَوَّلُ جَدٍّ وَرِثَ فِي الْإِسْلَامِ عُمَرُ فَأَخَذَ مَالَهُ فَأَتَاهُ عَلِيٌّ وَزَيْدٌ فَقَالَا لَيْسَ لَكَ ذَاكَ إِنَّمَا أَنْتَ كَأَحَدِ الْأَخَوَيْنِ .

(ترجمہ) شعبی (رحمہ اللہ) نے کہا: اسلام میں پہلے دادا جو وارث ہوئے عمر (رضی اللہ عنہ) انہوں نے اپنا حصہ لے لیا تو علی اور زید (رضی اللہ عنہما) ان کے پاس آئے اور کہا کہ ایسے نہیں آپ بھی دو بھائیوں کی طرح ہیں۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۲۷۷) البیہقی (۲۴۷/۶) تفصیل کے لئے فتح الباری (۲۰/۱۲)۔

تشریح: ......اگر کوئی میت دادا اور بھائی چھوڑ جائے تو عمر عبداللہ و زید رضی اللہ عنہم کے نزدیک دادا کو ثلث باقی ثلثین بھائیوں کے لئے اور علی (رضی اللہ عنہ) کے نزدیک سدس دادا کو باقی پانچ اسداس بھائیوں کے لئے۔

2949۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ عِيسَى الْخَيَّاطِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ كَانَ عُمَرُ يُقَاسِمُ بِالْجَدِّ مَعَ الْأَخِ وَالْأَخَوَيْنِ فَإِذَا زَادُوْا أَعْطَاهُ الثُّلُثَ وَكَانَ يُعْطِيْهِ مَعَ الْوَلَدِ السُّدُسَ .

(ترجمہ) شعبی نے کہا: عمر (رضی اللہ عنہ) دادا کو ایک یا دو بھائی کے ساتھ تقسیم میں شریک کرتے تھے، اگر بھائی زیادہ ہوتے تو دادا کو ثلث دیتے اور اولاد کے ساتھ سدس دیتے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں عیسی بن ابی عیسی: میسرہ، متروک ہیں لیکن دوسری صحیح سند سے بھی یہ اثر مروی ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۲۶۵) ابن منصور (۵۹) البیہقی (۲۴۹/۲)، المحلی (۲۸۴/۹)۔

2950۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لَمَّا طُعِنَ اسْتَشَارَهُمْ فِي الْجَدِّ فَقَالَ إِنِّيْ كُنْتُ رَأَيْتُ فِي الْجَدِّ رَأْيًا فَإِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تَتَّبِعُوْهُ فَاتَّبِعُوْهُ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ إِنْ نَتَّبِعْ رَأْيَكَ فَإِنَّهُ رَشَدٌ وَإِنْ نَتَّبِعْ رَأْيَ الشَّيْخِ فَلَنِعْمَ ذُو الرَّأْيِ كَانَ .

(ترجمہ) مروان بن الحکم سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) جب نیزے سے زخمی ہوئے تو دادا کے بارے میں صحابہ سے مشورہ کیا اور کہا کہ دادا کے بارے میں میری ایک رائے تھی اگر تم چاہو تو پیروی کرنا، عثمان (رضی اللہ عنہ) نے کہا: اگر ہم آپ کی رائے کی پیروی کریں تو یہ راہ ہدایت ہے اور اگر شیخ (ابوبکر) کی رائے مانیں تو وہ بھی بہت اچھی رائے والے تھے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند جید ہے دیکھئے: عبدالرزاق (۱۹۰۵۱، ۱۹۰۵۲) الحاکم (۳۴۰/۴)، البیہقی (۲۴۶/۶)، المحلی (۲۸۳/۹)۔

[13]..... بَاب قَوْلِ عَلِيٍّ فِي الْجَدِّ

دادا کے بارے میں علی (رضی اللہ عنہ) کی رائے کا بیان

2951- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ كَتَبَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى عَلِيٍّ وَابْنُ عَبَّاسٍ بِالْبَصْرَةِ إِنِّي أُتِيتُ بِجَدٍّ وَسِتَّةِ إِخْوَةٍ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَلِيٌّ أَنْ أَعْطِ الْجَدَّ سُبُعًا وَلَا تُعْطِهِ أَحَدًا بَعْدَهُ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) جب بصرہ میں تھے تو علی (رضی اللہ عنہ) کو لکھا کہ مجھ سے دادا اور چھ بھائیوں کا مسئلہ پوچھا گیا ہے، علی (رضی اللہ عنہ) نے جواب میں لکھا کہ دادا کو سدس (چھٹا حصہ) دیدو اور اس کے بعد کسی کو نہ دینا۔

(یعنی سدس دادا کے لئے باقی خمسہ اسداس بھائیوں کے لئے ہے)

(تخریج) اس روایت کی سند جید ہے شیبانی کا نام ابواسحاق سلیمان بن ابی سلیمان ہے۔ دیکھئے ابن ابی شیبہ (۱۱۲۶۹) البیهقی (۲۴۹/۶)، المحلی (۲۸۴/۹) فتح الباری (۲۱/۱۲) بیہقی کی سند میں قیس بن الربیع ضعیف ہیں۔

2952- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا حَسَنٌ عَنْ إِسْمَعِيلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي سِتَّةِ إِخْوَةٍ وَجَدٍّ قَالَ أَعْطِ الْجَدَّ السُّدُسَ قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ كَأَنَّهُ يَعْنِي عَلِيًّا الشَّعْبِيُّ يَرْوِيهِ عَنْ عَلِيٍّ رضي الله عنه.

(ترجمہ) شعبی سے چھ بھائی اور دادا کی میراث کے بارے میں مروی ہے کہ دادا کو سدس (چھٹا حصہ) دو۔

امام دارمی نے کہا: یعنی شعبی علی (رضی اللہ عنہ) کے قول کو روایت کرتے تھے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۲۶۸)۔

2953- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يَجْعَلُ الْجَدَّ أَخًا حَتَّى يَكُونَ سَادِسًا.

(ترجمہ) عبداللہ بن سلمہ (المرادی) سے مروی ہے کہ علی (رضی اللہ عنہ) دادا کو بھائی کا درج دیتے تھے جب کہ وہ چھٹے شخص ہوں۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۲۶۷) البیهقی (۲۴۹/۶)، ابن حزم فی المحلی (۲۸۴/۹)۔

2954- أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يُشَرِّكُ الْجَدَّ مَعَ الْإِخْوَةِ إِلَى السُّدُسِ.

(ترجمہ) حسن بصری (رحمہ اللہ) سے مروی ہے کہ علی (رضی اللہ عنہ) دادا کو بھائیوں کے ساتھ شریک کر کے سدس (چھٹا حصہ) دیتے تھے۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: المحلی لابن حزم ۲۸۴/۹، ابوالنعمان کا نام محمد بن الفضل ہے اور وہیب ابن خالد ہیں اور یونس: ابن عبید بن دینار ہیں۔

2955۔ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ يُشَرِّكُ بَيْنَ الْجَدِّ وَالْإِخْوَةِ حَتَّى يَكُونَ سَادِسًا.

(ترجمہ) عبداللہ بن سلمہ (المرادی) نے کہا: علی (رضی اللہ عنہ) دادا اور بھائیوں کو میراث میں شریک کرتے تھے یہاں تک کہ دادا چھٹے شخص رہتے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند حسن ہے اور (۲۹۵۳) پر سندا و متنا یہ روایت گذر چکی ہے۔

2956۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ يُشَرِّكُ الْجَدَّ إِلَى سِتَّةٍ مَعَ الْإِخْوَةِ يُعْطِي كُلَّ صَاحِبِ فَرِيضَةٍ فَرِيضَتَهُ وَلَا يُوَرِّثُ أَخًا لِأُمٍّ مَعَ جَدٍّ وَلَا أُخْتًا لِأُمٍّ وَلَا يَزِيدُ الْجَدَّ مَعَ الْوَلَدِ عَلَى السُّدُسِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ غَيْرُهُ وَلَا يُقَاسِمُ بِأَخٍ لِأَبٍ مَعَ أَخٍ لِأَبٍ وَأُمٍّ وَإِذَا كَانَتْ أُخْتٌ لِأَبٍ وَأُمٍّ وَأَخٌ لِأَبٍ أَعْطَى الْأُخْتَ النِّصْفَ وَالنِّصْفَ الْآخَرَ بَيْنَ الْجَدِّ وَالْأَخِ نِصْفَيْنِ وَإِذَا كَانُوا إِخْوَةً وَأَخَوَاتٍ شَرَّكَهُمْ مَعَ الْجَدِّ إِلَى السُّدُسِ.

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: علی (رضی اللہ عنہ) دادا کے ساتھ بھائیوں کو شریک کر کے چھ بناتے اور ہر ایک کو ایک ایک حصہ دیتے تھے اور دادا کے ساتھ مادری بھائی اور بہن کو وراثت میں سے کچھ نہ دیتے اور اولاد کے ساتھ دادا کے حصہ میں سدس سے زیادہ نہ دیتے تھے الا یہ کہ ولد کے علاوہ کوئی اور ہو اور مادری بھائی کے ساتھ حقیقی بھائی ہو تو مادری بھائی کو کچھ نہ دیتے اور اگر حقیقی بہن اور پدری بھائی ہوں تو بہن کو آدھا دیتے اور باقی بچا نصف پدری بھائی اور دادا کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر دیتے تھے، اور اگر وارثین میں بھائی اور بہنیں ہوں تو سدس (چھٹے حصے) کے ساتھ دادا کو شریک کرتے تھے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند ابراہیم تک علی شرط البخاری ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۲۸۲) عبدالرزاق (۱۹۰٦٤) البیهقی (٦/٣٤٩)۔

[14]..... بَاب قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْجَدِّ

دادا کے بارے میں ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کا قول

2957۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْعَبْسِيِّ هو عبدالله بن خالد عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْجَدِّ فَقَالَ أَيُّ أَبٍ لَكَ أَكْبَرُ فَقُلْتُ أَنَا آدَمُ قَالَ أَلَمْ تَسْمَعْ إِلَى قَوْلِ اللهِ تَعَالَى يَا بَنِيْ آدَمَ.

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن معقل نے کہا: ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے دادا کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: تمہارے باپ (دادا) میں کون سب سے بڑا ہے؟ (وفی روایۃ: اس سائل سے جواب نہ بن پڑا تو) میں نے کہا: آدم (سب سے بڑے باپ ہیں) انہوں نے جواب دیا تم نے اللہ تعالیٰ کا قول سنا نہیں "یا بنی آدم"

(**تخریج**) اس اثر کے رجال ثقات ہیں لیکن عبداللہ بن خالد کا سماع ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے ثابت نہیں دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٢٥٤) البیهقی (٦/٢٤٦)۔

توضیح: ......مطلب غالباً ان کا یہ تھا کہ جد اعلیٰ آدم علیہ السلام کو باپ ہی گردانا کیوں کہ جب لوگ بنی آدم ہیں تو آدم ان کے باپ ہی ہوئے اور جب جد اعلیٰ باپ ہے تو جد ادنیٰ چھوٹے دادا بھی باپ ہی کے درجہ میں ہوں گے۔ واللہ اعلم

2958- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ سُمَيْعٍ عَنْ رَجُلٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَوَدِدْتُ أَنِّي وَالَّذِينَ يُخَالِفُونَنِي فِي الْجَدِّ تَلَاعَنَّا أَيُّنَا أَسْوَأُ قَوْلًا.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: میری خواہش ہے کہ (دادا کے بارے میں) میں اور جو میری مخالفت کرتے ہیں ایک دوسرے پر لعنت کریں جس کا قول غلط ہو (یعنی اس پر لعنت ہو جس کا قول غلط ہو)

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں "رجل" غیر معروف ہے تخریج کے لئے دیکھئے: عبدالرزاق (١٩٠٢٤) ابن منصور (٣٧)۔

2959- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ جَعَلَ الْجَدَّ أَبًا.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے دادا کو باپ قرار دیا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: عبدالرزاق (١٩٠٥٥) ابن منصور (٤٦) بسند ضعيف۔

[15]..... بَاب قَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ فِي الْجَدِّ

دادا کے بارے میں ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کی رائے کا بیان

2960- أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى شُرَيْحٍ وَعِنْدَهُ عَامِرٌ وَإِبْرَاهِيمُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فِي فَرِيضَةِ امْرَأَةٍ مِنَّا الْعَالِيَةِ تَرَكَتْ زَوْجَهَا وَأُمَّهَا وَأَخَاهَا لِأَبِيهَا وَجَدَّهَا فَقَالَ لِي هَلْ مِنْ أُخْتٍ قُلْتُ لَا قَالَ هَلْ مِنْ أُخْتٍ قُلْتُ لَا قَالَ لِلْبَعْلِ الشَّطْرُ وَلِلْأُمِّ الثُّلُثُ قَالَ فَجَهِدْتُ عَلَى أَنْ يُجِيبَنِي فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَّا بِذٰلِكَ فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ وَعَامِرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ مَا جَاءَ أَحَدٌ بِفَرِيضَةٍ أَعْضَلَ مِنْ فَرِيضَةٍ جِئْتَ بِهَا قَالَ فَأَتَيْتُ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيَّ وَكَانَ يُقَالُ لَيْسَ بِالْكُوفَةِ أَحَدٌ أَعْلَمَ بِفَرِيضَةٍ مِنْ عَبِيدَةَ وَالْحَارِثِ الْأَعْوَرِ وَكَانَ عَبِيدَةُ يَجْلِسُ فِي الْمَسْجِدِ فَإِذَا وَرَدَتْ عَلَى شُرَيْحٍ فَرِيضَةٌ فِيهَا جَدٌّ رَفَعَهُمْ إِلَى عَبِيدَةَ فَفَرَضَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ إِنْ شِئْتُمْ نَبَّأْتُكُمْ بِفَرِيضَةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فِي هَذَا جَعَلَ لِلزَّوْجِ ثَلَاثَةَ أَسْهُمٍ النِّصْفَ وَلِلْأُمِّ ثُلُثُ مَا بَقِيَ السُّدُسُ مِنْ رَأْسِ الْمَالِ وَلِلْأَخِ سَهْمٌ وَلِلْجَدِّ سَهْمٌ قَالَ أَبُو إِسْحٰقَ الْجَدُّ أَبُو الْأَبِ.

(ترجمہ) ابواسحاق نے کہا: میں اپنی ایک خاتون عالیہ کی میراث کا مسئلہ لے کر شریح کے پاس داخل ہوا اور ان کے پاس عامر،

ابراہیم، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بیٹھے تھے اس عورت نے اپنا شوہر، اپنی ماں، اور پدری بھائی اور دادا کو چھوڑا قاضی شریح نے کہا: کیا اس کی کوئی بہن بھی ہے؟ میں نے کہا: نہیں تو انہوں نے کہا: شوہر کے لئے نصف ماں کے لئے ثلث (تہائی) میں انتظار میں رہا کہ وہ مجھے اور جواب دیں گے لیکن انہوں نے جب اس کے علاوہ مجھے کوئی جواب نہ دیا تو ابراہیم و عامر اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے کہا اتنا مشکل مسئلہ لے کر کوئی نہیں آیا جتنا مشکل مسئلہ لے کر تم آئے ہو ابواسحاق نے کہا چنانچہ میں عبیدہ السلمانی کے پاس گیا جن کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ کوفہ میں عبیدہ اور حارث اعور سے زیادہ فرائض جاننے والا اور کوئی نہیں، عبیدہ مسجد میں بیٹھتے تھے اور جب (قاضی) شریح کے پاس میراث کا کوئی مسئلہ آتا جس میں دادا موجود ہوتا تو اسے وہ عبیدہ کی طرف تحویل کر دیتے تھے چنانچہ میں نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے کہا اگر تم چاہو تو میں اس بارے میں عبداللہ بن مسعود کا فیصلہ سناؤں انہوں نے شوہر کو تین حصے (یعنی) نصف دیا جو بچا اس میں سے ماں کو ایک تہائی (ثلث) دیا یعنی راس المال کا چھٹا حصہ (سدس)، بھائی کو ایک اور دادا کو ایک حصہ دیا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۱۳۷،۱۱۳۰۳) عبدالرزاق (۱۹۰۷۱) ابن منصور (۱۳۰) البخاری فی الکبیر (۱۹/۲) تعلیقا والبیہقی (۲۳۹/۶)۔

تشریح:.....صورہ مسئلہ اس طرح بنے گی مسئلہ چھ سے ہوگا۔

زوج	نصف	۳
ماں	سدس	۱
بھائی	سہم	۱
دادا	سہم	۱

[16]..... بَاب قَوْلِ زَيْدٍ فِي الْجَدِّ

دادا کے بارے میں زید بن ثابت کی رائے کا بیان

2961۔ أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ زَيْدًا كَانَ يُشَرِّكُ الْجَدَّ مَعَ الْإِخْوَةِ إِلَى الثُّلُثِ.

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا کہ زید (رضی اللہ عنہ) بھائیوں کے ساتھ دادا کو تہائی کا شریک بناتے تھے۔

(تخریج) حسن تک اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۲۷٤)۔

2962۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ كَانَ يُقَاسِمُ بِالْجَدِّ مَعَ الْإِخْوَةِ إِلَى الثُّلُثِ ثُمَّ لَا يَنْقُصُهُ.

(ترجمہ) ابراہیم (رحمہ اللہ) نے کہا: زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) دادا کو بھائیوں کے ساتھ ثلث تقسیم کرتے تھے۔ اور اس میں کمی نہ کرتے۔

(تخریج) اس اثر کی سند ابراہیم تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٢٧٩، ١١٣٠٩) عبدالرزاق (١٩٠٦٣) البیهقی (٦/٢٥٠)۔

2963۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ عَنْ إِسْمَعِيلَ قَالَ قَالَ عُمَرُ خُذْ مِنْ أَمْرِ الْجَدِّ مَا اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ أَبُو مُحَمَّد يَعْنِي قَوْلَ زَيْدٍ .

(ترجمہ) اسماعیل سے مروی ہے عامر (الشعبی) نے کہا: دادا کے معاملے میں اس پر عمل کرو جس پر (علماء) لوگوں نے اجماع کیا ہے۔امام دارمی نے کہا: یعنی زید کا قول اپناؤ۔

(تخریج) عامر الشعبی تک اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے مالك فی الفرائض (٢) ابن ابی شیبه (١١٢٥٧، ١١٣١٦) عبدالرزاق (١٩٠٤٢)۔

تشریح: ......ان تمام آثار سے زید بن ثابت کی رائے معلوم ہوئی کہ باپ کی غیر موجودگی میں دادا کا حصہ ہے۔

☆ دادا، پوتے، چچا، بھتیجے کی تصریح گرچہ قرآن پاک میں وارد نہیں ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کے حصص الحقو الفرائض باهلها فما بقی لاولی رجل ذکر (بخاری) کے تحت مقرر فرمادیئے ہیں تفصیل کے لئے دیکھئے: المحلی (٩/٣٨٤) فتح الباری (١٢/٢٠) منهاج المسلم ص ٦٧٩۔

[17]..... بَاب الْأَكْدَرِيَّةِ زَوْجٌ وَأُخْتٌ لِأَبٍ وَأُمٍّ وَجَدٌّ وَأُمٌّ

اکدریہ: شوہر، حقیقی بہن، دادا اور ماں کا بیان

2964۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ فِي أُخْتٍ وَأُمٍّ وَزَوْجٍ وَجَدٍّ قَالَ جَعَلَهَا مِنْ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ لِلْأُمِّ سِتَّةٌ وَلِلزَّوْجِ تِسْعَةٌ وَلِلْجَدِّ ثَمَانِيَةٌ وَلِلْأُخْتِ أَرْبَعَةٌ .

(ترجمہ) قتادہ (رحمہ اللہ) نے کہا: زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) نے بہن، ماں، شوہر اور دادا کی میراث ۲۷ سے تقسیم کی اور ماں کو چھ، شوہر کو نو، دادا کو آٹھ اور بہن کو چار سہم دیئے۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٢٨٩) عبدالرزاق (١٩٠٧٤) ابن منصور (٦٥)

تشریح: ......یہ مسئلہ عدل کا ہے اور اکدریہ کے نام سے مشہور ہے اور اس مسئلہ کو الگ طور سے اس لئے ذکر کیا جاتا ہے کہ اصولا دادا کے ساتھ بہن صاحب فرض نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ ہوتی ہے، مگر اس مسئلہ میں اسے صاحبہ فرض قرار دے کر نصف ترکہ دیا گیا ہے پھر دادا اور بہن دونوں کے حصے ملا کر مقاسمہ کر لی گئی اس صورت میں بہن نصف کے بجائے چھٹے حصہ کی اور دادا تہائی حصہ کا وارث ہوا برعکس اس کے جو (مقاسمہ سے پہلے) فرض کیا گیا تھا اس طرح بہن کا حصہ مکدر ہو کر رہ گیا یعنی زیادہ ہونے کے باوجود کم ملا اکدریہ کی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس حل مذکور نے زید بن ثابت کا مسلک مکدر کر دیا بعض نے کہا یہ مسئلہ پوچھنے والی عورت قبیلہ اکدریہ سے تعلق رکھتی تھی (منهاج المسلم ص: ٦٨١-٦٨٢)

واضح رہے کہ عدل ایک معروف طریقہ ہے جس کا مطلب ہے: اصحاب الفرائض کے حصص کا اصل مسئلہ سے بڑھ جانا۔
مذکور بالا مسئلہ میں اصل مسئلہ ٦ سے بنے گا نصف خاوند کے لئے تہائی دو ماں کا نصف (٣) بہن کا اور چھٹا حصہ (١) دادا کا عدل کے بعد ترکہ چھ کے بجائے نو حصے ہوں گے پھر دادا بہن سے مقاسمہ کا تقاضہ کرے گا لہٰذا دادا کو بھائی تصور کر کے اس کا ایک حصہ اور بہن کے تین حصے ملا کر چار حصوں کو بہن اور دادا کے درمیان للذکر مثل حظ الانثین کے قاعدے کے مطابق تقسیم کر دیا جائے گا۔

	٦	٩	٢٧
خاوند	٣	٣	٩
ماں	٢	٢	٦
بہن	٣	٣	٤
دادا	١	١	٨

[18]..... بَاب فِي الْجَدَّاتِ

دادیوں کا بیان

2965۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ عَنِ ابْنِ سِيرِيْنَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ إِنَّ أَوَّلَ جَدَّةٍ أُطْعِمَتْ فِي الْإِسْلَامِ سَهْمًا أُمُّ أَبٍ وَابْنُهَا حَيٌّ .

(ترجمہ) ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: اسلام میں پہلی دادی جن کو میراث کا حصہ دیا گیا باپ کی ماں ہیں اور ان کا بیٹا حیات تھا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند اشعث بن سوار کی وجہ سے ضعیف ہے تخریج کے لئے دیکھئے: ترمذی (٢١٠٣) ابن ابی شیبہ (١١٣٤٨) ابن منصور (١٠٩-١١٠) البیہقی (٢٢٦/٢)، المحلی (٢٨١/٩)۔

توضیح: ......وراثت میں اصل جدہ (ام الام) نانی ہے جبکہ جدہ ام الاب (دادی) کو اس پر محمول کیا جاتا ہے۔ اور نانی مرنے والے کی ماں نہ ہو تو اکیلی وارث ہوگی اور اس کے ساتھ میت کی دادی بھی ہو تو دونوں سدس کو برابر تقسیم کریں گی۔

اور جدہ کو اس کے بیٹے کے ساتھ بعض صحابہ نے وارث قرار دیا ہے جیسے امیر المومنین عمر بن الخطاب ابن مسعود و عمران بن حصین رضی اللہ عنہم وغیرہم اور بعض صحابہ نے بیٹے کی موجودگی میں نانی یا دادی کو وارث نہیں مانا جیسے امیر المومنین عثمان و علی و زید رضی اللہ عنہم۔

2966۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَطْعَمَ جَدَّةً سُدُسًا .

(ترجمہ) طاؤس (رحمہ اللہ) سے مروی ہے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جدہ کو سدس (چھٹا حصہ) دیا۔

(**تخریج**) لیث بن ابی سلیم کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے دیکھئے: ابن ماجہ (٢٧٢٥) البیہقی (٢٣٤/٦)۔

2967۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ

عُمَرَ وَرَّثَ جَدَّةً مَعَ ابْنِهَا .

(ترجمہ) سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے دادی کو اس کے بیٹے کے ساتھ وارث بنایا۔

(**تخریج**) اس اثر میں ابن جریج کا عنعنہ ہے لیکن دوسری صحیح سند سے موقوفا علی سعید مروی ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۳۴۷) عبدالرزاق (۱۹۰۹٤) ابن منصور (۹۰) البیهقی (۲۲٦/٦)۔

2968- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَطْعَمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ثَلاثَ جَدَّاتٍ سُدُسًا قَالَ قُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ مَنْ هُنَّ قَالَ جَدَّتَاكَ مِنْ قِبَلِ أَبِيْكَ وَجَدَّتُكَ مِنْ قِبَلِ أُمِّكَ .

(ترجمہ) ابراہیم بن میسرہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دادی (یا نانیوں) کو سدس (چھٹا حصہ) دیا منصور بن معتمر نے کہا میں نے ابراہیم سے کہا: وہ کون سی جدات ہیں؟ تو انہوں نے کہا دو باپ کی جانب سے تمہاری "جدہ (یعنی دادی) اور ماں کی طرف تمہاری جدہ (نانی)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند معضل ہے یعنی دو راوی ساقط ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۳۲۳) عبدالرزاق (۱۹۰۷۹) ابن منصور (۷۹) البیهقی (۲۳٦/٦)، ابن حزم (۲۷۲/۹)۔

2969- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنِي الْحَسَنُ قَالَ تَرِثُ الْجَدَّةُ وَابْنُهَا حَيٌّ .

(ترجمہ) ابراہیم بن میسرہ نے کہا: مجھے حسن (بصری) نے خبر دی کہ جدہ (دادی) اپنے بیٹے کی موجودگی میں وارث ہوگی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح موقوف علی حسن ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۳۵۳) ابن منصور (۹۷) ابن حزم (۲۸۱/۹)، البیهقی (۲۲٦/٦)۔

2970- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَا تَرِثُ أُمُّ أَبِ الْأُمِّ ابْنُهَا الَّذِي تُدْلِيْ بِهِ لَا يَرِثُ فَكَيْفَ تَرِثُ هِيَ .

(ترجمہ) امام شعبی نے کہا: باپ کی ماں کی ماں وارث نہ ہوگی اس کا بیٹا جو (میت کے) قریب ہے وارث نہیں بنا تو وہ خود کیسے وارث ہوگی؟

(**تخریج**) امام شعبی کا نام عامر بن شراحیل ہے اور داود: ابن ابی ہند ہیں: اس اثر کی سند شعبی تک صحیح ہے دیکھئے: ابن منصور (۸۹) البیهقی (۲۳٦/٦)۔

2971- أَخْبَرَنَا أَبُو مَعْمَرٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي الدَّهْمَاءِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ تَرِثُ الْجَدَّةُ وَابْنُهَا حَيٌّ .

(ترجمہ) عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جدہ (دادی) اس حال میں وارث ہوگی کہ اس کا بیٹا زندہ ہو۔

(تخریج) ابو الدھماء: قرفہ بن بہیس اور ابو معمر اسماعیل بن ابراہیم ہیں، اس اثر کی بھی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٣٤٩) ابن منصور (١٠٢) البیہقی (٢٢٦/٦)، ابن حزم فی المحلی (٢٨٠/٩)۔

[19]..... بَاب قَوْلِ أَبِي بَكْرٍ فِي الْجَدَّاتِ

جدات کے بارے میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی رائے کا بیان

2972- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْأَشْعَثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ جَاءَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ جَدَّةٌ أُمُّ أَبٍ أَوْ أُمُّ أُمٍّ فَقَالَتْ إِنَّ ابْنَ ابْنِي أَوِ ابْنَ ابْنَتِي تُوُفِّيَ وَبَلَغَنِي أَنَّ لِي نَصِيبًا فَمَا لِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِيهَا شَيْئًا وَسَأَسْأَلُ النَّاسَ فَلَمَّا صَلَّى الظُّهْرَ قَالَ أَيُّكُمْ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي الْجَدَّةِ شَيْئًا فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ أَنَا قَالَ مَاذَا قَالَ أَعْطَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سُدُسًا قَالَ أَيَعْلَمُ ذَاكَ أَحَدٌ غَيْرُكَ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ صَدَقَ فَأَعْطَاهَا أَبُو بَكْرٍ السُّدُسَ فَجَائَتْ إِلَى عُمَرَ مِثْلُهَا فَقَالَ مَا أَدْرِي مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيهَا شَيْئًا وَسَأَسْأَلُ النَّاسَ فَحَدَّثُوهُ بِحَدِيثِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَمُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ فَقَالَ عُمَرُ أَيُّكُمَا خَلَتْ بِهِ فَلَهَا السُّدُسُ فَإِنِ اجْتَمَعْتُمَا فَهُوَ بَيْنَكُمَا.

(ترجمہ) زہری ابن شہاب (رحمہ اللہ) نے کہا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس ایک جدہ (دادی یا نانی) آئی اور اس نے کہا کہ میرا پوتا یا نواسا فوت ہوگیا ہے اور مجھے خبر لگی ہے وراثت میں میرا بھی حصہ ہے تو میرے لئے کیا ہے؟ ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے تو رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں نہیں سنا، لیکن میں لوگوں سے پوچھوں گا چنانچہ جب انہوں نے ظہر کی نماز پڑھ لی تو کہا: تم میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ سے جدہ (دادی یا نانی) کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ مغیرہ بن شعبہ نے کہا ہاں میں نے سنا ہے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے کہا کیا سنا ہے؟ کہا رسول اللہ ﷺ نے اس کو سدس (چھٹا حصہ) عطا فرمایا: ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے کہا: تمہارے علاوہ کسی اور کو بھی اس کا علم ہے؟ محمد بن مسلمہ (رضی اللہ عنہ) نے گواہی دی کہ مغیرہ نے سچ کہا، چنانچہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے اس عورت کو سدس دے دیا۔ پھر عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس بھی ایک خاتون ایسا ہی مسئلہ لے کر آئیں تو انہوں نے کہا: مجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہو لیکن میں لوگوں سے پوچھوں گا لوگوں نے انہیں مغیرہ بن شعبہ اور محمد بن مسلمہ (رضی اللہ عنہما) کی حدیث بیان کی تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: تم دونوں (دادی یا نانی) میں سے ایک جو بھی موجود ہوگی اس کے لئے سدس ہے اور اگر دونوں موجود ہوں تو یہ ہی سدس (چھٹا حصہ) دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔

(تخریج) اس اثر کی سند ضعیف ہے لیکن کئی طرق سے مروی ہے دیکھئے: ابوداود (٢٨٩٤) ترمذی (٢١٠١، ٢١٠٢) ابن ماجہ (٢٧٢٤) مالک فی الفرائض باب میراث الجدۃ ص: ٣١٩، ابویعلی (١١٤، ١١٥) ابن حبان (٦٠٣١) موارد الظمآن (١٢٢٤) وعبدالرزاق (١٩٠٨٣) الحاکم (٣٣٨/٤)۔

[20]..... بَاب قَوْلِ عَلِيٍّ وَزَيْدٍ فِي الْجَدَّاتِ
علی وزید (رضی اللہ عنہما) کا قول جدات کے بارے میں

2973۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلِيٍّ وَزَيْدٍ قَالَا إِذَا كَانَتْ الْجَدَّاتُ سَوَاءً وَرِثَ ثَلَاثُ جَدَّاتٍ جَدَّتَا أَبِيهِ أُمُّ أُمِّهِ وَأُمُّ أَبِيهِ وَجَدَّةُ أُمِّهِ فَإِنْ كَانَتْ إِحْدَاهُنَّ أَقْرَبَ فَالسَّهْمُ لِذَوِي الْقُرْبَى .

(ترجمہ) شعبی سے مروی ہے کہ علی وزید (رضی اللہ عنہما) نے کہا: جب جدات ایک جیسی ہوں تو تین جدات وارث ہوں گی، دوتو باپ کی جدات یعنی باپ کی ماں اور باپ کی ماں کی ماں، تیسرے اس کی ماں کی دادی، ان میں سے جو بھی اقرب ہوگی تو سہم ذوی القربی کا ہوگا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند اشعث بن سوار کی وجہ سے ضعیف ہے دوسرے طرق بھی ضعیف ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٣٤٣) عبدالرزاق (١٩٠٩٠) ابن منصور (٨٤، ١٠٠) البیهقی (٦/٢٣٦۔٢٣٧)، ابن حزم (٩/٢٧٥)۔

2974۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا حَسَنٌ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلِيٍّ وَزَيْدٍ أَنَّهُمَا كَانَا لَا يُوَرِّثَانِ الْجَدَّةَ أُمَّ الْأَبِ مَعَ الْأَبِ .

(ترجمہ) (ابن شہاب) زہری (رحمہ اللہ) سے مروی ہے کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) دادی کو اس کے بیٹے کی موجودگی میں وراثت کا حصہ نہ دیتے تھے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند زہری تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٣٥٨) عبدالرزاق (١٩٠٩١) البیهقی (٦/٢٢٥۔٢٢٦)۔

[21]..... بَاب قَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ فِي الْجَدَّاتِ
ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کا قول جدات کے بارے میں

2975۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْأَشْعَثُ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ إِنَّ الْجَدَّاتِ لَيْسَ لَهُنَّ مِيرَاثٌ إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أُطْعِمْنَهَا وَالْجَدَّاتُ أَقْرَبُهُنَّ وَأَبْعَدُهُنَّ سَوَاءٌ .

(ترجمہ) ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جدات کے لئے میراث نہیں ہے، یہ ان کے لئے عطیہ ہے چاہے وہ جدات قریبی ہوں یا دور کے رشتے کی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں انقطاع ہے اور اشعث بن سوار ضعیف ہیں۔ دیکھئے: ابن ابی شیبہ ١١/٣٢٦ (١١٣٣٧) وعبد الرزاق (١٩٠٨٩) والمحلی ٩/٢٧٧۔

2976۔ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ تَرِثُ الْجَدَّةُ وَابْنُهَا حَيٌّ .

(ترجمہ) ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: بیٹے کی موجودگی میں جدہ وارث ہوگی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں انقطاع ہے، اس لئے ضعیف ہے۔ دیکھئے: ابن منصور (۹۸، ۱۰۹) ابن ابی شیبہ ۳۳۱/۱۱ (۱۱۳۴۸) والبیھقی: ۲۲۶/۶ ۔

[22]..... بَاب قَوْلِ مَسْرُوقٍ فِي الْجَدَّاتِ
جدات کے بارے میں مسروق (رحمہ اللہ) کی رائے

2977- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا الْأَشْعَثُ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ جِئْنَ أَرْبَعُ جَدَّاتٍ يَتَسَاوَقْنَ إِلَى مَسْرُوْقٍ فَأَلْغَى أَمَّ أَبِ الْأَبِ وَوَرَّثَ ثَلَاثًا جَدَّتَيْ أَبِيْهِ أُمَّ أُمِّهِ وَأُمَّ أَبِيْهِ وَجَدَّةَ أُمِّهِ.

(ترجمہ) شعبی نے کہا: مسروق (رحمہ اللہ) کے پاس چار جدات قطار لگا کر آئیں ان میں سے دادا کی ماں کو تو انہوں نے نکال دیا (یعنی پردادی کو) باقی تین کو وارث قرار دیا دو باپ کی دادیاں یعنی ماں کی ماں (نانی) اور باپ کی ماں (دادی) اور اس کی ماں کی دادی (پڑنانی)

(**تخریج**) اس اثر کی سند بھی اشعث کی وجہ سے ضعیف ہے دوسرے طرق سے بھی ضعیف ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۳۳۵) عبدالرزاق (۱۹۰۸۱) ابن منصور (۸۷) ابن خزم فی المحلی (۲۷۵/۲)۔

فائدہ: ......دادی اور نانی کی وراثت کا ذکر گذر چکا ہے پردادی اور پرنانی کے بارے میں صحابہ کرام کے درمیان اختلافات ہیں۔

[23]..... بَاب قَوْلِ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ وَزَيْدٍ فِي الرَّدِّ
علی وعبداللہ وزید (رضی اللہ عنہم) کی باقی بچے ترکے میں رائے کا بیان

2978- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فِي ابْنَةٍ وَابْنَةِ ابْنٍ قَالَ النِّصْفُ وَالسُّدُسُ وَمَا بَقِيَ فَرَدٌّ عَلَى الْبِنْتِ.

(ترجمہ) ابراہیم سے مروی ہے عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے بیٹی اور پوتی کے بارے میں کہا: نصف (بیٹی کے لئے) اور چھٹا حصہ (پوتی کے لئے) ہے باقی جو بچے وہ بیٹی کو لوٹا دیا جائے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں انقطاع ہے لیکن بخاری وغیرہ میں صحیح سند سے موجود ہے دیکھئے: بخاری (۶۷۴۲) لیکن بخاری میں ہے لڑکی کو آدھا پوتی کو چھٹا باقی جو بچا وہ بہن کیلئے ہے۔ مزید تفصیل وتخریج کے لئے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۲۲۴) عبدالرزاق (۱۹۱۲۸) ابویعلی (۵۱۰۸) ابن حبان (۶۰۳۴)۔

2979- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ أُتِيَ فِي إِخْوَةٍ لِأُمٍّ وَأُمٍّ فَأَعْطَى الْإِخْوَةَ مِنَ الْأُمِّ الثُّلُثَ وَالْأُمَّ سَائِرَ الْمَالِ وَقَالَ الْأُمُّ عَصَبَةُ مَنْ لَا عَصَبَةَ لَهُ.

(ترجمہ) علقمہ سے مروی ہے عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کے پاس پدری بھائیوں اور ماں کا مسئلہ لایا گیا تو انہوں نے پدری بھائیوں کو ثلث دیا باقی سارا مال ماں کو دیا اور کہا: جس (میت کے وارث) عصبہ نہ ہو ماں اس کی عصبہ میں شمار ہوگی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح موقوف علی ابن مسعود ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۲۱۳) ابن منصور (۱۱۷)۔

2980۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا حَسَنٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ الشَّعْبِيَّ عَنْ رَجُلٍ مَاتَ وَتَرَكَ ابْنَتَهُ لَا يُعْلَمُ لَهُ وَارِثٌ غَيْرُهَا قَالَ لَهَا الْمَالُ كُلُّهُ .

(ترجمہ) حسن (بن صالح بن مسلم) نے اپنے والد سے روایت کیا کہ انہوں نے عامر الشعبی سے پوچھا ایک آدمی فوت ہوا اور اپنی لڑکی کو چھوڑا اس کے علاوہ کوئی وارث معلوم نہیں؟ کہا سارا مال بیٹی کا ہوگا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند امام شعبی تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۲۱۸) عبدالرزاق (۱۹۱۳۰)۔

2981۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ كَانَ لَا يَرُدُّ عَلَى أَخٍ لِأُمٍّ مَعَ أُمٍّ وَلَا عَلَى جَدَّةٍ إِذَا كَانَ مَعَهَا غَيْرُهَا مَنْ لَهُ فَرِيضَةٌ وَلَا عَلَى ابْنَةِ ابْنٍ مَعَ ابْنَةِ الصُّلْبِ وَلَا عَلَى امْرَأَةٍ وَزَوْجٍ وَكَانَ عَلِيٌّ يَرُدُّ عَلَى كُلِّ ذِي سَهْمٍ إِلَّا الْمَرْأَةَ وَالزَّوْجَ .

(ترجمہ) شعبی (رحمہ اللہ) سے مروی ہے کہ ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) ماں کے ساتھ پدری بھائی پر بقیہ ترکہ نہیں لوٹاتے تھے۔ اور نہ جدہ پر بقیہ مال لوٹاتے تھے جب کہ اس کے ساتھ صاحب فریضہ موجود ہو اور نہ پوتی پر ماباقی لوٹاتے تھے جب کہ حقیقی بیٹی موجود ہو اور نہ بیوی اور شوہر پر لوٹاتے تھے اور علی (رضی اللہ عنہ) ہر صاحب سہم پر باقی بچا لوٹا دیتے تھے سوائے بیوی اور شوہر کے۔

(**تخریج**) محمد بن سالم کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے لیکن صحیح سند سے بھی یہ اثر موقوفاً مروی ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۲۲۰) عبدالرزاق (۱۹۱۲۸) ابن منصور (۱۱۲۔۱۱۶) البیهقی (۲٤٤/٦)۔

تشریح: ...... یہ مسئلہ بقیہ بچے مال کے بارے میں ہے کہ اصحاب الفروض کو مال دینے کے بعد جو مال ترکے میں سے بچے وہ کس کو دیا جائے؟ بعض اصحاب السہام کو لوٹا دیتے اور بعض صحابہ کی رائے یہ تھی کہ جو بچے اس کو بیت المال میں دے دینا چاہئے زید (رضی اللہ عنہ) اس کے قائل تھے کما سیاتی۔

2982۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَالِمٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ أُتِيَ فِي ابْنَةٍ أَوْ أُخْتٍ فَأَعْطَاهَا النِّصْفَ وَجَعَلَ مَا بَقِيَ فِي بَيْتِ الْمَالِ و قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ خَارِجَةَ .

(ترجمہ) خارجہ بن زید نے کہا زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کے پاس بیٹی اور بہن کا قضیہ لایا گیا تو انہوں نے بیٹی کو نصف دے دیا باقی نصف بیت المال میں جمع کر دیا اور یہ اثر یزید بن ہارون نے محمد بن سالم سے انہوں نے شعبی سے اور انہوں نے خارجہ (بن زید) سے بھی روایت کیا ہے۔

(**تخریج**) محمد بن سالم کی وجہ سے یہ اثر ضعیف ہے لیکن صحیح سند سے بھی مروی ہے دیکھئے: عبدالرزاق (۱۹۱۳۱، ۱۹۱۳۲) ابن منصور (۱۱۳، ۱۱۴) البیهقی (۶/ ۲۴۴)۔

[24]..... بَاب فِيْ مِيرَاثِ ابْنِ الْمُلَاعَنَةِ

لعان کرنے والے میاں بیوی کے بیٹے کی وراثت کا بیان

2983- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فِيْ ابْنِ الْمُلَاعَنَةِ قَالَ مِيرَاثُهُ لِأُمِّهِ.

(ترجمہ) ابراہیم سے مروی ہے عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے لعان کے بیٹے کے بارے میں کہا کہ اس کی میراث ماں کے لئے ہوگی۔

یعنی ولدالزنا کی طرح باپ اس کا وارث نہ ہوگا۔

(**تخریج**) اس اثر کے رجال ثقات ہیں لیکن ابراہیم وابن عباس کے درمیان انقطاع ہے ابومعشر کا نام زیاد بن کلیب ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۳۶۸) عبدالرزاق (۱۲۴۷۹) الحاکم (۴/ ۳۴۱)، البیهقی (۶/ ۲۵۸)۔

2984- أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا سَأَلَ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ وَلَدِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ لِمَنْ مِيرَاثُهُ قَالَ لِأُمِّهِ وَأَهْلِهَا.

(ترجمہ) ابراہیم بن طہمان نے کہا میں نے سنا ایک آدمی نے عطاء بن ابی رباح سے لعان کرنے والوں کی اولاد کے بارے میں پوچھا کہ ان کی میراث کس کے لئے ہوگی؟ انہوں نے کہا: اس کی ماں اور ماں کی آل اولاد کے لئے ہوگی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: مصنف عبدالرزاق (۱۲۴۸۳)۔

2985- أَخْبَرَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا حَسَنٌ عَنْ أَبِي سَهْلٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ فِيْ ابْنِ الْمُلَاعَنَةِ تَرَكَ أَخَاهُ لِأُمِّهِ وَأُمَّهُ لِأَخِيهِ السُّدُسُ وَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ثُمَّ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ فَيَصِيرُ لِلْأَخِ الثُّلُثُ وَلِلْأُمِّ الثُّلُثَانِ و قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ لِأَخِيهِ السُّدُسُ وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُمِّ.

(ترجمہ) شعبی نے کہا: علی (رضی اللہ عنہ) نے ابن الملاعنہ (یعنی جو لڑکا لعان کے بعد پیدا ہوا اس کے) بارے میں کہا جس نے اپنا مادری بھائی اور ماں چھوڑی: مادری بھائی کو چھٹا حصہ اور ماں کے لئے تہائی (ثلث) ہے پھر باقی ان پر تقسیم ہوگا تو بھائی کے لئے ثلث ہو جائے گا اور ماں کے لئے دو ثلث ہو جائیں گے اور ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: بھائی چھٹا حصہ اور جو بچے گا وہ سب ماں کا ہے۔

(**تخریج**) ابوسہل محمد بن سالم کی وجہ سے یہ اثر ضعیف ہے۔ دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۳۸۳) البیهقی (۶/ ۲۵۸)

2986- أَخْبَرَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا حَسَنٌ عَنْ أَبِي سَهْلٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِيْ ابْنِ الْمُلَاعَنَةِ تَرَكَ ابْنَ أَخٍ وَجَدًّا قَالَ الْمَالُ لِابْنِ الْأَخِ.

(ترجمہ) شعبی سے ابن الملاعنہ کے بارے میں مروی ہے جس نے بھتیجا اور دادا (یا نانا) کو چھوڑا، کہا کہ سارا مال بھتیجے کا ہوگا۔
(کیونکہ لعان کے بعد دادا کی نسبت صحیح نہیں لہٰذا وہ وارث نہ ہوں گے۔ واللہ اعلم)

(**تخریج**) ابوسہل کی وجہ سے اس اثر کی سند بھی ضعیف ہے حوالہ دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۳۸۲)۔

2987۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فِي مِيرَاثِ ابْنِ الْمُلَاعَنَةِ لِأُمِّهِ الثُّلُثُ وَالثُّلُثَانِ لِبَيْتِ الْمَالِ .

(ترجمہ) زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) سے ابن الملاعنہ کی میراث کے بارے میں ہے کہ ماں کے لئے ایک تہائی باقی دو تہائی بیت المال کے لئے ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے دیکھئے: عبدالرزاق (۱۲٤۸٥) البیهقی (۲٥۸/٦)۔

2988۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ مِيرَاثُهُ لِأُمِّهِ تَعْقِلُ عَنْهُ عَصَبَةُ أُمِّهِ و قَالَ قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ لِأُمِّهِ الثُّلُثُ وَبَقِيَّةُ الْمَالِ لِعَصَبَةِ أُمِّهِ .

(ترجمہ) ابراہیم سے مروی ہے عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے (ابن الملاعنہ کی میراث کے بارے میں) کہا: اس کی میراث اس کی ماں کے لئے ہے، ماں کے جو عصبہ ہیں وہ اس سے دیت ادا کریں گے (اگر دیت ہو تو)
اور قتادہ (رحمہ اللہ) نے کہا: حسن (رحمہ اللہ) سے مروی ہے ثلث ماں کے لئے اور باقی مال اس کی ماں کے عصبہ کا ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں انقطاع ہے ابراہیم نے ابن مسعود سے نہیں سنا۔ حوالہ دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۳٦٥، ۱۱۳٦۹) ابن منصور (۱۱۹) الحاکم (۳٤۱/٤)، البیهقی (۲٥۸/٦)۔

توضیح: ......کوئی وارث نہ ہونے کی صورت میں کل مال سمیٹنے والے کو عصبہ کہتے ہیں تفصیل آگے آ رہی ہے۔

2989۔ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ أَنَّ عَلِيًّا وَابْنَ مَسْعُودٍ قَالَا فِي وَلَدِ مُلَاعَنَةٍ تَرَكَ جَدَّتَهُ وَإِخْوَتَهُ لِأُمِّهِ قَالَ لِلْجَدَّةِ الثُّلُثُ وَلِلْإِخْوَةِ الثُّلُثَانِ و قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ لِلْجَدَّةِ السُّدُسُ وَلِلْإِخْوَةِ لِلْأُمِّ الثُّلُثُ وَمَا بَقِيَ فَلِبَيْتِ الْمَالِ .

(ترجمہ) قتادہ (رحمہ اللہ) نے خبر دی کہ علی اور ابن مسعود (رضی اللہ عنہما) نے ولد الملاعنہ کے بارے میں کہا جس نے جدہ اور اپنے اخیافی (مادری بھائی) چھوڑے جدہ (ام الام) کے لئے ثلث اور مادری بھائیوں کے لئے باقی بچے دو ثلث ہیں، اور زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نانی کو سدس اور مادری بھائیوں کو ثلث اور جو بچے وہ بیت مال میں جمع ہوگا۔

(**تخریج**) قتادہ نے علی وابن مسعود سے نہیں سنا اس لئے یہ اثر منقطع ہے دیگر طرق بھی ضعیف ہیں حوالہ دیکھئے: ابن منصور (۱۱۹) البیهقی ٦/۲٥۸، ۲٥۹۔

2990۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا يُونُسُ وَحُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ تَرِثُهُ أُمُّهُ يَعْنِي ابْنَ الْمُلَاعَنَةِ .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا اس کی ماں یعنی ابن الملاعنہ کی ماں وارث ہوگی۔

(تخریج) اس اثر کی سند حسن تک صحیح ہے یہ اثر (۳۰۰۱) پر آگے آ رہی ہے۔

2991۔ أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ أَنَّ النَّخْعِيَّ وَالشَّعْبِيَّ قَالَا تَرِثُهُ أُمُّهُ .

(ترجمہ) اس سند سے بھی مثل سابق مروی ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند حجاج بن ارطاۃ کی وجہ سے ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۴۰۵) عبدالرزاق (۱۲۴۸۶)۔

2992۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ كَتَبْتُ إِلٰى أَخٍ لِي مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ أَسْأَلُهُ لِمَنْ قَضَى النَّبِيُّ ﷺ فِي ابْنِ الْمُلَاعَنَةِ فَكَتَبَ إِلَيَّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِهِ لِأُمِّهِ هِيَ بِمَنْزِلَةِ أُمِّهِ وَأَبِيهِ و قَالَ سُفْيَانُ الْمَالُ كُلُّهُ لِلْأُمِّ هِيَ بِمَنْزِلَةِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عبید بن عمیر نے کہا میں نے بنی زریق میں اپنے بھائی کو لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن الملاعنہ کے بارے میں کیا فیصلہ کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا فیصلہ ماں کے حق میں کیا کیوں کہ لعان کے بعد ماں ہی لڑکے کے لئے ماں اور باپ کی جگہ ہے۔

اور سفیان نے کہا: سارا مال ماں کے لئے ہوگا کیوں کہ ''ماں'' ماں باپ دونوں کے درجہ میں ہوگی۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شبہ (۹۱۳۲، ۱۱۳۷۴) عبدالرزاق (۱۲۴۷۷، ۱۲۴۷۶) الحاکم (۳۴۱/۴)، البیہقی (۲۵۹/۶)۔

2993۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ فِي ابْنِ الْمُلَاعَنَةِ تَرَكَ أُمَّهُ وَعَصَبَةَ أُمِّهِ قَالَ الثُّلُثُ لِأُمِّهِ وَمَا بَقِيَ فَلِعَصَبَةِ أُمِّهِ .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) سے ابن الملاعنہ کے بارے میں مروی ہے جس نے اپنے پیچھے اپنی ماں اور ماں کے عصبہ چھوڑے انہوں نے کہا: ماں کے لئے ثلث ہے اور جو بچے وہ ماں کے عصبہ کے لئے ہے۔

(تخریج) اس اثر کی سند حسن تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۳۸۳) البیہقی (۲۵۸/۶)۔

2994۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ فِي ابْنِ الْمُلَاعَنَةِ قَالَا عَصَبَتُهُ عَصَبَةُ أُمِّهِ .

(ترجمہ) علی اور عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہما) نے کہا: ابن الملاعنہ کے عصبہ اس کی ماں کے عصبہ ہیں (یعنی وارث موجود نہ ہونے کی صورت میں سارا مال ان کا ہوگا)

(تخریج) اس اثر کی سند میں محمد بن ابی لیلی سئی الحفظ جدا ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۳۷۵) عبدالرزاق (۱۲۴۸۲)

ومن طريقه الطبراني في الكبير (٩/ ٣٩٠) (٩٦٦٣) ابن منصور (١٢٠) البيهقي (٦/ ٢٥٨)۔

2995۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الْحَلَبِيُّ مُوسَى بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مِيرَاثُ وَلَدِ الْمُلَاعَنَةِ لِأُمِّهِ قُلْتُ فَإِنْ كَانَ لَهُ أَخٌ مِنْ أُمِّهِ قَالَ لَهُ السُّدُسُ .

(ترجمہ) یونس نے کہا کہ حسن (رحمہ اللہ) کہتے تھے ولد الملاعنہ کی میراث اس کی ماں کے لئے ہے، یونس نے کہا میں نے کہا اگر اس کا مادری بھائی بھی موجود ہو تو؟ کہا اگر اس کا مادری بھائی ہو تو اس کے لئے سدس ہوگا۔

(تخریج) اس اثر کی سند حسن رحمہ اللہ تک جید ہے۔

2996۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ وَلَدُ الْمُلَاعَنَةِ لِأُمِّهِ تَرِثُ فَرِيضَتَهَا مِنْهُ وَسَائِرُ ذَلِكَ فِي بَيْتِ الْمَالِ .

(ترجمہ) امام زہری (رحمہ اللہ) نے بیان کیا ولد الملاعنہ اس کی ماں اس کی وارث ہوگی اور اپنا حصہ اس کے مال سے لے گی اور یہ سب مال بیت المال میں جائے گا۔

(تخریج) اس اثر کی سند زہری تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٣٧٠) عبدالرزاق، (١٢٤٨٤) كنزل العمال (٤٠٦٠٨)۔

2997۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِذَا تَلَاعَنَا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا وَلَمْ يَجْتَمِعَا وَدُعِيَ الْوَلَدُ لِأُمِّهِ يُقَالُ ابْنُ فُلَانَةَ هِيَ عَصَبَتُهُ يَرِثُهَا وَتَرِثُهُ وَمَنْ دَعَاهُ لِزِنْيَةٍ جُلِدَ .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: اگر میاں بیوی لعان کریں تو ان کے درمیان جدائی کرادی جائے گی، پھر وہ کبھی بھی میاں بیوی نہ بن سکیں گے، اور لڑکا ماں کی طرف منسوب ہوگا یہ کہا جائے گا کہ فلاں عورت کا لڑکا ہے وہ (ملاعنہ عورت) اس لڑکے کے لئے عصبہ ہوگی وہ لڑکا اس کا وارث ہوگا اور وہ لڑکے کی وارث ہوگی۔ اور جس نے اس لڑکے کو ولد الزنا کا طعنہ دیا تو اس کو کوڑے لگائے جائیں گے۔ (اسی کوڑے تہمت لگانے کے ہیں)۔

(تخریج) موسیٰ بن عبید کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٣٧٦) عبدالرزاق (١٢٤٧٨)

2998۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي وَلَدِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ أَنَّهُ تَرِثُهُ عَصَبَةُ أُمِّهِ وَهُمْ يَعْقِلُونَ عَنْهُ .

(ترجمہ) شیبانی (سلیمان بن ابی سلیمان) نے شعبی سے ولد المتلاعنین کے بارے میں بیان کیا کہ اس کی ماں کے عصبہ اس کے وارث ہوں گے اور اس کی طرف سے دیت ادا کریں گے۔

(تخریج) اس اثر کی سند شعبی تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٣٦٧)۔

2999۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي

وَلَدِ الْمُلاعَنَةِ هُوَ الَّذِيْ لا أَبَ لَهُ تَرِثُهُ أُمُّهُ وَإِخْوَتُهُ مِنْ أُمِّهِ وَعَصَبَةُ أُمِّهِ فَإِنْ قَذَفَهُ قَاذِفٌ جُلِدَ قَاذِفُهُ.

(ترجمہ) سعید بن جبیر سے مروی ہے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے ولد المتلاعنہ کے بارے میں روایت کیا جس کا باپ (معلوم) نہ ہو اس کی ماں اور اس کے مادری بھائی اور اس کی ماں کے عصبہ اس کے وارث ہوں گے اگر اس کو کوئی زنا کی تہمت لگائے گا تو اس کو کوڑے مارے جائیں گے (اسی کوڑے تہمت زنا کے)

(**تخریج**) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) تک اس اثر کی سند صحیح ہے ہمام: ابن یحی اور عزرہ ابن عبدالرحمٰن ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبہ (٨٥٢٢) البیهقی (٤٠٢/٧) فی کتاب اللعان باب سنة اللعان ونفی الولد۔

3000۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنِ النُّعْمَانِ عَنْ مَكْحُولٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ مِيرَاثِ وَلَدِ الْمُلاعِنَةِ لِمَنْ هُوَ قَالَ جَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأُمِّهِ فِي سَبَبِهِ لِمَا لَقِيَتْ مِنَ الْبَلاءِ وَلِإِخْوَتِهِ مِنْ أُمِّهِ. وَ قَالَ مَكْحُولٌ فَإِنْ مَاتَتِ الْأُمُّ وَتَرَكَتِ ابْنَهَا ثُمَّ تُوُفِّيَ ابْنُهَا الَّذِيْ جُعِلَ لَهَا كَانَ مِيرَاثُهُ لِإِخْوَتِهِ مِنْ أُمِّهِ كُلُّهُ لِأَنَّهُ كَانَ لِأُمِّهِمْ وَجَدِّهِمْ وَكَانَ لِأَبِيهَا السُّدُسُ مِنِ ابْنِ ابْنَتِهِ وَلَيْسَ يَرِثُ الْجَدُّ إِلَّا فِي هَذِهِ الْمَنْزِلَةِ لِأَنَّهُ إِنَّمَا هُوَ أَبُ الْأُمِّ وَإِنَّمَا وَرِثَ الْإِخْوَةُ مِنَ الْأُمِّ أُمَّهُمْ وَوَرِثَ الْجَدُّ ابْنَتَهُ لِأَنَّهُ جُعِلَ لَهَا فَالْمَالُ الَّذِي لِلْوَلَدِ لِوَرَثَةِ الْأُمِّ وَهُوَ يُحْرِزُهُ الْجَدُّ وَحْدَهُ إِذَا لَمْ يَكُنْ غَيْرُهُ.

(ترجمہ) نعمان سے مروی ہے مکحول (رحمہ اللہ) سے ولد الملاعنہ کی میراث کے بارے میں پوچھا گیا کہ کس کے لئے ہوگی؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس کی میراث کو ماں کے لئے خاص کیا کیوں کہ اس کی وجہ سے ہی وہ اس (لعان کی) مصیبت میں گرفتار ہوئی، اور اس کی (میراث کو آپ ﷺ نے) مادری بھائیوں کے لئے خاص کیا۔

مکحول نے کہا: اگر ماں فوت ہو جائے اور اپنا بیٹا چھوڑ جائے پھر اس کا بیٹا بھی فوت ہو جائے جس کے لئے میراث تھی تو اس کی میراث مادری بھائیوں کے لئے ہوگی، کیوں کہ یہ میراث ان (مادری بھائیوں کی) ماں اور نانا کے لئے ہے، اور نانا کے لئے اس کی نواسی کی میراث میں سے چھٹا حصہ ہوگا اور نانا صرف اسی صورت میں وارث ہوگا اس لئے کہ وہ ماں کا باپ ہے اور مادری بھائی اپنی ماں کے اور نانا اپنی بیٹی کا وارث ہوگا، کیونکہ اس (متلاعن بیٹے) کی میراث ماں کے لئے ہے پس جو مال اس لڑکے کا ہے وہ ماں کے وارثین کا ہے اگر کوئی دوسرا وارث نہ ہو تو کل میراث نانا کے قبضہ میں ہوگی۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند مکحول تک صحیح ہے دیکھئے: ابوداؤد (٢٩٠٧) ابن ابی شیبہ (١١٣٦٤) مختصرا والبیهقی ٢٥٩/٦

3001۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاءِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ قَوْمًا اخْتَصَمُوا إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي وَلَدِ الْمُتَلاعِنَيْنِ فَجَاءَ عَصَبَةُ أَبِيهِ يَطْلُبُونَ مِيرَاثَهُ فَقَالَ إِنَّ أَبَاهُ كَانَ تَبَرَّأَ مِنْهُ فَلَيْسَ لَكُمْ مِنْ مِيرَاثِهِ شَيْءٌ فَقَضَى بِمِيرَاثِهِ لِأُمِّهِ

وَجَعَلَهَا عَصَبَتَهُ .

(ترجمہ) عکرمہ سے مروی ہے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے روایت کیا کہ کچھ لوگ علی (رضی اللہ عنہ) کے پاس متلاعنین کے لڑکے کا جھگڑا لے کر آئے تو اس (ولد الملاعنہ) کے باپ کی طرف کے لوگ (عصبہ) بھی اپنی میراث کا مطالبہ کرتے آئے علی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: اس کے باپ نے اس سے بیزاری اختیار کی (اس لئے) اس کی میراث میں سے تمہارے لئے کچھ نہیں ہے۔ اور انہوں نے اس کی میراث کا فیصلہ اس (ولد الملاعنہ) کی ماں کے حق میں دیا اور ماں کو اس کا عصبہ قرار دیا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند ضعیف ہے کیوں کہ سماک کی روایت عکرمہ سے مضطرب ہے لیکن یہ فیصلہ صحیح ہے دیکھئے: البیھقی (٢٥٨/٦)۔

تشریح: ......لعان یا ملاعنہ یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور اس کے حمل کا انکاری ہو، چار گواہ نہ لانے کی صورت میں لعان کے بعد حاکم میاں بیوی کے درمیان تفریق کرادے گا اس کی تفصیل کتاب النکاح میں گذر چکی ہے۔ اس صورت میں لڑکا ماں کی طرف منسوب ہوگا اور اس کی میراث ماں اور ماں جائے بھائی اور ماں کے عصبہ کی طرف ہی منتقل ہوگی باپ کیوں کہ اس کا انکاری تھا اس لئے باپ یا اس کے قریبی اس ولد ملاعن کے وارث نہ ہوں گے ان تمام آثار کا لب ولباب یہ ہی ہے جیسا کہ ضعیف حدیث میں ہے انہ یرث امہ وترثہ یعنی وہ اپنی ماں کا وارث ہے اور اس کی ماں اس کی وارث ہے۔ جمہور علماء کا اسی پر عمل ہے۔ واللہ اعلم

[25]..... بَاب فِيْ مِيرَاثِ الْخُنْثَى
خنثیٰ (ہیجڑے) کی میراث کا بیان

3002- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ فِيْ الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ مَا لِلرَّجُلِ وَمَا لِلْمَرْأَةِ مِنْ أَيِّهِمَا يُوَرَّثُ فَقَالَ مِنْ أَيِّهِمَا بَالَ .

(ترجمہ) محمد بن علی نے علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ایسے آدمی کے بارے میں جو نہ مرد ہو نہ عورت (یعنی ہیجڑا ہو) اس کو کسی حیثیت سے میراث دی جائے گی (مرد کی یا عورت کی) علی (رضی اللہ عنہ) نے کہا جس عضو سے پیشاب نکلے۔ (یعنی پیشاب جس جگہ سے کرے اس کا اعتبار ہوگا ذکر سے پیشاب کرے تو مرد ورنہ عورت کی میراث پائے گا)

(**تخریج**) محمد بن علی الحسین کا اپنے دادا سے لقاء ثابت نہیں تخریج اگلی حدیث کے تحت آ رہی ہے۔

3003- حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ شِبَاكٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلِيٍّ فِيْ الْخُنْثَى قَالَ يُوَرَّثُ مِنْ قِبَلِ مَبَالِهِ .

(ترجمہ) شعبی سے مروی ہے علی (رضی اللہ عنہ) نے خنثیٰ (ہیجڑے) کے بارے میں کہا: پیشاب کرنے کی جگہ کے اعتبار سے وہ وارث ہوگا۔

(تخریج) اس روایت کی سند میں دوعلتیں ہیں شعبی نے علی (رضی اللہ عنہ) سے سماع نہیں کیا اور ہشیم مدلس ہیں عنعنہ سے روایت کی ہے تخریج دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱٤۱۰) عبدالرزاق (۱۹۲۰٤) ابن منصور (۱۲٦) مغیرہ: ابن مقسم ہیں۔

3004۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ هَانِئٍ قَالَ سُئِلَ عَامِرٌ عَنْ مَوْلُودٍ وُلِدَ وَلَيْسَ بِذَكَرٍ وَلَا أُنْثٰى لَيْسَ لَهُ مَا لِلذَّكَرِ وَلَيْسَ لَهُ مَا لِلْأُنْثٰى يُخْرِجُ مِنْ سُرَّتِهِ كَهَيْئَةِ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ سُئِلَ عَنْ مِيرَاثِهِ فَقَالَ نِصْفُ حَظِّ الذَّكَرِ وَنِصْفُ حَظِّ الْأُنْثٰى.

(ترجمہ) ابوہانی نے کہا: عامر (الشعبی) سے ایسے بچے کے بارے میں پوچھا گیا جو نہ مذکر ہو نہ مونث نہ پورا عضو مرد کا نہ پورا عضو عورت کا ہو اس کی ٹنڈی سے پیشاب پاخانہ نکلے، اس کا میراث میں حصہ کس حیثیت سے ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا اس کا آدھا حصہ مرد کی حیثیت سے اور آدھا حصہ عورت کی حیثیت سے ہوگا۔

(تخریج) ابوہانی کا نام عمر بن بشیر ہے اور اس اثر کی سند ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱٤۱۳) دارقطنی (۸۱/٤)۔

توضیح: ...... یہ مسئلہ خنثیٰ مشکل کا ہے اور اس بارے میں بہتر یہ ہے کہ بچہ اگر ہو تو بلوغت تک انتظار کر لیا جائے ہو سکتا ہے کوئی صورت حال واضح ہو جائے اور اگر میراث کی تقسیم فی الفور ضروری ہو تو بعض اہل علم کے نزدیک اسے نصف حصہ مذکر کا اور نصف حصہ مونث کا دے دیا جائے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: منهاج المسلم ص: ٦٩٧۔

[26]..... بَابُ الْكَلَالَةِ

کلالہ کا بیان

3005۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سُئِلَ أَبُوْ بَكْرٍ عَنِ الْكَلَالَةِ فَقَالَ إِنِّي سَأَقُوْلُ فِيهَا بِرَأْيِيْ فَإِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللّٰهِ وَإِنْ كَانَ خَطَأً فَمِنِّي وَمِنَ الشَّيْطَانِ أُرَاهُ مَا خَلَا الْوَالِدَ وَالْوَلَدَ فَلَمَّا اسْتُخْلِفَ عُمَرُ قَالَ إِنِّي لَأَسْتَحْيِي اللّٰهَ أَنْ أَرُدَّ شَيْئًا قَالَهُ أَبُوْبَكْرٍ.

(ترجمہ) شعبی سے مروی ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کلالہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا میں اس بارے میں اپنی رائے بیان کرتا ہوں وہ صحیح ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے (ہدایت) ہے اور اگر غلط ہوا تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے، میرا خیال ہے کہ (کلالہ وہ میت ہے) جس نے نہ باپ چھوڑا ہو اور نہ بیٹا، پھر جب عمر (رضی اللہ عنہ) خلیفہ بنے تو انہوں نے کہا: مجھے اللہ سے اس بات پر شرم آتی ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے جو کہا اس کو رد کر دوں۔

(تخریج) اس اثر کے رجال ثقات ہیں لیکن سند میں انقطاع ہے عاصم: ابن سلیمان ہیں اور عامر: بن شراحبیل الشعبی ہیں حوالہ کے لئے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱٦٤٦) عبدالرزاق (۱۹۱۹۱) ابن منصور (۵۹۱) البیهقی (۲۲٤/٦)۔

تشریح: ...... کلالہ اس مرنے والے کو کہتے ہیں جس نے نہ باپ چھوڑا ہو اور نہ بیٹا سورہ نساء کی آخری آیت ١٧٦/٦

میں اس کی تفصیل موجود ہے کہ ایسے مرنے والے نے اگر صرف بہن چھوڑی ہے تو اس کو نصف ملے گا دو بہن ہیں تو دو ثلث ملے گا اور اگر صرف بہن بھائی چھوڑے ہیں تو للذکر مثل حظ الانثیین کے قاعدے کے مطابق ترکہ ان کے درمیان تقسیم ہوگا۔

3006۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ مَا أَعْضَلَ بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَيْءٌ مَا أَعْضَلَتْ بِهِمُ الْكَلَالَةُ .

(ترجمہ) عقبہ بن عامر جہنی نے کہا اصحاب رسول اللہ ﷺ کو کسی چیز نے اتنا نہیں تھکایا جتنا کلالہ نے انھیں تھکایا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٦٤٨)۔

3007۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْكَلَالَةُ مَا خَلَا الْوَالِدَ وَالْوَلَدَ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: کلالہ یہ ہے کہ (مرنے والا) باپ اور بیٹا نہ چھوڑے (جو اس کا وارث ہو)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح علی شرط البخاری ہے اس کی سند میں حسن بن محمد: ابن علی بن ابی طالب ہیں تخریج دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٦٤٧) عبدالرزاق (١٩١٨٩) ابن منصور (٥٨٨) تفسیر طبری (٢٨٤/٤)، البیهقی (٢٢٥/٦)۔

3008۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعْدٍ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ﴾ لِأُمٍّ .

(ترجمہ) سعید (بعض روایات میں سعد) سے مروی ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ﴾ (نساء : ١٢/٤) یعنی: جن کی میراث لی جاتی ہے وہ مرد یا عورت کلالہ ہو (یعنی اس کا باپ اور بیٹا نہ ہو) اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے یہ آیت ہے لیکن اس کو سعید نے فلہ اخ او اخت لأم پڑھا ہے یعنی بھائی اور مادری بہن چھوڑے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٦٥٠) ابن منصور (٥٩٢) طبری (٢٨٧/٤) البیهقی (٢٣١/٦) باب فرض الاخوة والاخوات لام مقصد یہ ہے کہ آیت مذکورہ میں بھائی اور بہن سے مراد اخیافی بھائی اور بہن (مادری بہن بھائی ہیں) اور حقیقی بہن کا حصہ نصف ہے۔ کما فی آخر آية من سورة النساء والله اعلم

[27]..... بَاب فِي مِيرَاثِ ذَوِي الْأَرْحَامِ

ذوی الارحام کی میراث کا بیان

3009۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَسْوَدِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ أَنَّ

عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ الْتَمَسَ مَنْ يَرِثُ ابْنَ الدَّحْدَاحَةِ فَلَمْ يَجِدْ وَارِثًا فَدَفَعَ مَالَ ابْنِ الدَّحْدَاحَةِ إِلَى أَخْوَالِ ابْنِ الدَّحْدَاحَةِ .

(ترجمہ) عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری نے خبر دی کہ (امیر المومنین) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے ابن الدحداحہ کا وارث تلاش کیا جو انہیں ملا نہیں چنانچہ انہوں نے ابن الدحداحہ کا مال ان کے ماموؤں کو دے دیا۔

(**تخریج**) اس اثر کے رجال ثقات ہیں لیکن سند میں انقطاع ہے دیکھیں البیہقی (٦/٢١٦-٢١٧) نیز (٣٠٩٣) پر آگے یہ اثر آ رہا ہے۔

تشریح: ......ذوی الارحام ان قرابت داروں کو کہا جاتا ہے جو نہ اصحاب الفروض سے ہوں اور نہ ہی عصبہ سے جیسے: ماموں، خالہ، پھوپھی، چچا کی بیٹی، بھانجا، بھانجی اور بیٹی کی اولاد (نواسی نواسے) وغیرہ جو وارث نہیں ہوتے۔

ان قرابت داروں کے وارث ہونے میں اختلاف ہے بعض صحابہ کرام تابعین اور ائمہ (رحمہم اللہ) ان کی وراثت کے قائل نہیں کیوں کہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں انہیں وارث نہیں بنایا، اس کے برعکس بعض صحابہ و تابعین نے انہیں وارث مانا ہے جیسا کہ مذکور بالا اثر میں عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک حدیث میں ہے الخال وارث من لا وارث لہ ترمذی (٢١٠٤) اور اس مسئلہ میں یہی مسلک ہے امام ابوحنیفہ کا اور امام احمد اسی کے قائل ہیں اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ .....﴾ (احزاب: ٦/٢١)

3010- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ .

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: اللہ اور رسول اس کے والی ہیں جس کا کوئی والی نہ ہو اور ماموں اس کا وارث ہے جس کا کوئی وارث نہ ہو۔

(**تخریج**) اس حدیث کے رجال ثقات ہیں ابن جریج کا عنعنہ اس میں قادح ہے لیکن مصنف عبدالرزاق میں سماع کی صراحت ہے۔ حوالہ کے لئے دیکھئے: ترمذی (٢١٠٣) ابن ماجہ (٢٧٣٧) عبدالرزاق (١٩١٢٤) ابن حبان (٦٠٣٥) موارد الظمآن (١٢٢٥) ابن منصور (١٧١) البیہقی (٦/٢١٥) کچھ روایات میں یہ حدیث مرفوعا مروی ہے جیسا کہ ترمذی ابن ماجہ اور بیہقی میں صراحت ہے۔

3011- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ زِيَادٍ قَالَ أُتِيَ عُمَرُ فِي عَمٍّ لِأُمٍّ وَخَالَةٍ فَأَعْطَى الْعَمَّ لِلْأُمِّ الثُّلُثَيْنِ وَأَعْطَى الْخَالَةَ الثُّلُثَ .

(ترجمہ) زیاد نے کہا عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس ماں کے چچا اور خالہ کا قضیہ لایا گیا تو انہوں نے ماں کے چچا کو دو ثلث دیئے اور خالہ کو ایک ثلث دیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند جید ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١١٦١) ابن منصور (١٥٤) طحاوی فی شرح معانی الآثار ٤/٣٩٩، البیھقی ٦/٢١٦ ـ ٢١٧ اس کی سند میں زیاد: ابن عیاض ہیں۔

3012۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَعْطَى الْخَالَةَ الثُّلُثَ وَالْعَمَّةَ الثُّلُثَيْنِ .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے خالہ کو ثلث اور پھوپھی کو دو ثلث دیا۔

(تخریج) اس اثر کی سند حسن تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١١٦٢، ١١١٦٨) عبدالرزاق (١٩١١٣) ابن منصور (١٥٤)۔

3013۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ غَالِبِ بْنِ عَبَّادٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ حَبْتَرٍ النَّهْشَلِيِّ قَالَ أُتِيَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ فِي خَالَةٍ وَعَمَّةٍ فَقَامَ شَيْخٌ فَقَالَ شَهِدْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَعْطَى الْخَالَةَ الثُّلُثَ وَالْعَمَّةَ الثُّلُثَيْنِ قَالَ فَهَمَّ أَنْ يَكْتُبَ بِهِ ثُمَّ قَالَ أَيْنَ زَيْدٌ عَنْ هٰذَا .

(ترجمہ) قیس بن حبتر نہشلی نے کہا: عبدالملک بن مروان کے پاس خالہ اور پھوپھی کا مسئلہ لایا گیا تو ایک شیخ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا: میں عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے پاس حاضر تھا انہوں نے خالہ کو ثلث دیا اور پھوپھی کو دو ثلث (دو تہائی) دیا۔ اور انہوں نے اس کو لکھ دینے کا ارادہ کیا پھر کہا زید اس سے کہا جائیں گے؟

(تخریج) اس اثر کی سند بہت ضعیف ہے غالب بن زیاد غیر معروف اور شیخ نامعلوم ہیں۔ دیکھئے: عبدالرزاق (١٩١١٢) واضح رہے کہ اکثر صحابہ وراثت کے ذوی الارحام کی طرف منتقل ہونے کے قائل تھے لیکن زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) ان کے مخالف تھے۔

3014۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ وَالْعَمَّةُ بِمَنْزِلَةِ الْأَبِ وَبِنْتُ الْأَخِ بِمَنْزِلَةِ الْأَخِ وَكُلُّ رَحِمٍ بِمَنْزِلَةِ رَحِمِهِ الَّتِي يُدْلِي بِهَا إِذَا لَمْ يَكُنْ وَارِثٌ ذُو قَرَابَةٍ .

(ترجمہ) مسروق سے مروی ہے: عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: خالہ ماں کے درجے میں ہے اور پھوپھی باپ کے درجے میں اور بھتیجی بھائی کے درجہ میں اور ہر ذی رحم (قرابت دار) اس درجہ میں ہے جو میت سے قریب کا رشتہ دار ہو جب کہ اس کا قریبی وارث نہ ہو۔

(تخریج) محمد بن سالم کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١١٦٥) عبدالرزاق (١٩١١٥) ابن منصور (١٥٥)۔

تشریح: ......ان تمام آثار سے ثابت ہوا کہ خالہ، پھوپھی، ماموں، چچا، بھائی اور بہن کی اولاد میت کے اصل وارث

نہ ہونے کی صورت میں اس کے مال کے وارث ہوں گے اوراس کے مال کو بیت المال میں جمع کرنے کے بعد ذوی الارحام میں ذوی الفروض کی طرح تقسیم کر دیا جائے گا واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

[28]..... بَاب الْعَصَبَةِ

عصبہ کا بیان

3015۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ أَنَّ عُمَرَ قَضَى فِي أَهْلِ طَاعُونِ عَمَوَاسَ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا كَانُوا مِنْ قِبَلِ الْأَبِ سَوَاءً فَبَنُو الْأُمِّ أَحَقُّ وَإِذَا كَانَ بَعْضُهُمْ أَقْرَبَ مِنْ بَعْضٍ بِأَبٍ فَهُمْ أَحَقُّ بِالْمَالِ .

(ترجمہ) ضحاک بن قیس نے بیان کیا کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے طاعون عمواس (یا دور اسلام میں جو پہلا طاعون آیا اس) میں میراث کے بارے میں فیصلہ کیا کہ وارثین جو باپ کی جانب سے بچے ہوں وہ سب درجے میں برابر ہوں تو ماں کی جانب والے زیادہ حق دار ہوں گے اور وارثین میں سے جو بھی باپ کے زیادہ قریب ہوگا وہ ہی مال کا زیادہ حق دار ہوگا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: عبدالرزاق (۱۹۰۳۹، ۱۹۱۳۶) البیهقی (۲۳۹/٦)۔

تشریح: ......عمر (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں عمواس نامی مقام پر طاعون کی وبا پھیلی تو اس میں پورے خاندان اور قبیلے کے قبیلے ختم ہو گئے اور مال کے وارثین نہ بچے وہاں کے امیر نے امیر المومنین عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے پاس لکھا کہ ہلاک شدگان کے اموال وترکے کا کیا کیا جائے تو امیر المومنین نے جواب دیا کہ باپ اور ماں کے قریبی رشتے دار موجود ہوں تو ان میں اس مال کو تقسیم کر دیا جائے جنہیں عصبہ کہتے ہیں۔ یعنی عاصب وہ شخص ہے جس کا حصہ قرآن پاک میں مقرر نہیں اور وارث کی غیر موجودگی میں کل مال سمیٹ لے یا اصحاب الفروض کے سہام نکال دینے کے بعد جو بچ جائے وہ اس کا ہو جائے عصبہ کی دو قسمیں ہیں عصبہ بالنسب اور عصبہ بالسبب عصبہ بالسبب تو یہ ہے کہ جو شخص کسی کو آزاد کرائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو آزاد کرانے والا اس کے کل مال کا حق دار ہوگا، اور عصبہ بالنسب تین طرح کے ہیں (۱) عصبہ بنفسہ: باپ دادا پردادا وغیرہ بیٹا پوتا پڑپوتا وغیرہ، حقیقی بھائی، پدری بھائی وغیرہ (۲) عصبہ لغیرہ: وہ عورت جو کسی مرد کی معیت سے عصبہ بنے مثلاً حقیقی بہن جب کہ اس کے ساتھ حقیقی بھائی موجود ہو۔ وغیرہ وغیرہ (۳) عصبہ مع الغیر : وہ عورت جو کسی عورت کی معیت میں عصبہ بنے جیسے ایک یا زیادہ حقیقی بہنیں ایک یا زیادہ بیٹوں یا ایک زیادہ پوتیوں کے ساتھ مل کر عصبہ مع الغیر ہو جاتی ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: (التحقیقات المرضیة فی المباحث الفرضیة ص: ۱۱۲ اور منهاج المسلم للشيخ الجزائری ص: ٦٧٤)

3016۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ أُصِيبَ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ فَبَلَغَ مِيرَاثُهُ مِائَتَي دِرْهَمٍ فَقَالَ عُمَرُ احْبِسُوهَا عَلَى أُمِّهِ حَتّٰى تَأْتِيَ عَلَى آخِرِهَا .

(ترجمہ) عبداللہ بن شداد بن الہاد نے کہا: ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام: سالم معرکہ یمامہ میں جاں بحق ہو گئے اور انہوں نے دوسو درہم میراث میں چھوڑے، عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ان (دراہم) کو ان کی ماں کے لئے روکے رکھو یہاں تک کہ وہ فوت ہو جائے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند قوی ہے ابوشہاب کا نام عبدربہ بن نافع ہے اور ابواسحاق کا نام سلیمان بن ابی سلیمان الشیبانی ہے۔ دیکھئے: عبدالرزاق(١٦٢٣٧)وفیه : حتی تستكمه او تموت۔

تشریح:......مرنے والا اپنے پیچھے صرف ماں کو چھوڑے اور میت کے بیٹے پوتے بھائی بہن کوئی نہ ہوں تو ماں کا مقررہ حصہ ثلث ہے۔

3017۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِیْ إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْاِخْوَةُ مِنَ الْأُمِّ يَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِي الْعَلَّاتِ يَرِثُ الرَّجُلُ أَخَاهُ لِأَبِيْهِ وَأُمِّهِ دُونَ أَخِيْهِ لِأَبِيْهِ .

(ترجمہ) علی (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مادری بھائی (ماں کے) وارث ہوں گے، پدری بھائی وارث نہ ہوں گے اور آدمی اپنے حقیقی بھائی کا وارث ہوگا پدری بھائی کے علاوہ (یعنی پدری بھائی، حقیقی بھائی کی موجودگی میں وارث نہ ہوگا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے دیکھئے: ابن ماجه (٢٧٣٩) في ميراث العصبه ابويعلى (٣٠٠، ٣٦١) الحميدى (٥٥)۔

3018۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا تَرَكَ ابْنَ ابْنَتِهِ أَيَرِثُهُ قَالَ لَا .

(ترجمہ) نعمان بن سالم نے کہا: میں نے ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے پوچھا: اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ ایک آدمی اپنا نواسہ چھوڑ کر مر گیا کیا وہ اس مرنے والے کا وارث ہوگا؟ ابن عمر نے کہا نہیں (کیونکہ نواسہ وارث نہیں تو عصبہ ہو کر بھی وہ ترکہ نہ لے گا)۔

(**تخریج**) یہ اثر ابن عمر پر موقوف ہے اور اس کی سند صحیح ہے دیکھئے: ترمذی (٢٠٩٤) ابن ماجه (٢٧٣٩) ابن ابی شیبه (١١٢٤٥)۔

3019۔ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ الْأُمُّ عَصَبَةُ مَنْ لَا عَصَبَةَ لَهٗ وَالْأُخْتُ عَصَبَةُ مَنْ لَا عَصَبَةَ لَهٗ .

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ماں اس کی عصبہ ہے جس کا اور کوئی عصبہ نہ ہو، اور بہن اس کی عصبہ ہے جس کا کوئی اور عصبہ نہ ہو۔

(**تخریج**) اس اثر کے رجال ثقات ہیں لیکن ابراہیم کا لقاء ابن مسعود سے ثابت نہ ہونے کی وجہ سے منقطع ہے دیکھئے: ابن منصور (١٦٦) نیز دیکھئے اثر رقم (٢٩٩٧)۔

3020۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میراث اس کے حق داروں تک پہنچا دو اور جو بچ جائے وہ (میت کے) قریب ترین مرد (رشتہ دار) کا حصہ ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٦٧٣٢) مسلم (١٦١٥) ابوداود (٢٨٩٨) ترمذی (٢٠٩٨) ابن ماجه (٤٧٤٠) ابن حبان (٦٠٢٨، ٦٠٤٩)۔

فائدہ: ......عصبہ کے حق میں یہ قوی دلیل ہے جو ان کو وراثت میں حق دار قرار دیتی ہے۔

[29]..... بَاب فِي مِيرَاثِ أَهْلِ الشِّرْكِ وَأَهْلِ الْإِسْلَامِ
مشرک اور مسلم کی میراث کا بیان

3021۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا يَحْيَى أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ أَنَّ عَمَّةً لَهُ تُوُفِّيَتْ يَهُودِيَّةً بِالْيَمَنِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَرِثُهَا أَقْرَبُ النَّاسِ إِلَيْهَا مِنْ أَهْلِ دِينِهَا.

(ترجمہ) محمد بن اشعث سے مروی ہے کہ ان کی یہودیہ پھوپھی یمن میں فوت ہو گئیں انہوں نے اس کا تذکرہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) سے کیا تو انہوں نے کہا: جو ان کا قریبی رشتہ داران کے مذہب پر ہوگا وہی ان کا وارث ہوگا۔ (یعنی تم مسلمان ہو اس یہودیہ پھوپھی کے وارث نہ ہوگے ان کا یہودی رشتے دار ہی ان کا وارث ہوگا۔)

(**تخریج**) اس اثر کی سند جید ہے دیکھئے: الموطا میراث اهل الملل فی الفرائض (١٢) ابن ابی شیبه (١١٤٩٠) عبدالرزاق (٩٨٥٩، ١٩٣٠٧) البیهقی (٢١٨/٣)۔

3022۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ مَاتَتْ عَمَّةُ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ وَهِيَ يَهُودِيَّةٌ فَأَتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَهْلُ دِينِهَا يَرِثُونَهَا.

(ترجمہ) طارق بن شہاب نے کہا: اشعث بن قیس کی پھوپھی وفات پاگئیں جو کہ یہودیہ تھیں، وہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے پاس آئے تو انہوں نے جواب دیا: جو ان کے دین پر ہیں (یعنی یہودی ہیں صرف) وہی ان کے وارث ہوں گے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٤٨٤) عبدالرزاق (٩٨٦٠) البیهقی (٢١٩/٦)۔

3023۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَهْلُ الشِّرْكِ لَا نَرِثُهُمْ وَلَا يَرِثُونَا.

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہم مشرکین کے وارث نہیں ہیں نہ وہ ہمارے وارث ہوں گے۔

تخریج اس اثر کے رجال ثقات ہیں لیکن اس کی سند میں انقطاع ہے ابراہیم (لم یدرک عمر رضی اللہ عنہ) اور حماد: ابن ابی سلیمان ہیں تخریج کے لئے دیکھئے: عبدالرزاق (٩٨٥٦، ١٩٢٩٤) ابن منصور (١٤١) یہ روایت آگے مرفوع آ رہی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان مشرک کا وارث نہیں ہوگا اور نہ مشرک مسلمان کا وراث بنے گا۔

3024۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا حَسَنٌ عَنْ عِيسَى الْحَنَّاطِ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ قَالُوْا لا يَتَوَارَثُ أَهْلُ دِينَيْنِ .

(ترجمہ) شعبی نے کہا: بیشک رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) دو (مختلف) دین کے لوگوں کو آپس میں وارث نہیں مانتے تھے۔

تخریج اس اثر کی سند میں حسن: ابن صالح ہیں اور عیسی بن ابی عیسی الخیاط متروک ہیں اس اثر کو عبدالرزاق نے مصنف (٩٨٧١) پر ذکر کیا ہے۔

3025۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ لا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ .

(ترجمہ) عامر (الشعبی) نے کہا: عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: دو (مختلف) ملتوں کے لوگ ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔

تخریج اس اثر کے رجال ثقات ہیں لیکن سند میں انقطاع ہے کیوں کہ عامر الشعبی کی ملاقات عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں۔ دیکھئے: عبدالرزاق (٩٨٦٣) لیکن اس کا شاہد صحیحین میں موجود ہے جیسا کہ آگے (٣٠٣٣) میں آ رہا ہے۔

3026۔ أَخْبَرَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لا نَرِثُ أَهْلَ الْكِتَابِ وَلا يَرِثُونَا إِلَّا أَنْ يَمُوتَ لِلرَّجُلِ عَبْدُهُ أَوْ أَمَتُهُ .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب کے نہ ہم وارث ہوں گے نہ وہ ہمارے وارث ہوں گے۔ سوائے اس کے کہ کسی آدمی کا غلام یا اس کی لونڈی فوت ہو جائے۔ (یعنی مسلم غیر مسلم کا وارث نہیں لیکن کسی کا غیر مسلم غلام یا لونڈی فوت ہوئے تو اس کا مال آقا کو ملے گا۔)

تخریج اس روایت کی سند میں ضعف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٤٩٥) ومجمع الزوائد (٧٢٤٥) موقوفا علی جابر۔

3027۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لا نَرِثُ أَهْلَ الْكِتَابِ وَلا يَرِثُونَا إِلَّا الرَّجُلُ يَرِثُ عَبْدَهُ أَوْ أَمَتَهُ)) .

(ترجمہ) اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو اوپر گذرا تخریج بھی وہی ہے۔

3028۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ كَانَ مُعَاوِيَةُ يُوَرِّثُ الْمُسْلِمَ مِنَ الْكَافِرِ وَلا يُوَرِّثُ الْكَافِرَ مِنَ الْمُسْلِمِ قَالَ قَالَ مَسْرُوقٌ وَمَا حَدَثَ فِي

الْإِسْلَامِ قَضَاءٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ قِيلَ لِأَبِي مُحَمَّدٍ: تَقُولُ بِهٰذَا قَالَ :لَا .

(ترجمہ) مسروق (رحمہ اللہ) نے کہا: معاویہ (رضی اللہ عنہ) مسلمان کو کافر کا وارث مانتے تھے لیکن کافر کو مسلم کا وارث نہیں مانتے تھے، شعبی نے کہا: مسروق نے کہا اسلام میں اس سے زیادہ اچھا مجھے اور کوئی فیصلہ نہ لگا۔

امام دارمی سے پوچھا گیا کیا آپ بھی یہی فرماتے ہیں؟ کہا نہیں (یعنی دونوں کے درمیان توارث جائز نہیں جیسا کہ آگے صحیح حدیث میں آ رہا ہے)

(**تخریج**) اس اثر کے رواۃ ثقات ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٤٩٧) ابن منصور (١٤٥، ١٤٧) بسند صحيح ـ

3029ـ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ عَامِرٍ أَنَّ الْمُعْزِلَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ تُوُفِّيَتْ بِالْيَمَنِ وَهِيَ يَهُودِيَّةٌ فَرَكِبَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ وَكَانَتْ عَمَّتَهُ ، إِلَى عُمَرَ فِي مِيرَاثِهَا فَقَالَ عُمَرُ: لَيْسَ ذَاكَ لَكَ يَرِثُهَا أَقْرَبُ النَّاسِ مِنْهَا مِنْ أَهْلِ دِينِهَا لَا يَتَوَارَثُ مِلَّتَانِ .

(ترجمہ) عامر الشعبی (رحمہ اللہ) نے کہا: معزلہ بنت حارث یہودیہ یمن میں فوت ہوئیں تو اشعث بن قیس جن کی وہ پھوپھی تھیں سوار ہو کر اس کی میراث کے بارے میں پوچھنے عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس آئے عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: تم ان کی میراث نہیں پا سکتے ہو، ان کے دین والا ان کا قریبی رشتے دار ہی ان کا وارث ہوگا (کیوں کہ) دو ملتوں کے لوگ آپ میں ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: سنن سعید بن منصور (۱۴۴) نیز دیکھئے رقم (۳۰۲۴، ۳۰۲۵) کی تخریج۔

3030ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا يَتَوَارَثُ مِلَّتَانِ شَتَّى وَلَا يَحْجُبُ مَنْ لَا يَرِثُ .

(ترجمہ) انس بن سیرین نے کہا: عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: دو مختلف ملتوں کے لوگ وارث نہ ہوں گے اور جو وارث نہ ہو محروم بھی نہ کرے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں انقطاع ہے انس نے امیر المومنین عمر (رضی اللہ عنہ) کو پایا ہی نہیں رجال اس سند کے ثقات ہیں دیکھئے: ابن منصور (١٣٨)۔

3031ـ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ .

(ترجمہ) اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا اور نہ کافر مسلمان کا وارث ہو سکتا ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٦٧٦٤) مسلم (١٦١٤) ابوداود (٢٩٠٩) ترمذی

(۲۱۰۸) ابن ماجه (۲۷۲۹) ابويعلى (٤٧٥٧) ابن حبان (٦٠٣٣) الحميدى (٥٥١) نیز آگے بھی یہ حدیث آ رہی ہے۔

توضیح: ......یعنی باپ مسلمان ہو اور بیٹا کافر تو باپ بیٹے کا وارث نہیں ہوگا اور بیٹا کافر باپ مسلمان ہو تب بھی بیٹا باپ کا وارث نہ ہوگا۔

3032۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ وَجَبَتِ الْحُقُوقُ لِأَهْلِهَا وَلَمْ يَجْعَلْ لِمَنْ أَسْلَمَ أَوْ أُعْتِقَ قَبْلَ أَنْ يُقْسَمَ الْمِيرَاثُ شَيْئًا .

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: جب آدمی مرجائے تو وارث کا حق (وراثت) واجب ہو جاتا ہے اور جو میراث کی تقسیم سے پہلے مسلمان ہو یا آزاد ہو اس کے لئے میراث میں سے انہوں نے کچھ نہیں رکھا۔

(تخریج) اس اثر کی سند ضعیف ہے لیکن دوسری صحیح سند سے بھی مروی ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱٦۷٥) عبدالرزاق (۹۸۸۹)۔

توضیح: ......یعنی آدمی کے مرنے کے بعد اس کا وارث جو کافر تھا تقسیم سے پہلے اگر مسلمان ہو جائے تب بھی وارث نہ ہوگا اسی طرح غلام موت کے بعد تقسیم سے پہلے آزاد ہو تو اسے بھی وراثت نہ ملے گی کیوں کہ مرنے والے کی حیات میں وہ اس کے خلاف مذہب اور مانع ارث تھے۔

3033۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيسَى عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ .

(ترجمہ) اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوسکتا ہے اور نہ کافر مسلمان کا وارث ہوسکتا ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی تخریج (۳۰۳۱) پر گذر چکی ہے۔

3034۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ)) .

(ترجمہ) اس حدیث کا ترجمہ اور تخریج وہی ہے جو اوپر گذری۔

فائدہ: ......ان تمام آثار اور احادیث سے ثابت ہوا کہ مسلم غیر مسلم کا اور غیر مسلم مسلمان کا وارث نہ ہوگا۔

[30]..... بَابُ الْمُكَاتَبِ

غلام مکاتب کا بیان

3035۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ لَيْسَ لِلْمُكَاتَبِ مِيرَاثٌ مَا بَقِيَ

عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ مُكَاتَبَتِهِ .

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: مکاتب کے لئے میراث نہیں ہے جب تک کہ اس کے اوپر معاہدے کے مطابق رقم چکانا باقی ہو۔

(تخریج) اس اثر کی سند ابراہیم تک صحیح ہے اور ابوالنعمان کا نام محمد بن الفضل ہے اور ابوعوانہ: وضاح بن عبداللہ اور مغیرہ: ابن مقسم ہیں یہ اثر کہیں اور نہیں مل سکی۔

توضیح: ......مکاتب اس غلام یا لونڈی کو کہتے ہیں جس سے اس کے مالک نے مال معین ادا کرنے کی شرط پر آزاد کرنے کا معاہدہ کیا ہو تو جب تک وہ مال پورا ادا نہ کر دے نہ آزاد ہوگا نہ میراث پائے گا۔

3036۔ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ فِي رَجُلٍ لَهُ بَنُونَ قَدْ أَعْتَقَ مِنْ بَعْضِهِمُ النِّصْفَ وَمِنْ بَعْضِ الثُّلُثَ وَمِنْ بَعْضِ الرُّبُعَ قَالَ لَا يَرِثُونَ حَتَّى يُعْتَقُوا .

(ترجمہ) عطاء سے مروی ہے کہ اس آدمی کے بارے میں جس کے بیٹے غلام ہوں جن میں سے بعض تہائی اور بعض چوتھائی آزاد ہوئے ہوں۔ عطاء نے کہا جب تک کہ پوری طرح آزاد نہ کر دیئے جائیں (باپ کے) وارث نہ ہوں گے۔

(تخریج) اس اثر کی سند عطا تک صحیح ہے جو عطا بن مسلم ہیں اور یعلی: ابن عبید، عبدالملک: ابن ابی سلیمان ہیں اس اثر کے لئے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (٦١٤) عبدالرزاق (١٥٧٢٢) شرح معانی الآثار (١١١/٣) ،البیہقی(٣٤٢/١٠)۔

3037۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِي رَجُلٍ اشْتَرٰى ابْنَهُ فِي مَرَضِهِ قَالَ إِنْ خَرَجَ مِنَ الثُّلُثِ وَرِثَهُ وَإِنْ وَقَعَتْ عَلَيْهِ السِّعَايَةُ لَمْ يَرِثْ .

(ترجمہ) ابراہیم سے مروی ہے اس آدمی کے بارے میں جس نے اپنے مرض (الموت) میں اپنے بیٹے کو خریدا اور وہ ایک تہائی سے نکل چکا ہو تو وہ (بیٹا باپ کا) وارث ہوگا اور اگر ابھی مال مقرر دینا باقی ہو تو وارث نہ ہوگا۔

3038۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا حَسَنٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ حَدُّ الْمُكَاتَبِ حَدُّ الْمَمْلُوكِ حَتَّى يُعْتَقَ .

(ترجمہ) شعبی نے کہا: مکاتب کی حد مملوک (یعنی پورے غلام) کی حد ہے یہاں تک کہ وہ آزاد کر دیا جائے۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے حسن: ابن صالح ہیں اور اس کے والد صالح: ابن مسلم اور ابونعیم: فضل بن دکین ہیں دیکھئے:

ابن ابی شیبہ (٨٢٣٩) شرح معانی الآثار (١١١/٣)،المحلی لابن حزم (٢٢٨/٩)۔

تشریح: ......غلام کی حد قذف زنا وغیرہ کی حد میں آزاد کی حد سے آدھی ہے قیاساً علی الاماء قرآن پاک میں ہے:

﴿فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ....﴾(نساء: ٢٥/٥)

اس باب میں مذکور آثار سے ثابت ہوا کہ مکاتب میراث کے باب میں مملوک کی طرح ہے جب تک کہ وہ کلی طور پر آزد نہ ہو جائے آزاد مرنے والے کا وارث نہ ہوگا۔

[31]..... بَاب الْوَلَاءِ

ولاء کا بیان

3039۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْمَوْلٰى أَخٌ فِي الدِّينِ وَنِعْمَةٌ أَحَقُّ النَّاسِ بِمِيرَاثِهِ أَقْرَبُهُمْ مِنَ الْمُعْتِقِ)).

(ترجمہ) زہری (رحمہ اللہ) سے مروی ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مولی دینی بھائی اور آزاد کرانے والا بھائی ہے، اور اس کی میراث کا سب سے زیادہ حق دار وہ ہے جو آزاد کرنے والے کے سب سے زیادہ قریب ہو۔ (نعمة) سے مراد صاحب المنہ ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے لیکن مرسل ہے امام زہری نے صحابی کا ذکر نہیں کیا دیکھئے: ابن منصور (۲۷۲) البیهقی (۱۰/۳۰۴)۔

تشریح: ......عہد غلامی میں دستور تھا کہ لونڈی یا غلام اپنے آقا کا منہ مانگا روپیہ ادا کر کے آزاد ہو سکتے تھے مگر آزادی کے بعد ان کی وراثت پہلے مالکوں کو ملتی تھی اسلام نے جہاں غلامی کو ختم کیا ایسے غلط در غلط رواجوں کو بھی ختم کیا اور بتلایا کہ جو بھی کسی غلام کو آزاد کرائے اس کی وراثت ترکہ وغیرہ کا غلام کی موت کے بعد اگر کوئی اس کا نسبی وارث نہ ہو تو آزاد کرنے والا ہی بطور عصبہ اس کا وارث قرار پائے گا لفظ ولاء کا یہی مطلب ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الولاء لمن اعتق (متفق علیہ) آزاد کردہ کی ولاء (حق وراثت) اس شخص کے لئے ہے جس نے اسے آزاد کیا۔

3040۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي رَجُلٍ أَعْتَقَ مَمْلُوكًا ثُمَّ مَاتَ الْمَوْلَى وَالْمَمْلُوكُ وَتَرَكَ الْمُعْتِقُ أَبَاهُ وَابْنَهُ قَالَا الْمَالُ لِلِابْنِ.

(ترجمہ) محمد بن سالم نے کہا: شعبی سے مروی ہے ایسا شخص جس نے غلام آزاد کیا پھر آزاد کرنے والا (مالک ومولی) اور غلام فوت ہو گیا اور آزاد کرنے والا اپنا باپ اور بیٹا چھوڑ گیا تو مال بیٹے کا ہوگا۔

(**تخریج**) محمد بن سالم کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے دیکھئے: ابن منصور (۲۶۳) ابن ابی شیبہ (۱۱۵٦٦)

فائدہ: ......معتق کا سب سے اقرب اس کا لڑکا ہے اس لئے غلام یا لونڈی کی میراث کا وارث وہی ہوگا۔

3041۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فِي رَجُلٍ تَرَكَ أَبَاهُ وَابْنَ ابْنِهِ فَقَالَ الْوَلَاءُ لِابْنِ الِابْنِ.

(ترجمہ) سعید بن المسیب نے کہا: زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے ایک آدمی نے اپنا باپ اور پوتا چھوڑا تو ولاء (حق وراثت) پوتے کا ہوگا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند حسن ہے اور عباد: ابن العوام ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۵٦٦) عبدالرزاق (۱٦۲۹۸)۔

3042۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مُعَمَّرٌ حَدَّثَنَا خُصَيفٌ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ أَنَّ امْرَأَةً أَعْتَقَتْ عَبْدًا لَهَا ثُمَّ تُوُفِّيَتْ وَتَرَكَتْ ابْنَهَا وَأَخَاهَا ثُمَّ تُوُفِّيَ مَوْلَاهَا فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ ابْنُ الْمَرْأَةِ وَأَخُوهَا فِي مِيرَاثِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مِيرَاثُهُ لِابْنِ الْمَرْأَةِ)) . فَقَالَ أَخُوهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ أَنَّهُ جَرَّ جَرِيرَةً عَلَى مَنْ كَانَتْ قَالَ عَلَيْكَ .

(ترجمہ) خصیف نے روایت کیا: زیاد بن ابی مریم سے مروی ہے کہ ایک عورت نے اپنا غلام آزاد کیا، پھر اس عورت کا انتقال ہوگیا اور اس نے اپنا بیٹا اور بھائی چھوڑا، پھر اس کا غلام بھی فوت ہوگیا تو اس عورت (آزاد کرنے والی) کا لڑکا اور اس عورت کا بھائی میراث کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس غلام کی میراث (آزاد کرنے والی) عورت کے لڑکے کے لئے ہے عورت کے بھائی نے کہا: یا رسول اللہ! اگر وہ کوئی گناہ کرتا تو کون ذمہ دار ہوتا آپ نے فرمایا: تم ذمے دار ہوتے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے خصیف: ابن عبدالرحمٰن الجزری صدوق سیئی الحفظ ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱/ ۳۹۰) عبدالرزاق (۹/ ۳۵)، ارواء الغلیل (۱۶۹۷) اس میں ہے عورت کے بھائی نے کہا اگر وہ کوئی گناہ کرتا تو تاوان میرے اوپر ہوتا؟ فرمایا: ہاں۔

3043۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مُغِيرَةُ قَالَ سَأَلْتُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ رَجُلٍ أَعْتَقَ مَمْلُوكًا لَهُ فَمَاتَ وَمَاتَ الْمَوْلَى فَتَرَكَ الْمُعْتِقُ أَبَاهُ وَابْنَهُ فَقَالَ لِأَبِيهِ كَذَا وَمَا بَقِيَ فَلِابْنِهِ .

(ترجمہ) مغیرہ نے کہا میں نے ابراہیم سے پوچھا: ایک آدمی نے اپنے غلام کو آزاد کردیا پھر غلام اور آزاد کرنے والے فوت ہوگئے اور آزاد کرنے والے نے باپ اور اپنا بیٹا چھوڑا تو انہوں نے کہا باپ کے لئے اتنا ہے اور جو بچے وہ (عصبہ ہونے کے سبب) اس کے بیٹے کا ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند ابراہیم تک صحیح ہے دیکھئے: ابن منصور (۲۶۱) ابن ابی شیبہ (۱۱۵۶۷) عبدالرزاق (۱۶۲۵۷)۔

تشریح: ......اوپر شعبی کا قول گذر چکا ہے کہ آزاد کردہ غلام کا سارا مال آزاد کرنے والے کا بیٹا لے گا کیوں کہ یہ ولاء حق آزادی کا مسئلہ ہے یہاں ابراہیم نے کہا کہ عام حق وراثت کی طرح سدس باپ کا ہوگا باقی پانچ حصے بیٹے کے ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

3044۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَكَمَ وَحَمَّادًا يَقُولَانِ هُوَ لِلِابْنِ .

(ترجمہ) شعبہ سے مروی ہے: میں نے حکم اور حماد سے سنا وہ کہتے تھے: (مذکورہ بالا صورت میں غلام کے مال کا حق دار صرف) وہ مال بیٹے کے لئے ہے۔

(**تخریج**) ھشیم کے عنعنہ کے سبب اس اثر کی سند ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٥٧٠، ١١٥٧١، ١١٥٧٤) عبدالرزاق (١٦٢٥٧)۔

3045۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا الْأَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْبَقِيعِ فَرَأَى رَجُلًا يُبَاعُ فَأَتَاهُ فَسَاوَمَ بِهِ ثُمَّ تَرَكَهُ فَرَآهُ رَجُلٌ فَاشْتَرَاهُ فَأَعْتَقَهُ ثُمَّ جَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنِّي اشْتَرَيْتُ هٰذَا فَأَعْتَقْتُهُ فَمَا تَرَى فِيهِ فَقَالَ ((هُوَ أَخُوكَ وَمَوْلَاكَ)) . قَالَ مَا تَرَى فِي صُحْبَتِهِ فَقَالَ:((إِنْ شَكَرَكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَشَرٌّ لَكَ وَإِنْ كَفَرَكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ وَشَرٌّ لَهُ)) . قَالَ مَا تَرَى فِي مَالِهِ قَالَ:((إِنْ مَاتَ وَلَمْ يَتْرُكْ عَصَبَةً فَأَنْتَ وَارِثُهُ)) .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جنت البقیع کی طرف گئے تو دیکھا ایک آدمی بیچا جا رہا ہے، آپ اس کے پاس پہنچے اور اس کے دام لگائے، پھر اس کو چھوڑ آئے (یعنی خریدا نہیں) ایک اور آدمی نے اسے دیکھا اور خرید لیا اور آزاد کر دیا، پھر اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا، میں نے اس کو خریدا ہے اور اس کو آزاد کرتا ہوں آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ تمہارا (اسلامی) بھائی اور غلام ہے، اس نے پوچھا اس کو ساتھ رکھنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے، فرمایا: اگر اس نے تمہارا شکر ادا کیا تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اور تمہارے لئے اچھا نہیں ہے، اور اگر تمہاری وہ ناشکری کرے تو وہ تمہارے لئے بہتر اور اس کے لئے برا ہے، اس نے پوچھا اس کے مال کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا: اگر وہ مرجائے اور مال سمیٹنے والے وارث موجود نہ ہوں تو تم اس کے وارث ہو۔

(**تخریج**) اشعث بن سوار کی وجہ سے اس روایت کی سند ضعیف ہے اور یہ مرسل بھی ہے دیکھئے: عبدالرزاق (١٦٢١) البیہقی (٦/ ٢٤٠) مرسلا۔

3046۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَنْبَأَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْحَكَمِ وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ أَنَّ ابْنَةَ حَمْزَةَ أَعْتَقَتْ عَبْدًا لَهَا فَمَاتَ وَتَرَكَ ابْنَتَهُ وَمَوْلَاتَهُ بِنْتَ حَمْزَةَ فَقَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِيرَاثَهُ بَيْنَ ابْنَتِهِ وَمَوْلَاتِهِ بِنْتِ حَمْزَةَ نِصْفَيْنِ .

(ترجمہ) عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ حمزہ (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی نے اپنا غلام آزاد کر دیا وہ غلام اپنے بیٹی اور مالکہ بنت حمزہ کو چھوڑ کر فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی میراث کو اس کی بیٹی اور مالکہ کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا۔

(**تخریج**) اشعث بن سوار کی وجہ سے اس حدیث کی سند ضعیف ہے لیکن دوسری اسانید سے یہ حدیث صحیح ہے دیکھئے: ابن ماجہ (٢٧٣٤) ابن ابی شیبہ (١١١٨٣، ١١١٨٤) عبدالرزاق (١٦٢١٠) ابن منصور (١٧٤) طبرانی: (٢٤/ ٣٥٥) (٨٨٠) الحاکم (٤/ ٦٦) البیہقی (٦/ ٢٤١)۔

تشریح: ......اس سے معلوم ہوا کہ آزاد کردہ غلام یا لونڈی کے وارثین سے جو بچے گا اس کا وارث مالک یا مالکہ ہو

گی۔سارے مال کا وارث آزاد کرنے والا یا کرنے والی اس وقت مستحق ہوگا جب کوئی اور حقیقی وارث موجود نہ ہو۔واللہ اعلم۔

3047۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ شَمُوسَ الْكِنْدِيَّةِ قَالَتْ قَاضَيْتُ إِلَى عَلِيٍّ فِيْ أَبٍ مَاتَ فَلَمْ يَدَعْ أَحَدًا غَيْرِيْ وَمَوْلَاهُ فَأَعْطَانِي النِّصْفَ وَأَعْطَى مَوْلَاهُ النِّصْفَ .

(ترجمہ) شموس الکندیہ نے کہا: میں علی (رضی اللہ عنہ) کے پاس ایک قضیہ لے کر گئی کہ میرے باپ نے مجھے اور مالک (آزاد کرنے والے) کو چھوڑا ہے تو انہوں نے مجھے نصف دیا اور باقی نصف آزاد کرنے والے مالک کو دیا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے اس کی سند میں شیبانی سلیمان بن فیروز اور حکم: ابن عتیبہ ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١١٨٦) ابن منصور (١٧٦) آگے بھی یہ اثر آ رہا ہے۔

تشریح: ......اصحاب الفروض کی غیر موجودگی میں بیٹی کا حصہ آدھا ہے باقی جو بچے وہ مالک کا اسی اصول کے تحت علی (رضی اللہ عنہ) نے یہ فیصلہ کیا۔

3048۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلَى عَنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي الْكَنُوْدِ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ أُتِيَ بِابْنَةٍ وَمَوْلًى فَأَعْطَى الِابْنَةَ النِّصْفَ وَالْمَوْلَى النِّصْفَ قَالَ الْحَكَمُ فَمَنْزِلِي هٰذَا نَصِيبُ الْمَوْلَى الَّذِي وَرِثَهُ عَنْ مَوْلَاهُ .

(ترجمہ) ابوالکنود سے مروی ہے علی (رضی اللہ عنہ) کے پاس ایک لڑکی (بیٹی) اور آقا (مالک) کا قضیہ لایا گیا تو انہوں نے بیٹی کو نصف دیا اور آزاد کرنے والے مالک کو باقی آدھا دیا حکم نے کہا: پس میرا مکان اس والی کا حصہ ہے جو اس کو اس کے مالک نے میراث میں پایا تھا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں محمد بن ابی یعلی سیئ الحفظ جدا ہیں اور ابوالکنود کا نام عبداللہ بن عامر ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١١٨٨) ۔

3049۔ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُدْلِجٍ أَنَّهُ مَاتَ وَتَرَكَ ابْنَتَهُ وَمَوَالِيَهُ فَأَعْطَى عَلِيٌّ ابْنَتَهُ النِّصْفَ وَمَوَالِيَهُ النِّصْفَ .

(ترجمہ) حکم بن عتیبہ سے مروی ہے عبدالرحمٰن بن مدلج کا انتقال ہو گیا اور وہ اپنی بیٹی اور مالکان کو چھوڑ گئے: علی (رضی اللہ عنہ) نے بیٹی کو نصف دیا اور مالکان میں باقی نصف تقسیم کر دیا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند اشعث بن سوار کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن بیہقی میں صحیح سند سے موجود ہے دیکھئے: شرح معانی الآثار (٤٠٢/٤)، البیهقی (٢٤١/٦)۔

تشریح: ......اس اثر سے ثابت ہوا کہ مالک ایک ہو یا کئی ان کو بیٹی کو دینے کے بعد باقی نصف ہی ملے گا زیادہ نہیں۔

3050۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ الشَّمُوسِ أَنَّ أَبَاهَا مَاتَ فَجَعَلَ

عَلِيٌّ لَهَا النِّصْفَ وَلِمَوَالِيهِ النِّصْفَ .

(ترجمہ) الشموس سے مروی ہے کہ ان کے والد انتقال کر گئے، تو علی (رضی اللہ عنہ) نے ان کو نصف حصہ دیا اور مالکان کو بھی نصف دیا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں الشموس مجہولہ ہے باقی رجال ثقہ ہیں، دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۱۸۷)

3051۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنْ جَهْمِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ أُخْتَيْنِ اشْتَرَتْ إِحْدَاهُمَا أَبَاهَا فَأَعْتَقَتْهُ ثُمَّ مَاتَ قَالَ لَهُمَا الثُّلُثَانِ فَرِيضَتُهُمَا فِي كِتَابِ اللَّهِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْمُعْتِقَةِ دُونَ الْأُخْرَى .

(ترجمہ) جہم بن دینار نے روایت کیا ابراہیم سے مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا دو بہنیں ہیں ان میں سے ایک نے اپنے والد کو خریدا اور آزاد کر دیا پھر ان (والد) کا انتقال ہو گیا تو ابراہیم نے کہا دونوں بہنوں کے لئے دو ثلث جیسا کہ قرآن پاک میں حصہ مقرر ہے ﴿فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ...﴾ (مائدہ: ۱۷۶/٦) باقی جو بچا وہ صرف آزاد کرنے والی بیٹی کے لئے ہوگا۔ یعنی دوسری بہن کے لئے باقی حصہ ثلث میں سے کچھ نہ ہوگا اور پورا ثلث معتقہ لے لے گی۔

(**تخریج**) اشعث کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۵٦۰) عبدالرزاق (۱٦۲۱۵، ۱٦۲۷۰)۔

3052۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي امْرَأَةٍ أَعْتَقَتْ أَبَاهَا فَمَاتَ الْأَبُ وَتَرَكَ أَرْبَعَ بَنَاتٍ هِيَ إِحْدَاهُنَّ قَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ مِنَّةٌ لَهُنَّ الثُّلُثَانِ وَهِيَ مَعَهُنَّ .

(ترجمہ) اشعث سے مروی ہے شعبی نے روایت کیا وہ عورت جس نے اپنے باپ کو آزاد کرایا پھر باپ کا انتقال ہو گیا اور اس نے چار بیٹیاں چھوڑیں جن میں سے ایک آزاد کرانے والی تھی شعبی نے کہا، آزاد کرانے والی کا کوئی احسان نہیں چاروں بہنوں میں دو ثلث ہی تقسیم کیا جائے گا اور وہ معتقہ بھی ان میں شامل ہوگی۔

(**تخریج**) اشعث کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے اور یہ دیگر اسلاف کے فیصلہ کے خلاف ہے دیکھئے: عبدالرزاق (۱٦۲۱۳)۔

[32]..... بَاب فِيمَنْ أَعْطَى ذَوِي الْأَرْحَامِ دُونَ الْمَوَالِي

ان علمائے کرام کا بیان جو غلام کی وراثت کا مالکان کے علاوہ صرف ذوی الارحام کو حق دار کہتے ہیں

3053۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ حَيَّانَ بْنِ سَلْمَانَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَسَأَلَهُ عَنْ فَرِيضَةِ رَجُلٍ تَرَكَ ابْنَتَهُ وَامْرَأَتَهُ قَالَ أَنَا أُنَبِّئُكَ قَضَاءَ عَلِيٍّ . قَالَ حَسْبِي قَضَاءُ عَلِيٍّ قَالَ قَضَى عَلِيٌّ لِامْرَأَتِهِ الثُّمُنَ وَلِابْنَتِهِ النِّصْفَ ثُمَّ رَدَّ الْبَقِيَّةَ عَلَى ابْنَتِهِ .

(ترجمہ) حیان بن سلمان نے کہا میں سوید بن غفلہ کے پاس تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور میراث کے حصے کے

بارے میں سوال کیا: ایک آدمی نے اپنی بیٹی اور بیوی چھوڑی انہوں نے کہا میں تمہیں علی (رضی اللہ عنہ) کا اس بارے میں فیصلہ سناتا ہوں اس نے کہا علی کا فیصلہ ہی میرے لئے کافی ہے، علی (رضی اللہ عنہ) نے اس کی بیوی کو ثمن دیا اور بیٹی کو نصف پھر باقی جو بچا وہ بھی بیٹی کی طرف لوٹا دیا۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٢٠٨) المعرفہ والتاریخ للفسوی (١٩١/٣)، البیہقی (٢٤٢/٦)۔

تشریح: ......بیہقی کی روایت میں ہے کہ مرنے والے نے بیوی بیٹی اور مالک کو چھوڑا مذکورہ بالا روایت میں موالی کا ذکر نہیں ہے لیکن یہ ہی محل شاہد ہے کہ علی (رضی اللہ عنہ) نے مالک کو کچھ نہیں دیا جو بچا وہ بھی بیٹی کو دیدیا، علی رضی اللہ عنہ سے پیچھے کئی روایات گذر چکی ہیں کے باقی بچے مال کو انہوں نے مالک آزاد کرنے والے کو دیا ایک رائے یہ بھی ہو سکتی ہے لیکن پہلی رائے اقرب الی الصواب ہے واللہ اعلم۔

3054۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ مَوْلَاةً لِإِبْرَاهِيمَ تُوُفِّيَتْ وَتَرَكَتْ مَالًا فَقُلْتُ لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ إِنَّ لَهَا ذَا قَرَابَةٍ .

(ترجمہ) ابوالہیثم سے مروی ہے کہ ابراہیم کی لونڈی فوت ہوگئی اور بہت مال چھوڑا میں نے ابراہیم کی توجہ اس کی میراث کی طرف مبذول کرائی تو انہوں نے کہا اس کا قریبی رشتے دار موجود ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند موقوف اور ابراہیم تک صحیح ہے۔ دیکھئے: ابن منصور (١٨٢) ابن ابی شیبہ ٢٧٤/١١ (١١٢١٢) عبد الرزاق (١٦١٩٦)۔

توضیح: ......یعنی وہی وارث ہوگا جو قریبی رشتے دار ہے اور مالک آزاد کرنے والے کے لئے اس میں سے کوئی حق نہیں۔ ابراہیم کی بھی رائے پیچھے گذر چکی ہے جس میں آزاد کرنے والے کو انہوں نے مابقی من المال کا حق دار قرار دیا وہی رائے صحیح ہے۔

[33]..... بَاب الْوَلَاءُ لِلْكُبْرِ
حق وراثت بڑے کو حاصل ہوگا

3055۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَزَيْدٍ قَالَ وَأَحْسِبُهُ قَدْ ذَكَرَ عَبْدَ اللهِ أَيْضًا أَنَّهُمْ قَالُوا الْوَلَاءُ لِلْكُبْرِ يَعْنُونَ بِالْكُبْرِ مَا كَانَ أَقْرَبَ بِأَبٍ أَوْ أُمٍّ .

(ترجمہ) شعبی سے مروی ہے کہ عمر، علی، زید اور میرا خیال ہے عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہم) سب نے کہا: ولاء (حق وراثت) بڑے کے لئے ہے اور وہ بڑے سے مراد اس کو لیتے تھے جو باپ اور ماں کے سب سے زیادہ قریب ہو۔

(تخریج) اشعث بن سوار کیوجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے دیکھئے: ابن منصور (٢٦٧) البیہقی (٣٠٣/١٠) بیہقی

میں ہے جو باپ سے سب سے زیادہ قریب ہے ماں کا ذکر نہیں۔

3056۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ كُتِبَ إِلَى عُمَرَ فِي شَأْنِ فُكَيْهَةَ بِنْتِ سَمْعَانَ أَنَّهَا مَاتَتْ وَتَرَكَتْ ابْنَ أَخِيهَا لِأَبِيهَا وَأُمِّهَا وَابْنَ أَخِيهَا لِأَبِيهَا فَكَتَبَ عُمَرُ إِنَّ الْوَلَاءَ لِلْكُبْرِ.

(ترجمہ) عبیداللہ بن عتبہ نے کہا: عمر (رضی اللہ عنہ) نے مجھے فکیہہ بنت سمعان کے بارے میں تحریر فرمایا جو انتقال کرگئی تھی اور حقیقی بھائی کا بیٹا اور ایک بیٹا پدری بھائی کا چھوڑا تھا عمر (رضی اللہ عنہ) نے لکھا کہ میراث کا حق بڑے (یعنی حقیقی بھائی کے بیٹے) کا ہے۔

(تخریج) اس اثر کی سند اشعث کی وجہ سے ضعیف ہے دیکھئے: البیهقی (٢٣٩/٦)۔

3057۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ عَلِيًّا وَزَيْدًا قَالَا الْوَلَاءُ لِلْكُبْرِ و قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَشُرَيْحٌ لِلْوَرَثَةِ.

(ترجمہ) شعبی سے مروی ہے کہ علی اور زید (رضی اللہ عنہما) دونوں نے کہا: ولاء بڑے کے لئے ہے اور عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) اور (قاضی) شریح نے کہا: وارثین کے لئے ہوگا۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے عامر الشعبی کے مذکور صحابہ سے لقاء میں احتمال ہے ابوشہاب کا نام عبدربہ بن نافع ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٦٠٧) ابن منصور (٢٦٨) شیبانی ابواسحاق ہیں۔

3058۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَضَى عُمَرُ وَعَبْدُ اللّٰهِ وَعَلِيٌّ وَزَيْدٌ لِلْكُبْرِ بِالْوَلَاءِ.

(ترجمہ) شعبی نے کہا: عمر، عبداللہ، علی اور زید (رضی اللہ عنہم) نے ولاء کا فیصلہ بڑے (وارث) کے لئے کیا۔

(تخریج) اشعث بن سوار اس میں ضعیف ہیں یہ اثر اوپر گذر چکی ہے۔

3059۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ تُوُفِّيَتْ فُكَيْهَةُ بِنْتُ سَمْعَانَ وَتَرَكَتْ ابْنَ أَخِيهَا لِأَبِيهَا وَبَنِي بَنِي أَخِيهَا لِأَبِيهَا وَأُمِّهَا فَوَرَّثَ عُمَرُ بَنِي أَخِيهَا لِأَبِيهَا.

(ترجمہ) ابن سیرین (رحمہ اللہ) نے کہا فکیہہ بنت سمعان فوت ہوئیں اور پدری بھائی کا بیٹا اور حقیقی بھائی کا پوتا چھوڑ گئیں تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے پدری بھائی کے بیٹوں کو وارث قرار دیا (کیوں کہ پوتے ولی ابعد ہیں)۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے (٣٠٥٦) پر یہ روایت گذر چکی ہے اور آگے (٣٠٦٢) پر بھی آرہی ہے۔

3060۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَزَيْدٍ أَنَّهُمْ قَالُوا الْوَلَاءُ لِلْكُبْرِ.

(ترجمہ) ابراہیم (نخعی) سے مروی ہے عمر، علی، زید (رضی اللہ عنہم) سب نے کہا: ولاء (حق وراثت) بڑے کے لئے ہے۔

(**تخریج**) ابراہیم نخعی کا مذکور بالا کسی صحابی سے لقاء ثابت نہیں اس لئے اس اثر کی سند ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٥٥٠، ١١٦٠٦) البیهقی (١٠/٣٠٣، ٣٠٦)۔

3061۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِي أَخَوَيْنِ وَرِثَا مَوْلًى كَانَ أَعْتَقَهُ أَبُوهُمَا فَمَاتَ أَحَدُهُمَا وَتَرَكَ وَلَدًا قَالَ كَانَ عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَعَبْدُ اللَّهِ يَقُولُونَ الْوَلَاءُ لِلْكُبْرِ .

(ترجمہ) مغیرہ سے مروی ہے ابراہیم نے دو بھائیوں کے بارے میں کہا جو غلام کے وارث ہوئے جس کو ان کے والد نے آزاد کر دیا تھا ان دو بھائیوں میں سے ایک مر گیا اور اس نے اپنا لڑکا چھوڑا ابراہیم نے کہا: علی، زید، عبداللہ (رضی اللہ عنہم) کہتے تھے ولاء بڑے کے لئے ہے یعنی بھائی کے لئے ہے بھائی کی اولاد کے لئے کچھ نہیں۔

(**تخریج**) ابراہیم کا لقاء ان صحابہ میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٦٠٥) ابن منصور (٢٦٥، ٢٦٦)۔

3062۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ مَطَرًا الْوَرَّاقَ يَقُولُ قَالَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ الْوَلَاءُ لِلْكُبْرِ .

(ترجمہ) مطر الوراق نے کہا: عمر و علی (رضی اللہ عنہما) نے کہا: ولاء بڑے کے لئے ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں بھی انقطاع ہے۔

3063۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى عَنْ رَوْحٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ الْوَلَاءُ لِلْكُبْرِ .

(ترجمہ) طاؤس نے کہا: ولاء بڑے کے لئے ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند بھی حسب سابق منقطع ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٦١٠)۔

3064۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ الْوَلَاءُ لِلْكُبْرِ .

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا، ولاء حق وراثت بڑے کے لئے ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: اثر رقم (٣٠٦١) لیکن اس میں بھی انقطاع ہے۔

[34]..... بَاب فِي الرَّجُلِ يُوَالِي الرَّجُلَ

ایک آدمی دوسرے کی مدد کرے اس کا بیان

3065۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَسُفْيَانُ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ فِي الرَّجُلِ يُوَالِي الرَّجُلَ قَالَا هُوَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ سُفْيَانُ وَكَذَلِكَ نَقُولُ .

(ترجمہ) یونس سے مروی ہے حسن نے روایت کیا کوئی آدمی کسی کی مدد کرتا ہے وہ مسلمانوں کے درمیان ہے یعنی مسلمان اس کے

وارث ہوں گے۔سفیان نے کہا: ہم بھی یہی کہتے ہیں۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند شعبی اور حسن تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٦٣١) عبدالرزاق (٩٨٧٥) ابن منصور (٢٠٦)۔

3066۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ سَمِعْتُ تَمِيمًا الدَّارِيَّ يَقُولُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا السُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ الْكُفْرِ يُسْلِمُ عَلَى يَدَيْ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :((هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ)) .

(ترجمہ) تمیم الداری (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! اہل کفر میں سے کوئی شخص کسی مسلمان کے ہاتھ پر مسلمان ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس کو مسلمان کیا وہ اس کا زیادہ قریب ہے اس کی زندگی اور موت دونوں حالتوں میں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند بمجموع الطرق صحیح ہے دیکھئے: بخاری تعليقا في الفرائض باب اذا اسلم على يديه، ابوداود (٢٩١٨) ترمذی (٢١١٢) ابن ماجه (٢٧٥٢) احمد (١٠٢/٤) ،ابویعلی (٧١٦٥)۔

تشریح: ......ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اگر نومسلم کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کی میراث کا حق دار وہ شخص ہے جس نے اس کو مسلمان کیا۔ واللہ اعلم۔

3067۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ السَّوَادِ إِذَا أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْ رَجُلٍ قَالَ يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُهُ .

(ترجمہ) منصور سے مروی ہے ابراہیم (نخعی) سے مخلوط لوگوں (اہل السداد) کے بارے میں پوچھا گیا (جہاں مسلم غیر مسلم مخلوط ہوں) جب ان میں سے کوئی کسی مسلمان کے ہاتھ پر اسلام لائے؟ کہا اس کی طرف سے دیت دے گا اور مسلمان کرنے والا اس کا وارث ہوگا۔

(**تخریج**) ابراہیم نخعی تک اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: عبدالرزاق (٩٨٧٣) ابن منصور (٢٠٤) المحلی (٥٨/١١_٥٩)۔

[35]..... بَاب مَنْ قَالَ إِنَّ الْمَرْأَةَ تَرِثُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا
بیوی شوہر کے قتل عمد یا قتل خطا کی دیت کی وارث ہوگی

3068۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا فِي الْعَمْدِ وَالْخَطَإِ .

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: بیوی شوہر کے قتل عمد یا قتل خطا کی دیت کی وارث ہوگی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند ابراہیم تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (٧٦٠٢) ابن حزم فی المحلی (١٠/٤٧٥)۔

3069۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ الدِّيَةُ عَلَى فَرَائِضِ اللَّهِ .

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: دیت کے حق دار اللہ تعالی کے مقرر کردہ حصص ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند بھی ابراہیم تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (٧٦٠٧) ابن منصور (٣٠٠)

3070۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ الدِّيَةُ سَبِيلُهَا سَبِيلُ الْمِيرَاثِ

(ترجمہ) ابوقلابہ نے کہا: دیت کا طریقہ میراث کے طریقے کی طرح ہے۔

(**تخریج**) ابوقلابہ کا نام عبداللہ بن زید ہے اور وہیب: ابن خالد ہیں، اس اثر کی سند ابوقلابہ تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (٧٦٠٨) المحلی (١٠/٤٧٥)۔

3071۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ وَدَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ أَنْ يُوَرَّثَ الْإِخْوَةُ مِنَ الْأُمِّ مِنَ الدِّيَةِ .

(ترجمہ) حمید اور داود بن ابی ہند نے کہا: عمر بن عبدالعزیز (رحمہ اللہ) نے لکھا کہ مادری بھائی کو دیت کا وارث بنایا جائے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (٧٦١٦) عبدالرزاق (١٧٧٧٢) المحلی (١٠/٤٧٥)۔

3072۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ الْعَقْلُ مِيرَاثٌ بَيْنَ وَرَثَةِ الْقَتِيلِ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَفَرَائِضِهِ .

(ترجمہ) ابن شہاب نے کہا: دیت مقتول کے وارثین کے درمیان میراث ہے کتاب اللہ اور اس کے مقررہ حصص کے مطابق۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں عبداللہ بن صالح کاتب اللیث سئی الحفظ جدا ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (٧٦٠٤) المحلی (١٠/٤٧٥) بسند صحیح۔ ابن شہاب: زہری ہیں۔

3073۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ بَعْضِ وَلَدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَ مَنْ لَمْ يُوَرِّثِ الْإِخْوَةَ مِنَ الْأُمِّ مِنَ الدِّيَةِ .

(ترجمہ) علی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جس نے مادری بھائیوں کو دیت میں سے وراثت نہ دی اس نے ظلم کیا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں بعض ولد ابن الحنفیۃ کا پتہ نہیں کون ہیں؟ اور قبیصہ: ابن عقبہ ہیں حوالہ کے لئے دیکھئے: ابن ابی شیبه (٧٦١٣، ٧٦٢٠) عبدالرزاق (١٧٧٧١) ابن منصور (٣٠٣، ٣٠٤) البیہقی (٥٨/٨) ان میں سے بعض روایات کی سند صحیح ہے۔

3074۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ سَالِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَزَيْدٍ

قَالُوا الدِّيَةُ تُوْرَثُ كَمَا يُوْرَثُ الْمَالُ خَطَؤُهُ وَعَمْدُهُ .

(ترجمہ) شعبی سے مروی ہے عمر، علی و زید (رضی اللہ عنہم) نے کہا: دیت کی وراثت اسی طرح تقسیم ہوگی جس طرح مال کی وراثت (تقسیم) ہوتی ہے چاہے وہ دیت قتل خطا کی ہو چاہے قتل عمد کی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند محمد بن سالم کی وجہ سے ضعیف ہے دوسرے طرق بھی ضعیفہ ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبه (٧٦٠٥) ابن منصور (٣٠٨) ابن حزم (١٠/٤٧٥)۔

تشریح: ......ان آثار سے ثابت ہوا کہ مرنے والے کی دیت بھی اصحاب الفروض میں ایسے ہی تقسیم کی جائے گی جیسے مال تقسیم کیا جاتا ہے ہر صاحب حق کو اس کا حق دیا جائے گا۔

[36]..... بَاب مَنْ قَالَ لَا يُوَرَّثُ
ان لوگوں کا بیان جو دیت کے وارث نہیں ہوں گے

3075۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيْلُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ لَا يُوَرِّثُ الْإِخْوَةَ مِنَ الْأُمِّ وَلَا الزَّوْجَ وَلَا الْمَرْأَةَ مِنَ الدِّيَةِ شَيْئًا . قَالَ عَبْد اللهِ بَعْضُهُمْ يُدْخِلُ بَيْنَ إِسْمَعِيْلَ وَعَامِرٍ رَجُلًا .

(ترجمہ) عامر (شعبی) نے کہا: علی (رضی اللہ عنہ) اخیافی بھائی (یعنی مادری بھائی) خاوند اور بیوی کو دیت میں سے کچھ بھی ورثہ نہ دیتے تھے۔

امام دارمی نے کہا بعض روایات میں عامر شعبی اور اسماعیل کے درمیان ایک راوی اور مذکور ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں اسماعیل: ابن ابی خالد ہیں اور علی رضی اللہ عنہ تک سند صحیح ہے دیکھئے: ابن منصور (٣٠٥)۔

3076۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ زِيَادٍ الْأَعْلَمِ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَا تُوَرَّثُ الْإِخْوَةُ مِنَ الْأُمِّ مِنَ الدِّيَةِ .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: اخیافی بھائی دیت کے وارث نہ ہوں گے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن منصور (٣٠٦)۔

فائدہ: ......ان آثار سے معلوم ہوا کہ صرف وارث قوی حقیقی بھائی یا بیٹا ہی دیت میں سے حصہ پائے گا۔

[37].....بَاب مِيرَاثِ الْغَرْقَى
پانی میں ڈوبنے والوں کی میراث کا بیان

3077۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ كُلُّ قَوْمٍ مُتَوَارِثِيْنَ عَمِيَ مَوْتُهُمْ فِيْ هَدْمٍ أَوْ غَرَقٍ فَإِنَّهُمْ لَا يَتَوَارَثُوْنَ يَرِثُهُمُ الْأَحْيَاءُ .

(ترجمہ) زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہر قسم کے لوگ وارث ہوں گے، لیکن جن کی موت مکان گرنے غرق ہونے میں مجہول

ہو وہ ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے زندہ آدمی ہی ان کے وارث ہوں گے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے دیکھئے: عبدالرزاق (۱۹۱۶۰، ۱۹۱۶۶) ابن منصور (۲۴۱) دارقطنی (۱۱۹/۴)۔

تشریح: ...... جب ایک سے زیادہ افراد پانی میں غرق ہو جائیں یا کسی اور حادثے کا شکار ہو جائیں مثلاً عمارت کے نیچے آ کر ہلاک ہوں یا آگ میں جل جائیں یا ایکسیڈنٹ وغیرہ میں ہلاک ہوں اور کسی کی موت کی تقدیم وتاخیر کا علم نہ ہو سکے تو حکم یہ ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے بلکہ زندہ افراد ہی اپنے مرنے والوں کے وارث ہوں گے اس کی مثال یہ ہے کہ کسی حادثے میں دو بھائی فوت ہو گئے اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ پہلے کون فوت ہوا ہے ان میں سے ایک اپنے پیچھے، بیوی، بیٹی اور چچا چھوڑ گیا جبکہ دوسرا دو بیٹیاں اور مذکور چچا چھوڑ گیا تو دونوں کی جائیداد کے وارث مذکورین ورثاء ہیں۔ یہ بھائی ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے پہلی صورت میں بیوی آٹھواں حصہ لے گی بیٹی نصف اور باقی چچا لے گا اور دوسری صورت میں دو تہائی اس کی دونوں بیٹیاں لیں گی اور باقی تہائی چچا لے گا۔

3078۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَتِيقٍ قَالَ قَرَأْتُ فِي بَعْضِ كُتُبِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي الْقَوْمِ يَقَعُ عَلَيْهِمِ الْبَيْتُ لَا يُدْرَى أَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلُ قَالَ لَا يُوَرَّثُ الْأَمْوَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَيُوَرَّثُ الْأَحْيَاءُ مِنَ الْأَمْوَاتِ.

(ترجمہ) یحییٰ بن عتیق نے کہا میں نے عمر بن عبدالعزیز (رحمہ اللہ) کے بعض نوشتوں میں پڑھا ہے وہ لوگ جن پر گھر گر پڑے اور معلوم نہ ہو سکے کس کی موت پہلے واقع ہوئی اور مرنے والوں میں سے کوئی ایک دوسرے کا وارث نہیں ہوگا بلکہ مرنے والوں کے وارثین ہی وارث ہوں گے۔

(**تخریج**) عمر بن عبدالعزیز تک اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۳۹۵) عبدالرزاق (۱۹۱۶۱) ابن منصور (۲۴۲)۔

3079۔ حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أُمَّ كُلْثُومٍ وَابْنَهَا زَيْدًا مَاتَا فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ فَالْتَقَتِ الصَّائِحَتَانِ فِي الطَّرِيقِ فَلَمْ يَرِثْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ وَأَنَّ أَهْلَ الْحَرَّةِ لَمْ يَتَوَارَثُوا وَأَنَّ أَهْلَ صِفِّينَ لَمْ يَتَوَارَثُوا.

(ترجمہ) جعفر بن محمد نے اپنے والد سے بیان کیا کہ ام کلثوم اور ان کا بیٹا زید (ابن عمر) ایک ہی دن میں دونوں فوت ہو گئے ان پر رونے والیاں راستے میں ملیں ان میں سے کوئی بھی اپنے مرنے والے کی وارث نہ ہوئی اور اہل الحرہ بھی ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوئے اہل صفین بھی ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوئے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند حسن ہے دیکھئے: ابن منصور (۲۴۰) والبیہقی (۲۲۲/۶)۔

تشریح: ......حرہ مدینہ میں مشرق کی جانب ایک مقام ہے جسکی طرف سے ۶۳ھ میں امویوں نے یزید بن معاویہ کے حکم پر مسلم بن عقبہ کی قیادت میں اہل مدینہ پر حملہ کیا اور بہت قتل عام کیا یہ معرکہ حرہ کے نام سے مشہور ہے اور صفین شام کے حدود میں ایک مقام کا نام ہے جہاں جیش علی ومعاویہ (رضی اللہ عنہما) کی فوجوں کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی یہ دونوں بڑے خونیں معرکے تھے اور مسلمانوں کی بڑی تعداد اس میں شہید ہوئی راوی اس اثر میں یہ بتا رہے ہیں کہ ان دونوں جنگوں میں بھی کوئی مرنے والا کسی کا وارث نہ ہوا۔

3080۔ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِى لَيْلَى عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ بَيْتًا بِالشَّامِ وَقَعَ عَلَى قَوْمٍ فَوَرَّثَ عُمَرُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ .

(ترجمہ) شعبی نے کہا: شام میں ایک گھر کچھ لوگوں پر گر گیا جن کو عمر (رضی اللہ عنہ) نے ایک دوسرے کا وارث قرار دیا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند عبدالرحمٰن بن ابی لیلی کی وجہ سے ضعیف ہے جو سیٔ الحفظ جدا ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۳۹۰) ابن منصور (۲۳۲) بسند فيه انقطاع۔

3081۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُرَيْشٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ وَرَّثَ أَخَوَيْنِ قُتِلَا بِصِفِّينَ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ .

(ترجمہ) ابوحریش نے کہا علی (رضی اللہ عنہ) نے دو بھائیوں کو جو جنگ صفین میں وفات پا گئے تھے ایک دوسرے کا وارث قرار دیا۔

(**تخریج**) اس روایت میں ابوحریش مجہول ہیں باقی رجال ثقات ہیں دیکھئے: البخاري في الكبير (۱۳۲/۳)، ابن ابی شیبه (۱۱۳۹۱) عبدالرزاق (۱۹۱۵۲)۔

تشریح: ......اوپر تفصیل گذر چکی ہے کہ جن کی موت کسی حادثے میں ہوئی ہو اور تقدیم وتاخیر کا علم نہ ہو تو مرنے والے ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے اور وارثین ہی کے درمیان میراث ہوگی عمر اور علی (رضی اللہ عنہما) کے مذکورہ آثار کی سند ان تک صحیح نہیں ہے اور اگر صحیح مان بھی لی جائے تو کہا جائے گا کہ ان کو شاید مرنے والوں کی موت میں تقدیم وتاخیر کا علم تھا اس لئے انہوں نے ایک دوسرے کو وارث قرار دیا۔ واللہ اعلم

[38]..... بَاب مِيرَاثِ ذَوِى الْأَرْحَامِ

ذوی الارحام کی میراث کا بیان

3082۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ أَنَّ رَجُلًا هَلَكَ وَتَرَكَ عَمَّتَهُ وَخَالَتَهُ فَأَعْطَى عُمَرُ الْعَمَّةَ نَصِيبَ الْأَخِ وَأَعْطَى الْخَالَةَ نَصِيبَ الْأُخْتِ .

(ترجمہ) بکر بن عبداللہ مزنی سے مروی ہے کہ ایک آدمی فوت ہوا اور اپنی پھوپھی اور خالہ چھوڑ گیا، عمر (رضی اللہ عنہ) نے پھوپھی کو بھائی کا حصہ دیا اور خالہ کو بہن کا حصہ دیا۔

(**تخریج**) انقطاع کے سبب اس اثر کی سند ضعیف ہے دیکھئے: شرح معانی الآثار (٤/ ٤٠٠)۔

ملاحظہ:......ذوی الارحام کی میراث کا ذکر ستائیسویں باب میں بھی گذر چکا ہے تفصیل وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

3083۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ مَنْ أَدْلَى بِرَحِمٍ أُعْطِىَ بِرَحِمِهِ الَّتِى يُدْلِى بِهَا .

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: جس نے رشتہ داری (رحم سے قربت) کا دعوی کیا اس کو رحم سے (قرابت داری) قربت کے مطابق حصہ دیا جائے گا۔

(**تخریج**) ابراہیم تک اس اثر کی سند جید ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١١٦٧، ١١٢٢٩)۔

3084۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِى أَبُوْ إِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِىْ رَجُلٍ تَرَكَ عَمَّتَهُ وَابْنَةَ أَخِيهِ قَالَ الْمَالُ لِابْنَةِ أَخِيهِ .

(ترجمہ) شعبی سے اس آدمی کے بارے میں مروی ہے جس نے اپنی پھوپھی اور بھتیجی کو چھوڑا ہے انہوں نے کہا: مال کی وارث بھتیجی ہوگی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٢٢٧) عبدالرزاق (١٩١٢٥) آگے بھی یہ روایت آ رہی ہے۔

3085۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْخَالُ وَارِثٌ لَهُ .

(ترجمہ) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا کوئی وارث نہ ہو ماموں اس کا وارث ہے۔

(**تخریج**) لیث بن ابی سلیم کی وجہ سے اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور محمد بن المنکدر کے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے سماع میں بھی بڑا اختلاف ہے۔لیکن اس حدیث کے اور بھی طرق ہیں جو شواہد صحیحہ کا درجہ رکھتے ہیں۔دیکھئے: دارقطنی (٤/ ٨٦)(٦٢، ٦١) ابن حبان (٦٠٣٥) موارد الظمآن (١٢٢٥) نیز (٣٠١٠) پر یہ حدیث گذر چکی ہے۔

3086۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا حَسَنٌ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّ عُمَرَ وَعَبْدَ اللّٰهِ رَأَيَا أَنْ يُوَرِّثَا خَالًا .

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: عمر وعبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہما) کی رائے یہ تھی کہ ماموں وارث ہوگا۔

(**تخریج**) عبیدہ بن معتب کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے اور ابراہیم نے بھی عمر (رضی اللہ عنہ) کو پایا ہی نہیں دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١١٧٥) ابن منصور (١٥٩) شرح معانی الآثار (٤/ ٤٠٠)۔

3087۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا حَسَنٌ عَنْ سُلَيْمَانَ أَبِىْ إِسْحٰقَ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِىْ عَمَّةٍ وَبِنْتِ أَخٍ قَالَ الْمَالُ لِابْنَةِ الْأَخِ .

(ترجمہ) شعبی سے پھوپھی اور بھتیجی کے بارے میں مروی ہے کہ سارا مال بھتیجی کا ہوگا۔

(**تخریج**) شعبی تک اس اثر کی سند صحیح ہے اور یہ اثر (۳۰۸۴) پر گذر چکی ہے۔

3088۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ أَخْبَرَنَا حَسَنٌ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ بَعْضِهِمْ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ لِلْعَمَّةِ .

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: مال پھوپھی کے لئے ہوگا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں راوی مجہول ہے تخریج دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۲۲۸) اس کی سند میں سلیمان اور ابراہیم کے درمیان شیبانی کا ذکر ہے جس سے مذکور بالا سند کی جہالت دور ہو جاتی ہے۔

3089۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِيْ بِنْتِ أَخٍ وَعَمَّةٍ قَالَ أَعْطِى الْمَالَ لِابْنَةِ الْأَخِ .

(ترجمہ) شعبی سے پھوپھی اور بھتیجی کے بارے میں مروی ہے کہ سارا مال بھائی کی بیٹی کے لئے ہوگا۔

(**تخریج**) اوپر (۳۰۸۵) پر گذر چکی ہے۔

3090۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِيْ بِنْتِ أَخٍ وَعَمَّةٍ قَالَ أَعْطِى الْمَالَ لِابْنَةِ الْأَخِ .

(ترجمہ) شعبی سے بھتیجی اور پھوپھی کے بارے میں ہے کہ میں مال بھیجتی کو دوں گا۔

(**تخریج**) اوپر گذر چکی ہے۔ اور یہ روایت سند و متناً مکرر ہے۔

3091۔ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ فِيْ رَجُلٍ تُوُفِّيَ وَلَيْسَ لَهُ وَارِثٌ إِلَّا ابْنَةُ أَخِيهِ وَخَالُهُ قَالَ لِلْخَالِ نَصِيبُ أُخْتِهِ وَلِابْنَةِ الْأَخِ نَصِيبُ أَبِيهَا .

(ترجمہ) مسروق سے مروی ہے ایک آدمی فوت ہوا اور اس کا بھتیجی اور ماموں کے علاوہ اور کوئی وارث نہیں، کہا: ماموں کے لئے مرنے والے کی بہن کے برابر کا حصہ ہے اور بھتیجی کے لئے اس باپ (یعنی مرنے والے کے بھائی کا حصہ ہے۔)

(**تخریج**) اس اثر کی سند مسروق تک صحیح ہے۔ دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۱۷۸)۔

3092۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ كَانَ مَسْرُوقٌ يُنَزِّلُ الْعَمَّةَ بِمَنْزِلَةِ الْأَبِ إِذَا لَمْ يَكُنْ أَبٌ وَالْخَالَةَ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ إِذَا لَمْ تَكُنْ أُمٌّ .

(ترجمہ) عامر (شعبی) سے مروی ہے کہ مسروق پھوپھی کو باپ کی غیر موجودگی میں باپ کے درجے میں رکھتے تھے اور خالہ کو جب ماں نہ ہو تو ماں کے درجہ میں رکھتے تھے۔

یعنی ماں باپ کی غیر موجودگی میں پھوپھی اور خالہ کو باپ اور ماں کا حصہ وراثت میں سے دیتے تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۱۶٤) عبدالرزاق (۱۹۱۱٦) ابن منصور (۱٦۱،۱٦۲)۔

3093۔ حَدَّثَنَا يَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَبَّانَ نَسَبَهُ إِلَى جَدِّهِ عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ قَالَ تُوُفِّيَ ابْنُ الدَّحْدَاحَةِ وَكَانَ أَتِيًّا وَهُوَ الَّذِي لَا يُعْرَفُ لَهُ أَصْلٌ فَكَانَ فِي بَنِي الْعَجْلَانِ وَلَمْ يَتْرُكْ عَقِبًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِعَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ هَلْ تَعْلَمُونَ لَهُ فِيكُمْ نَسَبًا قَالَ مَا نَعْرِفُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَدَعَا ابْنَ أُخْتِهِ فَأَعْطَاهُ مِيرَاثَهُ.

(ترجمہ) واسع بن حبان سے مروی ہے کہ ابن الدحداحہ کی وفات ہوگئی اور وہ آتی تھے یعنی ان کے عزیز ورشتے داروں کا پتہ نہ تھا وہ بنی عجلان میں سے تھے اور پیچھے کوئی وارث نہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے عاصم بن عدی سے کہا: تم کو اپنے قبیلے میں ان کے نسب کا علم ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یا رسول اللہ ہم ان کو نہیں جانتے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بھانجے کو بلایا اور ان کی کل میراث اسے دے دی۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند میں محمد بن اسحاق مدلس ہیں اور عن سے روایت کیا ہے ابن الدحداح کا نام ثابت ہے اور ابن الدحداحہ بھی انہیں کہا جاتا ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۱۷۹) عبدالرزاق (۱۹۱۲۰) ابن منصور (۱٦٤) شرح معانی الآثار (٤/٣٩٦)، البیهقی (٦/٢١٥)۔ یہ روایت باب ۲۷ میں (۳۰۰۹) پر بھی گذر چکی ہے اور سند میں اضطراب ہے۔

3094۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ أَعْطَى خَالًا الْمَالَ.

(ترجمہ) ابراہیم نے روایت کیا کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے ماموں کو (وراثت کا) مال دیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں انقطاع کے باعث یہ اثر ضعیف ہے کما تقدم مراراً دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۱۷۵) ابن منصور (۱۵۹)۔

3095۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو هَانِئٍ قَالَ سُئِلَ عَامِرٌ عَنِ امْرَأَةٍ أَوْ رَجُلٍ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ خَالَةً وَعَمَّةً قَالَ لَيْسَ لَهُ وَارِثٌ وَلَا رَحِمٌ غَيْرُهُمَا فَقَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ يُنَزِّلُ الْخَالَةَ بِمَنْزِلَةِ أُمِّهِ وَيُنَزِّلُ الْعَمَّةَ بِمَنْزِلَةِ أَخِيهَا.

(ترجمہ) ابوھانی نے کہا: عامر شعبی سے پوچھا گیا کوئی عورت یا مرد وفات پا گیا اور اس نے خالہ اور پھوپھی کو چھوڑا اور ان دونوں کے علاوہ ان کا کوئی اور وارث یا رشتہ دار نہ تھا، شعبی نے کہا: عبداللہ بن مسعود خالہ کو ماں کی جگہ اور پھوپھی کو اس کے بھائی یعنی مرنے والی عورت کے بھائی کا حصہ دیتے تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں ابوہانی عمر بن بشیر ضعیف ہیں۔ اس کا حوالہ (۳۰۱۴) پر گذر چکا ہے نیز دیکھئے مجمع الزوائد (۵۳۷۱)۔

فائدہ: ...... ان تمام آثار واحادیث سے معلوم ہوا اکثر صحابہ وتابعین کے نزدیک حقیقی وارث کی غیر موجودگی میں

ماموں، پھوپھی، خالہ بھتیجی اور بھانجی وغیرہ مرنے والے کے وارث ہونگے جمہور علمائے کرام اور فقہاء کا یہی مذہب ہے اور یہ ہی راجح ہے۔

[39]..... بَاب فِيْ الِادِّعَاءِ وَالْإِنْكَارِ
کسی چیز کے انکار یا دعوی کرنے کا بیان

3096۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الْحَسَنِ فِيْ رَجُلٍ اعْتَرَفَ عِنْدَ مَوْتِهِ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ لِرَجُلٍ وَأَقَامَ آخَرُ بَيِّنَةً بِأَلْفِ دِرْهَمٍ وَتَرَكَ الْمَيِّتُ أَلْفَ دِرْهَمٍ فَقَالَ الْمَالُ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ مُفْلِسًا فَلَا يَجُوْزُ إِقْرَارُهُ.

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی موت کے وقت اعتراف کیا کہ فلاں آدمی کے اس کے پاس ہزار درہم ہیں، دوسرے آدمی نے بینہ (دلیل) سے ثابت کیا کہ اس کے بھی ہزار درہم ہیں، اور مرنے والے نے صرف ہزار درہم چھوڑے ہیں؟ حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: آدھا آدھا مال دونوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے الا یہ کہ مرنے والا مفلس ہو ایسی صورت میں اس کی بات ماننا جائز نہ ہوگا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند عمرو بن عبید بن باب معتزلی کی وجہ سے ضعیف ہے اور امام دارمی کے علاوہ کسی محدث نے اسے روایت نہیں کیا۔

3097۔ أَخْبَرَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ قُلْتُ لِشَرِيْكٍ كَيْفَ ذَكَرْتَ فِيْ الْأَخَوَيْنِ يَدَّعِيْ أَحَدُهُمَا أَخًا قَالَ يَدْخُلُ عَلَيْهِ فِيْ نَصِيبِهِ قُلْتُ مَنْ ذَكَرَهُ قَالَ جَابِرٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَلِيٍّ.

(ترجمہ) ابونعیم نے کہا میں نے شریک سے پوچھا: دو بھائیوں کے بارے میں آپ نے کیا ذکر کیا ہے جن میں سے ایک دعوی کرتا ہے کہ وہ (میت کا) بھائی ہے؟ انہوں نے کہا: وہ بھائی کا حصہ پائے گا، میں نے عرض کیا یہ کس نے ذکر کیا ہے؟ جواب دیا کہ جابر نے عامر سے اور انہوں نے علی (رضی اللہ عنہ) سے۔

(**تخریج**) اس اثر کو بھی صرف امام دارمی نے روایت کیا ہے۔

3098۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِيْ الْاِخْوَةِ يَدَّعِيْ بَعْضُهُمُ الْأَخَ وَيُنْكِرُ الْآخَرُونَ قَالَ يَدْخُلُ مَعَهُمْ بِمَنْزِلَةِ عَبْدٍ يَكُوْنُ بَيْنَ الْاِخْوَةِ فَيُعْتِقُ أَحَدُهُمْ نَصِيبَهُ قَالَ وَكَانَ عَامِرٌ وَالْحَكَمُ وَأَصْحَابُهُمَا يَقُولُونَ لَا يَدْخُلُ إِلَّا فِيْ نَصِيبِ الَّذِيْ اعْتَرَفَ بِهِ.

(ترجمہ) اعمش (سلیمان بن مہران) نے روایت کیا، ابراہیم سے مروی ہے بھائیوں میں سے بعض (کسی کے) بھائی ہونے کا دعوی کرے اور دوسرے اس کا انکار کریں ابراہیم نے کہا: وہ بھائیوں کے ساتھ غلام کی حیثیت سے شامل ہوگا ان میں سے ایک آزاد کرانے کا حصہ دے گا۔ اور عامر و حکم اور ان کے شاگردوں نے کہا: جس بھائی نے اعتراف کیا اسی کے حصے سے وہ حصہ لے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں عبدالرحمٰن بن محمد المحاربی مدلس ہیں اور عن سے روایت کی ہے باقی رجال ثقات ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٥٤٣) عبدالرزاق (١٩١٤٣)۔

3099۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ وَكِيعٍ قَالَ إِذَا كَانَا أَخَوَيْنِ فَادَّعَى أَحَدُهُمَا أَخًا وَأَنْكَرَهُ الْآخَرُ قَالَ كَانَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى يَقُولُ هِيَ مِنْ سِتَّةٍ لِلَّذِي لَمْ يَدَّعِ ثَلَاثَةٌ وَلِلْمُدَّعِي سَهْمَانِ وَلِلْمُدَّعَى سَهْمٌ .

(ترجمہ) وکیع (رحمہ اللہ) نے کہا: دو بھائیوں میں سے ایک (تیسرے کے) بھائی ہونے کا دعوی کرے اور دوسرا انکار کرے انہوں نے کہا: ابن ابی لیلی کہتے تھے مسئلہ چھ سے ہوگا جس نے انکار کیا تین حصے لے گا دو حصے دعوی کرنے والا لے گا اور ایک حصہ وہ لے گا جس نے بھائی ہونے کا دعوی کیا۔

(**تخریج**) اس اثر میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی سیئی الحفظ جدا ہیں دیکھئے: (١١٥٤٧) عبدالرزاق (١٩١٤٢)۔

3100۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ حَمَّادٍ فِي الرَّجُلِ يَكُوْنُ لَهُ ثَلَاثَةُ بَنِينَ فَقَالَ ثُلُثِي لِأَصْغَرِ بَنِيَّ فَقَالَ الْأَوْسَطُ أَنَا أُجِيزُ وَقَالَ الْأَكْبَرُ لَا أُجِيزُ قَالَ هِيَ مِنْ تِسْعَةٍ يُخْرِجُ ثُلُثَهُ فَلَهُ سَهْمُهُ وَسَهْمُ الَّذِي أَجَازَ وَقَالَ حَمَّادٌ يَرُدُّ السَّهْمَ عَلَيْهِمْ جَمِيعًا وَقَالَ عَامِرٌ الَّذِي رَدَّ إِنَّمَا رَدَّ عَلَى نَفْسِهِ .

(ترجمہ) حماد سے مروی ہے آدمی کے تین بیٹے ہیں اس نے کہا میرا ایک ثلث (تہائی) مال سب سے چھوٹے بیٹے کے لئے ہے، بیچ والے لڑکے نے کہا: میری طرف سے اجازت ہے اور بڑے بیٹے نے کہا میں نہیں مانتا؟ حماد نے کہا: مسئلہ نو سے ہوگا اس میں تین (سب سے چھوٹے لڑکے ہوں گے) اس کا حصہ اور جس نے اجازت دی اس کا حصہ ہے۔ اور حماد نے کہا: جو باقی بچا وہ سب پر برابر لوٹا دیا جائے گا اور شعبی نے کہا: جس نے رد کر دیا (گویا) اس نے اپنے سے (اپنا حصہ) رد کر دیا۔

(**تخریج**) حماد: ابن ابی سلیمان ہیں اور ابوسلیمان کا نام مسلم ہے ان تک یہ سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٠٧٢) عبدالرزاق (١٩١٤٥)۔

3101۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ سِيرِيْنَ عَنْ شُرَيْحٍ فِي رَجُلٍ أَقَرَّ بِأَخٍ قَالَ بَيِّنَتُهُ أَنَّهُ أَخُوْهُ .

(ترجمہ) قاضی شریح نے کہا: ایک آدمی نے (دوسرے کے) بھائی ہونے کا اقرار کیا انہوں نے کہا: اس کو دلیل لانی ہوگی کہ وہ اس کا بھائی ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند شریک کی وجہ سے حسن ہے۔ دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٥٤٥)۔

3102۔ أَخْبَرَنَا أَبُوْ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنِ الْحَارِثِ الْعُكْلِيِّ فِي رَجُلٍ أَقَرَّ عِنْدَ مَوْتِهِ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ مُضَارَبَةً وَأَلْفٍ دَيْنًا وَلَمْ يَدَعْ إِلَّا أَلْفَ دِرْهَمٍ قَالَ يُبْدَأُ بِالدَّيْنِ فَإِنْ فَضَلَ فَضْلٌ كَانَ لِصَاحِبِ الْمُضَارَبَةِ .

(ترجمہ) حارث عکلی نے کہا: ایک آدمی نے اپنی موت کے وقت ایک ہزار درہم کا مضاربت (تجارت) کے لئے اقرار کیا اور ایک ہزار قرض کا اور صرف ایک ہزار درہم چھوڑے؟ انہوں نے کہا پہلے قرض ادا کیا جائے گا اور اگر اس کے بعد کچھ بچ گیا تو وہ صاحب مضاربت کے لئے (یعنی جس نے تجارت کے لئے درہم دیئے تھے اس کا) ہوگا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۰۵۷) اس اثر کی سند ابوعوانہ: وضاح بن عبداللہ اور ابوالنعمان محمد بن فضل عارم الدوسی ہیں۔

3103۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا حَسَنٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِيْ رَجُلٍ مَاتَ وَتَرَكَ ثَلَاثَ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَثَلَاثَةَ بَنِيْنَ فَجَاءَ رَجُلٌ يَدَّعِي مِائَةَ دِرْهَمٍ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَقَرَّ لَهُ أَحَدُهُمْ قَالَ يَدْخُلُ عَلَيْهِمْ بِالْحِصَّةِ ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ مَا أُرَى أَنْ يَكُوْنَ مِيْرَاثًا حَتّٰى يُقْضَى الدَّيْنُ.

(ترجمہ) شعبی سے مروی ہے ایک آدمی فوت ہو گیا اور تین سو درہم اور تین لڑکے چھوڑ گیا اس کے بعد کوئی آدمی آیا اس نے میت پر سو درہم کا دعوی کیا اور ان تینوں بھائیوں میں سے ایک نے اس کا اقرار بھی کیا، شعبی نے کہا وہ ان سے اپنا حصہ لے گا، پھر کہا: میرا خیال ہے قرض دینے کے بعد میراث تقسیم ہوگی۔

(تخریج) اس اثر کی سند شعبی تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۰۴۹) عبدالرزاق (۱۹۱۴۲) ابن منصور (۳۱۴)۔

3104۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ خَيْثَمَةَ مُصْعَبُ بْنُ سَعِيدٍ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنِ الْحَسَنِ فِيْ رَجُلٍ هَلَكَ وَتَرَكَ ابْنَيْنِ وَتَرَكَ أَلْفَيْ دِرْهَمٍ فَاقْتَسَمَا الْأَلْفَيْ دِرْهَمٍ وَغَابَ أَحَدُ الِابْنَيْنِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَحَقَّ عَلَى الْمَيِّتِ أَلْفَ دِرْهَمٍ قَالَ يَأْخُذُ جَمِيعَ مَا فِيْ يَدِ هٰذَا الشَّاهِدِ وَيُقَالُ لَهُ اتَّبِعْ أَخَاكَ الْغَائِبَ وَخُذْ نِصْفَ مَا فِيْ يَدِهِ.

(ترجمہ) اشعث سے مروی ہے حسن (رحمہ اللہ) نے اس شخص کے بارے میں کہا جو انتقال کر گیا اور اپنے دو بیٹے اور دو ہزار درہم چھوڑ گیا دونوں بھائیوں نے دو ہزار درہم تقسیم کر لئے پھر ان میں سے ایک لڑکا غائب ہو گیا اور ایک آدمی نے ہزار درہم کا دعوی کیا؟ حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: موجود بھائی کے پاس جو کچھ ہے وہ مدعی لے لے گا اور کہا جائے گا کہ تم اپنے بھائی کو تلاش کر کے جو اس کے پاس ہو اس کا آدھا حصہ اس سے لے لو۔

(تخریج) اس اثر کی سند حسن ہے، اشعث: ابن عبدالملک، دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۰۴۸)۔

3105۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ زِيَادٍ الْأَعْلَمِ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ إِذَا أَقَرَّ بَعْضُ الْوَرَثَةِ بِدَيْنٍ فَهُوَ عَلَيْهِ بِحِصَّتِهِ.

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا جب کچھ وارثین (مرنے والے پر) قرض کا اقرار کر لیں تو وہی اپنے حصہ سے قرض ادا کریں گے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند حسن (رحمہ اللہ) تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۰۵۰) ابن منصور (۳۱۶) زیاد: ابن حسان ہیں نیز سنن سعید بن منصور میں ہے کہ اگر ایک وارث نے اقرار کیا تو وہ اپنے حصے سے قرض ادا کرے گا اور دو نے اعتراف کیا تو دو اور زیادہ نے اعتراف کیا تو سب اپنے حصہ سے اس کا قرض ادا کریں گے۔

3106۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِذَا شَهِدَ اثْنَانِ مِنَ الْوَرَثَةِ بِدَيْنٍ فَهُوَ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ إِذَا كَانُوا عُدُولًا وَقَالَ الشَّعْبِيُّ عَلَيْهِمَا فِي نَصِيبِهِمَا .

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: جب دو وارث جو سچے ہوں اور قرض کی گواہی دیں تو کل مال سے قرض ادا کیا جائے گا امام شعبی نے کہا: بس وہی دونوں اپنے حصہ سے قرض ادا کریں گے۔

(**تخریج**) ابراہیم نخعی تک اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: سنن سعید بن منصور (۳۲۲)۔

[40]..... بَابٌ فِي مِيرَاثِ الْمُرْتَدِّ

مرتد ہو جانے والے کی میراث کا بیان

3107۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ يُوَرِّثُ أَهْلَ الْمُرْتَدِّ إِذَا قُتِلَ .

(ترجمہ) قاسم بن عبدالرحمٰن نے کہا: اسلام سے پھر جانے والا (مرتد) اگر قتل کر دیا گیا ہو تو ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) اس کے اہل کو اس کا وارث مانتے تھے۔

(**تخریج**) قاسم کا اپنے دادا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے ملنا ثابت نہیں لہذا سند میں انقطاع ہے اور یہ مرسل ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۴۲۹، ۱۲۸۱۲) عبدالرزاق (۱۹۲۹۷) البیہقی (۲۵۵/۶)۔

3108۔ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ جَعَلَ مِيرَاثَ الْمُرْتَدِّ لِوَرَثَتِهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

(ترجمہ) ابوعمر و شیبانی نے کہا: علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) نے مرتد کی میراث اس کے مسلمان وارثین کے لئے قرار دی۔

(**تخریج**) ابوعمرو: سعد بن ایاس ہیں اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۴۳۰) البیہقی ۲۵۴/۶۔

3109۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ الْحَكَمِ أَنَّ عَلِيًّا قَضَى فِي مِيرَاثِ الْمُرْتَدِّ لِأَهْلِهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

(ترجمہ) حکم سے مروی ہے کہ علی (رضی اللہ عنہ) نے مرتد کی میراث کا اس کے مسلمان وارثین میں تقسیم کا فیصلہ کیا۔

(**تخریج**) حجاج بن ارطاۃ کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے لیکن اوپر اس کا صحیح شاہد گذر چکا ہے دوسرے طرق سے بھی یہ فیصلہ مروی ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۴۳۱) عبدالرزاق (۱۹۱۴۳، ۱۹۳۰۱) البیہقی (۲۵۴/۶)۔

تشریح:......مرتد خود کسی مسلمان میت کا وارث نہ ہوگا لیکن اگر وہ مرجائے تو اس کے وارث مسلمان رشتے دار ہوں گے اور یہ مسئلہ مسلم اور کافر سے مختلف ہے۔ واللہ اعلم

[41]..... بَاب مِيرَاثِ الْقَاتِلِ
قاتل کی میراث کا بیان

3110- حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ هُوَ ابْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ إِذَا قَتَلَ الرَّجُلُ أَخَاهُ عَمْدًا لَمْ يُوَرَّثْ مِنْ مِيرَاثِهِ وَلَا مِنْ دِيَتِهِ فَإِذَا قَتَلَهُ خَطَأً وُرِّثَ مِنْ مِيرَاثِهِ وَلَمْ يُوَرَّثْ مِنْ دِيَتِهِ قَالَ وَكَانَ عَطَاءٌ يَقُولُ ذَلِكَ .

(ترجمہ) حکم نے کہا: جو آدمی اپنے بھائی کو عمداً قتل کر ڈالے تو وہ نہ اس کی میراث میں سے کچھ لے سکے گا اور نہ اس کی دیت میں سے اس کو کچھ دیا جائے گا، اور اگر قتل خطا سے بھائی کی موت واقع ہوئی ہو تو میراث میں سے اس کو حصہ ملے گا دیت میں سے کچھ نہیں ملے گا انہوں نے کہا: عطاء بھی یہ ہی کہتے تھے۔

(**تخریج**) حکم بن عتبہ عبدالکریم بن مالک سے روایت کرنے میں معروف نہیں ہیں اس لئے یہ روایت منقطع ہے لیکن دوسری صحیح سند سے بھی ایسے ہی مروی ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٤٥٢)۔

3111- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خِلَاسٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ رَمَى رَجُلٌ أُمَّهُ بِحَجَرٍ فَقَتَلَهَا فَطَلَبَ مِيرَاثَهُ مِنْ إِخْوَتِهِ فَقَالَ لَهُ إِخْوَتُهُ لَا مِيرَاثَ لَكَ فَارْتَفَعُوا إِلَى عَلِيٍّ فَجَعَلَ عَلَيْهِ الدِّيَةَ وَأَخْرَجَهُ مِنَ الْمِيرَاثِ .

(ترجمہ) خلاس سے مروی ہے علی (رضی اللہ عنہ) نے روایت کیا: ایک آدمی نے اپنی ماں کو پتھر کھینچ مارا چنانچہ وہ فوت ہوگئی اس (مارنے والے) نے اپنے بھائیوں سے میراث میں سے اپنا حصہ طلب کیا تو انہوں نے کہا میراث میں تمہارا کوئی حق نہیں وہ لوگ علی (رضی اللہ عنہ) کے پاس آئے تو انہوں نے مارنے والے پر دیت کو لازم کیا اور میراث سے بے دخل کر دیا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں بھی انقطاع ہے کیوں کہ خلاس بن عمرو نے علی (رضی اللہ عنہ) کو پایا ہی نہیں دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٤٥٤) عبدالرزاق (١٧٧٩٦) البیهقی (٢٢٠/٦)، اس روایت کی سند میں سعید: ابن ابی عروبہ ہیں۔

3112- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُرِّ عَنِ الْحَكَمِ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا قَتَلَ امْرَأَتَهُ خَطَأً أَنَّهُ يُمْنَعُ مِيرَاثَهُ مِنَ الْعَقْلِ وَغَيْرِهِ .

(ترجمہ) حکم سے مروی ہے کہ کوئی آدمی جب اپنی بیوی کو قتل خطا سے مار ڈالے تو وہ دیت وغیرہ کی میراث سے بے دخل کر دیا جائے گا۔

(**تخریج**) یہ روایت حکم سے صحیح ہے اور زہیر: بن معاویہ ہیں اس اثر کو صرف امام دارمی نے ہی روایت کیا ہے۔

3113- أَخْبَرَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لا يَرِثُ الْقَاتِلُ مِنَ الْمَقْتُوْلِ شَيْئًا .

(ترجمہ) مجاہد سے مروی ہے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: قاتل مقتول کی کسی چیز کا وارث نہ ہوگا۔

(تخریج) اس روایت کی سند ضعیف ہے کیونکہ لیث بن ابی سلیم ضعیف ہیں دیکھئے: ابوداود (٤٥٦٤) ابن ماجہ (٢٧٣٥) والترمذی (٢١٠٩) ابن ابی شیبہ (١١٤٤٣)۔

3114- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ فِيْ رَجُلٍ قَذَفَ امْرَأَتَهُ وَجَاءَ بِشُهُوْدٍ فَرُجِمَتْ قَالَ يَرِثُهَا .

(ترجمہ) معمر نے قتادہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تہمت لگائی اور شہود (گواہ) بھی لایا جس کے نتیجے میں اس عورت کو رجم کر دیا گیا قتادہ نے کہا: وہ (شوہر) اس کا وارث ہوگا۔

(تخریج) یہ اثر قتادہ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے وانفرد به الدارمی۔

3115- حَدَّثَنَا أَبُوْ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حَمَّادٍ فِيْ رَجُلٍ جُلِدَ الْحَدَّ أَرَاهُ مَاتَ شَكَّ أَبُوْ النُّعْمَانِ قَالَ يَتَوَارَثَانِ .

(ترجمہ) ابوعوانہ نے حماد سے بیان کیا کہ ایک آدمی کو کوڑوں کی سزا دی گئی نعمان نے کہا شاید جس کے نتیجے میں وہ مر گیا حماد نے کہا وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

(تخریج) ابوالنعمان: محمد بن فضل عارم ہیں، سند صحیح ہے اور امام دارمی کے علاوہ کسی نے یہ اثر ذکر نہیں کی ہے۔

3116- حَدَّثَنَا أَبُوْ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْقَاتِلُ لا يَرِثُ وَلا يَحْجُبُ .

(ترجمہ) عامر (شعبی) سے مروی ہے علی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: قاتل نہ میراث پائے گا نہ حاجب ہوگا (یعنی کسی وارث کو محروم بھی نہ کرے گا)

(تخریج) محمد بن سالم کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے دیکھئے: البیہقی (٦/ ٢٢٠)۔

3117- حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا حَسَنٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ أَبِيْ عَمْرٍو الْعَبْدِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لا يُوَرَّثُ الْقَاتِلُ .

(ترجمہ) ابوعمرو عبدی سے مروی ہے علی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: قاتل کو میراث نہیں دی جائے گی۔

(تخریج) لیث بن ابی سلیم کی وجہ سے اس اثر کی سند بھی ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٤٤٥)۔

3118- حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ عُمَرُ لا يَرِثُ قَاتِلٌ خَطَأً وَلا عَمْدًا .

(ترجمہ) شعبی سے مروی ہے عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: خطا اور عمد کسی کا بھی قاتل وارث نہ ہوگا۔

(**تخریج**) شعبی کی عمر (رضی اللہ عنہ) سے ملاقات نہیں ہوئی اس لئے یہ اثر منقطع ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٤٤٢) عبدالرزاق (١٧٧٨٩) البیهقی (٢٢٠/٦)۔

3119۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لا يَرِثُ الْقَاتِلُ .

(ترجمہ) طاؤس سے مروی ہے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: قاتل وارث نہ ہوگا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے دیکھئے: عبدالرزاق (١٧٧٨٦) نیز اثر رقم (٣١١٣) جو اوپر گذر چکا ہے۔

تشریح: ......قاتل کے بارے میں صحیح یہی ہے کہ وہ نہ میراث میں کچھ لینے کا حق دار ہوگا نہ دیت میں سے چاہے قتل عمدا کیا ہو یا خطا بعض فقہاء نے کہا ہے کہ عمدا قتل کیا تو میراث سے محروم ہوگا اور غلطی سے قتل ہوا جیسے ڈنڈا مارا دھکا دیا اور مقتول کی جان نکل گئی تو مال کا وارث ہوگا دیت کا نہیں۔ بہر حال راجح وہی ہے جو اوپر ذکر کیا گیا تفصیل کے لئے دیکھئے: نیل الاوطار (١٤٢/٤) رقم الحديث (٢٥٨١) والتحقيقات المرضية فى المباحث الفرضية ص: ٥٤۔٥٥۔

[42]..... بَاب فَرَائِضِ الْمَجُوسِ
مجوس کے لئے میراث کے مسائل کا بیان

3120۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ إِذَا اجْتَمَعَ نَسَبَانِ وُرِّثَ بِأَكْبَرِهِمَا يَعْنِي الْمَجُوسَ .

(ترجمہ) امام زہری (رحمہ اللہ) نے کہا: جب مجوس کے دو نسب ایک ساتھ جمع ہو جائیں تو جو بڑا ہوگا وہی وارث ہوگا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٤٦٧) البیهقی (٢٦٠/٦)۔

تشریح: ......اسلامی حکومت میں اگر مجوسی رہتے ہوں تو ان کے درمیان میراث اس طرح تقسیم کی جائے گی کہ جو نسب میں مرنے والے کے زیادہ قریب ہوگا وہی میراث میں حصہ دار ہوگا مثلاً کسی آدمی (مجوسی) کی زوجیت میں اس کی ماں یا بہن ہو اور اس سے بیٹا یا بیٹی بھی پیدا ہو جائے وہ بیٹا یا بیٹی اقرب الی النسب ہونے کی وجہ سے وارث ہوں گے بعض کے نزدیک دوسرے لوگ مجوب ہوں گے اور بعض کے نزدیک دونوں قرابت داروں کو حصہ دیا جائے گا تفصیل کے لئے دیکھئے: (المعنى لابن قدامه كتاب الفرائض (١٦٦/٩)۔

3121۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ يَرِثُ مِنَ الْجَانِبِ الَّذِي يَصْلُحُ وَلا يَرِثُ مِنَ الْجَانِبِ الَّذِي لا يَصْلُحُ .

(ترجمہ) حماد بن ابی سلیمان نے کہا: دو نسب میں جس جانب سے نسب صحیح ہو وہ وارث ہوگا اور جو نسب صحیح نہ ہو وہ وارث نہ ہوگا۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱٤٧١) البیهقی (٦/٢٦٠)۔

توضیح: ......مثال کے طور پر ماں، بہن، یا بیٹی سے نکاح کیا ہے تو ماں کی نسبت صحیح ہے بیوی ہونا صحیح نہیں تو ماں کی حیثیت سے میراث پائے گی بیوی کی حیثیت سے نہیں اسی طرح بہن اور بیٹی ہے۔ واللہ اعلم۔

3122۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ رَجُلٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ عَلِيًّا وَابْنَ مَسْعُودٍ قَالَا فِي الْمَجُوسِ إِذَا أَسْلَمُوا يَرِثُونَ مِنَ الْقَرَابَتَيْنِ جَمِيعًا .

(ترجمہ) امام شعبی نے کہا: علی اور ابن مسعود (رضی اللہ عنہما) نے مجوس کے بارے میں کہا کہ جب وہ مسلمان ہوجائیں تو وہ دونوں قرابتوں کی جانب سے وارث ہوں گے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند میں "رجل" مجہول ہیں ان کا نام پتہ معلوم نہیں دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱٤٧٠) البیهقی (٦/٢٦٠)۔

تشریح: ......اس اثر کا مطلب یہ ہے کہ کسی مجوسی نے اپنی ماں بہن بیٹی سے نکاح کر لیا تو وہ بیوی اور ماں بہن ایسی دونوں حیثیتوں سے میراث لے گی۔ واللہ اعلم

[43]..... بَاب مِيرَاثِ الْأَسِيرِ

قیدی کی میراث کا بیان

3123۔ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي امْرَأَةِ الْأَسِيرِ أَنَّهَا تَرِثُهُ وَيَرِثُهَا .

(ترجمہ) ابن ابی الزناد نے اپنے والد سے روایت کیا کہ عمر بن عبدالعزیز (رحمہ اللہ) نے قیدی کی بیوی کے بارے میں کہا کہ وہ اس کی وارث ہوگی اور قیدی اس عورت کا وارث ہوگا۔

(تخریج) عمر بن عبدالعزیز (رحمہ اللہ) تک اس اثر کی سند حسن ہے عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کی وجہ سے، وانفرد به الدارمی۔

3124۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنِي مَعْمَرٌ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي الْأَسِيرِ يُوصِي قَالَ أَجِزْ لَهُ وَصِيَّتَهُ مَا دَامَ عَلَى دِينِهِ لَمْ يَتَغَيَّرْ عَنْ دِينِهِ .

(ترجمہ) اسحاق بن راشد سے مروی ہے، عمر بن عبدالعزیز (رحمہ اللہ) نے اسیر کے بارے میں کہا جو وصیت کر جائے انہوں نے کہا: اس کی وصیت کو جب تک وہ اپنے دین پر ہے میں جائز سمجھتا ہوں جب تک کہ دین نہ بدلے۔

(تخریج) عمر بن عبدالعزیز (رحمہ اللہ) تک اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: عبدالرزاق (۱۰۱٥٠) فتح الباری (۱۲/٤٥)۔

3125۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ شُرَيْحٍ قَالَ يُوَرَّثُ الْأَسِيرُ إِذَا

كَانَ فِيْ أَيْدِي الْعَدُوِّ .

(ترجمہ) قاضی شریح (رحمہ اللہ) نے کہا: قیدی جب دشمن کے قبضہ میں ہوتو وہ وارث مانا جائے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: عبدالرزاق (١٩٢٠٢) ابن ابی شیبه (١١٥١٨) فتح الباری (٤٩/١٢)۔

3126۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ يُوَرَّثُ الْأَسِيرُ .

(ترجمہ) سفیان نے کہا جس نے ابراہیم سے سنا اس نے بیان کیا کہ ابراہیم کہتے تھے: اسیر کو وارث مانا جائے گا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں ابراہیم سے جس نے سنا مجہول ہے لیکن عبدالرزاق نے صحیح سند سے بھی روایت کیا ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٥٢٢) عبدالرزاق (١٩٢٠٢)۔

3127۔ حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ دَاوُدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ لَا يُوَرِّثُ الْأَسِيرَ .

(ترجمہ) داود (ابن ابی ہند) نے کہا: سعید بن المسیب (رحمہ اللہ) اسیر کو وارث نہیں مانتے تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٥٢٣، ١١٥٢٤) اس اثر کو امام بخاری نے تعلیقاً ذکر کیا ہے حافظ ابن حجر (رحمہ اللہ) نے کہا پہلی جماعت کا قول راجح ہے، یعنی قیدی وراثت میں اپنے حصے کا حقدار ہوگا، اور اس کے رشتے دار اس کے وارث ہونگے۔ دیکھئے: فتح الباری (٥٠/١٢) واللہ اعلم۔

[44]..... بَاب فِيْ مِيرَاثِ الْحَمِيْلِ

حمیل کو میراث دینے کا بیان

3128۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى شُرَيْحٍ أَنْ لَا يُوَرِّثَ الْحَمِيلَ إِلَّا بِبَيِّنَةٍ وَإِنْ جَائَتْ بِهِ فِيْ خِرَقِهَا .

(ترجمہ) شعبی نے کہا: عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے قاضی شریح کو لکھا کہ بلا دلیل (بینہ) کے حمیل کو وارث نہ بنائیں، چاہے عورت اسے چیتھڑے میں لپٹا ہوا ہی کیوں نہ لائے۔

(**تخریج**) اشعث بن سوار کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے لیکن کئی طرق سے یہ مروی ہے دیکھئے: عبدالرزاق (١٩١٧٣، ١٩١٧٤)۔

تشریح: ......حمیل اس بچے کو کہتے ہیں جو چھوٹا سا اپنے ملک سے اٹھا کر اسلامی ملک میں لایا جائے۔ بعض نے کہا حمیل اسے کہتے ہیں کہ کوئی آدمی دعوی کرے کہ وہ میرا بیٹا یا بھائی ہے تاکہ اس غلام کے مالک اور آقا کے بجائے خود اس کی میراث کا وارث ہو جائے بہر حال یہ دعوی بلا بینہ قبول نہ کیا جائے گا جیسا کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے فیصلہ دیا۔

3129۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ يُوَرَّثُ الْحَمِيلَ .

(ترجمہ) منصور سے روایت ہے ابراہیم نے کہا حمیل (اٹھا کر لایا گیا بچہ) وارث ہوگا۔

(**تخریج**) منصور: ابن المعتمر ہیں اور اسرائیل: ابن یونس، اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٤٢١) عبدالرزاق (١٩١٨١) ابن منصور (٢٥٦) المحلی (٣٠٣/٩)۔

3130۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ ضَمْرَةَ وَالْفُضَيْلِ بْنِ فَضَالَةَ وَابْنِ أَبِي عَوْفٍ وَرَاشِدٍ وَعَطِيَّةَ قَالُوا لَا يُوَرَّثُ الْحُمَلَاءُ .

(ترجمہ) ابوبکر بن عبداللہ بن ابی مریم سے مروی ہے، ضمرۃ، فضیل بن فضالہ، ابن ابی عوف، راشد اور عطیہ سب نے کہا: حمیل وارث نہ ہوں گے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں ابوسعید مجہول، اور ابوبکر ضعیف ہیں اس لئے ضعیف جدا ہے کسی اور جگہ یہ اثر نہیں ملا۔

3131۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَهُ قَوْلُ مَنْ يَقُولُ فِي الْحَمِيلِ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ وَقَالَ قَدْ تَوَارَثَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ بِنَسَبِهِمُ الَّذِي كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عون نے بیان کیا، محمد کے پاس حمیل کے وارث نہ ہونے کے قائلین کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے اس کی تردید کی اور کہا مہاجرین وانصار دور جاہلیت کے نسب کے مطابق ایک دوسرے کے وارث ہوئے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے اور یہی واضح وراجح ہے کہ حمیل نسب صحیح ثابت ہونے پر وارث ہوں گے۔ دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٤٢٠)۔

3132۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنِ ابْنِ إِدْرِيسَ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ وَابْنِ سِيرِينَ قَالَا لَا يُوَرَّثُ الْحَمِيلُ إِلَّا بِبَيِّنَةٍ .

(ترجمہ) ہشام سے مروی ہے کہ حسن وابن سیرین (رحمہم اللہ) نے کہا: حمیل بلا بینہ کے وارث نہ مانا جائے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٤١٧) اس کی سند میں ابن ادریس کا نام عبداللہ ہے۔

3133۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ لَمْ يَكُنْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ يُوَرِّثُونَ الْحَمِيلَ .

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: ابوبکر، عمر اور عثمان (رضی اللہ عنہم) حمیل کو وارث نہیں مانتے تھے۔

(**تخریج**) لیث بن ابی سلیم کی وجہ سے یہ اثر ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٤١٥) اوپر گذر چکا ہے بلا دلیل حمیل کو وارث نہیں مانا جاتا تھا۔

3134۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ أَقَرَّتِ امْرَأَةٌ مِنْ مُحَارِبٍ جَلِيبَةٌ اخٍ لَهَا جَلِيبٍ فَوَرَّثَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُتْبَةَ مِنْ أُخْتِهِ .

(ترجمہ) اشعث بن ابی الشعثاء نے کہا: بنی محارب کی ایک عورت نے اپنے بھائی جلیب کی نسبت کا اقرار کیا تو عبداللہ بن عقبہ

نے اپنی بہن کا اس کو (بھائی کو) وارث قرار دیا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٤٢٧) عبدالرزاق (١٩١٧٩) المحلی (٣٠٣/٩)

تشریح: ......مصنف عبدالرزاق میں ہے ایک لونڈی بہت سا مال چھوڑ کر انتقال کر گئی ایک آدمی نے دعویٰ کیا کہ وہ اس کو بھائی کہتی تھی یعنی یہ دعویٰ تھا کہ وہ اس کا بھائی ہے چنانچہ قاضی شریح نے اس عورت کا کل مال اسے دے دیا۔

3135۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ رَجُلٍ قَالَ عِنْدَ فِرَاقِ الدُّنْيَا أَنَا مَوْلَى فُلَان قَالَ يَرِثُ مِيرَاثَهُ لِمَنْ سَمّٰى أَنَّهُ مَوْلَاهُ عِنْدَ فِرَاقِ الدُّنْيَا إِلَّا أَنْ يَأْتُوا عَلَيْهِ بِبَيِّنَةٍ بِغَيْرِ ذٰلِكَ يَرُدُّوْنَ بِهٖ قَوْلَهُ فَيُرَدُّ مِيرَاثُهُ إِلٰى مَا قَامَتْ بِهِ الْبَيِّنَةُ.

(ترجمہ) ابن شہاب سے مروی ہے، کوئی آدمی دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے کہے کہ میں فلاں شخص کا آزاد کردہ ہوں۔ انہوں نے کہا: اس کا مال ان مالکان کو لوٹا دیا جائے گا جن کی اس نے دنیا سے رخصتی کے وقت نشان دہی کی تھی، الا یہ کہ وارثین اس کے علاوہ کوئی قوی دلیل لائیں لہٰذا دلیل و بینہ کی روشنی میں اس کا ترکہ صاحب حق کو دیا جائے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں لیث اور ان کے کاتب عبداللہ بن صالح متکلم فیہما ضعیف ہیں اور یونس: ابن یزید ہیں۔ وانفرد به الدارمی

فائدہ: ......ان تمام آثار کا خلاصہ یہ ہے کہ حمیل اور موالی میں سے جس کا بھی نسب دلیل سے ثابت ہو گا وہ وراثت پائے گا۔

[45]..... بَاب فِيْ مِيرَاثِ وَلَدِ الزِّنَا
ولد الزنا کے میراث پانے کا بیان

3136۔ أَخْبَرَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللّٰهِ قَالَا وَلَدُ الزِّنَا بِمَنْزِلَةِ ابْنِ الْمُلَاعَنَةِ.

(ترجمہ) شعبی سے مروی ہے علی اور عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہما) نے کہا: ولد الزنا ابن الملاعنہ کے درجہ میں ہے۔

(**تخریج**) محمد بن سالم کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٤٠٤) عبدالرزاق (١٢٤٩١) البیهقی ٢٥٨/٦ نیز دیکھئے اثر رقم (٢٩٩٦) فی میراث ابن الملاعنه۔

تشریح: ......ولد الزنا وہ بچہ ہے جو زنا کاری کے نتیجے میں پیدا ہوا اور ابن الملاعنہ وہ ہے جس کا شوہر نے انکار کیا ہو اور عورت کو زنا کی تہمت کے نتیجے میں میاں بیوی کے درمیان لعان سے جدائی ہو گئی ہو ایسا بچہ ابن الملاعنہ کہلائے گا اور اس کی وارث ماں ہو گی باپ نہیں اسی طرح ولد الزنا ماں کی طرف منسوب ہو گا اور اس کی وارث بھی ماں ہو گی وہ مرد جس نے زنا کیا وہ بھی وارث نہ ہو گا۔

3137- أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُرِّ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ أَنَّ وَلَدَ الزِّنَا لَا يَرِثُهُ الَّذِي يَدَّعِيهِ وَلَا يَرِثُهُ الْمَوْلُودُ.

(ترجمہ) حکم نے کہا ولد الزنا کا وہ شخص جو اپنا بچہ ہونے کا دعوی کرے وہ اس بچے کا وارث نہ ہوگا نہ ولد الزنا اس کا وارث ہوگا۔

(**تخریج**) حکم بن عقبہ تک اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٤٦٦)۔

3138- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّهُ كَانَ لَا يُوَرِّثُ وَلَدَ الزِّنَا وَإِنِ ادَّعَاهُ الرَّجُلُ.

(ترجمہ) امام زہری (رحمہ اللہ) سے مروی ہے کہ علی بن حسین (رحمہ اللہ) ولد الزنا کو وارث نہیں مانتے تھے چاہے آدمی اس کا دعوی کرتا رہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند قوی ہے اور روح: ابن عبادہ ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٤٦٠)۔

3139- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرٍو يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ أَتَى إِلَى غُلَامٍ يَزْعُمُ أَنَّهُ ابْنٌ لَهُ وَأَنَّهُ زَنَى بِأُمِّهِ وَلَمْ يَدَّعِ ذٰلِكَ الْغُلَامَ أَحَدٌ فَهُوَ يَرِثُهُ قَالَ بُكَيْرٌ وَسَأَلْتُ عُرْوَةَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَقَالَ عُرْوَةُ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ.

(ترجمہ) سلیمان بن یسار نے کہا: جو آدمی بھی کسی لڑکے کے پاس آئے اور یہ گمان رکھے کہ وہ اسی کا لڑکا ہے اور اس نے لڑکے کی ماں سے زنا کیا تھا۔ اور اس لڑکے کے باپ ہونے کا دوسرا کوئی دعوی نہ کرے تو وہ اس لڑکے کا وارث ہوگا۔

بکیر نے کہا: میں نے عروۃ سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے بھی سلیمان بن یسار کی طرح جواب دیا اور عروۃ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اولاد فراش (یعنی بستر والے) کی ہے اور زانی کے لئے پتھر ہیں (یعنی رجم)۔

(**تخریج**) عبداللہ بن صالح کاتب اللیث کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے اور بکیر: ابن عبداللہ الاشج ہیں الولد للفراش کی تفصیل پیچھے کتاب النکاح باب الولد للفراش میں گذر چکی ہے۔

3140- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الْحَسَنِ قَالَ ابْنُ الْمُلَاعِنَةِ مِثْلُ وَلَدِ الزِّنَا تَرِثُهُ أُمُّهُ وَوَرَثَتُهُ وَرَثَةُ أُمِّهِ.

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: ابن الملاعنہ، ولد الزنا کی طرح ہے اس کی ماں ہی اس کی وارث ہوگی اور اس کی ماں کے وارثین اس کے وارث ہیں۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں عمرو بن عبید بن باب ہیں جن کو علماء الجرح والتعدیل نے ضعیف کہا ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٤٠٧) البیهقی (٢٥٨/٦)

3141۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ لَا يُوَرَّثُ وَلَدُ الزِّنَا.

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: ولدالزنا وارث نہیں بنایا جائے گا۔

تخریج اس حدیث کی سند صحیح ہے تخریج آگے آ رہی ہے۔

3142۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ أَوْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي أَوْلَادِ الزِّنَا قَالَ يَتَوَارَثُونَ مِنْ قِبَلِ الْأُمَّهَاتِ وَإِنْ وَلَدَتْ تَوْأَمًا فَمَاتَ وَرِثَ السُّدُسَ.

(ترجمہ) امام زہری (رحمہ اللہ) نے اولاد الزنا کے بارے میں کہا کہ وہ ماؤں کی جانب سے وارث ہوں گے اور اگر ایک بچہ جنا اور وہ مر گیا تو (دوسرا) سدس کا وارث ہوگا۔

تخریج اس اثر کی سند صحیح ہے اور بعض روایات میں یو ما کے بجائے تو اما ہے اور مصنف عبدالرزاق میں تفصیل ہے کہ زنا سے دولڑکے جنے جن میں سے کوئی ایک مرجائے تو دوسرا سدس (چھٹے) حصے کا وارث ہوگا۔ دیکھئے: عبدالرزاق (۱۲٤۹۳) وابن ابی شیبه(۱۱٤۰٦)۔

3143۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ شِبَاكٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ لَا يَرِثُ وَلَدُ الزِّنَا إِنَّمَا يَرِثُ مَنْ لَمْ يُقَمْ عَلَى أَبِيهِ الْحَدُّ أَوْ تُمْلَكُ أُمُّهُ بِنِكَاحٍ أَوْ شِرَاءٍ.

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: ولدالزنا (حرامی) وارث نہیں ہوگا، وارث وہ ہوگا جس کے باپ پر حد جاری نہ کی گئی ہو، یا جو اس بچے کی ماں کا نکاح یا خریدنے کی وجہ سے مالک ہو۔

تخریج اس اثر کی سند میں ہشیم مدلس ہیں اور عن سے روایت کی ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱٤٦٥)۔

3144۔ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ إِسْمَعِيلَ عَنِ الْحَسَنِ فِي الرَّجُلِ يَفْجُرُ بِالْمَرْأَةِ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا قَالَ لَا بَأْسَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ حُبْلَى فَإِنَّ الْوَلَدَ لَا يَلْحَقُهُ.

(ترجمہ) اسماعیل سے مروی ہے حسن (رحمہ اللہ) نے کہا (کوئی) آدمی عورت سے زنا کرے پھر اسی سے شادی کرلے حسن نے کہا نکاح کر لینے میں کوئی حرج نہیں سوائے اس کے کہ وہ حاملہ ہو (یعنی حمل کی حالت میں نکاح نہ کیا ہو) لیکن لڑکا اس کی طرف منسوب نہ ہوگا۔ (یعنی ولدالزنا نہ باپ کی طرف منسوب ہوگا اور نہ وارث ہوگا۔

تخریج اسماعیل: ابن مسلم مکی بصری کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے اور کسی نے اسے روایت نہیں کیا۔

3145۔ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى أَنَّ لِكُلِّ مُسْتَلْحَقٍ اسْتُلْحِقَ بَعْدَ أَبِيهِ الَّذِي ادَّعَاهُ وَرَثَتُهُ بَعْدَهُ فَقَضَى إِنْ كَانَ مِنْ أَمَةٍ يَمْلِكُهَا يَوْمَ يَطَؤُهَا فَقَدْ لَحِقَ بِمَنِ اسْتَلْحَقَهُ وَلَيْسَ لَهُ مِمَّا قُسِمَ قَبْلَهُ مِنَ الْمِيرَاثِ شَيْءٌ وَمَا أَدْرَكَ مِنْ مِيرَاثٍ لَمْ يُقْسَمْ فَلَهُ نَصِيبُهُ وَلَا يَلْحَقُ إِذَا كَانَ الَّذِي يُدْعَى لَهُ أَنْكَرَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَمَةٍ لَا

يَمْلِكُهَا أَوْ حُرَّةٍ عَاهَرَهَا فَإِنَّهُ لا يَلْحَقُ وَلا يَرِثُ وَإِنْ كَانَ الَّذِي يُدْعَى لَهُ هُوَ ادَّعَاهُ وَهُوَ وَلَدُ زِنَا لِأَهْلِ أُمِّهِ مَنْ كَانُوا حُرَّةً أَوْ أَمَةً .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا: جولڑکا اپنے باپ کے مرجانے کے بعداس سے ملایا جائے (یعنی اس مرنے والے کے بعداس کے وارث دعوی کریں کہ یہ ہمارے موروث کا بچہ ہے) تو آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ لڑکا اس لونڈی سے ہے جس کا مالک جماع کے وقت اس کا باپ تھا تو اس کا نسب ملانے والے سے مل جائے گا۔ لیکن جو ترکہ اس کے ملائے جانے سے پہلے تقسیم ہوگا اس میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا، البتہ جو ترکہ تقسیم نہیں ہوا، اس میں اس کا بھی حصہ ہوگا، مگر وہ باپ جس سے اس کا نسب ملایا جاتا ہے اس نے اپنی زندگی میں اس کے نسب کا انکار کیا ہو تو وہ وارثوں کے ملانے سے نہیں ملے گا (یعنی اس کا بچہ نہ مانا جائے گا) اور اگر وہ لڑکا ایسی لونڈی سے ہو جس کا مالک اس کا باپ نہ تھا یا ایسی آزاد عورت سے ہو جس سے اس کے باپ نے زنا کیا تھا تو اس کا نسب کبھی اس مرد سے ثابت نہ ہوگا (گرچہ اس مرد کے وارث اس بچے کو اس سے ملادیں) اور نہ وہ بچہ اس (زانی) مرد کا وارث ہوگا چاہے اس کے باپ نے اپنی زندگی میں اس کا دعوی کیا ہو کہ یہ میرا بچہ ہے کیوں کہ وہ ولد الزنا ہے اور وہ اپنی ماں کے لوگوں سے مل جائے گا چاہے وہ آزاد کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو یا لونڈی کے پیٹ سے (آخر ولد الزنا ہے اور وارث نہ ہوگا نہ نسب میں شامل ہوگا)۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابوداود (٢٢٦٥، ٢٢٦٦) ابن ماجه (٢٧٤٦) عبدالرزاق (١٩١٣٨) البيهقي (٦/ ٢٦٠)۔

تشریح: ...... جو بچہ زنا سے پیدا ہو وہ درحقیقت اس مرد سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا جس نے زنا کیا گو اس کا نطفہ ہی سہی اس حدیث کو اس مثال سے سمجھا جاسکتا ہے کہ زید مر گیا اس کی ایک لونڈی تھی اس سے ایک بچہ تھا اب زید کے مرنے کے بعد اس کے کل یا بعض وارثوں نے قبول کیا کہ یہ بچہ زید ہی کا ہے تو وہ بچہ زید کا بچہ قرار پائے گا اور نسب ثابت ہوگا اور بچہ وارث ہوگا، یا زید نے اپنی حیات میں اقرار کیا ہو کہ یہ بچہ میرا ہے تب بھی وہ نسب میں شامل ہو کر وارث ہوگا، لیکن اگر زید نے انکار کر دیا تو نہ وہ وارث ہوگا اور نہ ہی نسب میں شامل ہوگا چاہے کچھ وارثین اس کا اقرار کریں۔ واللہ اعلم دیکھئے: شرح ابن ماجہ حدیث مذکور للعلامہ وحید الزماں خاں رحمہ اللہ تعالیٰ۔

3146۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ سَأَلْتُ الشَّعْبِيَّ عَنْ مَمْلُوكٍ لِي وَلَدُ زِنًا قَالَ لا تَبِعْهُ وَلا تَأْكُلْ ثَمَنَهُ وَاسْتَخْدِمْهُ .

(ترجمہ) عمیر بن زید نے کہا: میں نے شعبی سے اپنے غلام کے بارے میں پوچھا جو زنا سے پیدا ہوا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ نہ اس کو بیچو نہ اس کی قیمت کھاؤ بس اس سے خدمت لے سکتے ہو۔

(**تخریج**) عمیر: ابن یزید الہمدانی ہیں اور اس اثر کی سند شعبی تک جید ہے۔ اس اثر کو امام دارمی کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا۔

3147۔ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ سُئِلَ عَنْ وَلَدِ زِنًا يَمُوتُ قَالَ إِنْ كَانَ ابْنَ عَرَبِيَّةٍ وَرِثَتْ أُمُّهُ الثُّلُثَ وَجُعِلَ بَقِيَّةُ مَالِهِ فِي بَيْتِ الْمَالِ وَإِنْ كَانَ ابْنَ مَوْلَاةٍ وَرِثَتْ أُمُّهُ الثُّلُثَ وَوَرِثَ مَوَالِيهَا الَّذِينَ أَعْتَقُوْهَا مَا بَقِيَ قَالَ مَرْوَانُ سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ ذٰلِكَ .

(ترجمہ) سعید نے کہا امام زہری (رحمہ اللہ) سے ولد الزنا کے بارے میں پوچھا گیا جو وفات پا جائے کہا: اگر عربی عورت سے تھا تو اس کی ماں ثلث (تہائی) کی وارث ہوگی اور باقی مال بیت المال میں داخل کر دیا جائے گا اور اگر وہ مرنے والا لونڈی کا لڑکا تھا تو بھی اس کی ماں ثلث کی وارث ہوگی اور جو باقی بچا اس کے لونڈی کو آزاد کرنے والے وارث ہوں گے۔ مروان نے کہا میں نے سنا امام مالک (رحمہ اللہ) یہ ہی فرماتے تھے۔

(تخریج) اس روایت کی سند میں سعید: ابن عبدالعزیز التنوخی ہیں اس اثر کی سند صحیح ہے اس کو امام مالک نے موطا میں کتاب الفرائض باب میراث ولد الملاعنہ وولد الزنا میں ذکر کیا ہے دیکھئے: البیہقی (٦/٢٥٩) و شرح الزرقانی (٣/٤٥١۔٤٥٢)

3148۔ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضٰى بِمِيرَاثِ ابْنِ الْمُلَاعَنَةِ لِأُمِّهِ كُلِّهِ لِمَا لَقِيَتْ فِيهِ مِنَ الْعَنَاءِ .

(ترجمہ) عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے انہوں نے ان کے دادا (عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ابن الملاعنہ (جس بچے کا باپ منکر ہو) کی کل میراث (مال) کا فیصلہ ماں کے لئے کیا کیوں کہ اس کی ہی وجہ سے وہ مصیبتوں میں گرفتار ہوئی۔

(تخریج) اس روایت کی سند عمرو بن شعیب تک صحیح ہے دیکھئے: ابو داود (٢٠٩٨) البیہقی (٦/٢٥٩)۔

3149۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ بْنُ حَصِيرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ فِي وَلَدِ الزِّنَا لِأَوْلِيَاءِ أُمِّهِ خُذُوا ابْنَكُمْ تَرِثُونَهُ وَتَعْقِلُونَهُ وَلَا يَرِثُكُمْ .

(ترجمہ) زید بن وہب سے مروی ہے علی (رضی اللہ عنہ) نے ولد الزنا کے بارے میں اس کی ماں کے اولیاء سے کہا کہ اس کو لے جاؤ تم اس کے وارث ہوگے اور اس کی دیت کے ذمہ دار بھی ہوگے اور یہ تمہارا وارث نہ ہوگا۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٤٠٣)۔

تشریح:......ان تمام آثار سے ثابت ہوا کہ حرام زادہ (زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ) اپنے باپ زانی کا وارث نہیں ہوگا۔ اور نہ اس کا باپ اس کا وارث ہوگا البتہ وہ اپنی ماں کا وارث ہوگا اور ماں اس کی وارث ہوگی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ .)) (متفق علیہ) یعنی اولاد صاحب بستر (شوہر یا مالک) کی ہے اور زانی کے لئے پتھر ہیں یعنی رجم کیا جائے گا۔ یہ حدیث کتاب النکاح باب (٤١) الولد للفراش میں گذر چکی ہے۔

[46]..... بَابُ مِيرَاثِ السَّائِبَةِ

آزادکردہ غلام کی میراث کا بیان

3150۔ أَخْبَرَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِى عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ السَّائِبَةُ يَضَعُ مَالَهُ حَيْثُ شَاءَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ شُعْبَةُ لَمْ يَسْمَعْ هٰذَا مِنْ سَلَمَةَ أَحَدٌ غَيْرِى.

(ترجمہ) ابوعمرو الشیبانی نے کہا: عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: آزاد کردہ غلام اپنا مال جہاں چاہے رکھ دے، عبداللہ بن زید نے کہا: شعبہ (رحمہ اللہ) نے کہا: سلمہ بن کہیل سے یہ میرے علاوہ کسی نے نہیں سنا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٤٨٠) والبیهقی (٣٠٢/١٠) فی الولاء باب من استحب من السلف التنزه عن میراث السائبه وان کان مباحا، ابوعمرو کا نام سعد بن ایاس الشیبانی ہے۔

تشریح: ......سائبہ کا مطلب ہے کہ وہ گائے کی طرح سے آزاد چھوڑ دیا جائے۔ ایک شخص نے کسی لونڈی یا غلام کو آزاد کیا ہے تو اس آزادی کے سبب آزاد کرنے والا اپنے آزاد کردہ غلام اور لونڈی کا وارث ہوگا چنانچہ اگر آزاد شدہ فوت ہو جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو یہ آزاد کرنے والا اس کا وارث ہوگا اس لئے کہ فرمان رسالت ہے: آزاد کردہ کی ولاء (حق وراثت) اس شخص کے لئے ہے جس نے اسے آزاد کیا (الولاء لمن اعتق۔ متفق علیه) جیسا کہ کتاب الفرائض باب (٣١) اثر رقم (٣٠٤١- ٣٠٥٤) میں گذر چکا ہے لیکن اگر کوئی تورعا اور تنزھا اپنے آزاد کردہ غلام یا لونڈی کی میراث قبول نہ کرے تو یہ مستحب ہے مذکور باب میں اسی کا تذکرہ ہے۔ واللہ اعلم

3151۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ سُئِلَ عَنْ مِيرَاثِ السَّائِبَةِ فَقَالَ كُلُّ عَتِيقٍ سَائِبَةٌ.

(ترجمہ) یونس سے مروی ہے حسن (رحمہ اللہ) سے آزاد شدہ غلام کی میراث کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا ہر آزاد شدہ غلام سائبہ ہے (یعنی اس کی میراث آزاد کرنے والے کے لئے ہے)۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٤٧٨)۔

3152۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ أَبِى عُثْمَانَ قَالَ قَالَ عُمَرُ الصَّدَقَةُ وَالسَّائِبَةُ لِيَوْمِهِمَا.

(ترجمہ) ابوعثمان نے کہا عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: صدقہ اور سائبہ (آزاد شدہ غلام) دونوں اپنے دن کے لئے ہیں۔

(**تخریج**) ابوعثمان کا نام عبدالرحمٰن بن مل ہے اور سلیمان: التیمی ہیں اس اثر کو دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٤٦٥) عبدالرزاق (١٦٢٢٩) اور بیہقی (٣٠١/١٠)۔

توضیح: ......یعنی جس نے ثواب واجر کے لئے صدقہ کیا اور غلام آزاد کئے تو قیامت کے دن اس کا آزاد کرنے

والے کو پورا پورا اجر وثواب ملے گا جیسا کہ عبدالرزاق کی روایت میں یہ اضافہ ہے (یعنی: یوم القیامۃ) بعض روایات میں ہے لقومہما اور بعض روایات میں ہے لوقتہا، غالباً یہ تصحیفات میں سے ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم

3153۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ قَالَ سُئِلَ عَامِرٌ عَنِ الْمَمْلُوكِ يُعْتَقُ سَائِبَةً لِمَنْ وَلَاؤُهُ قَالَ لِلَّذِي أَعْتَقَهُ.

(ترجمہ) زکریا نے کہا: عامر (الشعبی) سے پوچھا گیا مملوک کو سائبہ کے طور پر آزاد کیا جائے تو اس کا ولاء (حق وراثت) کس کے لئے ہے؟ جواب دیا جس نے اسے آزاد کیا ہے (اس کے لئے)۔

(تخریج) اس اثر کی سند عامر الشعبی تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٤٧٧) عن زکریا بن ابی زائدہ۔

3154۔ حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ الْبَصْرِيُّ هُوَ رَوْحُ بْنُ أَسْلَمَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَاتَ مَوْلًى عَلَى عَهْدِ عُثْمَانَ وَلَيْسَ لَهُ وَالٍ فَأَمَرَ بِمَالِهِ فَأُدْخِلَ بَيْتَ الْمَالِ.

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن عمرو نے کہا: عثمان (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں ایک غلام مر گیا جس کا کوئی والی وارث نہ تھا عثمان (رضی اللہ عنہ) نے اس کے مال کو بیت المال میں داخل کئے جانے کا حکم دیا۔

(تخریج) ابوحاتم روح بن اسلم کی وجہ سے یہ اثر ضعیف ہے لیکن ابن ابی شیبہ میں دوسرے ثقہ راوی سے یہی مروی ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٦٣٧) اور اسحاق: ابن عبداللہ بن الحارث ہیں۔

3155۔ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ فِي رَجُلٍ مَاتَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَوْلَى عَتَاقَةٍ قَالَ مَالُهُ حَيْثُ أَوْصَى بِهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَوْصَى فَهُوَ فِي بَيْتِ الْمَالِ.

(ترجمہ) عامر (شعبی) سے مروی ہے مسروق نے کہا: ایک آدمی مر جائے اور اس کا آزاد کرنے والا ولی بھی نہ ہو تو اس کا مال جیسی اس نے وصیت کی ہو اس طرح خرچ کیا جائے اور اگر اس نے وصیت نہ کی ہو تو وہ مال بیت المال میں داخل کر دیا جائے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٦٣٨) ابن منصور (٢٢١، ٢٢٢)۔

3156۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَعِيدِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ ضَمْرَةَ وَرَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ وَغَيْرِهِمَا قَالُوا فِيمَنْ أُعْتِقَ سَائِبَةً إِنَّ وَلَاءَهُ لِمَنْ أَعْتَقَهُ إِنَّمَا سَيَّبَهُ مِنَ الرِّقِّ وَلَمْ يُسَيِّبْهُ مِنَ الْوَلَاءِ.

(ترجمہ) ابوبکر بن ابی مریم سے مروی ہے، ضمرہ اور راشد بن سعد وغیرہما نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا جو کسی کو سائبہ کے طور پر آزاد کرے کہ اس (آزاد شدہ) کا ولاء اس کے لئے ہے جس نے آزاد کیا، کیوں کہ اس (آزاد کرنے والے) نے اس کو غلامی سے آزاد کرایا ہے ولاء (حق وراثت) سے آزاد نہیں کیا۔

(تخریج) اس اثر کی سند ضعیف جدا ہے کیوں کہ ابوسعید بن عمرو بن بنی امیہ مجہول اور ابوبکر بن ابی مریم ضعیف ہیں دیکھئے:

سنن سعيد بن منصور (٢٢٨)۔

3157۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْصُورٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَالشَّعْبِيِّ قَالَا لَا بَأْسَ بِبَيْعِ وَلَاءِ السَّائِبَةِ وَهِبَتِهِ.

(ترجمہ) منصور نے خبر دی، ابراہیم وشعبی دونوں نے کہا: سائبہ کے ولاء اور ہبہ کو بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔

(**تخریج**) اس کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (٥١٩، ١١٦٦٦) اس کی تفصیل آگے باب بیع الولاء میں آرہی ہے۔

3158۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ أَعْتَقَ رَجُلٌ غُلَامًا سَائِبَةً فَأَتَى عَبْدَ اللّٰهِ وَقَالَ إِنِّي أَعْتَقْتُ غُلَامًا لِيْ سَائِبَةً وَهَذِهِ تَرِكَتُهُ قَالَ هِيَ لَكَ قَالَ لَا حَاجَةَ لِي فِيهَا قَالَ فَضَعْهَا فَإِنَّ هَا هُنَا وَارِثًا كَثِيرًا.

(ترجمہ) قاسم نے کہا: ایک آدمی نے ایک غلام سائبہ کے طور پر آزاد کیا اور عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے اپنا غلام سائبہ کے طور پر آزاد کر دیا تھا اور یہ اس کا مال (ترکہ) ہے؟ ابن مسعود نے کہا یہ تمہارے لئے ہے (یعنی تمہارا حق ہے) اس نے کہا: مجھے اس کی ضرورت نہیں انہوں نے جواب میں کہا: رکھے رہو یہاں بہت سے وارث موجود ہیں۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں المسعودی عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ ضعیف اور قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود نے اپنے دادا ابن مسعود کو پایا ہی نہیں۔

[47]..... بَاب مِيرَاثِ الصَّبِيِّ
نومولود بچے کی وراثت کا بیان

3159۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا الْأَشْعَثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ وُرِّثَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ.

(ترجمہ) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) نے کہا: جب (نومولود) بچہ (پیدائش کے وقت) اونچی آواز نکال دے (یعنی رو دے) تو وارث ہوگا اور اس پر نماز بھی پڑھی جائے گی۔

(**تخریج**) اشعث بن سوار کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے دیکھئے: ترمذی (١٠٣٢) ابن ماجه (١٥٠٨، ٢٧٥٠) ابن ابی شیبه (١١٥٢٩) ابن حبان (٦٠٣٢) موارد الظمآن (١٢٢٣) مجمع الزوائد (٧٢٣٩) نیز دیکھئے: المحلی لابن حزم (١٥٨/٥، ٣٠٩/٩)۔

3160۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ وَرِثَ وَوُرِثَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے جب بچہ رو دے تو وارث بھی ہوگا اور وارث بنایا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی جائے گی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٥٣٥) ابن عدی (١٣٢٩/٤)، المحلی (٣٠٨/٩-٣٠٩)۔

3161- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَيْسَ مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يَسْتَهِلُّ وَاسْتِهْلَالُهُ يَعْصِرُ الشَّيْطَانُ بَطْنَهُ فَيَصِيحُ إِلَّا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ علیہ السلام .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: ہر نومولود بچہ چیختا ہے اور اس کا چیخنا شیطان کے اس کا پیٹ دبانے کی وجہ سے ہوتا ہے اور وہ چیخنے لگتا ہے سوائے عیسی بن مریم علیہ السلام کے۔

(**تخریج**) اس اثر کی یہ سند ضعیف ہے لیکن اس کا شاہد صحیحین میں متفق علیہ موجود ہے دیکھئے: بخاری (٣٢٨٦) مسلم (٢٣٦٦) رواهما مرفوعا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نیز دیکھئے: مسند ابی یعلی (٥٩٧١) ابن حبان (٦٢٣٤) ابن ابی شیبه (١١٥٣٩)۔

تشریح: ......اس حدیث سے ولادت کے وقت ہر بچے کے رونے کا پتہ چلا اور یہ کہ بچہ شیطان کے کچوکے لگانے کی وجہ سے روتا ہے اور پیدائش کے وقت سے ہی شیطان ابن آدم کو زک پہنچانا شروع کر دیتا ہے سوائے عیسی علیہ السلام کے کیوں کہ مریم علیہ السلام ان کی والدہ نے دعا کی تھی۔ ﴿وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ (آل عمران: ٣٦/٣) لہٰذا شیطان کی رسائی ان تک نہ ہو سکی اور ماں بیٹے اس کے شر سے محفوظ رہے۔ کما فی البخاری (٣٤٣١) یہ حقیقت قرآن پاک اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے اس لئے آمنا وصدقنا شک کی اس میں گنجائش نہیں۔ یہاں اس حدیث کو ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پیدائش کے وقت ہر بچہ روتا ہے اور یہ اس کے زندہ ہونے کی علامت ہے آواز نہ نکالے تو بیمار یا مردہ ہوتا ہے اور ہر وہ بچہ جو آواز نکالے وارث ہوگا اور اگر رونے کے بعد مر جائے تو اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔

3162- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى هُوَ ابْنُ حَمْزَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَرِثُ الْمَوْلُودُ حَتَّى يَسْتَهِلَّ صَارِخًا وَإِنْ وَقَعَ حَيًّا .

(ترجمہ) مکحول نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نومولود جب تک آواز نہ نکالے وارث نہیں ہوگا چاہے زندہ ہی پیدا ہوا ہو۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح لیکن مرسل ہے کیونکہ مکحول تابعی ہیں۔

3163- حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ إِذَا اسْتَهَلَّ الْمَوْلُودُ صُلِّيَ عَلَيْهِ وَوُرِّثَ

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جب بچہ آواز لگائے تو اس پر نماز (جنازہ) پڑھی جائے گی اور وارث مانا جائے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند ضعیف ہے تخریج (٣١٥٩) میں پیچھے گذر چکی ہے۔

3164- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مَعْنٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَرَى الْعُطَاسَ اسْتِهْلَالًا .

(ترجمہ) امام زہری (رحمہ اللہ) نے کہا: میں چھینک آنے کو استہلال (بچے کی پہلی آواز) سمجھتا ہوں۔

(تخریج) امام زہری تک اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۵٤۱) عبدالرزاق (٦٥٩٢) معن: ابن عیسی اور ابن ابی ذئب: محمد بن عبدالرحمٰن بن المغیرۃ ہیں۔

3165- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ لا يُوَرَّثُ الْمَوْلُودُ حَتّٰى يَسْتَهِلَّ وَلا يُصَلّٰى عَلَيْهِ حَتّٰى يَسْتَهِلَّ فَإِذَا اسْتَهَلَّ صُلِّيَ عَلَيْهِ وَوُرِّثَ وَكَمُلَتِ الدِّيَةُ .

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: نومولود جب تک چیخے نہیں وارث نہ ہوگا، اور اس پر نماز (جنازہ) نہیں پڑھی جائے گی جب تک آواز نہ نکالے پس جب آواز نکالے تو اس پر نماز بھی پڑھی جائے گی اور وارث بنایا جائے گا اور اس کی دیت بھی کامل ہوگی۔ یعنی اگر کوئی اسے مار ڈالے تو پوری دیت ہوگی جتنی ایک آدمی کی دیت ہوتی ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند ابراہیم تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۵۳۱) عبدالرزاق (٦٥٩٥) اس اثر کی سند میں ابوالنعمان ہیں جن کا نام محمد بن فضل عارم ہے اور ابوعوانہ وضاح یشکری ہیں۔

3166- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَسَأَلْنَاهُ عَنِ السِّقْطِ فَقَالَ لا يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَلا يُصَلّٰى عَلٰى مَوْلُودٍ حَتّٰى يَسْتَهِلَّ صَارِخًا .

(ترجمہ) یونس نے کہا: ہم نے ابن شہاب (زہری) سے نامکمل گر جانے والے حمل کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور نومولود پر بھی نماز نہیں پڑھی جائے گی جب تک کہ وہ روئے نہیں۔

(تخریج) عبداللہ بن صالح کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۳/۳۱۸) عبدالرزاق (٦٥٩٨)

[48]..... بَاب فِي وَلَاءِ الْمُكَاتَبِ

مکاتب کے حق میراث کا بیان

3167- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ إِذَا ابْتَاعَ الْمُكَاتَبَانِ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ هٰذَا مِنْ سَيِّدِهِ وَهٰذَا هٰذَا مِنْ سَيِّدِهِ فَالْبَيْعُ لِلْأَوَّلِ وَيَقُولُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ الْوَلَاءُ لِسَيِّدِ الْبَائِعِ وَيَقُولُونَ إِنَّمَا ابْتَاعَ هٰذَا مَا عَلَى الْمُكَاتَبِ فَالْوَلَاءُ لِلسَّيِّدِ .

(ترجمہ) قتادہ (رحمہ اللہ) نے کہا: جب دو مکاتب آپس میں ایک دوسرے کو خرید لیں یہ اس کے مالک سے اور وہ اس کے مالک سے تو (ایسی صورت میں) پہلے جس نے خریدا ہے اس کی بیع کا اعتبار ہوگا (اور دوسرے کی بیع لغو ہوگی) اور اہل مدینہ کا قول ہے کہ ولاء (حق وراثت) بیچنے والے مالک کو حاصل ہوگا، وہ کہتے ہیں اس نے (جس نے خریدا) وہ چیز خریدی جو مکاتب پر واجب الاداء تھی، اس لئے ولاء مالک کو ہی حاصل ہوگا۔

(تخریج) اس اثر کی سند قتادہ تک صحیح ہے اور ابوسفیان کا نام محمد بن حمید المعمری الیشکری ہے دیکھئے: عبدالرزاق (۱۵۸۱۰)۔

تشریح:......مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس نے اپنے مالک سے آزادی کے لئے لکھا پڑھی کی ہو کہ اتنی رقم ادا کرے گا تو آزاد ہو جائے گا اگر کوئی غلام آزاد ہونے کے لئے پیش کش کرے اور مقررہ رقم دینا منظور کرے تو مالک کو اخلاقا اس کی پیش کش قبول کرنا مستحب ہے اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا....﴾ (نور: ١٨/٣٣)

اور ایسے غلام کا حق وراثت بھی آزاد شدہ غلام کی طرح اس کے مالک اور سید کا ہی ہوگا کیوں کہ اس نے اس غلام پر مہربانی کی تو ولاء اسی کا رہے گا۔

مذکورہ بالا اثر کی شرح مسألہ (٢٠٠٩) وإذا اشترى المكاتبان كل واحد منهما صح شراء الاول وبطل شراء الآخر کے تحت ابن قدامه نے المغني (١٤/٥٦٤) میں تفصیل سے ذکر کیا ہے نیز دیکھئے: الكافي (٢/٦٠٠) الانصاف (٧/٤٧١) والمبدع (٦/٣٥٥)۔

[49]..... بَاب فِي الْحُرِّ يَتَزَوَّجُ الْأَمَةَ

آزاد آدمی لونڈی سے نکاح کر لے تو......

3168۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ قَالَ أَيُّمَا حُرٍّ تَزَوَّجَ أَمَةً فَقَدْ أَرَقَّ نِصْفَهُ وَأَيُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ حُرَّةً فَقَدْ أَعْتَقَ نِصْفَهُ. قَالَ أَبُو مُحَمَّد يَعْنِي الْوَلَدَ.

(ترجمہ) سعید سے مروی ہے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جو آزاد آدمی لونڈی سے نکاح کرے گا اس نے اپنا آدھا گروی رکھ دیا، اور جس غلام نے آزاد عورت سے شادی کی اس نے اپنا نصف آزاد کر لیا۔

امام دارمی نے کہا: اس سے مراد اولاد ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (٤/١٤٧) عبدالرزاق (١٣١٠٣) ابن منصور (٧٣٩، ٧٤٠) اس اثر میں سعید: ابن المسیب سید التابعین ہیں (رحمہ اللہ)۔

توضیح: ......یعنی آزاد نے لونڈی سے نکاح کر کے اپنی اولاد کا نصف غلام بنا دیا کیوں کہ وہ ام ولد کہلائے گی اور غلام نے آزاد سے شادی کی تو اولاد آدھی آزاد ہوگی۔ واللہ اعلم

[50]..... بَاب مِيرَاثِ الْوَلَاءِ

ولاء کی میراث کا بیان

3169۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي الْعَبْدِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا وَلَهُ مِنْهَا وَلَدٌ قَالَ إِنْ كَانَتْ حُرَّةً فَالنَّفَقَةُ عَلَى أُمِّهِ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا يَعْنِي الصَّبِيَّ فَعَلَى مَوَالِيهِ.

(ترجمہ) شیبانی (سلیمان بن فیروز) سے مروی ہے شعبی (رحمہ اللہ) نے کہا: کوئی غلام کسی عورت سے شادی کرے اور اس سے لڑکا پیدا ہو جائے تو اگر عورت آزاد ہے تو نفقہ (خرچ) ماں کے ذمہ ہوگا (غلام باپ کے نہیں) اور اگر وہ لڑکا بھی غلام ہو تو اس کا خرچ

اس کے آقاؤں پر ہوگا۔

توضیح:...... یہ اس صورت میں ہے جب غلام اپنی بیوی کو طلاق دے دے کما في المصنف۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے ابوشہاب کا نام عبدربہ بن نافع ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١٥٣/٥)۔

3170۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ ، وَحَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُمَا قَالَا وَلَاؤُهُ لِمَنْ بَدَأَ بِالْعِتْقِ أَوَّلَ مَرَّةٍ.

(ترجمہ) امام عامر شعبی اور ابراہیم نے کہا: اس کا حق میراث اس کے لئے ہوگا جس نے پہلی بار آزادی شروع کی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند عامر شعبی سے صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١٩٠١) عبدالرزاق (١٦٧٢٣) اور دوسری سند ابراہیم سے بھی صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١٩٠٣) عبدالرزاق (١٦٧٢٧)۔

تشریح:......اس اثر کو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے باب العبد بین الرجلین میں ذکر کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ ایسا غلام جو دو مالکان کے درمیان ہو اور ایک نے اسے آزاد کر دیا تو جس نے پہلے آزاد کیا اس کی میراث کا حق دار وہی ہوگا۔ آگے مزید تفصیل آ رہی ہے۔

[51]..... بَاب فِي الْعَبْدِ يَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَيُعْتِقُ أَحَدُهُمَا نَصِيبَهُ

غلام دو مالکان کا ہو اور ایک اپنا حصہ آزاد کر دے

3171۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ ح و حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُمَا قَالَا إِنْ ضَمِنَ كَانَ الْوَلَاءُ لَهُ وَإِنْ اسْتَسْعَى الْعَبْدُ كَانَ الْوَلَاءُ بَيْنَهُمْ.

(ترجمہ) ابان بن تغلب سے مروی ہے حکم اور ابونعیم نے کہا: اگر کفیل بنا تو ولاء اسی کے لئے ہوگا اور اگر غلام سے آزادی کے لئے محنت و مزدوری کرائی جائے تو حق میراث مالکان کے درمیان تقسیم ہوگا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند دونوں راویان سے صحیح ہے حسن کی روایت ابن ابی شیبہ (۱۹۰۰) میں ہے اور ابراہیم نخعی کی روایت ابن ابی شیبہ (۱۹۰۳) اور مصنف عبدالرزاق (۱۶۷۲۰) میں ہے۔

3172۔ حَدَّثَنَا يَعْلَى وَأَبُو نُعَيْمٍ قَالَا حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ فِي عَبْدٍ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَعْتَقَ أَحَدُهُمَا نَصِيبَهُ قَالَ يُتَمَّمُ عِتْقُهُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ اسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ فِي النِّصْفِ بِقِيمَةِ عَدْلٍ وَالْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

(ترجمہ) عامر (شعبی) سے اس غلام کے بارے میں مروی ہے جو دو مالکان کے درمیان ہو ایک مالک نے اپنے حصہ سے آزاد کر دیا ہو شعبی نے کہا: اس کی آزادی پوری کرائی جائے گی اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو باقی نصف کے لئے محنت مزدوری کرائی جائے گی اور جو آزاد کرائے گا حق وراثت (ولاء) اسی کا ہوگا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۹۰۱) عبدالرزاق (۱۶۷۲۳)۔

3173۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ الْمَعْمَرِيِّ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ فِي عَبْدٍ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَعْتَقَ أَحَدُهُمَا نَصِيبَهُ وَأَمْسَكَهُ الْآخَرُ قَالَ مِيرَاثُهُ بَيْنَهُمَا .

(ترجمہ) ابن طاؤس نے اپنے والد سے روایت کیا غلام دو آدمیوں کے درمیان ہو (یعنی دو کا غلام ہو) اور ایک نے اپنے حصے سے آزاد کر دیا ہو اور دوسرے نے روک رکھا ہو طاؤس نے کہا اس کی میراث دونوں (مالکان) کے درمیان تقسیم ہوگی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: البیهقی (۲۸۰/۱۰)۔

3174۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ مِيرَاثُهُ لِلَّذِي أَمْسَكَهُ و قَالَ قَتَادَةُ هُوَ لِلْمُعْتِقِ كُلُّهُ وَثَمَنُهُ عَلَيْهِ وَيَقُولُهُ أَهْلُ الْكُوفَةِ .

(ترجمہ) امام زہری نے کہا: اس کی میراث اس کے لئے ہوگی جس نے اپنا حصہ روک رکھا ہے اور وہ پورا آزاد کرنے والے کے لئے ہے اور اس کی بقیہ قیمت بھی آزاد کرنے والے پر (واجب الاداء) ہوگی، اہل کوفہ یہی کہتے ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: عبدالرزاق (۱۵۶۷۲)۔

تشریح: ......ایک بندے (غلام) کے دو مالک ہوں ایک اسے آزاد کر دے اور دوسرا روکے رکھے تو اس بارے میں صحیح یہی ہے کہ آزاد کرنے والا مالک اگر مال دار ہے تو بطور احسان دوسرے مالک کو بھی قیمت ادا کر دے گا اور حق وراثت پہلے معتق کو حاصل ہوگا، اور اگر پہلا مالک تنگ دست ہے رقم ادا نہیں کر سکتا تو غلام سے محنت و مزدوری کرائی جائے گی اور دوسرے مالک کو وہ قیمت ادا کر کے آزاد ہو جائے گا اور اس کا ولاء دونوں مالکان کے مابین تقسیم ہوگا۔ واللہ اعلم

[52]..... بَاب مَا لِلنِّسَاءِ مِنَ الْوَلَاءِ

کیا ولاء میں عورتوں کا بھی حق ہے؟

3175۔ حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ فِي الرَّجُلِ يَمُوتُ وَيَتْرُكُ مُكَاتَبًا وَلَهُ بَنُونَ وَبَنَاتٌ أَيَكُونُ لِلنِّسَاءِ مِنَ الْوَلَاءِ شَيْءٌ قَالَ تَرِثُ النِّسَاءُ مِمَّا عَلَى ظَهْرِهِ مِنْ مُكَاتَبَتِهِ وَيَكُونُ الْوَلَاءُ لِلرِّجَالِ دُونَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا كَاتَبْنَ أَوْ أَعْتَقْنَ .

(ترجمہ) عبدالملک نے بیان کیا، عطاء سے مروی ہے ایسا آدمی جو مرنے کے بعد صرف ایک مکاتب غلام (جس کی آزادی کے لئے رقم مقرر ہو) چھوڑ گیا اور اس کے بیٹے بیٹیاں ہیں، کیا غلام کی میراث میں سے عورتوں کے لئے کچھ حصہ ہوگا؟ عطاء نے کہا: عورتوں کے لئے اس میں سے حصہ ہوگا جو رقم مکاتبے کے مطابق ابھی دینا باقی ہے، اور ولاء (حق وراثت) صرف مردوں کے لئے ہوگا عورتوں کے لئے نہیں، سوائے اس رقم کے جو انہوں نے مقرر کی ہو یا آزاد کیا ہو۔

(**تخریج**) عبدالملک: ابن ابی سلیمان ہیں اور عطاء ابن ابی رباح ہیں اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: البیهقی (۳۴۱/۱۰)۔

توضیح: ......مطلب یہ ہے کہ جو عورت اپنے غلام سے مکاتبہ کر کے رقم متعین کرے کہ اتنی رقم دو گے تب آزاد ہو گے تو یہ رقم اس عورت کے لئے لینا جائز ہوگا یا عورت غلام آزاد کرے تب بھی اسی کا ولاء عورت کے لئے ہوگا جیسا کہ حدیث بریرہ میں ہے رسول اللہ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا تم خریدو اور آزاد کردو الولاء لمن اعتق۔ اس کی تفصیل کتاب البیوع باب النہی عن بیع الولاء میں گذر چکی ہے۔

3176۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ لَا تَرِثُ النِّسَاءُ مِنَ الْوَلَاءِ إِلَّا مَا أَعْتَقْنَ أَوْ أَعْتَقَ مَنْ أَعْتَقْنَ.

(ترجمہ) لیث سے مروی ہے طاؤس نے کہا: ولاء کی عورتیں وارث نہ ہوں گی سوائے اس کے (ولاء کے) جس کو وہ (خود) آزاد کریں یا وہ آزاد کرے جس کو انہوں نے آزاد کیا ہے۔

(**تخریج**) لیث بن ابی سلیم کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے تخریج دیکھئے: مصنف عبدالرزاق (١٦٢٦٦، ١٦٢٦٧)

توضیح: ......دوسرے کے آزاد کرنے سے عورتیں ولاء کی حق دار نہ ہوں گی صرف اسی کے ولاء کی حق دار ہوں گی جس کو انہوں نے خود آزاد کیا ہے یا ان کے آزاد کردہ نے جس کو آزاد کیا اس کا ولاء (حق وراثت) حق دار کی غیر موجودگی میں عورتوں کے لئے ہوگا۔ واللہ اعلم

3177۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا أَبُوْ سُفْيَانَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ وَتَرَكَ مُكَاتَبًا ثُمَّ مَاتَ الْمُكَاتَبُ وَتَرَكَ مَالًا فَجَعَلَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَا بَقِيَ مِنْ مُكَاتَبَتِهِ بَيْنَ بَنِي مَوْلَاهُ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ عَلَى مِيرَاثِهِمْ وَمَا فَضَلَ مِنَ الْمَالِ بَعْدَ كِتَابَتِهِ فَلِلرِّجَالِ مِنْهُمْ مِنْ بَنِي مَوْلَاهُ دُونَ النِّسَاءِ.

(ترجمہ) معمر سے مروی ہے، یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا: ایک آدمی نے وفات پائی اور اس نے ایک مکاتب غلام چھوڑا پھر وہ مکاتب بھی مر گیا، اس صورت میں ابن المسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے جو رقم مکاتبہ میں سے باقی رہ گئی تھی اس کو مالک کے بیٹے بیٹیوں (مرد و عورت میں) تقسیم کیا پھر مکاتبہ کے بعد جو مال اس مکاتب کا بچ گیا تھا تو غلام کے مالک کے مرد وارثین میں وہ تقسیم ہوگا عورتوں میں نہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے ابوسفیان محمد بن حمید یشکری ہیں دیکھئے: ابن أبي شيبه (١١٥٥٨) عبدالرزاق (١٥٧٦٩) ابن منصور (٤٧٨) البيهقي (١٠/٣٤١)۔

تشریح: ......اس اثر سے طاؤس رحمہ اللہ کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ مکاتب کا ولاء صرف مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں۔

3178۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ

وَزَيْدٍ أَنَّهُمْ قَالُوا الْوَلَاءُ لِلْكُبْرِ وَلَا يُوَرِّثُونَ النِّسَاءَ مِنَ الْوَلَاءِ إِلَّا مَا أَعْتَقْنَ أَوْ كَاتَبْنَ .

(ترجمہ) ابراہیم سے مروی ہے عمر، علی، زید (رضی اللہ عنہم) نے کہا: ولاء (حق وراثت) بڑوں کا ہے، اور عورتوں کو یہ حضرات ولاء کا وارث نہیں مانتے تھے، سوائے اس کے جس کو وہ خود آزاد کریں یا مقررہ رقم پر آزاد کرنے کا مکاتبہ کریں۔

(تخریج) اس روایت کے رجال ثقات ہیں لیکن سند میں انقطاع ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۵۵۰) عبدالرزاق (۱۶۲۶۳) والبیہقی (۳۰۶/۱۰) باب لا ترث النساء الولاء الا من اعتقن...... **نیز دیکھئے:** اثر رقم (۳۰۶۶، ۳۰۶۸) فی ھذا الکتاب۔

3179۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ ح حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ح حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمْ قَالُوا لَا تَرِثُ النِّسَاءُ مِنَ الْوَلَاءِ إِلَّا مَا أَعْتَقْنَ أَوْ كَاتَبْنَ .

(ترجمہ) ابوقلابہ، سعید بن المسیب، سلیمان بن یسار نے کہا: عورتیں ولاء کی وارث نہیں ہوں گی سوائے ان عورتوں کے جنہوں نے آزاد کیا یا مکاتبہ کیا۔

(تخریج) اس اثر کی سند حسن ہے دیکھئے: سنن سعید بن منصور (۴۸۰)۔

3180۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مُعَاذٌ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَا تَرِثُ النِّسَاءُ مِنَ الْوَلَاءِ إِلَّا مَا أَعْتَقْنَ أَوْ أَعْتَقَ مَنْ أَعْتَقْنَ إِلَّا الْمُلَاعَنَةُ فَإِنَّهَا تَرِثُ مَنْ أَعْتَقَ ابْنُهَا وَالَّذِي انْتَفَى مِنْهُ أَبُوهُ .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: عورتیں ولاء کی وارث نہ ہوں گی سوائے ان عورتوں کے جنہوں نے اس (غلام) کو آزاد کیا یا جس غلام کو انہوں نے آزاد کیا اس نے (کسی کو) آزاد کیا (اور) سوائے ملاعنہ (لعان کرنے والی عورتوں) کے کیوں کہ وہ اس کی وارث ہوگی جس کو اس کے لڑکے نے آزاد کیا، جس لڑکے سے اس کے باپ نے انکار کر دیا ہو (کہ یہ لڑکا میرا نہیں ہے)۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۵۵۲) **ابن منصور** (۴۸۱) اس کی سند میں **اشعث: ابن عبداللہ** بن جابر الحدانی ہیں۔

3181۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَرِثُ مَوَالِيَ عُمَرَ دُونَ بَنَاتِ عُمَرَ .

(ترجمہ) سالم سے مروی ہے ان کے والد عبداللہ (رضی اللہ عنہ) عمر (رضی اللہ عنہ) کے آزاد کردہ غلاموں کے وارث ہوتے تھے عمر کی لڑکیوں کو چھوڑ کر یعنی غلاموں کے ولاء سے لڑکیوں کو کچھ نہ دیتے تھے۔

(تخریج) اس اثر میں ابن وہب: عبداللہ اور یونس: ابن یزید ہیں کہیں اور یہ روایت نہیں مل سکی۔

3182۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ فِي امْرَأَةٍ مَاتَتْ

وَتَرَكَتْ بَنِيهَا فَوَرِثُوهَا مَالًا وَمَوَالِيَ ثُمَّ مَاتَ بَنُوهَا قَالَ يَرْجِعُ الْوَلَاءُ إِلَى عَصَبَةِ الْمَرْأَةِ .

(ترجمہ) خالد الحذاء سے مروی ہے ابوقلابہ نے کہا: ایک عورت مرگئی اوراس نے اپنے بچے چھوڑے جو اس کے مال کے وارث ہوئے اور غلام بھی چھوڑے، پھراس کے لڑکے بھی فوت ہو گئے ابوقلابہ نے کہا ایسی صورت میں غلاموں کا حق میراث عورت کے عصبہ کی طرف جائے گا۔ (یعنی بھائی وغیرہ جن کا حصہ شریعت کے فرائض میں مقرر نہیں اور وہ باقی بچے حصے کے حق دار ہوں گے)۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند ابوقلابہ عبداللہ بن زید الجرمی تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٥٥٤) بغير هذا اللفظ۔

3183۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ سَأَلْتُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ رَجُلٍ كَاتَبَ عَبْدًا لَهُ ثُمَّ مَاتَ وَتَرَكَ وَلَدًا رِجَالًا وَنِسَاءً قَالَ لِلذُّكُورِ دُونَ الْإِنَاثِ .

(ترجمہ) منصور نے کہا میں نے ابراہیم (رحمہ اللہ) سے پوچھا ایک آدمی نے اپنے غلام سے مکاتبت کی پھر انتقال کر گیا اور اپنے پیچھے عورت مرد وارثین چھوڑے؟ انہوں نے کہا: کہ وہ صرف مردوں کا حصہ ہوگا عورتوں کا نہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ابراہیم تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٥٥٧) البیهقی (٣٤١/١٠)، اس اثر کی سند میں منصور: ابن المعتمر، اسرائیل: ابن یونس، عبیداللہ: ابن موسیٰ ہیں۔

توضیح: ......یعنی مقررہ رقم جو غلام مکاتبت کے مطابق ادا کرے اس کے وارث مرد ہوں گے عورتیں نہیں ہوں گی۔

3184۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَتَرَكَتْ مَوْلًى قَالَ الْوَلَاءُ لِبَنِيهَا فَإِذَا مَاتُوا رَجَعَ إِلَى عَصَبَتِهَا .

(ترجمہ) یونس (ابن عبید) نے حسن (رحمہ اللہ) سے بیان کیا وہ کہتے تھے: عورت مر جائے اور غلام چھوڑ جائے تو حق وراثت (ولاء) اس کے لڑکوں کا ہوگا اور لڑکے موجود نہ ہوں یعنی مر جائیں تو ولا اس عورت کے عصبہ کی طرف لوٹ جائے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: عبدالرزاق (١٦٢٥٤)۔

3185۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ لَيْسَ لِلنِّسَاءِ مِنَ الْوَلَاءِ شَيْءٌ إِلَّا مَا أَعْتَقَتْ هِيَ بِنَفْسِهَا .

(ترجمہ) مغیرہ سے مروی ہے ابراہیم نے کہا: ولاء (غلام کا حق وراثت) میں سے عورتوں کے لئے کچھ نہیں ہے سوائے اس عورت کے جو از خود کسی غلام کو آزاد کرے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٥٥٦، ١١٦٧١) عبدالرزاق (١٦٢٦١) ابن منصور (٤٨١)۔

توضیح: ......یعنی عورت جب اپنے غلام کو خود آزاد کرے تو اس کے مال کی وارث ہوگی۔

3186۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ مَاتَ مَوْلًى لِعُمَرَ فَسَأَلَ ابْنُ عُمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَالَ هَلْ لِبَنَاتِ عُمَرَ مِنْ مِيرَاثِهِ شَيْءٌ؟ قَالَ مَا أَرَى لَهُنَّ شَيْئًا وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُعْطِيَهُنَّ أَعْطَيْتَهُنَّ .

(ترجمہ) (عبداللہ) ابن عون سے مروی ہے محمد (ابن سیرین رحمہ اللہ) نے کہا: عمر (رضی اللہ عنہ) کا آزاد کردہ غلام فوت ہو گیا تو ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کی لڑکیوں کے لئے میراث میں سے کچھ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا، میری رائے میں تو ان کے لئے کچھ نہیں ہے، اگر تم دینا چاہو تو انہیں کچھ دے سکتے ہو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند محمد بن سیرین تک صحیح ہے دیکھئے: عبدالرزاق (١٥٧٧٦)۔

3187۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ يُحْرِزُ الْوَلَاءَ مَنْ يُحْرِزُ الْمِيرَاثَ .

(ترجمہ) ہشام سے مروی ہے ان کے والد نے کہا: ولاء کا حق دار وہی ہوگا جو میراث کا حق دار ہوگا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے ابواسامہ کا نام حماد بن اسامہ ہے دیکھئے: البیهقی (٣٠٥/١٠)۔

3188۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ مُحَارِبٍ وَهَبَتْ وَلَاءَ عَبْدِهَا لِنَفْسِهِ فَأَعْتَقَتْهُ فَوَهَبَ وَلَاءَ نَفْسِهِ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَمَاتَتْ فَخَاصَمَتِ الْمَوَالِي إِلَى عُثْمَانَ فَدَعَا عُثْمَانُ الْبَيِّنَةَ عَلَى مَا قَالَ قَالَ فَأَتَى الْبَيِّنَةَ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ اذْهَبْ فَوَالِ مَنْ شِئْتَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَوَالَى عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ .

(ترجمہ) ابوبکر بن عمرو بن حزم سے مروی ہے بنی محارب کی ایک عورت نے اپنے غلام کا ولاء اسی (غلام) کو ہبہ کر دیا اور اسے آزاد کر دیا اس غلام نے اپنا ولاء (حق وراثت) عبدالرحمٰن بن عمرو بن حزم کو دے دیا اور پھر وہ عورت مرگئی تو اس غلام کے موالی نے عثمان (رضی اللہ عنہ) کے پاس مقدمہ دائر کیا، عثمان (رضی اللہ عنہ) نے اس کے قول پر دلیل طلب کی وہ غلام دلیل لے آیا تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ جاؤ جس کو چاہو اپنا ولی بنالو چنانچہ اس نے عبدالرحمٰن بن عمرو بن حزم کو ولی بنالیا۔ یعنی ولاء کا وارث بنالیا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے ابوخالد کا نام سلیمان بن حیان ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (٥١٨) ابن منصور (٢٢٦)۔

خلاصه: ......ان تمام آثار صحیحہ سے ثابت ہوا کہ ولاء کے وارث صرف مرد ہوں گے عورتیں ولاء کی وارث نہیں ہوں گی ہاں عورت اگر غلام آزاد کرے تو وہ اپنے غلام کے ولاء کی وارث ہوگی۔ واللہ اعلم

[53]..... بَاب بَيْعِ الْوَلَاءِ

ولاء کو بیچنے کا بیان

3189۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کے بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح متفق علیہ ہے، دیکھئے: بخاری (٢٥٣٥) مسلم (١٥٠٦) نیز یہ حدیث (٢٦١٤) نمبر پر گذر چکی ہے۔

تشریح: ......ولاء کی تفصیل پیچھے کتاب البیوع باب النھی عن بیع الولاء میں گذر چکی ہے اور یہ وہ تعلق ہے جو غلام کو آزاد کرنے کے بعد مالک سے برقرار رہتا ہے اور آزاد کرنے والا اس غلام کا عصبہ قرار پاتا ہے اور مالک اس کی میراث کا حق دار ہوتا ہے، اور غلام کی آزادی تدبیر، مکاتب، یا جس صورت میں بھی ہو اس کا ولاء مالک کے لئے ہوتا ہے جو نہ بیچا جاسکتا ہے نہ ہبہ کیا جاسکتا ہے اس لئے کہ یہ ایک نسبت ہے اور نسبت فروخت کی جانے والی چیز نہیں ہے اور نہ کسی حال میں اسے ہبہ کیا جاسکتا ہے مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔

3190۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.

(ترجمہ) اس سند سے بھی ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے ویسے ہی مروی ہے جیسے اوپر ترجمہ کیا گیا تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

3191۔ حَدَّثَنَا يَعْلٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ لَا يُبَاعُ الْوَلَاءُ وَلَا يُوْهَبُ وَالْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے تھے: ولاء نہ بیچا جاسکتا ہے نہ ہبہ کیا جاسکتا ہے اور ولاء اس کے لئے ہے جس نے (غلام کو) آزاد کیا۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٦٥٧،٥٠٦) عبدالرزاق (١٦١٤٥) البیھقی (٢٩٤/١٠)

3192۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ الْوَلَاءُ لُحْمَةٌ كَلُحْمَةِ النَّسَبِ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوْهَبُ.

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ولاء نسب کے تعلق کی طرح ایک تعلق ہے اسے نہ بیچا جاسکتا ہے اور نہ ہبہ کیا جاسکتا ہے۔

(تخریج) اس اثر کی سند میں کچھ کلام ہے لیکن معنی صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٦٥٦،٥٠٧) عبدالرزاق (١٦١٤٢) سنن سعید بن منصور (٢٧٨) البیھقی (٢٩٤/٢) والحاکم (٧٩٩٠) مرفوعا عن النبی ﷺ وقال: صحیح الاسناد۔

اس روایت کی سند میں سعید: ابن ابی عروبہ ہیں اور ابومعشر کا نام زیاد بن کلیب ہے۔

3193۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُمَا

كَرِهَا بَيْعَ الْوَلَاءِ .

(ترجمہ) قتادہ (بن دعامہ) نے کہا: حسن اور سعید بن المسیب نے ولاء کے بیچنے کو ناپسند کیا ہے (یعنی مکروہ سمجھا ہے)۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (٥١٠) عبدالرزاق (١٦١٤٩) ابن منصور (٢٨٤) همام: ابن یحییٰ ہیں۔

3194- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يُبَاعُ الْوَلَاءُ أَيُؤْكَلُ بِرَقَبَةِ رَجُلٍ مَرَّتَيْنِ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: ولاء کو بیچا نہیں جائے گا، کیا کسی آدمی کی گردن دو بار کھائی جائے گی؟

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: عبدالرزاق (١٦١٤٤) نیز یہ قول مختصرا (٣١٩١) پر گذر چکا ہے۔

تشریح: ......ان تمام احادیث وآثار سے ثابت ہوا کہ ولاء کا بیچنا اور ہبہ کرنا جائز نہیں ہے بنابریں یہ تعلق بیع وہبہ کے ذریعہ کسی اور کی طرف منتقل بھی نہیں کیا جا سکتا ہے اور ولاء میں آزاد کرنے والا مرد یا عورت اپنے آزاد کردہ غلام یا لونڈی کا وارث ہوگا اور آزاد کرنے والا موجود نہیں تو اس کے عصبہ نسبی وارث ہوں گے وہ بھی مرد، عورتیں وارث نہ ہوں گی۔ کما تقدم

[54]..... بَاب فِيْ عَوْلِ الْفَرَائِضِ

فرائض میں عول کا بیان

3195- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْفَرَائِضُ مِنْ سِتَّةٍ لَا نُعِيلُهَا .

(ترجمہ) عطاء سے مروی ہے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: فرائض چھ سے ہیں ان (مسائل میں) ہم عول نہیں مانتے ہیں۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند ابن جریج کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن صحیح سند سے بھی یہ اثر مروی ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٢٣٦) عبدالرزاق (١٩٠٣٥) ابن منصور (٣٥)۔

تشریح: ......عول عربی میں کہتے ہیں ''عالت الفریضۃ تعول'' یعنی جب سہام اصل حساب سے زیادہ ہو جائیں اور ہر وارث کے حصہ میں کمی واقع ہو جائے۔ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کے علاوہ تمام صحابہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عول سے کام لیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں ایسا کوئی مسئلہ پیش نہیں آیا تھا عمر (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں ایک عورت کا انتقال ہوا اور اس نے شوہر اور دو بہنیں چھوڑیں مسئلہ چھ سے بنا جس میں شوہر کا نصف اور اخوات لاب کا ثلثین (دو تہائی) حصہ بنتا ہے اب اگر شوہر کو چھ میں سے نصف ٣ حصے دیئے جائیں تو بہنیں کمی میں رہیں گی اور اگر پہلے بہنوں کو دو ثلث (٤) دے دیئے جائیں تو شوہر کے لئے (٢) بچیں گے اور وہ نقصان میں رہے گا اسی لئے عمر (رضی اللہ عنہ) نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا اور سب نے دیون (قرضوں) پر قیاس کرتے ہوئے طریقہ عول کو اپنایا اور یہ مسئلہ سات سے حل کیا جس میں ٣ شوہر کو ملے اور باقی ٤

دوثلث بہنوں کومل گئے یہی عول ہے پھر علمائے فرائض نے اسی طرح جب ۱۲ کے حصص زیادہ ہوں تو سترہ تک اور ٦ کے دس تک اور چوبیس میں ۲۷ تک عول کو مانا ہے لیکن ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے اس کی مخالفت کی ہے جو اجماع صحابہ کے مقابلے میں صحیح نہیں۔ واللہ اعلم

3196۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ مَيْسَرَةَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ اخْتُصِمَ إِلَى شُرَيْحٍ فِي بِنْتَيْنِ وَأَبَوَيْنِ وَزَوْجٍ فَقَضَى فِيهَا فَأَقْبَلَ الزَّوْجُ يَشْكُوهُ فِي الْمَسْجِدِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَبَاحٍ فَأَخَذَهُ وَبَعَثَ إِلَى شُرَيْحٍ فَقَالَ مَا يَقُولُ هٰذَا قَالَ هٰذَا يَخَالُنِي امْرَأً جَائِرًا وَأَنَا إِخَالُهُ امْرَأً فَاجِرًا يُظْهِرُ الشَّكْوَى وَيَكْتُمُ قَضَاءً سَائِرًا فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ مَا تَقُولُ فِي بِنْتَيْنِ وَأَبَوَيْنِ وَزَوْجٍ فَقَالَ لِلزَّوْجِ الرُّبُعُ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ وَلِلْأَبَوَيْنِ السُّدُسَانِ وَمَا بَقِيَ فَلِلابْنَتَيْنِ قَالَ فَلِأَيِّ شَيْءٍ نَقَصْتَنِي قَالَ لَيْسَ أَنَا نَقَصْتُكَ اللَّهُ نَقَصَكَ لِلابْنَتَيْنِ الثُّلُثَانِ وَلِلْأَبَوَيْنِ السُّدُسَانِ وَلِلزَّوْجِ الرُّبُعُ فَهِيَ مِنْ سَبْعَةٍ وَنِصْفٍ فَرِيضَةً فَرِيضَتُكَ عَائِلَةٌ.

(ترجمہ) ایوب بن الحارث نے کہا: قاضی شریح کے پاس دولڑکیوں، ماں اور باپ اور شوہر کا قضیہ آیا تو انہوں نے اس کا فیصلہ کردیا (یعنی بغیر عول کے لہٰذا اس کا حصہ کم ہوگیا) لہٰذا مسجد میں شوہر نے اس کا شکوہ کیا تو عبداللہ بن رباح نے شریح کو بلا بھیجا اور شریح سے پوچھا تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ آدمی مجھے ظالم سمجھتا ہے اور اس کو میں فاجر سمجھتا ہوں کیوں کہ اس نے فتوی بتادیا اور پورا فیصلہ چھپا گیا ہے اس آدمی نے کہا: پھر آپ دولڑکی، ماں باپ اور شوہر کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کہا شوہر کے لئے پورے مال کا ربع (چوتھائی) ہے اور ماں اور باپ دونوں کے لئے دوسدس (چھٹا) حصہ (یعنی چھ اور چھ) ہے جو بچا وہ لڑکیوں کے لئے ہے میں نے تمہارے لئے کیا کمی کی؟ عبداللہ بن رباح نے کہا: میں نے تمہاری کوئی تنقیص نہیں کی اللہ تعالی نے تمہارا نقص بیان کیا ہے۔ دونوں لڑکیوں کے لئے دوثلث (۴) ماں باپ کے لئے سدسان (۱۔۱) اور شوہر کے لئے ربع چوتھا حصہ ہوگا اور یہ مسئلہ ساڑھے سات سے ہوگا اور اس مسئلہ میں عول سے کام لینا ہوگا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند ضعیف ہے مذکور بالا سند میں شریح عن ایوب ہے دوسرے نسخ میں شریح بن الحارث ہے جن کا ترجمہ کہیں نہیں ملا، اس سیاق سے یہ قضیہ اور کہیں نہیں ملا اخبار قضاۃ میں اسی طرح کا مسئلہ موجود ہے دیکھئے: (۳۶۴/۳)۔

تشریح: ......اس اثر سے عول ثابت ہوا مسئلہ ۷ $\frac{1}{۲}$ (ساڑھے سات سے) اس طرح ہے۔

	۶۔	۷ $\frac{1}{۲}$	
زوج	۱ $\frac{1}{۲}$	۱ $\frac{1}{۲}$	
ماں	۱	۱	
باپ	۱	۱	
دولڑکی	۴	۴	واللہ اعلم

[55]..... بَاب جَرِّ الْوَلَاء
حق ولاء اپنی طرف کھینچنے کا بیان

3197۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلِيٍّ وَعُمَرَ وَزَيْدٍ قَالُوا الْوَالِدُ يَجُرُّ وَلَاءَ وَلَدِهِ .

(ترجمہ) امام شعبی سے مروی ہے علی وعمر اور زید (رضی اللہ عنہم) نے کہا: باپ اپنے بیٹے کا ولاء (اپنی طرف) کھینچ لے گا۔

(**تخریج**) اشعث بن سوار کی وجہ سے یہ اثر ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٥٨٣) عبدالرزاق (١٦٢٧٦، ١٦٢٧٧) بسند منقطع ۔

تشریح: ......ولاء غلام کی میراث کے سلسلے میں حق یہ ہے کہ اس کا نسبی وارث نہ ہو تو غلام کا مالک اس کے کل مال کا وارث ہوگا۔ اس باب میں ذکر ہے کہ بیٹے کے ولاء کا باپ اور باپ کا دادا وارث ہوسکتا ہے۔

3198۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ الْجَدُّ يَجُرُّ الْوَلَاءَ .

(ترجمہ) شعبی نے کہا: دادا ولاء کو کھینچ لے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی بھی سند اشعث کی وجہ سے ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٥٨٣، ١١٥٩٤) عبدالرزاق (١٦٢٨٦) بسندصحيح ۔

3199۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ شُرَيْحٍ قَالَ الْوَالِدُ يَجُرُّ وَلَاءَ وَلَدِهِ .

(ترجمہ) محمد بن سیرین سے مروی ہے شریح نے کہا: والد اپنے بیٹے کا ولاء کھینچ لے گا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند بھی ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١١٥٨٩، ١١٥٨٧) عن جابر الجعفی وهو ضعيف وعبدالرزاق (١٦٢٧٨، ١٦٢٧٩) والبيهقي (١٠/ ٣٠٧)۔

3200۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ فِي مَمْلُوكٍ تُوُفِّيَ وَلَهُ أَبٌ حُرٌّ وَلَهُ بَنُونَ مِنِ امْرَأَةٍ حُرَّةٍ لِمَنْ وَلَاءُ وَلَدِهِ قَالَ لِمَوَالِي الْجَدِّ .

(ترجمہ) امام عامر شعبی سے مروی ہے: ایک غلام مر گیا اور اس کا آزاد باپ اور اس کے بیٹے (یعنی مرنے والے کے بیٹے) آزاد عورت سے موجود ہیں تو ولاء کس کے لئے ہوگا؟ انہوں نے کہا: ایسی صورت میں دادا کے جو مالکان ہیں ولاء ان کا ہوگا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند شعبی تک صحیح ہے اور ابونعیم کا نام فضل بن دکین ہے اور زکریا: ابن ابی زائدہ ہیں دیکھئے: البيهقي (١٠/ ٣٠٧)۔

3201۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِي مُكَاتَبٍ مَاتَ وَقَدْ أَدَّى نِصْفَ مُكَاتَبَتِهِ

وَلَهُ وَلَدٌ مِنِ امْرَأَةٍ حُرَّةٍ قَالَ مَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ جَرَّ وَلَاءَ وَلَدِهِ.

(ترجمہ) مغیرہ سے مروی ہے ابراہیم نے کہا: ایک غلام مکاتب فوت ہو گیا جس نے آدھی قسط ادا کر دی تھی اور آزاد بیوی سے اس کا ایک لڑکا موجود تھا انہوں نے کہا: میرا خیال ہے وہ اپنے بیٹے کا ولاء کھینچ لے گا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ابراہیم تک صحیح ہے۔ دیکھئے: عبد الرزاق (١٦٢٨٧)

3202۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كَانَ شُرَيْحٌ لَا يَرْجِعُ عَنْ قَضَاءٍ يَقْضِي بِهِ فَحَدَّثَهُ الْأَسْوَدُ أَنَّ عُمَرَ قَالَ إِذَا تَزَوَّجَ الْمَمْلُوكُ الْحُرَّةَ فَوَلَدَتْ أَوْلَادًا أَحْرَارًا ثُمَّ عُتِقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَجَعَ الْوَلَاءُ لِمَوَالِي أَبِيهِمْ فَأَخَذَ بِهِ شُرَيْحٌ.

(ترجمہ) حکم سے مروی ہے ابراہیم نے کہا: قاضی شریح جو فیصلہ کرتے اس سے رجوع نہ کرتے تھے، ان سے اسود نے بیان کیا کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جب غلام کی شادی آزاد عورت سے ہو جائے پھر عورت سے اولاد ہوئی جو آزاد تھی پھر بعد میں باپ بھی آزاد ہو گیا تو ولاء کا حق انہوں نے ان کے باپ کو آزاد کرنے والوں کو دیا، چنانچہ شریح نے اس کو مان لیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٥٨٩) البیهقی (٣٠٧/١٠)۔

3203۔ حَدَّثَنَا يَعْلَى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ عُمَرُ الْمَمْلُوكُ يَكُونُ تَحْتَهُ الْحُرَّةُ يُعْتَقُ الْوَلَدُ بِعِتْقِ أُمِّهِ فَإِذَا عُتِقَ الْأَبُ جَرَّ الْوَلَاءَ.

(ترجمہ) ابراہیم سے مروی ہے عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جس غلام کے عقد میں آزاد بیوی ہو تو اس کا بیٹا بھی ماں کے ساتھ آزاد ہو گا اور جب باپ آزاد کر دیا جائے گا تو وہ ولاء کو کھینچ لے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کے رجال ثقات ہیں لیکن ابراہیم نخعی کا لقاء عمر (رضی اللہ عنہ) سے ثابت نہیں تخریج دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٥٨١، ١١٥٨٢) عبدالرزاق (١٦٢٧٦، ١٦٢٧٧) البیهقی (٣٠٦/١٠)۔

3204۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ كَثِيرِ بْنِ شِنْظِيرٍ عَنْ عَطَاءٍ فِي الْحُرَّةِ تَحْتَ الْعَبْدِ قَالَ أَمَّا مَا وَلَدَتْ مِنْهُ وَهُوَ عَبْدٌ فَوَلَاؤُهُمْ لِأَهْلِ نِعْمَتِهَا وَمَا وَلَدَتْ مِنْهُ وَهُوَ حُرٌّ فَوَلَاؤُهُمْ لِأَهْلِ نِعْمَتِهِ.

(ترجمہ) عطاء سے آزاد عورت جو غلام کے عقد میں ہو کے بارے میں مروی ہے اس کی غلامی کی حالت میں جو اولاد ہو گی ان کا ولاء عورت کے محسنین کے لئے ہو گا اور جو اولاد اس غلام کی آزادی کے بعد پیدا ہوئی ان کا ولاء غلام کی اہل نعمت (آزاد کرنے والے محسنین) کے لئے ہو گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے مسلم: ابن ابراہیم اور عبدالوارث: ابن سعید ہیں۔ دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٥٩٧) عبدالرزاق (١٦٢٩٠)۔

3205۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ عُمَرُ إِذَا كَانَتِ الْحُرَّةُ تَحْتَ الْمَمْلُوكِ

فَوَلَدَتْ لَهُ غُلَامًا فَإِنَّهُ يُعْتَقُ بِعِتْقِ أُمِّهِ وَوَلَاؤُهُ لِمَوَالِي أُمِّهِ فَإِذَا أُعْتِقَ الْأَبُ جَرَّ الْوَلَاءَ إِلَى مَوَالِي أَبِيهِ .

(ترجمہ) ابراہیم سے مروی ہے عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا آزاد عورت اگر غلام کے نکاح میں ہو اور اس غلام سے لڑکا پیدا ہو تو اس کی ماں کی آزادی کے ساتھ وہ لڑکا بھی آزاد کر دیا جائے گا اور اس کا ولاء اس کی ماں کے مالکان کے لئے ہوگا، پھر جب غلام آزاد ہوگا تو اس کا ولاء اس کے باپ کے موالی کی طرف چلا جائے گا۔

(تخریج) اس اثر کی سند میں انقطاع ہے دیکھئے: البیهقی (۱۰/۳۰۶)۔

3206۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ إِسْحٰقَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَتْ أُمِّي مَوْلَاةً لِلْحُرَقَةِ وَكَانَ أَبِي يَعْقُوبُ مُكَاتَبًا لِمَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيِّ ثُمَّ إِنَّ أَبِي أَدَّى كِتَابَتَهُ فَدَخَلَ الْحُرَقِيُّ عَلَى عُثْمَانَ فَسَأَلُ لِيَ الْحَقَّ يَعْنِي الْعَطَاءَ وَعِنْدَهُ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ فَقَالَ ذَاكَ مَوْلَايَ فَاخْتَصَمَا إِلَى عُثْمَانَ فَقَضَى بِهِ لِلْحُرَقِيِّ .

(ترجمہ) علاء بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے ان کے والد نے کہا: میری ماں حرقہ (قبیلے) کی آزاد کردہ لونڈی تھیں اور میرے والد یعقوب مالک بن اوس بن حدثان نصری کے مکاتب غلام تھے، پھر میرے والد نے مکاتبہ کی مقررہ رقم ادا کر دی تو حرقی عثمان (رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا اس وقت اوس بن مالک بھی ان کے پاس بیٹھے تھے حرقی نے میرے حق کا مطالبہ کیا یعنی ولاء (عطاء) کا اس نے کہا یہ میرا آزاد کردہ ہے۔ ان دونوں نے عثمان (رضی اللہ عنہ) سے فیصلہ مانگا تو انہوں نے حرقی کے حق میں فیصلہ دیا یعنی ماں کے موالی کے حق میں فیصلہ دیا باپ کے موالی کے حق میں نہیں۔

(تخریج) اس اثر کے رواہ سب ثقہ ہیں صرف محمد بن اسحاق مدلس ہیں اور صیغہ عن سے روایت کی ہے۔ وانفرد به الدارمی۔

تشریح:...... ماں باپ دونوں عبد ہوں تو ان کا لڑکا باپ کے مولی کے تابع ہوگا، اور اگر باپ غلام ماں آزاد ہو تو بچہ بھی آزاد مانا جائے گا لیکن اگر بچے کی پیدائش کے بعد باپ بھی آزاد ہو گیا تو اس بچے کا ولاء باپ کے موالی کے لئے جائے گا، جرالولاء کی کچھ شروط اور تفصیل ہے جو التحقیقات الرضیه فی المباحث الفرضیه للشیخ الفوزان ملاحظہ کر سکتے ہیں دیکھئے: ص: ۱۲۰۔۱۲۔

[56]..... بَاب الرَّجُلِ يَمُوتُ وَلَا يَدَعُ عَصَبَةً

جب کوئی آدمی مر جائے اس کے عصبہ بھی نہ ہوں تو وارث کون ہوگا؟

3207۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ أَخْبَرَنِي سَهْمُ بْنُ يَزِيدَ الْحَمْرَاوِيُّ أَنَّ رَجُلًا تُوُفِّيَ وَلَيْسَ لَهُ وَارِثٌ فَكُتِبَ فِيهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ خَلِيفَةٌ فَكَتَبَ أَنْ قَسِّمُوا مِيرَاثَهُ عَلَى مَنْ كَانَ يَأْخُذُ مَعَهُمْ

الْعَطَاءَ فَقَسَمَ مِيرَاثَهُ عَلَى مَنْ كَانَ يَأْخُذُ مَعَهُمُ الْعَطَاءَ فِي عِرَافَتِهِ.

(ترجمہ) سہم بن یزید حمراوی نے خبر دی کہ ایک آدمی مرگیا اور اس نے کوئی وارث نہ چھوڑا انہوں نے اس بارے میں عمر بن عبدالعزیز کو لکھا جو اس وقت خلیفہ تھے انہوں نے جواب دیا کہ اس کی میراث اس کو دی جائے جو اس کے ساتھ وظیفہ لیتے تھے، چنانچہ انہوں نے اپنی نگرانی میں اس کی میراث ان کے درمیان تقسیم کر دی جو اس کے سات وظیفہ لیتے تھے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند جید ہے کہیں اور یہ روایت نہیں مل سکی اس کے مماثل اثر کے لئے دیکھئے: عبدالرزاق (١٦١٧٣)۔

22- کتاب الوصایا

وصیت کے مسائل

[1]..... بَاب مَنْ اسْتَحَبَّ الْوَصِيَّةَ
وصیت کرنا مستحب ہے

3208۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَلَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ)).

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کے پاس وصیت کی کوئی چیز ہو اسے حق نہیں ہے کہ وہ دوراتیں بھی گذارے اور اس کے پاس اس کی وصیت لکھی نہ ہو۔

توضیح: ......یعنی بنا وصیت کے دورات گذارنا بھی مناسب نہیں ہے۔ ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہمیشہ وصیت لکھ کر رکھتا ہوں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (۲۷۳۸) مسلم (۱۶۲۷) ابوداؤد (۲۸۶۲) ابویعلی (۵۵۱۲) ابن حبان (۶۰۲۴) الحمیدی (۷۱٤)۔

تشریح: ......قریب الموت آدمی اپنے مرنے کے بعد کسی چیز کی دیکھ بھال یا اپنے مال کو نیک کام میں خرچ کرنے کا فیصلہ کرے اور کسی کو اس کا حکم دے تو اس کو وصیت کہتے ہیں اور وصیت دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو یہ کہ مرنے والے شخص پر قرض ہو یا کسی کی امانت ہو تو وہ کسی قرابت دار کے لئے یا مسجد مدرسے اور یتیموں کے لئے وصیت کرے اس کی دولت یا جائداد میں سے اس نیک کام میں خرچ کیا جائے تو ایسا کرنا مستحب ہے لیکن یہ وصیت ایک ثلث یا اس سے کم مال میں ہوگی، نیز وصیت کے احکام ومسائل ہیں جن کا ذکر آگے رہا ہے، قرآن پاک میں ہے (اے ایمان والو! تمہارے آپس میں دو شخص کا وصی (گواہ) ہونا مناسب ہے جب کہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے اور وصیت کرنے کا وقت ہو، وہ دو شخص ایسے ہوں جو دین دار ہوں۔ (مائدہ ۱۰٦/۷)۔

3209۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ الْمُؤْمِنُ لَا يَأْكُلُ فِي كُلِّ بَطْنِهِ وَلَا تَزَالُ وَصِيَّتُهُ تَحْتَ جَنْبِهِ.

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: مومن پورا پیٹ بھر کے نہیں کھاتا ہے، اور اس کی وصیت ہمیشہ اس کے پہلو میں رہتی ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن تک صحیح ہے اور انہیں پر موقوف ہے۔ ابوالاشہب کا نام جعفر بن حبان ہے، اس اثر کو کسی اور محدث نے روایت نہیں کیا۔

تشریح: ......احادیث میں ہے ((اَلْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدًا وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاء.)) غالباً حسن (رضی اللہ عنہ) نے اسی سے یہ نتیجہ اخذ کیا۔ واللہ اعلم

[2]..... بَاب فَضْلِ الْوَصِيَّةِ
وصیت کی فضیلت کا بیان

3210۔ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ لِي ثُمَامَةُ بْنُ حَزْنٍ مَا فَعَلَ أَبُوكَ قُلْتُ مَاتَ قَالَ فَهَلْ أَوْصَى فَإِنَّهُ كَانَ يُقَالُ إِذَا أَوْصَى الرَّجُلُ كَانَ وَصِيَّتُهُ تَمَامًا لِمَا ضَيَّعَ مِنْ زَكَاتِهِ . قَالَ أَبُو مُحَمَّد و قَالَ غَيْرُهُ الْقَاسِمُ بْنُ عَمْرٍو .

(ترجمہ) قاسم بن عمر سے مروی ہے کہ ثمامہ بن حزن نے مجھ سے کہا تمہارے والد نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: وہ تو انتقال کر گئے انہوں نے کہا: کیا انہوں نے وصیت کی؟ کیوں کہ یہ کہا جاتا تھا جب آدمی وصیت کر جائے تو اس کی وصیت زکاۃ میں جو اس سے کمی ہوئی اس کو پورا کر دیتی ہے۔ امام دارمی نے کہا: دوسروں نے قاسم بن عمرو کہا ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ثمامہ تک جید ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۹۰۸۲) عبدالرزاق (۱٦۳۳۰) ابن منصور (۳٤٦)۔

3211۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ كَانَ يُقَالُ مَنْ أَوْصَى بِوَصِيَّةٍ فَلَمْ يَجُرْ وَلَمْ يَحِفْ كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ مَا أَنْ لَوْ تَصَدَّقَ بِهِ فِي حَيَاتِهِ .

(ترجمہ) امام شعبی نے کہا: یہ کہا جاتا ہے کہ جو کوئی ایسی وصیت کرے جس میں ظلم وزیادتی نہ ہو تو اس کے لئے اتنا ہی اجر ہے جیسے اس نے اپنی زندگی میں صدقہ کیا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند شعبی تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٠٩٧٩) عبدالرزاق (١٦٣٢٩) ابن منصور (٢٤٥)۔

3212۔ أَخْبَرَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي يُونُسَ عَنْ قَزَعَةَ قَالَ قِيلَ لِهَرِمِ بْنِ حَيَّانَ أَوْصِهْ قَالَ أُوصِيكُمْ بِالْآيَاتِ الْأَوَاخِرِ مِنْ سُورَةِ النَّحْلِ وَقَرَأَ ابْنُ حَيَّانَ ﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾ .

(ترجمہ) قزعہ سے مروی ہے، ہرم بن حیان سے کہا گیا وصیت کیجئے، تو انہوں نے کہا میں تمہیں سورہ نحل کی آخری آیات (پڑھنے) کی وصیت کرتا ہوں، اور ابن حیان نے ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ﴾ سے والذین ہم محسنون تک یہ آیات پڑھیں۔

تشریح: ......ان آیات کا ترجمہ یہ ہے: اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے، یقیناً آپ کا رب اپنی راہ سے بہکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور راہ یافتہ لوگوں سے بھی بخوبی واقف ہے، اور اگر بدلہ لو بھی تو بالکل اتنا ہی جتنا صدمہ تمہیں پہنچایا گیا ہو اور اگر صبر کر لو تو بے شک صابروں کے لئے یہ ہی بہتر ہے۔ آپ صبر کریں بغیر توفیق الٰہی آپ صبر کر ہی نہیں سکتے اور ان کے حال پر رنجیدہ نہ ہوں اور جو مکر وفریب یہ کرتے رہتے ہیں ان سے دل برداشتہ نہ ہوں یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند ہرم بن حیان تک صحیح ہے بعض نسخ میں راوی ابوقزعہ ہیں جن کا نام: سوید بن حجیر ہے اور ابو یونس کا نام حاتم بن ابی صغیرہ ہے، دیکھئے: ابونعیم (١٢١/٢)، ابن ابی شیبہ (١٧٢٨٣) احمد فی الزهد (ص: ٢٣١)۔

[3]..... بَاب مَنْ لَمْ يُوصِ
جو کوئی وصیت نہ کرے اس کا بیان

3213۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ الْيَامِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى أَوْصَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا قُلْتُ فَكَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أَوْ أُمِرُوا بِالْوَصِيَّةِ فَقَالَ أَوْصَى بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ و قَالَ هُزَيْلُ بْنُ شُرَحْبِيلَ أَبُو بَكْرٍ كَانَ يَتَأَمَّرُ عَلَى وَصِيِّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَدَّ أَبُو بَكْرٍ أَنَّهُ وَجَدَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَهْدًا فَخَزَمَ أَنْفَهُ بِخِزَامَةٍ .

(ترجمہ) طلحہ بن مصرف الیامی نے کہا میں نے عبداللہ بن ابی اوفی (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں، میں نے عرض کیا پھر کیسے لوگوں پر وصیت لازم ہوئی؟ یا ان کو وصیت کا حکم کیوں دیا گیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو کتاب اللہ قرآن سے (واضح) ہے غالباً اشارہ ﴿إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ...﴾ (بقرہ: ۲/ ۱۸۰) کی طرف ہے۔

ہزیل بن شرحبیل نے کہا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی پر حکومت کر سکتے تھے، ابوبکر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کو پورا کرنا ایسے پسند کرتے تھے جیسے تابعدار اونٹنی نکیل ڈلوا کر تابعداری کرتی ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (۲۷۴۰) مسلم (۱۶۳۴) ابن ماجه (۲۶۹۶) ابن حبان (۶۰۲۳) الحمیدی (۷۳۹) وغیرهم۔

تشریح: ......ہزیل (رحمہ اللہ) کا مقصد یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وصیت کی ہوتی تو اس کی سب سے زیادہ پیروی کرنے والے ابوبکر تھے، ان سے یہ گمان کیا ہی نہیں جا سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور کو خلیفہ بنانے کے لئے کہا ہو اور وہ خود خلیفہ بن بیٹھیں تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ جب ثقیفہ بنو ساعدہ میں خلافت کے لئے جھگڑا چل رہا تھا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے کہا دو میں سے کسی کو منتخب کر لو عمر یا ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہما) کو انہوں نے اپنا نام ہی نہیں لیا، ابوبکر و عمر اور دیگر صحابہ پر یہ بہتان ہے کہ انہوں نے خلافت غصب کر لی، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ یا حکم ہوتا کہ علی (رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ بنانا ہے تو ابوبکر جان و دل سے قبول کرنے اور بلا مشورہ ہی ان کو خلیفہ بنانے میں پیش پیش ہوتے (سبحانك هذا بهتان عظيم)۔

3214۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ أَنْبَأَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ إِنْ ﴿تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ﴾ قَالَ الْخَيْرُ الْمَالُ كَانَ يُقَالُ أَلْفًا فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ.

(ترجمہ) قتادہ (رحمہ اللہ) سے ﴿إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ....﴾ (بقرہ: ۲/ ۱۸۰) کے بارے میں مروی ہے کہ اس آیت میں خیرا سے مراد مال ہے جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ ہزار یا اس سے زیادہ ہو۔

توضیح: ......یعنی آیت مذکورہ میں ہے جب تم میں سے کسی کو موت کا وقت قریب آئے اور اس کے پاس مال ہو تو والدین یا عزیز و اقارب کے لئے مناسب وصیت کرنا لازمی ہے، یہ مومنین پر واجب ہے۔ تو اس آیت میں خیرا سے مراد مال ہے جتنا بھی ہو۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے یزید: ابن ہارون اور ہمام: ابن یحیی ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۰۹۹۱) تفسیر طبری ۱۲۱/۲۔

تشریح: ......ان احادیث و آثار سے ثابت ہوا کہ اگر کسی کے پاس مال و دولت ہے تو وصیت ضرور کرنی چاہیے اور اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ اچھا سلوک کر جائے تا کہ اس کے مرنے کے بعد لوگ اس کے احسان سے فائدہ اٹھائیں اور

دعائیں دیں۔

اوپر حدیث میں گذرا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی وصیت نہیں کی ام المومنین عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے بھی فرمایا: کہ آپ نے کسی چیز کی وصیت نہیں کی، اس سے مراد مال کی وصیت ہے کیوں کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی اسی حدیث میں ہے کہ پیغمبر اسلام محمد ﷺ نے کوئی درہم و دینار چھوڑا ہی نہیں جس کی وصیت کرتے، البتہ دینی امور سے متعلق آپ ﷺ نے متعدد وصیتیں کی ہیں، جیسے: نماز کا خیال رکھنا، اور غلام ولونڈی، ((اِتَّقُوْا الدُّنْيَا وَاتَّقُوْ النِّسَاءَ)) دنیا سے بچنا اور عورتوں سے بچ کے رہنا۔ میری قبر کو صنم نہ بنانا جس کی پوجا کی جائے، کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامے رہنا، گمراہ نہ ہوگے۔ وغیرہ ذلک اس سے معلوم ہوا کہ اولاد اور اہل خانہ کو دینی امور میں وصیت کرنا چاہیے۔ کچھ وصیتوں کا ذکر آگے آرہا ہے۔

[4]..... بَاب مَا يُسْتَحَبُّ بِالْوَصِيَّةِ مِنَ التَّشَهُّدِ وَالْكَلَامِ

وصیت نامے کے الفاظ اور شہادت کا بیان

3215۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ أَنَّهُ أَوْصٰى ذِكْرُ مَا أَوْصٰى بِهِ أَوْ هٰذَا ذِكْرُ مَا أَوْصٰى بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ بَنِيهِ وَأَهْلَ بَيْتِهِ أَنْ﴿ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ﴾ وَأَوْصَاهُمْ بِمَا وَوَصّٰى بِهِ إِبْرَاهِيْمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ ﴿يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ وَأَوْصَاهُمْ أَنْ لَا يَرْغَبُوْا أَنْ يَكُوْنُوْا مَوَالِيَ الْأَنْصَارِ وَإِخْوَانَهُمْ فِيْ الدِّيْنِ وَأَنَّ الْعِفَّةَ وَالصِّدْقَ خَيْرٌ وَأَتْقَى مِنَ الزِّنَا وَالْكَذِبِ إِنْ حَدَثَ بِهِ حَدَثٌ فِيْ مَرَضِيْ هٰذَا قَبْلَ أَنْ أُغَيِّرَ وَصِيَّتِيْ هَذِهِ ثُمَّ ذَكَرَ حَاجَتَهُ.

(ترجمہ) عبداللہ بن عون نے خبر دی کہ محمد بن سیرین (رحمہ اللہ) نے وصیت کی اور لکھا: یہ اس وصیت کا ذکر ہے جو انہوں نے لکھی ہے یا یہ لکھا یہ محمد بن سیرین (ابوبکر بن ابی عمرہ) کی وصیت کا ذکر ہے ان کے بیٹے اور گھر والوں کے لئے: تم اللہ سے ڈرو اور باہمی تعلقات کی اصلاح کرو اور اللہ تعالی و اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو (ترجمہ: سورہ الانفال: ۱/۹) پھر ان کو وصیت کی جو ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے بیٹوں اور یعقوب (علیہ السلام) نے وصیت کی: اے میرے بیٹو! اللہ تعالی نے تمہارے لئے اس دین کو منتخب فرمایا ہے، خبردار تم مسلمان ہو کر ہی مرنا (البقرہ ۱۲۲/۱) اور ان کو وصیت کی کہ انصار اور اپنے دینی بھائیوں سے بے رغبتی نہ برتیں، اور یہ کہ عفت وسچائی زنا کاری وجھوٹ سے بہتر اور پاکیزہ ہے، اگر میری اس بیماری کی وجہ سے کوئی حادثہ ہو جائے اور اس وصیت میں ردوبدل نہ کروں تو.......... اس کے بعد انہوں نے وصیت میں ضروری باتیں تحریر کیں۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند محمد بن سیرین تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۰۷۸) البیهقی (۲۸۷/۶)۔

3216۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا أَبُوْبَكْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ هٰكَذَا كَانُوْا يُوْصُوْنَ هٰذَا مَا أَوْصَى بِهِ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ أَنَّهُ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ

مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ وَأَوْصَى مَنْ تَرَكَ بَعْدَهُ مِنْ أَهْلِهِ أَنْ يَتَّقُوا اللَّهَ وَيُصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَأَنْ يُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ وَأَوْصَاهُمْ بِمَا أَوْصَى بِهِ إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ: ﴿يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ وَأَوْصَى إِنْ حَدَثَ بِهِ حَدَثٌ مِنْ وَجَعِهِ هَذَا أَنَّ حَاجَتَهُ كَذَا وَكَذَا.

(ترجمہ) ابن سیرین سے مروی ہے انس (رضی اللہ عنہ) نے کہا: وصیت اس طرح کرتے تھے: فلاں بن فلاں کی یہ وصیت ہے کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں، اور اللہ تعالیٰ جو قبروں میں ہیں انہیں دوبارہ زندہ کرے گا، اور اپنے بعد رہ جانے والے اہل وعیال کو وہ وصیت کرتا کہ وہ اللہ سے ڈریں، اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کریں، اور اگر وہ مومن ہیں تو اللہ واس کے رسول کی اطاعت وفرماں برداری کریں، اور وہ ویسی ہی وصیت کرتا جیسی ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب (علیہ السلام) نے وصیت کی۔ اے میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین (اسلام) کو منتخب کیا ہے لہٰذا تم مسلمان ہو کر ہی مرنا، پھر یہ وصیت کرتا کہ اس مرض و بیماری میں کوئی حادثہ پیش آ جائے تو اس کی وصیت اس طرح ہے......

(تخریج) اس اثر کی سند ابوبکر بن عیاش کی وجہ سے حسن ہے دیگر طرق سے صحیح کے درجے میں ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۰۷۸) عبدالرزاق (۱۶۳۱۹) ابن منصور (۳۲۶) دارقطنی (۱۵۴/۴)، البیهقی (۲۸۷/۶) کشف الأستار (۱۳۷۵) مجمع الزوائد (۷۱۷۶)۔

3217۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ عَنْ حَفْصِ بْنِ غَيْلَانَ عَنْ مَكْحُولٍ حِينَ أَوْصَى قَالَ: نَشْهَدُ هَذَا فَاشْهَدْ بِهِ نَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَيُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيَكْفُرُ بِالطَّاغُوتِ عَلَى ذَلِكَ يَحْيَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَيَمُوتُ وَيُبْعَثُ وَأَوْصَى فِيمَا رَزَقَهُ اللَّهُ فِيمَا تَرَكَ إِنْ حَدَثَ بِهِ حَدَثٌ وَهُوَ كَذَا وَكَذَا إِنْ لَمْ يُغَيِّرْ شَيْئًا مِمَّا فِي هَذِهِ الْوَصِيَّةِ.

(ترجمہ) حفص بن غیلان سے مروی ہے مکحول (رحمہ اللہ) نے جب وصیت کی تو کہا: ہم اس کی شہادت دیتے ہیں اس کے گواہ رہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور (جو بندہ) اللہ پر ایمان رکھتا ہے، بتوں کا انکار کرتا ہے، اسی پر ان شاء اللہ وہ مرے گا اور اسی پر اٹھایا جائے گا، اور انہوں نے اللہ کے دیئے ہوئے ترکے کے بارے میں وصیت کی اگر ان کو کوئی حادثہ پیش آ جائے تو اس طرح کیا جائے اگر اس میں رد و بدل نہ کریں (یعنی مرنے سے پہلے وہ خود رد و بدل نہ کریں تو یہ وصیت قابل عمل ہے)۔

(تخریج) ولید بن مسلم کے عنعنہ کے علاوہ اور کوئی علت اس اثر میں نہیں ہے اور وہ مدلس ہیں باقی رجال ثقہ ہیں۔ وانفرد به الدارمی۔

3218۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ هٰذِهِ وَصِيَّةُ أَبِي الدَّرْدَاءِ .

(ترجمہ) مکحول (رحمہ اللہ) سے مروی ہے کہ یہ (مذکورہ بالا) وصیت ابودرداء (رضی اللہ عنہ) کی ہے۔

(**تخريج**) اس روایت کی سند حسن ہے۔

3219۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَيَّانَ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَتَبَ الرَّبِيعُ بْنُ خُثَيْمٍ وَصِيَّتَهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هٰذَا مَا أَوْصٰى بِهِ الرَّبِيْعُ بْنُ خُثَيْمٍ وَأَشْهَدَ اللّٰهَ عَلَيْهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا وَجَازِيًا لِعِبَادِهِ الصَّالِحِينَ وَمُثِيبًا بِأَنِّيْ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَإِنِّي آمُرُ نَفْسِي وَمَنْ أَطَاعَنِي أَنْ نَعْبُدَ اللّٰهَ فِيْ الْعَابِدِيْنَ وَنَحْمَدَهُ فِيْ الْحَامِدِينَ وَأَنْ نَنْصَحَ لِجَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ .

(ترجمہ) ابوحیان التیمی نے اپنے والد سے بیان کیا کہ ربیع بن خثیم نے ایک وصیت (اس طرح) لکھی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: یہ ربیع بن خثیم کی وصیت ہے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں اور اللہ کی گواہی کافی ہے جو اپنے نیک بندوں کو جزا اور ثواب سے نوازنے والا ہے میں اللہ پر راضی ہوں اس کے رب ہونے میں اور اسلام پر دین ہونے میں، اور محمد ﷺ پر نبی ہونے میں اور میں اپنے نفس کو اور جو مری اطاعت کرے اس کو حکم دیتا ہوں کہ ہم عبادت گذاروں کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں، حمد و ثنا کرنے والوں میں اس کی حمد کریں، اور مسلم جماعت کے ساتھ خیر خواہی کریں۔

(**تخريج**) اس اثر کی سند صحیح ہے ابوحیان کا نام یحیی بن سعید بن حیان ہے دیکھئے: البيهقي (٢٨٧/٦)۔

تشریح: ......ان تمام آثار سے وصیت کرنے کا طریقہ معلوم ہوا بسم اللہ اور کلمہ شہادت سے شروع کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر پہلے اپنے اہل وعیال کو اسلام وایمان پر قائم ودائم ثابت قدم رہنے کی تلقین کی جائے اگر قرض یا امانت وغیرہ ہو تو اس کی نشاندہی کی جائے کسی نیک کام میں خرچ کرنے کی تحدید کے ساتھ عدل وانصاف سے کام لیا جائے۔

[5]..... بَاب مَنْ لَمْ يَرَ الْوَصِيَّةَ فِي الْمَالِ الْقَلِيلِ
تھوڑے سے مال میں بعض کے نزدیک وصیت کی ضرورت نہیں

3220۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيًّا دَخَلَ عَلٰى مَرِيضٍ فَذَكَرُوْا لَهُ الْوَصِيَّةَ فَقَالَ عَلِيٌّ قَالَ اللّٰهُ ﴿إِنْ تَرَكَ خَيْرًا﴾ وَلَا أُرَاهُ تَرَكَ خَيْرًا قَالَ حَمَّادٌ فَحَفِظْتُ أَنَّهُ تَرَكَ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِ مِائَةٍ .

(ترجمہ) ہشام نے اپنے والد سے روایت کیا کہ علی (رضی اللہ عنہ) ایک بیمار کے پاس گئے اور لوگوں نے اس کی وصیت کا تذکرہ کیا تو علی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: (اگر مال چھوڑے......) اور میری رائے ہے کہ اس نے مال چھوڑا ہی نہیں، حماد نے کہا: مجھے یاد ہے اس نے سات سو سے زیادہ چھوڑے تھے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے ابوالنعمان کا نام محمد بن الفضل ہے تخریج آگے آرہی ہے۔

3221۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كُنَاسَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَخَلَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَى رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ يَعُودُهُ فَقَالَ أُوصِي قَالَ لَا لَمْ تَدَعْ مَالًا فَدَعْ مَالَكَ لِوَلَدِكَ .

(ترجمہ) ہشام نے اپنے والد سے روایت کیا: علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) اپنے قبیلے کے ایک آدمی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو اس نے کہا: مجھے وصیت کرنی ہوگی؟ علی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نہیں، تم کوئی مال چھوڑ کر نہیں جا رہے، اپنے (تھوڑے سے) مال کو اپنی اولاد کے لئے رہنے دو۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے ابن کناسہ کا نام محمد بن عبداللہ بن عبدالاعلی بن کناسہ ہے اور ہشام: ابن عروہ ہیں۔ دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٠٩٩٢) عبدالرزاق (١٦٣٥١) البیهقی (٦/٢٧٠)۔

تشریح: ......علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک تھوڑے سے مال میں وصیت کی ضرورت نہیں۔ مال جب بہت زیادہ ہو تب ہی وصیت کرنا چاہیے۔

[6]..... بَاب فِي الَّذِي يُوصِي بِأَكْثَرَ مِنَ الثُّلُثِ
ایک تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کا بیان

3222۔ حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِي رَجُلٍ أَوْصَى وَالْوَرَثَةُ شُهُودٌ مُقِرُّونَ فَقَالَ لَا يَجُوزُ قَالَ أَبُو مُحَمَّد يَعْنِي إِذَا أَنْكَرُوا بَعْدُ .

(ترجمہ) منصور نے ابراہیم سے روایت کیا کوئی آدمی (ثلث سے زیادہ) وصیت کرے اور اس کے وارثین شاہد ہوں اور اس کا اقرار کریں؟ ابراہیم نے کہا (ایسی وصیت) جائز نہیں ہے۔

امام دارمی نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد میں وہ ناپسند کریں تو ایسی وصیت کی تنفیذ نہ ہوگی۔

(**تخریج**) ابراہیم تک اس اثر کی سند صحیح ہے ابوزید کا نام سعید بن الربیع ہے دیکھئے: ابن منصور (٣٨٩)۔

3223۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَأَلْتُ الْحَكَمَ وَحَمَّادًا عَنِ الْأَوْلِيَاءِ يُجِيزُونَ الْوَصِيَّةَ فَإِذَا مَاتَ لَمْ يُجِيزُوا قَالَا لَا يَجُوزُ .

(ترجمہ) شعبہ نے کہا: میں نے حکم اور حماد سے اولیاء (وارثین) کے بارے میں پوچھا کہ وہ وصیت کی اجازت دیتے ہیں اور جب (آدمی) مر جائے تو وصیت نہیں مانتے؟ دونوں نے کہا: (یہ) جائز نہیں ہے۔

(**تخریج**) حکم بن عتبہ اور حماد بن ابی سلیمان تک اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١٠٧٧٧) ابن منصور (٣٩١)

توضیح: ......یعنی ثلث سے زیادہ کی وصیت جائز نہیں ہے۔

3224۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ شُرَيْحٍ فِي الرَّجُلِ يُوصِي بِأَكْثَرَ مِنْ

ثُلُثِهِ قَالَ إِنْ أَجَازَتْهُ الْوَرَثَةُ أَجَزْنَاهُ وَإِنْ قَالَتِ الْوَرَثَةُ أَجَزْنَاهُ فَهُمْ بِالْخِيَارِ إِذَا نَفَضُوا أَيْدِيَهُمْ مِنَ الْقَبْرِ .

(ترجمہ) عامر (شعبی) سے مروی ہے، (قاضی) شریح نے کہا: کوئی آدمی ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کرے، اگر اس کے وارثین اجازت دیں تو ہم بھی اس کی اجازت دیں گے اور اگر وارثین کہیں کہ ہم نے اس کی اجازت دی تب بھی مٹی دینے کے بعد انہیں اختیار ہے۔ (یعنی چاہیں تو برقرار رکھیں اور چاہیں تو رفض کردیں)۔

(تخریج) شریح تک اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۰۷۷۲) عبدالرزاق (۱٦٤٤۹) ابن منصور (۳۸۸) اخبار القضاۃ (۲/۲٦٤)۔

3225- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ أَبِي عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ وَرَثَتَهُ أَنْ يُوصِيَ بِأَكْثَرَ مِنَ الثُّلُثِ فَأَذِنُوا لَهُ ثُمَّ رَجَعُوا فِيهِ بَعْدَ مَا مَاتَ فَسُئِلَ عَبْدُ اللَّهِ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ هَذَا التَّكَرُّهُ لَا يَجُوزُ .

(ترجمہ) قاسم سے مروی ہے ایک آدمی نے اپنے وارثین سے پوچھا کہ ایک تہائی سے زیادہ کی وہ وصیت کردے، وارثین نے اس کو اجازت دے دی، پھر انہوں نے اس کی موت کے بعد اجازت سے رجوع کرلیا، عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا یہ زبردستی جائز نہیں ہے۔ (یعنی ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت میں زبردستی کرنا جائز نہیں ہے)۔

(تخریج) عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ المسعودی کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے ابونعیم کا نام فضل بن دکین ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۰۷۸۱) مجمع الزوائد (۷۱۸۳)۔

3226- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ فِي الرَّجُلِ يُوصِي بِأَكْثَرَ مِنَ الثُّلُثِ فَرَضِيَ الْوَرَثَةُ قَالَ هُوَ جَائِزٌ قَالَ أَبُو مُحَمَّد أَجَزْنَاهُ يَعْنِي فِي الْحَيَاةِ .

(ترجمہ) ہشام سے مروی ہے حسن (رحمہ اللہ) نے ایسے آدمی کے بارے میں کہا جو ثلث (تہائی) سے زیادہ وصیت کرے اور وارثین اس پر راضی ہوں، کہا یہ جائز ہے۔

امام دارمی ابومحمد نے کہا: جائز ہے لیکن اس کی زندگی میں ہی (مرنے کے بعد نہیں)

(تخریج) ابوالنعمان کا نام محمد بن الفضل ہے اور ہشام: ابن حسان ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۰۷۷۵) عبدالرزاق (۱٦٤۵۲) سعید بن منصور (۳۹۲،۳۹۳) طبرانی (۹/۲۷۱) (۹۱٦۱)۔

تشریح: ...... اپنے مال میں ایک ثلث تک کی وصیت کسی نیک کام کے لئے کرنا جائز ہے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کرنے کی شریعت میں ممانعت ہے جیسا کہ اگلے باب میں تفصیل سے آرہا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں ثلث سے زیادہ خرچ کرے تو یہ جائز ہے اگر فوت ہوجائے اور وارثین راضی ہوں تب بھی ایسی وصیت کی تنفیذ ہوگی اگر راضی نہ ہوں تو تنفیذ روک دی جائے گی۔ مذکور بالا آثار و اقوال کا خلاصہ یہ ہی ہے۔ واللہ اعلم

[7]..... بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ
ایک تہائی کی وصیت کا بیان

3227ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهِ وَهُوَ بِمَكَّةَ وَلَيْسَ لَهُ إِلَّا ابْنَةٌ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُ لَيْسَ لِي إِلَّا ابْنَةٌ وَاحِدَةٌ فَأُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا قُلْتُ فَأُوصِي بِالنِّصْفِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ لَا قَالَ فَأُوصِي بِالثُّلُثِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ.

(ترجمہ) محمد بن سعد (ابن ابی وقاص) نے اپنے والد سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں ان کے پاس تشریف لائے، ان کی ایک ہی لڑکی تھی سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا، میری صرف ایک ہی لڑکی ہے، میں اپنے کل مال کی (کار خیر کے لئے) وصیت کئے دیتا ہوں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا پھر آدھے مال کی وصیت کر دیتا ہوں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نہیں، انہوں نے کہا پھر ثلث کی وصیت کرتا ہوں؟ سعد نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں ایک تہائی گرچہ ایک تہائی بھی بہت ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٥٦،٦٧٣٣) مسلم (١٦٢٨) ابوداود (٢٧٦٤) ترمذی (٢١١٦) نسائی (٣٦٣٨) ابن ماجه (٢٧٠٨) احمد (١٣٧/١)، ابویعلی (٧٢٧) ابن حبان (٤٢٤٩) الحمیدی (٦٦)۔

تشریح: ...... پیچھے گذر چکا ہے کہ مال اگر زیادہ ہے تو اچھے کاموں کے لئے خرچ کی وصیت کرنا مستحب ہے، قربان جائیں اسلامی تعلیمات کے ہم سے یہ مطالبہ نہیں کیا گیا کہ کل مال راہ الٰہی میں خرچ کر دیں یا خرچ کر دینے کی وصیت کریں بلکہ اس کار خیر کو محدود فرما دیا، پیغمبر اسلام نے ایک تہائی مال خرچ کرنے کی اجازت دی اور سنہرے حرفوں سے لکھے جانے والی نصیحتیں فرمائیں کہ اپنے بچوں کو مال دار چھوڑو گے تو یہ اس سے بہتر ہوگا کہ وہ تنگدست رہیں اور لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرتے پھریں۔ سبحان اللہ العظیم کیا تعلیمات نبویہ ہیں؟ مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔

3228ـ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ اشْتَكَيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَتَّى أُدْنِفْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعُودُنِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أُرَانِي إِلَّا لِمَا بِي وَأَنَا ذُو مَالٍ كَثِيرٍ وَإِنَّمَا يَرِثُنِي ابْنَةٌ لِي أَفَأَتَصَدَّقُ بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ لَا قُلْتُ فَبِنِصْفِهِ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثِ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ إِنْ تَتْرُكْ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَتْرُكَهُمْ فُقَرَاءَ يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ بِأَيْدِيهِمْ وَإِنَّكَ لَا تُنْفِقُ نَفَقَةً إِلَّا آجَرَكَ اللَّهُ فِيهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ.

(ترجمہ) عامر بن سعد نے اپنے والد (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ میں حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے

ساتھ تھا کہ بیمار پڑ گیا اور مرنے کے قریب ہو گیا رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں سمجھتا ہوں اس بیماری سے جان بر نہ ہو سکوں گا اور میں بہت مال دار ہوں اور ایک لڑکی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں، کیا میں اپنا سارا مال صدقہ کر دوں؟ فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا پھر نصف مال صدقہ کر دیتا ہوں؟ فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا پھر تہائی مال صدقہ کر دوں؟ فرمایا: ہاں ایک تہائی صدقہ کر سکتے ہو، آپ نے فرمایا: تہائی مال، گرچہ ایک تہائی (کا حصہ) بھی بہت ہے، بیشک تم اپنے وارثین کو مال دار چھوڑو گے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ تم انہیں فقیر (تنگدست) چھوڑ کر جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے (مانگتے) پھریں، اور تم جو بھی خرچ کرو گے اس میں اللہ تعالیٰ تمہیں اجر و ثواب دے گا یہاں تک کہ اس لقمہ پر ثواب ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو گے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

تشریح: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیوی بچوں پر خرچ کرنا، حلال کمائی سے انہیں کھلانے پلانے اور کپڑے پہنانے میں بھی اجر و ثواب ہے، اور اپنے اہل و عیال پر آدمی کو خرچ کرنا چاہیے، کار خیر میں خرچ کرنے یا اس کے لئے وصیت کرنے کی بڑی فضیلت ہے لیکن وارثین کو تنگ دست و پریشان حال چھوڑنا بھی درست نہیں، اسلام ہر کام میں میانہ روی سکھلاتا ہے: ﴿لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا﴾ (بنی اسرائیل: ۱۵/ ۲۹) یعنی انسان نہ بخل سے کام لے اور نہ سب کچھ اسراف و تبذیر میں خرچ کر ڈالے اور پھر بعد میں پچھتائے اور اپنے آپ کو ملامت کرے۔

[8]..... بَاب الْوَصِيَّةِ بِأَقَلَّ مِنَ الثُّلُثِ
ایک تہائی سے کم کی وصیت کرنے کا بیان

3229۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ زِيَادٍ أَنَّ أَبَاهُ زِيَادَ بْنَ مَطَرٍ أَوْصَى فَقَالَ وَصِيَّتِي مَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ فُقَهَاءُ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَسَأَلْتُ فَاتَّفَقُوا عَلَى الْخُمُسِ.

(ترجمہ) علاء بن زیاد سے مروی ہے کہ زیاد بن مطر نے وصیت کی کہ میری وصیت وہی ہے جس پر بصرہ کے فقیہ اتفاق کریں میں نے ان سے پوچھا تو ان فقہاء نے پانچویں حصہ کی وصیت پر اتفاق کیا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: سعيد بن منصور (٣٣٦)۔

تشریح: ......فقہائے بصرہ نے خمس پر اس لئے اتفاق کیا کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الثلث والثلث کثیر یعنی تہائی مال کی وصیت کر سکتے ہو گرچہ یہ بھی زیادہ ہے اور ایک روایت میں ہے الربع یعنی چوتھائی مال کی وصیت کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، لیکن یہ روایت صحیح نہیں کما سیاتی۔

3230۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ إِسْحَقَ بْنِ سُوَيْدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ زِيَادٍ أَنَّ رَجُلًا

سَالَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ اِنَّ وَارِثِیْ كَلالَةٌ اَفَاُوْصِی بِالنِّصْفِ؟ قَالَ لا قَالَ فَالثُّلُثُ؟ قَالَ لا قَالَ فَالرُّبُعُ؟ قَالَ لا قَالَ فَالْخُمُسُ؟ قَالَ لاحَتّٰى صَارَ اِلَى الْعُشْرِ قَالَ اَوْصِ بِالْعُشْرِ .

(ترجمہ) علاء بن زیاد سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: میرا وارث کلالہ (لا ولد) ہے کیا میں نصف (آدھے مال) کی وصیت کرسکتا ہوں؟ عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا نہیں، اس نے کہا ایک تہائی کی؟ فرمایا: نہیں، اس نے کہا چوتھائی ؟ فرمایا: نہیں، کہا: خمس کی (پانچویں حصے کی) فرمایا: نہیں، یہاں تک کہ وہ دس ویں حصے تک پہنچا تو انہوں نے فرمایا: ہاں دسویں حصے کی وصیت کرسکتے ہو۔

(تخریج) اس اثر کی سند کے رجال ثقات ہیں لیکن اس میں انقطاع ہے کیوں کہ علاء اپنے والد زیاد سے وہ امیر المومنین عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں جن کا مذکور بالا سند میں ذکر نہیں، نیز یہ عمر (رضی اللہ عنہ) کا قول ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مقابلہ میں قابل استدلال نہیں۔ واللہ اعلم

3231۔ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ إِنَّمَا كَانُوا يُوصُوْنَ بِالْخُمُسِ وَالرُّبُعِ وَكَانَ الثُّلُثُ مُنْتَهَى الْجَامِحِ . قَالَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي بِالْجَامِحِ الْفَرَسَ الْجَمُوحَ .

(ترجمہ) عامر (شعبی) نے کہا لوگ خمس اور ربع کی وصیت کیا کرتے تھے اور ثلث امتناع کی حد تھی۔

امام دارمی نے کہا: جامح کا مطلب ہے نافرمان خود سر گھوڑا۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۰۹۷۱) ابن منصور (۳۴۰) یعلی: ابن عبید اور اسماعیل ابن ابی خالد ہیں۔

توضیح: ...... خمس پانچواں اور ربع چوتھا حصہ یعنی وصیت تہائی سے کم کی کرتے تھے اور ان کے نزدیک تہائی نافرمانی کی حد تھی یعنی اس سے زیادہ کی وصیت ممنوع سمجھتے تھے۔ واللہ اعلم

3232۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ بَكْرٍ قَالَ أَوْصَيْتُ إِلَى حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِأَقْبَلَ وَصِيَّةَ رَجُلٍ لَهُ وَلَدٌ يُوْصِي بِالثُّلُثِ .

(ترجمہ) بکر (ابن عبداللہ مزنی) نے کہا میں نے حمید بن عبدالرحمٰن کے لئے وصیت کی تو انہوں نے کہا: میں ایسے آدمی کی وصیت قبول نہیں کرسکتا جس کی اولاد موجود ہو اور وہ تہائی کی وصیت کرے (یعنی ثلث سے کم کی وصیت قبول کی جاسکتی ہے)۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۰۹۶۷) سند میں مذکور حمید: ابن ابی حمید ہیں۔

3233۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِيْنَ عَنْ شُرَيْحٍ قَالَ الثُّلُثُ جَهْدٌ وَهُوَ جَائِزٌ .

(ترجمہ) قاضی شریح نے کہا: ثلث (تہائی حصہ) مشقت ہے لیکن جائز ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٠٩٦٨) عبدالرزاق (١٦٣٦٩) ابن منصور (٣٤١) قبیصہ : ابن عتبہ ہیں۔

3234۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كَانَ السُّدُسُ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ الثُّلُثِ .

(ترجمہ) منصور (ابن المعتمر) سے مروی ہے ابراہیم نے کہا: لوگوں کے نزدیک چھٹا حصہ (وصیت کے لئے) تہائی حصے سے زیادہ محبوب تھا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٠٩٧٥) عبدالرزاق (١٦٣٦٥) ابن منصور (٣٣٧)

تشریح: ......ان تمام آثار سے واضح ہوا کہ مرنے والا اپنے مال میں سے ثلث سے کم ہی وصیت کرے کیوں کہ تہائی ایک حد ہے اس سے کم کی وصیت ہونی چاہیے۔

[9]..... بَاب مَا يَجُوزُ لِلْوَصِيِّ وَمَا لَا يَجُوزُ

وصی کے لئے کیا جائز ہے اور کیا نا جائز ہے؟

3235۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ الْوَصِيُّ أَمِينٌ فِيمَا أُوصِيَ إِلَيْهِ بِهِ .

(ترجمہ) مغیرہ سے مروی ہے ابراہیم نے کہا: وصی اس چیز کا امین ہے جس کی اس کے لئے وصیت کی جا رہی ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند حسن ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٠١٣)۔

تشریح: ......وصی اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے نام سے وصیت کی جائے، یا جس کو وصیت کی تنفیذ کا مکلّف بنایا جائے نیز وصیت کرنے والے کو بھی وصی کہتے ہیں لیکن یہاں مراد پہلا معنی ہے۔

3236۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ أَبِي وَهْبٍ عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ أَمْرُ الْوَصِيِّ جَائِزٌ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا فِي الرِّبَاعِ وَإِذَا بَاعَ بَيْعًا لَمْ يُقِلْ وَهُوَ رَأْيُ يَحْيَى بْنِ حَمْزَةَ .

(ترجمہ) ابووہب سے مروی ہے مکحول نے کہا: وصی کا معاملہ مکان دکان زمین کے علاوہ ہر چیز میں جائز ہے اگر وہ کسی چیز کی بیع کرے تو وہ منسوخ (کینسل) نہ ہوگی۔ یحیی بن حمزہ کی یہی رائے ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے ابووہب کا نام عبیداللہ بن عبید کلاعی ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١١٠١٥)۔

3237۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ الْوَصِيُّ أَمِينٌ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا فِي الْعِتْقِ فَإِنَّ عَلَيْهِ أَنْ يُقِيمَ الْوَلَاءَ .

(ترجمہ) یحییٰ بن ابی کثیر نے کہا: وصی سوائے غلام آزاد کرنے کے ہر چیز کا امین ہے اور وہ ولاء قائم کر سکتا ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں ولید بن مسلم مدلس ہیں اور عن سے روایت کی ہے، وانفرد به الدارمی۔

3238۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ فِي مَالِ الْيَتِيمِ يَعْمَلُ بِهِ الْوَصِيُّ إِذَا أَوْصَى

إِلَى الرَّجُلِ .

(ترجمہ) منصور (ابن المعتمر) سے روایت ہے ابراہیم نے کہا: یتیم کے مال میں وصی (جس کو وصیت کی گئی ہے) کام (تجارت وغیرہ) کرے گا جب کسی آدمی نے اس کو وصیت کی ہو۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے لیکن کسی اور محدث نے اسے روایت نہیں کیا۔ عبیداللہ: ابن موسی اوراسرائیل: ابن یونس بن ابی اسحاق ہیں۔

3239۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ وَصِيُّ الْيَتِيمِ يَأْخُذُ لَهُ بِالشُّفْعَةِ وَالْغَائِبُ عَلَى شُفْعَتِهِ .

(ترجمہ) اسماعیل سے مروی ہے حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: یتیم کا وصی اس کے لئے حق شفعہ لے گا اور غائب کا وصی جس کو شفعہ کی وصیت کی گئی ہو وہ بھی حق شفعہ لے گا۔

(**تخریج**) اس اثر میں اسماعیل بن مسلم مکی ضعیف ہیں دیگر کسی محدث نے اسے روایت نہیں کیا۔

توضیح: ......حق شفعہ مکان، دکان، زمین میں پڑوسی اور شریک کا یہ حق ہوتا ہے کہ اگر ان کو بیچنا چاہے تو پہلے شریک یا پڑوسی سے پوچھ لے پہلے خریدنے کا حق اس کا ہے جب اس کو حاجت یا استطاعت نہ ہو تو دوسرا کوئی بھی شخص خرید سکتا ہے مذکور بالا اثر میں یتیم کے وصی یا ولی کو اختیار ہوگا کہ وہ شفعہ کا مطالبہ کرے اور حق شفعہ یتیم کے لئے اس کو دینا ہوگا۔

3240۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ شَيْخٍ مِنْ أَهْلِ دِمَشْقَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَعِنْدَهُ سُلَيْمَانُ ابْنُ حَبِيبٍ وَأَبُو قِلَابَةَ إِذْ دَخَلَ غُلَامٌ فَقَالَ أَرْضُنَا بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا بَاعَكُمْ الْوَصِيُّ وَنَحْنُ أَطْفَالٌ فَالْتَفَتَ إِلَى سُلَيْمَانَ بْنِ حَبِيبٍ فَقَالَ مَا تَقُولُ فَأَضْجَعَ فِي الْقَوْلِ فَالْتَفَتَ إِلَى أَبِي قِلَابَةَ فَقَالَ مَا تَقُولُ فَقَالَ: رُدَّ عَلَى الْغُلَامِ أَرْضَهُ قَالَ إِذًا يَهْلِكُ مَالُنَا قَالَ أَنْتَ أَهْلَكْتَهُ .

(ترجمہ) عکرمہ نے روایت کیا: دمشق کے ایک شیخ نے کہا میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھا اور ان کے پاس سلیمان بن حبیب اور ابوقلابہ بھی موجود تھے کہ اچانک ایک لڑکا آیا اور گویا ہوا کہ فلاں جگہ ہماری زمین ہے جس کو ہمارے وصی نے آپ کے لئے فروخت کر دیا اس وقت ہم بچے تھے، عمر بن عبدالعزیز سلیمان بن حبیب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اس بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے گول مول جواب دیا، پھر وہ ابوقلابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: لڑکے کی زمین لوٹا دو، انہوں نے کہا پھر تو ہمارا مال مارا جائے گا جواب دیا آپ نے خود اپنے مال کو ضائع کیا ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں عکرمہ مجہول ہیں باقی رجال ثقہ ہیں یہ روایت بھی کہیں اور نہیں مل سکی لیکن اس کے ہم معنی دیکھئے:

ابن منصور (٣٢٩) مصنف عبد الرزاق (١٦٤٧٩) ۔

[10]..... بَاب إِذَا أَوْصٰی لِرَجُلٍ بِالنِّصْفِ وَلِآخَرَ بِالثُّلُثِ

جب مرنے والا کسی کے لئے آدھے مال اور کسی کے لئے تہائی مال کی وصیت کرے

3241۔ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ فِي رَجُلٍ أَوْصٰى لِرَجُلٍ بِنِصْفِ مَالِهِ وَلِآخَرَ بِثُلُثِ مَالِهِ قَالَ يَضْرِبَانِ بِذٰلِكَ فِي الثُّلُثِ هٰذَا بِالنِّصْفِ وَهٰذَا بِالثُّلُثِ.

(ترجمہ) اشعث سے مروی ہے حسن (رحمہ اللہ) نے ایسے شخص کے بارے میں کہا جس نے کسی آدمی کے لئے آدھے (مال) کی اور کسی دوسرے کے لئے اپنے تہائی (مال) کی وصیت کی حسن نے کہا ان دونوں کو ثلث (تہائی) میں سے حصہ دیا جائے گا نصف والے کو نصف اور ثلث والے کو ثلث۔

تشریح: ......یعنی ایسی صورت میں ایک تہائی مال نکال کر اس میں سے آدھا اور ثلث موصی لہ کو دیا جائے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے محمد بن عبداللہ: انصاری ہیں اور اشعث: ابن عبداللہ الحدانی ہیں۔ وانفرد به الدارمی۔

[11]..... بَاب الرُّجُوعِ عَنِ الْوَصِيَّةِ

وصیت سے رجوع کرنے کا بیان

3242۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ يُغَيِّرُ صَاحِبُ الْوَصِيَّةِ مِنْهَا مَا شَاءَ غَيْرَ الْعَتَاقَةِ.

(ترجمہ) الشیبانی (سلیمان بن ابی سلیمان) سے مروی ہے امام شعبی نے کہا: وصیت کرنے والا جو چاہے وصیت میں رد و بدل کرسکتا ہے سوائے آزادی کے (اس میں رد و بدل نہیں)۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٠٨٥٦) عبدالرزاق (١٦٣٨٦) ابن منصور (٣٧٦)۔

3243۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يُحْدِثُ الرَّجُلُ فِي وَصِيَّتِهِ مَا شَاءَ وَمِلَاكُ الْوَصِيَّةِ آخِرُهَا.

(ترجمہ) عبداللہ بن ابی ربیعہ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے کہا: آدمی اپنی وصیت میں جو چاہے اضافہ کرسکتا ہے اور جو آخری وصیت ہوگی وہی اصل ہوگی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند کے سب رجال ثقہ ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبہ الطرف الاول فقط (١٠٨٥٣) عبدالرزاق (١٦٣٧٩) البیہقی (٢٨١/٦)، المحلی (٣٤١/٩)۔

3244۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنِي قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ أَبَاهُ أَعْتَقَ رَقِيقًا لَهُ فِي مَرَضِهِ ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يَرُدَّهُمْ وَيُعْتِقَ غَيْرَهُمْ قَالَ فَخَاصَمُونِي إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ فَأَجَازَ

عِتْقَ الْآخِرِينَ وَأَبْطَلَ عِتْقَ الْأَوَّلِينَ .

(ترجمہ) عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ ان کے والد نے اپنی بیماری کے دوران اپنے غلام کو آزاد کر دیا پھر ان کو محسوس ہوا کہ انہیں لوٹالیں (یعنی آزاد نہ کریں) اور دوسرے غلاموں کو آزاد کر دیں تو ان غلاموں نے عبدالملک بن مروان کے روبرو مجھ سے جھگڑا کیا تو عبدالملک نے دوسرے فریق کی آزادی کو جائز قرار دیا اور پہلے والوں کی آزادی منسوخ کر دی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں دینار مجہول ہیں اس لئے ضعیف ہے۔ وانفرد به الدارمی۔

تشریح: ......گرچہ اس اثر کی سند ضعیف ہے لیکن صحیح مسئلہ یہ ہی ہے کہ آدمی اپنے جیتے جی کسی بھی وصیت میں رد وبدل کر سکتا ہے اور جو آخری وصیت ہوگی وہی قابل عمل وقابل تنفیذ ہوگی۔ واللہ اعلم

3245۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِيْ رَبِيعَةَ ، عَنِ الشَّرِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ : يُحْدِثُ الرَّجُلُ فِيْ وَصِيَّتِهِ مَا شَاءَ ، وَمِلَاكُ الْوَصِيَّةِ آخِرُهَا .

قَالَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ: هَمَّامٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَمْرٍو ، وَبَيْنَهُمَا قَتَادَةُ .

(ترجمہ) شرید بن سوید سے مروی ہے عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: آدمی اپنی وصیت میں جو چاہے (ردوبدل) اضافہ کر سکتا ہے اور آخری وصیت ہی اصل ہے۔

امام دارمی نے کہا: ہمام نے عمرو بن شعیب سے سماع نہیں کیا اور ان دونوں کے درمیان قتادہ ہیں۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں انقطاع ہے اوپر (۳۲۴۳) نمبر پر اس اثر کی تخریج گذر چکی ہے نیز آگے بھی یہ اثر آ رہا ہے۔

3246۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي الرَّجُلِ يُوصِي بِوَصِيَّةٍ ثُمَّ يُوصِيْ بِأُخْرَى قَالَ هُمَا جَائِزَتَانِ فِيْ مَالِهِ .

(ترجمہ) معمر سے مروی ہے امام زہری نے ایسے شخص کے بارے میں کہا جو کوئی وصیت کرے، پھر دوسری وصیت کرتا ہے؟ زہری نے کہا: اس کے اپنے مال میں دونوں وصیتیں جائز ہیں (یعنی اس کو ردوبدل کا حق ہے)۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند امام زہری تک صحیح ہے دیکھئے: عبدالرزاق (۱٦۳۸۹) ابن منصور (۳۷۰)۔

3247۔ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِلَاكُ الْوَصِيَّةِ آخِرُهَا .

(ترجمہ) قتادہ سے مروی ہے عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: آخری وصیت ہی اصل ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے دیکھئے ابن حزم (۹/ ۳٤۱) ورقم (۳۲٤۵)۔

تشریح: ......ان آثار سے ثابت ہوا کہ وصیت میں ردوبدل کرنا جائز ہے اور جو آخری وصیت ہوگی وہی قابل تنفیذ مانی جائے گی اس سے قبل کی وصیت منسوخ ہو جائے گی۔

[12]..... بَاب فِيْ الْوَصِيِّ الْمُتَّهَمِ

متہم وصی کا بیان

3248۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى قَالَ إِذَا اتَّهَمَ الْقَاضِي الْوَصِيَّ لَمْ يَعْزِلْهُ وَلَكِنْ يُوَكِّلُ مَعَهُ غَيْرَهُ وَهُوَ رَأْيُ الْأَوْزَاعِيِّ.

(ترجمہ) یحییٰ نے کہا: جب قاضی وصی کو متہم کرے تو اسے جدا نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ کسی اور کو بھی وکیل بنا دے اوزاعی کی بھی یہی رائے ہے۔ (امام شعبی سے بھی ایسے ہی مروی ہے)

(**تخریج**) اس اثر کی سند ضعیف ہے کیوں کہ ولید بن مسلم مدلس ہیں اور عن سے روایت کی ہے لیکن یہ اثر دوسری سند سے حسن ہے۔ دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۰۹۲۲) عبدالرزاق (۱٤۸۱۰، ۱٤۸۱۱) یحییٰ سے مراد غالباً ابن حمزہ ہیں۔

تشریح: ......کوئی آدمی وصیت کرے کہ میرے بعد فلاں شخص میرے کاروبار اور بچوں کی دیکھ بھال کرے گا اور وہ مذکور شخص بے ایمانی اور خیانت وغیرہ سے متہم ہو تو اس کو تبدیل بھی کیا جا سکتا ہے یا اس کے ساتھ کسی امین کو اس وصی کا شریک کار بھی مقرر کیا جا سکتا ہے جیسا کہ مذکور بالا اثر سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم

[13]..... بَاب وَصِيَّةِ الْمَرِيضِ

بیمار کی وصیت کا بیان

3249۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَامِرٍ قَالَ يَجُوزُ بَيْعُ الْمَرِيضِ وَشِرَاؤُهُ وَنِكَاحُهُ وَلَا يَكُوْنُ مِنَ الثُّلُثِ.

(ترجمہ) عامر (شعبی) سے مروی ہے انہوں نے کہا: بیمار کی خرید وفروخت اور نکاح کرنا جائز ہے، اور یہ ثلث میں سے نہیں ہوگا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند شریک کی وجہ سے حسن ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (٤/٣٦٢)، ابوالولید: الطیالسی، الشیبانی: سلیمان بن ابی سلیمان ہیں۔

تشریح: ...... بیمار کے لئے شرط ہے وہ وصیت کے وقت عقل اور ہوش وحواس کا حامل ہو اور جس چیز کی وصیت کر رہا ہو اس کا مالک بھی ہو اور وصیت کے بعد بیمار خرید وفروخت بھی اور شادی بیاہ بھی کر سکتا ہے نیز یہ کہ وہ صرف ثلث مال میں سے وصیت کر سکتا ہے اس زیادہ کی نہیں۔

3250۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الْحَارِثِ الْعُكْلِيِّ قَالَ مَا حَابَى بِهِ الْمَرِيضُ فِيْ مَرَضِهِ مِنْ بَيْعٍ أَوْ شِرَاءٍ فَهُوَ فِيْ ثُلُثِهِ قِيمَةُ عَدْلٍ.

(ترجمہ) حارث عکلی نے کہا: بیمار آدمی اپنی بیماری کے دوران جو خرید وفروخت کرے تو وہ اس کے تہائی مال میں سے ہوگی مناسب قیمت کے ساتھ۔

تخریج اس اثر کی سند صحیح ہے حارث: ابن یزید اور ابوعوانہ: وضاح یشکری ہیں و انفرد به الدارمی ۔

3251۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَعْطَتِ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِنَا وَهِيَ حَامِلٌ فَسُئِلَ الْقَاسِمُ فَقَالَ هُوَ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ قَالَ يَحْيَى وَنَحْنُ نَقُولُ إِذَا ضَرَبَهَا الْمَخَاضُ فَمَا أَعْطَتْ فَمِنَ الثُّلُثِ .

(ترجمہ) یحییٰ بن سعید نے کہا: حالت حمل میں ہمارے خاندان کی ایک عورت نے عطیہ دیا قاسم (ابن محمد رحمہ اللہ) سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: وہ عطیہ پورے مال میں سے لیا جائے گا، اور یحییٰ نے کہا: ہم یہ کہتے ہیں کہ اسے جب دردزہ شروع ہو گیا تب عطیہ دیا تو تہائی مال میں سے لیا جائے گا۔

تخریج اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۱۰۰۵) سعید بن منصور (۳۸۷)۔

3252۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الْحَسَنِ فِي رَجُلٍ قَالَ لِغُلَامِهِ إِنْ دَخَلْتُ دَارَ فُلَانٍ فَغُلَامِي حُرٌّ ثُمَّ دَخَلَهَا وَهُوَ مَرِيضٌ قَالَ يُعْتَقُ مِنَ الثُّلُثِ وَإِنْ دَخَلَ فِي صِحَّتِهِ عُتِقَ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے ایسے شخص کے بارے میں کہا جس نے اپنے غلام سے کہا اگر میں فلاں کے گھر میں داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہے پھر وہ بیماری کی حالت میں اس گھر میں داخل بھی ہو گیا۔ حسن نے کہا: وہ تہائی مال میں آزاد ہو گا، اور اگر صحت کی حالت میں اس گھر میں داخل ہوا تو پورے مال میں سے آزاد کیا جائے گا۔

تخریج اس اثر کی سند عمرو بن عبید بن باب المعتزلی کی وجہ سے ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۸۱۰، ۱۸۱۳) ابوشہاب کا نام: عبدربہ بن نافع ہے۔

فائدہ:...... بیمار آدمی کی وصیت بیماری کی حالت میں تہائی مال میں سے جاری کی جائے گی جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا ہے۔

[14]..... بَاب فِيمَنْ رَدَّ عَلَى الْوَرَثَةِ مِنَ الثُّلُثِ

تہائی میں سے بھی بعض کے نزدیک وارثین حصہ لے سکتے ہیں

3253۔ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا النُّعْمَانُ بْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ إِذَا كَانَ الْوَرَثَةُ مَحَاوِيجَ فَلَا أَرَى بَأْسًا أَنْ يُرَدَّ عَلَيْهِمْ مِنَ الثُّلُثِ قَالَ يَحْيَى فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلْأَوْزَاعِيِّ فَأَعْجَبَهُ .

(ترجمہ) مکحول (رحمہ اللہ) نے کہا: اگر (مرنے والے کے) وارثین محتاج ہوں تو میرے خیال میں تہائی مال میں سے بھی انہیں حصہ دینے میں کوئی حرج نہیں، یحییٰ نے کہا: میں نے اوزاعی (رحمہ اللہ) کے سامنے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے یہ رائے پسند کی۔

تخریج اس اثر کی سند صحیح ہے لیکن مکحول (رحمہ اللہ) کا یہ قول کہیں اور نہیں مل سکا۔

[15]..... بَاب إِذَا شَهِدَ اثْنَانِ فِي الْوَرَثَةِ

وارثین میں سے دو قرض کی شہادت دیں

3254۔ أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ ح و أَخْبَرَنَا مُغِيرَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَا إِذَا شَهِدَ شَاهِدَانِ مِنَ الْوَرَثَةِ جَازَ عَلَى جَمِيعِهِمْ وَإِذَا شَهِدَ وَاحِدٌ فَفِي نَصِيبِهِ بِحِصَّتِهِ.

(ترجمہ) مغیرہ اور ابراہیم نے کہا: اگر وارثین میں سے دو (میت پر قرض یا وصیت کی) شہادت دیں تو تمام وارثین پر وہ جائز ہوگا اور اگر صرف ایک وارث شاہد ہو تو اس کے حصہ ونصیب میں سے (اس قرض یا وصیت کی) ادائیگی ہوگی۔

(**تخریج**) ان دونوں اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۰۵٦) وفیہ ذکر الدین رقم (۱۱۰٤۸) وعبدالرزاق (۱۹۱٤٤)۔

3255۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ أَنَّهُ سَمِعَ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ إِذَا شَهِدَ رَجُلٌ مِنَ الْوَرَثَةِ فَفِي نَصِيبِهِ بِحِصَّتِهِ ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي جَمِيعِ حِصَّتِهِ.

(ترجمہ) شعبی (رحمہ اللہ) کہتے ہیں اگر وارثین میں سے کوئی ایک آدمی شہادت دے تو اس کے حصہ میں سے ادائیگی ہوگی، اخیر میں کہا: تمام وارثین کے حصہ میں سے ادائیگی ہوگی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۰٤۹) ابن منصور (۳۱۵)۔

تشریح: ......سنن سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ میں صراحت ہے کہ ایک وارث اگر میت پر قرض کا اقرار کر لے تو صرف اسی کے حصہ میں سے قرض ادا کیا جائے گا اور اگر دو مرد یا ایک مرد ایک عورت اقرار کر لیں تو میت کے کل مال میں سے پہلے قرض ادا کیا جائے گا پھر سب وارثین کو حصے تقسیم ہوں گے۔

[16]..... بَاب مَا يَكُونُ مِنَ الْوَصِيَّةِ فِي الْعَيْنِ وَالدَّيْنِ

مال معین میں اور قرض میں سے وصیت کا بیان

3256۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِذَا أَوْصَى الرَّجُلُ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ فَفِي الْعَيْنِ وَالدَّيْنِ وَإِذَا أَوْصَى بِخَمْسِينَ أَوْ سِتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ فَفِي الْعَيْنِ حَتَّى يَبْلُغَ الثُّلُثَ.

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: جب کوئی آدمی تہائی یا چوتھائی مال کی وصیت کرے تو وہ مال معین اور قرض میں سے ادا کی جائے گی اور اگر پچاس ساٹھ سے سو تک کی وصیت کرے (یعنی تہائی سے کم) تو مال معین سے وہ وصیت ادا کی جائے گی یہاں تک کہ تیسرے حصہ کے مساوی ہو (یعنی ایک تہائی ہو جائے)

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۰۷۹۹) ابن منصور (۳۵۲)۔

[17]..... بَاب مَنْ أَحَبَّ الْوَصِيَّةَ وَمَنْ كَرِهَ

جس کو وصیت کرنا پسند ہو یا ناپسند ہو اس کا بیان

3257۔ أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((الْمَرْءُ أَحَقُّ بِثُلُثِ مَالِهِ يَضَعُهُ فِي أَيِّ مَالِهِ شَاءَ)).

(ترجمہ) یزید بن عبداللہ بن قسیط نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کو اپنے مال کی ایک تہائی میں حق ہے کہ جہاں چاہے خرچ کرے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند یزید بن عبداللہ کی وجہ سے متکلم فیہ ہے بعض محدثین نے ان کو ثقہ اور بعض نے صالح کہا ہے، نیز وہ صحابی نہیں ہیں اس لئے یہ حدیث مرسل ہے اس کا شاہد مجمع الزوائد (۷۱۸۷، ۷۱۸۸) میں ہے۔

3258۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي حَبِيبَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ عَنْ رَجُلٍ جَعَلَ دَرَاهِمَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الَّذِي يَتَصَدَّقُ عِنْدَ مَوْتِهِ أَوْ يُعْتِقُ كَالَّذِي يُهْدِي بَعْدَ مَا شَبِعَ.

(ترجمہ) ابوحبیبہ نے کہا میں نے ابودرداء (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا، ایک آدمی نے اپنے روپے پیسے فی سبیل اللہ وقف کر دیئے ہوں اس کا کیا حکم ہے؟ ابودرداء (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی اپنی موت کے وقت صدقہ کرتا ہے، یا آزادی دیتا ہے اس کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جو شکم سیر ہونے کے بعد ہدیہ دیتا ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند جید ہے دیکھئے: ابوداود (۳۹٦۸) ترمذی (۲۱۲۳) نسائی (۳٦٤٤) ابن حبان (۳۳۳٦) موارد الظمآن (۱۲۱۹) عبدالرزاق (۱٦۷٤۰)۔

تشریح: ......ان احادیث میں صدقہ وخیرات کرنے کی ترغیب ہے صحیح متفق علیہ حدیث میں ہے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کون سا صدقہ اجر کے اعتبار سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: تیرا صدقہ کرنا جب کہ تو تندرست وتوانا ہو مال کی حرص دل میں ہو، تجھے فقر کا اندیشہ ہو تونگری کی امید ہو، اور تو صدقہ کرنے میں تاخیر نہ کر، یہاں تک کہ جب روح گلے تک پہنچ جائے تو کہے فلاں کے لئے اتنا فلاں کے لئے اتنا جب کہ وہ فلاں (وارث) کے لئے ہو چکا۔ بخاری: (۱۴۱۹) ومسلم: (۱۰۳۲) معلوم ہوا صدقہ وہی افضل ہے جو انسان صحت کی حالت میں کرے موت کے آثار شروع ہونے کے بعد صدقہ کرنا ویسے ہی ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا پیٹ بھرنے کے بعد باقی ماندہ کھانا کوئی خیرات کرے۔ نیز یہ کہ موت کے وقت آدمی ایک تہائی مال سے زیادہ صدقہ کر ہی نہیں سکتا کیوں کہ اس وقت مال وارثوں کا حق بن جاتا ہے جسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کیا جاسکتا اس لئے اللہ تعالی نے حد مقرر فرما دی کہ موت کے وقت کوئی اپنا مال صدقہ کرے تو وہ ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو اس لئے آدمی کو صدقہ کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ (حافظ صلاح الدین یوسف)۔

[18]..... بَاب مَا يُبْدَأُ بِهِ مِنَ الْوَصَايَا

وصیت کی تنفیذ میں ابتداء کس وصیت سے کریں

3259- حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ فِي الرَّجُلِ يُوصِي بِأَشْيَاءَ وَفِيهَا الْعِتْقُ فَيُجَاوِزُ الثُّلُثَ قَالَ يُبْدَأُ بِالْعِتْقِ .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) سے مروی ہے: آدمی مختلف وصیتیں کرے جن میں سے غلام کو آزاد کرنا بھی ہو، اور وہ وصیت ثلث سے متجاوز ہو تو پہلے غلام آزاد کیا جائے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١٠٩٢٧) ابن منصور (٤٠٥)۔

3260- حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ بِالْحِصَصِ .

(ترجمہ) محمد (ابن سیرین) سے مروی ہے پہلے حصوں کی تقسیم ہوگی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١٠٩٢٨) ابن منصور (٤٠٣) البیهقی ٢٧٧/٦۔

3261- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا الْمُعَافَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ مَنْ أَوْصَى أَوْ أَعْتَقَ فَكَانَ فِي وَصِيَّتِهِ عَوْلٌ دَخَلَ الْعَوْلُ عَلَى أَهْلِ الْعَتَاقَةِ وَأَهْلِ الْوَصِيَّةِ قَالَ وَقَالَ عَطَاءٌ إِنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ غَلَبُونَا يَبْدَئُونَ بِالْعَتَاقَةِ قَبْلُ .

(ترجمہ) عطاء سے مروی ہے کوئی آدمی وصیت کرے اور (غلام) آزاد کرے اور اس کی وصیت میں عول ہو (یعنی حصص زیادہ ہوں) تو یہ عول آزادی اور وصیت والے سب لوگوں پر ہوگا۔

عطاء نے کہا: اہل مدینہ اس مسئلہ میں ہم پر غالب آ گئے وہ آزادی سے ابتداء کرتے ہیں۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے، معافی: ابن عمران اور عطاء: ابن ابی رباح ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبه (١٠٩٣٤) عبدالرزاق (١٦٧٤٨) البیهقی (٢٧٧/٦)۔

3262- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ فِي الَّذِي يُوصِي بِعِتْقٍ وَغَيْرِهِ فَيَزِيدُ عَلَى الثُّلُثِ قَالَ بِالْحِصَصِ .

(ترجمہ) عمرو بن دینار نے کہا: جو آدمی آزاد کرنے کی اور دیگر کوئی اور وصیت کرے جو ثلث سے زیادہ ہو تو (ثلث میں سے ہی) حصص تقسیم ہوں گے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: عبدالرزاق (١٦٧٤٨) ابوالنعمان: محمد بن الفضل ہیں۔

3263- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ شِنْظِيرٍ عَنِ الْحَسَنِ فِي رَجُلٍ أَوْصَى بِأَكْثَرَ مِنَ الثُّلُثِ وَفِيهِ عِتْقٌ قَالَ يُبْدَأُ بِالْعِتْقِ .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: جو آدمی تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کرے جس میں بردہ (غلام) کی آزادی بھی ہو، انہوں نے کہا آزادی مقدم ہوگی۔

تخریج اس اثر کی سند صحیح ہے اور تخریج اوپر (۳۲۶۱) میں گذر چکی ہے۔

3264۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ يُبْدَأُ بِالْعَتَاقَةِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ.

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: آزاد کرنے کو وصیت پر مقدم رکھا جائے گا۔

تخریج اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۰۹۳۱) ابن منصور (۴۰۲،۳۹۷) البیهقی (۲۷۷/۶)۔

تشریح: ......ان تمام آثار سے ثابت ہوا کہ مختلف وصایا میں عتاق (آزادی) سب پر مقدم ہوگی اس سے اسلام میں غلام آزاد کرنے کی زبردست ترغیب ہے اور اس کا بہت بڑا اجر وثواب ہے۔ افریقہ میں اس وقت بھی غلامی کا دور ہے اور وہاں غلاموں کی خرید وفروخت ہوتی ہے۔

[19]..... بَاب فِي الَّذِي يُوصِي لِبَنِي فُلَانٍ وَيُسْهِمُ مِنْ مَالِهِ
کوئی آدمی اپنے مال کے کچھ حصے کی کسی کے لئے وصیت کرے

3265۔ أَخْبَرَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ فِي رَجُلٍ يُوصِي لِبَنِي فُلَانٍ قَالَ غَنِيُّهُمْ وَفَقِيرُهُمْ وَذَكَرُهُمْ وَأُنْثَاهُمْ سَوَاءٌ.

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: کوئی آدمی کسی کی اولاد کیلئے وصیت کرے تو اس وصیت میں مال دار محتاج، مرد وعورت سب برابر ہوں گے۔ یعنی سب کو ثلث میں سے برابر کا حصہ دیا جائے گا)

تخریج اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۰۸۰۳) ابن منصور (۳۶۶)۔

3266۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الْحَسَنِ قَالَ إِذَا أَوْصَى لِبَنِي فُلَانٍ فَالذَّكَرُ وَالْأُنْثَى فِيهِ سَوَاءٌ.

(ترجمہ) حسن نے کہا: کوئی آدمی کسی کی اولاد کے لئے وصیت کرے تو اس میں مرد وعورت سب برابر ہوں گے۔

تخریج عمرو کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے لیکن دوسری حسن سند سے بھی مروی ہے دیکھئے: ابن منصور (۳۶۵)۔

3267۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ مُوسَى الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنِي سَيَّارُ بْنُ أَبِي كَرْبٍ أَنَّ آتِيًا أَتَى شُرَيْحًا فَسَأَلَهُ عَنْ رَجُلٍ أَوْصَى بِسَهْمٍ مِنْ مَالِهِ قَالَ تُحْسَبُ الْفَرِيضَةُ فَمَا بَلَغَ سِهَامُهَا أُعْطِيَ الْمُوصَى لَهُ سَهْمًا كَأَحَدِهَا.

(ترجمہ) سیار بن ابی کرب نے بیان کیا کہ ایک آدمی قاضی شریح کے پاس آیا اور اس نے سوال کیا کہ کوئی آدمی اپنے مال کے ایک حصہ کی وصیت کرے تو انہوں نے کہا یہ فریضہ میں شامل ہوگا جتنے حصے ہوں اس میں سے ایک حصہ جس کے لئے وصیت کی ہے

دیگر سہام کی طرح اس کو بھی دیا جائے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند جید ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٠٨٤٦) ابن منصور (٣٦٤) بعض نسخ میں ان ثابتا آتی شریحا ہے، جو تحریف ہے کیوں کہ مذکور بالا مصادر میں ان آتیا اور ان رجلا اتی شریحا کی صراحت ہے۔

[20]..... بَاب إِذَا تَصَدَّقَ الرَّجُلُ عَلَى بَعْضِ وَرَثَتِهِ
کوئی آدمی اپنے بعض وارثین پر صدقہ کرے؟

3268ـ أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ إِذَا تَصَدَّقَ الرَّجُلُ عَلَى بَعْضِ وَرَثَتِهِ وَهُوَ صَحِيحٌ بِأَكْثَرَ مِنَ النِّصْفِ رُدَّ إِلَى الثُّلُثِ وَإِذَا أَعْطَى النِّصْفَ جَازَ لَهُ ذٰلِكَ قَالَ سَعِيْدٌ وَكَانَ قُضَاةُ أَهْلِ دِمَشْقَ يَقْضُوْنَ بِذٰلِكَ .

(ترجمہ) مکحول (رحمہ اللہ) نے کہا کوئی آدمی بحالت تندرستی اپنے کسی وارث پر آدھے سے زیادہ مال صدقہ کرے تو وہ تہائی تک محدود کر دیا جائے، اور اگر خود سے نصف مال دے دے تو یہ اس کے لئے جائز ہوگا۔

سعید نے کہا: اہل دمشق اسی کا فتوی دیتے تھے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے سعید: ابن عبدالعزیز تنوخی ہیں اس کا شاہد مصنف عبدالرزاق (١٦٣٩٨) میں دیکھئے۔

تشریح: ......بحالت تندرستی آدمی اپنے مال میں سے جس کو جتنا چاہے دے سکتا ہے لیکن وارثین کے درمیان عدل وانصاف ملحوظ رکھنا چاہیے، کسی وارث کے ساتھ ظلم و زیادتی جائز نہیں ہر آدمی کو قیامت کے دن اس کا حساب دینا ہوگا، اللہ تعالی سب کو اپنی رعیت اور وارثین کے ساتھ عدل وانصاف کی توفیق بخشے۔ آمین

[21]..... بَاب مَنْ قَالَ الْكَفَنُ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ
کفن کا خرچ تمام مال میں سے ہوگا

3269ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ الْكَفَنُ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ .

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: کفن (کا خرچ مرنے والے کے) تمام مال میں سے ہوگا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٩٢٠، ١٩٢٨، ١٩٣١) عبدالرزاق (٦٢٢٣) ۔

3270ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى عَنْ مُعَاذٍ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ فِيْ رَجُلٍ مَاتَ وَتَرَكَ قِيْمَةَ أَلْفَى دِرْهَمٍ وَعَلَيْهِ مِثْلُهَا أَوْ أَكْثَرُ قَالَ يُكَفَّنُ مِنْهَا وَلَا يُعْطٰى دَيْنُهُ .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: کوئی آدمی فوت ہو گیا اور دو ہزار درہم چھوڑ گیا، اور اس پر اتنا ہی یا اس سے زیادہ قرض ہو انہوں نے کہا: اس سے اس کے کفن دفن کا انتظام کیا جائے گا۔ اور قرض ادا نہ کیا جائے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے لیکن کسی اور نے روایت نہیں کیا اسی کے مثل ابن ابی شیبہ (۱۹۲۲) میں ہے۔

تشریح: ......میت پر اگر قرض ہے تو سب سے پہلے قرض ادا کرنا ضروری ہے لیکن اگر اتنا مال نہ ہو کہ قرض ادا کیا جا سکے تو سب سے پہلے اس کے کفن دفن کا ہی انتظام کیا جائے گا جیسا کہ حسن رحمہ اللہ نے فرمایا۔

3271۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَمَّنْ سَمِعَ إِبْرَاهِيمَ قَالَ يُبْدَأُ بِالْكَفَنِ ثُمَّ الدَّيْنِ ثُمَّ الْوَصِيَّةِ.

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: ایسی صورت میں ابتداء کفن سے ہوگی پھر (جو بچے اس سے) قرض ادا کیا جائے اور اس کے بعد وصیت نافذ کی جائے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں راوی مجہول ہے لیکن عبدالرزاق نے (۶۲۲۴) بسند صحیح روایت کیا ہے نیز امام بخاری نے اس روایت کو تعلیقاً ذکر کیا ہے دیکھئے: فتح الباری (۳/ ۱٤۰۔۱٤۱)۔

3272۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي الْمَرْأَةِ تَمُوتُ قَالَ تُكَفَّنُ مِنْ مَالِهَا لَيْسَ عَلَى الزَّوْجِ شَيْءٌ.

(ترجمہ) امام شعبی (رحمہ اللہ) سے مروی ہے: جو عورت فوت ہو جائے تو اس کے مال سے ہی اس کی تکفین ہوگی، شوہر پر اس کا بار نہ ہوگا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۹۳۰) یہ اس صورت میں ہے جب بیوی نے اپنا نجی مال چھوڑا ہو۔

3273۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ الْحَنُوطُ وَالْكَفَنُ مِنْ رَأْسِ الْمَالِ.

(ترجمہ) عطاء نے کہا: حنوط اور کفن میت کے اصل مال سے ہوگا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند ابن جریج کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن مصنف عبدالرزاق (۶۲۲۲) میں صحیح سند سے مروی ہے چنانچہ امام بخاری نے کتاب الجنائز میں اسی طرح باب باندھا: باب: الكفن من جميع المال وبه قال عطاء۔

3274۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ الْكَفَنُ مِنْ وَسَطِ الْمَالِ يُكَفَّنُ عَلَى قَدْرِ مَا كَانَ يَلْبَسُ فِي حَيَاتِهِ ثُمَّ يُخْرَجُ الدَّيْنُ ثُمَّ الثُّلُثُ.

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: کفن (میت کے) مال سے ہی دیا جائے گا، اور جس طرح اپنی زندگی میں پہنتا تھا ویسا ہی کفن ہوگا، پھر قرض نکالا جائے گا، اور اس کے بعد تہائی مال کی وصیت نافذ کی جائے گی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند اسماعیل بن مسلم مکی کی وجہ سے ضعیف ہے کہیں اور یہ روایت نہیں مل سکی لیکن اسی طرح کا قول (۳۲۷۱) میں گذر چکا ہے۔

تشریح: ......میت کے ترکے کی اس ترتیب سے تقسیم ہوگی، پہلے کفن دفن کا انتظام پھر جو بچے اس میں سے قرض ادا کیا

جائے اس کے بعد اگر کوئی وصیت ہے وہ جاری کی جائے گی پھر ورثاء میں مال تقسیم کیا جائے گا۔ واللہ اعلم

[22]..... بَاب إِذَا أَوْصَى الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَهُوَ غَائِبٌ

کوئی آدمی ایسے شخص کے لئے وصیت کرے جو غائب ہو

3275۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَوْصَى الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَهُوَ غَائِبٌ فَلْيَقْبَلْ وَصِيَّتَهُ وَإِنْ كَانَ حَاضِرًا فَهُوَ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ قَبِلَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) کہتے تھے کوئی آدمی کسی ایسے شخص کے لئے وصیت کرے جو غائب ہو تو اس کو وہ وصیت قبول کر لینی چاہیے اور اگر وہ (موصی الیہ) موجود ہو تو اسے اختیار ہے چاہے تو قبول کر لے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۰۹۹۸) ابوالنعمان: محمد بن الفضل ہیں۔

3276۔ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ سَأَلْتُ الْحَسَنَ وَمُحَمَّدًا عَنِ الرَّجُلِ يُوْصِي إِلَى الرَّجُلِ قَالَا نَخْتَارُ أَنْ يَقْبَلَ .

(ترجمہ) ایوب (السختیانی) سے مروی ہے کہ میں نے حسن اور محمد سے پوچھا: کوئی آدمی کسی کے لئے وصیت کرے تو؟ دونوں نے کہا اس کو وصیت قبول کر لینی چاہیے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے، لیکن کہیں اور یہ روایت نہیں ملی اس کے ہم معنی ابن ابی شیبہ (۱۰۹۵۷) میں ہے۔

3277۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَسْعَدَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ إِذَا أَوْصَى الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَهُوَ غَائِبٌ فَإِذَا قَدِمَ فَإِنْ شَاءَ قَبِلَ فَإِذَا قَبِلَ لَمْ يَكُنْ لَهُ أَنْ يَرُدَّ .

(ترجمہ) حسن نے کہا: کوئی آدمی کسی غائب آدمی کے لئے وصیت کرے اور وہ اسے قبول کر لے تو پھر اسے رد کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

(**تخریج**) محمد بن اسعد یا سعید تغلبی کی وجہ سے اس اثر کی سند میں کمزوری ہے لیکن ان کا متابع اور شاہد موجود ہے، دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۰۹۹۸) بسند حسن۔

3278۔ حَدَّثَنَا الْوَضَّاحُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ إِذَا أَوْصَى الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فَعُرِضَتْ عَلَيْهِ الْوَصِيَّةُ وَكَانَ غَائِبًا فَقَبِلَ لَمْ يَكُنْ لَهُ أَنْ يَرْجِعَ .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: کوئی آدمی جب کسی کے لئے وصیت کرے اور وہ موجود نہ ہو پھر وہ وصیت اس کے لئے پیش کی جائے جس کو (موصی الیہ) قبول کر لے تو وصیت کرنے والے کو رجوع کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں وضاح بن یحیی سئی الحفظ ہیں لیکن اوپر اس معنی کے شواہد گذر چکے ہیں۔

تشریح: ......جس شخص کو وصیت کی جائے اس کو قبول یا رد کرنے کا اختیار ہے لیکن جب قبول کر لے تو پھر وصیت

کرنے والا رجوع نہیں کر سکتا کیوں کہ یہ دے کر پھر لوٹانے کے زمرے میں آئے گا جس کے لئے فرمان نبوی ہے: ((اَلْعَائِدُ فِیْ هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِیْ قَيْئِهِ .)) (وقانا الله منها)۔

[23]..... بَاب الْوَصِيَّةِ لِلْمَيِّتِ

مرے ہوئے آدمی کے لئے وصیت کرنے کا بیان

3279۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِیْ مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِذَا أَوْصَى الرَّجُلُ لِإِنْسَانٍ وَهُوَ غَائِبٌ وَكَانَ مَيِّتًا وَهُوَ لَا يَدْرِی فَهِیَ رَاجِعَةٌ .

(ترجمہ) ابراہیم (رحمہ اللہ) نے کہا: جب کوئی آدمی کسی انسان کے لئے وصیت کرے اور وہ موجود نہ ہو، پھر پتہ چلے کہ وہ تو مر چکا ہے ایسی صورت میں وصیت (وصیت کرنے والے کی طرف) لوٹ جائے گی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے ابومعشر کا نام زیاد بن کلیب ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۰۷۸۹) ابن منصور (۳۶۸)۔

[24]..... بَاب الْوَصِيَّةِ لِلْعَبْدِ

غلام کے لئے وصیت کرنے کا بیان

3280۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ إِذَا أَوْصٰى لِعَبْدِهِ ثُلُثَ مَالِهِ، رُبُعَ مَالِهِ، خُمُسَ مَالِهِ، فَهُوَ مِنْ مَالِهِ دَخَلَتْهُ عَتَاقَةٌ .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: جب آدمی اپنے غلام کے لئے اپنے مال میں سے ایک تہائی، یا چوتھائی، یا پانچویں حصے کی وصیت کرے تو وہ اس کے مال میں سے ادا کی جائے گی اور یہ وصیت اس کی آزادی میں شمار ہوگی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے لیکن کسی اور کتاب میں نہیں ملی اس کے ہم معنی ابن ابی شیبہ (۱۰۹۱۸) میں دیکھئے۔

[25]..... بَاب مَنْ كَرِهَ أَنْ يُفَرِّقَ مَالَهُ عِنْدَ الْمَوْتِ

جن لوگوں نے موت کے وقت مال خرچ کرنے کو ناپسند کیا ہے

3281۔ حَدَّثَنَا يَعْلٰى عَنْ إِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ كَانَ يُقَالُ إِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ بَرَكَةَ مَالِهِ فِیْ حَيَاتِهِ فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْمَوْتِ تَزَوَّدَ بِفَجْرَةٍ .

(ترجمہ) قیس (ابن ابی حازم) نے کہا: یہ کہا جاتا تھا کہ آدمی اپنی زندگی میں اپنے مال کی برکت سے محروم رہے اور جب موت کا وقت آئے تو خوب خرچ کرے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے لیکن کسی اور محدث نے روایت نہیں کیا۔ اس کی سند میں یعلی: ابن عبید اور اسماعیل: ابن ابی خالد ہیں۔

تشریح: ......بعض نسخ میں تزود بنحوہ ہے اور بعض میں بفجرہ ہی (یعنی کثرۃ عطاءہ) اور بعض میں بعجزہ ہے، مطلب یہ کہ

اپنی زندگی میں آدمی بخل سے کام لے جب مرنے لگے تو پھر جود و کرم کے دروازے کھول دے اس کو علمائے کرام نے ناپسند کیا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہے۔ نیز اس اثر میں صحت و تندرستی کی حالت میں صدقہ و خیرات کی ترغیب ہے جو باعث رحمت و برکت اور موجب ثواب ہے۔ واللہ اعلم

3282۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ زُبَيْدٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ الْمُرَّانِ الْإِمْسَاكُ فِيْ الْحَيَاةِ وَالتَّبْذِيرُ عِنْدَ الْمَوْتِ .

قَالَ أَبُوْ مُحَمَّد يُقَالُ مُرٌّ فِيْ الْحَيَاةِ وَمُرٌّ عِنْدَ الْمَوْتِ .

(ترجمہ) عبداللہ نے کہا: دو چیزیں کڑوی ہیں: زندگی میں رکے رہنا اور موت کے وقت اسراف سے کام لینا۔ امام دارمی نے کہا: کہا جاتا ہے زندگی میں بھی کڑوا اور موت کے وقت بھی کڑوا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: مجمع الزوائد (٧١٨٥)۔

توضیح: ......المُرَّيَان: مُرّی کی تثنیہ ہے صغری و کبری کی طرح فعلی کے وزن پر اس سے مقصد یہ ہے کہ زندگی و تندرستی میں تو آدمی مال کو دبائے رکھے صدقہ و خیرات سے دور بھاگے اور جب موت نظر آنے لگے تو پھر صدقہ و خیرات میں زیادتی سے کام لے۔

[26]..... بَاب الرَّجُلِ يُوصِي بِمِثْلِ نَصِيبِ بَعْضِ الْوَرَثَةِ

کوئی آدمی اس طرح وصیت کرے کہ فلاں کو فلاں کی طرح حصہ دیا جائے

3283۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِذَا أَوْصَى الرَّجُلُ لِآخَرَ بِمِثْلِ نَصِيبِ ابْنِهِ فَلَا يَتِمُّ لَهُ مِثْلُ نَصِيبِهِ حَتّٰى يَنْقُصَ مِنْهُ .

(ترجمہ) ابراہیم (رحمہ اللہ) نے کہا: جب کوئی آدمی کسی کے لئے وصیت کرے کہ اس کے بیٹے کے مثل اس کو حصہ دیا جائے تو اس کا حصہ پورا ہوگا ہی نہیں جب تک کہ بیٹے کے حصے میں سے کمی نہ ہوگی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١٠٨٤٤)۔

توضیح: ......یعنی جب بیٹے کے مانند اس شخص کو حصہ دیا جائے گا تو یقیناً بیٹے کے حصے میں کمی آئے گی اسی لئے لوگ اس طرح کی وصیت کو ناپسند کرتے تھے۔

3284۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِيْ رَجُلٍ كَانَ لَهُ ثَلَاثَةُ بَنِينَ فَأَوْصَى لِرَجُلٍ مِثْلَ نَصِيبِ أَحَدِهِمْ لَوْ كَانُوْا أَرْبَعَةً قَالَ الشَّعْبِيُّ يُعْطَى الْخُمُسَ .

(ترجمہ) امام شعبی (رحمہ اللہ) سے مروی ہے: کوئی آدمی جس کے تین بیٹے ہوں اور وہ کسی آدمی کے لئے ان میں سے کسی ایک کے حصے کے برابر کی وصیت کرے جیسے اس کے چار بیٹے ہوں شعبی نے کہا: اس کو پانچواں حصہ دیا جائے گا۔

تخریج اس اثر کی سند شعبی (رحمہ اللہ) تک صحیح ہے لیکن کہیں اور یہ روایت نہیں مل سکی۔

3285۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ قَالَ سَأَلْنَا عَامِرًا عَنْ رَجُلٍ تَرَكَ ابْنَيْنِ وَأَوْصَى بِمِثْلِ نَصِيبِ أَحَدِهِمْ لَوْ كَانُوا ثَلَاثَةً قَالَ أَوْصَى بِالرُّبُعِ .

(ترجمہ) داود بن ابی ہند نے کہا: ہم نے عامر (شعبی) سے پوچھا ایک آدمی نے دو بیٹے چھوڑے اور وصیت کی کہ ان میں سے کسی ایک کے نصیب کے برابر فلاں کو حصہ دیا جائے جب کہ وہ تین ہوں؟ شعبی نے کہا: میں اس کو چوتھائی حصہ دینے کی وصیت کرتا ہوں۔ بعض نسخ میں ہے أوصی بالربع اور بعض میں افتی بالربع ہے یعنی انہوں نے ربع کا فتوی دیا۔

تخریج اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٠٨٣٨) ابن منصور (٣٤٩)۔

توضیح: ......یعنی تین بھائیوں کے حصہ میں جتنا مال آئے اس میں سے چوتھا حصہ اس کو دیا جائے۔ (واللہ اعلم)

3286۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ فِي رَجُلٍ أَوْصَى بِمِثْلِ نَصِيبِ بَعْضِ الْوَرَثَةِ قَالَ لَا يَجُوزُ وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنَ الثُّلُثِ قَالَ أَبُو مُحَمَّد هُوَ حَسَنٌ .

(ترجمہ) ابراہیم (رحمہ اللہ) نے کہا: کوئی آدمی (کسی کے لئے) اپنے کسی وارث کے حصے کے برابر کی وصیت کرے تو انہوں نے کہا: ایسی (مبہم) وصیت چاہے ایک تہائی سے کم ہی کیوں نہ ہو جائز نہیں امام دارمی نے کہا یہ قول اچھا ہے۔

تخریج اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٠٨٤٤) ابن منصور (٣٤٨)۔

[27]..... بَاب فِي الرَّجُلِ يُوصِي بِغَلَّةِ عَبْدِهِ

کوئی آدمی کسی کے لئے اپنے غلام کی اجرت کی وصیت کرے

3287۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي رَجُلٍ أَوْصَى فِي غَلَّةِ عَبْدِهِ بِدِرْهَمٍ وَغَلَّتُهُ سِتَّةٌ قَالَ لَهُ سُدُسُهُ .

(ترجمہ) شعبی (رحمہ اللہ) نے کہا: کوئی آدمی اپنے غلام کی اجرت (یا مزدوری) میں ایک درہم کی وصیت کرے اور اس کی اجرت چھ (درہم) ہو تو اس کو چھٹا حصہ دیا جائے گا۔

تخریج اس اثر کی سند شعبی تک صحیح ہے کہیں اور یہ روایت نہیں ملی، قبیصہ: ابن عقبہ ہیں۔

[28]..... بَاب الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ

وارث کے لئے وصیت کرنے کا بیان

3288۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُولُ إِذَا أَقَرَّ لِوَارِثٍ وَلِغَيْرِ وَارِثٍ بِمِائَةِ دِرْهَمٍ قَالَ: أَرَى أَنْ أُبْطِلَهُمَا جَمِيعًا .

(ترجمہ) قبیصہ (بن عقبہ) نے کہا: میں نے سفیان سے سنا وہ کہتے تھے: اگر (مرنے والا) کسی وارث کے لئے یا غیر وارث کے

لئے سو درہم دینے کا فیصلہ کرے تو انہوں نے کہا: میں ایسی تمام وصیت کو باطل قرار دوں گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے کہیں اور یہ روایت نہیں ملی۔ بعض روایات میں ہے۔ ابطلہما یعنی ان دونوں کیلئے وصیت باطل ہوگی کیونکہ وارث کیلئے وصیت درست نہیں، جیسا کہ (۳۲۹۲) نمبر پر آ رہا ہے۔

3289۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنِ ابْنِ سِيرِيْنَ عَنْ شُرَيْحٍ قَالَ لا يَجُوزُ إِقْرَارٌ لِوَارِثٍ قَالَ و قَالَ الْحَسَنُ أَحَقُّ مَا جَازَ عَلَيْهِ عِنْدَ مَوْتِهِ أَوَّلَ يَوْمٍ مِنْ أَيَّامِ الْآخِرَةِ وَآخِرَ يَوْمٍ مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا .

(ترجمہ) قاضی شریح نے کہا: کسی وارث کے لئے (وصیت کا) اقرار کرنا جائز نہیں ہے انہوں نے کہا: اور حسن نے کہا: موت کے وقت جائز ہونا زیادہ صحیح ہے جو آخرت کے ایام کا پہلا دن اور دنیا (سے جانے) کا آخری دن ہو۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند قاضی شریح اور حسن تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۷۹۱۔۷۸۷) البیهقی کتاب الاقرار باب ماجاء فی اقرار المریض لوارثه (۸۵/۶) امام بخاری نے فرمایا: اور حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: سب سے زیادہ اچھا یہ ہے کہ آدمی دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن میں صدقہ و خیرات کرے یعنی ان کے نزدیک موت کے وقت صدقہ و خیرات کرنا افضل ہے۔

3290۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ لا يَجُوزُ لِوَارِثٍ وَصِيَّةٌ .

(ترجمہ) ابوقلابہ نے کہا: وارث کے لئے وصیت جائز نہیں ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے کہیں اور یہ روایت نہیں مل سکی لیکن صحیح حدیث میں اسی طرح وارد ہے۔

3291۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ أَنَّ رَجُلًا يُكْنَى أَبَا ثَابِتٍ أَقَرَّ لِامْرَأَتِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ أَنَّ لَهَا عَلَيْهِ أَرْبَعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ مِنْ صَدَاقِهَا فَأَجَازَهُ الْحَسَنُ .

(ترجمہ) حمید سے مروی ہے: ایک آدمی جس کی کنیت ابوثابت تھی اس نے اپنی موت کے وقت اپنی بیوی کیلئے وصیت کی کہ اس کیلئے اس کے مہر کے چار سو درہم ہیں، حسن نے اس کو جائز قرار دیا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے لیکن انفرد بروایة الدارمی۔

3292۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنْمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَارِجَةَ قَالَ كُنْتُ تَحْتَ نَاقَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ تَقْصَعُ بِجِرَّتِهَا وَلُعَابُهَا يَنُوصُ بَيْنَ كَتِفَيَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ أَلَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا يَجُوزُ وَصِيَّةٌ لِوَارِثٍ .

(ترجمہ) عمرو بن خارجہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کے پاس تھا جو جگالی کر رہی تھی اور اس کا لعاب میرے دونوں کندھوں کے درمیان بہہ رہا تھا، میں نے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: سنو لوگو! بیشک اللہ تعالی نے ہر صاحب حق (وارث) کے لئے حصہ مقرر کر دیا ہے اب کسی وارث کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے اور رقم (٢٥٦٥) پر اس کی تخریج گذر چکی ہے۔ نیز دیکھئے: ترمذی (٢١٢١) نسائی (٣٦٤٣) ابن ماجه (٢٧١٢) وغيرهم۔

3293۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: ﴿إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ﴾ [البقرة: ١٨٠] أَمَرَ أَنْ يُوصِيَ لِوَالِدَيْهِ وَأَقَارِبِهِ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي سُورَةِ النِّسَاءِ فَجَعَلَ لِلْوَالِدَيْنِ نَصِيبًا مَعْلُومًا وَأَلْحَقَ لِكُلِّ ذِي مِيرَاثٍ نَصِيبَهُ مِنْهُ وَلَيْسَتْ لَهُمْ وَصِيَّةٌ فَصَارَتِ الْوَصِيَّةُ لِمَنْ لَا يَرِثُ مِنْ قَرِيبٍ وَغَيْرِهِ.

(ترجمہ) قتادہ (رحمہ اللہ) سے مروی ہے اس آیت: ﴿إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ....﴾ (بقره: ٢/ ١٨٠) میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جب موت کا وقت قریب آئے تو اپنے والدین واقارب کے لئے وصیت کرے پھر سورہ نساء کی آیت ﴿يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ...﴾ (نساء: ٤/ ١١) میں والدین کے لئے حصہ مقرر فرمایا اور ہر وارث کے لئے مرنے والے کی میراث میں سے حصہ مقرر کر دیا لہٰذا ان کے لئے اب وصیت نہیں ہے اور وصیت صرف ان کے لئے خاص ہوگئی جو قرابت یا اور کسی وجہ سے وارث نہ ہوں۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند قتادہ تک صحیح ہے اور اثر موقوف ہے ابن الجوزی نے ناسخ القران ص: ١٩٣ پر اس کو ذکر کیا ہے نیز دیکھئے: تفسير الطبری (١١٧/٣) تفسیر آیت مذکوره۔

3294۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ فَنَسَخَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا أَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسَ وَالثُّلُثَ وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: (مرنے والے) کا مال اولاد کیلئے ہوتا تھا اور وصیت والدین وقرابت داروں کیلئے خاص تھی اس میں سے جو اللہ نے چاہا منسوخ کر دیا چنانچہ مرد کیلئے عورت کا ڈبل حصہ رکھا اور والدین میں سے ہر ایک کیلئے چھٹا اور تیسرا حصہ مقرر کر دیا اور بیوی کیلئے آٹھواں اور چوتھا حصہ اور شوہر کیلئے آدھا اور چوتھا حصہ مقرر فرمایا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٢٧٤٧، ٦٧٣٩) البيهقی ٢٦٣/٦ وناسخ القران (١٨٧)۔

توضیح: ......ان تمام حصص کی تفصیل آیت ﴿يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ...﴾ (نساء: ٤/ ١١) میں موجود ہے اور تفصیل کتاب الفرائض میں گذر چکی ہے۔

3295۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عِكْرِمَةَ وَالْحَسَنِ ﴿إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ﴾ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ كَذٰلِكَ حَتّٰى نَسَخَتْهَا آيَةُ

الْمِيْرَاثِ .

(ترجمہ) عکرمہ اور حسن سے مروی ہے کہ اس آیت: ﴿إِنْ تَـرَكَ خَيْـرًا الْـوَصِيَّةُ لِلْـوَالِـدَيْنِ وَالْأَقْـرَبِيْـنَ ....﴾ (بقرہ: ۲/ ۱۸۰) کے بموجب وصیت جاری وساری تھی کہ آیت المیراث ﴿يُوصِيكُمُ اللّٰهُ ....﴾ (نساء ٤/ ١١) نے وصیت کو وارثین کے لئے منسوخ کر دیا۔

توضیح: ......یعنی اب والدین اور قرابت داروں کے لئے جو وارث ہوں وصیت کرنا جائز نہیں رہا اور یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

(**تخریج**) اس کی سند صحیح ہے دیکھئے: تفسیر طبری آیت مذکورہ (۲/ ۱۱۹) ابوتمیلہ کا نام واضح بن یحییٰ اور یزید: ابن ابی سعید نحوی ہیں۔

فائدہ: ......ان تمام آثار واحادیث سے واضح ہوا کہ وارث کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔

[29]..... بَاب الْوَصِيَّةِ لِلْغَنِيِّ

مال دار کے لئے وصیت کرنے کا بیان

3296۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ أَوْصَى وَلَهُ أَخٌ مُوْسِرٌ أَيُوْصِي لَهُ؟ قَالَ نَعَمْ وَإِنْ كَانَ رَبَّ عِشْرِينَ أَلْفًا ثُمَّ قَالَ وَإِنْ كَانَ رَبَّ مِائَةِ أَلْفٍ فَإِنَّ غِنَاهُ لَا يَمْنَعُهُ الْحَقَّ .

(ترجمہ) حمید سے مروی ہے، حسن (رحمہ اللہ) سے پوچھا گیا کوئی آدمی اپنے مال دار بھائی کے لئے وصیت کر سکتا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں کر سکتا ہے چاہے وہ بھائی بیس ہزار کا مالک ہو پھر کہا یا ایک لاکھ کا مالک ہو اس کی مال داری اس حق سے محروم نہ کرے گی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: سنن سعيد بن منصور (۳۷۸) من طريق هشيم قال أخبرنا حميد الطويل بهذا الاسناد۔

تشریح: ......معلوم ہوا کہ وارث کی مال داری کے باوجود کسی بھی غیر وارث شخص کے لئے وصیت کی جا سکتی ہے۔ اور وہ وصیت کے اس مال کو مالدار ہونے کے باوجود لے سکتا ہے۔

[30]..... بَاب الرَّجُلِ يُوصِي لِفُلَانٍ فَإِنْ مَاتَ فَلِفُلَانٍ

کوئی آدمی اس طرح وصیت کرے کہ یہ فلاں کے لئے ہے وہ مر جائے تو فلاں کے لئے

3297۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فِي رَجُلٍ قَالَ سَيْفِي لِفُلَانٍ فَإِنْ مَاتَ فُلَانٌ فَلِفُلَانٍ فَإِنْ مَاتَ فُلَانٌ فَمَرْجِعُهُ إِلَيَّ قَالَا هُوَ لِلْأَوَّلِ ۔قَالَ وَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُمْضَى كَمَا قَالَ .

(ترجمہ) حسن اور سعید بن المسیب (رحمہما اللہ) نے کہا: کوئی آدمی یہ کہے کہ میری تلوار فلاں آدمی کے لئے ہے اور اگر وہ مرجائے تو فلاں کے لئے اگر وہ بھی مرجائے تو میری طرف لوٹ آئے گی، دونوں نے کہا وہ پہلے آدمی کے لئے ہوگی، اور حمید بن عبدالرحمٰن نے کہا جس طرح وصیت کی ہے ویسے ہی جاری ہوگی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۰۸۰۷، ۱۰۸۰۸، ۱۰۸۰۹)۔

3298۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَنَّ عُرْوَةَ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُعْطِي الرَّجُلَ الْعَطَاءَ فَيَقُولُ هُوَ لَكَ فَإِذَا مُتَّ فَلِفُلَانٍ فَإِذَا مَاتَ فُلَانٌ فَلِفُلَانٍ وَإِذَا مَاتَ فُلَانٌ فَمَرْجِعُهُ إِلَيَّ قَالَ يُمْضَى كَمَا قَالَ وَإِنْ كَانُوا مِائَةً.

(ترجمہ) ہشام بن عروۃ نے بیان کیا کہ عروہ نے کہا: کوئی آدمی کسی آدمی کو عطیہ دے اور کہے کہ یہ تمہارے لئے ہے تم فوت ہو گئے تو فلاں کے لئے اور فلاں آدمی بھی فوت ہو گیا تو فلاں کے لئے ہے اور وہ بھی مر گیا تو میری طرف لوٹ آئے گا، عروہ نے کہا: جیسے کہا ہے وصیت نافذ ہوگی چاہے سو آدمی کیوں نہ ہوں۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۰۸۱۰)۔

[31]..... بَابٌ فِي الرَّجُلِ يُوصِي لِغَيْرِ قَرَابَتِهِ
کوئی آدمی اپنے غیر رشتے دار کے لئے وصیت کرے تو؟

3299۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَةُ بْنُ هِشَامٍ الرَّاسِبِيُّ وَكَثِيرُ بْنُ مَعْدَانَ قَالَا سَأَلْنَا سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنِ الرَّجُلِ يُوصِيْ فِيْ غَيْرِ قَرَابَتِهِ فَقَالَ سَالِمٌ هِيَ حَيْثُ جَعَلَهَا قَالَ فَقُلْنَا إِنَّ الْحَسَنَ يَقُولُ يُرَدُّ عَلَى الْأَقْرَبِينَ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ وَقَالَ قَوْلًا شَدِيْدًا.

(ترجمہ) شیبہ بن ہشام راسبی اور کثیر بن معدان دونوں نے کہا: ہم نے سالم بن عبداللہ سے پوچھا کوئی آدمی اپنے غیر رشتے دار کے لئے وصیت کرتا ہے؟ سالم نے کہا: جیسے کہا نافذ ہوگی، ہم نے کہا: حسن تو ایسی وصیت کو رشتے داروں کی طرف لوٹا دیتے ہیں، اس پر سالم نے سخت نکیر کی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے اور ابن ابی شیبہ نے متفرق مقامات پر اسے روایت کیا ہے دیکھئے: (۱۰۸۲۵، ۱۰۸۲۷، ۱۰۸۳۱، ۱۰۸۳٤) وابن منصور (۳۵۵)۔

3300۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الْحَسَنِ قَالَ إِذَا أَوْصَى الرَّجُلُ فِي قَرَابَتِهِ فَهُوَ لِأَقْرَبِهِمْ بِبَطْنٍ الذَّكَرُ وَالْأُنْثَى فِيهِ سَوَاءٌ.

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: جب کوئی آدمی کسی قرابت دار کے لئے وصیت کرے تو وہ قبیلے میں سب سے قریب کے لئے ہے اور مرد و عورت اس میں سب برابر ہیں۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند عمرو بن عبید معتزلی کی وجہ سے ضعیف ہے اسی طرح کی روایت (۳۲۶۵) میں گذر چکی ہے۔

[32]..... بَاب إِذَا قَالَ أَحَدُ غُلَامَيَّ حُرٌّ وَلَمْ يُبَيِّنْ

جب کوئی شخص اس طرح وصیت کرے: میرے غلاموں میں سے ایک میرے مرنے کے بعد آزاد ہے

3301۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي رَجُلٍ قَالَ أَحَدُ غُلَامَيَّ حُرٌّ ثُمَّ مَاتَ وَلَمْ يُبَيِّنْ قَالَ الْوَرَثَةُ بِمَنْزِلَتِهِ يُعْتِقُونَ أَيَّهُمَا أَحَبُّوا.

(ترجمہ) شعبی (رحمہ اللہ) نے کہا: کوئی آدمی یہ کہے میرے دو غلاموں میں سے ایک آزاد ہے اور تعیین کرنے سے پہلے وہ مرجائے تو شعبی نے کہا اس وصیت کرنے والے کے وارث اس کی جگہ لیں گے اور ان دونوں میں سے جس کو اچھا جانیں آزاد کردیں گے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند شعبی تک ابوبکر بن عیاش کی وجہ سے حسن ہے اور مطرف: ابن طریف ہیں، اس سیاق سے یہ روایت کہیں نہیں ملی اس کے ہم معنی ابن ابی شیبہ (۱۱۰۱۴، ۱۱۰۱۷) میں ہے۔ بعض روایات میں أَحَبُّوا کی جگہ: خَيَّرَ ہے۔

[33]..... بَاب إِذَا أَوْصَى بِالْعِتْقِ فِي مَرَضِهِ ثُمَّ بَرَأَ

جب کوئی آدمی بیماری میں آزادی کی وصیت کرے پھر تندرست ہو جائے؟

3302۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ فِي مَرَضِهِ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَعَبْدِي فُلَانٌ حُرٌّ وَلَمْ يَقُلْ إِنْ حَدَثَ بِي حَدَثٌ فَبَرَأَ قَالَ هُوَ مَمْلُوكٌ.

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) سے مروی ہے ایک آدمی نے بیماری کے دوران کہا: فلاں کے لئے اتنا اور فلاں کے لئے اتنا ہے اور میرا فلاں غلام آزاد ہے اور یہ نہیں کہا کہ اگر میرے ساتھ کوئی حادثہ ہو جائے تب ایسا ہے پھر وہ صحت یاب ہو گیا، حسن نے کہا: وہ غلام بدستور غلام رہے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: سنن سعيد بن منصور (۳۷۵)۔

[34]..... بَاب إِذَا أَعْتَقَ غُلَامَهُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَلَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ

کوئی آدمی اپنے غلام کو اپنی موت کے وقت آزاد کردے اور اس کا کوئی اور مال نہ ہو

3303۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ فِي رَجُلٍ أَعْتَقَ غُلَامَهُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَلَيْسَ لَهُ غَيْرُهُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ قَالَ يَسْعَى لِلْغُرَمَاءِ فِي ثَمَنِهِ.

(ترجمہ) شعبی نے اس شخص کے بارے میں کہا جو اپنی موت کے وقت اپنے غلام کو آزاد کردے، اور اس کے پاس غلام کے علاوہ اور کوئی مال بھی نہ ہو اور اس کے اوپر قرض بھی ہو شعبی نے کہا: اپنی قیمت کے مطابق وہ قرض خواہوں کے لئے محنت مزدوری کرے گا۔

(**تخریج**) ابوبکر بن عیاش کی وجہ سے اس اثر کی سند حسن ہے دیکھئے: عبدالرزاق (۱۶۷۶۰) ابن منصور (۴۱۴)،

(٤١٦)۔

3304۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ رَجُلًا اشْتَرَى عَبْدًا بِتِسْعِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَأَعْتَقَهُ وَلَمْ يَقْضِ ثَمَنَ الْعَبْدِ وَلَمْ يَتْرُكْ شَيْئًا فَقَالَ عَلِيٌّ يَسْعَى الْعَبْدُ فِي ثَمَنِهِ .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) سے مروی ہے: ایک آدمی نے سات سو درہم میں غلام خریدا پھر اسے آزاد کر دیا اور غلام کی قیمت بھی ادا نہیں کی اور کوئی اور مال بھی نہیں چھوڑا علی (رضی اللہ عنہ) نے اس بارے میں کہا: اپنی قیمت کے مطابق غلام محنت مزدوری کرے گا۔ (یعنی اتنی قیمت ادا کر کے آزاد ہو جائے گا)۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے اور ابوالولید کا نام ہشام بن عبدالملک الطیالسی ہے دیکھئے، عبدالرزاق (١٦٧٦٦) ابن منصور (٤١٥)۔

[35]..... بَابِ مَنْ قَالَ الْمُدَبَّرُ مِنَ الثُّلُثِ

جن علماء نے یہ کہا: کہ مدبر صرف ثلث میں سے آزاد ہوگا

3305۔ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ شَرِيكٍ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ الْمُدَبَّرُ مِنَ الثُّلُثِ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: غلام مدبر (میت کے) صرف ثلث ایک تہائی میں سے آزاد ہوگا۔

(**تخریج**) اشعث بن سوار کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے دیکھئے: ابن ماجه (٢٥١٤) البيهقي (٣١٤/١٠) عن طريق علي بن ظبيان وهو ضعيف۔

تشریح: ......غلام مدبر وہ غلام یا لونڈی ہے جس کو مالک نے کہا ہو کہ میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو اس کے احکام پیچھے گذر چکے ہیں یہاں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ میت کے تہائی مال سے ہی وہ غلام آزاد ہوگا چاہے کل ہو یا جزء۔

3306۔ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ الْمُدَبَّرُ مِنَ الثُّلُثِ .

(ترجمہ) ابراہیم (رحمہ اللہ) نے کہا: مدبر تہائی مال سے آزاد ہوگا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند حسن ہے دیکھئے: ابن ابی شيبه (١٩١١) ابن منصور (٤٦٩)۔

3307۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ كَثِيرٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ الْمُعْتَقُ عَنْ دُبُرٍ مِنَ الثُّلُثِ .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: موت کے بعد آزاد کیا جانے والا غلام تہائی مال سے آزاد ہوگا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند حسن تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شيبه (١٩٠٨) ابن منصور (٤٧٣)۔

3308۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ الْمُعْتَقَةُ عَنْ دُبُرٍ وَوَلَدُهَا مِنَ الثُّلُثِ .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: مدبر لونڈی اور اس کا بچہ تہائی مال میں سے آزاد ہوں گے۔

(تخریج) یہ اثر صحیح ہے تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

3309۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ مَنْصُورٌ أَخْبَرَنِى عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ الْمُعْتَقُ عَنْ دُبُرٍ مِنَ الثُّلُثِ .

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: غلام مدبر میت کے تہائی مال سے آزاد ہوگا۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

3310۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِى عَبْدِ اللّٰهِ الشَّقَرِىِّ وَأَبِى هَاشِمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ الْمُدَبَّرُ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ .

(ترجمہ) ابراہیم نے کہا: غلام مدبر میت کے پورے مال سے آزاد ہوگا۔

(تخریج) اس اثر کی سند میں ابوعبداللہ شقری ہیں تستری محرف ہے ابراہیم تک اس کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن منصور (٤٧٠)

3311۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِى بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ الْمُعْتَقُ عَنْ دُبُرٍ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ قَالَ سُئِلَ أَبُو مُحَمَّد بِأَيِّهِمَا تقُولُ قَالَ مِنَ الثُّلُثِ .

(ترجمہ) سعید بن جبیر (رحمہ اللہ) نے کہا: موت کے بعد آزاد ہونے والا غلام کل مال سے آزاد ہوگا راوی نے کہا: امام ابومحمد دارمی سے پوچھا گیا آپ کی کیا رائے ہے؟ کہا: تہائی مال سے آزاد ہوگا۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے ابوعوانہ: وضاح یشکری اور ابوبشر جعفر بن ایاس ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٩١٥) ابن منصور (٤٧٤)۔

تشریح: ...... آخر کے دو قول یہ ہیں کہ مدبر پورے مال سے آزاد ہوگا باقی تمام اقوال یہ ہیں کہ ثلث مال سے آزاد ہوگا امام دارمی نے بھی اس قول کو ترجیح دی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی مال اور غلام چھوڑے جس کو مدبر کیا ہو اگر اس کی قیمت ایک ثلث کے برابر ہو تو وہ آزاد ہوگا اس سے زیادہ ہو تو بقدر ثلث آزاد ہوگا اور باقی دو ثلث ورثاء میں تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

[36]..... بَاب مَنْ قَالَ لَا تَشْهَدْ عَلَى وَصِيَّةٍ حَتَّى تُقْرَأَ عَلَيْكَ

وصیت پر اس وقت تک گواہ نہ بنو جب تک کہ پڑھ نہ لو

3312۔ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَا تَشْهَدْ عَلَى وَصِيَّةٍ حَتَّى تُقْرَأَ عَلَيْكَ وَلَا تَشْهَدْ عَلَى مَنْ لَا تَعْرِفُ .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: کسی وصیت پر گواہ نہ بنو یہاں تک کہ وہ تم کو سنائی جائے، اور جس کو جانتے نہیں اس کی گواہی نہ دو۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے اور مخلد: ابن الحسین ہیں، اس کے ہم معنی ابن ابی شیبہ (١٨٠٩١) نے روایت کیا ہے۔

تشریح: ...... امیر المومنین عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں مروی ہے وہ سورج کی طرف اشارہ کر کے فرماتے

تھے علی مثل ہذہ اشہد سورج کی طرح واضح چیز کی گواہی دو اور جھوٹی گواہی سے شریعت نے روکا ہے اَلا وشہادۃ الزور۔ اور قرآن پاک میں ہے: ﴿وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ (الحج: ۱۷/ ۳۰) یعنی جھوٹی گواہی دینے سے بچو۔ واللہ اعلم۔

[37]..... بَاب مَنْ أَوْصٰى لِأُمَّهَاتِ أَوْلَادِهِ

اولاد کی ماؤں کے لئے وصیت کرنے کا بیان

3313۔ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَوْصٰى لِأُمَّهَاتِ أَوْلَادِهِ بِأَرْبَعَةِ آلَافٍ أَرْبَعَةِ آلَافٍ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے اپنی اولاد کی ماؤں کے لئے چار ہزار کی وصیت کی ان میں سے ہر ایک عورت کے لئے چار ہزار کی۔

تخریج اس اثر کے رجال ثقات ہیں لیکن سند میں انقطاع ہے حسن کا لقاء عمر (رضی اللہ عنہ) سے ثابت نہیں دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۰۲۱) عبدالرزاق (۱٦٤٥٨) ابن منصور (٤٣٨)۔

تشریح: ..... امہات اولادہ سے مراد وہ لونڈیاں ہیں جن سے ان کا مالک جماع کرے اور ان سے اولاد ہو جائے، ان کے لئے کوئی حصہ مقرر نہیں ہے، اس لئے وصیت میں ان کے لئے مالک کچھ حصہ مقرر کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم

[38]..... بَاب وَصِيَّةِ الْغُلَامِ

نوعمر لڑکے کی وصیت کا بیان

3314۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنَّهُ أَجَازَ وَصِيَّةَ ابْنِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً .

(ترجمہ) عمر بن عبدالعزیز (رحمہ اللہ) نے تیرہ سال کے لڑکے کی وصیت کو جائز قرار دیا۔

تخریج اس اثر کی سند حسن ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۰۸۹۸) عبدالرزاق (۱٦٤۱٦، ۱٦٤۱۹)

3315۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ أَوْصٰى غُلَامٌ مِنَ الْحَيِّ ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ فَقَالَ شُرَيْحٌ إِذَا أَصَابَ الْغُلَامُ فِي وَصِيَّتِهِ جَازَتْ . قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ يُعْجِبُنِي وَالْقُضَاةُ لَا يُجِيزُوْنَ .

(ترجمہ) ابواسحاق نے کہا: ایک قبیلے کے سات سالہ لڑکے نے وصیت کی تو قاضی شریح نے کہا: اگر وصیت صحیح ہے تو جائز ہے۔ امام دارمی نے کہا: یہ رائے مجھے پسند ہے لیکن قاضی حضرات اس کو جائز نہیں گردانتے ہیں۔

تخریج اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۰۹۰٤) عبدالرزاق (۱٦٤۱٤) ابن منصور (٤٣٤) اخبار القضاۃ (۲/ ۲٦٤)۔

3316۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا يُونُسُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ أَنَّهُ شَهِدَ شُرَيْحًا أَجَازَ وَصِيَّةَ عَبَّاسِ بْنِ

إِسْمٰعِيلَ بْنِ مَرْثَدٍ لِظِئْرِهِ مِنْ أَهْلِ الْحِيرَةِ وَعَبَّاسٌ صَبِيٌّ .

(ترجمہ) ابواسحاق بن اسماعیل نے بیان کیا کہ وہ شریح کے پاس تھے انہوں نے عباس بن اسماعیل بن مرثد کی اہل حیرہ کی دایہ کے لئے وصیت کو جائز قرار دیا، اس وقت عباس بچے تھے۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

3317- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَنْبَأَنَا يُونُسُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ قَالَ شُرَيْحٌ إِذَا اتَّقَى الصَّبِيُّ الرَّكِيَّةَ جَازَتْ وَصِيَّتُهُ .

(ترجمہ) ابواسحاق نے کہا: قاضی شریح نے کہا: جب بچہ کنویں (میں گرنے) سے بچنے لگ جائے تو اس کی وصیت جائز ہے۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: سابق ولا حق اور ابن ابی شیبه (١٠٩٠٦)۔

توضیح:......یعنی جب اس بچے کے اندر اچھے برے اور نفع ونقصان کا شعور پیدا ہو جائے تو اس کی وصیت قابل عمل ہے۔

3318- حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ أَنَّ غُلَامًا مِنْهُمْ حِينَ ثُغِرَ يُقَالُ لَهُ مَرْثَدٌ أَوْصَى لِظِئْرٍ لَهُ مِنْ أَهْلِ الْحِيرَةِ بِأَرْبَعِينَ دِرْهَمًا فَأَجَازَهُ شُرَيْحٌ وَقَالَ مَنْ أَصَابَ الْحَقَّ أَجَزْنَاهُ .

(ترجمہ) ابواسحاق سے مروی ہے کہ ان کے قبیلے کے ایک لڑکے نے جس کا نام مرثد تھا اور اس کے (دودھ کے) دانت گر گئے تھے اس نے اہل حیرہ میں سے اپنی دایہ کے لئے چالیس درہم کی وصیت کی قاضی شریح نے اس کو جائز قرار دیا اور فرمایا: جو کوئی حق بات کہے ہم نے اس کو جائز قرار دیا۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١٠٩٠٥) اخبار القضاة ٣٧٠/٢ عبدالرزاق (١٦٤١٢، ١٦٤١٣)۔

3319- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ غُلَامًا بِالْمَدِينَةِ حَضَرَهُ الْمَوْتُ وَوَرَثَتُهُ بِالشَّامِ وَأَنَّهُمْ ذَكَرُوا لِعُمَرَ أَنَّهُ يَمُوتُ فَسَأَلُوهُ أَنْ يُوصِيَ فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يُوصِيَ فَأَوْصَى بِبِئْرٍ يُقَالُ لَهَا بِئْرُ جُشَمَ وَإِنَّ أَهْلَهَا بَاعُوهَا بِثَلَاثِينَ أَلْفًا ذَكَرَ أَبُو بَكْرٍ أَنَّ الْغُلَامَ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِينَ أَوْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ .

(ترجمہ) ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے خبر دی کہ مدینہ میں ایک لڑکے کی موت کا وقت قریب آیا، اس کے وارثین شام میں تھے، لوگوں نے عمر (رضی اللہ عنہ) سے اس کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ وہ قریب الموت ہے کیا وصیت کر سکتا ہے؟ عمر (رضی اللہ عنہ) نے حکم دیا کہ وہ وصیت کر سکتا ہے چنانچہ اس نے ایک کنواں جس کو بیر جشم کہا جاتا تھا اس کی وصیت کی جس کو اس کے مالکان نے تیس ہزار میں بیچا تھا۔

ابوبکر نے ذکر کیا اس لڑکے کی عمر دس یا بارہ سال تھی۔

(**تخریج**) اس اثر کے رواۃ ثقات ہیں لیکن ابوبکر بن محمد کا لقاء عمر (رضی اللہ عنہ) سے ثابت نہ ہونے کی وجہ سے سند میں انقطاع ہے۔ دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٠٨٩٦) عبدالرزاق (١٦٤١١) المؤطا: فی الوصیة باب جواز وصیة الصغیر، البیہقی (٢٨٢/٦) ابن حزم (٣٣٠/٩)۔

3320۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ يَجُوْزُ وَصِيَّةُ الصَّبِيِّ فِيْ مَالِهِ فِيْ الثُّلُثِ فَمَا دُوْنَهُ وَإِنَّمَا يَمْنَعُهُ وَلِيُّهُ ذٰلِكَ فِيْ الصِّحَّةِ رَهْبَةَ الْفَاقَةِ عَلَيْهِ فَأَمَّا عِنْدَ الْمَوْتِ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَمْنَعَهُ.

(ترجمہ) ابراہیم (رحمہ اللہ) نے کہا: بچے کی اپنے مال میں تہائی یا اس سے کم کی وصیت جائز ہے، اور بحالت صحت اس کا ولی اس بچے کو فقر و فاقہ کے ڈر سے وصیت سے روک سکتا ہے، لیکن موت کے وقت اس کو وصیت سے روکنے کا اختیار نہیں ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند ابراہیم تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٠٩١٠) وعبدالرزاق (١٦٤٢٤) وابن منصور (٤٣٦)۔

3321۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ وَأَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِيْنَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّهُ أُتِيَ فِيْ جَارِيَةٍ أَوْصَتْ فَجَعَلُوْا يُصَغِّرُوْنَهَا فَقَالَ مَنْ أَصَابَ الْحَقَّ أَجَزْنَاهُ.

(ترجمہ) ابن سیرین سے مروی ہے عبداللہ بن عتبہ کے پاس ایک بچی لائی گئی جس نے وصیت کی تھی لوگوں نے اس کو چھوٹی سمجھا، لیکن انہوں نے کہا: جس شخص نے صحیح بات کی ہم اس کو جائز سمجھتے ہیں۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند عبداللہ بن عتبہ تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٠٨٩٩) عبدالرزاق (١٦٤١٥) ابن منصور (٤٣٢، ٤٣٣)۔

3322۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ أَنَّ سُلَيْمًا الْغَسَّانِيَّ مَاتَ وَهُوَ ابْنُ عَشْرٍ أَوْ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَوْصَى بِبِئْرٍ لَهُ قِيمَتُهَا ثَلَاثُوْنَ أَلْفًا فَأَجَازَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.

قَالَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ النَّاسُ يَقُوْلُوْنَ عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ.

(ترجمہ) ابوبکر سے مروی ہے کہ سلیم غسانی کا انتقال ہوا اس وقت ان کی عمر دس یا بارہ سال تھی انہوں نے اپنے کنویں کی وصیت کی جس کی قیمت تیس ہزار تھی، عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے اس کو جائز قرار دیا۔

امام دارمی نے کہا: سلیم غسانی کو لوگ عمرو بن سلیم کہتے ہیں (یعنی صحیح عمرو بن سلیم ہے نہ کہ سلیم غسانی)

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں انقطاع ہے عمرو بن سلیم عمر (رضی اللہ عنہ) کے عہد میں نہ تھے دیکھئے: عبدالرزاق (١٦٤٠٩)۔

3323۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنَيْهِ عَبْدِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٍ ابْنَيْ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْهِمَا مِثْلَ ذٰلِكَ غَيْرَ أَنَّ أَحَدَهُمَا قَالَ ابْنُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَقَالَ الْآخَرُ قَبْلَ أَنْ يَحْتَلِمَ قَالَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنَيْهِ يَعْنِيْ ابْنَيْ أَبِيْ بَكْرٍ.

(ترجمہ) عبداللہ اور محمد نے اپنے والد ابوبکر (بن محمد بن عمرو بن حزم) سے اسی طرح روایت کیا (جیسا اوپر گذرا) سوائے اس کے کہ ان دونوں میں سے ایک نے کہا: اس لڑکے کی عمر تیرہ سال تھی، اور دوسرے نے کہا: بالغ ہونے سے پہلے (وصیت کی)۔

امام دارمی نے کہا: عن ابنیہ اس سے مراد ابوبکر کے دونوں بیٹے (عبداللہ اور محمد) ہیں۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں انقطاع ہے ابوبکر کا لقاء عمر (رضی اللہ عنہ) سے ثابت نہیں ہے حوالہ اوپر گذر چکا ہے۔

فائدہ: ......ان تمام آثار سے معلوم ہوا کہ بچے کی وصیت اگر معقول اور صحیح ہے تو نافذ العمل ہوگی۔ واللہ اعلم۔

[39]..... بَاب مَنْ قَالَ لَا يَجُوزُ
جن علماء نے کہا بچے کی وصیت قابل عمل نہ ہوگی

3324- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ وَصِيَّتُهُ لَيْسَتْ بِجَائِزَةٍ إِلَّا مَا لَيْسَ بِذِي بَالٍ يَعْنِي الْغُلَامَ قَبْلَ أَنْ يَحْتَلِمَ.

(ترجمہ) معمر نے روایت کیا (امام) زہری (رحمہ اللہ) کہتے تھے (بچے کی) وصیت جائز نہیں ہے سوائے اس چیز کے جس کی حیثیت نہ ہو۔ یعنی بلوغت سے پہلے لڑکے کی وصیت نافذ العمل نہ ہوگی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٠٩١٠) عبدالرزاق (١٦٤١٧)۔

3325- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَا يَجُوزُ طَلَاقُ الْغُلَامِ وَلَا وَصِيَّتُهُ وَلَا هِبَتُهُ وَلَا صَدَقَتُهُ وَلَا عَتَاقَتُهُ حَتَّى يَحْتَلِمَ.

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: بچے کی طلاق جائز ہے نہ اس کی وصیت، ہدیہ، صدقہ، نہ آزادی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند حسن تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٠٩٠٩) عبدالرزاق (١٦٤٢٥) ابن منصور (٤٣٥)

3326- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا يَجُوزُ طَلَاقُ الصَّبِيِّ وَلَا عِتْقُهُ وَلَا وَصِيَّتُهُ وَلَا شِرَاؤُهُ وَلَا بَيْعُهُ وَلَا شَيْءٌ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: نہ بچے کی طلاق جائز ہے نہ آزاد کرنا اور نہ اس کی وصیت، نہ خرید وفروخت اور نہ کوئی اور چیز۔

(**تخریج**) حجاج بن ارطاۃ کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٠٩٠٨) عبدالرزاق (١٦٤٢١)۔

3327- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ لَا يَجُوزُ طَلَاقٌ وَلَا وَصِيَّةٌ إِلَّا فِي عَقْلٍ إِلَّا النَّشْوَانَ يَعْنِي السَّكْرَانَ فَإِنَّهُ يَجُوزُ طَلَاقُهُ وَيُضْرَبُ ظَهْرُهُ.

(ترجمہ) حمید بن عبدالرحمٰن حمیری نے کہا: طلاق اور وصیت سمجھداری میں جائز ہے (یعنی بچپن میں جائز نہیں) سوائے نشیل چیوں کے اس کی طلاق جائز ہے (یعنی طلاق دے تو طلاق پڑ جائے گی) اور اس کو کوڑے لگائے جائیں گے۔

(**تخریج**) حمید تک اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١٠٨٨٢)۔

[40]..... بَاب إِذَا أَوْصَى بِعِتْقِ عَبْدٍ لَهُ آبِقٍ

کوئی شخص اپنے بھاگے ہوئے غلام کی آزادی کی وصیت کرے

3328۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَأَلْتُ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُعَاوِيَةَ بْنَ قُرَّةَ عَنْ رَجُلٍ قَالَ فِي وَصِيَّتِهِ كُلُّ مَمْلُوكٍ لِي حُرٌّ وَلَهُ مَمْلُوكٌ آبِقٌ فَقَالَا هُوَ حُرٌّ و قَالَ الْحَسَنُ وَإِيَاسٌ وَبَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ لَيْسَ بِحُرٍّ .

(ترجمہ) یحییٰ بن ابی اسحاق نے کہا: میں نے قاسم بن عبدالرحمٰن اور معاویہ بن قرہ سے ایسے آدمی کی وصیت کے بارے میں پوچھا جو کہے میرے تمام غلام آزاد ہیں اور اس کا ایک غلام بھاگا ہوا بھی ہو، ان دونوں نے جواب دیا کہ وہ بھی آزاد ہوگا، اور حسن وایاس وبکر بن عبداللہ نے کہا وہ آزاد نہ ہوگا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے لیکن کہیں اور یہ روایت نہیں ملی۔

[41]..... بَاب الْوَصِيَّةِ إِلَى النِّسَاءِ

عورتوں کے لئے وصیت کا بیان

3329۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْعُمَرِيُّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ أَوْصَى إِلَى حَفْصَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے ام المومنین حفصہ (رضی اللہ عنہا) کے لئے وصیت کی تھی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند حسن ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١٠٨١٩)۔

[42]..... بَاب الْوَصِيَّةِ لِأَهْلِ الذِّمَّةِ

اہل الذمہ کے لئے وصیت کا بیان

3330۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ صَفِيَّةَ أَوْصَتْ لِنَسِيبٍ لَهَا يَهُودِيٍّ .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ (ام المومنین) صفیہ (رضی اللہ عنہا) نے اپنے ایک یہودی رشتے دار کے لئے وصیت کی۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند ابن عمر (رضی اللہ عنہما) تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١٠٨١٢) عبدالرزاق (١٩٣٤٢) البیهقی (٢٨١/٦)۔

3331۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ أَوْصَى غُلَامٌ مِنَ الْحَيِّ يُقَالُ لَهُ عَبَّاسُ بْنُ مَرْثَدٍ ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ لِظِئْرٍ لَهُ يَهُودِيَّةٍ مِنْ أَهْلِ الْحِيرَةِ بِأَرْبَعِينَ دِرْهَمًا فَقَالَ شُرَيْحٌ إِذَا أَصَابَ الْغُلَامُ فِي وَصِيَّتِهِ

جَازَتْ وَإِنَّمَا أَوْصَى لِذِيْ حَقٍّ . قَالَ أَبُوْ مُحَمَّد أَنَا أَقُوْلُ بِهِ .

(ترجمہ) ابواسحاق نے کہا: قبیلے کے ایک سات سالہ لڑکے نے جس کا نام عباس بن مرثد تھا اپنی اہل حیرۃ میں سے یہودی دایہ کے لئے چالیس درہم دینے کی وصیت کی، تو قاضی شریح نے کہا: جب لڑکا اپنی وصیت میں حق بجانب ہو تو وہ وصیت جائز ہے اس نے صاحب حق کے لئے ہی وصیت کی۔

امام ابومحمد دارمی نے فرمایا: میں بھی یہی کہتا ہوں۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند ابواسحاق تک صحیح ہے تخریج رقم (۳۳۱۶) میں گذر چکی ہے۔

تشریح:......اہل ذمہ وہ غیر مسلم ہیں جو اسلامی حکومت کے زیر امان ہوں اگر ان کا کوئی رشتہ دار مسلمان ہو تو وہ ان کے لئے وصیت کر سکتا ہے اور یہ وصیت جاری وساری ہوگی جیسا کہ ام المومنین صفیہ (رضی اللہ عنہا) اور عباس بن مرثد کے یہودی کو وصیت دینے سے پتہ چلتا ہے۔ واللہ اعلم

[43]..... بَاب فِي الْوَقْفِ ..... وقف کا بیان

3332- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ الزُّبَيْرَ جَعَلَ دُوْرَهُ صَدَقَةً عَلَى بَنِيْهِ لَا تُبَاعُ وَلَا تُوَرَّثُ وَأَنَّ لِلْمَرْدُوْدَةِ مِنْ بَنَاتِهِ أَنْ تَسْكُنَ غَيْرَ مُضِرَّةٍ وَلَا مُضَارٍّ بِهَا فَإِنْ هِيَ اسْتَغْنَتْ بِزَوْجٍ فَلَا حَقَّ لَهَا .

(ترجمہ) ہشام نے اپنے والد (عروہ بن الزبیر) سے روایت کیا کہ زبیر بن العوام (رضی اللہ عنہ) نے اپنے گھروں کو اپنے بیٹوں کے لئے وقف کر دیا اور یہ شرط لگا دی کہ نہ وہ بیچے جائیں اور نہ وراثت میں تقسیم کئے جائیں اور اپنی ایک طلاق شدہ لڑکی سے کہا کہ وہ اس میں قیام کریں اور اس گھر کو نقصان نہ پہنچائیں اور نہ کوئی اور اس میں نقصان کرے اور خاوند والی بیٹی کو اس گھر میں رہنے کا حق نہیں۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے ابواسامۃ حماد بن اسامہ ہیں دیکھئے: ابن ابی شیبه (۹۷٤) البیهقی ٦/ ١٦٦ نیز امام بخاری نے اس کو تعلیقا كتاب الوصايا باب اذا وقف ارضا...... میں حدیث (۲۷۷۸) سے پہلے ذکر کیا ہے۔

تشریح:......اصل چیز کو بیع وراثت یا ہبہ سے محفوظ کر لینا اور اس کی آمدنی کسی خاص مد کیلئے فی سبیل اللہ متعین کرنا وقف کہلاتا ہے، یعنی اسے فروخت یا ہبہ کرنے یا بطور ترکہ ورثاء میں تقسیم کرنا درست نہیں۔ اولاد کے لئے بھی وقف صحیح ہے جیسا کہ مذکور بالا اثر میں زبیر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے گھر کو اپنے بیٹوں کے لئے وقف کیا۔ واللہ اعلم۔

[44]..... بَاب إِذَا مَاتَ الْمُوصَى لَهُ قَبْلَ الْمُوصِي

وصیت کرنے والے سے پہلے اگر موصی لہ کا انتقال ہو جائے

3333- حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا الْوَلِيْدُ عَنْ حَفْصٍ عَنْ مَكْحُولٍ فِي الرَّجُلِ يُوْصِي لِلرَّجُلِ

بِدَنَانِيرَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيَمُوتُ الْمُوصٰى لَهُ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ بِهَا مِنْ أَهْلِهِ قَالَ هِيَ إِلٰى أَوْلِيَاءِ الْمُتَوَفّٰى الْمُوصِي يُنَفِّذُونَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ .

(ترجمہ) مکحول (رحمہ اللہ) سے مروی ہے: کوئی آدمی کسی شخص کیلئے اللہ کے راستے میں دنانیر خرچ کرنے کی وصیت کرے اور جس کو وصیت کی اس کا وصیت کرنے والے سے پہلے انتقال ہو جائے؟ انہوں نے کہا: وصیت کرنے والے کے وارثین کے ہاتھ سے نکلنے سے پہلے ایسی وصیت جس کیلئے وصیت کی گئی ہے اس کے وارثین کیلئے جائز ہے۔ نیز انہوں نے کہا: مرے ہوئے کے وصیت کرنے والے وارثین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس وصیت کو فی سبیل اللہ نافذ کریں۔

(تخریج) اس اثر کی سند میں ولید بن مسلم مدلس ہیں اور عن سے روایت کی ہے۔

3334۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ فِي الرَّجُلِ يُوصِي لِلرَّجُلِ بِالْوَصِيَّةِ فَيَمُوتُ الْمُوصَى لَهُ قَبْلَ الْمُوصِي قَالَ هِيَ جَائِزَةٌ لِوَرَثَةِ الْمُوصَى لَهُ .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) سے مروی ہے: کوئی آدمی کسی شخص کے لئے وصیت کرے اور وصی سے پہلے (جس کے لئے وصیت کی ہے) وہ مر جائے حسن نے کہا: ایسی وصیت موصی لہ (یعنی جس کے لئے وصیت کی ہے) کے وارثین کے لئے جائز ہوگی۔

(تخریج) اشعث بن سوار کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے لیکن ابن منصور نے (٣٦٧) میں صحیح سند سے روایت کی ہے نیز ابن ابی شیبہ (١٠٧٨٨) نے بھی حسن رحمہ اللہ کا یہ قول ذکر کیا ہے: کہ ایسی وصیت موصی لہ کے وارثین کے لئے ہوگی۔

3335۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ السَّبِيعِيِّ قَالَ حُدِّثْتُ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ يُجِيزُهَا مِثْلَ قَوْلِ الْحَسَنِ .

(ترجمہ) ابواسحاق السبیعی نے کہا: مجھ سے بیان کیا گیا کہ علی (رضی اللہ عنہ) ایسی وصیت کو جائز قرار دیتے تھے۔ (یعنی) حسن کے قول کے مطابق انہوں نے بھی کہا ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند بھی اشعث کی وجہ سے ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٠٩٨٧)۔

تشریح: ......ان اقوال کو اگر صحیح مان لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ وصیت کرنے والے (وصی یا موصی) سے پہلے موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی ہے) مر جائے تو یہ وصیت موصی لہ کے وارثین کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ واللہ اعلم

[45]..... بَاب إِذَا أَوْصَى بِشَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ
جب کوئی آدمی فی سبیل اللہ کسی چیز کی وصیت کرے؟

3336۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوسٰى هُوَ ابْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ إِنَّ رَجُلًا أَوْصٰى إِلَيَّ وَجَعَلَ نَاقَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَيْسَ هٰذَا زَمَانًا يُخْرَجُ

إِلَى الْغَزْوِ فَأَحْمِلُ عَلَيْهَا فِي الْحَجِّ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ مِنْ سَبِيلِ اللّٰهِ .

(ترجمہ) نافع سے مروی ہے کہ ایک آدمی ابن عمر (رضی اللہ عنہما) کے پاس آیا اور کہا کہ ایک شخص نے ایک اونٹنی کو اللہ کے راستے میں دینے کی مجھے وصیت کی ہے اور یہ جہاد کا زمانہ بھی نہیں ہے کیا میں اس کو حج کے لئے بھیج سکتا ہوں؟ ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: حج اور عمرہ فی سبیل اللہ میں شامل ہیں۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٠٨٨٨) والبیھقی(٢٧٢/٦) اس کا شاہد طیالسی(٢٠٢/١) (٩٧٦) احمد(٤٠٥/٦) والحاکم فی المستدرک (٤٨٢/١) میں موجود ہے۔

3337۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا أَوْصٰى بِمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَسَأَلَ الْوَصِيُّ عَنْ ذٰلِكَ عُمَرَ فَقَالَ أَعْطِهِ عُمَّالَ اللّٰهِ قَالَ وَمَنْ عُمَّالُ اللّٰهِ قَالَ حَاجُّ بَيْتِ اللّٰهِ .

(ترجمہ) واقد بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنے مال کو فی سبیل اللہ (خرچ کرنے) کی وصیت کی جس کو وصیت کی تھی اس نے عمر (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا تو انہوں نے کہا: اس کو اللہ کے عمال کو دیدو، اس نے کہا: اللہ کے عمال کون ہیں؟ فرمایا: بیت اللہ کا حج کرنے والے۔

(**تخریج**) موسیٰ بن عبیدہ ربذی کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٠٨٨٦)

تشریح: ......عموماً فی سبیل اللہ سے مراد جہاد لیا جاتا ہے اور یہ مصارف زکاۃ میں سے بھی ہے لہٰذا کوئی شخص مطلقاً وصیت کرے کہ اس کا مال فی سبیل اللہ خرچ کیا جائے اور کسی خاص جہت کی تحدید نہ کرے تو وہ مال جنگی ساز وسامان اور ضروریات جہاد کے لئے نیز مجاہد کے اوپر چاہے وہ مال دار ہی ہو وہ مال خرچ کیا جائے گا جہاد کا موقع و محل نہ ہو تو احادیث سے ثابت ہے حج وعمرہ بھی فی سبیل اللہ میں داخل ہے اسی طرح بعض علماء کے نزدیک دعوت وتبلیغ بھی فی سبیل اللہ میں داخل ہے کیوں کہ اس سے بھی مقصد اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔

23- کتاب فضائل القرآن

قرآن کے فضائل

[1]..... بَاب فَضْلِ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ
جو قرآن پڑھے اس کی فضیلت کا بیان

3338- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ قَابُوسَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک جس آدمی کے سینے میں قرآن پاک میں سے کچھ نہیں وہ ویران گھر کے مانند ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند قابوس کی وجہ سے حسن ہے حوالہ دیکھئے: ترمذی (٢٩١٤) احمد (١/٢٢٣) طبرانی (١٢/١٠٩)، (١٢٦١٩) ابن کثیر فی فضائل القران (ص: ٢٨٤) السهمی فی تاریخ جرجان من طریق

الـدارمـی (ص: ٤١٢) والبغوی فی شرح السنه (١١٨٥) والحاکم فی المستدرك (١/٥٥٤) والبیهقی فی شعب الإیمان (٣٣٤٩)۔

3339۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خَالِدِ بْنِ حَازِمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ سِنَانٍ عَنْ أَبِى إِسْحٰقَ عَنْ أَبِىْ الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ مَأْدُبَةُ اللّٰهِ فَخُذُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنِّى لَا أَعْلَمُ شَيْئًا أَصْفَرَ مِنْ خَيْرٍ مِنْ بَيْتٍ لَيْسَ فِيهِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ شَىْءٌ وَإِنَّ الْقَلْبَ الَّذِى لَيْسَ فِيهِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ شَىْءٌ خَرِبٌ كَخَرَابِ الْبَيْتِ الَّذِى لَا سَاكِنَ لَهُ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: یہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا دسترخوان ہے جتنا ہو سکے اس کو لے لو میرے علم میں کوئی گھر اتنا محتاج نہیں جس میں اللہ کی کتاب کا کچھ حصہ نہ ہو، بیشک وہ دل جس میں کتاب اللہ میں سے کچھ نہ ہو وہ ویران ہے اس گھر کی ویرانی کی طرح جس میں کوئی رہتا نہ ہو۔

(**تخریج**) یہ اثر ابن مسعود پر موقوف ہے اس کے رجال ثقات ہیں مذکور بالا حدیث اس کے آخری حصے کی تائید ہوتی ہے۔ اس اثر کو دیکھئے: ابن ابی شیبه (١٠٠٧١) عبدالرزاق (٥٩٩٨) طبرانی (٩/١٣٨) (٨٦٤٢) میں نیز دیکھئے: اگلی حدیث۔

3340۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ قَبِيصَةُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِىْ الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ تَعَلَّمُوا هٰذَا الْقُرْآنَ فَإِنَّكُمْ تُؤْجَرُونَ بِتِلَاوَتِهِ بِكُلِّ حَرْفٍ عَشْرَ حَسَنَاتٍ أَمَا إِنِّى لَا أَقُولُ بِ﴿ الم ﴾وَلٰكِنْ بِأَلِفٍ وَلَامٍ وَمِيمٍ بِكُلِّ حَرْفٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: اس قرآن کریم کو سیکھو تم کو اس کی تلاوت کے ہر حرف پر دس نیکیوں کا اجر دیا جائے گا، میں نہیں کہتا الم (ایک حرف ہے) بلکہ الف لام میم تین حرف ہیں اور ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ہیں۔

(**تخریج**) یہ اثر موقوف علی ابن مسعود ہے اور ابوالاحوص کا نام: عوف بن مالک ہے بعض رواۃ نے اس کو مرفوعاً بھی روایت کیا ہے۔ دیکھئے: ترمذی (٢٩١٢) وقال: هذا حدیث حسن صحیح نیز دیکھئے: ابن ابی شیبه (٩٩٨١، ١٠٠٧١) عبدالرزاق (٥٩٩٣) البخاری فی الکبیر (١/٢١٦) والطبرانی ٩/١٣٩ (٨٦٤٨، ٨٦٤٩) وابن الضریس فی فضائل القران (٦٠)۔

3341۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى هُوَ ابْنُ أَبِى كَثِيرٍ حَدَّثَنِى حَفْصُ بْنُ عِنَانٍ الْحَنَفِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ إِنَّ الْبَيْتَ لَيَتَّسِعُ عَلَى أَهْلِهِ وَتَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ وَتَهْجُرُهُ الشَّيَاطِينُ وَيَكْثُرُ خَيْرُهُ أَنْ يُقْرَأَ فِيهِ الْقُرْآنُ وَإِنَّ الْبَيْتَ لَيَضِيقُ عَلَى أَهْلِهِ وَتَهْجُرُهُ الْمَلَائِكَةُ وَتَحْضُرُهُ الشَّيَاطِينُ وَيَقِلُّ خَيْرُهُ أَنْ لَا يُقْرَأَ فِيهِ الْقُرْآنُ .

(ترجمہ) حفص بن غیاث حنفی نے بیان کیا کہ ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کہتے تھے: بیشک گھر میں اگر قرآن پاک پڑھا جائے تو وہ اس گھر والوں کے لئے کشادہ ہو جاتا ہے (رحمت کے) فرشتے وہاں حاضر ہوتے ہیں، اور شیطان اس گھر کو چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں، اور اس میں خیر کی کثرت ہوتی ہے اور جس گھر میں قرآن کریم نہ پڑھا جائے وہ اپنے رہنے والوں کے لئے تنگ ہو جاتا ہے فرشتے اسے چھوڑ جاتے ہیں اور شیطان آ کر اس میں بس جاتے ہیں اور اس میں خیر کی قلت ہوتی ہے۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے اور یہ بھی موقوف علی ابی ہریرہ ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۰۰۷٦) فضائل القرآن لابن الضریس (۱۸۵)۔

3342۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَوْ جُعِلَ الْقُرْآنُ فِيْ إِهَابٍ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ مَا احْتَرَقَ .

(ترجمہ) عقبہ بن عامر کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے قرآن پاک اگر چمڑے پر لکھا جائے پھر آگ میں ڈال دیا جائے تو وہ جلے گا نہیں۔

(تخریج) ابن لہیعہ کی وجہ سے اس حدیث کی سند ضعیف ہے لیکن بہت سے طرق سے مروی ہے دیکھئے: فضائل القرآن للفریابی (۲) شرح مشکل الآثار للطحاوی (۹۰٦) فضائل القرآن لابن کثیر (ص: ۳۰۳) احمد (٤/۱۵۱) ابویعلی (۱۷٤۵) طبرانی (۳۰۸/۱۷) (۸۵۰) شعب الایمان للبیهقی (۲٦۹۹) وغیرهم.

تشریح: ......قرآن کریم اللہ کا کلام اور آسمانی صحیفہ ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے پڑھنے والے کو ہر حرف پر دس نیکیاں ثواب میں ملتی ہیں آگے بھی قرآن پاک کے فضائل مذکور ہیں اس حدیث کی سند گرچہ ضعیف ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس طرح کے کرشمے کبھی کبھی دنیا میں دکھا دیتا ہے چند سال قبل سعودیہ کا ایک ہوائی جہاز حادثے کا شکار ہوا اس کے پائلٹ کے کپڑے اور جسم جل گیا لیکن جیب میں رکھا ہوا قرآن پاک کا نسخہ جلنے سے محفوظ رہا، اخبارات نے جلی حرفوں میں اللہ تعالیٰ کی اس نشانی کا ذکر کیا۔ سبحان من یخلق ویحفظ۔ امام طحاوی نے لکھا ہے کہ اس کا مطلب ہے جلنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اس کے حروف مٹا دیتا ہے۔ واللہ اعلم

3343۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِيْ أُنَيْسَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ نِعْمَ الشَّفِيعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّهُ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا رَبِّ حَلِّهِ حِلْيَةَ الْكَرَامَةِ فَيُحَلَّى حِلْيَةَ الْكَرَامَةِ يَا رَبِّ اكْسُهُ كِسْوَةَ الْكَرَامَةِ فَيُكْسَى كِسْوَةَ الْكَرَامَةِ يَا رَبِّ أَلْبِسْهُ تَاجَ الْكَرَامَةِ يَا رَبِّ ارْضَ عَنْهُ فَلَيْسَ بَعْدَ رِضَاكَ شَيْءٌ .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں: قرآن پڑھو، وہ قیامت کے دن بہت اچھا شفیع ہوگا، وہ قیامت کے دن کہے گا: اے میرے رب اس (قاری قرآن) کو کرامت کا زیور پہنا دے چنانچہ اس کو عزت و کرامت کے زیور سے آراستہ کر دیا جائے گا

تو پھر وہ کہے گا؟ اے رب اس کو کرامت کا لباس بھی پہنا دے، چنانچہ اس شخص کو کرامت کا لباس پہنا دیا جائے گا، پھر وہ سفارش کرے گا! اے رب اس کو کرامت کا تاج بھی پہنا دے اے رب اس سے راضی ہو جا، تیری رضا مندی کے بعد کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

(**تخریج**) عاصم بن ابی النجود کی وجہ سے اس اثر کی سند حسن ہے دیگر اسانید سے یہ مرفوعا بھی روایت ہے دیکھئے: ترمذی (۲۹۱۶) مرفوعا وقال هذا حديث حسن صحيح الحاكم (۱/۵۵۲) البيهقي في شعب الايمان (۱۹۹۶، ۱۹۹۷) نیز دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۰۰۹۶) وفضائل القرآن لابی عبید (ص: ۸۳) وفضائل القرآن لابن الضريس (۱۰۱، ۱۰۹) نیز امام ترمذی نے فرمایا: شعبه عن عاصم بن بهدله عن ابی صالح عن ابی هريره موقوفا وهذا اصح من حديث عبدالصمد عن شعبه.

3344- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَزَارِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ يَجِيءُ الْقُرْآنُ يَشْفَعُ لِصَاحِبِهِ يَقُولُ يَا رَبِّ لِكُلِّ عَامِلٍ عُمَالَةٌ مِنْ عَمَلِهِ وَإِنِّي كُنْتُ أَمْنَعُهُ اللَّذَّةَ وَالنَّوْمَ فَأَكْرِمْهُ فَيُقَالُ ابْسُطْ يَمِينَكَ فَتُمْلَأُ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ ثُمَّ يُقَالُ ابْسُطْ شِمَالَكَ فَتُمْلَأُ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ وَيُكْسَى كِسْوَةَ الْكَرَامَةِ وَيُحَلَّى بِحِلْيَةِ الْكَرَامَةِ وَيُلْبَسُ تَاجَ الْكَرَامَةِ.

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: قیامت کے دن قرآن کریم آئے گا اور اپنے پڑھنے والے کے لئے شفاعت کرتے ہوئے کہے گا: اے رب! ہر مزدور کے لئے اس کے کام کی مزدوری ہے، اور میں اس کو لذت رسانی سے اور سونے سے روکتا تھا، تو اس کی عزت افزائی فرما کہا جائے گا اپنا داہنا ہاتھ دراز کرو اور اس کو اللہ تعالی کی رضا مندی سے بھر دیا جائے گا پھر کہا جائے گا بایاں ہاتھ پھیلاؤ اس کو بھی اللہ تعالی کی رضا سے بھر دیا جائے، اور اس کو عزت و کرامت کا لباس پہنایا جائے گا، کرامت کے زیور سے وہ آراستہ کیا جائے گا اور اس (کے سر) پر کرامت کا تاج رکھا جائے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند عاصم کی وجہ سے حسن ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۰۰۹۸، ۱۰۰۹۹) ابن منصور (۲۲) فضائل القرآن لابن الضريس (۱۰۲) موقوفا علی ابن عمر (رضی اللہ عنہما)۔

3345- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَزَارِيُّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَالَ الْقُرْآنُ يَشْفَعُ لِصَاحِبِهِ فَيُكْسَى حُلَّةَ الْكَرَامَةِ ثُمَّ يَقُولُ رَبِّ زِدْهُ فَيُكْسَى تَاجَ الْكَرَامَةِ قَالَ فَيَقُولُ رَبِّ زِدْهُ فَآتِهِ وَآتِهِ...... قَالَ: يَقُولُ رِضَائِي. قَالَ أَبُو مُحَمَّد قَالَ وُهَيْبُ بْنُ الْوَرْدِ اجْعَلْ قِرَاءَ تَكَ الْقُرْآنَ عِلْمًا وَلَا تَجْعَلْهُ عَمَلًا.

(ترجمہ) ابوصالح نے کہا. قرآن کریم اپنے پڑھنے والے کے لئے سفارش کرے گا تو اس (قاری) کو کرامت کی پوشاک پہنائی جائے گی، قرآن عرض کرے گا: اے رب: اور اضافہ فرما، چنانچہ کرامت کا تاج پہنایا جائے گا کہا پھر وہ کہے گا اے رب اور مزید

عطاء فرما، اس کو اور نواز دے، اللہ تعالیٰ: اس کو اپنی رضا مندی عطا کرے گا۔

امام دارمی نے کہا: وہیب بن الورد نے کہا: قرآن کی قرات کو علم بناؤ (صرف) عمل نہیں۔

(تخریج) اس اثر کی سند جید اور موقوف علی ابی صالح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٠٠٩٧) فضائل القرآن لابن ضریس (١٠٢)۔

3346۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ الْفَزَارِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ أَنْ يَجِدَ ثَلَاثَ خَلِفَاتٍ سِمَانٍ) قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ:((فَثَلَاثُ آيَاتٍ يَقْرَؤُهُنَّ أَحَدُكُمْ خَيْرٌ لَهُ مِنْهُنَّ)).

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی پسند کرے گا کہ وہ جب اپنے گھر آئے تو تین نہایت فربہ حاملہ اونٹنیاں کھڑی پائے؟ عرض کیا بے شک یا رسول اللہ (ہم میں سے ہر کوئی اس کو پسند کرتا ہے) فرمایا: پس تین آیات جن کو انسان پڑھتا ہے ان تین (موٹی حاملہ) اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔

(تخریج) اس حدیث کی سند جید ہے اور حدیث صحیح ہے دیکھئے: مسلم (٨٠٢) ابن ماجه (٣٧٨٢) احمد (٢/٢٦٦،٣٩٦) ابن ابی شیبه (١٠١٢٢) فضائل القرآن للفریابی (٧٠) شرح السنه للبغوی (١١٧٧) شعب الایمان (٢٢٤٢) وغیرهم مسلم اور ابن ماجہ میں تین آیات نماز میں پڑھنے کا ذکر ہے۔

تشریح: ......سبحان اللہ کیا فضیلت ہے قرآن پڑھنے کی صرف تین آیات اور اتنا بڑا ثواب تین اونٹنیاں وہ بھی حاملہ اور موٹی تازی جن کی اس زمانے میں بڑی قیمت تھی افسوس ہم اتنا بھی نہیں کر پاتے اور یہ مثال تو دنیا کے لوگوں کی فہمائش کے لئے آپ ﷺ نے بیان فرمائی ورنہ آیات قرآنیہ تو آخرت کی بہت عمدہ نعمتوں میں سے ہیں اور بارگاہ عالی میں درجات بلند کرانے والی ہیں۔

3347۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ هُوَ الْهَجَرِيُّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ مَأْدُبَةُ اللَّهِ فَتَعَلَّمُوا مِنْ مَأْدُبَتِهِ مَا اسْتَطَعْتُمْ إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ حَبْلُ اللَّهِ وَالنُّورُ الْمُبِينُ وَالشِّفَاءُ النَّافِعُ عِصْمَةٌ لِمَنْ تَمَسَّكَ بِهِ وَنَجَاةٌ لِمَنِ اتَّبَعَهُ لَا يَزِيغُ فَيَسْتَعْتِبُ وَلَا يَعْوَجُّ فَيُقَوَّمُ وَلَا تَنْقَضِي عَجَائِبُهُ وَلَا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ فَاتْلُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْجُرُكُمْ عَلَى تِلَاوَتِهِ بِكُلِّ حَرْفٍ عَشْرَ حَسَنَاتٍ أَمَا إِنِّي لَا أَقُولُ الم وَلَكِنْ بِأَلِفٍ وَلَامٍ وَمِيمٍ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: بیشک یہ قرآن اللہ کا دسترخوان ہے، اس کے دسترخوان سے جتنا ہو سکے علم حاصل کرو، بیشک یہ قرآن کریم اللہ کی رسی، نور، شفا اور نفع بخش ہے، جو اس کو تھامے اس کے لئے (گناہوں سے بچنے کا) سبب ہے اور جو اس کی پیروی کرے اس کے لئے نجات ہے، اس پر چلنے والا گمراہ نہ ہوگا کہ اس کو رضا مندی طلب کرنی پڑے، نہ ٹیڑھا ہوگا کہ

اس کو سیدھا کرنا پڑے، اور اس کے عجائب ختم ہونے والے نہیں ہیں، اور بار بار پڑھنے سے یہ پرانا نہ ہوگا، اس کو پڑھو بیشک اس کی تلاوت پر اللہ تعالیٰ تمہیں اجر وثواب سے نوازے گا ہر ایک حرف کے بدلے دس نیکیاں ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف لام اور میم (الگ الگ حرف) ہیں۔

(تخریج) ابراہیم بن مسلم الہجری کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے بعض رواۃ نے اس کو مرفوعا بھی روایت کیا ہے اس کا طرف اول (۳۳۳۹) پر گذر چکا ہے مزید حوالے کے لئے دیکھئے: عبدالرزاق (٦٠١٧) طبرانی (١٣٩/٩)(٨٦٤٦) ابونعيم فى الحلية (١٣٠/١) الحاكم فى المستدرك (٥٥٥/١)، ابوعبيد فى فضائل القرآن (ص: ٤٩ـ٥٠) نسائى فى عمل اليوم (٩٦٣) وابونعيم فى اخبار اصبهانى (٢٧٨/٢) ابن منصور (٧) والبيهقى فى شعب الايمان (١٩٨٥) كلهم عن طريق ابراهيم الهجرى ـ

تشریح: ......اگرچہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے لیکن قرآن پاک کے وصف میں تمام جملے مبنی برحقیقت ہیں اور ہر جملے کا شاہد قرآن یا حدیث میں موجود ہے: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ...﴾ (آل عمران: ١٠٣/٤) اور ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظَّالِمِيْنَ إِلَّا خَسَارًا﴾ (الإسراء: ٨٢/١٥) نیز ((مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، اِقْرَؤُا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِأَصْحَابٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ: كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدَى وَالنُّوْرُ مَنْ أَخَذَ بِهِ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ أَخْطَأَهُ ضَلَّ.)) مسلم (٣٤٠٩) او كما قال عليه الصلاة والسلام یہ بھی صحیح ہے کہ اس قرآن پاک کے عجائب کبھی ختم ہونے والے نہیں اس کی واضح مثال یہ ہے کہ چودہ سو سال میں بے شمار تفاسیر لکھی گئیں ہر مفسر ایک نئی راہ اور مثال بیان کرتا ہے اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے پچھلی صرف ایک دہائی میں صرف اردو میں کتنی تفسیر طبع ہوئیں ہیں اس پر غور کیا جائے اور ہر تفسیر میں نیا اسلوب دیکھنے اور سمجھنے کو ملے گا اور اسی لئے جب بعض اسلاف سے کہا گیا کہ آپ رات رات بھر بیٹھے قرآن پڑھتے رہتے ہیں سوتے بھی نہیں کہا کیا کروں قرآن پڑھتا ہوں تو ایک عجوبہ سے نکل نہیں پاتا کہ دوسرا عجوبہ شروع ہو جاتا ہے۔ سبحان اللہ العظیم کیا فہم قرآن ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

3348ـ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَيَّانَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ حَيَّانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا خَطِيبًا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ أَنْ يَأْتِيَنِيْ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَأُجِيْبَهُ وَإِنِّيْ تَارِكٌ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدَى وَالنُّوْرُ فَتَمَسَّكُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَخُذُوْا بِهِ﴾) فَحَثَّ عَلَيْهِ وَرَغَّبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ:((وَأَهْلَ بَيْتِيْ أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)).

(ترجمہ) زید بن ارقم (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ایک دن رسول اللہ ﷺ خطبہ سنانے کو کھڑے ہوئے آپ نے اللہ کی حمد اور اس کی تعریف بیان کی پھر فرمایا: اے لوگو! میں بشر (آدمی) ہوں قریب ہے میرے پروردگار کا بھیجا ہوا (موت کا فرشتہ) آوے

اور میں (اس کی بات) قبول کرلوں میں تمہارے پاس دو بڑی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں پہلی تو اللہ کی کتاب اس میں ہدایت ہے اور نور ہے پس تم اللہ کی کتاب کو تھامے رہو اور اسے مضبوطی سے پکڑے رہو غرض آپ نے کتاب اللہ کی طرف ابھارا اور رغبت دلائی پھر فرمایا: اور میرے اہل بیت، میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، آپ ﷺ نے تین بار یہ فرمایا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: مسلم (۲۴۰۸) احمد(۳۶۶/٤) ابن حبان (۱۲۳)۔

تشریح: ...... یہ خطبہ رسول اللہ ﷺ نے سن نو ہجری میں حجۃ الوداع سے لوٹتے ہوئے دیر خم کے مقام پر دیا تھا اور آپ نے آخری وصیت اپنی امت کے لئے یہی کی کہ ثقلین کو مضبوطی سے تھامنا اور ثقلین سے مراد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے جو ان کی عظمت شان کی وجہ سے یا ان پر عمل کے لحاظ سے بھاری ہونے کی وجہ سے ثقلین کہے جاتے ہیں قرآن پاک میں جن وانس کو بھی ثقلین کہا گیا ہے۔ ایک وصیت رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہل بیت کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی اور اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات، بنو ہاشم، بنو عبدالمطلب اور بعض نے کہا بنو قصی اور تمام قریش کے لوگ ہیں اسی مسلم کی حدیث میں آخر میں ہے جب زید بن ارقم سے پوچھا گیا کہ اہل بیت کون ہیں تو انہوں نے کہا: وہ آل علی، آل عقیل اور آل جعفر و آل عباس ہیں جن کے لئے صدقہ لینا حرام ہے۔

3349- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّ هٰذَا الصِّرَاطَ مُحْتَضَرٌ تَحْضُرُهُ الشَّيَاطِينُ يُنَادُونَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا الطَّرِيقُ فَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ فَإِنَّ حَبْلَ اللّٰهِ الْقُرْآنُ.

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: یہ راستہ گھیرا ہوا ہے شیاطین اس کو گھیرے ہوئے ہیں (یعنی گمراہی کے راستے کی طرف بلاتے ہیں) اور وہ پکاریں لگاتے ہیں اے عبداللہ (وفی روایہ اے اللہ کے بندو) یہ ہی صحیح راستہ ہے سو تم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور اللہ کی رسی قرآن کریم ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند عبداللہ بن مسعود تک صحیح و موقوف ہے دیکھئے: ابن منصور (۱۰۸۳/۳) (۵۱۹) طبرانی (۲٤۰/۹)(۹۰۳۱) ابن ضریس فی فضائل القرآن (۷٤) والبیهقی فی شعب الایمان (۲۰۲۵)۔

3350- أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ إِنَّ قَارِئَ الْقُرْآنِ وَالْمُتَعَلِّمَ تُصَلِّي عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يَخْتِمُوا السُّورَةَ فَإِذَا أَقْرَأَ أَحَدُكُمُ السُّورَةَ فَلْيُؤَخِّرْ مِنْهَا آيَتَيْنِ حَتَّى يَخْتِمَهَا مِنْ آخِرِ النَّهَارِ كَيْ مَا تُصَلِّي الْمَلَائِكَةُ عَلَى الْقَارِئِ وَالْمُقْرِئِ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ إِلَى آخِرِهِ.

(ترجمہ) خالد بن معدان نے کہا: بیشک قرآن پڑھنے والے اور قرآن کے متعلم کے لئے فرشتے اس وقت تک دعا کرتے ہیں جب تک کہ وہ سورت ختم کر لیں، اس لئے قرآن پڑھنے اور سیکھنے والے کو چاہیے کہ دو آیتیں باقی رہنے دے اور دن کے آخر میں پڑھے تا کہ پڑھنے اور پڑھانے والے کے لئے فرشتے صبح سے شام تک دعا کرتے رہیں۔

(**تخریج**) عبدہ : خالد بن معدان کی بیٹی ہیں لیکن ان کا ترجمہ کہیں نہیں ملا باقی رجال ثقہ ہیں اور یہ اثر خالد بن معدان پر موقوف ہے۔ دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۰۱۲۸) اور کنز العمال (۲۴۰۰) میں اس اثر کو حکیم الترمذی کی طرف منسوب کیا ہے۔

3351۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا حَرِيزٌ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ وَلَا تَغُرَّنَّكُمْ هَذِهِ الْمَصَاحِفُ الْمُعَلَّقَةُ فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يُعَذِّبَ قَلْبًا وَعَى الْقُرْآنَ .

(ترجمہ) ابوامامہ الباہلی (رضی اللہ عنہ) کہتے تھے: قرآن پڑھا کرو یہ لٹکے ہوئے مصاحف تمہیں دھوکے میں نہ ڈالیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس دل کو ہرگز عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا جس میں قرآن سمایا ہو (یعنی جس نے قرآن حفظ کیا ہو)

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۰۱۲۸) والبخاری فی خلق افعال العباد (ص: ۸۷)۔

تشریح: ......معلوم ہوا قرآن یا قرآن پاک کی آیات وسور لٹکانے سے چنداں فائدہ نہ ہوگا جس طرح لوگ آیۃ الکرسی سورہ الرحمٰن، سورہ یٰس وغیرہ لٹکاتے ہیں یا معوذات کے فریم لگاتے ہیں، اصل چیز قرآن پڑھنا اور اس کو سمجھنا ہے یہی انسان کو دنیا و آخرت میں فائدہ دے گا ریشم کے جزدانوں میں لپیٹ کر رکھ دینے یا تعویذ بنا کر لٹکانے سے کیا ملے گا؟

3352۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ هَذِهِ الْمَصَاحِفُ الْمُعَلَّقَةُ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ قَلْبًا وَعَى الْقُرْآنَ .

اس اثر کا ترجمہ وتخریج وہی ہے جو اوپر گذر چکی ہے بعض روایات میں وعاءً للقرآن ہے۔ یعنی جو دل قرآن کا گھر ہو۔

3353۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَيْسَ مِنْ مُؤَدِّبٍ إِلَّا وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى أَدَبُهُ وَإِنَّ أَدَبَ اللَّهِ الْقُرْآنُ .

(ترجمہ) ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہر مودب (ادب سکھانے والا) چاہتا ہے کہ اس کے ادب کو اپنایا جائے، اور اللہ تعالیٰ کا ادب قرآن کریم ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند عبداللہ بن مسعود تک صحیح اور موقوف ہے۔

3354۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَقُولُ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ مَأْدُبَةُ اللَّهِ فَمَنْ دَخَلَ فِيهِ فَهُوَ آمِنٌ .

(ترجمہ) ابوالاحوص نے کہا: عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے تھے: بیشک یہ قرآن اللہ کا دسترخوان ہے جو اس پر آیا وہ مامون ومحفوظ ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے مذکورہ بالا دونوں اثر رقم (۳۳۴۹) کے اطراف ہیں۔

3355۔ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ

عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ أَحَبَّ الْقُرْآنَ فَلْيُبْشِرْ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جو قرآن سے محبت رکھے اس کے لئے بشارت ہے۔ (یعنی اسکو خوش ہونا چاہیے۔)

(**تخریج**) اس اثر کی سند ابن مسعود تک صحیح وموقوف ہے دیکھئے: ابن شیبه (۱۰۱۲۹) ابن منصور (۱/۱۲)(۳)

3356۔ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ أَحَبَّ الْقُرْآنَ فَلْيُبْشِرْ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جو قرآن سے محبت رکھے اس کے لئے بشارت ہے۔ (یعنی اسکو خوش ہونا چاہیے)

3357۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَنْبَأَنَا هَمَّامٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النُّجُودِ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَقُوْلُ يَجِيْءُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَشْفَعُ لِصَاحِبِهِ فَيَكُونُ لَهُ قَائِدًا إِلَى الْجَنَّةِ وَيَشْهَدُ عَلَيْهِ وَيَكُونُ لَهُ سَائِقًا إِلَى النَّارِ .

(ترجمہ) ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) فرماتے تھے: قیامت کے دن قرآن پاک آئے گا اور اپنے پڑھنے والے کے لئے شفاعت کرے گا اور اس کی جنت کی طرف رہنمائی کرے گا، اس کے لئے شہادت دے گا اور اس کو جہنم سے ہنکالے جائے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند حسن ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۰۱۰۲) ابن ضریس فی فضائل القرآن (۹۶،۱۰۸) وابو الفضل الرازی (۱۲٤) بعض روایات میں "یکون له سائقا الی النار" ہے جس کی تصریح دوسری روایت میں یوں ہے: "ومن جعله خلفه قاده الی النار" یعنی جس نے اس کو پس پشت ڈالا اس کو یہ قرآن جہنم کی طرف لے جائے گا۔

3358۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا بُدَيْلٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ لِلّٰهِ أَهْلِينَ مِنَ النَّاسِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ قَالَ أَهْلُ الْقُرْآنِ .

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمیوں میں سے کچھ لوگ اللہ والے ہیں عرض کیا گیا وہ اہل اللہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ اہل قرآن ہیں (یعنی قرآن پڑھنے پڑھانے والے)۔

(**تخریج**) حسن بن ابی جعفر کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے لیکن صحیح سند سے بھی یہ روایت مروی ہے دیکھئے ابن ماجه (۲۱۵) النسائی فی الکبری (۸۰۳۱) احمد (۱۲۷/۳) الطیالسی (۱۸۸۵) ابن ضریس فی فضائل القرآن (۷۵) الحاکم (۵۵٦/۱) ابو نعیم فی الحلية (٤٠/۹) وغیرهم۔

3359۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ مُغِيثٍ عَنْ كَعْبٍ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْقُرْآنِ فَإِنَّهُ فَهْمُ الْعَقْلِ وَنُورُ الْحِكْمَةِ وَيَنَابِيعُ الْعِلْمِ وَأَحْدَثُ الْكُتُبِ بِالرَّحْمٰنِ عَهْدًا وَقَالَ فِي التَّوْرَاةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي مُنَزِّلٌ عَلَيْكَ تَوْرَاةً حَدِيثَةً تَفْتَحُ فِيهَا أَعْيُنًا عُمْيًا وَآذَانًا صُمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا .

(ترجمہ) کعب (رضی اللہ عنہ) نے کہا: قرآن کو تھامے رہو کیوں کہ یہ عقل کو فہم دیتا ہے اور حکمت کا نور ہے، علم کے سرچشمے ہیں اور اللہ

تعالیٰ کے قرب کے تعلق سے یہ سب سے نئی کتاب ہے، توراۃ میں مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! میں تمہارے اوپر توراۃ ایک نئی کتاب نازل کرنے والا ہوں جس سے بند آنکھیں بہرے کان، غافل پردہ پڑے ہوئے دل کھل جائیں گے۔

(**تخریج**) یہ اثر موقوف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۱۷۸۷) بسند صحیح۔

3360۔ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ مِخْرَاقٍ عَنْ أَبِي إِيَاسٍ عَنْ أَبِي كِنَانَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّهُ قَالَ إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ كَائِنٌ لَكُمْ أَجْرًا وَكَائِنٌ لَكُمْ ذِكْرًا وَكَائِنٌ بِكُمْ نُورًا وَكَائِنٌ عَلَيْكُمْ وِزْرًا اتَّبِعُوا الْقُرْآنَ وَلَا يَتَّبِعْكُمُ الْقُرْآنُ فَإِنَّهُ مَنْ يَتَّبِعِ الْقُرْآنَ يَهْبِطُ بِهِ فِي رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمَنِ اتَّبَعَهُ الْقُرْآنُ يَزُخُّ فِي قَفَاهُ فَيَقْذِفُهُ فِي جَهَنَّمَ . قَالَ أَبُو مُحَمَّد يَزُخُّ يَدْفَعُ .

(ترجمہ) ابوموسی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: یہ قرآن پاک تمہارے لئے باعث اجر وثواب، تمہارے لئے ذکر اور نور ہے یا پھر (عمل نہ کرنے پر) یہ تمہارے لئے وبال ہے، اس قرآن کی پیروی کرو اور (خیال رکھو) قرآن تمہارا پیچھا نہ کرے کیوں کہ جس نے قرآن کی اتباع کی اس کو وہ جنت کی کیاریوں میں لے جائے گا، اور قرآن جس کا پیچھا کرے اس کو وہ گدی کے بل کھینچ کر جہنم میں ڈال دے گا۔ امام دارمی نے کہا: یزخ کا مطلب ہے یدفع یعنی کھینچ کر لے جائے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند لا باس بہ ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۰۰۶۴، ۱۶۶۷۱) ابن منصور (۴۹/۱) (۸) ابونعیم فی حلیة الاولیاء (۲۵۷/۲) البیہقی فی شعب الایمان (۲۰۲۳) ابن الضریس نے فضائل القرآن (۶۷) میں ذکر کیا ہے۔

3361۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ عَمِّي إِيَاسَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ أَخَذَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بِيَدِي ثُمَّ قَالَ إِنَّكَ إِنْ بَقِيتَ سَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثَلَاثَةُ أَصْنَافٍ فَصِنْفٌ لِلَّهِ وَصِنْفٌ لِلْجِدَالِ وَصِنْفٌ لِلدُّنْيَا وَمَنْ طَلَبَ بِهِ أَدْرَكَ .

(ترجمہ) ایاس بن عامر کہتے ہیں، علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) نے میرا ہاتھ پکڑا پھر فرمایا: اگر تم زندہ رہے (تو دیکھو گے کہ) قرآن کو تین قسم کے لوگ پڑھیں گے، جن میں سے ایک قسم قرآن کو اللہ کے لئے پڑھے گی اور ایک قسم لڑائی جھگڑے (مناظرے) کے لئے اور ایک صنف دنیا کے لئے پڑھے گی اور جس نے مطلب براری کے لئے پڑھا وہ مطلب حاصل کرے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: مواردالظمآن (۵۰۶) ومسند علی (۷۳۴)۔

3362۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِأَبِي الدَّرْدَاءِ إِنَّ إِخْوَانَكَ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ مِنْ أَهْلِ الذِّكْرِ يُقْرِءُونَكَ السَّلَامَ فَقَالَ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَمُرْهُمْ فَلْيُعْطُوا الْقُرْآنَ بِخَزَائِمِهِمْ فَإِنَّهُ يَحْمِلُهُمْ عَلَى الْقَصْدِ وَالسُّهُولَةِ وَيُجَنِّبُهُمُ الْجَوْرَ وَالْحُزُونَةَ .

(ترجمہ) ابوقلابہ سے مروی ہے ایک آدمی نے ابوالدرداء (رضی اللہ عنہ) سے کہا کوفہ کے تمہارے اہل ذکر بھائی تم کو سلام کہتے

ہیں انہوں نے کہا وعلیہم السلام ان سے کہنا کہ قرآن کو اس کا حق دیں (یعنی اس کے احکام کی پوری طرح سے پیروی کریں) قرآن ان کو میانہ روی اور آسانی کی طرف لے جائے گا اور انہیں ظلم وزیادتی سے بچائے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں انقطاع ہے ابوقلابہ عبداللہ بن زید نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو پایا ہی نہیں، دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۰۲۱۱) عبدالرزاق (۵۹۹۶)۔

3363۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الرِّفَاعِيُّ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ الْجُعْفِيُّ عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ عَنْ أَبِي الْمُخْتَارِ الطَّائِيِّ عَنِ ابْنِ أَخِي الْحَارِثِ عَنِ الْحَارِثِ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا أُنَاسٌ يَخُوضُونَ فِي أَحَادِيثَ فَدَخَلْتُ عَلَى عَلِيٍّ فَقُلْتُ أَلَا تَرَى أَنَّ أُنَاسًا يَخُوضُونَ فِي الْأَحَادِيثِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ قَدْ فَعَلُوهَا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ سَتَكُونُ فِتَنٌ قُلْتُ وَمَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا قَالَ كِتَابُ اللَّهِ كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ هُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ هُوَ الَّذِي مَنْ تَرَكَهُ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللَّهُ وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدَى فِي غَيْرِهِ أَضَلَّهُ اللَّهُ فَهُوَ حَبْلُ اللَّهِ الْمَتِينُ وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيمُ وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ وَهُوَ الَّذِي لَا تَزِيغُ بِهِ الْأَهْوَاءُ وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْأَلْسِنَةُ وَلَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ وَلَا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا تَنْقَضِي عَجَائِبُهُ وَهُوَ الَّذِي لَمْ يَنْتَهِ الْجِنُّ إِذْ سَمِعَتْهُ أَنْ قَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا هُوَ الَّذِي مَنْ قَالَ بِهِ صَدَقَ وَمَنْ حَكَمَ بِهِ عَدَلَ وَمَنْ عَمِلَ بِهِ أُجِرَ وَمَنْ دَعَا إِلَيْهِ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ خُذْهَا إِلَيْكَ يَا أَعْوَرُ .

(ترجمہ) حارث الاعور نے کہا: میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا لوگ باتیں بنا رہے تھے سو میں علی (رضی اللہ عنہ) کے پاس گیا اور عرض کیا: کیا آپ دیکھتے نہیں کہ لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے باتیں بنا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کیا وہ لوگ ایسا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں، علی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: سنو! میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: عنقریب فتنے نمودار ہوں گے، میں نے عرض کیا: ان سے نکلنے کا راستہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتاب اللہ (یعنی ان سے بچنے کا ذریعہ قرآن ہے) اللہ کی کتاب میں تم سے پہلے (گذرے) لوگوں کی خبر ہے، اور ان کی خبر ہے جو تمہارے بعد (دنیا میں) آئیں گے، اور وہ تمہارے درمیان حکم ہے (یعنی جو تمہارے درمیان اختلافات ہوں ان کے لئے حکم ہے) وہ دوٹوک ہے، ہنسی ٹھٹھا نہیں ہے جس نے اس کو حقیر سمجھ کر پس پشت ڈالا اللہ تعالیٰ اس کے ٹکڑے کر ڈالے گا، اور جس نے اس کے غیر میں ہدایت ڈھونڈی اللہ تعالیٰ اس کو گمراہ کر دے گا، اور وہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے، اور حکمت ودانائی والا ذکر ہے اور سیدھی راہ ہے وہ ایسی کتاب ہے جس کو انسانی چاہتیں (اہواء) ٹیڑھا نہیں کر سکتی ہیں اور اس میں زبانیں نہیں مل سکتی ہیں، اور علماء اس سے سیراب ہو کر اکتاتے نہیں ہیں اور بار بار پڑھنے سے یہ پرانا نہیں ہوتا، اور اس کے عجائب ختم نہیں ہوتے، اور یہ ایسی کتاب ہے کہ جب جنات نے اسے سنا تو یہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ (ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔(الجن ۲۹/۱) جس نے اس کے مطابق کہا تو سچ کہا، اور اس کے مطابق فیصلہ کیا تو انصاف کیا،

اس کے مطابق عمل کیا تو اسے اجر دیا گیا، اور جس نے اس کی طرف بلایا وہ صراط مستقیم کی طرف ہدایت سے نوازا گیا۔ اے حارث اعور اسے یاد کرلو۔

(تخریج) اس اثر کی سند میں ابوالمختار الطائی اور ابن اخی الحارث مجہول ہیں اور حارث الاعور متکلم فیہ دیکھئے: ترمذی (۲۹۰۸) ابن ابی شیبہ (۱۰۰۵۶) بیہقی فی شعب الایمان (۱۹۳۵،۱۹۳۶) بغوی فی شرح السنہ (۱۱۸۱) الخطیب فی الفقیہ والمتفقہ (۱/۵۵) واحمد مختصر (۱۱/۹۱) وابویعلی (۳۶۷)۔

3364- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سِنَانٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أُمَّتَكَ سَتُفْتَتَنُ مِنْ بَعْدِكَ قَالَ فَسَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَوْ سُئِلَ مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا قَالَ الْكِتَابُ الْعَزِيزُ الَّذِي لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ مَنِ ابْتَغَى الْهُدَى فِي غَيْرِهِ أَضَلَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ وَلِيَ هٰذَا الْأَمْرَ مِنْ جَبَّارٍ فَحَكَمَ بِغَيْرِهِ قَصَمَهُ اللّٰهُ هُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيمُ وَالنُّورُ الْمُبِينُ وَالصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ فِيهِ خَبَرُ مَنْ قَبْلَكُمْ وَنَبَأُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ وَهُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ وَهُوَ الَّذِي سَمِعَتْهُ الْجِنُّ فَلَمْ تَتَنَاهَى أَنْ قَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ وَلَا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا تَنْقَضِي عِبَرُهُ وَلَا تَفْنَى عَجَائِبُهُ ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ لِلْحَارِثِ خُذْهَا إِلَيْكَ يَا أَعْوَرُ.

(ترجمہ) حارث الاعور سے مروی ہے علی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا آپ کے بعد ہوسکتا ہے آپ کی امت فتنوں میں مبتلا ہو جائے علی (رضی اللہ عنہ) نے کہا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ان فتنوں سے نکلنے کا راستہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے نکلنے کا راستہ اللہ تعالی کی عزت والی کتاب ہے (جس کے پاس باطل پھٹک بھی نہیں سکتا نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے یہ ہے نازل کردہ حکمتوں والے خوبیوں والے اللہ کی طرف سے.....فصلت ۴۲/۲۴) جو اس کے علاوہ (کسی کتاب میں) ہدایت تلاش کرے گا اللہ تعالی اس کو گمراہ کردے گا جو اس امر کا والی ہو اور اس کے بغیر فیصلہ کرے اللہ تعالی اس کو توڑ ڈالے گا، وہ دانائی والا ذکر ہے، نور مبین ہے اور صراط مستقیم (سیدھا راستہ) ہے، اس میں تم سے پہلے لوگوں کی خبر اور تمہارے بعد آنے والوں کی اطلاع ہے، اور یہ تمہارے درمیان حکم (فیصلہ دینے والا) ہے، دوٹوک ہے ہنسی مذاق نہیں ہے، یہ قرآن ایسا ہے جس کو جنات نے سنا تو وہ یہ کہنے سے نہ رک سکے (ہم نے ایسا عجیب قرآن سنا ہے جو راہ حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔(الجن ۱/۲۹) جو بار بار پڑھنے سے پرانا نہیں ہوتا (یعنی اس سے آدمی اکتاتا نہیں ہے) اس کی عبرتیں ختم نہیں ہوتی ہیں نہ اس کے عجائب تمام ہوتے ہیں۔

پھر علی (رضی اللہ عنہ) نے حارث اعور سے کہا: اس کو یاد کرلو اے اعور۔

(تخریج) حارث بن عبداللہ الاعور کی وجہ سے اس کی سند میں کلام ہے لیکن دیگر اسانید سے حسن کے درجہ کو پہنچتی ہے دیکھئے:

الفقیھه والمتفقه للخطیب (۱/ ۵۵)ابوالفضل عبدالرحمن بن احمد الرازی فی فضائل القرآن (۳۵)

3365۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حُمْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ ﴿وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ قَالَ الْفَهْمَ بِالْقُرْآنِ .

(ترجمہ) ابراہیم سے مروی ہے اس آیت ﴿وَمَنْ يُؤْتَ....﴾ (البقرہ: ۲۶۹/۳) میں حکمت سے مراد قرآن کی فہم ہے۔ یعنی: جو شخص حکمت اور سمجھ دیا جائے وہ بہت ساری بھلائی دیا گیا۔

(تخریج) اس اثر کی سند ابراہیم تک موقوف اور ضعیف ہے دیکھئے: تفسیر ابن جریر الطبری آیت مذکورہ (۳/ ۹۰) ابن وکیع نے کہا: (اَلْحِكْمَةَ : هِيَ الْفَهْمُ) ابوحمزہ کا نام میمون القصاب الاعور ہے۔

3366۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ ﴿يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ﴾ قَالَ الْكِتَابَ يُؤْتِي إِصَابَتَهُ مَنْ يَشَاءُ .

(ترجمہ) مجاہد نے کہا: ﴿يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ ....﴾ (البقرہ: ۲۶۹/۳) اللہ جس کو چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اس آیت میں حکمت سے مراد کتاب الٰہی ہے جس کو (اللہ چاہتا ہے) اس کو اصابت رائے عطا کی جاتی ہے۔

(تخریج) اس اثر کی سند مجاہد تک صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۳۰۰۹) تفسیر طبری (۳/ ۹۰) الدرالمنثور (۱/ ۳۴۸)۔

3367۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ قَالَ قَالَ لِامْرَأَتِهِ إِيَّاكِ أَنْ تُدْخِلِي بَيْتِي مَنْ يَشْرَبُ الْخَمْرَ بَعْدَ أَنْ كَانَ يُقْرَأُ فِيهِ الْقُرْآنُ كُلَّ ثَلَاثٍ .

(ترجمہ) خیثمہ نے اپنی بیوی سے کہا: خبردار! میرے اس گھر میں جو شراب پیتے ہیں ان کو داخل نہ کرنا اس کے باوجود کہ ہر تین دن میں اس میں قرآن پڑھا جاتا ہو۔

(تخریج) اس اثر کی سند حسن ہے دیکھئے: المعرفة والتاریخ للفسوی (۳/ ۱۴۳) حلیة الاولیاء لابی نعیم (۴/ ۱۱۵)، اس میں ہے کہ میں ایک آدمی سے خوف کھاتا تھا وہ میرا بھائی محمد بن عبدالرحمٰن تھا، جو فاسق وفاجر شراب پیتا تھا تو مجھے بہت برا لگا کہ وہ میرے گھر میں داخل ہو جس میں ہر تین دن پر قرآن ختم کیا جاتا ہے۔

توضیح: ......دوسرے نسخے میں اس طرح ہے خبردار! میرے گھر میں ایسے آدمی کو داخل نہ ہونے دینا جو شراب پیتا ہو اس کے باوجود کہ وہ ہر تین دن میں قرآن پاک ختم کرے۔

مطلب یہ ہے کہ جو شخص قرآن پر عمل نہ کرے قرآن کتنا ہی پڑھتا رہے اس کو گھر میں نہ آنے دینا۔

3368۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا فِطْرٌ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ إِذَا رَجَعَ مِنْ سُوقِهِ أَوْ مِنْ حَاجَتِهِ فَاتَّكَأَ عَلَى فِرَاشِهِ أَنْ يَقْرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ مِنَ الْقُرْآنِ .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: تم میں سے کسی کو کونسی چیز روکتی ہے کہ جب وہ بازار یا اپنی ضرورت پوری کر کے گھر لوٹے تو اپنے بستر پر بیٹھ کر قرآن کی تین آیت پڑھ لے۔

توضیح: ......مطلب یہ ہے کہ گھر لوٹنے پر قرآن پاک کی صرف تین آیات پڑھنے سے کوئی چیز مانع نہیں ہونی چاہیے تا کہ گھر میں خیر و برکت کا دور دورہ ہو اللہ کی رحمت اور رحمت کے فرشتے اس گھر میں نزول کریں۔ پیچھے گذر چکا ہے جو شخص قرآن پاک کی دو آیت پڑھے گا اس کو دو حاملہ موٹی تازی اونٹنی جتنا ثواب ہوگا۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے فطر: ابن خلیفہ اور حکم: ابن عتبہ اور مقسم: ابن بجرہ ہیں دیکھئے: الزهد لابن المبارك (٨٠٧) طبراني (١١/٣٩٨) (١٢١١٩) شعب الايمان للبيهقى (٢٠٠٣)۔

خلاصہ: ......یہ تمام صحابہ و تابعین کے آثار و اقوال ہیں جو قرآن پاک کی اہمیت اجاگر کرتے ہیں اور قرآن کریم پڑھنے کی رغبت دلاتے ہیں۔

[2]..... بَاب خِيَارُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے

3369۔ أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا النُّعْمَانُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ.

(ترجمہ) علی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر واچھا وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔

(تخریج) اس سند سے یہ حدیث ضعیف ہے لیکن دوسری اسانید سے صحیح ہے کما سیاتی دیکھئے: ترمذی (٢٩١١) ابن ابی شیبه (١٠١٢١) عبدالله فی زوائد المسند (١/١٥٣)، ابن الضريس فی فضائل القرآن (١٣٦) ابو الفضل الرازی فی فضائله (٣٨، ٣٩) و تمام فی فوائده (٢١٢) القضاعي مسند الشهاب (١٢٤١) خطیب فی تاریخه (١٠/٤٥٩)۔

3370۔ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ خَيْرَكُمْ مَنْ عَلَّمَ الْقُرْآنَ أَوْ تَعَلَّمَهُ قَالَ أَقْرَأَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِي إِمْرَةِ عُثْمَانَ حَتّٰى كَانَ الْحَجَّاجُ قَالَ ذَاكَ أَقْعَدَنِي مَقْعَدِي هٰذَا.

(ترجمہ) عثمان (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔ راوی نے کہا: ابوعبدالرحمٰن (السلمی) نے عثمان (رضی اللہ عنہ) کے دور حکومت میں قرآن پڑھایا یہاں تک کہ حجاج کا دور آ گیا انہوں نے کہا اس چیز (یعنی حدیث) نے مجھے اس مقام پر بٹھا دیا۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: بخاری (٥٠٢٧) ابوداود (١٤٥٧) ترمذی (٢٩٠٧) ابن ماجه

(٢١١) نسائی فی فضائل القرآن (٦١،٦٢) وابن الضریس (١٣٢) ابویعلی (١٣٦/٢) والبیهقی فی شعب الایمان (٢٢٠٧) وغیرهم۔

3371۔ حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خِيَارُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَ الْقُرْآنَ قَالَ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَأَقْعَدَنِي هٰذَا الْمَقْعَدَ أُقْرِئُ .

(ترجمہ)مصعب بن سعد نے اپنے والد سے روایت کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا، راوی (عاصم) نے کہا انہوں (مصعب) نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اس مقام پر بٹھایا اور میں پڑھاتا ہوں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند میں حارث بن نبہان متروک ہیں لیکن اس کا شاہد صحیح اوپر گذر چکا ہے مزید حوالہ کے لئے دیکھئے:

ابن منصور (١٠٢/١)(٢٠) ابویعلی (٨١٤) ابن ماجه(٢١٣)۔

[3]..... بَاب مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ ثُمَّ نَسِيَهُ

جو کوئی قرآن پڑھے پھر بھول جائے

3372۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عِيْسَى عَنْ رَجُلٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ يَتَعَلَّمُ الْقُرْآنَ ثُمَّ يَنْسَاهُ إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ أَجْذَمُ .

قَالَ أَبُوْ مُحَمَّد عِيسَى هُوَ ابْنُ فَائِدٍ .

(ترجمہ) سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی قرآن پڑھ کر (حفظ کر کے) بھول جائے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے کٹے ہوئے ہاتھ والا ہو کر ملے گا (یعنی خالی ہاتھ یا بے زبان ہو کر ملے گا) امام دارمی نے کہا: عیسی: ابن فائد ہیں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند میں تین علتیں ہیں جہالہ عیسی بن فائد اور جہالہ رجل اور ضعف یزید بن ابی زیاد دیکھئے: ابوداود (١٤٧٤) احمد (٢٨٤/٥) عبدبن حمید (٣٠٦) والبزار فی کشف الاستار (١٦٤٢) ابن ابی شیبه (١٠٠٤٤) عبدالرزاق (٥٩٨٩) ابوالفضل عبدالرحمن فی فضائل القرآن(١)۔

تشریح:......امام ابوداود نے اس حدیث کو کتاب الصلاۃ باب التشدید فیمن حفظ القرآن ثم نسیہ میں ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پڑھنے سے مراد حفظ کر کے بھول جانا ہے، اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو ایسے حفاظ کے لئے بڑی وعید شدید تھی جو قرآن یاد کر کے بھول جائیں۔ لیکن یہ حدیث صحیح نہیں ہے قرآن پاک میں بھی ہے: ﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا....﴾ (طه: ١٦/١٢٤-١٢٦) بعض لوگ اس سے مراد قرآن پڑھ کر یا حفظ کر کے بھول جانا لیتے ہیں، لیکن شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے اس رائے کی تردید کی اور بتایا کہ حدیث ضعیف اور اس سے مراد قرآن پاک کو اس کی تعلیمات کو

پس پشت ڈال دینا اور اس پر عمل نہ کرنا ہے ایسے آدمی کی زندگی میں تنگی رہے گی جو اس سے روگردانی کرے اور وہ قیامت کے دن اندھا اٹھایا جائے گا وہ کہے گا اے میرے رب دنیا میں تو میں بصیر (بینا) تھا پھر اندھا بنا کر کیوں اٹھایا گیا؟ ارشاد ربانی ہوگا یہ اس لئے کہ تو نے میری آیتوں سے غفلت برتی اس لئے جا تیری بھی مطلقا پذیرائی نہ ہوگی۔ اللہ تعالی ہم سب کو اس ذلت ورسوائی سے بچائے اور قرآن پاک پر عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

[4]..... بَاب فِيْ تَعَاهُدِ الْقُرْآنِ

قرآن پاک کی نسیان سے حفاظت کرنے کا بیان

3373۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ نَاجِيَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَكْثِرُوْا تِلَاوَةَ الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ قَالُوا هَذِهِ الْمَصَاحِفُ تُرْفَعُ فَكَيْفَ بِمَا فِيْ صُدُورِ الرِّجَالِ قَالَ يُسْرَى عَلَيْهِ لَيْلًا فَيُصْبِحُونَ مِنْهُ فُقَرَاءَ وَيَنْسَوْنَ قَوْلَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيَقَعُونَ فِيْ قَوْلِ الْجَاهِلِيَّةِ وَأَشْعَارِهِمْ وَذٰلِكَ حِينَ يَقَعُ عَلَيْهِمْ الْقَوْلُ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: کثرت سے قرآن کی تلاوت کرو اس سے پہلے کہ وہ اٹھالیا جائے لوگوں نے کہا یہ مصاحف اٹھالئے جائیں گے لیکن لوگوں کے سینوں سے کیسے (قرآن) اٹھایا جائے گا؟ جواب دیا کہ ان پر ایک رات گزرے گی کہ وہ اس سے محروم ہو جائیں گے اور لا الہ الا اللہ تک کہنا بھول جائیں گے اور جاہلیت کے قول اشعار میں پڑ جائیں گے اور یہ اس وقت ہوگا جب ان پر اللہ کا قول واقع ہو جائے گا۔

(**تخریج**) موسیٰ بن عبیدہ کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے باقی رواۃ ثقات ہیں لیکن دوسری جید سند سے بھی ابن مسعود سے موقوفا ایسے ہی مروی ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (١٠٢٤٢) ابن منصور (٢/ ٣٣٥) (٩٧) عبدالرزاق (٥٩٨١) الزهد لابن المبارك(٨٠٣) طبرانی (١٥٣/٩) (٨٦٩٨)۔

3374۔ حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا سَلَّامٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِيْ مُطِيعٍ قَالَ كَانَ قَتَادَةُ يَقُولُ اعْمُرُوا بِهِ قُلُوبَكُمْ وَاعْمُرُوا بِهِ بُيُوتَكُمْ قَالَ أُرَاهُ يَعْنِي الْقُرْآنَ .

(ترجمہ) سلام بن ابی مطیع نے کہا: قتادہ کہتے تھے: اپنے دلوں کو آباد کرو، اور اپنے گھروں کو آباد رکھو راوی نے کہا: میرے خیال میں ان کا مقصد تھا قرآن سے آباد کرو۔

(**تخریج**) سلام کی قتادہ سے روایت میں کلام ہے کہیں اور یہ روایت نہیں ملی۔

3375۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَيُسْرَيَنَّ عَلَى الْقُرْآنِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَا يُتْرَكُ آيَةٌ فِيْ مُصْحَفٍ وَلَا فِيْ قَلْبِ أَحَدٍ إِلَّا رُفِعَتْ .

(ترجمہ) ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ایک رات قرآن پاک پر ایسی گذرے گی کہ ایک آیت بھی نہ مصحف میں رہے گی نہ کسی

کے دل میں باقی رہے گی بلکہ اٹھالی جائے گی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند عبداللہ تک حسن وموقوف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۰۲۴۲) عبدالرزاق (۵۹۸۰) والبخاری فی خلق افعال العبادص: ۸۶۔

3376۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ مَا جَالَسَ الْقُرْآنَ أَحَدٌ فَقَامَ عَنْهُ إِلَّا بِزِيَادَةٍ أَوْ نُقْصَانٍ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا﴾

(ترجمہ) قتادہ (رحمہ اللہ) نے کہا: قرآن کے لئے جو بھی بیٹھا پھر کھڑا ہوا تو وہ زیادتی یا نقصان لے کر اٹھے گا، پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ....﴾ (الاسراء: ۸۲/۱۵) یعنی یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لئے تو سراسر شفا اور رحمت ہے ہاں ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔

(**تخریج**) محمد بن کثیر بن ابی عطا کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے اور قتادہ رحمہ اللہ پر موقوف ہے دیکھئے: فضائل ابو عبید ص: ۵۶۔۵۷۔

3377۔ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا رِفْدَةُ الْغَسَّانِيُّ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ عَجْلَانَ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ كَانَ يُقَالُ إِنَّ اللَّهَ لَيُرِيدُ الْعَذَابَ بِأَهْلِ الْأَرْضِ فَإِذَا سَمِعَ تَعْلِيمَ الصِّبْيَانِ الْحِكْمَةَ صَرَفَ ذٰلِكَ عَنْهُمْ.

قَالَ مَرْوَانُ يَعْنِي بِالْحِكْمَةِ الْقُرْآنَ.

(ترجمہ) ثابت بن عجلان انصاری نے کہا: یہ کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اہل زمین کو عذاب کا ارادہ کرتا ہے لیکن جب بچوں کو حکمت کی تعلیم لیتے سنتا ہے تو ارادہ بدل دیتا ہے مروان نے کہا حکمت سے مراد قرآن کی تعلیم ہے۔

(**تخریج**) رفدہ بن قضاعہ کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے جو ثابت بن عجلان پر موقوف ہے۔ وانفرد به الدارمی۔

3378۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنَا شَيْخٌ يُكَنَّى أَبَا عَمْرٍو عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَيَبْلَى الْقُرْآنُ فِي صُدُورِ أَقْوَامٍ كَمَا يَبْلَى الثَّوْبُ فَيَتَهَافَتُ يَقْرَءُونَهُ لَا يَجِدُونَ لَهُ شَهْوَةً وَلَا لَذَّةً يَلْبَسُونَ جُلُودَ الضَّأْنِ عَلَى قُلُوبِ الذِّئَابِ أَعْمَالُهُمْ طَمَعٌ لَا يُخَالِطُهُ خَوْفٌ إِنْ قَصَّرُوا قَالُوا سَنَبْلُغُ وَإِنْ أَسَاءُوا قَالُوا سَيُغْفَرُ لَنَا إِنَّا لَا نُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا.

(ترجمہ) معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) نے کہا: کچھ لوگوں کے دلوں میں قرآن کریم ایسے ہی پرانا ہو جائے گا جیسے کپڑا پرانا ہو جاتا ہے لوگ اس کو پڑھیں گے لیکن اس میں رغبت ولذت نہ پائیں گے ایسے لوگ بھیڑیے والے دلوں پر میڈھوں کی کھال پہنیں گے، ان کے اعمال میں لالچ ہوگا خوف الٰہی اس میں نہ ہوگا اگر ان سے کوتاہی ہوگی تو کہیں گے ہم عنقریب (منزل مقصود کو) پہنچ جائیں گے اور اگر گناہ کریں گے تو کہیں گے ہماری مغفرت کر دی جائے گی کیوں کہ ہم اللہ کے ساتھ کوئی شرک نہیں کرتے ہیں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند معاذ (رضی اللہ عنہ) تک صحیح وموقوف ہے، دیکھئے: مجمع الزوائد۔

3379۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بِئْسَمَا لِأَحَدِكُمْ أَنْ يَقُوْلَ نَسِيْتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ وَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَسْرَعُ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عُقُلِهَا .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بہت برا ہے تم میں سے کسی کا یہ کہنا کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا (بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ) مجھے بھلا دیا گیا، اور قرآن مجید کا پڑھنا جاری رکھو کیونکہ انسان کے دلوں میں دور ہو جانے میں وہ اونٹ کے بھاگنے سے بڑھ کر ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (٥٠٣٢) مسلم (٧٩٠) ترمذی (٢٩٤٤) نسائی (٩٤٢) ابویعلی (٥١٣٦) ابن حبان (٧٦٢) الحمیدی (٩١) وموارد الظمآن (١٧٨٤)۔

تشریح: ......نَسِيْتُ یعنی میں بھول گیا کہنے سے اس لئے منع کیا گیا کہ اس عبارت سے ایسا لگتا ہے کہ بھولنا اس کا اختیاری فعل ہے حالانکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے چاہے جس کے دل میں قرآن بسا دے اور جس کے دل سے چاہے اس کو مٹا دے ﴿ذلك فضل الله يوتيه من يشاء﴾

3380۔ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا مُوسَى يَعْنِي ابْنَ عُلَيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَلَّمُوا كِتَابَ اللّٰهِ وَتَعَاهَدُوْهُ وَتَغَنَّوْا بِهِ وَاقْتَنُوْهُ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ أَوْ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْمَخَاضِ فِي الْعُقُلِ .

(ترجمہ) عقبہ بن عامر نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی کتاب کو پڑھو اور اس کی حفاظت کرو (یعنی بار بار دہراؤ) اس سے گنگناؤ اور اس کو لازم پکڑو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (یا یہ کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے) کیوں کہ وہ دور ہو جانے میں اونٹ کے بھاگ جانے سے بڑھ کر ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے لیکن موقوف علی عقبہ ہے آگے موصول روایت بھی آ رہی ہے دیکھئے: احمد (١٤٦/٤) ابن ابی شیبه (١٠٠٤٠) نسائی فی فضائل القرآن (٥٩۔٦٠)۔

3381۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَعَلَّمُوا كِتَابَ اللّٰهِ تَعَالَى وَتَعَاهَدُوْهُ وَاقْتَنُوْهُ وَتَغَنَّوْا بِهِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْمَخَاضِ فِي الْعُقُلِ .

(ترجمہ) عقبہ بن عامر نے اپنے والد سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی کتاب پڑھو، اس کو یاد کرو اس سے چمٹے رہو، اور اس سے گنگناؤ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ بھول جانے میں اونٹ کے بھاگ جانے

سے زیادہ بڑھ چڑھ کر ہے۔

(یعنی جس طرح اونٹ بھاگ جاتا ہے قرآن پاک بھی دلوں سے محو ہو جاتا ہے)

(**تخریج**) عبداللہ بن صالح کی وجہ سے اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن دوسری سند سے حدیث صحیح ہے دیکھئے: ابن حبان (۱۱۹)نسائی فی فضائل القرآن (۶۰) طبرانی فی الکبیر(۱۷/۲۹۰)(۸۰۰) والاوسط (۳۲۱۱) موارد الظمآن (۱۷۸۸)۔

3382۔ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ أَبِي جَهْلٍ كَانَ يَضَعُ الْمُصْحَفَ عَلَى وَجْهِهِ وَيَقُولُ كِتَابُ رَبِّي كِتَابُ رَبِّي .

(ترجمہ) ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ عکرمہ بن ابی جہل (رضی اللہ عنہ) قرآن پاک کو اپنے چہرے سے لگاتے اور کہتے تھے میرے رب کی کتاب ہے یہ میرے پروردگار کی کتاب ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں انقطاع ہے کیوں کہ ابن ابی ملیکہ نے عکرمہ کو پایا ہی نہیں نیز یہ اثر عکرمہ پر ہی موقوف ہے یعنی ان کا اپنا فعل ہے۔ دیکھئے: طبرانی (۱۷/۳۷۱)(۱۰۱۸) الحاکم (۳/۲۴۳) البیهقی فی الشعب (۲۲۲۹)۔

3383۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ قَرَأَ الْمُصْحَفَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ قَالَ وَكَانَ ثَابِتٌ يَفْعَلُهُ .

(ترجمہ) ثابت نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلی نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک قرآن پڑھتے رہتے راوی نے کہا: اور ثابت بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند ثابت تک صحیح اور موقوف علیہ ہے دیکھئے: طبقات ابن سعد (۷۵۱)۔

تشریح: ......ان تمام آثار و احادیث میں قرآن پاک پڑھنے اسے حفظ کرنے یاد رکھنے اور اس سے برابر لگاؤ رکھنے کی ترغیب ہے اور اس سے ڈرایا گیا ہے کہ یاد کر کے ایک مسلمان اس کو پس پشت نہ ڈالے، اس کو دہراتا رہے اور عمل بھی کرے، قرآن پاک کا یہ معجزہ بھی ان میں مذکور ہے کہ بار بار پڑھنے سے اور تازگی آتی ہے اکتاہٹ نہیں ہوتی، کتنے ایسے مسلمان ہیں جو پڑھے لکھے ہونے کے باوجود کبھی قرآن کو نہ کھول کر دیکھتے ہیں نہ پڑھتے ہیں اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے پوچھا اے اللہ کی نبی میں کتنے دن میں قرآن پاک ختم کر سکتا ہوں، فرمایا: ایک مہینہ میں، عرض کیا میں زیادہ پڑھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا: پچیس دن میں، پھر بیس دن میں، یہاں تک کہ کہا پانچ دن میں۔ یہ روایت آگے (۳۵۱۸) نمبر پڑ آرہی ہے۔ ایک اور روایت میں کم سے کم تین دن میں قرآن پاک ختم کرنے کا حکم ہے۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک مہینے میں ایک قرآن ضرور ختم کرنا چاہئے اور کم سے کم تین دن میں۔ تین دن سے کم میں قرآن کریم ختم کرنے کی ممانعت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے کم میں ختم قرآن کرنے والا کچھ نہ سمجھے گا؟ دیکھئے:

سنن ابن ماجہ (۱۳۴۷)۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو قرآن پاک پڑھنے اور اس کو یاد کرنے نیز سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق ارزانی نصیب فرمائے۔ آمین

[5]..... بَابُ الْقُرْآنُ كَلَامُ اللّٰهِ

قرآن پاک اللہ کا کلام ہے

3384- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ﴿فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ﴾ قَالَ أَيْ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ كَلَامُ الرَّحْمٰنِ .

(ترجمہ) قتادہ (رحمہ اللہ) نے کہا: اس آیت ﴿فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ.....﴾ (البقرہ: ۲۶/۱) سے مراد یہ ہے کہ مومنین جانتے ہیں کہ یہ رحمٰن کا کلام ہے۔

(تخریج) اس اثر کی سند قتادہ تک صحیح اور انہیں پر موقوف ہے دیکھئے: تفسیر طبری (۱۸۰/۱)۔

3385- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عَطِيَّةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ كَلَامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ كَلَامِهِ وَمَا رَدَّ الْعِبَادُ إِلَى اللّٰهِ كَلَامًا أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ كَلَامِهِ .

(ترجمہ) عطیہ بن قیس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی کا کلام اس کے اپنے کلام سے زیادہ عظیم نہیں ہے اور بندے کوئی کلام نہیں پڑھتے ہیں جو اللہ کے نزدیک اس کے اپنے کلام سے زیادہ محبوب ہو۔

(تخریج) اس اثر کی سند میں عبداللہ بن صالح اور ابوبکر بن ابی مریم ضعیف اور عطیہ کی مرسل روایت ہے۔ دیکھئے: البیھقی فی الاسماء والصفات (ص: ۲۴۴)۔

3386- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ إِسْرَائِيلَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ الثَّقَفِيُّ عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعْرِضُ نَفْسَهُ فِي الْمَوْسِمِ عَلَى النَّاسِ فِي الْمَوْقِفِ فَيَقُولُ هَلْ مِنْ رَجُلٍ يَحْمِلُنِي إِلَى قَوْمِهِ فَإِنَّ قُرَيْشًا مَنَعُونِي أَنْ أُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّي .

(ترجمہ) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہما) نے کہا: رسول اللہ ﷺ حج کے زمانے میں عرفات میں اپنے کو حجاج کے سامنے پیش کرتے تھے اور فرماتے تھے: کوئی آدمی مجھے اپنی قوم کی پناہ میں لے سکتا ہے؟ کیوں کہ قریش نے مجھے اپنے پروردگار کے کلام کی تبلیغ سے روک دیا ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: احمد (۳۹۰/۳) ابوداود (۴۷۳۴) ترمذی (۲۹۲۶) ابن ماجه (۲۰۱) بخاری فی خلق افعال العباد (ص: ۶۰) ابن ابی شیبه (۳۱۰/۱۴) (۱۸۴۳۱) البیهقی فی الاعتقاد (ص: ۶۱) ابونعیم دلائل النبوة (۲۱۷) الحاکم (۶۱۳/۲) ابن کثیر فی البدایه والنهایه (۱۴۶/۳) والبیهقی فی شعب الایمان (۱۱۸)۔

فائدہ:......اس حدیث سے معلوم ہوا قرآنِ پاک اللہ کا کلام ہے۔

3387- حَدَّثَنَا إِسْحَقُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي الزَّعْرَاءِ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ كَلَامُ اللّٰهِ فَلَا يَغُرَّنَّكُمْ فِيمَا عَطَفْتُمُوهُ عَلَى أَهْوَائِكُمْ .

(ترجمہ) ابوالزعراء نے کہا: عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: یہ قرآن اللہ کا کلام ہے اس کو اپنی خواہشات کے مطابق بنا کر دھوکے میں نہ پڑنا۔

(**تخریج**) لیث بن ابی سلیم کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے اور ابوالزعراء عبداللہ بن ہانی ہے دیکھئے: الاسماء والصفات للبيهقي ص: ٢٤٢ وشعب الايمان (١٨٩/١) والاعتقاد له ايضا ص: ٦٤ والشريعه للآجرى (ص: ٧٨) وغيرهم۔ بعض نسخ میں فَلَا يَغُرَّنَّكُمْ کی جگہ فَلَا اَعْرِفَنَّكُمْ ہے۔

[6]..... بَاب فَضْلِ كَلَامِ اللّٰهِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ

دیگر کلاموں پر اللہ کے کلام کی فضیلت کا بیان

3388- أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّرْجُمَانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ شَغَلَهُ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ عَنْ مَسْأَلَتِي وَذِكْرِي أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ ثَوَابِ السَّائِلِينَ وَفَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلَى خَلْقِهِ .

(ترجمہ) ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو قرآن پاک کی تلاوت نے مجھ سے سوال کرنے اور میری یاد سے مشغول رکھا میں نے اس کو سوال کرنے والوں سے اچھا اجر وثواب دیا اور اللہ کے کلام کی بزرگی تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسی اللہ تعالیٰ کی بزرگی وعظمت اپنی مخلوق پر ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند میں محمد بن الحسن الہمدانی اور عطیہ العوفی ضعیف ہیں لیکن بہت سے طرق سے مروی ہے دیکھئے: ترمذی (٢٩٢٧) البيهقي في الاسماء والصفات (ص: ٢٣٨) والاعتقاد (ص: ٦٢) والشعب (٢٠١٥) البخاري في خلق أفعال العباد (ص: ١٠٩)، ابونعيم في الحلية (١٠٦/٥) وابن كثير في فضائل القرآن (ص: ٢٧٤) نیز دیکھئے: ابن ابی شيبه (٩٣٢٠) فتح البارى (٦٦/٩) وابن عبدالبر في التمهيد (٤٥/٦) وغيرهم في كتب الرجال۔

تشریح: ......ترمذی وغیرہ میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کو مشغول کیا......یعنی حدیث قدسی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کو قرآن کی تلاوت نے اوراد ووظائف اور دعا سے مشغول رکھا یعنی قرآن پڑھتا رہا دعا نہ بھی کی تب بھی اللہ تعالیٰ اس کو دعا مانگنے والوں سے زیادہ دنیا وآخرت میں عطا فرمائے گا اس سے معلوم ہوا کہ قرآن پڑھنا سارے وظائف سے زیادہ افضل ہے۔

3389۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَشْعَثَ الْحُدَّانِيِّ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ عَلَى كَلَامِ خَلْقِهِ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلَى خَلْقِهِ.

(ترجمہ) شہر بن حوشب نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے کلام کی فضیلت مخلوق کے کلام پر ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت اپنی مخلوق پر ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے اور مرسل ہے دیکھئے: ابوداود فی مراسیله (٥٣٥) ابن الضريس فی فضائله (١٣٩) وابویعلی فی معجم شیوخه (٢٩٤) والبیهقی فی الاسماء والصفات (ص: ٢٣٩) وفی شعب الایمان (٢٢٠٨)۔

3390۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ شُيُوْخِ مِصْرَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ الْقُرْآنُ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ.

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن پاک اللہ تعالیٰ کے نزدیک زمین وآسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس سے زیادہ محبوب و پیارا ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند میں رجل من شیوخ مصر مجہول اور عبداللہ بن صالح سیئی الحفظ جدا ہے دیکھئے: فضائل القرآن وتلاوته لابی الفضل عبدالرحمن الرازی (٢٨)۔

تشریح: ......ان تمام احادیث سے کلام اللہ العزیز کی فضیلت معلوم ہوئی اللہ تعالیٰ سب کو تدبر اور تفہم سے قرآن پڑھنے اور اس پر غور کرنے کی پھر اس پر عمل کی توفیق بخشے آمین۔

[7]..... بَاب إِذَا اخْتَلَفْتُمْ بِالْقُرْآنِ فَقُومُوا

جب قرآن پاک پڑھنے سے دل اُچٹ جائے تو مجلس برخاست کردو

3391۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ الْأَعْوَرُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدُبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفْتُمْ عَلَيْهِ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ فَقُومُوا.

(ترجمہ) جندب (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک دل لگے جب دل اُچاٹ ہوجائے تو پھر کھڑے ہوجاؤ (یعنی مجلس برخاست کردو اور تلاوت روک دو)

(**تخریج**) اس روایت کی سند صحیح اور دوسری سند سے متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (٥٠٦٠) مسلم (٢٦٦٧) ابویعلی (١٥١٩) ابن حبان (٧٣٢) نسائی فی فضائل القرآن (١٢٢،١٢١) ابن کثیر فی فضائله (ص: ٢٦٧)۔

3392۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اقْرَءُوا

الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ فَقُومُوا .

(ترجمہ) جندب بن عبداللہ بن نے کہا: قرآن مجید اس وقت تک پڑھو جب تک کہ اس میں دل لگے جب جی اچاٹ ہونے لگے تو پڑھنا بند کردو۔

(تخریج) اس حدیث کی تخریج اوپر گذر چکی ہے امام بخاری نے اسے موصولا روایت کیا ہے دیکھئے: بخاری (۵۰۶۰)۔

تشریح: ......اس حدیث کا ترجمہ یوں بھی کیا گیا ہے کہ قرآن مجید اس وقت تک پڑھو جب تک تمہارے دل ملے جلے ہوں اور اختلاف وفساد کی نیت نہ ہو پھر جب تم میں اختلاف پڑ جائے اور تکرار وفساد کی نیت ہوجائے تو اٹھ کھڑے ہو اور قرآن پڑھنا موقوف کردو، اختلاف کر کے فساد تک نوبت پہنچانا کتنا برا ہے یہ اس سے ظاہر ہے کاش مسلمان اس پر غور کریں (راز رحمہ اللہ)۔

3393۔ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ مَالِكُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو قُدَامَةَ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اقْرَءُ وا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ فَقُومُوا .

(ترجمہ) جندب (رضی اللہ عنہ) کی اس حدیث کا ترجمہ اور تخریج اوپر گذر چکی ہے۔

[8]..... بَاب مَثَلِ الْمُؤْمِنِ الَّذِى يَقْرَأُ الْقُرْآنَ
اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے

3394۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا فِطْرٌ عَنْ أَبِى إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُؤْتَى الْإِيمَانَ وَلَا يُؤْتَى الْقُرْآنَ وَمِنْهُمْ مَنْ يُؤْتَى الْقُرْآنَ وَلَا يُؤْتَى الْإِيمَانَ وَمِنْهُمْ مَنْ يُؤْتَى الْقُرْآنَ وَالْإِيمَانَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يُؤْتَى الْقُرْآنَ وَلَا الْإِيمَانَ ثُمَّ ضَرَبَ لَهُمْ مَثَلًا قَالَ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ الْإِيمَانَ وَلَمْ يُؤْتَ الْقُرْآنَ فَمَثَلُهُ مَثَلُ التَّمْرَةِ حُلْوَةُ الطَّعْمِ لَا رِيحَ لَهَا وَأَمَّا مَثَلُ الَّذِى أُوتِيَ الْقُرْآنَ وَلَمْ يُؤْتَ الْإِيمَانَ فَمَثَلُ الْآسَةِ طَيِّبَةُ الرِّيحِ مُرَّةُ الطَّعْمِ وَأَمَّا الَّذِى أُوتِيَ الْقُرْآنَ وَالْإِيمَانَ فَمَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ طَيِّبَةُ الرِّيحِ حُلْوَةُ الطَّعْمِ وَأَمَّا الَّذِى لَمْ يُؤْتَ الْقُرْآنَ وَلَا الْإِيمَانَ فَمَثَلُهُ مَثَلُ الْحَنْظَلَةِ مُرَّةُ الطَّعْمِ لَا رِيحَ لَهَا .

(ترجمہ) علی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: لوگوں میں سے کچھ ایسے ہوتے ہیں جن کو ایمان دیا جاتا ہے لیکن قرآن نہیں دیا جاتا ہے، اور ان میں سے کچھ ایسے ہوتے ہیں جن کو قرآن ملتا ہے ایمان نہیں ملتا، اور بعض ایسے ہوتے ہیں جن کو قرآن اور ایمان دونوں ملتے ہیں، اور بعض ایسے ہوتے ہیں جن کو نہ ایمان دیا جاتا ہے اور نہ قرآن پھر ان کی مثال دیتے ہوئے علی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جس کو ایمان دیا گیا اور قرآن نہیں ملا اس کی مثال کھجور کی سی ہے جس کا ذائقہ میٹھا لیکن خوشبو نہیں ہوتی، اور جس کو قرآن ملا ایمان نہیں ملا اس کی مثال دوا کی سی ہے جس کی مہک اچھی ذائقہ کڑوا ہوتا ہے، اور جسے قرآن وایمان دونوں ملے اس کی مثال نارنگی (میٹھا لیموں) کی سی ہے جس کی خوشبو اچھی اور ذائقہ بھی اچھا ہوتا ہے، اور جس کو نہ قرآن ملا نہ ایمان اس کی مثال اندرائن کی سی

ہے جس کا مزہ کڑوا اور کوئی خوشبو نہیں ہوتی۔

(تخریج) اس اثر کی سند ضعیف وموقوف ہے لیکن موصولا اس کے مثل صحیح روایت بھی ہے کما سیاتی دیکھئے: فضائل القرآن لابی عبید (ص: ۳۸۷) وابن ابی شیبه مختصرا(۱۰۲۲۰)۔

3395۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ طَعْمُهَا حُلْوٌ وَلَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ.

(ترجمہ) ابوموسی اشعری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس مومن کی مثال جو قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے سنگترے کی سی ہے جس کا مزہ لذیذ اور خوشبو بہترین ہوتی ہے، اور جو مومن قرآن کی تلاوت نہیں کرتا اس کی مثال کھجور کی سی ہے جس کا مزہ تو عمدہ ہوتا ہے لیکن خوشبو نہیں ہوتی اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ریحانہ (پھول) کی سی ہے کہ اس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن ذائقہ کڑوا ہوتا ہے، اور وہ منافق جو قرآن کی تلاوت بھی نہیں کرتا اندرائن کی سی ہے جس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے۔ اور اس میں کوئی خوشبو بھی نہیں ہوتی۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (۵۰۲۰) مسلم (۷۹۷) ابوداود (۴۸۲۹) ترمذی (۲۸٦۵) نسائی (۵۰۵۳) ابن ماجه (۲۱٤) ابویعلی (۷۲۳۷) ابن حبان (۱۲۱، ۷۷۰) السخاوی جمال القراء (۱/۱۵۱)۔

3396۔ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَثَلُ الَّذِي أُوتِيَ الْإِيمَانَ وَلَمْ يُؤْتَ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الَّذِي أُوتِيَ الْقُرْآنَ وَلَمْ يُؤْتَ الْإِيمَانَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ الْآسَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الَّذِي أُوتِيَ الْقُرْآنَ وَالْإِيمَانَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الَّذِي لَمْ يُؤْتَ الْإِيمَانَ وَلَا الْقُرْآنَ مَثَلُ الْحَنْظَلَةِ رِيحُهَا خَبِيثٌ وَطَعْمُهَا خَبِيثٌ.

(ترجمہ) علی (رضی اللہ عنہ) نے کہا: اس کی مثال جس کو ایمان دیا گیا اور قرآن نہیں دیا گیا کھجور کی سی ہے جس کا مزہ لذیذ ہوتا ہے لیکن کوئی خوشبو نہیں ہوتی، اور اس کی مثال جس کو قرآن دیا گیا ایمان نہیں دیا گیا ریحانہ (پھول) کی طرح ہے جس کی خوشبو اچھی ہوتی ہے لیکن ذائقہ کڑوا ہوتا ہے، اور اس کی مثال جس کو قرآن اور ایمان دونوں دئے گئے سنگترے (نارنگی) جیسی ہے جس کا مزہ لذیذ اور خوشبو بہترین ہوتی ہے، اور اس کی مثال جس کو نہ قرآن دیا گیا اور نہ ایمان اندرائن جیسی ہے کہ اس کی مہک خراب

(بدبودار) اور مزہ (ذائقہ) بھی خراب ہوتا ہے۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: فضائل القرآن لابی عبید ص: (۳۸۷) ۔

تشریح: ......ان احادیث وآثار سے معلوم ہوا کہ مومن اور منافق کی دو قسمیں ہیں ایک وہ مومن جو قرآن پڑھتا ہے اور ایک وہ جو قرآن نہیں پڑھا اسی طرح ایک وہ منافق جو قرآن پڑھتا ہے اور ایک وہ جو قرآن نہیں پڑھتا قرآن پڑھنے والا مومن سنگترے کی طرح ہے اور نہ پڑھنے والا کھجور کی طرح ہے، اور قرآن پڑھنے والا منافق ریحانہ کی طرح اور نہ پڑھنے والا اندرائن کی طرح۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ایمان اور قرآن والا بنائے۔ آمین

[9]..... بَاب إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْقُرْآنِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ آخَرِينَ
اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعہ بعض قوموں کو اٹھائے گا اور بعض کو گرا دے گا

3397۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ أَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِ الْحَارِثِ لَقِيَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بِعُسْفَانَ وَكَانَ عُمَرُ اسْتَعْمَلَهُ عَلٰى أَهْلِ مَكَّةَ فَسَلَّمَ عَلٰى عُمَرَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَنِ اسْتَخْلَفْتَ عَلٰى أَهْلِ الْوَادِيْ فَقَالَ نَافِعٌ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْهِمِ ابْنَ أَبْزَى فَقَالَ عُمَرُ وَمَنِ ابْنُ أَبْزَى فَقَالَ مَوْلًى مِنْ مَوَالِيْنَا فَقَالَ عُمَرُ فَاسْتَخْلَفْتَ عَلَيْهِمْ مَوْلًى فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّهُ قَارِئٌ لِكِتَابِ اللّٰهِ عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ فَقَالَ عُمَرُ أَمَا إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِيْنَ .

(ترجمہ) عامر بن واثلہ نے بیان کیا کہ نافع بن عبدالحارث عسفان میں عمر (رضی اللہ عنہ) سے ملے جن کو عمر (رضی اللہ عنہ) نے مکہ پر حاکم مقرر کیا تھا، (امیر المومنین) عمر نے کہا تم نے اہل وادی (مکہ والوں) پر کس کو اپنا نائب مقرر کیا نافع نے کہا: میں نے ان پر ابن ابزی کو اپنا نائب بنا دیا ہے، عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ابن ابزی کون ہیں؟ عرض کیا وہ ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک آزاد کئے ہوئے غلام ہیں، عمر نے کہا تم نے ان پر مولی کو خلیفہ بنا دیا، انہوں نے کہا: اے امیر المومنین وہ قرآن کے قاری اور فرائض کے عالم ہیں، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ بہت سی قوموں کو اس قرآن کی برکت سے بلند کرے گا اور دوسروں کو زیر کرے گا۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: مسلم (۸۱۷) ابن ماجه (۲۱۸) ابويعلى (۲۱۰) ابن حبان (۷۷۲) طحاوی فی مشكل الآثار (۵۷/۳) عبدالرزاق (۲۰۹۴۳) ابوالفضل الرازی فی فضائل القرآن (٦٣)۔

تشریح: ......مطلب یہ ہے کہ جو اس قرآن کے تابع فرمان ہوں گے دنیا میں حکومت اور آخرت میں جنت پائیں گے، اور جو منکر ہوں گے دنیا میں ذلت اور آخرت میں عقوبت اٹھائیں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سو فیصد صحیح ثابت ہو عرب کی وہ قوم جن میں چند پڑھے لکھے لوگ تھے لیکن صدیوں دنیا کے ایک معتد بہ حصہ پر حکومت کرتے رہے اللہ تعالیٰ نے موالی

اورغلاموں کو بھی اسلام میں داخل ہونے کے بعد سربلندی عطاء کی بلال حبشی کا مقام وہ ہے کہ پیغمبر اسلام جنت میں اپنے آگے ان کی آہٹ سنتے ہیں اسی طرح یہ آزاد کردہ غلام ابن ابزی ہیں جو اہل مکہ کے قرآن پاک کی وجہ سے حاکم بنتے ہیں۔((اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِكِتَابِكَ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ .))

[10]..... بَاب فَضْلِ مَنْ اسْتَمَعَ إِلَى الْقُرْآنِ
جو قرآن سنے اس کی فضیلت کا بیان

3398- حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ إِنَّ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ لَهُ أَجْرٌ وَإِنَّ الَّذِي يَسْتَمِعُ لَهُ أَجْرَانِ .

(ترجمہ) خالد بن معدان نے کہا: بیشک جو قرآن پڑھتا ہے اس کے لئے ایک اجر ہے اور جو قرآن سنتا ہے اس کے لئے ڈبل اجر ہے۔

(**تخریج**) عبدہ بنت خالد غیر معروف ہیں، ابوالمغیرۃ: عبدالقدوس بن الحجاج ہیں کہیں اور یہ روایت نہیں ملی اور یہ خالد بن معدان کا قول ہے۔

3399- حَدَّثَنَا رَزِيْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ اسْتَمَعَ إِلَى آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ كَانَتْ لَهُ نُورًا .

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: جو شخص قرآن پاک کی ایک آیت غور سے سنتا ہے وہ اس کے لئے نور (روشنی) ہوگی۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں ابن جریج مدلس ہیں اور عن سے روایت کی ہے دیکھئے: عبدالرزاق (٦٠١٢) فضائل القرآن (٦٤)۔

تشریح: ......اگرچہ یہ روایات سند کے لحاظ سے صحیح نہیں ہیں لیکن قرآن پاک سننے والے کو بھی پڑھنے والے ہی کی طرح اجر وثواب ملتا ہے۔

[11]..... بَاب فَضْلِ مَنْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ
اس کی فضیلت جو قرآن پڑھے اور وہ اس پر دشوار ہو

3400- أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَهَمَّامٌ قَالَا حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهِ فَهُوَ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ وَهُوَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ فَلَهُ أَجْرَانِ .

(ترجمہ) عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک وہ شخص جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا ماہر (یعنی حافظ) ہے تو وہ مکرم، نیک لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا، اور جو قرآن پڑھتا ہے اور قرآن پڑھنا اس پر دشوار ہوتا ہے تو اس کے لئے

ڈبل اجر ہے۔

(ایک اجر قرآن کی تلاوت کا اور ایک اجر تلاوت میں مشقت برداشت کرنے کا)۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (٤٩٣٧) مسلم (٧٩٨) ابوداود (١٤٥٤)، ترمذی (٢٩٠٤) ابن ماجه (٣٧٧٩) نسائی فی فضائل القرآن (٧٠، ٧١، ٧٢)۔

تشریح: ......اس حدیث سے حافظ قرآن کی فضیلت معلوم ہوئی جو اللہ کے نیک و مطیع، معزز و مکرم کاتبین کے ساتھ ہوں گے، الماہر بالقرآن کا مطلب ہے قرآن پڑھنے میں ماہر، اس کے معانی و مفاہیم کو جاننے والا اور ماہر قرآن وہی ہوگا جو اس کا زیادہ سے زیادہ وِرد رکھے۔ (جعلنا الله منهم)۔

3401۔ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ وَهْبٍ الذِّمَارِيِّ قَالَ مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَقَامَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ وَمَاتَ عَلَى الطَّاعَةِ بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ السَّفَرَةِ وَالْأَحْكَامِ قَالَ سَعِيدٌ السَّفَرَةُ الْمَلَائِكَةُ وَالْأَحْكَامُ الْأَنْبِيَاءُ قَالَ وَمَنْ كَانَ حَرِيصًا وَهُوَ يَتَفَلَّتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَدَعُهُ أُوتِيَ أَجْرَهُ مَرَّتَيْنِ وَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ حَرِيصًا وَهُوَ يَتَفَلَّتُ مِنْهُ وَمَاتَ عَلَى الطَّاعَةِ فَهُوَ مِنْ أَشْرَافِهِمْ وَفُضِّلُوا عَلَى النَّاسِ كَمَا فُضِّلَتِ النُّسُورُ عَلَى سَائِرِ الطَّيْرِ وَكَمَا فُضِّلَتْ مَرْجَةٌ خَضْرَاءُ عَلَى مَا حَوْلَهَا مِنَ الْبِقَاعِ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ قِيلَ أَيْنَ الَّذِينَ كَانُوْا يَتْلُوْنَ كِتَابِي لَمْ يُلْهِهِمُ اتِّبَاعُ الْأَنْعَامِ فَيُعْطَى الْخُلْدَ وَالنَّعِيمَ فَإِنْ كَانَ أَبَوَاهُ مَاتَا عَلَى الطَّاعَةِ جُعِلَ عَلَى رُءُوسِهِمَا تَاجُ الْمُلْكِ فَيَقُولَانِ رَبَّنَا مَا بَلَغَتْ هٰذَا أَعْمَالُنَا فَيَقُوْلُ بَلٰى إِنَّ ابْنَكُمَا كَانَ يَتْلُوْ كِتَابِي.

(ترجمہ) وہب الذماری نے کہا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی نعمت عطاء فرمائی اور وہ اس کو صبح و شام پڑھے اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کرے، اطاعت و فرماں برداری پر ہی اسے موت آئے، ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سفرہ اور احکام کے ساتھ اٹھائے گا سعید بن عبدالعزیز نے کہا سفرہ سے مراد: فرشتے اور احکام سے مراد انبیاء ہیں، وہب نے کہا اور جو کوئی قرآن پاک یاد کرنے پر حریص رہا لیکن وہ اسے بھول جاتا ہے اور وہ اسے چھوڑتا بھی نہیں (یعنی پڑھتا رہتا ہے) اس کو دہرا اجر ملے گا اور جو قرآن یاد کرنے کا حریص ہو اور اسے بھول جاتا ہو لیکن وہ اطاعت و فرماں برداری کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو تو ایسے لوگ باعزت لوگ ہیں اور ان کی فضیلت و بزرگی لوگوں پر ایسی ہے جیسے تمام پرندوں پر نسور (گدھ) بھاری ہے یا جیسے ہری بھری چراگاہ کی فضیلت اس کے ارد گرد کی (بنجر) زمین پر ہے پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو کہا جائے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جو میری کتاب کی تلاوت کیا کرتے تھے اور چوپائے چرانے (یعنی دنیا کی مصروفیات) نے انہیں غافل نہ کیا ایسے شخص کو جنت اور اس میں ہیشگی عطا کی جائے گی، اگر ایسے شخص کے والدین بھی اطاعت و فرماں برداری پر جاں بحق ہوئے تو ان کے سروں پر تاج الملک پہنایا جائے گا وہ دونوں کہیں گے: اے ہمارے پروردگار ہمارے اعمال تو اتنے اچھے نہ تھے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہاں یہ اس

لئے ہے کہ تمہارا بیٹا میری کتاب کی تلاوت کرتا تھا۔

(**تخریج**) وہب الذماری کو ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے لیکن جرح وتعدیل نہیں کی باقی رواۃ ثقہ ہیں کسی اور کتاب میں یہ روایت نہیں ملی۔ وہب الذماری کا یہ قول ہے:

حافظ قرآن کے والدین کو تاج الکرام عطا کیا جائے گا، وہ کہیں گے کہ رب العالمین ہمارے اعمال تو ایسے نہ تھے پھر یہ تاج ہمیں کیوں پہنایا گیا، جواب ملے گا کہ یہ تمہارے بچے کے قرآن پڑھنے کی وجہ سے ہے۔ اس کا شاہد صحیح مسلم وغیرہ میں موجود ہے، اس لئے یہ آخری جملہ صحیح ہے، مزید تفصیل کے لئے آگے دیکھئے: حدیث نمبر (۳۴۲۳)

[12]..... بَاب فَضْلِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

سورہ فاتحہ کی فضیلت کا بیان

3402۔ أَخْبَرَنَا قَبِيصَةُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ .

(ترجمہ) عبدالملک بن عمیر نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورہ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفاء ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح لیکن حدیث مرسل ہے دیکھئے: شعب الایمان (۲۳۷۰) الدرالمنثور (۱/۵) الاسرار المرفوعه (۳۱۳) و کشف الخفاء (۱۸۱۶)۔

3403۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى الْأَنْصَارِيِّ قَالَ مَرَّ بِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾ قَالَ أَلَا أُعَلِّمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيتُمْ .

(ترجمہ) ابوسعید بن المعلی الانصاری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میرے پاس سے رسول اللہ ﷺ گزرے (وفی البخاری): میں نماز پڑھ رہا تھا، آپ نے مجھے بلایا میں نے کوئی جواب نہ دیا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالی نے یہ نہیں فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ....﴾ (انفال: ۲۴/۹) اے مومنو! جب اللہ اور رسول تم کو بلائیں تو ہاں میں جواب دو، پھر آپ نے فرمایا مسجد سے نکلنے سے پہلے میں تم کو قرآن کی عظیم ترین سورت بتاؤں گا، اور جب آپ ﷺ نے نکلنے کا ارادہ کیا تو فرمایا: وہ عظیم ترین سورت الحمد للہ رب العالمین (یعنی سورہ فاتحہ ہے) جو سبع مثانی ہے اور قرآن عظیم ہے جو تمہیں عطا کیا گیا ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: البخاری (٤٤٧٤) ابوداود (١٤٥٨) نسائی (٩١٢) ابن ماجه

(۳۷۸۵) ابویعلی (٦٨٣٧) ابن حبان (٧٧٧) مشکل الآثار للطحاوی (٢/٧٧) و غیرهم۔

توضیح: ......سبع المثانی وہ سات آیات جو نماز میں بھی بار بار پڑھی جاتی ہیں، اس کے بغیر کوئی رکعت صحیح نہیں ہوتی اور اس کو نماز میں امام، مقتدی، منفرد سب کو پڑھنا واجب ہے یہ قرآن عظیم ہے۔

3404۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي .

(ترجمہ) ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فاتحۃ الکتاب ہی سبع المثانی ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: زوائد مسند احمد (٥/١١٤)، ابن الضريس فی فضائل القرآن (١٤٦) ابن خزیمہ (٥٠٠) ابن حبان (٧٧٥) بیهقی (٢/٣٧٥)، الحاکم (١/٥٥٧)، شرح السنه للبغوی (١١٨٨) وغيرهم۔

3405۔ حَدَّثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا أُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ وَالزَّبُورِ وَالْقُرْآنِ مِثْلُهَا يَعْنِي أُمَّ الْقُرْآنِ وَإِنَّهَا لَسَبْعٌ مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِيْ أُعْطِيْتُ .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: توراۃ، زبور، انجیل اور قرآن تک میں اس کے مثل سورت نازل نہیں ہوئی آپ کی مراد ام القرآن تھی جو سبع المثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کی گئی۔

(تخریج) نعیم بن حماد کی وجہ سے اس حدیث کی سند حسن ہے دیکھئے: ترمذی (٢٨٧٨) سخاوی فی جمال القراء (١/١١٥)۔

3406۔ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْحَمْدُ لِلَّهِ أُمُّ الْقُرْآنِ وَأُمُّ الْكِتَابِ وَالسَّبْعُ الْمَثَانِيْ .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الحمد للہ ام القرآن، ام الکتاب اور سبع المثانی ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابوداود (١٤٥٧) ترمذی (٣١٢٤) مسند احمد (٢/٤٤٨) نیز اس کا شاہد بخاری میں بھی ہے دیکھئے: بخاری (٤٧٠٣، ٤٧٠٤) وشرح السنه للبغوی (١١٨٧) ومشکل الآثار (٢/٧٨) وغيرهم۔

تشریح: ......قرآن پاک اور احادیث رسول میں سورہ الفاتحہ کے متعدد نام مذکور ہیں جن میں سے چار نام اوپر ذکر کئے گئے الفاتحہ یا فاتحۃ الکتاب اس لئے کہا جاتا ہے کیوں کہ مصحف کی کتابت میں سب سے پہلے یہی سورت لکھی جاتی ہے نماز میں بھی سب سے پہلے دعا استفتاح کے بعد اس کی قرأت ہوتی ہے ام الکتاب یا ام القرآن یا اساس قرآن بھی اس کو کہا جاتا ہے

کیوں کہ قرآن پاک کی تعلیمات کا یہ لب لباب ہے، اس کا نام الشفاء بھی ہے جیسا کہ اس باب کی پہلی حدیث میں ہے، الرقیہ بھی اس سورہ کا نام ہے کیوں کہ صحابہ کرام اس کو پڑھ کر مریض و بیمار پر دَم کرتے تھے الوافیۃ اور الکافیہ بھی اس کو کہتے ہیں، اس سورہ شریفہ کے بہت سارے فضائل ہیں۔ اس کے لئے دیکھئے تفسیر ابن کثیر و تفسیر القرطبی.

[13]..... بَاب فِيْ فَضْلِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ

سورہ البقرہ کی فضیلت کا بیان

3407۔ أَخْبَرَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا فِطْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَا مِنْ بَيْتٍ يُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ إِلَّا خَرَجَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضَرِيطٌ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جس گھر میں سورہ البقرہ پڑھی جائے اس سے شیطان ہوا خارج کرتے ہوئے بھاگ جاتا ہے۔

(**تخریج**) یہ اثر موقوف ہے اور سند ضعیف ہے لیکن صحیح سند سے بھی مروی ہے دیکھئے: طبرانی فی الکبیر ۱۳۸/۹ (۸٦٤۳) الاوسط (۲۲٦۹) الصغیر (۵۳/۱) البیھقی فی شعب الایمان (۲۳۷۹) الحاکم (۲۰٦۳) وابن الضریس (۱۷۵) دیکھئے: الحاکم (۲۵۸/۲) (۳۰٦۰) وقال: صحیح الاسناد دو لم یخرجاہ و وافقہ الذھبی

توضیح: ......یعنی شیطان ڈر کر بھاگتا ہے اور ہوا نکل جاتی ہے انسان بھی ڈر جائے تو پیشاب یا پاخانہ خطا ہو جاتا ہے۔

3408۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ سُورَةُ الْبَقَرَةِ تَعْلِيمُهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكُهَا حَسْرَةٌ وَلَا يَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ وَهِيَ فُسْطَاطُ الْقُرْآنِ .

(ترجمہ) خالد بن معدان نے کہا: سورہ البقرہ کی تعلیم باعث خیر و برکت ہے اور اس کو ترک کرنا باعث حسرت و ندامت ہے جادوگر اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے ہیں یہ قرآن کا خیمہ ہے۔

(**تخریج**) یہ اثر خالد پر موقوف ہے عبدہ بنت خالد کا ترجمہ کہیں نہیں ملا اور ابوالمغیرۃ: عبدالقدوس بن الحجاج ہیں لیکن اسی معنی کی حدیث ابوامامہ سے موصولا مروی ہے دیکھئے: مسلم (۸۰٤)۔ آگے (۳٤۲۳) پر بھی آ رہی ہے۔

3409۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامًا وَإِنَّ سَنَامَ الْقُرْآنِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَإِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ لُبَابًا وَإِنَّ لُبَابَ الْقُرْآنِ الْمُفَصَّلُ قَالَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ اللُّبَابُ الْخَالِصُ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہر چیز میں سنام ہوتی ہے اور قرآن کی سنام سورہ بقرہ ہے اور ہر چیز کا لب لباب ہوتا ہے اور قرآن کا لب و لباب تفصیل والی سورہ ہے۔

امام دارمی نے کہا: لباب کا مطلب ہے خالص (یعنی ہر چیز کا خالص و برگزیدہ)

(**تخریج**) اس اثر کی سند حسن لیکن موقوف ہے دیکھئے: طبرانی (۹/۱۳۸)(۸۶٤٤) البیهقی (۲۳۷٦) الحاکم (۲۰٦۰)۔

توضیح: ......سنام ہر چیز کے بڑے کو کہتے ہیں جیسے فلاں سنام قومہ: یعنی فلاں اپنی قوم کا بڑا آدمی ہے۔

3410۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ تُوِّجَ بِهَا تَاجًا فِي الْجَنَّةِ .

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن الاسود نے کہا: جس نے سورہ بقرہ پڑھی اس کو جنت میں تاج پہنایا جائے گا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند حسن اور یہ بھی موقوف ہے دیکھئے: فضائل القرآن لابن الضریس (١٦٥) والدرالمنثور ۲۱/۱۔

توضیح: ......یعنی سورہ البقرہ کی معانی اور مفاہیم کے ساتھ تعلیم حاصل کی اس کو یاد کیا تو ایسے شخص کو تاج پہنایا جائے گا۔

3411۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ تُقْرَأُ فِي بَيْتٍ خَرَجَ مِنْهُ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: شیطان جب سورہ بقرہ کو سنتا ہے جو کسی گھر میں پڑھی جاتی ہے تو اس گھر سے وہ بھاگ جاتا ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے دیکھئے: الحاکم (۲۰٦۲) وصححه الحاکم ووافقه الذهبی والفریابی فی فضائل القرآن (۳۹۔۴۰)۔

تشریح: ......سورۂ بقرہ قرآن پاک کی سب سے بڑی سورت ہے بقرہ گائے کو کہتے ہیں اس سورت میں اس کا قصہ بیان کیا گیا ہے اس لئے اس کا نام سورہ البقرہ رکھا گیا احکام واوامر، منہیات وممنوعات اسلام کے لحاظ سے یہ بڑی جامع ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت الکرسی اور آخری دو آیتوں کی فضیلت بیان کر کے اس کے فضائل کی طرف اشارہ کیا ہے مسلم شریف میں ہے: اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ وہ گھر جس میں سورہ البقرہ پڑھی جائے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا ہے دیکھئے: مسلم (۷۸۰) وترمذی (۲۸۸۰) وقال: هذا حدیث حسن صحیح۔

نیز صحیح مسلم (۸۰۴) میں ہے سورہ البقرہ اور آل عمران قیامت کے لئے دو بادل یا دو پرندوں کی صورت میں آئیں گی جو اپنے پڑھنے والے کا دفاع کریں گی، بقرہ پڑھو کیونکہ اس کا یاد کرنا برکت اور ترک کرنا حسرت ہے اور جادوگروں میں اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔

[14]..... بَاب فَضْلِ أَوَّلِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَآيَةِ الْكُرْسِيِّ

سورہ البقرہ اور آیت الکرسی کی فضیلت کا بیان

3412۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ حَدَّثَنِي أَيْفَعُ بْنُ عَبْدِ الْكَلَاعِيُّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ

سُورَةِ الْقُرْآنِ أَعْظَمُ قَالَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ قَالَ فَأَيُّ آيَةٍ فِي الْقُرْآنِ أَعْظَمُ قَالَ آيَةُ الْكُرْسِيِّ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ قَالَ فَأَيُّ آيَةٍ يَا نَبِيَّ اللَّهِ تُحِبُّ أَنْ تُصِيبَكَ وَأُمَّتَكَ قَالَ خَاتِمَةُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فَإِنَّهَا مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَةِ اللَّهِ مِنْ تَحْتِ عَرْشِهِ أَعْطَاهَا هَذِهِ الْأُمَّةَ لَمْ تَتْرُكْ خَيْرًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ .

(ترجمہ) ایفع بن عبداللہ الکلاعی نے کہا: ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! قرآن پاک کی کون سی سورت سب سے زیادہ عظیم ہے؟ فرمایا: قل ہو اللہ احد اس نے عرض کیا: اور کون سی آیت سب سے عظیم ہے؟ فرمایا: آیۃ الکرسی: ﴿اللّٰهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ....﴾ (البقرہ : ۲/۲۵۵) پھر اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! کون سی آیت ہے جو آپ پسند فرماتے ہیں جو آپ اور آپ کی امت کے لئے نفع بخش ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سورہ البقرہ کی آخری آیتیں کیوں کہ وہ عرش کے نیچے اللہ کی رحمت کے خزانوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالی نے خاص اس امت کو عطا فرمایا ہے جو دنیا و آخرت کی ساری اچھائی و بھلائی کو شامل ہیں۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف و مرسل ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا مرسل بلکہ معضل ہے الاصابة ۲۲۲/۱

3413- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الثَّقَفِيُّ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ لَقِيَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ رَجُلًا مِنَ الْجِنِّ فَصَارَعَهُ فَصَرَعَهُ الْإِنْسِيُّ فَقَالَ لَهُ الْإِنْسِيُّ إِنِّي لَأَرَاكَ ضَئِيلًا شَخِيتًا كَأَنَّ ذُرَيْعَتَيْكَ ذُرَيْعَتَا كَلْبٍ فَكَذَلِكَ أَنْتُمْ مَعْشَرَ الْجِنِّ أَمْ أَنْتَ مِنْ بَيْنِهِمْ كَذَلِكَ قَالَ لَا وَاللَّهِ إِنِّي مِنْهُمْ لَضَلِيعٌ وَلَكِنْ عَاوِدْنِي الثَّانِيَةَ فَإِنْ صَرَعْتَنِي عَلَّمْتُكَ شَيْئًا يَنْفَعُكَ فَعَاوَدَهُ فَصَرَعَهُ قَالَ هَاتِ عَلِّمْنِي قَالَ نَعَمْ قَالَ تَقْرَأُ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّكَ لَا تَقْرَؤُهَا فِي بَيْتٍ إِلَّا خَرَجَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ لَهُ خَبَجٌ كَخَبَجِ الْحِمَارِ ثُمَّ لَا يَدْخُلُهُ حَتَّى يُصْبِحَ .

قَالَ أَبُو مُحَمَّد الضَّئِيلُ الدَّقِيقُ وَالشَّخِيتُ الْمَهْزُولُ وَالضَّلِيعُ جَيِّدُ الْأَضْلَاعِ وَالْخَبَجُ الرِّيحُ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: محمد ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص جنات میں سے ایک جن سے ملا اور اس سے کشتی لڑی اور اس آدمی نے جن کو پچھاڑ دیا اور کہا مجھے تم کمزور جسم، تھکے تھکائے، نظر آتے ہو؟ تمہاری کلائیاں کتے کی کلائیوں کی طرح ہیں تو کیا تمام جنات ایسے ہی ہوتے ہیں یا ان میں سے صرف تم ایسے (کمزور و نحیف) ہو، اس جن نے جواب دیا، اللہ کی قسم میں جنات میں مضبوط ہڈیوں والا ہوں، تم دوبارہ مجھ سے کشتی لڑو اگر تم نے مجھے پھر پچھاڑ دیا تو تم کو ایسی چیز بتاؤں گا جو تمہیں فائدہ دے گی، اس صحابی نے کہا: ٹھیک ہے آجاؤ، پھر انہوں نے دوبارہ اس جن کو پچھاڑ دیا اور کہا: اب مجھے وہ چیز بتاؤ۔ جن نے کہا کیا تم: ﴿اللّٰهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ (آیت الکرسی) پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں پڑھتا ہوں اس جن نے کہا: تم اس کو جس گھر میں بھی پڑھو گے اس سے شیطان گدھے کی طرح ہوا خارج کرتا ہوا نکل جائے گا پھر صبح تک وہ شیطان اس

گھر میں داخل نہ ہوگا۔

امام دارمی نے کہا: الضیئل کے معنی کمزور ونحیف اور الشخیت: تھکے ہوئے، الضلیع، اچھے مضبوط پسلیوں والے اور الخبج کے معنی ہوا کے ہیں۔

(**تخریج**) اس اثر کے رجال ثقات ہیں لیکن عامر الشعبی کا سماع ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے ثابت نہیں، ابوعاصم کا نام محمد بن ابی ایوب ہے دیکھئے: طبرانی (۹/۱۸۳) (۸۸۲۶)۔ اور یہ اثر ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔

3414۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ لَمْ يَدْخُلْ ذَلِكَ الْبَيْتَ شَيْطَانٌ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتَّى يُصْبِحَ أَرْبَعًا مِنْ أَوَّلِهَا وَآيَةُ الْكُرْسِيِّ وَآيَتَانِ بَعْدَهَا وَثَلَاثٌ خَوَاتِيمُهَا أَوَّلُهَا لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوَاتِ.

(ترجمہ) شعبی سے مروی ہے عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جو کوئی رات میں سورہ البقرہ کی دس آیات پڑھے گا اس گھر میں اس رات صبح تک شیطان داخل نہیں ہوگا، چار آیات شروع کی اور آیت الکرسی اس کے بعد کی دو آیتیں اور آخر کی تین آیات جو (لله مافي السموات) سے شروع ہوتی ہیں۔

(**تخریج**) اس اثر میں بھی انقطاع ہے شعبی کا سماع ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے ثابت نہیں دیکھئے: طبرانی ۹/۱۴۷ (۸۶۷۳) نیز آگے آنے والی روایات ملاحظہ فرمائیے۔

3415۔ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ مَنْ قَرَأَ أَرْبَعَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَآيَةَ الْكُرْسِيِّ وَآيَتَانِ بَعْدَ آيَةِ الْكُرْسِيِّ وَثَلَاثًا مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ لَمْ يَقْرَبْهُ وَلَا أَهْلَهُ يَوْمَئِذٍ شَيْطَانٌ وَلَا شَيْءٌ يَكْرَهُهُ وَلَا يُقْرَأْنَ عَلَى مَجْنُونٍ إِلَّا أَفَاقَ.

(ترجمہ) شعبی سے مروی ہے ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جو آدمی سورہ بقرہ کی پہلی چار آیات اور آیت الکرسی اور دو آیتیں اس کے بعد اور تین آخری آیات پڑھے گا اس دن شیطان اس کے اور اس کے اہل وعیال کے قریب نہ آئے گا، اور نہ ایسی بات ہوگی جو اس کو ناپسند ہو اور یہ آیات اگر پاگل پر بھی پڑھی جائیں گی تو اس کو افاقہ ہو جائے گا۔

(**تخریج**) اس اثر میں بھی پچھلی روایت کی طرح انقطاع ہے اور اس کو ابن الضریس نے فضائل القرآن (۱۶۶) میں اور بیہقی نے شعب الایمان (۲۴۱۲) میں روایت کیا ہے۔ اور یہ بھی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

3416۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَمَّنْ سَمِعَ عَلِيًّا يَقُولُ مَا كُنْتُ أَرَى أَنَّ أَحَدًا يَعْقِلُ يَنَامُ حَتَّى يَقْرَأَ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَإِنَّهُنَّ لَمِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ.

(ترجمہ) ابواسحاق نے اس شخص سے روایت کیا جس نے علی (رضی اللہ عنہ) سے سنا وہ فرماتے تھے: میں نہیں سمجھتا کوئی آدمی جو عاقل ہو اور سورہ البقرہ کی آخری آیت پڑھے بنا سو جائے، یہ آیات عرش کے نیچے کے خزانے کی ہیں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند بھی ضعیف ہے اور علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرنے والا مجہول ہے اور علی (رضی اللہ عنہ) پر یہ اثر موقوف ہے دیکھئے: فضائل لابن الضریس (۱۷۶) الدر المنثور للسیوطی ۱/۳۷۸۔

3417۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عِيسَى عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي سِنَانٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ سُبَيْعٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنَ الْبَقَرَةِ عِنْدَ مَنَامِهِ لَمْ يَنْسَ الْقُرْآنَ أَرْبَعُ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِهَا وَآيَةُ الْكُرْسِيِّ وَآيَتَانِ بَعْدَهَا وَثَلَاثٌ مِنْ آخِرِهَا قَالَ إِسْحٰقُ لَمْ يَنْسَ مَا قَدْ حَفِظَ قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ الْمُغِيرَةُ بْنُ سُمَيْعٍ .

(ترجمہ) مغیرہ بن سبیع جو عبداللہ بن مسعود کے تلامیذ میں سے تھے۔ انہوں نے کہا: جو آدمی سوتے وقت سورہ بقرہ کی دس آیات پڑھے گا وہ قرآن پاک کو نہیں بھولے گا۔ وہ آیات یہ ہیں: چار آیات شروع کی، آیت الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں اور تین آیات آخر کی۔

اسحاق نے کہا: جو حفظ کیا ہے اسے نہیں بھولے گا۔

امام دارمی نے کہا: راوی مغیرہ کو بعض نے مغیرہ بن سمیع کہا ہے۔

(**تخریج**) کتب رجال میں مغیرہ ابن مسعود کے تلامیذ میں مذکور نہیں ہیں اور مغیرہ تک یہ سند صحیح اور انہیں پر موقوف ہے۔ اور ابوسنان کا نام ضرار بن مرة ہے اور ابوالاحوص سلام بن سلیم ہیں۔ دیکھئے: ترمذی (۲۸۸۲) نیز دیکھئے : شعب الایمان للبیہقی (۲۴۱۳) ابن منصور (۲/۴۲۸) (۱۳۸) ابونعیم فی اخبار اصبهان (۱/۲۳۳) شرح السنہ (۱۱۹۸)۔

3418۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عِيسَى عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْمُلَيْكِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ وَفَاتِحَةَ حم الْمُؤْمِنِ إِلٰى قَوْلِهِ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ لَمْ يَرَ شَيْئًا يَكْرَهُهُ حَتّٰى يُمْسِيَ وَمَنْ قَرَأَهَا حِينَ يُمْسِي لَمْ يَرَ شَيْئًا يَكْرَهُهُ حَتّٰى يُصْبِحَ .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی آیت الکرسی، حٰم (سورہ المومن) کے شروع سے ﴿وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ﴾ (غافر ۳/۲۴) تک پڑھے وہ شام تک ایسی چیز نہیں دیکھے گا جو اسے ناپسند ہو اور جو شخص ان کو شام کو پڑھے گا تو صبح تک ایسی چیز نہیں دیکھے گا جو اسے ناپسند ہو۔

(**تخریج**) عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی وجہ سے اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ باقی رواۃ ثقات ہیں۔

3419۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا أَشْعَثُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجَرْمِيُّ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بِأَلْفَيْ عَامٍ فَأَنْزَلَ مِنْهُ آيَتَيْنِ خَتَمَ بِهِمَا سُورَةَ الْبَقَرَةِ وَلَا تُقْرَآنِ فِي دَارٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَيَقْرَبُهَا شَيْطَانٌ .

(ترجمہ) نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان پیدا فرمانے سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی اس میں سے دو آیتیں نازل فرمائیں جن سے سورہ البقرہ کو ختم کیا (یعنی آخری دو آیتیں) اور یہ دونوں آیتیں تین رات جس گھر میں پڑھی جائیں گی اس سے شیطان قریب نہ ہوگا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: ترمذی (٢٨٨٢) فضائل القرآن لابی عبید ص: ٢٣٢ الحاکم (٢٠٦٥) البیهقی شعب الایمان (٢٤٠٠) وفضائل القرآن الضریس (١٦٧)۔

3420۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَأَ الْآيَتَيْنِ الْآخِرَتَيْنِ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ.

(ترجمہ) ابومسعود انصاری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو سورہ البقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لے وہ اس کے لئے کافی ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے: جس نے سورہ بقرہ کی دو آخری آیتیں رات میں پڑھ لیں وہ اسے (ہر آفت سے بچانے کے لئے) کافی ہو جائیں گی۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح اور حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (٥٠٠٩) مسلم (٨٠٧) ابن حبان (٧٨١) الحمیدی (٤٥٧) النسائی فی فضائل القرآن (٢٨، ٢٩، ٤٤) عبدالرزاق (٦٠٢٠) ابن الضریس (١٦١)۔

3421۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اسْمُ اللّٰهِ الْأَعْظَمُ فِي هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ.

(ترجمہ) اسماء بنت یزید (رضی اللہ عنہا) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے: ﴿اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ....﴾ (البقرہ: ٢٥٥/٣) اور ﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ....﴾ (البقرہ: ١٦٣/٢)

(**تخریج**) عبیداللہ بن ابی زیاد کی وجہ سے اس حدیث کی سند حسن ہے دیکھئے: ابوداود (١٤٩٦) ترمذی (٣٤٧٦) ابن ماجه (٣٨٥٥) احمد (٤٦١/٦)، ابن ابی شیبه (٩٤١٢) ابن الضریس (١٨٢) مشکل الآثار (٦٤/١) شرح السنه للبغوی (١٢٦١) والبیهقی فی شعب الایمان (٢٣٨٣)۔

3422۔ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ هُوَ ابْنُ مُوْسَى حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ خَتَمَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ بِآيَتَيْنِ أُعْطِيتُهُمَا مِنْ كَنْزِهِ الَّذِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَعَلَّمُوْهُنَّ وَعَلِّمُوْهُنَّ نِسَائَكُمْ فَإِنَّهُمَا صَلَاةٌ وَقُرْآنٌ وَدُعَاءٌ.

(ترجمہ) جبیر بن نفیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کو دو آیتوں سے ختم کیا ہے جو مجھے عرش کے تلے خزانہ سے دی گئی ہیں، تم ان کو سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ کیوں کہ یہ دونوں آیتیں برکت، قرآن، اور دعا ہیں۔

(**تخریج**) اس حدیث کے رواۃ ثقات ہیں لیکن مرسل ہے دیکھئے: ابوداود فی المراسیل (٩١) الحاكم (٢٠٦٦، ٢٠٦٧) احمد (٥/١٥١، ٣٨٣) النسائی فی فضائل القرآن (٤٧) والفریانی فضائل القرآن (٥٣) وغیرهم۔

فائدہ: ......ان تمام آثار واحادیث سے سورہ بقرہ کی پہلی اور آخری آیات نیز آیت الکرسی کی فضیلت ثابت ہوئی آیت الکرسی کی فضیلت اور بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

[15]..... بَابٌ فِيْ فَضْلِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَآلِ عِمْرَانَ

سورہ البقرہ اور آل عمران کی فضیلت کا بیان

3423۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا بَشِيْرٌ هُوَ ابْنُ الْمُهَاجِرِ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ تَعَلَّمُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ تَعَلَّمُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَآلِ عِمْرَانَ فَإِنَّهُمَا الزَّهْرَاوَانِ وَإِنَّهُمَا تُظِلَّانِ صَاحِبَهُمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ غَيَابَتَانِ أَوْ فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ وَإِنَّ الْقُرْآنَ يَلْقَى صَاحِبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِيْنَ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ كَالرَّجُلِ الشَّاحِبِ فَيَقُوْلُ لَهُ هَلْ تَعْرِفُنِيْ فَيَقُوْلُ مَا أَعْرِفُكَ فَيَقُوْلُ أَنَا صَاحِبُكَ الْقُرْآنُ الَّذِيْ أَظْمَأْتُكَ فِي الْهَوَاجِرِ وَأَسْهَرْتُ لَيْلَكَ وَإِنَّ كُلَّ تَاجِرٍ مِنْ وَرَاءِ تِجَارَتِهِ وَإِنَّكَ الْيَوْمَ مِنْ وَرَاءِ كُلِّ تِجَارَةٍ فَيُعْطَى الْمُلْكَ بِيَمِيْنِهِ وَالْخُلْدَ بِشِمَالِهِ وَيُوْضَعُ عَلَى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ وَيُكْسَى وَالِدَاهُ حُلَّتَيْنِ لَا يُقَوَّمُ لَهُمَا الدُّنْيَا فَيَقُوْلَانِ بِمَ كُسِيْنَا هٰذَا وَيُقَالُ لَهُمَا بِأَخْذِ وَلَدِكُمَا الْقُرْآنَ ثُمَّ يُقَالُ لَهُ اقْرَأْ وَاصْعَدْ فِيْ دَرَجِ الْجَنَّةِ وَغُرَفِهَا فَهُوَ فِيْ صُعُوْدٍ مَا دَامَ يَقْرَأُ هَذًّا كَانَ أَوْ تَرْتِيْلًا .

(ترجمہ) عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کیا انہوں نے کہا: کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا میں نے سنا آپ فرماتے تھے: سورہ بقرہ کو سیکھو اس کو حاصل کرنا (یعنی پڑھنا) باعث برکت اور ترک کرنا حسرت ہے اور جادوگر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں، پھر آپ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا: سورہ البقرہ اور آل عمران کا علم حاصل کرو، یہ دونوں سورتیں چمکیلی ہیں اور قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے پر سایہ کئے ہوں گی جیسے کہ دو بادل ہیں یا سائبان ہیں، یا اڑتے ہوئے پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہیں، یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے حجت کرتی (دفاع کرتی) ہوئی آئیں گی، اور قیامت کے دن قرآن پاک اپنے پڑھنے والے کے پاس جب وہ قبر سے اُٹھے گا تھکے ماندے شخص کی صورت میں آئے گا (جس کا بیماری اور سفر کی وجہ سے رنگ بدل گیا ہو) اور قرآن اس سے کہے گا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ وہ جواب دے گا: نہیں، قرآن کہے گا، میں قرآن تمہارا وہ ساتھی ہوں جس نے گرمی کی دوپہر میں تمہیں پیاسا رکھا (یعنی پیاس میں بھی قرآن پڑھتے رہے) راتوں کو تمہیں جگایا، جب کہ ہر تجارت پیشہ آدمی اپنی تجارت میں لگے تھے، لیکن آج تم ہر قسم کی تجارت کے پیچھے ہو، پھر اس کو داہنے ہاتھ میں

ملک عطا ہوگی اور بایاں ہاتھ میں خلد بریں، اور اس کے سر پر وقار کا تاج پہنایا جائے گا، اور اس کے والدین کو دو ایسے لباس پہنائے جائیں گے جو دنیا کے لحاظ سے انمول ہوں گے وہ دونوں ماں باپ کہیں گے یہ لباس ہم کو کیوں پہنائے گئے ہیں، ان کو جواب دیا جائے گا، یہ تمہارے بیٹے کے قرآن یاد کرنے کی وجہ سے ہے پھر اس (حافظ قرآن) سے کہا جائے گا: قرآن پڑھتے جاؤ اور جنت کی سیڑھی و بالا خانوں پر چڑھتے جاؤ چنانچہ وہ ہذا یا ترتیلا جس طرح بھی پڑھے جب تک پڑھتا رہے گا چڑھتا رہے گا۔

(**تخریج**) بشیر بن مہاجر کی وجہ سے اس حدیث کی سند حسن ہے لیکن اس کے بعض جملوں کے شواہد صحیحہ موجود ہیں دیکھئے: مسلم (٨٠٤) ابن ماجه (٣٧٨١) احمد (٣٤٨/٥) واللفظ له، الحاكم (٢٠٥٧) ابن ابى شيبه (١٠٠٩٤) عبدالرزاق (٦٠١٤)۔

توضیح: ......یعنی اس کو اتنا بلند مقام جنت میں ملے گا کہ پڑھتا جائے گا اور چڑھتا جائے گا، جنت میں نہ تھکان ہوگی نہ پریشانی، اور ہذا و ترتیلا قرآن پاک پڑھنے کے انداز ہیں جو تجوید و ترتیل وحدر کے لحاظ سے علمائے قرات نے مقرر کئے ہیں، یعنی جلدی جلدی پڑھے یا خوب ٹھہر ٹھہر کر تجوید و قراءت کے ساتھ پڑھے۔ اس کا مقام اعلیٰ سے اعلیٰ ہوگا۔

3424۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ عَنْ أَبِي يَحْيَى سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أُمَامَةَ يَقُوْلُ إِنَّ أَخًا لَكُمْ أُرِيَ فِي الْمَنَامِ أَنَّ النَّاسَ يَسْلُكُوْنَ فِيْ صَدْعِ جَبَلٍ وَعْرٍ طَوِيْلٍ وَعَلٰى رَأْسِ الْجَبَلِ شَجَرَتَانِ خَضْرَاوَانِ تَهْتِفَانِ هَلْ فِيكُمْ مَنْ يَقْرَأُ سُورَةَ الْبَقَرَةِ هَلْ فِيكُمْ مَنْ يَقْرَأُ سُورَةَ آلِ عِمْرَانَ فَإِذَا قَالَ الرَّجُلُ نَعَمْ دَنَتَا بِأَعْذَاقِهِمَا حَتّٰى يَتَعَلَّقَ بِهِمَا فَتَخْطِرَانِ بِهِ الْجَبَلَ . قَالَ أَبُوْ مُحَمَّدٍ الْأَعْذَاقُ الْأَغْصَانُ .

(ترجمہ) ابویحیٰ سلیم بن عامر سے مروی ہے انہوں نے ابوامامہ سے سنا وہ کہتے تھے: تمہارے ایک بھائی نے خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک پہاڑ کی لمبی وحشتناک دراڑ میں چل رہے ہیں، اور پہاڑ کی چوٹی پر دو ہرے بھرے درخت ہیں جو آواز لگا رہے ہیں، تم میں سے ایسا کوئی ہے جو سورہ بقرہ پڑھتا ہے؟ تم میں سے کوئی ہے جو سورہ آل عمران پڑھتا ہے؟ پس اگر کسی آدمی نے اثبات میں جواب دیا تو وہ دونوں درخت اس کے لئے اپنی شاخیں قریب کر دیتے ہیں جن کو پکڑ کر وہ شخص اکڑتا ہوا پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ جاتا ہے۔ امام دارمی نے کہا: اعذاق اغصان کو (یعنی ٹہنی اور شاخوں) کو کہتے ہیں۔

(**تخریج**) عبداللہ بن صالح کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے ابوعبید نے فضائل القرآن (ص: ٢٣٦) پر اس کو ذکر کیا ہے نیز دیکھئے: الدر المنثور (١٨/١)۔

3425۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَيْدٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَرَأَ رَجُلٌ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ فَقَالَ قَرَأْتَ سُورَتَيْنِ فِيهِمَا اسْمُ اللّٰهِ الْأَعْظَمُ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطٰى .

(ترجمہ) مسروق سے مروی ہے عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کے پاس ایک آدمی نے سورہ بقرہ اور آل عمران کی تلاوت کی

توانہوں نے کہا: تم نے ایسی دوسورتیں پڑھی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا وہ اسم اعظم ہے کہ اس نام کو لے کر اگر دعا کی جائے تو وہ قبول ہواور اگر کچھ مانگا جائے تو عطا ہو۔

(**تخریج**) جابر بن یزید الجعفی کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے لیکن اس کا شاہد بسند جید موجود ہے دیکھئے: فضائل القرآن للفریابی (٤٤) ویشهد له حدیث اسمابنت یزید رقم (٣٤٢١) نیز مشکل الآثار لطحاوی (١/٦٣) طبرانی فی الکبیر (٨/٢٨٢) (٧٩٢٥) والفریابی بسند آخر جید (٤٧) والحاکم (١٨٦١)۔

تشریح: ......اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جو ان سورتوں میں ہے وہ ہے: ﴿اللّٰهُ لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ اس لئے تقویٰ اکل حلال اور امید ورجا، عاجزی وانکساری سے اگر کوئی دعا اس طرح کی جائے۔ ((اللهم يا حي يا قيوم برحمتك استغيث)) تو وہ دعا قبول ہونے اور جو مانگا جائے اس کے مل جانے کا قوی امکان ہے۔ واللہ اعلم

3426۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِيْ عَطَّافٍ عَنْ كَعْبٍ قَالَ مَنْ قَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ جَاءَ تَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَقُوْلَانِ رَبَّنَا لَا سَبِيلَ عَلَيْهِ .

(ترجمہ) ابوعطاف سے مروی ہے کعب الاحبار (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جس شخص نے سورہ بقرہ اور آل عمران کا ورد رکھا تو یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن آ کر اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں گی۔ اے ہمارے رب اس کو مشکل ومصیبت میں نہ ڈال۔

(**تخریج**) یہ روایت کعب الاحبار پر موقوف ہے اور سند بھی ضعیف ہے اور صرف الدر المنثور ١/١٩ میں مذکور ہے۔ نیز سورہ بقرہ اور آل عمران کی فضیلت صحیح حدیث سے ثابت ہے جو اسی باب کے شروع میں مذکور ہیں۔

[16]..... بَاب فِيْ فَضْلِ آلِ عِمْرَانَ

سورہ آل عمران کی فضیلت کا بیان

3427۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحٰقَ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ حَنْظَلَةَ الْبَكْرِيِّ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ مَنْ قَرَأَ آلَ عِمْرَانَ فَهُوَ غَنِيٌّ وَالنِّسَاءُ مُحَبِّرَةٌ . قَالَ أَبُوْ مُحَمَّد مُحَبِّرَةٌ مُزَيِّنَةٌ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جس نے آل عمران پڑھی تو وہ غنی ہے اور (اس کے لئے) عورتیں مزین ہیں۔ امام دارمی نے کہا: محبرۃ: مزینہ یعنی زینت والی بجی سجائی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند سلیم بن حنظلہ بکری کی وجہ سے جید ہے اور موقوف ہے دیکھئے: فضائل القرآن لابی عبید ص: ٢٣٧-٢٣٨، شعب الایمان للبیهقی (٢٦١٥) وعبدالرزاق (٦٠١٥) بدون ذکر والنساء محبرة۔

3428۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عِيسَى عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِيْ الْخَيْرِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ مَنْ قَرَأَ آخِرَ آلِ عِمْرَانَ فِيْ لَيْلَةٍ كُتِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ .

(ترجمہ) عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جس نے رات میں سورہ آل عمران کی آخری آیات پڑھیں اس کے لئے پوری رات

قیام کرنے کا ثواب لکھا جائے گا۔

(**تخریج**) ابن لہیعہ کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے۔ ذكره التبريزي في مشكاة المصابيح (٢١٧١) واحاله إلى الدارمي -

3429- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ مَنْ قَرَأَ سُورَةَ آلِ عِمْرَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلائِكَةُ إِلَى اللَّيْلِ .

(ترجمہ) مکحول (رحمہ اللہ) نے کہا: جو شخص جمعہ کے دن سورہ آل عمران پڑھے اس کے لئے فرشتے رات تک دعا کرتے ہیں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند مکحول تک صحیح اور انہیں پر موقوف ہے۔

3430- حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ سَلَّامٍ أَبُو عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ الْأَشْجَعِيُّ حَدَّثَنِي مِسْعَرٌ حَدَّثَنِي جَابِرٌ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ فِيمَا وَقَعَ فِيهِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ نِعْمَ كَنْزُ الصُّعْلُوكِ سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ يَقُومُ بِهَا فِي آخِرِ اللَّيْلِ .

(ترجمہ) عبداللہ نے کہا مجھ سے جابر نے بیان کیا اس سے پہلے کہ وہ غلط بیانی میں پڑا کہ شعبی نے کہا: عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: ان غریبوں کا خزانہ سورہ آل عمران کتنا اچھا ہے، جس کو وہ رات کے آخری حصے میں پڑھتے ہیں۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے اور ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) پر موقوف ہے دیکھئے: فضائل القرآن لابی عبید ص: ٢٣٨ وشعب الايمان للبيهقي (٢٦١٦) وعبدالرزاق (٦٠١٥)۔

3431- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي السَّلِيلِ قَالَ أَصَابَ رَجُلٌ دَمًا قَالَ فَأَوَى إِلَى وَادِي مَجَنَّةٍ وَادٍ لا يُمْسِي فِيهِ أَحَدٌ إِلَّا أَصَابَتْهُ جِنَّةٌ وَعَلَى شَفِيرِ الْوَادِي رَاهِبَانِ فَلَمَّا أَمْسَى قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ هَلَكَ وَاللهِ الرَّجُلُ قَالَ فَافْتَتَحَ سُورَةَ آلِ عِمْرَانَ قَالا فَقَرَأَ سُورَةً طَيِّبَةً لَعَلَّهُ سَيَنْجُو قَالَ فَأَصْبَحَ سَلِيمًا ۔قَالَ أَبُو مُحَمَّد أَبُو السَّلِيلِ ضُرَيْبُ بْنُ نُقَيْرٍ وَيُقَالُ ابْنُ نُفَيْرٍ .

(ترجمہ) ابوالسلیل نے کہا ایک آدمی پر (قصاص کا) دم واجب ہو گیا، اس نے کہا: میں جنات کی وادی میں جا کر پناہ لیتا ہوں، اور وہ ایسی وادی تھی کہ جس میں کوئی بھی شخص جاتا اسے جن لگ جاتے، اور اس وادی کے کنارے پر دو راہب تھے، جب اس شخص کو شام ہونے لگی تو ان میں سے ایک راہب نے اپنے ساتھی سے کہا: اللہ کی قسم یہ آدمی ہلاک ہو گیا راوی نے کہا اس آدمی نے سورہ آل عمران کی تلاوت شروع کر دی تو دونوں راہبوں نے کہا: اچھی سورہ پڑھی ہے شاید بچ جائے، راوی نے کہا چنانچہ صبح ہوئی اور وہ صحیح سالم تھا۔

امام دارمی نے کہا: ابوالسلیل کا نام ضریب بن نقیر ہے اور ان کو ابن نفیر کہا جاتا ہے۔

(**تخریج**) یہ اثر بھی موقوف ہے اور سند اس کی ضعیف ہے کہیں اور یہ روایت نہیں ملی۔

تشریح: ......قرآن پاک سارا کا سارا خیر و برکت اور مصائب و بلیات سے بچانے والا ہے کوئی بھی کلام اور جادو فتنہ شیطان وغیرہ اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے خصوصا شیاطین و جادو سے بچنے کے لئے سورہ البقرہ اور آل عمران کی بڑی اہمیت ہے جو صحیح احادیث سے ثابت ہے آخرت میں بھی یہ سورتیں اپنے پڑھنے والے کے لئے شفاعت کریں گی رسول اللہ ﷺ سو کر جاگتے تو ﴿ان فی خلق السماوات والارض الی آخر﴾ سورۃ آل عمران پڑھتے تھے۔

[17]..... بَاب فَضَائِلِ الْأَنْعَامِ وَالسُّوَرِ

سورہ الانعام اور دوسری سورتوں کی فضیلت کا بیان

3432- حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللهِ السَّبْعُ الطُّوَلُ مِثْلُ التَّوْرَاةِ وَالْمِئِينَ مِثْلُ الْإِنْجِيلِ وَالْمَثَانِيْ مِثْلُ الزَّبُوْرِ وَسَائِرُ الْقُرْآنِ بَعْدُ فَضْلٌ.

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: قرآن کی پہلی سات لمبی سورتیں توراۃ کی طرح ہے، اور دو سو آیات والی سورتیں انجیل جیسی ہیں اور باقی سورتیں زبور کی طرح اور اس کے بعد سارا قرآن ان آسمانی کتب پر زائد ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں انقطاع ہے مسیّب بن رافع کا لقاء ابن مسعود سے ثابت نہیں۔

تشریح: ......علمائے قرأت وتفسیر نے قرآن پاک کی ۱۱۴ سورتوں کو چار منازل میں تقسیم کیا ہے پہلا (۱) درجہ السبع الطّوال یعنی سات بڑی سورتیں ہیں جو بقرہ سے لے کر توبہ تک اور بعض کے نزدیک سورہ یونس تک (۲) دوسرا درجہ مئین یعنی ۱۰۰ آیات کے قریب والی سور ہود یا یونس سے شروع ہوتی ہیں۔ (۳) تیسری قسم مثانی کی ہے جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور یہ سورۃ الفتح تک ہیں (۴) چوتھی قسم مفصل کی ہے جو قاف یا حجرات سے شروع ہوتی ہے اور مفصل اس لئے ان کا نام رکھا گیا کہ ان کے درمیان بار بار بسم اللہ ذکر کی گئی ہے اور یہ ایک سورت سے دوسری سورت کے درمیان حد فاصل ہے اور اس کی تین قسمیں ہیں۔
۱۔ طوال مفصل عم سے انشقاق تک، یا بروج تک اس سے سورہ الضحیٰ تک اوساط مفصل، اور والضحیٰ کے بعد سورہ الناس تک قصار مفصل ہے۔

3433- حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَلِيْفَةَ عَنْ عُمَرَ قَالَ الْأَنْعَامُ مِنْ نَوَاجِبِ الْقُرْآنِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن خلیفہ سے مروی ہے، عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: سورہ الانعام نواجب قرآن سے ہے۔

توضیح: ......یعنی سورہ الانعام قرآن کی افضل سورتوں میں سے ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ تک جید ہے اور انہیں پر موقوف ہے دیکھئے: فضائل القرآن لأبي عبيد (ص: ۲۴۰) جمال القراء للسخاوی (۱۲۵/۱) والدر المنثور (۳/۳)۔

3434- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ كَعْبٍ

قَالَ فَاتِحَةُ التَّوْرَاةِ الْأَنْعَامُ وَخَاتِمَتُهَا هُوْدٌ .

(ترجمہ) عبداللہ بن رباح سے مروی ہے کعب الاحبار (رحمہ اللہ) نے کہا: توراۃ کی پہلی سورت سورۂ انعام ہے اور آخری سورت ہود ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند کعب تک صحیح اور انہیں پر موقوف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۱۰/۵۵۵) (۱۰۳۲۳) والدر المنثور (۳/۳۵۷)۔

3435۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اقْرَئُوْا سُوْرَةَ هُوْدٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ .

(ترجمہ) عبداللہ بن رباح نے کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن سورہ ہود پڑھو۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند ارسال کی وجہ سے ضعیف ہے آگے تخریج آرہی ہے۔ شاید اس سند میں کعب رحمہ اللہ کا نام چھوٹ گیا ہے۔

3436۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اقْرَئُوْا سُوْرَةَ هُوْدٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ .

(ترجمہ) عبداللہ بن رباح سے مروی ہے کعب (رحمہ اللہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن ''ہود'' پڑھو۔

(**تخریج**) اس اثر کی بھی سند مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے دیکھئے: مراسیل ابی داود (۵۹) شعب الایمان (۲۴۳۸) الدرالمنثور (۱/۳۱۹)۔

[18]..... بَابٌ فِيْ فَضْلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ

سورۃ الکہف کی فضیلت کا بیان

3437۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَتْنَا عَبْدَةُ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنَ الْكَهْفِ لَمْ يَخَفِ الدَّجَّالَ .

(ترجمہ) خالد بن معدان نے کہا: جس نے سورہ کہف کی آخری دس آیات پڑھیں اس کو دجال کا خوف نہ ہوگا۔

(**تخریج**) یہ اثر خالد بن معدان پر موقوف ہے اور ان کی بیٹی عبدہ کا ترجمہ کہیں نہیں ملتا ہے ان الفاظ میں کسی اور نے بھی روایت نہیں کیا لیکن اس سے ملتے جلتے متن کی روایت صحیح مسلم میں (۸۰۹) ہے جس نے سورہ کہف کی آخری دس آیات یاد رکھیں وہ دجال سے محفوظ رہے گا نیز دیکھئے ابن حبان (۷۸۵) فضائل القرآن لأبي عبيد ص: ۲۴۵ وفضائل القرآن لابن الضريس (۲۰۶) شعب الايمان للبيهقي (۲۴۴۳) وابن السني في عمل اليوم والليلة (۶۷۶)۔

3438۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ مَنْ قَرَأَ آخِرَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ

لِسَاعَةٍ يُرِيدُ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ قَامَهَا قَالَ عَبْدَةُ فَجَرَّبْنَاهُ فَوَجَدْنَاهُ كَذٰلِكَ .

(ترجمہ) زر بن حبیش نے کہا: جو شخص رات میں قیام کے لئے کسی وقت سورہ کہف کی آخری دس آیات پڑھے گا وہ (اس وقت ضرور) اٹھ جائے گا۔ عبدہ نے کہا ہم نے اس کا تجربہ کیا اور ایسا ہی پایا۔

(تخریج) یہ اثر محمد بن کثیر المصیصی کی وجہ سے ضعیف ہے اور زر بن حبیش پر موقوف ہے اس کو ابوعبیدہ نے فضائل القرآن ص: ٢٤٦ پر اور سخاوی نے جمال القراء (١/ ١٣٠) پر ذکر کیا ہے۔

3439۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا أَبُو هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّورِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ الْعَتِيقِ .

(ترجمہ) ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جو شخص جمعہ کی رات کو سورہ کہف پڑھے تو اس کے لئے اس سے لیکر بیت اللہ تک نور کی روشنی ہوتی ہے۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح اور موقوف علی ابی سعید ہے اس کو ابوعبید نے فضائل القرآن ص: ٢٤٤ میں اور بیہقی نے شعب الایمان (٢٤٤٤) میں روایت کیا ہے نیز نسائی نے عمل الیوم واللیله (٩٥٣، ٩٥٤) میں حاکم نے (٢٠٧٣) میں اور بیہقی نے (٢٤٤٦) میں بھی اس کی تخریج کی ہے۔ جمعہ کے دن کچھ فقہاء نے سورہ کہف کی تلاوت کو مستحب قرار دیا ہے ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ واللہ اعلم

[19]..... بَاب فِي فَضْلِ سُورَةِ تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ وَتَبَارَكَ

سورہ الم تنزیل السجدہ اور سورہ تبارک کی فضیلت کا بیان

3440۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ اقْرَءُوا الْمُنْجِيَةَ وَهِيَ الم تَنْزِيلُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَقْرَؤُهَا مَا يَقْرَأُ شَيْئًا غَيْرَهَا وَكَانَ كَثِيرَ الْخَطَايَا فَنَشَرَتْ جَنَاحَهَا عَلَيْهِ وَقَالَتْ رَبِّ اغْفِرْ لَهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُكْثِرُ قِرَاءَتِي فَشَفَّعَهَا الرَّبُّ فِيهِ وَقَالَ اكْتُبُوا لَهُ بِكُلِّ خَطِيئَةٍ حَسَنَةً وَارْفَعُوا لَهُ دَرَجَةً .

(ترجمہ) خالد بن معدان نے کہا: نجات دلانے والی سورۃ پڑھا کرو، مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ایک آدمی اس کو پڑھا کرتا تھا اس کے علاوہ کچھ نہ پڑھتا تھا، وہ بہت گنہگار تھا، اس سورت نے اپنے پر اس شخص پر پھیلا دے اور اللہ تعالی سے درخواست کی: اے رب یہ آدمی میری تلاوت کثرت سے کیا کرتا تھا چنانچہ اللہ تعالی نے اس کی شفاعت قبول فرمالی اور فرمایا: اس کی ہر خطا کے بدلے میں ایک نیکی لکھو اور ایک درجہ بلند کردو (بعض نسخ میں منجیہ کے بعد (الـم تنزيل السجدة) ہے۔ یعنی یہ سورت نجات دلانے والی ہے۔

(تخریج) اس اثر کو عبدہ نے روایت کیا ہے جس کا ترجمہ نہیں ملتا اور یہ اثر خالد بن معدان پر ہی موقوف ہے تبریزی نے اس کو مشکاۃ (٢١٧٦) میں ذکر کیا اور مسند دارمی کا حوالہ دیا ہے نیز دیکھئے: الدر المنثور (٥/ ١٧٠)۔

3441۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ كَعْبٍ قَالَ مَنْ قَرَأَ تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ وَ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ كُتِبَ لَهُ سَبْعُونَ حَسَنَةً وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا سَبْعُونَ سَيِّئَةً وَرُفِعَ لَهُ بِهَا سَبْعُونَ دَرَجَةً .

(ترجمہ) عبداللہ بن ضمرہ سے مروی ہے (کعب الاحبار) (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جو شخص تنزيل السجده اور تبارك الذى بيده الملك، پڑھے گا اس کے لئے ۷۰ نیکیاں لکھی جائیں گی اور ستر گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور ستر درجے اس کے بلند کر دیئے جائیں گے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند کعب (رحمہ اللہ) تک صحیح اور موقوف ہے دیکھئے: فضائل القرآن لابن الضریس ص: ۳۱۳ والدرالمنثور ۵/ ۱۷۰۔

3442۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا خَالِدٍ عَامِرَ بْنَ جَشِيبٍ وَبَحِيرَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثَانِ أَنَّ خَالِدَ بْنَ مَعْدَانَ قَالَ إِنَّ الم تَنْزِيلُ تُجَادِلُ عَنْ صَاحِبِهَا فِي الْقَبْرِ تَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ مِنْ كِتَابِكَ فَشَفِّعْنِي فِيهِ وَإِنْ لَمْ أَكُنْ مِنْ كِتَابِكَ فَامْحُنِي عَنْهُ وَإِنَّهَا تَكُونُ كَالطَّيْرِ تَجْعَلُ جَنَاحَهَا عَلَيْهِ فَيُشْفَعُ لَهُ فَتَمْنَعُهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِي تَبَارَكَ مِثْلَهُ فَكَانَ خَالِدٌ لا يَبِيتُ حَتّٰى يَقْرَأَ بِهِمَا .

(ترجمہ) خالد بن معدان نے کہا: بیشک (سورہ) الم تنزیل قبر میں اپنے پڑھنے والے کے لئے جھگڑا کرے گی وہ کہے گی اے اللہ! اگر میں تیری کتاب (قرآن) میں سے ہوں تو اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما اور اگر تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو مجھے اس سے مٹا دے، اور وہ پرندے کی طرح ہوگی جو اس کے اوپر سایہ کیے ہوگا وہ اس (پڑھنے والے) کے لئے شفاعت کرے گی اور اس کو عذاب قبر سے بچالے گی اور (سورہ) تبارک بھی اسی طرح ہے۔

چنانچہ خالد بن معدان بذات خود ان دونوں سورتوں کو پڑھے بنا سوتے نہیں تھے۔

(**تخریج**) یہ اثر عبداللہ بن صالح کی وجہ سے ضعیف اور خالد بن معدان پر موقوف ہے دیکھئے مشکاۃ (۲۱۷۶) الدرالمنثور ۵/ ۱۷۱ لیکن آگے یہ عمل رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے جو صحیح ہے دیکھئے: الحدیث التالی۔

3443۔ أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ وَتَبَارَكَ .

(ترجمہ) جابر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: نبی کریم ﷺ اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک کہ الم السجدۃ اور تبارک نہ پڑھ لیتے۔

(**تخریج**) یہ حدیث اس سند سے ضعیف ہے لیکن اس کے شواہد موجود ہے جو حسن یا صحیح ہیں۔ دیکھئے: الادب المفرد للبخاری (۱۲۰۷، ۱۲۰۹) احمد (۳/ ۳۴۰) ترمذی (۲۸۹۴) نسائی فی الکبیری (۱۰۵۴۳) ابن ابی شیبہ (۹۸۶۵) ابن السنی فی عمل الیوم واللیلہ (۶۷۵) الحاکم (۳۵۴۵) وغیرهم۔

3444۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ فُضِّلَتَا عَلَى كُلِّ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ بِسِتِّينَ حَسَنَةً .

(ترجمہ) طاؤس (رحمہ اللہ) نے کہا: قرآن کی یہ دونوں سورتیں (سجدہ اور تبارک) ہر سورہ سے ساٹھ نیکیاں (درجہ) زیادہ ہیں۔

(**تخریج**) یہ اثر طاؤس پر موقوف اور ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (٩٨٦٦) عبدالرزاق (٦٠٣٥) بسند فيه اعضال و ابن الضريس فی فضائل القرآن (٣٣٧، ٣٣٣)۔

3445۔ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ مُرَّةَ يَقُولُ أُتِيَ رَجُلٌ فِي قَبْرِهِ فَأُتِيَ جَانِبُ قَبْرِهِ فَجَعَلَتْ سُورَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُونَ آيَةً تُجَادِلُ عَنْهُ حَتَّى قَالَ فَنَظَرْنَا أَنَا وَمَسْرُوقٌ فَلَمْ نَجِدْ فِي الْقُرْآنِ سُورَةً ثَلَاثِينَ آيَةً إِلَّا تَبَارَكَ .

(ترجمہ) عمرو بن مرة سے مروی ہے انہوں نے اپنے والد مرہ سے سنا وہ کہتے تھے: ایک آدمی کو اس کی قبر میں دفن کیا گیا اس کی قبر کی جانب عذاب آیا تو تیس آیات والی سورہ آئی اور اس سے دفاع کرنے لگی۔

راوی نے کہا: میں اور مسروق نے غور کیا تو تبارک کے علاوہ کسی اور سورہ میں تیس آیات نہیں پائیں۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے لیکن موقوف ہے دیکھئے: فضائل القرآن ابن الضريس (٢٣٤، ٢٣٢) فضائل القرآن لابی عبید (ص: ٢٦٠) عبدالرزاق (٦٠٢٥) طبرای (١٤٠/٩) (٨٦٥١) بسند جید نیز دیکھئے: ترمذی (٢٨٩١) وقال: حديث حسن۔

تشریح: ......ان تمام آثار سے سورہ الملک یعنی تبارک الذی بیدہ الملک کی فضیلت ثابت ہوئی ترمذی میں اسی سورہ کو مانعہ اور منجیہ کہا گیا ہے ترمذی میں ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن پاک میں ایک سورہ تیس آیات کی ہے اس نے ایک آدمی کے لئے شفاعت کی یہاں تک کہ وہ بخش دیا گیا وہ تبارک ہے۔

[20]..... بَابٌ فِي فَضْلِ سُورَةِ طه وَ يٰس

سورہ طہ اور یٰس کی فضیلت

3446۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُهَاجِرِ بْنِ الْمِسْمَارِ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَفْصِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ مَوْلَى الْحُرَقَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَرَأَ طه وَيٰس قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بِأَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلَائِكَةُ الْقُرْآنَ قَالَتْ طُوبٰى لِأُمَّةٍ يَنْزِلُ هٰذَا عَلَيْهَا وَطُوبٰى لِأَجْوَافٍ تَحْمِلُ هٰذَا وَطُوبٰى لِأَلْسِنَةٍ تَتَكَلَّمُ بِهٰذَا .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کرنے سے ہزار سال پہلے طہ اور یٰس کو پڑھا اور جب فرشتوں نے قرآن پاک کو سنا تو کہا: قابل رشک ہے وہ امت جس پر یہ سورتیں نازل ہوں

اور قابل رشک ہیں وہ دل جن میں یہ سورتیں رہتی ہیں، اور قابل رشک ہیں وہ زبانیں جن پر ان کا ورد رہے۔

(**تخریج**) عمر بن حفص بن ذکوان کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف جدا ہے اور ابراہیم بن مہاجر بن مسمار بھی ضعیف ہیں دیکھئے: طبرانی فی الاوسط (٤٣٧٣) السنه لابن أبی عاصم (٦٠٧) ابن خزیمه فی التوحید (٢٣٦) ابن حبان فی المجروحین (١/١٠٨) البیهقی فی شعب الایمان (٢٤٥٠) وفی الاسماء والصفات (٢٣٢) ابن الجوزی فی الموضوعات (١/١١٠) وغیرهم۔

[21]..... بَاب فِيْ فَضْلِ يٰس
سورہ یٰس کی فضیلت

3447- حَدَّثَنَا أَبُوْ الْوَلِيْدِ مُوسَى بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ بَلَغَنِي عَنِ الْحَسَنِ قَالَ مَنْ قَرَأَ يس فِيْ لَيْلَةٍ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ أَوْ مَرْضَاةِ اللّٰهِ غُفِرَ لَهُ وَقَالَ بَلَغَنِي أَنَّهَا تَعْدِلُ الْقُرْآنَ كُلَّهُ .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: جس نے اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے رات میں سورہ یٰس پڑھی اس کو بخش دیا جائے گا، انہوں نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی کہ یہ سورہ پورے قرآن کے برابر ہے۔

(**تخریج**) یہ اثر موقوف ہے اور اس کی سند میں انقطاع ہے، اس لئے ضعیف ہے، ذکره السیوطی فی الدر المنثور (٥/٢٥٦)۔

3448- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ هَارُوْنَ أَبِي مُحَمَّدٍ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ حَيَّانَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَإِنَّ قَلْبَ الْقُرْآنِ يٰسٓ مَنْ قَرَأَهَا فَكَأَنَّمَا قَرَأَ الْقُرْآنَ عَشْرَ مَرَّاتٍ .

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل (سورہ) یٰس ہے جس نے اس کو پڑھا گویا دس مرتبہ قرآن کریم کو پڑھا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں ہارون ابو محمد مجہول ہیں دوسری اسانید بھی متکلم فیہ ہیں دیکھئے: ترمذی (٢٨٨٩) بیهقی فی شعب الایمان (٢٤٦٠) ابن کثیر (٦/٥٤٧) سخاوی فی جمال القراء (١/٢٣٤) قضاعی فی مسند الشهاب (١٠٣٥) الدرالمنثور (٥/٢٥٦)، الترغیب والترهیب (٢/٣٧٧) وغیرهم۔

3449- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ يس فِيْ لَيْلَةٍ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ غُفِرَ لَهُ فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رات میں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر سورہ یٰس پڑھی اس رات میں اس کی بخشش ہوگئی۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں انقطاع ہے اس لئے ضعیف ہے دیکھئے: ابویعلی (٦٢٢٤) ابن حبان (٢٥٧٤) الموارد (٦٦٥)۔

3450۔ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَأَ يس فِي صَدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَوَائِجُهُ.

(ترجمہ) عطاء بن ابی رباح نے کہا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دن کے شروع میں سورہ یس پڑھے اس کی ساری حاجات پوری ہوں گی۔

(**تخریج**) یہ روایت ضعیف ومرسل ہے دوسری اسانید بھی ضعف سے خالی نہیں ہیں دیکھئے: البیهقی فی شعب الایمان (٢٤٦٣، ٢٤٦٤) ابویعلی (٦٢٢٤) ابن حبان (٢٥٧٤) والسیوطی فی الدرالمنثور (٢٥٧/٥)۔

3451۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا رَاشِدٌ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحِمَّانِيُّ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ قَرَأَ يس حِينَ يُصْبِحُ أُعْطِيَ يُسْرَ يَوْمِهِ حَتَّى يُمْسِيَ وَمَنْ قَرَأَهَا فِي صَدْرِ لَيْلِهِ أُعْطِيَ يُسْرَ لَيْلَتِهِ حَتَّى يُصْبِحَ.

(ترجمہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے کہا: جو صبح کے وقت سورہ یس پڑھے شام تک اس کے لئے آسانی رہے گی اور جو رات کے شروع میں پڑھے اس کو صبح تک کے لئے آسانی دی جائے گی۔

(**تخریج**) یہ روایت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) پر موقوف ہے لیکن سند اس کی حسن ہے۔ ذکره السیوطی فی الدر المنثور (٢٥٧/٥) واحاله الی الدارمی۔

[22]..... بَاب فِي فَضْلِ حم الدُّخَانِ وَالْحَوَامِيمِ وَالْمُسَبِّحَاتِ

سورۂ دخان اور حم وسبح سے شروع ہونے والی سورتوں کی فضیلت

3452۔ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيسَى قَالَ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ مَنْ قَرَأَ حم الدُّخَانَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِيمَانًا وَتَصْدِيقًا بِهَا أَصْبَحَ مَغْفُورًا لَهُ.

(ترجمہ) عبداللہ بن عیسی نے کہا: مجھے خبر دی گئی ہے کہ جس نے جمعہ کی رات میں سورہ دخان ایمان وتصدیق کے ساتھ پڑھی، وہ صبح کو اٹھے گا تو بخش دیا جائے گا۔

(**تخریج**) عبداللہ بن عیسی پر یہ اثر موقوف ہے اور ان تک سند صحیح ہے ترمذی (٢٨٩١) میں اس کا شاہد بھی موجود ہے نیز دیکھئے: شعب الایمان للبیهقی (٢٤٧٦)۔

3453۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ مَنْ قَرَأَ الدُّخَانَ فِي لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ أَصْبَحَ مَغْفُورًا لَهُ وَزُوِّجَ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ.

(ترجمہ) ابورافع نے کہا: جس نے جمعہ کی رات کو سورہ دخان کو پڑھا وہ بخش دیا گیا اور حور عین سے اس کا بیاہ ہو گیا۔

(تخریج) ابورافع نفیع بن الحارث تک اس کی سند صحیح ہے اور موقوف ہے۔

3454- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كُنَّ الْحَوَامِيمُ يُسَمَّيْنَ الْعَرَائِسَ .

(ترجمہ) سعد بن ابراہیم نے کہا: حٰم سے شروع ہونے والی سورتوں کو دلہن کہا جاتا تھا۔

(تخریج) اس اثر کی سند سعد تک صحیح اور موقوف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١٠٣٣٣) شعب الايمان للبيهقى (٢٤٨٢)۔

3455- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ مَنْ قَرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْحَشْرِ إِذَا أَصْبَحَ فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ طُبِعَ بِطَابَعِ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ قَرَأَ إِذَا أَمْسَى فَمَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ طُبِعَ بِطَابَعِ الشُّهَدَاءِ .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: جو شخص سورہ حشر کی آخری تین آیات پڑھے اور اسی دن وہ مر گیا تو اس پر شہیدوں کی مہر لگا دی جائے گی اور اگر شام کو پڑھیں اور رات میں فوت ہو گیا تب بھی وہ شہیدوں میں شمار ہو گا۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح اور موقوف علی الحسن ہے دیکھئے: فضائل القرآن لابن الضريس (٢٢٧) الدرالمنثور (٢٠٢/١)۔

3456- حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عِيسٰى عَنْ مَعْنٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ عِنْدَ النَّوْمِ وَيَقُولُ إِنَّ فِيهِنَّ آيَةً تَعْدِلُ أَلْفَ آيَةٍ .

(ترجمہ) خالد بن معدان نے کہا: نبی کریم ﷺ سوتے وقت مسبحات (یعنی جن سورتوں کے شروع سبح یسبح ہے) پڑھتے تھے اور فرماتے تھے: ان میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں کے برابر ہے۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح لیکن مرسل ہے دیکھئے: النسائی فی الکبری (١٠٥٥١) نیزدیکھئے: ابوداود (٥٠٥٧) ترمذی (٣٤٠٣،٢٩٢٢) والنسائی فی عمل الیوم واللیله (٧١٣) وابن السنی فی عمل الیوم واللیله (٦٨٢) والطبرانی فی الکبیر (٢٤٧/١٨) (٦٢٤) وله متابع عند احمد بسند صحیح (١٢٨/٤) وشعب الایمان للبیهقی (٢٥٠٣) امام نسائی نے کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کچھ اہل علم یہ کہتے ہیں کہ مسبحات چھ ہیں سورة الحدید، الحشر، الصف، الجمعه، التغابن، والاعلی۔

3457- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَرَجِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ طَهْمَانَ أَبُو الْعَلَاءِ الْخَفَّافُ حَدَّثَنِي نَافِعُ بْنُ أَبِي نَافِعٍ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَثَلَاثَ آيَاتٍ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْحَشْرِ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهِ

سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتّٰى يُمْسِيَ وَإِنْ قَالَهَا مَسَاءً فَمِثْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُصْبِحَ .

(ترجمہ) معقل بن یسار (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح کے وقت اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم کے بعد سورہ حشر کی آخری تین آیات پڑھے گا اللہ تعالی اس کے لئے ستر ہزار فرشتے متعین کر دیتا ہے جو شام تک اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اگر شام کو پڑھے گا تو اسی طرح صبح تک اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند میں کلام ہے دیکھئے: احمد (۲٦/٥)، الترمذی (۲۹۲۳) ابن السنی عمل الیوم واللیله (۸۰) طبرانی فی الکبیر (۲۲۹/۲۰)(٥۳۷) شعب الایمان (۲٥۰۲)۔

تنبیه: ......سند میں کلام ہونا یا مرسل وموقوف ہونا یہ سب ضعف کی علامات ہیں یعنی وہ روایت ضعیف ہے۔

[23]..... بَاب فِي فَضْلِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ
قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ کی فضیلت کا بیان

3458- حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُهَاجِرٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ زَمَنَ زِيَادٍ إِلَى الْكُوفَةِ فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي مَسِيرٍ لَهُ قَالَ وَرُكْبَتِي تُصِيبُ أَوْ تَمَسُّ رُكْبَتَهُ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ قَالَ بَرِئَ مِنَ الشِّرْكِ وَسَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ قَالَ غُفِرَ لَهُ .

(ترجمہ) ابوالحسن مہاجر نے کہا: زیاد کے زمانے میں ایک صحابی کوفہ تشریف لائے میں نے ان کو سنا وہ حدیث بیان کر رہے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ راستے میں تھا اور میرا گھٹنا آپ کے گھٹنے مبارک سے مس (ٹچ) ہو رہا تھا آپ نے ایک صحابی کو سنا وہ قل یا ایہا الکافرون پڑھ رہے تھے آپ نے فرمایا یہ شخص شرک سے بری ہو گیا، ایک دوسرے شخص کو (قل ہو اللہ احد) پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: اس کی مغفرت ہو گئی۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے اور قواعد حدیث کے مطابق صحابی کی جہالت مانع صحت نہیں ہے دیکھئے: فضائل القرآن لابن الضریس (۳۰٥) النسائی فی الکبری (۱۰۰٤۰) احمد (٦۳/٤)۔

تشریح: ......اس حدیث سے ان دونوں سورتوں کی اور ان دونوں صحابہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ خبر دینا کہ یہ شخص شرک سے بری ہو گیا اور یہ بخش دیا گیا اسی بات کی دلیل ہے کہ ایمان ویقین اور اعتقاد سلیم سے جس شخص نے ان سورتوں کو پڑھا وہ یقین کے ساتھ ان مراتب عالیہ کا مستحق ہے اور آپ کو اللہ تعالی نے بتا دیا تھا کہ ان پاکیزہ نفوس نے دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالی کی وحدانیت اور صرف اس کی عبادت کا بیڑا اٹھایا شرک سے برأت ظاہر کی اس لئے اللہ تعالی نے انہیں شرک سے بری کر کے اور مغفرت دے کر جنت کا مستحق قرار دے دیا۔

3459- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ

مَجِيءُ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ جِئْتُ لِتُعَلِّمَنِي شَيْئًا أَقُولُهُ عِنْدَ مَنَامِي قَالَ فَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ فَاقْرَأْ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ثُمَّ نَمْ عَلَى خَاتِمَتِهَا فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ .

(ترجمہ) فروہ بن نوفل نے اپنے والد (نوفل رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (ان سے) فرمایا: کیا چیز تم کو (میرے پاس) لے کر آئی؟ عرض کیا میں اس لئے حاضر ہوا کہ آپ مجھ کو کوئی ایسی چیز یاد کرا دیں جو میں سوتے وقت پڑھ لیا کروں، آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم بستر پر لیٹ جاؤ تو ﴿قل یا ایھا الکافرون﴾ پڑھ لو اور اس کے اختتام پر سو جاؤ کیونکہ یہ سورت شرک سے براءت ہے۔ (یعنی شرک سے بری کرنے والی ہے)

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابو داود (٥٠٥٥) ترمذی (٣٤٠٣) ابویعلی (١٥٩٦) ابن حبان (٧٨٩) موارد الظمآن (٢٣٦٣) فضائل القرآن لأبی عبید ص: ٢٦٤ والنسائی فی الکبری (١٠٦٢٧)۔

تشریح: ......اس حدیث سے سورۃ الکافرون کی فضیلت معلوم ہوئی اس وجہ سے کہ اس میں معبودان باطل کی عبادت کا صریح انکار اور اپنے دین پر قائم رہنے کا اقرار ہے۔

[24]..... بَاب فِي فَضْلِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ کی فضیلت کا بیان

3460۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ حَدَّثَنَا إِيَاسٌ الْبِكَالِيُّ عَنْ نَوْفٍ الْبِكَالِيِّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ جَزَّأَ الْقُرْآنَ عَلَى ثَلَاثَةِ أَجْزَاءٍ فَجَعَلَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ثُلُثَ الْقُرْآنِ .

(ترجمہ) نوف بن فضالہ بکالی نے کہا: بیشک اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی تقسیم تین جزء میں کی اور ﴿قل ھو اللہ احد﴾ کو ایک تہائی قرار دیا۔

(**تخریج**) یہ اثر نوف البکالی پر موقوف اور اس کی سند میں ایاس البکالی مجہول ہے۔

3461۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عَقِيلٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ بُنِيَ لَهُ بِهَا قَصْرٌ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ قَرَأَ عِشْرِينَ مَرَّةً بُنِيَ لَهُ بِهَا قَصْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ قَرَأَهَا ثَلَاثِينَ مَرَّةً بُنِيَ لَهُ بِهَا ثَلَاثَةُ قُصُورٍ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِذَنْ لَتَكْثُرَنَّ قُصُورُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اللَّهُ أَوْسَعُ مِنْ ذَلِكَ قَالَ أَبُو مُحَمَّد أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ وَزَعَمُوا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْأَبْدَالِ .

(ترجمہ) ابوعقیل نے خبر دی کہ انہوں نے سعید بن المسیب (رحمہ اللہ) سے سنا وہ کہتے تھے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے دس بار قل ھو اللہ احد، (سورۃ الاخلاص) پڑھی اس کے لئے جنت میں اسی وجہ سے ایک محل تیار کیا جائے گا اور جس نے بیس مرتبہ

اس کو پڑھا اس کے لئے اسی وجہ سے دو محل تعمیر کئے جائیں گے اور جس نے تیس بار اس کو پڑھا اس کے لئے تین محل جنت میں ہوں گے اس پر عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: پھر تو اے اللہ کے رسول ﷺ ہم بہت کثرت سے محل بنائیں گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ وسعت دینے والا ہے۔

ابومحمد امام دارمی نے فرمایا ابوعقیل کا نام زہرہ بن معبد ہے اور کہا جاتا تھا کہ وابدال (پہنچے ہوئے بزرگ) میں سے تھے۔

(**تخریج**) یہ حدیث مراسیل ابن المسیب میں سے ہے اور ضعیف ہے مختصراً اس روایت کو طبرانی نے اوسط (۲۸۳) میں ذکر کیا ہے لیکن اس کی سند بھی ضعیف ہے نیز امام احمد نے (۳/۴۳۷) اور ابن السنی (۶۹۳) عقیلی نے الضعفاء (۲/۹۲) طبرانی نے فی الکبیر (۲۰/۱۸٤) (۳۹۸،۳۹۷) میں بھی ذکر کیا ہے لیکن سب کی سند ضعیف ہے۔

3462۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَرَأَ سُورَةً فَخَتَمَهَا أَتْبَعَهَا بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ.

(ترجمہ) عقبہ بن ضمرہ بن حبیب نے اپنے والد سے روایت کیا کہ وہ جب بھی کوئی سورت پڑھ کر ختم کرتے تو اس کے بعد ﴿قل هو الله احد﴾ پڑھتے تھے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند ضمرہ بن حبیب تک صحیح اور انہیں پر موقوف ہے یعنی یہ ان کا عمل تھا۔ کہیں اور یہ روایت نہیں ملی۔

3463۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبَانَ بْنِ يَزِيدَ الْعَطَّارِ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ فِي لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْآنِ قَالُوا نَحْنُ أَعْجَزُ وَأَضْعَفُ مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ جَزَّأَ الْقُرْآنَ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ فَجَعَلَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ثُلُثَ الْقُرْآنِ.

(ترجمہ) ابودرداء (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس کی قدرت نہیں رکھتا کہ ایک رات میں ایک تہائی قرآن پڑھ لے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: ہم اتنا قرآن ایک رات میں پڑھنے سے عاجز و کمزور ہیں (یعنی کسی طرح ثلث قرآن نہیں پڑھ سکتے) آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن کو تین حصوں میں تقسیم کیا (یعنی معانی و مفاہیم کے اعتبار سے ا۔قصص ۲۔احکام ۳۔صفات باری تعالیٰ) اور قل ہو اللہ احد سورہ الاخلاص کو تیسرا حصہ قرار دیا۔ (جس میں اللہ تعالیٰ کی جامع صفات مذکور ہیں)۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: مسلم (۸۱۲،۸۱۱) نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۷۰۱) الطیالسی (۱۹۹۲) فضائل القرآن لعبدالرحمن الرازی (۱۰۵) فضائل القرآن لابی عبید (ص: ۲٦۸) والبیهقی فی شعب الایمان: (۲۵۳٤)۔

3464۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَعِيلَ بْنِ مُجَمِّعٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ

الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ .

(ترجمہ) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے تھے قل ہواللہ احد (سورہ الاخلاص) تہائی قرآن کے برابر ہے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند ضعیف ہے اور ابو ہریرہ پر موقوف ہے لیکن دوسری اسانید سے موصولا روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے لئے تہائی قرآن پڑھوں؟ پھر آپ نے قل ہواللہ احد کی تلاوت فرمائی ابن ماجہ میں یہی روایت موصولا مروی ہے دیکھئے: مسلم (٨١٢،٨١٣) ترمذی (٢٩٠١) ابن ماجه (٣٧٨٧) ابن الضريس فی فضائل القرآن (٢٤٨) الطحاوی فی مشكل الآثار (١٢٢١، ١٢٢٢) وابويعلى (٦١٨٠)۔

3465- أَخْبَرَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ عَنْ سَلَّامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: قل ہواللہ احد ثلث قرآن کے برابر ہے۔

(**تخریج**) عاصم بن ابی النجود کی وجہ سے اس اثر کی سند حسن ہے اور عبداللہ بن مسعود پر موقوف ہے لیکن اس کا شاہد مرفوعا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے موجود ہے دیکھئے: النسائی فی الکبری (١٠٥٠٩) ابوعبيدفی فضائل القرآن (ص: ٢٦٨)، ابن الضريس فی الفضائل (٢٦٢) الرازی فی الفضائل (١٠٦) الطبرانی فی الکبیر: (١٠/١٧٢)(١٠٢٤٥) الطيالسی (١٩٩١) ابن السنی فی عمل اليوم (٦٩٢) وغيرهم كثيرون۔

3466- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِثْلَهُ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے اسی کے مثل مروی ہے ترجمہ اور تخریج اوپر ملاحظہ فرمائیں۔

3467- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّ هٰذِهِ السُّورَةَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حُبُّكَ إِيَّاهَا أَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ .

(ترجمہ) انس (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے کہا: قسم اللہ کی میں اس سورت ﴿قل هو الله احد﴾ کو بہت محبوب رکھتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری (اس سورت سے) اس محبت نے تمہیں جنت میں داخل کرادیا۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: ترمذی (٢٩٠١) ابويعلى (٣٣٣٦) ابن حبان (٧٩٣) الموارد (١٧٧٤) الرازی فی فضائل القرآن (١٠٨) ابن السنی فی عمل اليوم والليلة (٦٩٠) ابن خزيمه (٥٣٧) عبدبن حميد فی المنتخب (١٣٠٦)۔

3468- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أُمِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فَقَالَ ثُلُثُ الْقُرْآنِ أَوْ تَعْدِلُهُ .

(ترجمہ) حمید بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ کے بارے میں

پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تہائی قرآن ہے یا تہائی قرآن کے برابر ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند حسن ہے ام حمید: ام کلثوم بنت عقبہ ہیں، دیکھئے: الرازی فی الفضائل (١٠٧) ابن الضریس فی فضائل القرآن (٢٤٢) الطبرانی فی الکبیر (٢٥/٧٤) (١٨٢) احمد (٦/ ٤٠٤) النسائی فی الکبری (١٠٥٣١)۔

تشریح: ......ان روایات سے پتہ چلا کہ کوئی شخص اگر تین بار قل ہواللہ احد پڑھے تو اس کو پورا قرآن پڑھنے کا ثواب ہے اسی لئے خود پیغمبر اسلام ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت معوذتین کے ساتھ اس سورت کو ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اور اس کو تہائی قرآن ایک قول کے مطابق اس لئے کہا گیا کہ قرآن پاک میں تین قسم کے مضامین ہیں:

١۔توحید ٢۔رسالت ٣۔اعمال

اس سورت میں توحید کا بیان ہے اور اس میں توحید کی تینوں اقسام موجود ہیں۔اس لئے ثلث قرآن ہے۔

3469۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالٍ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ امْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ أَتَاهَا فَقَالَ أَلَا تَرَيْنَ إِلَى مَا جَاءَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَتْ رُبَّ خَيْرٍ قَدْ أَتَانَا بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَمَا هُوَ قَالَ قَالَ لَنَا أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ قَالَ فَأَشْفَقْنَا أَنْ يُرِيدَنَا عَلَى أَمْرٍ نَعْجِزُ عَنْهُ فَلَمْ نَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ أَمَا يَسْتَطِيعُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ قُلْ هُوَاللهُ أَحَدٌ، اللهُ الصَّمَدُ.

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے انہوں نے انصار کی ایک خاتون سے روایت کیا کہ ابوایوب انصاری (رضی اللہ عنہ) ان کے پاس آئے اور کہا: تم جانتی ہو رسول اللہ ﷺ کیا چیز لے کر آئے ہیں؟ اس خاتون انصاری صحابیہ نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس بہت ساری بھلائیاں لے کر تشریف لائے ہیں تم بتاؤ کیا خبر لائے ہو؟ ابوایوب نے کہا: آپ ﷺ نے ہم سے کہا کیا تم میں سے کوئی ایک رات میں ثلث قرآن پڑھنے سے عاجز رہتا ہے؟ ہم کو ڈر لگا کہ آپ ہم سے ایسا عمل کرانا چاہتے ہیں جس کی ہم قدرت نہیں رکھتے لہٰذا ہم نے کوئی جواب نہیں دیا آپ نے تین بار یہ سوال دہرایا پھر فرمایا: کیا تم میں سے کسی کو اتنی طاقت نہیں کہ وہ ﴿قُلْ هُوَاللهُ أَحَدٌ، اللهُ الصَّمَدُ﴾ سورہ اخلاص پڑھ لے؟

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں اگر انصاریہ خاتون صحابیہ ہیں تو صحیح ہے ورنہ اس میں جہالت ہے اس کو ترمذی نے (٢٨٩٨) النسائی نے الکبری (١٠٥١٧) اور ابن الضریس نے فضائل القرآن (٢٥٤) میں اور ابن عبدالبر نے تمہید (٧/ ٢٥٥) میں روایت کیا ہے اور اس کے متعدد شواہد صحیہ موجود ہیں۔

3470۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ نُوحِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ مُحَمَّدٍ الْعَطَّارِ عَنْ أُمِّ كَثِيرٍ الْأَنْصَارِيَّةِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ خَمْسِينَ مَرَّةً غَفَرَ اللهُ لَهُ ذُنُوبَ خَمْسِينَ سَنَةً.

(ترجمہ) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص پچاس بار ﴿قل ھو اللہ احد﴾ پڑھے گا اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(**تخریج**) ام کثیر الانصاریہ کون ہیں پتہ نہیں چل سکا باقی رواۃ اس روایت کے ثقہ ہیں دیکھئے ترمذی (۲۹۰۰) ابویعلی (۳۳٦۵) ابن الضریس فی فضائل القرآن (۲٦٦) والبیھقی فی شعب الایمان (۲۵۴۸، ۲۵٦۴) وتاریخ بغداد ۱۸۷/٦ لیکن ان سب کی اسانید ضعیفہ ہیں، اس لئے یہ حدیث قابل عمل نہیں ہوسکتی اور ثلث قرآن والی احادیث صحیح ہیں۔

تشریح: ......سورہ الاخلاص ایسی مبارک سورہ شریفہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفات مبارکہ سے بھرپور ہے اس میں اللہ پاک کا ایک ہونا بے پرواہ معبود ہونا ولد سے (اولاد سے) پاک ہونا، کسی سے پیدا نہ ہونا اس کی ذات کا کوئی ہم سر نہ ہونا یعنی بے مثل ہونا مذکور ہے اتنی عمدہ اور مبنی بر حقیقت صفات اس سورہ شریفہ میں بڑے اختصار سے ذکر کی گئی ہیں، جو ان صفات کو سمجھے اور محبت رکھے اور اس کو پڑھتا رہے یقیناً اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرے گا اور اس کی محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ اپنے اس بندے کے گناہ بخش دے دونوں جہان میں عافیت عنایت کرے اور اپنی اطاعت کی توفیق بخشے اور بندے کو یہ چاہیے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی اطاعت و فرماں برداری صدق دل اور اخلاص سے کرے، دل سے اس کو یاد کرے اس کی محبت اسماء و صفات سے لگاؤ سارے جہاں سے مقدم رکھے۔ (وحیدی بتصرف) یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ بعض آیات و سور کو بعض پر فضیلت دی ہے اور بزبان نبوت ان کی فضیلت بیان فرمادی تا کہ عاصی و گنہگار انسان اللہ تعالیٰ کی بے انتہا نعمتوں اور رحمتوں سے اپنا دامن بھرتا رہے اور سعادت دارین اس کو نصیب ہو، عمل تھوڑا سا کرے اور اجر و ثواب اتنا زیادہ کہ تصور میں نہ آئے اللہ تعالیٰ سمجھ اور عمل کی ہمیں توفیق بخشے۔ آمین۔ اور جن آیات و سور کی فضیلت حدیث صحیح سے ثابت نہ ہو اس پر عمل نہ کرنا ہی بہتر ہے، کیونکہ جس آیت یا سورت میں کوئی فضیلت تھی اسے رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمادیا جس کی کوئی فضیلت نہیں اس سے آپ خاموش رہے۔

[25]..... بَاب فِيْ فَضْلِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ
معوذتین کی فضیلت کا بیان

3471- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَابْنُ لَهِيعَةَ قَالَا سَمِعْنَا يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَبِيبٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُوْ عِمْرَانَ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ تَعَلَّقْتُ بِقَدَمِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَقْرِئْنِي سُورَةَ هُودٍ وَسُورَةَ يُوسُفَ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَا عُقْبَةُ إِنَّكَ لَنْ تَقْرَأَ مِنَ الْقُرْآنِ سُورَةً أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ وَلَا أَبْلَغَ عِنْدَهُ مِنْ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قَالَ يَزِيدُ فَلَمْ يَكُنْ أَبُوْ عِمْرَانَ يَدَعُهَا كَانَ لَا يَزَالُ يَقْرَؤُهَا فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ.

(ترجمہ) عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں میں نے (سواری پر) رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک کو پکڑا اور عرض کیا اے اللہ کے پیغمبر مجھے سورہ ہود اور سورہ یوسف پڑھا دیجئے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عقبہ تم ہرگز نہ پڑھو گے قرآن کی کوئی سورہ

جو قل اعوذ برب الفلق سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب اور بلیغ ہو (یعنی سورہ الفلق سب سے زیادہ اللہ کو محبوب اور بلیغ ہے) یزید نے کہا ابوعمران ہمیشہ اس کو مغرب کی نماز میں پڑھتے تھے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: مسلم (٨١٤) النسائی (٥٥٢) احمد (٤/١٥٥، ١٥٩) طبرانی فی الکبیر (١٧/٣١٢) (٨٦٢) ابویعلی (١٧٣٤) ابن حبان (٧٩٥) الحمیدی (٨٧٤) والبغوی فی شرح السنة (١٢١٣) وغیرھم۔

3472۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِیْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ قَالَ مَشَيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِی قُلْ يَا عُقْبَةُ فَقُلْتُ أَیَّ شَیْءٍ أَقُوْلُ قَالَ فَسَكَتَ عَنِّیْ ثُمَّ قَالَ يَا عُقْبَةُ قُلْ فَقُلْتُ أَیَّ شَیْءٍ أَقُوْلُ قَالَ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ فَقَرَأْتُهَا حَتّٰى جِئْتُ عَلَى آخِرِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ مَا سَأَلَ سَائِلٌ وَلَا اسْتَعَاذَ مُسْتَعِيذٌ بِمِثْلِهَا .

(ترجمہ) عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ چلا جا رہا تھا کہ آپ نے فرمایا: اے عقبہ: کہو میں نے عرض کیا، کیا کہوں؟ عقبہ نے کہا: آپ خاموش ہو گئے پھر کچھ دیر بعد فرمایا: اے عقبہ کہو، میں نے پھر عرض کیا، کیا کہوں؟ فرمایا: قل اعوذ برب الفلق چنانچہ میں نے پوری سورت آخر تک پڑھی تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مانگنے والے نے اس کے مثل نہیں مانگا اور نہ کسی پناہ چاہنے والے نے اس کے مثل پناہ چاہی۔

(تخریج) محمد بن عجلان کی وجہ سے اس روایت کی سند حسن ہے لیکن حدیث صحیح ہے دیکھئے: نسائی (٥٤٥٦) البیھقی فی شعب الایمان (٢٥٦٤)۔

توضیح: ......یعنی اللہ تعالیٰ سے مانگنے میں اور پناہ طلب کرنے میں سورہ (الفلق) بہت عمدہ ہے اور اس جیسی اور کوئی سورت نہیں ہے۔

3473۔ حَدَّثَنَا يَعْلَى حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ هُوَ ابْنُ أَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ أُنْزِلَ عَلَیَّ آيَاتٌ لَمْ أَرَ أَوْ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ يَعْنِی الْمُعَوِّذَتَيْنِ .

(ترجمہ) عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے اوپر کچھ ایسی آیات نازل ہوئی ہیں جن کے مثل کوئی دیکھنے میں نہیں آئیں یعنی معوذتین ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾

(تخریج) اس حدیث کی سند اور حدیث صحیح ہے دیکھئے: مسلم (٨١٤) نسائی (٩٥٣، ٥٤٥٦) ترمذی (٢٩٠٢) وغیرھم۔

تشریح: ......مسلم شریف میں عقبہ بن عامر ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم دیکھتے نہیں آج کی رات ایسی آیات نازل ہوئی ہیں کہ ان کے مثل کبھی نہیں دیکھیں اور وہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب

الناس (الفلق والناس) ہیں اس سے ان دونوں سورتوں کی فضیلت معلوم ہوتی ہے نیز یہ کہ رسول اللہ ﷺ یہ سورتیں پڑھ کر خود اپنے اوپر اور حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) کے اوپر دم کیا کرتے تھے، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب آپ کو کوئی تکلیف ہوتی تو معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیتے جب آپ کی تکلیف زیادہ ہوگئی تو میں یہ سورتیں پڑھ کر آپ کے جسم اطہر پر پھیرتی (بخاری: باب المعوذات فی فضائل القرآن ومسلم: کتاب السلام باب رقیه المریض بالمعوذات) جب نبی کریم ﷺ پر جادو کیا گیا تو جبریل علیہ السلام یہی سورتیں لے کر حاضر ہوئے اور فرمایا کہ ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور یہ جادو دفلاں کنویں میں ہے آپ نے علی (رضی اللہ عنہ) کو بھیج کر اسے نکلوایا (جو ایک کنگھی کے دندانوں اور بالوں کے ساتھ ایک تانت کے اندر گیارہ گرہیں پڑھی ہوئی تھیں اور موم کا ایک پتلا تھا جس میں سوئیاں پیوست کی ہوئی تھیں) جبرئیل علیہ السلام کے بتانے پر آپ دونوں سورتوں میں سے ایک ایک پڑھتے جاتے اور گرہ کھلتی جاتی اور سوئی نکلتی جاتی، خاتمے تک پہنچتے پہنچتے ساری گرہیں بھی کھل گئیں اور آپ اس طرح صحیح ہو گئے، جیسے کوئی شخص جکڑ بندی سے آزاد ہو جائے (بخاری کتاب الطب باب السحر، مسلم: کتاب السلام، باب السحر والسنن) واضح رہے دونوں سورتوں میں گیارہ آیات ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ رات سوتے وقت سورۃ الاخلاص اور معوذتین پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیوں پر پھونکتے اور پھر انہیں پورے جسم پر ملتے تھے۔ نیز نماز فجر اور مغرب کے بعد تین تین بار ان سورتوں کو پڑھتے تھے اور نماز ظہر، عصر اور عشاء کے بعد ایک ایک بار پڑھتے تھے۔ لیکن نماز کے بعد بدن یا چہرے پر ہاتھ پھیرنا ثابت نہیں ہے۔

ان دونوں سورتوں میں شیطان اور اس کی ذریت، جہنم اور ہر اس چیز سے پناہ ہے جس سے انسان کو نقصان پہنچ سکتا ہے یا نقصان ہو سکتا ہے۔ اتنی معمولی کاوش اور فائدہ کتنا عظیم لیکن مسلمانوں پر یہ آیات پڑھنا کتنا بھاری ہوتا ہے؟ اگر ان سورتوں کا سنت کے مطابق مسلمان وِرد رکھیں تو بہت سی بلاؤں اور شیطان کے شر سے محفوظ رہیں۔

[26]..... بَاب فَضْلِ مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ
قرآن پاک کی کوئی دس آیات پڑھنے کی فضیلت

3474- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِسْطَامَ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ ح وَحَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ فِي لَيْلَةٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ.

(ترجمہ) تمیم داری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جس شخص نے کسی رات میں دس آیات پڑھیں وہ غافلیں میں نہیں لکھا جائے گا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف اور موقوف علی تمیم داری ہے آگے اس طرح کے اور آثار بھی آ رہے ہیں۔

3475- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِسْطَامَ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ وَفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَا مَنْ قَرَأَ بِعَشْرِ آيَاتٍ فِي لَيْلَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُصَلِّينَ.

(ترجمہ) تمیم داری اور فضالہ بن عبید سے مروی ہے: جس شخص نے کسی رات (قرآن کی) دس آیات پڑھیں تو (اس کا نام) نمازیوں میں لکھا جائے گا۔

(تخریج) اس روایت میں ارسال بھی ہے اور القاسم ابوعبدالرحمٰن کا لقا تمیم داری سے ثابت نہیں اس لئے یہ اثر ضعیف ہے اس کو بیہقی نے شعب الایمان (۲۱۹۶) میں اور سعید بن منصور نے سنن (۱۱۶/۱) (۲۳) میں ذکر کیا ہے۔

3476۔ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أُوَيْسٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: جس نے رات میں دس آیات پڑھیں وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن ہے لیکن موقوف ہے، دیکھئے: ابن ابی شیبہ ۵۰۸/۱۰ (۱۰۱۳۷) والحاکم فی المستدرك (۲۰۴۲) واسناده منقطع اور اس کا شاہد صحیح ابن خزیمه (۱۱۴۳) مستدرك الحاکم (۲۰۴۱) عمل الیوم واللیله لابن السنی (۷۰۲) وصحیح ابن حبان (۲۵۷۲) میں موجود ہے۔

3477۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: جو رات میں دس آیات کی تلاوت کرے وہ غافلین میں نہ لکھا جائے گا۔

(تخریج) مغیرہ بن عبداللہ الجد لی کا ترجمہ کہیں مذکور نہیں ہے باقی رجال ثقہ ہیں دیکھئے: فضائل القرآن لابن الضریس (۶۳) وابن منصور ۲۹/۱ (۲۴) نیز آگے رقم (۳۴۸۹) پر یہ روایت اور مفصل آ رہی ہے۔

فائدہ:......اس باب کے تمام روایات آثار و اقوال صحابہ ہیں احتمال ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو۔ واللہ اعلم

[27]..... بَاب مَنْ قَرَأَ خَمْسِينَ آيَةً
جو شخص پچاس آیات پڑھے اس کی فضیلت

3478۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا فِطْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ بِخَمْسِينَ آيَةً لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جس نے کسی رات میں پچاس آیات پڑھیں وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے لیکن موقوف ہے اور اس کو ابن ابی شیبہ نے (۵۰۸/۱۰) (۱۰۱۳۵) اور طبرانی نے المعجم الکبیر (۱۵۸/۹) (۸۷۲۷) میں روایت کیا ہے نیز آگے بھی یہ روایت آ رہی ہے دیکھئے: مجمع الزوائد (۳۶۵۸)۔

3479۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ وَفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَا مَنْ قَرَأَ بِخَمْسِينَ آيَةً فِي لَيْلَةٍ كُتِبَ مِنَ الْحَافِظِينَ .

(ترجمہ) تمیم داری اور فضالہ بن عبید نے کہا: جو ایک رات میں پچاس آیات پڑھے گا وہ حفاظ میں لکھا جائے گا۔

(تخریج) اس اثر کی سند میں انقطاع ہے اس لئے ضعیف ہے۔

[28]..... بَاب مَنْ قَرَأَ بِمِائَةِ آيَةٍ
جو شخص سو آیات پڑھ لے اس کی فضیلت کا بیان

3480- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يُحَنَّسَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمٍ أَخِي أُمِّ الدَّرْدَاءِ فِي اللَّهِ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَأَ بِمِائَةِ آيَةٍ فِي لَيْلَةٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ . قَالَ أَبُو مُحَمَّد مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَكَانَ سَالِمٍ رَاشِدُ بْنُ سَعْدٍ .

(ترجمہ) ابوالدرداء (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ایک رات میں سو آیات پڑھ لیں وہ غافلین (قرآن سے غفلت برتنے والوں) میں نہیں لکھا جائے گا۔

امام دارمی نے فرمایا: بعض رواۃ نے ''سالم'' کے بجائے راشد بن سعد کا نام ذکر کیا ہے۔

(تخریج) اس روایت کی سند بہت ضعیف بلکہ موضوع بھی ہوسکتی ہے کیوں کہ محمد بن القاسم امام داری کے استاذ کی بعض محدثین نے تکذیب کی ہے اور موسیٰ بن عبیدہ اس کی سند میں ضعیف ہیں، دیکھئے مجمع الزوائد (۳۶۵۶)۔

3481- حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أَبَانَ حَدَّثَنَا أَبُو أُوَيْسٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ بِمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ .

(ترجمہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے کہا: جس شخص نے ایک رات میں سو آیات پڑھیں وہ قانتین میں لکھا جائے گا۔

(تخریج) اس روایت کی سند حسن ہے لیکن ابن عمر (رضی اللہ عنہما) پر موقوف ہے پیچھے (۳۴۷۶) میں دس آیات کا ذکر ہے یہاں سو آیات کا ذکر ہے غافلین میں نہ لکھا جائے گا یہاں ہے قانتین میں لکھا جائے گا یعنی متن مضطرب ہے آگے بھی (۳۴۸۹) پر ایسی ہی روایت آ رہی ہے۔

3482- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِسْطَامَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَأَ بِمِائَةِ آيَةٍ فِي لَيْلَةٍ كُتِبَ لَهُ قُنُوتُ لَيْلَةٍ .

(ترجمہ) تمیم داری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ایک رات میں سو آیات پڑھیں اس کے لئے ایک رات کا قنوت لکھا جائے گا۔

(تخریج) اس روایت کی سند میں کلام ہے لیکن بعض دیگر اسانید حسن کے درجہ کو پہنچتی ہیں دیکھئے: احمد (۱۰۳/۴) طبرانی فی الکبیر (۵۰/۲) (۱۳۵۲) وابن السینی فی عمل الیوم واللیلہ (۴۳۸)۔

توضیح:......قنت کے معنی اطاعت کرنا، خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنا اور عاجزی گریہ وزاری کرنا ہے اور قانتین کا مطلب اطاعت گذار اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنے والے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے وقوموا للّٰہ قانتین یعنی اللہ کے سامنے (نماز میں) خاموشی سے کھڑے رہو اور مومنین کی ایک صفت والقانتین والقانتات بھی ہے۔

3483۔ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَالَ قَالَ كَعْبٌ مَنْ قَرَأَ مِائَةَ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ .

(ترجمہ) کعب الاحبار (رحمہ اللہ) نے کہا: جس نے سوآیات پڑھ لیں وہ قانتین (اطاعت گذاروں) میں لکھ لیا گیا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں انقطاع ہے لیکن دوسری سند سے اس کو تقویت ملتی ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۰۱۳۳)۔

3484۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِسْطَامَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ وَفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَا مَنْ قَرَأَ بِمِائَةِ آيَةٍ فِيْ لَيْلَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ .

(ترجمہ) تمیم داری اور فضالہ بن عبید دونوں نے کہا: جس نے رات میں سوآیات پڑھیں وہ قانتین میں لکھ لیا گیا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند میں بھی انقطاع ہے لیکن دیگر اسانید سے حسن کے درجہ کو پہنچتی ہے جیسا کہ پیچھے تخریج میں گذر چکا ہے۔

3485۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا فِطْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَرَأَ فِيْ لَيْلَةٍ بِمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ .

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جس نے رات میں سوآیات پڑھ لیں وہ قانتین میں لکھ دیا گیا۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند صحیح ہے لیکن موقوف ہے، دیکھئے: ابن ابی شیبه (۱۰۱۳۵)۔

3486۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُوْلُ مَنْ قَرَأَ بِمِائَةِ آيَةٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ .

(ترجمہ) حبیب بن عبید نے کہا میں نے ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) سے سنا وہ فرماتے تھے جس نے سوآیات پڑھیں وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا۔

(**تخریج**) اس اثر موقوف کی سند صحیح ہے دیکھئے: الطبرانی فی الکبیر (۲۱۱/۸) (۷۷۴۸)۔

تشریح: ...... یہ تمام آثار واقوال ہیں، اس میں شک نہیں کہ رات میں قرآن پاک پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے اور قرآن پاک جس وقت بھی جتنا بھی پڑھا جائے باعث خیر وبرکت ہے۔ جعلنا اللہ وایاکم من التالین لکتابہ۔ آمین

[29]...... بَاب مَنْ قَرَأَ بِمِائَتَيْ آيَةٍ
جو شخص دوسو آیات پڑھے اس کی فضیلت

3487۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا حَرِيزٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُوْلُ مَنْ قَرَأَ مِائَتَيْ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ .

(ترجمہ) حبیب بن عبید نے کہا میں نے ابوامامہ سے سنا وہ فرماتے تھے: جو دوسو آیت پڑھے وہ قانتین میں لکھا جائے گا۔

(**تخریج**) یہ اثر موقوف علی ابی امامہ ہے اور سند صحیح ہے اور پر سو آیات کی روایت گذر چکی ہے طبرانی نے اس کو تفصیل کے ساتھ المعجم الکبیر (۸/۲۱۱) (۷۷۴۸) میں ذکر کیا ہے لیکن اس کی سند ضعیف جدا ہے۔

3488۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يُحَنَّسَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمٍ أَخِي أُمِّ الدَّرْدَاءِ فِي اللَّهِ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَأَ مِائَتَيْ آيَةٍ فِي لَيْلَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ .

(ترجمہ) ابودرداء (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو آدمی رات میں دوسو آیات پڑھے وہ قانتین (اطاعت گذاروں) میں لکھ دیا گیا۔

(**تخریج**) یہ روایت سو آیات کے باب میں گذر چکی ہے اس میں سو اور دوسو کا اور غافلین و قانتین کا اضطراب بھی ہے اور ضعیف جدا بھی ہے۔ محمد بن القاسم کو کاذب کہا گیا ہے۔

3489۔ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْجَدَلِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ عَشْرَ آيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ وَمَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ بِمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ وَمَنْ قَرَأَ بِمِائَتَيْ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْفَائِزِينَ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا: جو شخص رات میں دس آیات پڑھے وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا اور جو سو آیات پڑھے گا وہ قانتین میں لکھا جائے گا اور جو دوسو آیات پڑھے وہ فائزین میں لکھا جائے گا۔ (یعنی کامیاب و کامران لوگوں میں اس کا شمار ہوگا)۔

(**تخریج**) اس روایت میں مغیرہ بن عبداللہ الجدلی ہیں جن کا ترجمہ کہیں نہیں ملا اور ابوغسان: مالک بن اسماعیل ہیں نیز یہ روایت (۳۴۸۱) پر گذر چکی ہے۔

[30]..... بَابٌ مَنْ قَرَأَ مِنْ مِائَةِ آيَةٍ إِلَى الْأَلْفِ
جو شخص سو آیات سے ایک ہزار تک آیات پڑھے اس کی فضیلت

3490۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ مَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ عَشْرَ آيَاتٍ كُتِبَ مِنَ الذَّاكِرِينَ وَمَنْ قَرَأَ بِمِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِينَ وَمَنْ قَرَأَ بِخَمْسِ مِائَةِ آيَةٍ إِلَى الْأَلْفِ أَصْبَحَ وَلَهُ قِنْطَارٌ مِنَ الْأَجْرِ قِيلَ وَمَا الْقِنْطَارُ قَالَ مِلْءُ مَسْكِ الثَّوْرِ ذَهَبًا .

(ترجمہ) ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جس نے رات میں دس آیت پڑھیں وہ اللہ کا ذکر کرنے والوں میں لکھ لیا گیا، اور جس نے سو آیتیں پڑھیں وہ مطیع و فرماں برداروں میں لکھ دیا گیا، اور جس نے پانچ سو سے لے کر ایک ہزار آیات پڑھیں تو وہ صبح کو

ایک قنطار اجر لے کر اٹھے گا، ان سے پوچھا گیا ایک قنطار کی مقدار کتنی ہے تو انہوں نے کہا بیل کی کھال میں بھرے ہوئے سونے کے برابر۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح اور ابوسعید خدری پر موقوف ہے لیکن ایسی بات رائے سے نہیں کہہ سکتے۔ واللہ اعلم۔ دیکھئے:

طبرانی فی الاوسط (٧٦٧٤) والبیهقی مختصر(٧/٢٣٣)، الهیثمی فی مجمع الزوائد (٣٦٥٧)۔

3491۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ مِائَةَ آيَةٍ لَمْ يُحَاجَّهُ الْقُرْآنُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَمَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ مِائَتَيْ آيَةٍ كُتِبَ لَهُ قُنُوتُ لَيْلَةٍ وَمَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ خَمْسَ مِائَةِ آيَةٍ إِلَى الْأَلْفِ أَصْبَحَ وَلَهُ قِنْطَارٌ فِي الْآخِرَةِ قَالُوا وَمَا الْقِنْطَارُ قَالَ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا.

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: جو آدمی رات میں سو آیات پڑھے اس رات کو قرآن کریم اس کے خلاف جھگڑا نہیں کرے گا، اور جس نے رات میں دو سو آیات پڑھیں اس کے لئے رات بھر کی دعا و ذکر لکھا گیا، اور جس نے پچاس سے ہزار تک آیات پڑھیں تو آخرت میں اس کے لئے ایک قنطار ہوگا، لوگوں نے پوچھا قنطار کیا ہے؟ کہا: بارہ ہزار (نیکیاں)

(تخریج) اس اثر کی سند مرسل ضعیف ہے مشکاۃ (٢١٨٦) میں اس کو امام دارمی کی طرف منسوب کیا ہے نیز دیکھئے:

تفسیر اطبری ٣/٢٠٠۔

3492۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا فِطْرٌ عَنْ أَبِيْ إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ ثَلَاثَ مِائَةِ آيَةٍ كُتِبَ لَهُ قِنْطَارٌ وَمَنْ قَرَأَ سَبْعَ مِائَةِ آيَةٍ لَا أَدْرِيْ أَيَّ شَيْءٍ قَالَ فِيهَا أَبُوْ نُعَيْمٍ بِقَوْلِهِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: جس شخص نے رات میں تین سو آیات تلاوت کیں اس کے لئے ایک قنطار (ثواب کا) لکھ دیا گیا، اور جس نے سات سو آیات پڑھیں پتہ نہیں اس کے بارے میں انہوں نے کیا کہا اس بارے میں ابونعیم نے اپنی طرف سے کہا۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے لیکن ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) پر موقوف ہے۔

[31]..... بَابُ مَنْ قَرَأَ أَلْفَ آيَةٍ
جو شخص ایک ہزار آیات پڑھے اس کی فضیلت

3493۔ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا حَرِيزٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُولُ مَنْ قَرَأَ أَلْفَ آيَةٍ كُتِبَ لَهُ قِنْطَارٌ مِنَ الْأَجْرِ وَالْقِيرَاطُ مِنْ ذٰلِكَ الْقِنْطَارِ لَا يَفِي بِهِ دُنْيَاكُمْ يَقُولُ لَا يَعْدِلُهُ دُنْيَاكُمْ.

(ترجمہ) حبیب بن عبید نے کہا: میں نے ابوامامہ (رضی اللہ عنہ) سے سنا وہ فرماتے تھے: جس نے ایک ہزار آیات پڑھیں اس کے لئے ایک قنطار اجر و ثواب لکھ دیا گیا، اور وہ قیراط تمہاری اس دنیا کے قیراط سے بڑھ کر ہے یعنی: دنیا کے قیراط سے اس کا کوئی مقابلہ

وبرابری نہیں ہوسکتی۔

(**تخریج**) اس اثر موقوف کی سند صحیح ہے اسی کے مثل روایات مع تخریج اوپر گذر چکی ہیں۔

3494۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِسْطَامَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ وَفَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَا مَنْ قَرَأَ أَلْفَ آيَةٍ فِي لَيْلَةٍ كُتِبَ لَهُ قِنْطَارٌ وَالْقِيرَاطُ مِنَ الْقِنْطَارِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَاكْتَنَزَ مِنَ الْأَجْرِ مَا شَاءَ اللَّهُ.

(ترجمہ) تمیم داری (رضی اللہ عنہ) اور فضالہ بن عبید (رحمہ اللہ) دونوں نے کہا: جس شخص نے ایک رات میں ہزار آیات پڑھیں اس کے لئے ایک قنطار (اجر وثواب) لکھا گیا اور اس قنطار کا قیراط دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس کے قنطار سے بہتر ہے، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ جتنا چاہے گا وہ شخص اجر حاصل کرے گا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن یہ اثر موقوفاً حسن ہے جو پیچھے بھی متعدد بار گذر چکا ہے نیز دیکھئے الطبرانی فی الکبیر(۲/۵۰۔۵۱)(۱۲۵۳) والاوسط(۸۴۴۶)۔

توضیح:...... قیراط چھوٹا پیمانہ اور قنطار بہت بڑے پیمانے کو کہتے ہیں۔

3495۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يُحَنَّسَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ عَنْ سَالِمٍ أَخِي أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَأَ أَلْفَ آيَةٍ إِلَى خَمْسِ مِائَةٍ كُتِبَ لَهُ قِنْطَارٌ مِنَ الْأَجْرِ الْقِيرَاطُ مِنْهُ مِثْلُ التَّلِّ الْعَظِيمِ.

(ترجمہ) ابوالدرداء (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ایک ہزار آیات پڑھیں اس کے لئے قنطار من الاجر لکھ دیا گیا جس کا قیراط بہت بڑے ٹیلے کے برابر ہے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں محمد بن القاسم کو کذاب کہا گیا ہے اور موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہیں اور یہ سند (۳۴۸۸) پر بھی گذر چکی ہے اور بعض روایات میں سو آیات بعض میں دوسو آیات اور یہاں اس روایت میں ہزار آیات کا ذکر ہے لہٰذا متن بھی مضطرب ہے اور آیات کی فضیلت واجر وثواب کے سلسلے میں ہمارے لئے احادیث صحیحہ ہی کافی ہیں جن کا ذکر اس کتاب فضائل القرآن کے ابتدائی ابواب میں گذر چکا ہے۔ آیات اور سور کی فضیلت کے سلسلے میں اکثر آثار موقوف اور ضعیف ہیں۔ اس لئے ان پر عمل کرنے سے پہلے صحیح اور ثابت ہونے کی معلومات کرنا ضروری ہے۔

فائدہ:...... جب قیراط چھوٹا پیمانہ بہت بڑے ٹیلے کے برابر ہے تو قنطار بڑے پیمانے کا عالم کیا ہوگا؟

[32]..... بَاب كَمْ يَكُونُ الْقِنْطَارُ
قنطار کی مقدار کتنی ہوتی ہے

3496۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبَانُ الْعَطَّارُ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي

صَالِحٍ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ الْقِنْطَارُ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے قنطار بارہ ہزار کا ہوتا ہے۔

(تخریج) ابوہریرہ تک اس روایت کی سند حسن ہے اور مسند احمد میں مرفوعا روایت ہے دیکھئے: احمد (۲/۳۶۳)، اور اس میں ہے کہ قنطار بارہ ہزار اوقیہ کا ہوتا ہے اور ہر اوقیہ زمین وآسمان کے درمیان جو کچھ ہے اس سے بہتر ہے۔

3497- حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عِيْسَى عَنْ أَبِیْ الْأَشْهَبِ عَنْ أَبِیْ نَضْرَةَ الْعَبْدِيِّ قَالَ الْقِنْطَارُ مِلْءُ مَسْكِ ثَوْرٍ ذَهَبًا .

(ترجمہ) ابونضرہ العبدی نے کہا: قنطار بیل کی سونے سے بھری ہوئی کھال کے برابر ہے۔

(تخریج) ابونضرہ منذر بن مالک تک اس روایت کی سند صحیح ہے، ابوالاشہب کا نام جعفر بن حیان ہے۔ یہ اثر رقم (۳۴۹۰) پر گذر چکا ہے۔

3498- حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ الْقِنْطَارُ أَرْبَعُوْنَ أَلْفًا .

(ترجمہ) سعید بن المسیب (رحمہ اللہ) نے کہا: قنطار چالیس ہزار کا ہوتا ہے۔

(تخریج) علی بن زید اس روایت کی سند میں ضعیف اور ہشیم نے مدلس ہوتے ہوئے عن سے روایت کی ہے نیز ابن المسیب پر یہ اثر موقوف یعنی انہیں کا قول ہے۔

3499- حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ عَنْ مُبَارَكٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ الْقِنْطَارُ دِيَةُ أَحَدِكُمْ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا .

(ترجمہ) حسن (رحمہ اللہ) نے کہا: قنطار تم میں سے کسی کی دیت کے مطابق بارہ ہزار ہے۔

(تخریج) یہ روایت حسن (رحمہ اللہ) پر موقوف ہے اور اس کی سند صحیح ہے، اس میں اسحاق: ابن عیسی اور مبارک: ابن فضالہ ہیں دیکھئے: تفسیر الطبری (۳/۲۰۰)۔

3500- حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ عَنْ مُسْلِمٍ هُوَ الزَّنْجِیُّ عَنِ ابْنِ أَبِیْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ الْقِنْطَارُ سَبْعُوْنَ أَلْفَ دِيْنَارٍ .

(ترجمہ) مجاہد (رحمہ اللہ) سے مروی ہے انہوں نے کہا قنطار ستر ہزار کا ہوتا ہے۔

(تخریج) مجاہد تک اس اثر کی سند موقوف وحسن ہے دیکھئے: تفسیر الطبری (۳/۲۰۰)۔

3501- حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ عَنْ أَبِیْ بَكْرٍ عَنْ أَبِیْ حَصِيْنٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِیْ الْجَعْدِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ الْقِنْطَارُ أَلْفُ أُوْقِيَّةٍ وَمِائَتَا أُوْقِيَّةٍ .

(ترجمہ) معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) نے کہا: قنطار بارہ ہزار اوقیہ کا ہوتا ہے۔

(تخریج) اس اثر کے رجال ثقات ہیں ابوبکر: ابن عیاش، ابوحصین: عثمان بن عاصم ہیں اور سالم کی ملاقات معاذ (رضی اللہ عنہ) سے نہیں ہوئی اس سند میں انقطاع ہے دیکھئے: تفسیر الطبری (۳/۲۰۰)۔

3502- حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ الْقِنْطَارُ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مِثْقَالٍ .

(ترجمہ) مجاہد (رحمہ اللہ) نے کہا: (قنطار) ستر ہزار مثقال کا ہوتا ہے۔

(**تخریج**) لیث بن ابی سلیم کی وجہ سے یہ اثر ضعیف ہے اور مجاہد پر موقوف بھی ہے۔

تشریح: ......صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اور تابعین رحمہم اللہ کے قنطار کی مقدار کے بارے میں مختلف اقوال ہیں اور سیاق وسباق اور لغت میں بہت سارے ڈھیر سارے مال وذخیرے کو کہتے ہیں اور مختلف ازمان میں اس کی مقدار مختلف بتائی گئی ہے۔ اس لئے قنطار کی تحدید ممکن نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

[33]..... بَاب فِيْ خَتْمِ الْقُرْآنِ

ختم قرآن کا بیان

3503۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا صَالِحٌ الْمُرِّيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ رَفَعَهُ قَالَ مَنْ شَهِدَ الْقُرْآنَ حِينَ يُفْتَحُ فَكَأَنَّمَا شَهِدَ فَتْحًا فِيْ سَبِيلِ اللّٰهِ وَمَنْ شَهِدَ خَتْمَهُ حِينَ يُخْتَمُ فَكَأَنَّمَا شَهِدَ الْغَنَائِمَ تُقْسَمُ .

(ترجمہ) ابوقلابہ نے مرفوعاً روایت کیا کہ جو شخص قرآن پاک کے شروع (افتتاح) میں حاضر ہوا گویا کہ وہ اللہ کے راستے کی فتح میں حاضر ہوا اور جو ختم قرآن کے وقت حاضر ہوا تو گویا کہ وہ تقسیم غنائم کے وقت حاضر ہوا۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں دو علتیں ہیں مرسل ہے اور صالح بن بشیر المری ضعیف ہیں۔ حوالہ کیلئے دیکھئے: فضائل القرآن لابی عبید ص: ۱۰۷ وفضائل ابن الضریس (۷۷) وجمال القراء للسخاوی (۱/۱۱۲)۔

3504۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا صَالِحٌ الْمُرِّيُّ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ فِيْ مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ وَضَعَ عَلَيْهِ الرَّصَدَ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ خَتْمِهِ قَامَ فَتَحَوَّلَ إِلَيْهِ .

(ترجمہ) قتادہ (رحمہ اللہ) نے کہا: مدینہ منورہ کی مسجد میں ایک شخص قراءت کر رہا تھا ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے اس کے انتظار میں آدمی بٹھا دیا، جب اس نے ختم قرآن کی اطلاع دی تو ابن عباس اٹھ کر اسی کے پاس منتقل ہو گئے۔

(یعنی ختم قرآن میں شامل ہونے کے لئے اس قاری سے آ ملے اس سے ختم قرآن میں حاضری کی فضیلت معلوم ہوئی۔)

(**تخریج**) اس روایت کی سند پچھلی حدیث کی طرح معلل ہے دیکھئے: فضائل القرآن لابی عبید (ص: ۱۰۸) وابن الضریس (۷۹)۔

3505۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا صَالِحٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ قَالَ كَانَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ إِذَا أَشْفَى عَلَى خَتْمِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ بَقَّى مِنْهُ شَيْئًا حَتَّى يُصْبِحَ فَيَجْمَعَ أَهْلَهُ فَيَخْتِمَهُ مَعَهُمْ .

(ترجمہ) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) جب ختم قرآن کے قریب پہنچتے تو صبح صادق تک کیلئے تھوڑا سا قرآن باقی رہنے دیتے پھر اپنے اہل وعیال کو جمع کرتے اور ان کے ساتھ قرآن ختم کرتے۔

(تخریج) اس روایت کی سند بھی اس باب کی پہلی روایت کی طرح ہے تخریج بھی وہی ہے۔

3506۔ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ كَانَ أَنَسٌ إِذَا خَتَمَ الْقُرْآنَ جَمَعَ وَلَدَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ فَدَعَا لَهُمْ.

(ترجمہ) ثابت البنانی نے کہا: انس (رضی اللہ عنہ) جب قرآن پاک ختم کرتے تو اپنے بچوں اور گھر والوں کو جمع کر لیتے اور سب کے لئے دعا کرتے۔

(تخریج) اس روایت کی سند صحیح ہے لیکن انس (رضی اللہ عنہ) پر موقوف ہے۔ دیکھئے: فضائل القرآن لابی عبید (ص: ١٠٩) والطبرانی فی الکبیر (١/٢٤٢)(٦٧٤) شعب الایمان للبیهقی (٢٠٧٠، ٢٠٧١)۔

3507۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدَةَ قَالَ إِذَا خَتَمَ الرَّجُلُ الْقُرْآنَ بِنَهَارٍ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنْ فَرَغَ مِنْهُ لَيْلًا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يُصْبِحَ.

(ترجمہ) عبدہ نے کہا: جب کوئی آدمی دن میں قرآن پاک ختم کرتا ہے تو شام تک فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور رات میں اس کی قراءت سے فارغ ہوا تو صبح تک فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

(تخریج) عبدہ بن ابی لبابہ تک اس روایت کی سند صحیح اور انہیں پر موقوف ہے دیکھئے: حلیة الاولیاء (١١٣/٦)۔

3508۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عِيسٰى عَنْ صَالِحٍ الْمُرِّيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ قِيلَ وَمَا الْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ قَالَ صَاحِبُ الْقُرْآنِ يَضْرِبُ مِنْ أَوَّلِ الْقُرْآنِ إِلٰى آخِرِهِ وَمِنْ آخِرِهِ إِلٰى أَوَّلِهِ كُلَّمَا حَلَّ ارْتَحَلَ.

(ترجمہ) زرارہ بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا پڑاؤ ڈالنا اور کوچ کرنا، پوچھا گیا یہ کیا ہے؟ فرمایا: قرآن پڑھنے والا شروع سے آخر تک پڑھتا ہے (یہ شروع کرنا حال ہے) پھر ختم کر کے دوبارہ شروع کرنا (ارتحال) ہے جب بھی ختم کرے پھر شروع کر دے۔

(تخریج) اس روایت کی سند میں دو علتیں ہیں ارسال اور صالح المری کا ضعیف ہونا لیکن بہت سے محدثین نے اسے ذکر کیا ہے دیکھئے: ترمذی (٢٩٤٩) عبدالرحمن الرازی فی فضائل القرآن (٧٩) طبرانی فی الکبیر (١٦٨/١٢) (١٢٧٨٣) حلیه الاولیاء لابی نعیم (٢٦٠/٢) حاکم فی المستدرک (٢٠٨٨) بیهقی فی شعب الایمان (٢٠٦٩) وابن کثیر فی فضائل القرآن (ص: ٢٨٧)۔

تشریح: ......گرچہ اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن علمائے کرام نے اس عمل کو مستحب گردانا ہے جیسا کہ نووی نے التبیان میں ذکر کیا ہے، سماحۃ الشیخ علامہ مفتی عبدالعزیز بن باز (رحمہ اللہ) کی بھی یہی رائے تھی ایک بار تراویح میں ختم قرآن کے بعد ناچیز سے کہا تھا پھر سورہ بقرہ شروع کر دیتے تو اچھا تھا۔

3509- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى عَنْ جَرِيرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِذَا قَرَأَ الرَّجُلُ الْقُرْآنَ نَهَارًا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنْ قَرَأَهُ لَيْلًا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يُصْبِحَ قَالَ سُلَيْمَانُ فَرَأَيْتُ أَصْحَابَنَا يُعْجِبُهُمْ أَنْ يَخْتِمُوهُ أَوَّلَ النَّهَارِ وَأَوَّلَ اللَّيْلِ .

(ترجمہ) ابراہیم النخعی (رحمہ اللہ) نے کہا: جب کوئی آدمی دن کے شروع میں قرآن پڑھ لے تو شام تک اس کے لئے فرشتے دعا کرتے ہیں اور اگر رات میں پڑھا (یعنی ختم کیا) تو صبح تک فرشتے دعا کرتے ہیں۔

(اعمش) سلیمان نے کہا: اسی لئے ہم نے اپنے ہم عصر ساتھیوں کو دیکھا کہ وہ دن کے شروع اور رات کے شروع میں قرآن ختم کرنے کو پسند کرتے تھے۔

(**تخریج**) اس اثر کی سند ابراہیم نخعی تک صحیح ہے اور انہیں پر موقوف ہے جریر کا پورا نام ابن عبدالحمید ہے دیکھئے: فضائل القرآن لابی عبید ص: ۱۰۹ وابن الضریس (۵۰، ۵۱، ۵۲، ۸۰)۔

3510- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ فِيهِ قَوْلُ سُلَيْمَانَ .

(ترجمہ) اس سند سے بھی ابراہیم نخعی سے مثل سابق مروی ہے لیکن اس میں سلیمان الاعمش کا قول نہیں ہے حوالہ وہی ہے جو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

3511- حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مَالِكٍ الْمُزَنِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِهِ كَانَتْ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا أَوْ فِي الْآخِرَةِ .

(ترجمہ) محارب بن دثار (رحمہ اللہ) نے کہا: جس نے منہ زبانی قرآن پڑھا اس کے لئے دنیا وآخرت میں دعوۃ ہے۔

(**تخریج**) عبدالرحمٰن بن اسحاق الحارثی کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے اور محارب پر موقوف ہے۔

توضیح:......دعوت کے معنی پکار اور دعا اور ضیافت ومہمانی کے ہیں۔

3512- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ طَلْحَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَا مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ إِلَى اللَّيْلِ وَقَالَ الْآخَرُ غُفِرَ لَهُ .

(ترجمہ) طلحہ اور عبدالرحمٰن بن الاسود دونوں نے کہا: جس شخص نے رات یا دن میں قرآن پاک کی قراءت کی تو فرشتے رات تک اس کے لئے دعا کرتے ہیں دوسرے نے کہا: اس کی مغفرت ہوگئی۔

(**تخریج**) یہ دو اثر ایک ہی سند سے مروی ہیں اور سند حسن ہے طلحہ بن نافع تک اور عبدالرحمٰن کی سند میں انقطاع ہے۔ طلحہ بن نافع کے اثر کے لئے دیکھئے: فضائل القرآن لابن الضریس (۵۴) امام نووی نے حلیۃ الابرار (ص: ۱۸۳) طلحہ بن مصرف سے ایسے ہی روایت کیا ہے جس کی سند صحیح ہے اسی طرح ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اس کو روایت کیا ہے (۲۶/۵) لیکن

اس کی سند ضعیف ہے۔

اور دوسری سند عبدالرحمٰن بن الاسود کو ابن ابی شیبہ نے (۱۰/۴۹۰) (۱۰۰۸۸) میں اور بیہقی نے شعب الایمان (۲۰۷۵) میں ذکر کیا ہے لیکن دونوں کی سند ضعیف ہے۔

3513۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا قَزَعَةُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ قَالَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ ثُمَّ دَعَا أَمَّنَ عَلَى دُعَائِهِ أَرْبَعَةُ آلَافِ مَلَكٍ .

(ترجمہ) حمید الاعرج (رحمہ اللہ) نے کہا: جو شخص قرآن پاک پڑھ کر دعا کرے اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔

(تخریج) اس موقوف روایت کی سند میں قزعہ بن سوید ضعیف ہے اس لئے سند ضعیف ہے۔

3514۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ بَعَثَ إِلَيَّ قَالَ إِنَّمَا دَعَوْنَاكَ أَنَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْتِمَ الْقُرْآنَ وَإِنَّهُ بَلَغَنَا أَنَّ الدُّعَاءَ يُسْتَجَابُ عِنْدَ خَتْمِ الْقُرْآنِ قَالَ فَدَعَوْا بِدَعَوَاتٍ .

(ترجمہ) مجاہد (رحمہ اللہ) نے کہا: میرے پاس بلاوا آیا اور کہا کہ ہم آپ کو ختم قرآن میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں، کیوں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے اور انہوں نے دعائیں کیں۔

(تخریج) اس اثر کی سند صحیح ہے حکم: ابن عتبہ ہیں۔ دیکھئے: ابن الضريس فى فضائل القرآن (۴۹، ۸۱) ابوعبيد (ص: ۱۰۷)، ابن ابی شیبہ (۱۰۰۸۹) شعب الایمان (۲۰۷۲)۔

3515۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا هَارُونُ عَنْ عَنْبَسَةَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ إِذَا وَافَقَ خَتْمُ الْقُرْآنِ أَوَّلَ اللَّيْلِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يُصْبِحَ وَإِنْ وَافَقَ خَتْمُهُ آخِرَ اللَّيْلِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى يُمْسِيَ فَرُبَّمَا بَقِيَ عَلَى أَحَدِنَا الشَّيْءُ فَيُؤَخِّرُهُ حَتَّى يُمْسِيَ أَوْ يُصْبِحَ قَالَ أَبُو مُحَمَّد هٰذَا حَسَنٌ عَنْ سَعْدٍ .

(ترجمہ) سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) نے کہا: اگر ختم قرآن رات کے شروع حصے میں ہو جائے، تو اس کے صبح کرنے تک فرشتے اس (قاری) کے لئے دعا کرتے ہیں، اور اگر رات کے آخری حصے میں ختم قرآن کا اتفاق ہوا تو اس پر فرشتے شام تک دعا کرتے ہیں، اس لئے ہم میں سے کسی کا ختم قرآن میں سے کچھ باقی رہ جائے تو وہ شام کے لئے یا صبح کے لئے ختم کرنا مؤخر کر دے۔

امام دارمی نے کہا: یہ روایت سعد (رضی اللہ عنہ) سے حسن ہے۔

(تخریج) لیث بن ابی سلیم کی وجہ سے اس اثر کی سند ضعیف ہے۔ امام نووی نے اس کو حلية الابرار ص: ۱۸۳ میں مسند احمد اور مسند داری کی طرف منسوب کیا ہے۔ نیز (۳۵۰۹) پر بھی ایسی روایت گذر چکی ہے۔

3516۔ حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ ابْنِ أَخِي بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ حَمَلَةُ الْقُرْآنِ عُرَفَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ .

(ترجمہ) عطاء بن یسار (رحمہ اللہ) نے کہا: حاملین قرآن جنت میں نقیب (مانیٹر) ہونگے۔

(تخریج) اس موقوف اثر کی سند میں ابراہیم بن مہاجر ضعیف ہیں۔

3517۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ كَانَ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ كُلَّ لَيْلَتَيْنِ .

(ترجمہ) عبدالملک نے خبر دی کہ سعید بن جبیر (رحمہ اللہ) ہر دوسری رات میں قرآن پاک ختم کرلیا کرتے تھے۔

(تخریج) سعید بن جبیر تک اس روایت کی سند صحیح ہے دیکھئے: حلیه الأولياء(٤/٢٧٣)، فضائل ابی عبید ص: ١٨٢ فضائل القرآن للابن کثیر ص: ٢٥٨ نیز دیکھئے: ابن ابی شیبه(٢/٥٠٣)۔

3518۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِي كَمْ أَخْتِمُ الْقُرْآنَ قَالَ اخْتِمْهُ فِي شَهْرٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أُطِيْقُ قَالَ اخْتِمْهُ فِي خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ قُلْتُ إِنِّي أُطِيْقُ قَالَ اخْتِمْهُ فِي عِشْرِينَ قُلْتُ إِنِّي أُطِيْقُ قَالَ اخْتِمْهُ فِي خَمْسَ عَشْرَةَ قُلْتُ إِنِّي أُطِيْقُ قَالَ اخْتِمْهُ فِي عَشْرٍ قُلْتُ إِنِّي أُطِيْقُ قَالَ اخْتِمْهُ فِي خَمْسٍ قُلْتُ إِنِّي أُطِيْقُ قَالَ لَا .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) نے کہا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں کتنے دن میں قرآن پاک ختم کروں؟ فرمایا: ایک مہینے میں، میں نے عرض کیا مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے؟ فرمایا: پچیس دن میں ختم کرلو، میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، فرمایا: پندرہ دن میں ختم کرو، میں نے عرض کیا مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے فرمایا: دس دن میں ختم کرو میں نے کہا اس سے زیادہ کی میں طاقت رکھتا ہوں، فرمایا: پانچ دن میں ختم کرو، میں نے کہا مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے کم میں نہیں۔

(تخریج) اس روایت کی سند میں ضعف ہے لیکن یہ حدیث دوسری سند سے صحیح ہے دیکھئے: ابن ماجه (١٣٤٦) نسائی (٢٣٩٠) ابن حبان (٧٥٦) ابن کثیر فی فضائل القرآن (٢٤٧) صحیحین میں صرف روزے کا ذکر ہے قرآن پڑھنے کا نہیں دیکھئے: بخاری (١٩٧٤) مسلم (١١٥٩)۔

تشریح: ......اس سے معلوم ہوا کہ کم سے کم پانچ دن میں قرآن ختم کرنا چاہیے بعض روایات صحیحہ میں تین دن کا بھی ذکر ہے کما سیاتی لیکن ایک مہینہ سے زیادہ ختم قرآن میں نہیں لگنا چاہیے، ہم میں سے کتنے ایسے ہیں جو صرف رمضان میں قرآن پاک پڑھتے اور سنتے ہیں اور پورے سال تلاوت کلام پاک سے غافل رہتے ہیں۔ (هدانا الله واياهم آمين)

3519۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادٍ حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ لَا أَقْرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ .

(ترجمہ) عبداللہ بن عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے کم میں قرآن پاک ختم کرنے سے

منع فرمایا۔

(**تخریج**) اس سند سے یہ اثر ضعیف ہے لیکن دوسری سند سے حسن کے درجہ میں ہے دیکھئے: ابوداود (۱۳۹۱) ترمذی (۲۹۴۹) ابن ماجه (۱۳۴۷) بغير هذا اللفظ: لَمْ يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآن فِيْ أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ۔

نیز دیکھئے: احمد (۱۵۸/۲) حلیه الاولیاء (۱۲۲/۴) نیز حدیث رقم (۱۵۳۲) پر اس موضوع سے متعلق حدیث گذر چکی ہے تخریج اور تفصیل وہاں ملاحظہ کیجئے۔

[34]..... بَابُ التَّغَنِّيْ بِالْقُرْآنِ
ترنم کے ساتھ قرآن پڑھنے کا بیان

3520- حَدَّثَنَا أَبُوْ الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَهِيْكٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ . قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ : يَسْتَغْنِي قَالَ أَبُوْ مُحَمَّد النَّاسُ يَقُوْلُوْنَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ نَهِيْكٍ .

(ترجمہ) سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص خوش الحانی سے قرآن نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

ابن عیینہ نے کہا: لم يتغن سے مراد يستغنی ہے ابومحمد امام دارمی نے کہا: ابونہیک کو لوگ عبیداللہ بن اُبی نہیک کہتے ہیں۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابوداود (۱۴۷۰،۱۴۶۹) ابویعلی (۷۴۸،۶۸۹) ابن حبان (۱۲۰) الحمیدی (۷۷،۷٦) الدورفی فی مسند سعد (۱۲۷) ابوالفضل الرازی فضائل القرآن (۹۰) ابن كثير فی الفضائل (ص: ۱۸٦)، البیهقی فی شعب الایمان (۲٦۱۳) ابوعبیدفی الفضائل (ص: ۲۰۹) والقضاعی فی مسند الشهاب (۱۱۹۴) وغیرهم۔

توضیح: ......من لم يتغن بالقرآن کی تفسیر میں علمائے کرام کی مختلف آراء ہیں بعض نے کہا: جو قرآن پاک کو اچھی آواز سے نہ پڑھے، مد و شد کی رعایت نہ کرے بشرطیکہ کوئی حرف کم یا زیادہ نہ ہو اور راگنی کو دخل نہ دے (یعنی گانے کی طرح نہ پڑھے) بعض علماء نے کہا: جو قرآن پڑھ کر دنیا سے یا شعر و سخن سے بے پرواہ نہ ہو جائے، وہ ہم میں سے نہیں ہے بعض علماء نے کہا: عرب میں دستور تھا مجلس اور سفر میں گایا کرتے تھے اب اس کے بدلے میں یہ قرآن پایا کہ قرآن پڑھا جائے یہی اسلام کا گانا ہے بعض نے کہا اس سے مراد پکار کر پڑھنا ہے (وحیدی بتصرف)

لیس منا سے مراد یہ ہے ایسا شخص جو ترنم سے قرآن نہ پڑھے ہمارے اسلامی طریقے پر نہیں ہے۔

3521- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّ النَّاسِ أَحْسَنُ صَوْتًا لِلْقُرْآنِ وَأَحْسَنُ قِرَاءَةً قَالَ مَنْ إِذَا سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ أُرِيْتَ أَنَّهُ يَخْشَى اللّٰهَ قَالَ طَاوُسٌ وَكَانَ

طَلْقٌ كَذٰلِكَ .

(ترجمہ) طاؤس (رحمہ اللہ) سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا، کون سا آدمی قرآن کے لئے اچھی آواز والا ہے یا اچھی قراءت کرنے والا کون ہے؟ فرمایا: جس کو تم جب پڑھتے ہوئے سنو تو ایسا لگے کہ وہ اللہ سے ڈر رہا ہے۔ طاؤس نے کہا: طلق ایسے ہی تھے۔

(**تخریج**) عبدالکریم بن ابی المخارق کی وجہ سے اس روایت کی سند ضعیف ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (٩٦٩٤) فضائل القرآن لأبی عبید (ص: ١٦٥)، حلیة الاولیاء (١٩/٤)، الطبرانی فی الکبیر (٧/١١) (١٠٨٥٢) ابن کثیر فی البدایہ (٢٤٣/٩) والمرشد الوجیز لابن شامہ ص: ١٩٩۔

توضیح: ...... مقصد یہ کہ کس شخص کی آواز یا قراءت اچھی مانی جائے گی؟ فرمایا: جس کی تلاوت سے اللہ کا ڈر پیدا ہو یہ بھی وارد ہے کہ قرآن کو عرب کے لب و لہجے اور ان کی آواز سے پڑھو اور گا گا کر گانے کی آواز سے پڑھنے کی ممانعت ہے۔

3522۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُوْسَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَأْذَنِ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ و قَالَ صَاحِبٌ لَهٗ زَادَ يَجْهَرُ بِهٖ .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنی جتنی توجہ سے اپنے نبی محمد ﷺ کو بہترین آواز کے ساتھ قرآن مجید پڑھتے سنا ہے۔

ابوسلمہ کے شاگرد نے کہا ان کی مراد بلند آواز سے قرآن پڑھنے کی تھی۔

(**تخریج**) یہ اثر اس سند سے ضعیف ہے لیکن اسی طرح صحیحین میں صحیح سند سے موجود ہے دیکھئے: بخاری (٥٠٢٣) مسلم (٧٩٢) ابویعلی (٥٩٥٩) ابن حبان (٧٥١) الحمیدی (٩٧٩) ابن کثیر فی فضائل القرآن ص: ١٧٩۔

3523۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ كَمَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْآنِ .

(ترجمہ) اس سند سے بھی ویسے ہی مروی ہے جیسے اوپر بیان ہوا ترجمہ و تخریج اوپر گذر چکی ہے لیکن یہ روایت ابوہریرہ پر موقوف ہے۔

3524۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ لِأَبِي مُوْسَى وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ لَقَدْ أُوتِيَ هٰذَا مِنْ مَزَامِيْرِ آلِ دَاوُدَ .

(ترجمہ) ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) کے لیے فرماتے تھے۔ جو قرآن بڑی اچھی آواز سے پڑھتے تھے، ان کو داود علیہ السلام جیسی بہترین آواز عطا کی گئی ہے۔

(تخریج) یہ روایت مرسل ہے اور عبداللہ بن صالح ضعیف ہے لیکن دوسری سند سے حدیث متفق علیہ ہے دیکھئے: بخاری (٥٠٤٨) مسلم (٧٩٣) ابویعلی (٧٢٧٩) ابن حبان (٧١٩٧) البیهقی (١٢/٣)، (١٠/ ٢٣١) وفی شعب الایمان (٥٢٦/٢) وغیرهم۔

توضیح:......داود علیہ السلام کو اچھی آواز (خوش الحان) کا معجزہ دیا گیا تھا وہ بھی زبور خوش آوازی سے پڑھتے تھے اور ایک عجیب سماں بندھ جاتا تھا، (راز رحمہ اللہ) مزامیر مزمار کی جمع ہے جو ستار اور بجانے کے آلے کا نام ہے یہاں مراد خوش الحانی ہے۔

3525- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَيْضًا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا رَأَى أَبَا مُوسَى قَالَ ذَكِّرْنَا رَبَّنَا يَا أَبَا مُوسَى فَيَقْرَأُ عِنْدَهُ.

(ترجمہ) ابوسلمہ نے ہی بیان کیا کہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) جب بھی ابوموسی کو دیکھتے تو فرماتے تھے: اے ابوموسی ہمارے رب کی یاد تازہ کراؤ چنانچہ وہ ان کے پاس قرآن کی تلاوت کرتے۔

(تخریج) اس روایت کی سند میں دو علتیں ہیں عبداللہ بن صالح ضعیف اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کا لقاء امیر المومنین عمر (رضی اللہ عنہ) سے ثابت نہیں لہٰذا سند منقطع ہے دیکھئے: فضائل القرآن لابی عبید ص: ١٦٣ فضائل القرآن لابن کثیر ص: ١٩١، ابن حبان (٧١٩٦) موارد الظمآن بعلی الحدیث (٢٢٦٤) والبیهقی (٢٣١/١٠)۔

3526- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ الْهَجَرِيُّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَضَعُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى يَتَغَنَّى وَيَدَعُ أَنْ يَقْرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَفِرُّ مِنَ الْبَيْتِ يُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَإِنَّ أَصْفَرَ الْبُيُوتِ الْجَوْفُ يَصْفَرُ مِنْ كِتَابِ اللهِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے کہا: میں تم میں سے کسی کو پیر کے اوپر پیر رکھے قرآن کو گاتے ہوئے اور سورہ بقرہ کو چھوڑے ہوئے نہ پاؤں، بیشک شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے اور بیشک ویران گھر وہ ہیں جن میں کتاب الٰہی نہ پڑھی جائے۔

(تخریج) ابراہیم بن مسلم الہجری کی وجہ سے اس روایت کی سند ضعیف ہے اور ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) پر یہ روایت موقوف بھی ہے دیکھئے: ابن ابی شیبه (١٠٠٧٣) عبدالرزاق (٥٩٩٨) طبرانی فی الاوسط (٧٧٦٢) لیکن سب کی سند ضعیف ہے۔
یہ اثر اس معنی میں پیچھے متعدد بار سورہ بقرہ کی فضیلت میں گذر چکا ہے اور جس گھر میں یہ سورت پڑھی جائے اس سے یقیناً شیطان بھاگتا ہے دیکھئے رقم (٣٤١١)۔

3527- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ آلِ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَدِمَ سَلَمَةُ الْبَيْذَقُ الْمَدِينَةَ فَقَامَ يُصَلِّي بِهِمْ فَقِيلَ لِسَالِمٍ لَوْ جِئْتَ فَسَمِعْتَ قِرَائَتَهُ فَلَمَّا كَانَ بِبَابِ الْمَسْجِدِ سَمِعَ قِرَاءَتَهُ رَجَعَ فَقَالَ غِنَاءٌ غِنَاءٌ.

(ترجمہ) سالم بن عبداللہ (رحمہ اللہ) کے اہل میں سے کسی نے کہا: سالم البیدق مدینہ طیبہ آئے اور نماز پڑھانے لگے تو سالم (رحمہ اللہ) سے پوچھا گیا کاش آپ بھی جا کر ان کی قراءت سنتے! چنانچہ جب سالم بن عبداللہ دروازے پر پہنچے اور ان کی قراءت سنی تو واپس لوٹ آئے اور کہا: گانا ہے گانا۔

(**تخریج**) اس روایت میں جہالت ہے اور کسی نسخہ میں سلمہ البیذ ق ہے کسی میں سالم نیز ابن جریج کا عنعنہ بھی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ سے صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ (گانے والوں اور اہل کتاب کے لب ولہجہ سے قرآن کی تلاوت میں پرہیز کرو، میرے بعد ایک قوم ایسی پیدا ہوگی جو قرآن مجید کو گویوں کی طرح گا گا کر پڑھے گی، یہ تلاوت ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گی اور ان کے دل فتنوں میں مبتلا ہوں گے (او کما قال علیہ السلام) یعنی ایسی تلاوت قطعاً منع ہے سالم جو کہ عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کے صاحبزادے ہیں ان کے والد نہایت سختی سے سنت رسول کی پیروی کرتے تھے، اور سنت مصطفیٰ ﷺ کی اتباع سے سر مو انحراف یا خلاف ورزی ان پر شاق گذرنی تھی کوئی بعید نہیں کہ اس قاری کی قراءت سن کر مذکورہ حدیث کے مطابق گویے کی طرح قرآن پڑھنے کو انہوں نے ناپسند کیا اور گھر واپس لوٹ گئے۔

3528۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا مُوسَى كَانَ يَأْتِي عُمَرَ فَيَقُولُ لَهُ عُمَرُ ذَكِّرْنَا رَبَّنَا فَيَقْرَأُ عِنْدَهُ.

(ترجمہ) ابن شہاب زہری (رحمہ اللہ) نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا کہ ابوموسی اشعری (رضی اللہ عنہ) عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس تشریف لاتے تو امیر المومنین ان سے فرماتے تھے ہمارے رب کی یاد دلاؤ چنانچہ وہ ان کے پاس تلاوت کرتے تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند میں انقطاع ہے ابوسلمہ نے عمر (رضی اللہ عنہ) سے سنا ہی نہیں پیچھے رقم (۳۵۲۵) پر یہ روایت گذر چکی ہے۔

3529۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أَذِنَ اللَّهُ لِشَيْءٍ كَأَذَنِهِ لِنَبِيٍّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ.

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی کو اجازت نہ دی جیسی ایک نبی (خود محمد ﷺ) کو خوش الحانی سے قرآن پڑھنے یعنی بلند آواز سے قرآن پڑھنے کی اجازت دی ہے۔

(**تخریج**) اس حدیث کی سند حسن ہے دیکھئے: طبقات ابن سعد (۷۹/۱/٤) نیز دیکھئے: مزید تفصیل کے لئے رقم (۳۵۲۲)۔

3530۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَقَدْ أُوتِيَ أَبُو مُوسَى مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ.

(ترجمہ) عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابوموسی (رضی اللہ عنہ) کو آل داود کی سریلی آواز

عطا کی گئی ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے بعض نسخ میں عن ابی بریدہ ہے جو غلط ہے راوی ابن بریدہ ہیں۔ دیکھئے: مسلم (۷۹۳) احمد (۳٤۹/۵)، ابن ابی شیبه (۹۹۸۷) البیهقی(۲۳۰/۱۰)و الحاکم (۷۷۵۷)۔

3531۔ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَ قِرَاءَةَ رَجُلٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قِيلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لَقَدْ أُوْتِيَ هٰذَا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ .

(ترجمہ) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ایک صحابی کی قراءت سنی فرمایا: یہ کون ہیں؟ عرض کیا گیا: عبداللہ بن قیس (ابوموسی اشعری) ہیں فرمایا: ان کو آل داود کی مزامیر میں (سریلی) آواز عطا کی گئی ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند حسن ہے دیکھئے: ابن ماجه (۱۳٤۱) ابن حبان (۷۱۹٦) وموارد الظمآن (۲۲٦٤)

3532۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْسَجَةَ عَنِ الْبَرَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ .

(ترجمہ) براء بن عازب (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قرآن کو اپنی آواز کے ساتھ زینت دو۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: ابوداود (۱٤٦۸) نسائی (۱۰۱٤) ابن ماجه (۱۳٤۲) ابویعلی (۱۷۰٦،۱٦۸۷) ابن حبان (۷٤۹) موارد الظمآن (٦٦۰) فضائل القرآن لابی عبید (۱٦۰) فضائل القرآن للرازی ص: ۱۹۰ وغیرهم۔

تشریح: ......اس حدیث میں قرآن کو اپنی آواز سے آراستہ کرنے کا مطلب یہی ہے کہ خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھو یہ مطلب نہیں کہ میوزک یا گانے کی طرح آواز نکالو۔ واللہ اعلم۔

3533۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ أَبِيْ عِمْرَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ زَاذَانَ أَبِيْ عُمَرَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ حَسِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ فَإِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا .

(ترجمہ) براء بن عازب (رضی اللہ عنہما) نے کہا: میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے قرآن اپنی اچھی آواز سے پڑھو کیونکہ اچھی آواز قرآن کو مزید خوشنما دیتی ہے۔

(تخریج) اس حدیث کی سند صحیح ہے دیکھئے: مستدرك الحاکم (۵۷۵/۱)۔

[35]..... بَاب كَرَاهِيَةِ الْأَلْحَانِ فِي الْقُرْآنِ
قرآن میں گانے جیسی سُر بنانے کی کراہت

3534۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ قَرَأَ رَجُلٌ عِنْدَ أَنَسٍ بِلَحْنٍ

مِنْ هٰذِهِ الْأَلْحَانِ فَكَرِهَ ذٰلِكَ أَنَسٌ قَالَ أَبُوْ مُحَمَّد و قَالَ غَيْرُهُ قَرَأَ غُورَكُ بْنُ أَبِي الْخِضْرِمِ.

(ترجمہ) اعمش (سلیمان بن مہران رحمہ اللہ) نے کہا: ایک شخص نے انس (رضی اللہ عنہ) کے سامنے قراءت کی وہ سر بنا کر پڑھ رہے تھے جس کو انس (رضی اللہ عنہ) نے ناپسند کیا۔

امام دارمی نے فرمایا: دوسرے راوی نے کہا: غورک بن ابی الخضرم نے قراءت کی تھی۔

(**تخریج**) یہ روایت اعمش پر موقوف ہے اور سند صحیح ہے دیکھئے: ابن ابی شیبہ (۹۹۹۸)۔

3535۔ حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كَانُوْا يَرَوْنَ هٰذِهِ الْأَلْحَانَ فِي الْقُرْآنِ مُحْدَثَةً.

(ترجمہ) محمد بن سیرین (رحمہ اللہ) نے کہا: اسلاف کرام قرآن کی قراءت میں ان سروں کو بدعت شمار کرتے تھے۔

(**تخریج**) اس روایت کی سند جید ہے۔

تشریح: ......لحن، یا سر بنا کر قرآن پڑھنے کو بہت سے علماء نے ناپسند کیا ہے جس کا ذکر پیچھے گذر چکا ہے امام نووی نے التبیان ص:۹۹ پر لکھا ہے: قراءت میں لحن (سر) بنا کر پڑھنے کو امام شافعی رحمہ اللہ نے مکروہ گردانا ہے، دوسرا قول عدم کراہت کا بھی ہے اور بعض اصحاب شافعی نے کہا جو زیادہ کھینچ تان کر تکلف سے پڑھے ایسی قراءت مکروہ ہے۔ آداب تجوید و قراءت سے قرآن پڑھنا جس میں گانے کی آواز نہ ہو مکروہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور احسان ہے کہ جامع مسند الامام ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی (رحمہ اللہ) کا یہ ترجمہ اختتام کو پہنچا۔

وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله وصحبه تسليما كثيرا

جمعرات ١٤/ ٢/ ١٤٢٩ھ، ٢١/ ٢/ ٢٠٠٨م

آج يوم الاثنين ٢/ ٧/ ١٤٣١ھ مطابق ١٤/ ٦/ ٢٠١٠م

کو نظر ثانی اور اضافہ مکمل ہوا۔ والحمد لله أولا و آخرا۔

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علمائے کرام کی آراء

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ کا دور اُن کے اپنے وطن سمرقند و بخارا میں سنت سے بے پرواہی کا دور تھا۔ لوگ سنت کو چھوڑ کر بدعت کی طرف راغب ہو چکے تھے، لہٰذا آپ نے اپنی کتاب کے مفصل مقدمہ کو احادیث رسول نیز صحابہ و تابعین کرام کے اقوال و اعمال اور فتاویٰ جات سے بھر دیا، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت و کردار کو معجزات و بیّنات سے واضح کیا، سنت رسول سے محبت اور لگاؤ و رغبت کی نصوص اور اقوال زریں پیش کئے، اطاعت و عمل پر اُبھارا، شکوک و شبہات پر قدغن لگائی۔ پھر علمائے کرام کی تعظیم و توقیر پر اُبھارا اور سنت سے انحراف کرنے والوں کے بارے میں بڑے عبرت آموز واقعات نقل کئے۔ علم و عمل کا تعلق واضح کیا اور بے عمل علماء کو جھنجھوڑا جس کا اندازہ مقدمہ میں مذکور ابواب سے ہی ہو جاتا ہے۔ اس لئے مقدمہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ کو حدیث کے معانی و علل، رجالِ حدیث اور ان کی تاریخ سے پوری واقفیت تھی اور ائمہ فن کو ان کے فیصلہ پر اعتماد تھا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے یحییٰ حمانی کی بابت سوال کیا گیا تو امام نے جواب دیا کہ ''ہم نے دارمی کے قول کی وجہ سے انہیں چھوڑ دیا ہے۔'' حفظ و اتقان اور زہد و ورع میں امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ کی جلالت شان کی شہادت کبار ائمہ حدیث نے دی ہے، ان کے شیوخ کی تعداد دو سو سے زائد ہے، ان کے جن شیوخ نے ان سے روایت کی ہے ان میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی ہے۔

- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ان کے سامنے دنیا پیش کی گئی لیکن انہوں نے اسے قبول نہ کیا۔''
- امام دارقطنی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''وہ ثقہ و مشہور ہیں۔''
- امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''وہ دین کے ارکان میں سے ایک رکن تھے......الخ''
- حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ثقةٌ فاضلٌ، متقنٌ''
- امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''عبداللہ بن عبدالرحمٰن اپنے وقت کے امام تھے۔''
- ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''علم و بصیرت حفظ و اتقان اور زہد و ورع میں دارمی کی امامت اظہر من الشمس ہے۔''

شعبہ تصنیف و تالیف
الفرقان ٹرسٹ

ISBN:978-969-9845-00-0

الفرقان ٹرسٹ خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ، گل والا فون: 066-2611270
مکتبة الکتاب: حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 0321-4210145
www.alfurqantrust.com

NoonPrinters 0321-4187895, 03214503806